نئے اضافوں کے ساتھ

عالمِ اسلام میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

قادیانیت ثبوت حاضر ہیں!

قادیانیوں کے بدترین کفریہ عقائد و عزائم پر مبنی عکسی شہادتیں

2

ترتیب و تحقیق

محمد متین خالد

چیلنج

''ثبوت حاضر ہیں''

یہ کتاب، اپنے اندر
قادیانی مذہب کے بانی
آنجہانی، مرزا غلام احمد قادیانی
اس کے بیٹوں، اس کے نام نہاد خلیفوں اور دیگر اہم قادیانیوں کی
مستند تصانیف اور اخبارات و رسائل کی
قابلِ اعتراض اور دل آزار کفریہ عبارتوں کی عکسی نقول لیے ہوئے ہے
قادیانی جرائم کے یہ ثبوت
اتنے واضح ہیں کہ دنیا کی کسی بھی عدالت میں
ان عکسی دستاویزات کی صداقت کو چیلنج کرنا
کسی بھی قادیانی کے لیے ممکن نہیں ہے
میں اس کتاب میں درج
تمام حوالوں اور عکسی نقول کے مصدقہ ہونے
کی ذمہ داری قبول کرتا ہوں
اور قادیانی جماعت کے موجودہ سربراہ سمیت
دنیا کے تمام قادیانیوں (بشمول لاہوری گروپ) کو
چیلنج کرتا ہوں کہ
اگر اس کتاب میں موجود، کوئی بھی عکس غیر حقیقی ہو،
یا میری طرف سے کسی بھی نوع کی ترمیم ہوئی ہو، کسی قسم کا اضافہ کیا گیا ہو، یا
ایک بھی خانہ ساز حوالہ پایا جائے
تو میں اس کے لیے ہر قسم کی سزا پانے کے لیے تیار ہوں!
بصورت دیگر انہیں ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر آخرت کی فکر کرتے
ہوئے اسلام کی آغوش میں آجانا چاہیے
ہے کسی قادیانی میں اخلاقی جرأت جو میرے اس چیلنج کو قبول کرے؟

محمد متین خالد

نئے اضافوں کے ساتھ

عالمِ اسلام میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

قادیانیت ثبوت حاضر ہیں!

جلد دوم

قادیانیوں کے بدترین کفریہ عقائد و عزائم پر مبنی عکسی شہادتیں

محمد متین خالد

علم و عرفان پبلشرز

الحمد مارکیٹ 40-اردو بازار، لاہور،

فون: 7352332-7232336-8405100

جملہ حقوق محفوظ

نام کتب	ثبوت قیامت حاضرین! جلد دوم
مصنف	محدثین خالد
ناشر	علم و عرفان پبلشرز
قانونی مشیر	محمد نوید شاہین ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
مطبع	جوہر رحمانیہ پرنٹرز، لاہور
سرورق	فضیل کیانی
کمپوزنگ	تاج کمپوزنگ سنٹر، لاہور
سن اشاعت	(نئے اضافوں کے ساتھ) 2010ء
قیمت	600/- روپے

علم و عرفان پبلشرز

الحمد مارکیٹ 40-اردو بازار، لاہور،

فون: 7352332-7232336-8405100

اِنتساب

پھول، خوشبو، رنگ، بہار، صبا، شبنم، روشنی، شفق، نور، چاندنی، حُسن، ترنم، سحر، آبشار، ستارا، نگینہ اور قوس قزح..... اگر یہ ملکوتی جمال آفرینیاں انسانی رُوپ دھار لیں تو یقیناً میرے اہل خانہ کی مانند ہوں گی۔ میری عمر 13 سال تھی جب میرے والد صاحب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوئے۔ پھر میری والدہ محترمہ نے ہم سب بھائیوں کی بہترین تعلیم و تربیت کی۔ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے محاذ پر سب سے زیادہ حوصلہ افزائی اور جرأت انہی کی طرف سے ملی۔ وہ عرقابِ محبت رسول ﷺ اور دینی غیرت وحمیت کا استعارہ تھیں۔ والدہ ہونے کے ناتے ان کی عزت وتکریم مجھ پر فرض ہے لیکن ایک اور حوالہ سے بھی میں انہیں مزید قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ ان کا نام فاطمہ ہے۔ شہرِ خموشاں کے یہ دونوں منور چراغ ماضی کی طرح اب بھی مجھے اپنی محبت وشفقت کی لَو دیتے ہیں۔ میرے سب بھائی اور بھتیجے تحفظِ ختم نبوت کے مقدس مشن کے ساتھ بڑی مضبوطی اور اخلاص سے وابستہ ہیں۔ ان میں سب سے نمایاں برادرِ گرامی محترم محمد شاہین پرواز صاحب ہیں جو ناسازی طبع کے باوجود پورے جوش اور جذبے سے میری سرپرستی فرما رہے ہیں۔ گھر میں تالیف وتصنیف کے دوران میری اہلیہ محترمہ ہمیشہ مجھے پرسکون ماحول فراہم کرتے ہوئے میری تمام ضرورتوں کا خاص خیال رکھتی ہیں۔ میری دونوں بیٹیوں نے میری پوری لائبریری کی تزئین وآرائش

سنبھال رکھی ہے جس سے مجھے حوالہ جات کی تلاش میں بے حد آسانی رہتی ہے۔ میرے بیٹے **محمد بن متین** اور **احمد متین** جنہیں میں نے تحفظِ ختم نبوت کے لیے وقف کر دیا ہے، وہ بھی میرے کام میں بے حد معاون و مددگار رہتے ہوئے اس بہانے خوب تربیت حاصل کر رہے ہیں۔ نورِ چشم عزیزی **علی مدثر حسین** کی معاونت اور مشاورت بھی قابلِ صد ستائش ہے۔ زہد و تقویٰ میں یگانہ روزگار محترمہ **آپا جی**، **خالہ جان** اور **ماموں جان** کی خصوصی دعائیں ہمیشہ میرے لیے مشعل راہ ثابت ہوتی ہیں۔ میں اس لحاظ سے بہت خوش قسمت ہوں جسے ایسے مشفق اہل خانہ کی سرپرستی اور سائبانی میسر ہے۔ میں اس کتاب کا انتساب ان تمام افراد کے نام کرتے ہوئے غیر معمولی دلی راحت اور خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں کہ

؎ میں خشک پیڑ خزاں کا تھا، مجھے کیسا برگ و بار دیا

اللھم صلی علیٰ محمد خاتم النبیین و خاتم المرسلین

ترتیب عنوانات

❁	چیلنج		2
❁	انتساب		5
❁	توجہ فرمائیں		25
❑	فہرست ٹائٹل کتب		27
❑	قادیانی ڈائریکٹری	احمد کریم شیخ (کینیڈا)	31
❑	نہیں ملتا سخن اپنا کسی سے	محمد متین خالد	35
	مرزا قادیانی کے حالات زندگی		41
❑	تذکرہ		46
❑	سیرت المہدی		47
❑	پیدائش		48
❑	سر اور پیر		49
❑	تاریخ پیدائش کا دلچسپ اختلاف		49
❑	نام ونسب		52
❑	میں کون ہوں؟		52
❑	ذات بدلنے والا کون؟		53

View Proof

- ❑ والد اور بھائی کے نقش قدم پر 54
- ❑ والد کی وفات پر اللہ تعالیٰ کی تعزیت 54
- ❑ مرزا قادیانی کا والد بے نمازی 55
- ❑ مقدمات میں وقت ضائع 56
- ❑ مرزا قادیانی کی تلاش 56
- ❑ بازو ٹوٹ گیا 56
- ❑ اور انگلی کٹ گئی 57
- ❑ کسی کی جان گئی، کسی کی ادا ٹھہری 57
- ❑ چھری چل گئی 58
- ❑ لطیفہ 58
- ❑ راکھ سے روٹی 59
- ❑ مٹی اور گڑ کے ڈھیلے 59
- ❑ سُندھی 60
- ❑ اِدھر اُدھر 60
- ❑ مختاری کے امتحان میں فیل 64
- ❑ غرارہ 64
- ❑ قادیانی جماعت کا نام 64
- ❑ ہر نبی کا کلمہ 65
- ❑ تیمم 65
- ❑ تیز گرم پانی سے طہارت 65
- ❑ عورتوں کا امام 66
- ❑ زنانہ نماز 66

- نماز میں فارسی نظم 67
- نماز میں پان 67
- بواسیر اور.....نماز 67
- بیٹے کی خاطر نمازِ جمعہ نہیں پڑھی 68
- سب کا نماز جنازہ پڑھا دیا 68
- روزہ توڑ دیا 69
- روزے تڑوا دیئے 69
- روزے نہیں رکھے 69
- روزہ کھلوا دیا 70
- رمضان المبارک کا احترام؟ 70
- حج، اعتکاف، زکوٰۃ 71
- اعتکاف 71
- مُردہ اسلام 72
- کنجنی (بدکار عورت) کی رقم 72
- سود جائز ہے! 72
- جیب میں اینٹ 73
- جرابیں، کاج، گرگابی اور کھانا 73
- الٹے کاج 74
- الٹی سیدھی گرگابی 74
- الٹی سیدھی جرابیں 75
- پہلوانوں والی خوراک 75
- کھانے کا انداز 78

- گوشت کی قیمت 78
- تکیے کے نیچے کپڑے 78
- ریشمی ازار بند 79
- ریشمی ازار بند کے فوائد 79
- جیبی گھڑی 80
- پیشہ نبوت 80
- خدا کی مشین 81
- نبی کے ہتھیار 81
- قادیانی خلیفہ مرزا مسرور کا دادا 82
- پانچ اور پچاس کا شہرت یافتہ قادیانی فرق 82
- سرسید کی نظر میں 85
- ہندؤں کی نظر میں 85
- کتب فروش 86
- چوڑی، زانیہ اور کنجروں کے خواب 88
- ٹیچی ٹیچی 89
- ''ماہواری'' چندہ 89
- جماعت مرغی کی آواز پر توجہ دے 90
- دعا برائے فروخت 90
- افریقہ کے بندر اور مرزا قادیانی 91
- بتوں کی زیارت 92
- مرزا قادیانی کی علمی باتیں 92
- حمل کاذب 92

- عورتوں کی خاص قسم 93
- مرشد کے ساتھ مرید کا تعلق 93
- مرزا قادیانی کی سائنس 93
- قلمی اسلحہ 93
- ایک ایک حرف..... خدا تعالیٰ کی طرف سے 95
- مرزا قادیانی کے معجزات 96
- اللہ نے جو مجھے سکھایا، وہ کسی اور کو نہ سکھایا 96
- جو میرے ہاتھ سے جام پئے گا، وہ ہرگز نہیں مرے گا 96
- معجزانہ انشا پردازی کا ایک نمونہ 103
- مجھ سے خدا تعالیٰ لکھواتا ہے 104

مرزا قادیانی کے خانگی حالات 105

- بیوی سے حسن سلوک 110
- بیوی سے عمدہ سلوک 110
- طلاق سے پرہیز کرو 110
- ”بھیجے دی ماں“ کو طلاق 111
- بدذات بیوی 112
- حالت مردمی کالعدم 113
- بیوی کے ایام نے عزت رکھ لی 113
- پچاس مردوں کے برابر طاقت 116
- حقیقی بیعت 117
- نصرت جہاں بیگم نے بیعت نہیں کی 117

View Proof

- بیعت نہ کرنے والا منافق 118
- تنگ پاجامہ 119
- غرارہ 119
- مصافحہ 119
- ملکہ کا راج 120
- میں ایسے پردے کا قائل نہیں 121
- مرجا بیوی دی گل بڑی مندا اے 121
- مبارکہ بیگم اور امتہ الحفیظ کا حق مہر 122
- داماد کی قوت باہ کا علاج 123
- اپنے بیٹے فضل احمد کی موت پر خوشی کا اظہار 123
- سسرالی عورتوں کے متعلق الہام 124

مرزا قادیانی اور غیر محرم عورتیں 125

- نبی کریم ﷺ کا تقویٰ 127
- اسلام کی اعلیٰ تعلیم 128
- جو عورتیں پردہ نہیں کرتیں، شیطان ان کے ساتھ ہے 128
- عورت سے مصافحہ جائز نہیں 128
- غیر محرم عورتوں کو چھونا 129
- ''نبی معصوم'' 129
- اِدھر اُدھر 129
- تھیٹر 130
- ٹانک وائن شراب کا استعمال 131

View Proof

- ٹانک وائن کا فتویٰ 131
- لڑکی کیسی ہونی چاہیے؟ 132
- گول منہ، لمبا منہ 133
- ایبوکڑی یعنی ایں 133
- احتلام 134
- میں ایسے پردے کا قائل نہیں 135
- رات کا پہرہ 135
- مائی تابی 136
- مائی کاکو 136
- بھانو 136
- زینب بیگم 137
- دوپٹہ تیرا ململ دا 138
- بچہ سپیشلسٹ 138
- کبھی کبھی زنا 139

شرمناک قادیانی تحریریں 141

- فحاشی کی اشاعت 146
- معروفیات 146
- پلید دل 146
- خیالات 147
- بے حیا انسان 147
- جب انسان حیا چھوڑ دیتا ہے..... 147

View Proof

- میں وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ میرے دل میں ڈالتا ہے 147
- مرزا قادیانی کی اپنی جماعت کو نصیحت 147
- بڑا کارنامہ 148
- پرمیشر کی جگہ 148
- قادیانی کوک شاستر 149
- میری تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا 152
- نیوگ، روز کی مشق 153
- قانون دکھائی 154
- قادیانی خشوع وخضوع 157
- قادیانی ترانہ 160
- نرم اندام عورتیں اور ہمارے باکرہ مضامین 161
- برہنہ شخص سے بغلگیری 162
- پیٹ سے چوہا؟ 162
- رحم پر مُہر 162
- عضو تناسل کاٹ دیتا..... 163
- جہاں سے نکلے تھے..... 163
- بے غسل.....؟ 163
- عورت کی کارروائی 164
- سلطان القلمی کا نادر نمونہ 165
- یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ 165
- اللہ عورت، مرزا مرد 166
- کبھی کبھی زنا 166

- تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق 166
- مباہلہ جائز ہے 168
- خلیفہ صاحب کی عیاری 168
- میاں زاہد سے میری بیویاں پردہ نہیں کرتیں 169
- شہادت نمبر 1 169
- شہادت نمبر 2 171
- ایک احمدی خاتون کا بیان 171
- شہادت نمبر 3 172
- شہادت نمبر 4 173
- شہادت نمبر 5 (حلفیہ شہادت) 173
- شہادت نمبر 6 173
- بے خوف مجاہد 173
- شہادت نمبر 7 (حلفیہ شہادت) 174
- شہادت نمبر 8 (حلفیہ شہادت) 175
- شہادت نمبر 9 (حلفیہ شہادت) 175
- شہادت نمبر 10 175
- حلفیہ شہادت 175
- شہادت نمبر 11 (حلفیہ شہادت) 176
- محمد یوسف ناز کا حلفیہ بیان 176
- شہادت نمبر 12 177
- شہادت نمبر 13 (حلفیہ شہادت) 177
- شہادت نمبر 14 (حلفیہ شہادت) 178

- شہادت نمبر 15 (حلفیہ شہادت) 179
- شہادت نمبر 16 (حلفیہ شہادت) 179
- شہادت نمبر 17 (حلفیہ شہادت) 179
- مرزا محمود کی اپنی گواہی 179
- شہادت نمبر 18 (حلفیہ شہادت) 180
- شہادت نمبر 19 (حلفیہ شہادت) 180
- شہادت نمبر 20 (حلفیہ شہادت) 181
- شہادت نمبر 21 (حلفیہ شہادت) 181
- شہادت نمبر 22 (حلفیہ شہادت) 181
- شہادت نمبر 23 (حلفیہ شہادت) 183
- شہادت نمبر 24 (حلفیہ شہادت) 185
- شہادت نمبر 25 (حلفیہ شہادت) 186
- شہادت نمبر 26 187
- شہادت نمبر 27 188
- شہادت نمبر 28 190
- سول سرجن کی شہادت 190
- حق پسند اصحاب کی توجہ کے لیے 191
- بدکردار مصلح موعود نہیں ہوسکتا 192
- اظہار واقعہ کو بدزبانی نہیں کہا جاسکتا 193
- انتباہ 194
- فیصلہ عدالت عالیہ ہائی کورٹ لاہور 195
- مرزائیوں کی روحانی شکارگاہ 198

- بے نقاب 204
- مرزا قادیانی کی کتابیں پڑھنے سے فرشتے نازل ہوتے ہیں 204
- مرزا قادیانی کی کتابوں میں قرآن مجید والا نور اور ہدایت ہے 205
- مرزا قادیانی کی کتابیں قرآن کی تفسیر ہیں 205
- مرزا قادیانی کا طرزِ تحریر 205

مرزا قادیانی بحیثیت ایک طبیب 207

- حکمت کی کتابیں، تفسیر قرآن ہیں 210
- مرزا قادیانی کی علم طب میں دسترس 210
- کچلہ کونین فولاد 210
- نیم حکیم، خطرۂ جان 211
- پیغمبری ادویات 211
- ممنوعہ چیزیں ''بھنگ، دھتورہ، افیون'' سب جائز 212
- افیون 212
- سنکھیا 213
- دو بوتل برانڈی 214
- ٹانک وائن 214
- ٹانک وائن کا فتویٰ 215
- حالتِ مردمی 215
- قادیانی وایاگرا 216
- داماد اور قوت باہ 217
- بھنگ، افیون شراب کے بہن بھائی ہیں 217

View Proof

- ''دست شریف'' میں دودھ کا استعمال 218
- سوڈا وغیرہ 218
- تریاق الٰہی؟ 218
- شربت کی جگہ تیل 219
- کھانسی کا علاج 219
- گنے سے کھانسی کا علاج 220
- پھوڑے کا علاج 220
- بال بڑھانے کی دوا 220
- مفت بر 220
- چچازاد بھائی سے علاج 221
- مرغا ذبح کر کے..... 221
- رسوا کن باتیں 221

مرزا قادیانی اور شاعری 223

- شاعر اور شاعری 226
- مرزا قادیانی کی عشقیہ شاعری 227
- بھینی بھینی خوشبو 228
- قادیانی ترانہ 229
- مرزا قادیانی کی شاعری سے قبض دور ہوتا ہے 230
- پاکیزہ جذباتِ عشق میں ڈوبا ہوا کلام 230
- حیا سوز شاعری 231
- نسلیں ہیں میری بے شمار 232
- ہوں بشر کی جائے نفرت..... 232

View Proof

232 ❑ خدا کا کلام

235 مرزا قادیانی ایک ڈرپوک اور بزدل شخص View Proof

237 ❑ میرا نام غازی ہے

237 ❑ غازی نام رکھنا رسول کریم ﷺ کی نافرمانی ہے

238 ❑ ہم موت سے نہیں ڈرتے

238 ❑ بزدلی ایمان کی کمزوری ہے

238 ❑ مجھے للکارنا اچھا نہیں

240 ❑ پادریوں کی حمایت

241 ❑ زلزلہ

242 ❑ انگریزی عدالت میں، ''اپنے مریدوں کی اطلاع کے لیے''

243 ❑ آئندہ پیش گوئی سے میری توبہ!

243 ❑ حج نہ کرنے کی وجہ

243 ❑ پولیس کا پہرہ

244 ❑ کتا محافظ

244 ❑ مناظرہ سے فرار

245 قادیان View Proof

247 ❑ قادیان کی گمنام حالت

249 ❑ کشف کا قادیان

250 ❑ خواب میں قادیان

250 ❑ لاہور بھی کوئی شہر ہوتا تھا

View Proof

253 بہشتی مقبرہ

- 255 بہشتی مقبرہ بہشتی لوگ
- 255 جنت ارضی
- 256 مرزا اور اس کے اہل وعیال کے لیے کوئی فیس نہیں
- 256 بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی وصیت نہ کرنے والا منافق
- 257 بہشت سے اخراج، چندہ ضبط
- 257 دائمی جنت
- 257 ابوبکرؓ وعمرؓ کی سی فضیلت
- 258 بہشتی مقبرہ
- 259 بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی شرائط
- 262 بہشتی مقبرہ کا آنکھوں دیکھا حال

265 مرزا قادیانی کے استاد

View Proof

- 267 مہدی کسی کا شاگرد نہیں ہوتا
- 267 مہدی کے لیے ضروری ہے.....
- 268 نبی کا کوئی استاد نہیں ہوتا
- 268 میرے کئی استاد تھے
- 269 بیٹے کی تصدیق
- 270 حلفاً کہتا ہوں میرا کوئی استاد نہیں
- 270 قسم کی اہمیت
- 271 اپنے استاد کی تعریف
- 271 شاگرد، استاد کی مانند ہوتا ہے

View Proof

273 مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ''فیض یافتہ'' مرید

- 275 نماز میں نامناسب تکلیف
- 276 اللہ کا بچہ
- 276 اللہ مرد، مرزا عورت
- 277 جسم پر نامناسب ہاتھ پھیرنا
- 278 قادیان اور سجدہ
- 278 کفن چور
- 279 تھیٹر
- 279 ضرور بدکاری کرے گا
- 280 قوت رجولیت بالکل معدوم
- 281 قادیان میں بڑے بڑے خبیث، شریر، ناپاک طبع، کذاب اور مفتری رہتے ہیں
- 281 مرزا قادیانی کی بیعت کا ''فیض''
- 283 کثرت قبولیت دعا کا نشان

285 قادیانی جماعت، قادیانی قیادت کی نظر میں

View Proof

- 287 درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے
- 287 قادیان؟
- 288 بھیڑیوں کی جماعت
- 288 درندے، قادیانیوں سے اچھے
- 289 قادیانی جلسہ، اخلاقی حالتوں کے بگاڑنے کا ایک ذریعہ
- 289 کج دل لوگوں کی جماعت
- 290 تہذیب اور پرہیزگاری سے عاری جماعت
- 290 مخنثوں کی جماعت
- 290 اکیلا کسی جنگل میں ہوتا تو بہتر تھا!

- جیسے کتا مردار کی طرف 291
- شوق پورا نہیں ہوا 291
- جلنے والی لکڑیاں 292
- خصی جماعت 292
- سُوروں کی جماعت 293
- جماعت میں بہت کمی ہے 294
- میں کسی کو حساب نہیں دوں گا 295
- بے حیا اور بزدل جماعت 296
- جہنم کی آگ کی حامل جماعت 296
- بددیانت جماعت 297
- گالیاں کھلوانے والی جماعت 297
- کتے 298
- احمق جماعت 299
- انگاروں والی جماعت 299
- جھگڑالو جماعت 299
- غیر مہذب اور غیر شائستہ جماعت 300
- نفس پرور جماعت 301
- ایک پیسے سے بھی کم حیثیت جماعت 301
- لومڑی، سور اور سانپ 301

مرزا قادیانی کی بیماریاں 303

- مردانہ حسن کا نمونہ 305
- صحت کا ٹھیکہ 306
- انبیا اور خبیث امراض 306

View Proof

- دائم المرض اور طرح طرح کی بیماریاں 306
- آنکھوں کی نسبت خاص الہام 306
- مائی ادپیا 307
- چشم نیم باز 307
- الٹا جوتا پہننا 307
- کس کی چھڑی ہے؟ 308
- گھڑی 308
- ''انہوں کچھ دیدا ہے'' 309
- ذیابیطس، سوسو دفعہ پیشاب 309
- حالتِ مردی کالعدم 309
- سردرد، کمی خواب، تشنج دل، ذیابیطس، کثرت پیشاب 310
- سردرد، کثرتِ پیشاب ودست 310
- سر اور دستوں کی بیماری 311
- دست 311
- دورے 311
- دورے اور روزے 312
- مرگی 312
- ہسٹریا (Hysteria) 313
- ہسٹریا کے دورے 313
- اگر ہسٹریا ثابت ہو جائے..... 314
- مراق 315
- ہسٹریا اور مراق 315
- مراق اور کثرت بول 315
- ہر نبی کو مراق 316
- سِل 316

- خونی قے 316
- قولنج زحیری 317
- کیچڑ اور ریت سے علاج 317
- خارش 318
- لکنت 318
- دانتوں کو کیڑا 318
- ایڑیاں پھٹ گئیں 319
- بال سفید 319
- دایاں بازو 319
- حافظہ خراب 320
- سرعت انزال 320

مرزا قادیانی کا عبرتناک انجام 321

- بہت بری موت 323
- مولوی ثناء اللہ سے آخری فیصلہ 324
- یہ خدا کی طرف سے ہے 326
- حالت دگرگوں 326
- میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے 328
- میں نجاست کے کیڑے سے بھی بدتر ہوں! 329
- دوزخ کا الہام 329
- جھوٹے مدعی کو خدا ہلاک کرتا ہے 329
- خدا جھوٹوں کو ہلاک کرتا ہے 329
- دوزخ کا وعدہ 330

عکسی شہادتیں 331

View Proof

View Proof

توجہ فرمائیں!

- اس کتاب کے 14 ابواب ہیں۔
- ہر باب ایک مختلف موضوع کا مکمل احاطہ کرتا ہے۔
- ان ابواب کے شروع میں قادیانیوں کی متعلقہ گستاخیوں، ہرزہ سرائیوں اور مضحکہ خیزیوں کو نمبر شمار لگا کر ایک ترتیب سے درج کیا گیا ہے۔
- پھر کتاب کے آخر میں اسی ترتیب کے ساتھ اصل قادیانی کتب کے عکس دے دیے گئے ہیں۔ مثلاً ''شرمناک قادیانی تحریریں'' کے باب میں حوالہ نمبر 177 کا عکسی ثبوت، کتاب کے آخر میں حوالہ نمبر 177 کے تحت فراہم کر دیا گیا ہے۔
- اصل قادیانی کتابوں کے ٹائٹل کا عکس ہر حوالہ کے ساتھ بار بار دینے کے بجائے صرف ایک دفعہ دیا گیا ہے، اس کے لیے دیکھیے صفحہ نمبر 27 تا 30
- اہم معترضہ قادیانی تحریروں کو نمایاں کرنے کے لیے ان کے گرد موٹی آؤٹ لائن لگا دی گئی ہے۔
- قادیانی کتب سے پورے صفحے کا عکس دینے سے قادیانیوں کا یہ اعتراض بھی ختم ہو جاتا ہے کہ ان کی گستاخانہ اور متنازع فیہ عبارات سیاق و سباق سے ہٹ کر بیان کی جاتی ہیں۔
- قارئین کرام سے درخواست ہے کہ اس کتاب میں موجود قابل اعتراض، دل آزار اور توہین آمیز قادیانی عبارات پڑھتے وقت کثرت سے استغفار کریں۔ شکریہ!

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْم. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم. وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا وَّكَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا. لَعْنَتُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ. اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ. وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِىِّ الْعَظِيْم. اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبْثِ وَالْخَبَآئِث.

فہرست ٹائٹل قادیانی کتب

صفحہ نمبر

- تذکرہ مجموعہ وحی والہامات (مرزا قادیانی) 333
- سیرت المہدی جلد اوّل (مرزا بشیر احمد ایم اے) 334
- سیرت المہدی جلد دوم (مرزا بشیر احمد ایم اے) 335
- سیرت المہدی جلد سوم (مرزا بشیر احمد ایم اے) 336
- ملفوظات جلد اوّل (مرزا قادیانی) 337
- ملفوظات جلد دوم (مرزا قادیانی) 338
- ملفوظات جلد سوم (مرزا قادیانی) 339
- ملفوظات جلد چہارم (مرزا قادیانی) 340
- ملفوظات جلد پنجم (مرزا قادیانی) 341
- مجموعہ اشتہارات جلد اوّل (مرزا قادیانی) 342

- ❑ مجموعہ اشتہارات جلد دوم (مرزا قادیانی) 343
- ❑ مکتوبات احمد جلد دوم (مرزا قادیانی) 344
- ❑ دعوہ الامیر، انوار العلوم جلد 7 (مرزا بشیر الدین محمود) 345
- ❑ تریاق القلوب (مرزا قادیانی) 346
- ❑ کتاب البریہ (مرزا قادیانی) 347
- ❑ مجدد اعظم جلد اوّل (ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری قادیانی) 348
- ❑ حقیقت الوحی (مرزا قادیانی) 349
- ❑ براہین احمدیہ حصہ پنجم (مرزا قادیانی) 350
- ❑ تفسیر صغیر (مرزا بشیر الدین محمود) 351
- ❑ ازالہ اوہام (مرزا قادیانی) 352
- ❑ ذکر حبیب (مفتی محمد صادق قادیانی) 353
- ❑ مسیح موعود کے مختصر حالات، ملحقہ براہین احمدیہ حصہ اوّل تا چہارم (معراج الدین عمر قادیانی) 354
- ❑ سیرت مسیح موعود (مرزا بشیر الدین محمود) 355
- ❑ آئینۂ کمالات اسلام (مرزا قادیانی) 356
- ❑ چشمہ معرفت (مرزا قادیانی) 357
- ❑ انجام آتھم (مرزا قادیانی) 358
- ❑ خطوط امام بنام غلام (حکیم محمد حسین قریشی قادیانی) 359
- ❑ کشتی نوح (مرزا قادیانی) 360
- ❑ تحفہ گولڑویہ (مرزا قادیانی) 361

- ❑ نزول المسیح (مرزا قادیانی) 362
- ❑ اصحاب احمد جلد 13 (ملک صلاح الدین قادیانی) 363
- ❑ کلمۃ الفصل (مرزا بشیر احمد ایم اے) 364
- ❑ نور القرآن (مرزا قادیانی) 365
- ❑ تحفہ غزنویہ (مرزا قادیانی) 366
- ❑ براہین احمدیہ جلد اوّل تا چہارم (مرزا قادیانی) 367
- ❑ اعجاز احمدی (مرزا قادیانی) 368
- ❑ تذکرہ الشہادتین (مرزا قادیانی) 369
- ❑ تفسیر کبیر (مرزا بشیر الدین محمود) 370
- ❑ آریہ دھرم (مرزا قادیانی) 371
- ❑ نسیم دعوت (مرزا قادیانی) 372
- ❑ حجۃ اللہ (مرزا قادیانی) 373
- ❑ سراج منیر (مرزا قادیانی) 374
- ❑ حیات احمد (یعقوب علی عرفانی) 375
- ❑ تذکرہ المہدی (پیر سراج الحق نعمانی قادیانی) 376
- ❑ تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق (مظہر الدین ملتانی) 377
- ❑ مرزائیوں کی روحانی شکارگاہ (عبدالرزاق مہتہ) 378
- ❑ کلام محمود (مرزا بشیر الدین محمود) 379
- ❑ ملائکۃ اللہ مندرجہ انوار العلوم جلد پنجم (مرزا بشیر الدین محمود) 380
- ❑ تقریر دلپذیر مندرجہ انوار العلوم جلد 10 (مرزا بشیر الدین محمود) 381

- ❑ منہاج الطالبین مندرجہ انوار العلوم جلد 9 (مرزا بشیر الدین محمود) 382
- ❑ دافع البلاء (مرزا قادیانی) 383
- ❑ درثمین (مرزا قادیانی) 384
- ❑ نشان آسمانی (مرزا قادیانی) 385
- ❑ خطبہ الہامیہ (مرزا قادیانی) 386
- ❑ البلاغ (مرزا قادیانی) 387
- ❑ الوصیت (مرزا قادیانی) 388
- ❑ اربعین (مرزا قادیانی) 389
- ❑ ایام الصلح (مرزا قادیانی) 390
- ❑ حمامۃ البشریٰ (مرزا قادیانی) 391
- ❑ اسلامی قربانی (قاضی یار محمد قادیانی) 392
- ❑ ضرورت الامام (مرزا قادیانی) 393
- ❑ شہادت القرآن (مرزا قادیانی) 394
- ❑ فتح اسلام (مرزا قادیانی) 395
- ❑ حیات ناصر (شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی) 396

۞ ۞ ۞

قادیانی ڈائریکٹری

قادیانیت اگرچہ بدبختی کا دوسرا نام ہے لیکن خوش بختی تمام قادیانیوں سے محض دو قدم کے فاصلے پر منتظر کھڑی ہے۔ جی ہاں! کفر سے ایمان کی جانب سفر ایسی نیکی ہے، جس سے بہر حال ''جامد مومن'' محروم رہتا ہے۔ وہ خواتین و حضرات جو ''احمدیت'' سے تائب ہو کر از سرِ نو بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور حضوری کے درجات حاصل کر گئے، ان کے مقدر پر رشک کیا جا سکتا ہے۔ قدرت نے اگر انھیں سرفراز فرمایا ہے تو اس کا بنیادی سبب یہی ہے کہ انھوں نے اپنے موروثی معتقدات سے نجات پانے کے لیے ایک صبر آزما جنگ لڑی ہے۔ دوستو! دنیا کا سب سے مشکل کام اپنے آبائی عقیدے کے قلادے کو گردن سے اتار پھینکنا ہے۔ فرد کا تعلق چاہے اقلیت سے ہو' اس کی سوسائٹی کا محاصرہ بڑا ہی سخت ہوتا ہے۔ میں ظاہری پہروں کی بات نہیں کر رہا ہوں' میرے پیش نگاہ وہ ماحول ہے' وہ جذباتی وراثت ہے' جو فرد کو لہو کے خلیوں میں تحلیل شدہ حالت میں ملتی ہے۔ ماں باپ ہر شخص کے ایک جیسے مکرم و مقدس ہوتے ہیں۔ وہ اولاد کو صرف جنم ہی نہیں دیتے' اپنی بے مثل محبت بھی رگوں میں منتقل کرتے ہیں۔ اسی لیے غلط سے غلط مذہب کا پیروکار بھی اپنے اجداد کے مذہب سے شدید قلبی لگاؤ رکھتا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ وہ فرد اکثر بے عمل ہوتا ہے، پوجا پاٹھ میں بھی اخلاص اس کا قبلہ نہیں ہوتا مگر جب اس کے بزرگوں کے عقیدے پر حرف گیری کا مرحلہ آتا ہے تو اس کا لہو کھول اٹھتا ہے اور وہ مرنے مارنے پر تل جاتا ہے۔ وجہ یہ نہیں ہوتی کہ وہ اپنے اعتقادات کی حقانیت کے سحر میں گرفتار ہوتا ہے بلکہ سبب اس کا یہ ہوتا ہے کہ اسے اپنے والدین کی نفی کرنا یا ان کا نفی کیا جانا وشنام محسوس ہوتا ہے۔ اس قضیے کا تعلق انسانی نفسیاتی پیچیدگیوں کے

ساتھ ہے اور یہ مسئلہ ایسا سادہ نہیں ہے۔ بہر قصہ جب کسی شخص کو معروضی احوال میں اپنے مذہب کا جائزہ لینے کی توفیق ملتی ہے تو اس کے عقل و شعور اکل کھرے ہو کر بین شہادت دے دیتے ہیں' کیا غلط ہے اور کیا درست ہے..... مگر جس کشمکش کا صحرا' بالعموم اس سے عبور نہیں ہو پاتا' اس کا نام خون کے رشتوں کے ساتھ جذباتی وابستگی ہے۔ عہد طفولیت سے جس ماں نے اپنے بچے کو سکھایا پڑھایا ہو کہ یہی سچ ہے' اس شخصیت کا تقدس ہر ظن سے بالا ہے' جس باپ نے قدم قدم پر اپنے بیٹے/ بیٹی کے لیے لازوال ایثار کا مظاہرہ کیا ہو' اس نے ساتھ ساتھ اس کے شعور کو یوں مرتب کیا ہو کہ یہی نظریہ آسمانی ہے' یہی مامور ربانی ہے اور پھر اس عمل کا تواتر کم و بیش ربع صدی پر محیط ہو۔ نیز ایسے ماں باپ اپنے تئیں اس ''سچ'' کو سچ یقین کرنے کے فریب میں بھی مبتلا ہوں۔ علاوہ ازیں بچپن سے ہی اردگرد موجود تمام ''ایجنسیاں'' اسی کار خیر پر مامور ہوں۔ سماجی' معاشی حال و مستقبل ان سے جڑے رہنے ہی سے وابستہ ہو..... تو جناب خم ٹھونک کر یہ کہہ دینا کہ میں آج سے اس مدار کے باہر کھڑا ہوں، بچوں کا کھیل نہیں ہے۔

دوستو! ''احمدیت'' تاریخ کا ایسا التباس ہے' جس کی نظیر نایاب نہیں تو کم یاب ضرور ہے۔ میں گھر کا بھیدی' ہوں' مجھے بہت اچھی طرح معلوم ہے کہ پیدائشی احمدی کو، احمدی برقرار رکھنے اور مزاج احمدیت میں پختہ تر کر دینے کے لیے' کیسے کیسے جتن کیے جاتے ہیں۔ ''احمدیت'' وہ قلعہ ہے' جسے نقب لگانا ایسا سہل نہیں ہے۔ اس کے بانیوں نے اس ریاست کے گرد ایسی فولادی فصیل استوار کر رکھی ہے' جس پر کمند ڈالنا آسان نہیں ہے' احمدی گھرانوں میں فکری آزادی اور بے جھجک مکالمے کے لیے فضا کبھی سازگار نہیں رکھی گئی۔ اور عملاً یہ کوشش کی گئی ہے کہ احمدیت کے فکری نظام پر کوئی گفتگو نہ کر سکے۔ احمدی خاندانوں میں مخالف نقطہ نظر کی جس قدر حوصلہ شکنی کی جاتی ہے' اس کی مثال ڈھونڈنی مشکل ہے۔

دوستو! یہ تمہید میں نے اس لیے باندھی ہے کہ میں وہ شخص ہوں' جس نے اعصاب کی رزم گاہ میں ایک ایک ساعت صلیب پر کاٹی ہے..... پیاس کے ایک طویل ریگزار کو طے کیا' تب کہیں جا کر مدنی نخلستانوں تک رسائی حاصل ہوئی ہے۔ قادیانیت سراسر دھوکا ہے مگر اس کا تانا بانا بڑی مہارت سے ترتیب دیا گیا ہے۔ میں اندر کی ہوشربا کہانی سے واقف ہوں..... لیکن میں اکثر یہ سوچ کر ورطہ حیرت میں ڈوب جاتا ہوں کہ علمی دنیا میں ایک شخص

ایسا بھی ہے، جس کی ماضی بعید و قریب میں کبھی، کسی بھی نوعیت کی احمدیت سے نسبت نہیں رہی۔ اس کے علی الرغم وہ قادیانیت کے ریشے ریشے سے آگاہ ہے۔ ان محترم کا نام محمد متین خالد ہے۔ مجھے اکثر یہ گمان گزرتا ہے کہ اگر متین خالد صاحب، مرزا غلام احمد قادیانی کے زمانے میں ہوتے تو یہ اس مدعی نبوت کی راہ میں سد سکندری ثابت ہوتے۔ مجھے بہت اچھی طرح جانکاری ہے کہ احمدی حلقوں میں محمد متین خالد کا حوالہ آتے ہی سب دم بخود ہو جاتے ہیں۔ قادیانیت کی کس چال سے متین صاحب نابلد ہیں، نہیں وہ اس عجیب وغریب مذہب کی رگ رگ سے آگہی رکھتے ہیں۔ احمدیوں کے ساتھ مناظروں میں جب وہ ان کی دکھتی رگوں پر ہاتھ رکھتے ہیں تو منظر دیدنی ہوتا ہے۔ محمد متین خالد صاحب کا طغرائے امتیاز یہ ہے کہ وہ بنیادی طور پر محقق ہیں اور اگر میں یہ کہوں کہ کافی بے رحم محقق ہیں تو نہ یہ گستاخی ہے اور نہ مبالغہ۔ تحقیق کی بازی میں وہ پورے اعتماد کے ساتھ شرکت کرتے ہیں۔ انھوں نے ایک عمر صرف کر کے احمدیہ لٹریچر کو لفظ بہ لفظ پڑھا ہے۔ اور ان کی ریسرچ باون تولے پاؤ رتی درست ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی رد قادیانیت پر لکھی ہوئی چالیس کے قریب کتب میں درج بے شمار حوالوں میں سے کوئی حوالہ چیلنج نہیں ہو سکا۔ یوں تو جناب متین خالد کا سارا کام ہی وقیع ہے لیکن جو اعتبار ان کی کتاب ''ثبوت حاضر ہیں'' کو حاصل ہوا ہے، وہ لاجواب ہے۔ مذکورہ تصنیف پہلی مرتبہ اکتوبر 1997ء میں منظر عام پر آئی تھی اور علمی مجالس میں اس نے تہلکہ مچا دیا تھا۔ اس تالیف کا اختصاص یہ ہے کہ اس میں جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد کی تصانیف کے اصل عکس شامل کر دیے ہیں۔ اس سے قادیانیوں کا یہ شکوہ بھی دور ہو گیا ہے کہ مخالفین بغیر کسی ثبوت کے بات کرتے ہیں۔ حال ہی میں متین صاحب نے اس کتاب کو ''سیریز'' بنا دیا ہے، یعنی اس سلسلے کی مزید جلدیں ترتیب دے دی ہیں۔ ان تمام جلدوں میں نئے حوالے قادیانیت پر شش جہات کو تنگ کرنے پر مستعد ہیں۔ سچی بات ہے، ''ثبوت حاضر ہیں'' کی اشاعت کے بعد احمدیوں کے لیے کوئی جائے مفر، کوئی گریز کی راہ رہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ متین صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ان کی اس کاوش کو قادیانیوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے۔ آمین! قادیانی علما کا سدا یہ وتیرہ رہا ہے کہ حالات و واقعات کے مطابق اپنی کتب میں تحریف کر لو (اس ضمن میں ایک نایاب مال میں نے بھی محفوظ کر رکھا ہے، جو وقت

آنے پر جب سامنے آیا تو قادیانیت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوگا) لیکن یہ تحریفات متین صاحب کی نظر سے بچ کر کہیں نہ جا سکیں۔ سو ''ثبوت حاضر ہیں'' پڑھیے اور سر دھنیے.....

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے ۔

احمد کریم شیخ

کینیڈا

www.ahmedi.org

نہیں ملتا سخن اپنا کسی سے

یہ محض اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے ورنہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ ''ثبوت حاضر ہیں''! کو اس قدر پذیرائی اور مقبولیت حاصل ہوگی کہ اندرون اور بیرون ممالک سے بے شمار خطوط، فون اور ای میلز موصول ہوں گی جن میں احباب نے اس کتاب کی اشاعت پر نہایت خوشی کا اظہار کرتے ہوئے مبارک باد اور دعائیں دیں۔ دراصل ''ثبوت حاضر ہیں''! ایک ایسی کتاب ہے جس کی روشنی میں ایک عام شخص، قادیانی عقائد و عزائم کی بھیانک تصویر واضح طور پر دیکھ سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ قادیانیوں کے لیے بھی یہ کتاب اس لیے ہوش ربا اور چشم کشا ہے کہ انھوں نے آج تک مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے بیٹوں کی ایسی تحریریں کبھی نہیں دیکھیں۔ قادیانی قیادت نے ایک خاص منصوبے کے تحت ایسی متنازعہ تحریروں کو مدت مدید قادیانیوں سے چھپا رکھا ہے۔ اس کتاب میں قادیانی تحریروں کی عکسی شہادتوں کی موجودگی میں کیا کوئی قادیانی کہہ سکتا ہے کہ اس میں کسی نوع کا ترمیم و اضافہ کیا گیا ہے؟ یا کوئی حوالہ من گھڑت ہے یا کوئی حوالہ سیاق وسباق سے ہٹ کر ہے؟ یا کوئی حوالہ قادیانی کتب میں موجود نہیں ہے؟

مجھے سب سے زیادہ خوشی اس وقت ہوتی ہے جب قادیانی مجھے فون یا ای میل کر کے کسی حوالہ پر گفتگو کرتے اور اس خواہش کا اظہار کرتے ہیں کہ انھیں اصل کتب دکھائی جائیں۔ اس کے جواب میں، میں انھیں عرض کرتا ہوں کہ آپ اس کتاب میں موجود حوالہ جات کی تصدیق و توثیق کے لیے کسی قادیانی لائبریری بالخصوص اپنی مرکزی خلافت لائبریری چناب نگر (ربوہ) جائیں اور وہاں سے متعلقہ کتاب نکلوا کر مطلوبہ حوالہ کو سطر بہ سطر، لفظ بہ لفظ، حرف بہ حرف موازنہ کریں، اس عبارت کو مکمل سیاق وسباق کے ساتھ پڑھیں، پھر بالکل غیر

جانبدار ہو کر بغیر کسی تاویل کے دیانتداری کے ساتھ اس تحریر کا وہی مطلب سمجھیں جو لکھا گیا ہے۔ اس کے بعد اپنے ضمیر کی عدالت سے فیصلہ لیں کہ کیا یہ سب کچھ آپ سے جان بوجھ کر نہیں چھپایا گیا؟ کیا ان عقائد کی موجودگی میں مسلمانوں کی آپ سے نفرت حق بجانب ہے یا نہیں؟ جس شخص کو مجدد، مہدی، مسیح موعود اور نبی کہتے آپ کا منہ سوکھتا ہے، کیا اس کا کردار اس قابل ہے کہ اسے ایک شریف آدمی بھی کہا جا سکے؟ اس پر وہ بیچارے دوبارہ رابطہ کرنے کا رسمی وعدہ کر کے غائب ہو جاتے ہیں۔ سچ کہا گیا ہے:

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر
مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر

''ثبوت حاضر ہیں''! کے حوالہ سے یہاں ایک بات کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ کچھ عرصہ قبل مختلف ٹی وی چینلوں بالخصوص ایکسپریس نیوز چینل پر قادیانیوں کی حمایت میں کئی ایک پروگرام نشر ہوئے۔ جن میں قادیانی جماعت کے سرکردہ راہنماؤں نے شرکت کی اور بڑے جارحانہ انداز میں اپنا موقف پیش کیا۔ ان لوگوں نے یہاں تک کہا کہ کسی شخص یا جماعت کو عقائد کی بنا پر غیر مسلم اقلیت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ انھوں نے یہ بھی کہا کہ وہ 7 ستمبر 1974ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ کی طرف سے متفقہ طور پر منظور کی جانے والی ترمیم کو مانتے اور نہ اس سلسلے میں کسی قسم کے آئین، دستور، ضابطے، قانون کو مانتے ہیں۔ اِسی طرح اس حوالے سے کسی اعلیٰ عدالتی فیصلے کو بھی ہم تسلیم نہیں کرتے۔ قادیانیوں کا یہ اقدام ریاست کے خلاف اعلانِ جنگ اور کھلی بغاوت کے مترادف ہے۔ ایسے پروگراموں کے نشر کیے جانے پر ایکسپریس نیوز چینل کو مسلمانوں کی طرف سے شدید تنقید کا سامنا کرنا پڑا جس کے نتیجہ میں اس کی انتظامیہ نے ''توازن'' برقرار رکھنے کے لیے ایک پروگرام منعقد کروانے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ اس اعتبار سے 11 جون 2010ء کو سہ پہر 4 بجے معروف ٹی وی پروگرام ''فرنٹ لائن'' کے اینکر جناب کامران شاہد کا مجھے فون آیا اور کہا کہ آج رات 10 بجے ''ختم نبوت اور قادیانیت'' کے موضوع پر لائیو پروگرام نشر ہو رہا ہے۔ آپ میرے پروگرام کے مہمان ہیں۔ آپ کے ساتھ ایک معروف قادیانی مبلغ کو بھی مدعو کیا جا رہا ہے جس کی منظوری مرکزی قادیانی قیادت دے گی۔ مزید کہا کہ آپ 9 بجے تک ہمارے سٹوڈیو پہنچ جائیں تاکہ پروگرام کے بارے میں کچھ ضروری امور طے کر لیں۔ میں نے بصد خوشی ہامی بھرتے ہوئے جناب کامران شاہد کا

شکریہ ادا کیا۔ جلدی میں گھر پہنچا، چند ضروری کتب اکٹھی کیں، نشانات لگائے اور ایک خاص ترتیب سے انھیں بیان کرنے کے لیے ذہن میں خاکہ بنایا۔ دوستوں اور بزرگوں کو فون کر کے دعاؤں کی درخواست کی۔ اسی اثنا میں جب جانے کے لیے تیار ہوا تو جناب کامران شاہد کا فون آ گیا: میں آپ سے بے حد معذرت چاہتا ہوں کہ ایکسپریس انتظامیہ کی طرف سے آج کا پروگرام منسوخ کر دیا گیا ہے۔ میں نے حیرت سے وجہ پوچھی تو انھوں نے بتایا کہ قادیانی قیادت نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ پروگرام میں غیر احمدی علماء کی طرف سے کون آ رہا ہے تو میں نے کہا: محمد متین خالد۔ انھوں نے کہا کہ وہ..... ''ثبوت حاضر ہیں''..... والے! میں نے عرض کیا..... ہاں! اس پر انھوں نے فوراً کہا کہ ہم اس پروگرام میں شرکت نہیں کریں گے۔ کامران شاہد نے مجھے مزید بتایا کہ قادیانیوں نے اس خوف سے کہ اگر یہ پروگرام نشر ہو گیا تو لوگوں کی ایک کثیر تعداد کو ہمارے اصل عقائد و نظریات کا علم ہو جائے گا اور اس طرح مسلمانوں میں ہمارے خلاف غصہ کی ایک نئی لہر دوڑ جائے گی۔ چنانچہ قادیانی قیادت نے پیمرا اور وزارت اطلاعات و نشریات میں موجود اعلیٰ عہدوں پر فائز قادیانیوں کے ذریعے ایکسپریس نیوز چینل کے مالکان سے اس پروگرام کی منسوخی کے لیے دباؤ ڈالا جس پر ایکسپریس نیوز چینل کی انتظامیہ نے فوری طور پر پروگرام کینسل کر دیا۔ میں نے کامران شاہد کو بتایا کہ میں نے آپ کے پروگرام میں قادیانیوں کی آئینی، قانونی، عدالتی اور شرعی حیثیت کو پیش کرنا تھا اور قادیانیوں کے وہ کفریہ عقائد جنھیں پڑھ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے، جو آنجہانی مرزا قادیانی اور اس کے بیٹوں کی کتابوں میں موجود ہیں، بیان کرنے تھے۔ لہٰذا ان عقائد کے منظر عام پر آنے کے اندیشے سے قادیانی راہ فرار اختیار کر گئے۔ میں نے گزارش کی کہ قادیانی جب چاہیں، جس وقت چاہیں، جہاں چاہیں، صحافیوں کی موجودگی میں اپنے عقائد پر پُرامن طور پر بحث مباحثہ کر سکتے ہیں۔ اس پر کامران شاہد بہت خوش ہوئے اور ایک بار پھر معذرت کی۔

16 جون 2010ء کو رات 11 بجے ایکسپریس نیوز چینل کے پروگرام ''پوائنٹ بلینک'' (Point Blank) کے معروف اینکر جناب مبشر لقمان نے اپنے لائیو پروگرام میں ''ثبوت حاضر ہیں''! کا تعارف کرواتے ہوئے اسے تمام مسلمانوں اور قادیانیوں کو پڑھنے کی دعوت دی۔ جس پر قادیانیوں نے انٹرنیٹ پر جناب مبشر لقمان کے خلاف اپنے مسیح موعود کی پیروی میں خوب ہرزہ سرائی کی:

لاکھ سیاہی چھائی ہو، ابر رواں سے کیا ڈرنا
سورج کا مرکز ہے معین، ظلمت چلتا سایہ ہے

باطل اپنے چہرے پر حق کا غازہ مل لے تو سادہ لوحوں کا اس سے بچنا مشکل ہو جاتا ہے۔ قادیانیت اور دھوکہ دہی دو جڑواں بہنیں ہیں جن کی سرشت ایک، طینت ایک اور روح ایک ہے۔ قادیانیت کا اپنا ایک جہنم ہے جہاں لالچ کے کانٹے، مفاد کے ہتھکنڈے، عقائد کے اندھے گلیارے اور مادی دولت کے آتش کدے ہیں جو اپنے پیروکاروں کو حق کی طرف جانے نہیں دیتے۔ لیکن ہمارا فرض ہے کہ بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھایا جائے۔ ٹیڑھے میڑھے، اوبڑ کھابڑ راستوں سے ہٹا کر انھیں صراط مستقیم پر چلایا جائے۔ سچائی سے انکار کی بھیڑ میں کھوئے ہوئے انسانوں کو راہ راست پر لایا جائے۔ ''ثبوت حاضر ہیں''! اسی مشن کی تکمیل کے لیے تحریر کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے! آمین!

نہیں ملتا سخن اپنا کسی سے
ہماری گفتگو کا ڈھب جدا ہے

خاکپائے مجاہدین ختم نبوت
محمد متین خالد
Email: fatehqadyaniat@hotmail.com

قادیانیت
ثبوت حاضرین!

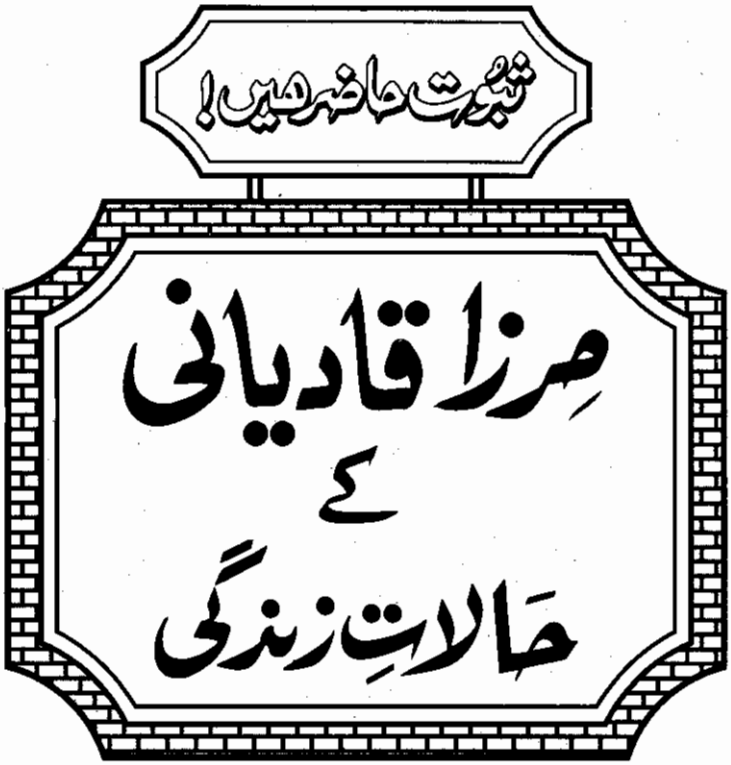

Back

مسیلمہ ثانی آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنی ذات کے متعلق ایک بڑا ہی عجیب شعر ہے:

؎ کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

واقعہ یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جو حاکم مطلق اور مختار کل ہے، اس نے اپنی قدرت کاملہ اور لازوال طاقت کے ذریعہ ''مسیلمہ قادیان'' کی زبان وقلم سے وہ کچھ کہلوایا جس سے مرزا قادیانی کی حقیقت الم نشرح ہو کر رہ گئی۔ آنجہانی کی تحریرات کو ایک خاص نظم وترتیب سے سامنے رکھا جائے تو اس کے پاگل پن، مراقی طبیعت اور حماقت کی حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے اور ہر شریف آدمی یہ سمجھنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ مرزا قادیانی اسلامی اقدار تو کیا، عمومی انسانی اخلاق سے بھی عاری اور محروم تھا، چہ جائیکہ نبوت کا عالی مرتبت مقام، ، جو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں انسانیت کے لیے سب سے بڑی نعمت ہے۔ ایسی نعمت جس کی تکمیل اللہ رب العزت نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر کر دی۔ حضور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اس عظیم منصب پر بہت سے ڈاکو حملہ آور ہونے کے لئے اس جہان رنگ و بو میں نمودار ہوئے لیکن آقائے نامدار ﷺ کے غلاموں نے ان طالع آزماؤں کی ایک نہ چلنے دی اور اکثر تو ''ارتداد'' کے سنگین جرم کے سبب تہ تیغ کر دیے گئے۔

یہ محض حسن اتفاق تھا کہ مرزا قادیانی نے منصب نبوت پر اس وقت ڈاکہ ڈالا، جب گوری اقلیت حکمران تھی اور بلکہ اسی اقلیت نے اسے کام کے لیے منتخب کیا۔ برٹش حکومت کے زیر سایہ موصوف پروان چڑھے اور 1908ء میں عبرت ناک موت کے بعد بھی اس کی جماعت اسلام کے نام پر پھلتی رہی۔ تا آنکہ 1974ء میں پاکستان کی منتخب پارلیمنٹ نے متفقہ طور پر مرزا قادیانی کے تمام پیروکاروں کو جسد ملی سے آئینی اور دستوری طور پر کاٹ کر

پھینک دیا۔

''ثبوت حاضر ہیں!'' حصہ اوّل میں آپ مرزا غلام احمد قادیانی کی اسلام، نبی کریم ﷺ اور دیگر مقدس شخصیات کے بارے میں کلیجہ شق کر دینے اور آنکھوں میں خون اتار دینے والی گستاخیاں، ہرزہ سرائیاں اور توہینیں پڑھ آئے ہیں، جس کی مثال پوری تاریخ انسانی میں نہیں ملتی۔ ایسی دریدہ دہنیوں کی جرأت تو شیطان کو بھی نہ ہو سکی تھی۔ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، راج پال، لیکھ رام اور سلمان رُشدی، مرزا قادیانی کے مقابلہ میں اسلام کے خلاف بغض وعناد کے حوالے سے بونے نظر آتے ہیں۔ دوسری طرف مرزا قادیانی کا ذاتی کردار اس قدر مضحکہ خیز ہے کہ اسے نبی تو کیا، ایک شریف آدمی بھی کہنا، شرافت کی اہانت ہے۔

''وفات مسیح'' اور ''اجرائے نبوت'' ہر قادیانی کا پسندیدہ موضوع ہے۔ یہ ایک ایسا ٹیکنیکل موضوع ہے کہ ایک عام اور سادہ لوح مسلمان قرآن و حدیث سے لاعلمی اور ناقص مطالعہ کی بنا پر مدلل گفتگو نہیں کر سکتا۔ جبکہ ایک عام قادیانی کی اس خاص موضوع پر بھرپور تیاری ہوتی ہے اور یوں وہ ایک عام مسلمان پر نفسیاتی فتح بزعم خود حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے برعکس کسی بھی قادیانی سے گفتگو، بحث یا مناظرہ کے شروع میں اگر یہ کہہ دیا جائے کہ ''آج مرزا قادیانی کی شخصیت و کردار'' پر بات ہوگی تو یقین جانیے، قادیانیوں کے اوسان خطا اور ہاتھ پاؤں پھول جاتے ہیں بلکہ بعض تو اس قدر طیش میں آ جاتے ہیں کہ گویا گالی سے ان کی تواضع کی گئی ہے۔ قادیانی کبھی اس موضوع پر بات کرنے کے لیے رضامند نہیں ہوتے بلکہ صاف انکار کر دیتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ ''کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔'' قادیانیوں کو تنہائی میں بیٹھ کر اس اہم نکتہ پر ضرور غور کرنا چاہیے۔

خود قادیانی قیادت کے نزدیک کسی مدعی نبوت و رسالت کے دعویٰ کو جانچنے کا پہلا معیار یہ ہے کہ اس کا کردار دیکھیں کہ آیا وہ صادق ہے یا کاذب۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے:

(1) ''خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اوّل فرماتے تھے کہ جب فتح اسلام، توضیح

مرام شائع ہوئیں تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا: دیکھو اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا غلام احمد سے علیحدہ کیے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریمؐ کے بعد بھی کوئی نبی ہوسکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے تو پھر؟ میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھیں گے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے تو بہرحال اس کی بات کو قبول کریں گے۔"

(سیرت المہدی ج اوّل ص 98 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 397 پر)

View Proof

اس طرح قادیانی جماعت کا دوسرا خلیفہ مرزا محمود اس کی تصدیق کرتے ہوئے لکھتا ہے:

(2) "جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مامور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے..... غرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی ماموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی صداقت ثابت ہو جائے تو اس کے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے۔ اور اگر اس کی سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔"

(دعوۃ الامیر ص 49، 50 مندرجہ انوار العلوم ج 7 ص 376، 377 از مرزا بشیر الدین محمود) (عکس صفحہ 398 پر)

View Proof

قادیانی عقائد کے مطابق اگر مرزا قادیانی نبی اور رسول ہے تو قادیانیوں کو مرزا قادیانی کے کردار پر بات کرتے ہوئے ہرگز نہیں کترانا چاہیے۔ کیونکہ نبی اور رسول تو سب سے پہلے لوگوں کے سامنے اپنا کردار پیش کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں، میں آپ کے سامنے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

ایک روز حضور نبی کریم ﷺ نے کوہ صفا پر چڑھ کے لوگوں کو بلانا شروع کیا جب سب جمع ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تم مجھے بتاؤ کہ تم مجھے سچا سمجھتے ہو یا جھوٹا جانتے ہو؟

سب نے ایک آواز سے کہا: ہم نے کوئی بات غلط یا بیہودہ آپؐ کے منہ سے نہیں سنی، ہم یقین کرتے ہیں کہ آپؐ صادق و امین ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ دیکھو! میں پہاڑی کی چوٹی پر کھڑا ہوں اور تم اس کے نیچے ہو۔ میں پہاڑ کے ادھر بھی دیکھ رہا ہوں اور ادھر بھی نظر کر رہا ہوں، اچھا اگر میں یہ کہوں کہ رہزنوں کا ایک مسلح گروہ دور سے نظر آ رہا ہے جو مکہ پر حملہ آور ہوگا۔ کیا تم اس بات کا یقین کر لو گے؟

لوگوں نے کہا: ''بے شک! کیونکہ ہمارے پاس آپ جیسے راست باز آدمی کے جھٹلانے کی کوئی وجہ نہیں، خصوصاً جبکہ وہ ایسے بلند مقام پر کھڑا ہے کہ دونوں طرف دیکھ رہا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یہ سب کچھ سمجھانے کے لیے ایک مثال تھی۔ اب یہ یقین کر لو کہ موت تمہارے سر پر آ رہی ہے اور تمہیں اللہ کے سامنے حاضر ہونا ہے اور میں عالم آخرت کو بھی ایسا ہی دیکھ رہا ہوں، جیسے دنیا پر تمہاری نظر ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے شرک کے خرافات و بطلان کا پردہ چاک کرنا اور بتوں کی حقیقت اور حیثیت کو واشگاف کرنا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ مثالیں دے دے کر سمجھاتے کہ یہ کس قدر عاجز و ناکارہ ہیں اور دلائل سے واضح فرماتے کہ جو شخص انہیں پوجتا ہے، وہ کس قدر کھلی ہوئی گمراہی میں ہے۔ قریش یہ سب کچھ سمجھ رہے تھے، لیکن مشکل یہ آن پڑی تھی کہ ان کے سامنے ایک ایسا شخص تھا جو صادق و امین تھا۔ انسانی اقدار اور مکارم اخلاق کا اعلیٰ نمونہ تھا اور ایک طویل عرصے سے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ میں اس کے کردار کی نظیر نہ دیکھی تھی اور نہ سنی تھی۔ آخر اس کے بالمقابل کریں تو کیا کریں؟ قریش حیران تھے اور انہیں واقعی حیران ہونا چاہیے تھا۔

قارئین محترم! اس باب میں زیادہ تر حوالہ جات ''تذکرہ'' اور ''سیرت المہدی'' نامی قادیانی کتب سے لیے گئے ہیں۔

''تذکرہ'' مرزا غلام احمد قادیانی پر اترنے والی خود ساختہ وحیوں اور الہامات کا مجموعہ ہے۔ قادیانیوں کے نزدیک اس کی حیثیت نعوذ باللہ قرآن مجید جیسی ہے، کیونکہ قادیانیوں کا دعویٰ ہے کہ یہ تمام وحیاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں (نعوذ باللہ)! قرآن مجید

کے بہت سے نام ہیں جن میں ایک نام ''تذکرہ'' بھی ہے۔ قادیانیوں نے دجل وتلبیس سے کام لیتے ہوئے اس کا نام ''تذکرہ'' رکھا۔

''سیرت المہدی'' مرزا بشیر احمد ایم اے کی بدنام زمانہ تصنیف ہے۔ مرزا بشیر احمد، مرزا قادیانی کا منجھلا بیٹا ہے جسے مرزا نے ''قمرالانبیا'' قرار دیا تھا۔ اس کتاب میں مرزا بشیر احمد نے اپنے باپ مرزا قادیانی کے تمام حالات زندگی اور ذاتی کردار تفصیلاً بیان کیا ہے۔ اس لیے اس کی تمام روایات قادیانیوں کے نزدیک مستند ہیں جن سے وہ انکار نہیں کر سکتے۔ قادیانیوں کے نزدیک (نعوذ باللہ) یہ حدیث اور سنت کی کتاب ہے، کیونکہ جو کچھ مرزا قادیانی نے کہا اور کوئی عمل کیا ہے، قادیانیوں کے نزدیک (نعوذ باللہ) حدیث وسنت کے زمرے میں آتا ہے۔ جس طرح ہماری حدیث کی کتابوں (بخاری ومسلم وغیرہ) میں ہر حدیث مبارکہ کے شروع میں درج ہوتا ہے، مثلاً: ''روایت کیا ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں.....''

اس کی نقل اتارتے ہوئے مرزا بشیر احمد نے اس کتاب میں درج تمام روایات کے شروع میں لکھا: مثلاً، روایت کیا ہے ام المومنین (مرزا قادیانی کی بیوی) نے کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں.....(نعوذ باللہ)!

قادیانی روزنامہ ''الفضل'' قادیان مورخہ 14 ستمبر 1929ء کے مطابق اس کتاب میں کافی چھان بین اور غور وخوض کے بعد مرزا قادیانی کے خصائص وشمائل و سیرت کے متعلق نہایت ثقہ روایات درج کی گئی ہیں۔ 19 فروری 1924ء کے ''الفضل'' کے مطابق ''ہر روایت کتب حدیث کی طرز پر بیان کی گئی ہے۔ ہر روایت پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے حدیث کی کتاب پڑھی جارہی ہے۔ ہر احمدی کے پاس اس کتاب کا ہونا لازم ہے۔''

خدا کی زمین پر اس سے بڑی توہین اور کیا ہوگی!

آیئے مرزا قادیانی کی کہانی، خود اس کی اور اس کے اپنوں کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:۔

پیدائش

(3) ''میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا اور یہ الہام کہ یاآدم اسکن انت وزوجک الجنۃ جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ 496 میں درج ہے۔ اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی، اس کا نام جنت تھا اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہو گئی تھی۔ غرض چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور الہام میں مجھے آدم صفی اللہ سے مشابہت دی تو یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس قانون قدرت کے مطابق جو مراتب وجود دوریہ میں حکیم مطلق کی طرف سے چلا آتا ہے۔ مجھے آدم کی خو اور طبیعت اور واقعات کے مناسب حال پیدا کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ واقعات جو حضرت آدم پر گزرے۔ منجملہ ان کے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی۔ یعنی ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی۔ اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی۔ یعنی جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں۔ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد میں اس کے میں نکلا تھا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا اور میں ان کے لیے خاتم الاولاد تھا۔''

View Proof

(تریاق القلوب صفحہ 351 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 479 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 400 پر)

مرزا قادیانی کے الفاظ پر غور فرمائیں: ''پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد میں اس کے میں نکلا تھا۔'' کتنے بازاری اور گھٹیا الفاظ ہیں۔ جبکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ یہ ہے کہ میں سلطان القلم بنایا گیا ہوں۔ پھر قرآن مجید کی آیت کو اپنا الہام بنا کر پیش کیا اور وہ آسمانی جنت جس میں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کو قیام کرنے کی نوید سنائی گئی تھی، مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ وہ میری بہن ہے۔ ایک اور قابل غور بات یہ ہے کہ یہاں مرزا قادیانی ''بقلم خود'' خاتم الاولاد کا معنی ''اولاد کے ختم کرنے والا'' تسلیم کر رہا ہے، لیکن جب خود نبی بننے کی سوجھی تو خاتم الانبیا کا معنی ''نبیوں کے ختم کرنے والا'' ماننے سے انکار کر دیا۔

سر اور پیر

(4) ”اور اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن العربی نے فصوص الحکم میں فص شیث میں لکھا ہے اور دراصل یہ پیشگوئی فص آدم میں رکھنے کے لائق تھی۔ مگر انھوں نے شیث کو الولد سرّ لابیہ کا مصداق سمجھ کر اسی کے فص میں اس کو لکھ دیا ہے۔ ہم مناسب دیکھتے ہیں کہ اس جگہ شیخ کی اصل عبارت نقل کر دیں اور وہ یہ ہے۔ ”وعلٰی قدم شیث یکون آخر مولود یولد من ھذا النوع الانسانی وھو حامل اسرارہٖ، ولیس بعدہ ولد فی ھذا النوع فھو خاتم الاولاد. وتولد معہٗ انثٰی لہٗ فتخرج قبلہ و یخرج بعدھا یکون رأسہٗ عند رجلیھا. و یکون مولدہ بالصین ولغتہ لغت بلدہ. و یسری العقم فی الرجال والنساء فیکثر النکاح من غیر ولادۃ. ویدعوھم الی اللّٰہ فلا یجاب.“ یعنی کامل انسانوں میں سے آخری کامل ایک لڑکا ہوگا جو اصل مولد اس کا چین ہوگا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ قوم مغل اور ترک میں سے ہوگا۔ اور ضروری ہے کہ عجم میں سے ہوگا نہ عرب میں سے۔ اور اس کو وہ علوم اور اسرار دیے جائیں گے جو شیث کو دیے گئے تھے اور اس کے بعد کوئی اور ولد نہ ہوگا اور وہ خاتم الاولاد ہوگا۔ یعنی اس کی وفات کے بعد کوئی کامل بچہ پیدا نہیں ہوگا اور اس فقرہ کے یہ بھی معنی ہیں کہ وہ اپنے باپ کا آخری فرزند ہوگا۔ اور اس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوگی جو اس سے پہلے نکلے گی۔ اور وہ اس کے بعد نکلے گا۔ اس کا سر اس دختر کے پیروں سے ملا ہوا ہوگا۔ یعنی دختر معمولی طریق سے پیدا ہوگی کہ پہلے سر نکلے گا اور پھر پیر اور اس کے پیروں کے بعد بلا توقف اس پسر کا سر نکلے گا (جیسا کہ میری ولادت اور میری توام ہمشیرہ کی اسی طرح ظہور میں آئی۔“)

(تریاق القلوب صفحہ 355 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 482، 483 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 401 پر)

View Proof

تاریخ پیدائش کا دلچسپ اختلاف

مرزا غلام احمد قادیانی پنجاب میں ضلع گورداسپور کے ایک قصبے ”قادیان“ میں پیدا ہوا۔ یہ قصبہ امرتسر سے شمال مشرق کی طرف ریلوے لائن پر ایک قدیم شہر بٹالہ سے گیارہ میل

کے فاصلے پر واقع ہے۔ مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش کا تذکرہ کئی کتابوں سے ملتا ہے، لیکن اس کی تاریخ پیدائش کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی اپنی پیدائش کے بارے لکھتا ہے:

(5) ''میری پیدائش 1839ء یا 1840ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے اور میں 1857ء میں سولہ برس کا یا سترہویں برس میں تھا اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا۔''

(کتاب البریہ (حاشیہ) صفحہ 159 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 177 مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 403 پر)

View Proof

(6) ''لیکن بعد میں اس کے خاندان کے افراد میں ان کے سال ولادت کے متعلق اختلاف پیدا ہوگیا، اس کے بیٹے مرزا بشیر احمد، جو اس کا سوانح نگار اور سیرت المہدی کا مصنف ہے، کے پہلے نظریے کے مطابق سال ولادت 1836 یا 1837ء ہوسکتا ہے۔''

(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 150 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 404 پر)

View Proof

(7) ''پس 13 فروری 1835ء عیسوی بمطابق 14 شوال 1250 ہجری بروز جمعہ والی تاریخ صحیح قرار پاتی ہے۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 76 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 405 پر)

View Proof

(8) ''ایک تخمینہ کے مطابق سال ولادت 1831ء ہوسکتا ہے۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 74 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 406 پر)

View Proof

(9) ''معراج دین نے تاریخ ولادت 17 فروری 1832ء مقرر کی ہے۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 302 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 407 پر)

View Proof

(10) ''جبکہ دیگر 1833ء یا 1834ء کو سال ولادت قرار دیتے ہیں۔''
(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 194 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 408 پر)
View Proof

1914ء میں جب قادیانی جماعت دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی اور لاہوری گروپ کا وجود عمل میں آیا تو لاہوری گروپ کے مورخ بشارت احمد لاہوری نے مرزا قادیانی کی تحریر کے 42 سال بعد 1939ء میں مرزا قادیانی کی سوانح حیات ''مجدد اعظم'' میں لکھا:

(11) ''حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی سنہ ولادت کے متعلق کوئی تحریری یاداشت تو ہمارے ہاتھ میں نہیں۔ اس لیے اس امر میں اختلاف ہونا لازمی امر تھا۔ مگر تحقیقات سے سنہ ولادت 1835ء صحیح معلوم ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آپ نے کتاب البریہ میں اپنی پیدائش کا سنہ 1839ء یا 1840ء لکھا ہے لیکن ظاہر ہے کہ آپ نے یہ کسی تحریری یاداشت کی بنا پر نہیں لکھا، محض تخمینہ یا اندازہ سے قیاس کر کے ایسا لکھ دیا۔ اسی لیے کوئی سنہ متعین نہیں کیا۔''
(مجدد اعظم جلد اوّل صفحہ 16 از ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 409 پر)
View Proof

آنجہانی مرزا قادیانی کے اپنے قول کے مطابق اس کی پیدائش 1839ء یا 1840ء میں ہوئی ہے لیکن اس کے سوانح نگاروں نے اس سلسلے میں مرزا قادیانی کی تحریروں کو باہمی اختلاف و تضاد، تخمین و ظن اور قیاس پر مبنی مان کر ان کو مسترد کر دیا ہے اور اپنی نئی نئی تحقیقات کی بنا پر 1835ء، 1836ء کو ولادت کا سن متعین کیا ہے۔

لیکن اس موقع پر مرزائیوں کے لیے ایک بات ضرور غور طلب ہے کہ مرزائیوں کا مرزا قادیانی کی ہی لکھی ہوئی تاریخ ولادت میں اختلاف کرنا اور نت نئی تحقیقات پیش کرنا خود مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی دلیل بنتی ہے۔

مرزا قادیانی کی عمر میں ترمیم ایک خاص مقصد کے لیے کی گئی تھی تاکہ اس کی ایک پیش گوئی کو سچ ثابت کیا جا سکے، مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی اربعین نمبر 3 صفحہ 80 (مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 422) پر درج کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی بھی غلط ثابت ہوئی۔

نہایت تاسف کا مقام ہے کہ مرزائی حضرات نے مرزا قادیانی کی مقام افسوس اور خلاف الہام وفات سے سبق لینے کی بجائے اس کے واقعاتِ عمر میں ہی ردوبدل کرنا شروع کردیا۔ وفات کی تاریخ تو وہ بدل نہ سکتے تھے۔ ناچار انہوں نے تاریخ پیدائش میں اختلاف کرنا شروع کردیا کہ کسی نہ کسی بہانے واقعات کو پیش گوئی پر منطبق کیا جاسکے۔

؎ کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

نام ونسب

(12) ''میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد، میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گل محمد تھا، اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے۔''

(کتاب البریہ (حاشیہ) صفحہ 144 روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 162 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 410 پر)

View Proof

میں کون ہوں؟

(13) ''ہمارے خاندان کی قومیت ظاہر ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ قوم کے برلاس مغل ہیں۔''

(تریاق القلوب صفحہ 145 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 273 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 411 پر)

View Proof

(14) ''ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا ہے، اس پیشگوئی کا مصداق ہے کیونکہ اگرچہ سچ وہی ہے کہ جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے مگر یہ تو یقینی اور مشہور ومحسوس ہے کہ اکثر مائیں اور دادیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں اور وہ صینی الاصل ہیں یعنی چین کے رہنے والی۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 209 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 209 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 412 پر)

View Proof

(15) ''میں باپ کے لحاظ سے قوم کا مغل ہوں مگر بعض دادیاں میری سادات میں سے تھیں۔''
(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 192 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 363 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 413 پر)

View Proof

(16) ''اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ۔ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہوگیا۔''
(حقیقۃ الوحی صفحہ 78 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 81 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 414 پر)

View Proof

(17) ''میں اپنے خاندان کی نسبت کئی دفعہ لکھ چکا ہوں کہ وہ ایک شاہی خاندان ہے اور بنی فارس اور بنی فاطمہؓ کے خون سے ایک معجون مرکب ہے۔''
(تریاق القلوب صفحہ 158 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 286، 287 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 415, 416 پر)

View Proof

ذات بدلنے والا کون؟

(18) ''عتل بعد ذلک زنیم.'' (القلم:13)
قرآن مجید میں زنیم کا لفظ ہے جس کے معنی ہوتے ہیں کہ وہ شخص جو کسی قوم کا فرد تو نہیں مگر اپنے آپ کو اس کی طرف منسوب کرتا ہے۔''
(تفسیر صغیر صفحہ 763 از مرزا بشیر الدین محمود ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 417 پر)

View Proof

(19) مرزا قادیانی نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں عتل بعد ذلک زنیم، (القلم:13) کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ زنیم کے معنی ہیں ولد الزنا (یعنی زنا کی پیداوار، ولد الحرام)
(ازالہ اوہام صفحہ 29، 30 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 116، 117 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 418، 419 پر)

View Proof

والد اور بھائی کے نقش قدم پر

(20) ''اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سما نہ سکیں اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصۂ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امیدوار رہا اور عندالضرورت خدمتیں بجا لاتا رہا۔ یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی کی چٹھیات سے اس کو معزز کیا اور ہر ایک وقت اپنے عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غمخواری فرمائی اور اس کی رعایت رکھی اور اس کو اپنے خیرخواہوں اور مخلصوں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پا گیا تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا جس کا نام مرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہی اس کے شامل حال ہوگئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہوگیا، پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی۔''

(نورالحق صفحہ 38 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 38 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 420 پر)

View Proof

والد کی وفات پر اللہ تعالیٰ کی تعزیت

(21) ''میں اس بات کو فراموش نہیں کروں گا کہ میرے والد صاحب کی وفات کے وقت خدا تعالیٰ نے میری عزا پرسی کی اور میرے والد کی وفات کی قسم کھائی جیسا کہ آسمان کی قسم کھائی۔ جن لوگوں میں شیطانی روح جوش زن ہے وہ تعجب کریں گے کہ ایسا کیونکر ہوسکتا ہے کہ خدا کسی کو اس قدر عظمت دے کہ اس کے والد کی وفات کو ایک عظیم الشان صدمہ قرار دے کر اس کی قسم کھاوے۔ مگر میں پھر دوبارہ خدائے عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ حق ہے اور وہ خدا ہی تھا جس نے عزا پرسی کے طور پر مجھے خبر دی اور کہا کہ والسماء والطارق اور اسی کے موافق ظہور میں آیا۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 219 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 219 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 421 پر)

حیرت زدہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام سے ان کے والد محترم

View Proof

حضرت یعقوب علیہ السلام کی رحلت پر عزا پرسی نہ کی اور اگر کی ہوتی تو ضرور احادیث نبویہ میں اس کا ذکر ہوتا۔ اسی طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے پاس ان کے والد مکرم حضرت اسحاق علیہ السلام کے حادثہ انتقال پر تعزیت نہ فرمائی اور حضرت اسحاق علیہ السلام سے ان کے پدر بزرگوار حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال پر کوئی عزا پرسی نہ کی۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس ان کے والد مکرم حضرت داؤد علیہ السلام کے سانحۂ ارتحال پر تعزیت نہ کی حالانکہ یہ تمام باپ بیٹے انبیا و مرسلین تھے لیکن عزاداری کی تو انگریزوں کے ٹاؤٹ غلام مرتضیٰ کے انتقال پر کی، جو نبی تھا نہ صدیق، مہاجر تھا نہ شہید، زاہد تھا نہ عارف، عالم تھا نہ حافظ، غرض کچھ بھی نہ تھا۔ البتہ مرزا غلام مرتضیٰ میں دو ''خصوصیات'' ایسی پائی جاتی تھیں جو کسی نبی میں گزری ہیں اور نہ کسی صدیق، شہید، عارف اور ولی میں۔ ان میں سے پہلی خصوصیت یہ تھی کہ وہ جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کا والد تھا۔ دوسری یہ کہ وہ بے نمازی تھا۔ موخر الذکر خصوصیت کے متعلق مرزا بشیر احمد، ایم۔اے ''سیرۃ المہدی'' میں لکھتا ہے:

مرزا قادیانی کا والد بے نمازی

(22) ''بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ایک دفعہ قادیان میں ایک بغدادی مولوی آیا۔ دادا صاحب نے اس کی بڑی خاطر و مدارات کی۔ اس مولوی نے دادا صاحب سے کہا مرزا قادیانی آپ نماز نہیں پڑھتے؟ دادا صاحب نے اپنی کمزوری کا اعتراف کیا اور کہا کہ ہاں بیشک میری غلطی ہے۔ مولوی صاحب نے پھر بار بار اصرار کے ساتھ کہا اور ہر دفعہ دادا صاحب یہی کہتے گئے کہ میرا قصور ہے۔ آخر مولوی نے کہا آپ نماز نہیں پڑھتے، اللہ آپ کو دوزخ میں ڈال دے گا۔ اس پر دادا صاحب کو جوش آ گیا اور کہا ''تمہیں کیا معلوم ہے کہ وہ مجھے کہاں ڈالے گا۔ میں اللہ تعالیٰ پر ایسا بدظن نہیں ہوں، میری امید وسیع ہے۔ خدا فرماتا ہے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ تم مایوس ہو گئے، میں مایوس نہیں ہوں۔ اتنی بے اعتقادی میں تو نہیں کرتا۔'' پھر کہا ''اس وقت میری عمر 75 سال کی ہے۔ آج تک خدا نے میری پیٹھ نہیں لگنے دی ہے تو کیا اب وہ مجھے دوزخ میں ڈال دے گا۔'' خاکسار عرض کرتا ہے۔ پیٹھ لگنا پنجابی کا محاورہ ہے جس کے معنی دشمن کے مقابلہ میں

ذلیل ورسوا ہونے کے ہیں ورنہ ویسے مصائب تو دادا صاحب پر بہت آئے ہیں۔"

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 231 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 422 پر)

View Proof

مقدمات میں وقت ضائع

(23) "میرے والد صاحب اپنے بعض آبا و اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لیے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے، انھوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا۔ اس لیے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا رہا۔"

(کتاب البریہ حاشیہ صفحہ 164 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 182 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 423 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کی تلاش

(24) "کوئی حضرت مرزا صاحب سے ملنے آتا اور آپ کے متعلق دریافت کرتا تو فرماتے کہ مسجد کے سقاوہ کی کسی ٹونٹی میں جا کر دیکھو۔ اگر وہاں نہ پاؤ تو مسجد کے اندر کسی گوشہ میں تلاش کرو۔ اگر وہاں بھی نہ ہو تو دیکھنا کہ کسی صف میں کوئی لپیٹ کر کھڑا کر گیا ہوگا، کیونکہ وہ زندگی میں ہی مرا ہوا ہے۔"

(مجدد اعظم جلد اوّل صفحہ 27 از ڈاکٹر بشارت احمد لاہوری قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 424 پر)

View Proof

بازو ٹوٹ گیا

(25) "بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ایک دفعہ والد صاحب اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے اور دائیں بازو پر چوٹ آئی

چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ آپ کھڑکی سے اترنے لگے تھے، سامنے سٹول رکھا تھا، وہ الٹ گیا اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو منہ تک لے جاسکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اٹھا سکتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا۔"

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 216، 217 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 425 پر)

View Proof

اور انگلی کٹ گئی

(26) "خاکسار کے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزہ کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا۔ اس لیے حضرت صاحب اس چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی جس سے بہت خون گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا۔"

(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 4 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 427 پر)

View Proof

کسی کی جان گئی، کسی کی ادا ٹھہری

(27) "صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم کے دل بہلانے کے واسطے ایک دفعہ چھوٹی چھوٹی چڑیاں کہیں سے لائی گئیں۔ صاحبزادہ صاحب ان چڑیوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھنا پسند کرتے تھے اور بعض دفعہ بچپن کی ناواقفی سے ایسی طرح پکڑتے اور دبائے رکھتے کہ چڑیا کی جان پر بن جاتی۔ اس پر گھر کی کسی خادمہ نے صاحبزادہ صاحب کو چڑیا ہاتھ میں پکڑنے سے روکا۔ مگر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اس خادمہ کو منع کیا۔ فرمایا کہ یہ چڑیاں اس کے دل بہلانے کے واسطے ہیں۔ جس طرح چاہے پکڑے، تم نہ روکو۔"

(ذکر حبیب صفحہ 171 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 428 پر)

View Proof

چھری چل گئی

(28) ''حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ ایک چوزہ ذبح کرتے ہوئے زخمی ہو گئے۔ پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے بذریعہ تحریر خاکسار سے بیان کیا کہ حضرت اقدس مسیح موعود عصر کی نماز کے وقت مسجد مبارک میں تشریف لائے، بائیں ہاتھ کی انگلی پر پٹی پانی میں بھیگی ہوئی باندھی ہوئی تھی۔ اس وقت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے حضرت اقدس سے پوچھا کہ حضور نے یہ پٹی کیسے باندھی ہے؟ تب حضرت اقدس نے ہنس کر فرمایا کہ ایک چوزہ ذبح کرتا تھا۔ ہماری انگلی پر چھری پھر گئی۔ مولوی صاحب مرحوم بھی ہنسے اور عرض کیا کہ آپ نے ایسا کام کیوں کیا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس وقت اور کوئی نہ تھا۔''

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 6 از بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 429 پر)

View Proof

لطیفہ

(29) ''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ۔ میں گھر آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بُورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی، بس پھر کیا تھا سیرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا، وہ بُورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھے یاد آیا کہ ایک دفعہ گھر میں میٹھی روٹیاں پکیں کیونکہ حضرت صاحب کو میٹھی روٹی پسند تھی، جب حضرت صاحب کھانے لگے تو آپ نے اس کا ذائقہ بدلا ہوا پایا مگر آپ نے اس کا خیال نہ کیا، کچھ اور کھانے پر حضرت صاحب نے کڑواہٹ محسوس کی اور والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ روٹی کڑوی معلوم ہوتی ہے؟ والدہ صاحبہ نے پکانے والی سے پوچھا، اس نے کہا میں نے تو میٹھا ڈالا تھا۔ والدہ صاحبہ نے پوچھا کہ کہاں سے لے کر ڈالا تھا؟ وہ برتن لاؤ۔ وہ عورت ایک ٹین کا ڈبہ اٹھا لائی دیکھا تو معلوم ہوا کہ کونین کا ڈبہ تھا اور اس عورت نے جہالت سے بجائے میٹھے کے روٹیوں میں کونین ڈال دی تھی، اس دن گھر میں یہ بھی ایک لطیفہ ہو گیا۔''

(سیرت المہدی، جلد اول صفحہ 244، 245 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 430 پر)

View Proof

راکھ سے روٹی

(30) ''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کے ساتھ کچھ کھانے کو مانگا، انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی، حضرت صاحب نے اس پر بھی وہی جواب دیا۔ وہ اس وقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں، سختی سے کہنے لگیں کہ جاؤ پھر راکھ سے روٹی کھالو۔ حضرت صاحب روٹی پر راکھ ڈال کر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہوگیا۔ یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ سنا کر کہا کہ جس وقت اس عورت نے مجھے یہ بات سنائی تھی، اس وقت حضرت صاحب بھی پاس تھے مگر آپ خاموش رہے۔''

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 245 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 432 پر)

View Proof

مٹی اور گڑ کے ڈھیلے

(31) ''آپ (مرزا قادیانی) کو شیرینی سے بہت پیار تھا اور مرض بول بھی عرصہ سے آپ کو لگی ہوئی تھی۔ اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔''

View Proof

(مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ طبع چہارم صفحہ 67، مرتبہ معراج الدین عمر قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 433 پر)

نمک اور چینی میں فرق نہ کرنے والا مرزا قادیانی مٹی اور گڑ کے ڈھیلے سے جو سلوک کرتا ہوگا، وہ تو ظاہر ہی ہے مگر اس سے بھی زیادہ مزیدار بات یہ ہے کہ اس جیب کی صورت اور حالت کیا ہوگی جس میں وٹوانی کے لئے مٹی کے کئی ڈھیلے اور کھانے کے لئے گڑ کے کئے ڈھیلے اکٹھے رکھتا تھا۔ کیا مرزا قادیانی کی نفاست طبعی جانچنے کے لئے یہ ایک عمل ہی کافی نہیں ہے؟

بالفرض اگر ڈھیلے نہ بھی بدلتا ہو مگر مٹی کو گڑ اور گڑ کو مٹی تھوڑا بہت تو لگ ہی جاتا ہوگا۔ اس طرح مرزا قادیانی گڑ کھاتے وقت مٹی کے ذائقے اور وٹوانی کرتے وقت گڑ کے مزے سے یقیناً لطف اندوز ہوتا ہوگا۔

سُندھی

(32) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری دادی ایمہ ضلع ہوشیار پور کی رہنے والی تھیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہاں حضرت صاحب بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سرکنڈے سے ذبح کر لیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایمہ سے چند بوڑھی عورتیں آئیں تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نہ سمجھ سکی کہ سندھی سے کون مراد ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ دستور ہے کہ کسی منت ماننے کے نتیجے میں بعض لوگ خصوصاً عورتیں اپنے کسی بچے کا عرف سندھی رکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپ کی والدہ اور بعض عورتیں آپ کو بھی بچپن میں کبھی اس لفظ سے پکار لیتی تھیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ سندھی غالباً دسوندھی یا دسہندھی سے بگڑا ہوا ہے۔ جو ایسے بچے کو کہتے ہیں جس پر کسی منت کے نتیجہ میں دس دفعہ کوئی چیز باندھی جاوے اور بعض دفعہ منت کوئی نہیں ہوتی بلکہ یونہی پیار سے عورتیں اپنے کسی بچے پر یہ رسم ادا کر کے اسے سندھی پکارنے لگ جاتی ہیں۔''

(سیرت المہدی، جلد اول صفحہ 45 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 434 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کا مشہور شعر ہے:

؎ میں کبھی آدم، کبھی موسیٰ، کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں، نسلیں ہیں میری بے شمار

(درثمین صفحہ 123 از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کو چاہئے تھا، اس شعر میں اپنا سب سے بہتر نام ''سُندھی'' بھی کسی طرح ایڈجسٹ کرتا۔

اِدھر اُدھر

(33) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے، باہر لے گیا اور اِدھر اُدھر پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے (نہ کرتے بے شرمی کا کام) اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں، اس لیے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔" .....

....."والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین اِدھر اُدھر پھرتا رہا۔ آخر اس نے چائے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ معلوم ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے ہماری ("خدمت خاص" کی) وجہ سے ہی اسے قید سے بچا لیا ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا، ہمارے مخالف یہی کہتے کہ ان کا ایک چچازاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔"

View Proof

(سیرت المہدی، جلد اول صفحہ 43، 44 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 435 پر)

عجیب بات ہے "خدمت خاص" کی وجہ سے اللہ نے ایک ڈاکو کو سزا سے تو بچا لیا مگر اسے ڈاکے کی واردات سے نہیں بچایا۔

یہ بات ریکارڈ پر ہے کہ مرزا قادیانی کا چچازاد بھائی، امام الدین نہ صرف بے دین اور دہریہ طبع بلکہ بھنگی چرسی تھا۔ مرزا قادیانی ادھر ادھر اس کے ساتھ پھرتا رہا تو اس سفر کی روشنی میں مرزا قادیانی کا کردار بھی واضح ہو جاتا ہے۔

کند ہم جنس باہم جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

اس سلسلہ میں مولانا منظور احمد چنیوٹی لکھتے ہیں:

"واضح ہو کہ مرزا قادیانی کی عمر اس وقت 24، 25 برس کی تھی کیونکہ اس کا سن پیدائش بقول اس کے 1839ء یا 1840ء ہے۔ (دیکھیے حاشیہ کتاب البریہ صفحہ 159 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 177) اور تاریخ ملازمت حسب تحریر سیرت المہدی صفحہ 154 جلد اوّل، 1864ء ہے اور یہ واقعہ ملازمت سے کچھ پہلے کا ہے۔ نیز واضح ہو کہ یہ پنشن کی رقم

معمولی رقم نہ تھی بلکہ 700 سو روپیہ تھی جو آج کل کے سات لاکھ کے برابر ہے۔ (دیکھیے سیرۃ المہدی حصہ اول صفحہ 131)

اب مرزا قادیانی کی عمر کو ملحوظ رکھیے اور اتنی خطیر رقم کو بھی ذہن میں رکھیے اور ادھر ادھر کے الفاظ پر غور کیجیے کہ آخر اتنی بڑی رقم سیر و تفریح میں کہاں خرچ ہوئی؟ کیا مرزا قادیانی اس وقت بچہ تھا کہ کوئی دھوکہ دے سکتا ہے یا پھسلا سکتا ہے؟ اور پھر اِدھر اُدھر پھرانے کا کیا مطلب ہے؟ یہ بات تو قطعی ہے کہ کسی دینی کام یا مسجد و مدرسہ میں نہیں گئے ہوں گے اور نہ یہ رقم کسی اچھی جگہ خرچ کی ہوگی۔ ''اِدھر اُدھر'' سے اگر بازارِ حسن مراد نہیں تو اور کون سی جگہ ہوگی جو مرزا قادیانی کو پسند آئی ہوگی۔ اگر یہ کوئی شرمناک وارداتیں نہ تھیں تو مرزا قادیانی کو شرم کیوں آئی جو وہ سیالکوٹ بھاگ گیا؟

اب مرزائیوں سے ہمارا سوال یہ ہے کہ وہ اتنی خطیر رقم کا حساب دیں کہ کہاں کہاں خرچ ہوئی، بصورتِ دیگر مرزا قادیانی کی شرافت باقی نہیں رہتی اور یہ دعویٰ کہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت سے قبل کی زندگی بالکل بے داغ تھی، بالکل باطل ہو جاتا ہے۔''

(ردقادیانیت کے زریں اصول از مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ صفحہ 267، 268)

مولانا رفیق دلاوریؒ کا کہنا ہے:

''بقول نصرت جہاں بیگم، امام الدین، مسیح موعود صاحب کو ان کی جوانی کے زمانہ میں پھسلا کر لے گیا اور ان کو دھوکا دیا۔ لیکن میں پوچھتا ہوں کہ کیا ''مسیح موعود'' کوئی ناکتخدا لڑکی تھی جسے کوئی بدمعاش اغوا کر کے لے گیا یا کوئی ننھا بچہ تھا جو مٹھائی کا نام سن کر پیچھے چل پڑا؟ جب ''مسیح موعود'' صاحب عاقل، بالغ، ذی ہوش اور صاحب علم و خرد تھے تو مرزا امام الدین کا پھسلانا اور دھوکا دینا کیا معنی رکھتا ہے؟ ممکن ہے کہ مرزا امام الدین نے ہی یہ رائے دی ہو کہ چلو ذرا لاہور اور امرتسر کی دلفریبیاں دیکھیں، وہاں کے تیشات سے جی بہلائیں، چمن جوانی کی بہار کے مزے لوٹیں کہ ع

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

لیکن ظاہر ہے کہ جب تک خود مسیح صاحب ہوا و ہوس کے غلام نہ ہوتے، فانی دلچسپیوں اور نفسانی خواہشوں سے انس نہ ہوتا، مرزا امام الدین لاکھ سر پٹختا، وہ اس کے دام اغوا میں نہیں پھنس سکتے تھے۔ پس کوئی ذی عقل انسان ایسی طفل تسلیوں کو ایک منٹ کے لیے

بھی باور کرنے پر تیار نہ ہوگا کہ مرزا امام الدین کے پھسلاتے وقت ''مسیح موعود'' صاحب کے ہوش و حواس برقرار نہیں تھے۔ ظاہر ہے کہ کھانے پینے میں سات سو روپیہ کی کثیر رقم خصوصاً 1864ء جیسے ارزاں ترین زمانہ میں جبکہ گیہوں کا نرخ قریباً آٹھ آنہ من، گوشت ایک آنہ سیر، گھی چار آنہ فی سیر بتایا جاتا ہے، صرف کھانے پینے پر یا اس قسم کی عام مباح تفریحات پر کبھی اٹھ نہیں سکتی تھی اور اگر بالفرض پندرہ بیس روپے جائز تفریحات پر اٹھ ہی گئے تھے تو یہ کوئی ایسا قابل سرزنش فعل نہیں تھا کہ جس کی وجہ سے مسیح صاحب گھر جانے سے ہچکچاتے اور بھاگ کر سیالکوٹ جیسے دور افتادہ مقام پر جادم لیتے، لیکن دس بیس روپے کا کیا ذکر ہے، اتنی کثیر رقم میں سے ایک حبہ بھی گھر نہیں پہنچا۔ ظاہر ہے کہ اس ضیاع مایہ پر مرزا غلام مرتضیٰ اور چراغ بی بی، جن کے سال بھر کے مصارف اور خانگی ضروریات کا مدار اسی رقم پر تھا، کس درجہ مضطرب اور بدحواس ہوئے ہوں گے۔ اس وقت مرزا امام الدین سن کہولت کو پہنچا ہوا تھا اور مرزا قادیانی کا اوج شباب تھا اور جوش جوانی میں اکثر لوگ بے اعتدالیاں کر گزرتے ہیں۔ پس اگر ''مسیح موعود'' صاحب سے کچھ بے اعتدالیاں ہوگئیں تو میرے نزدیک وہ نظر انداز کر دینے کے قابل ہیں، کیونکہ جوانی دیوانی مشہور ہے اور خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو عالم شباب سے نکل کر سن کہولت میں قدم رکھ دیتے ہیں ۔

اچھا ہوا شباب کا عالم گزر گیا
اک جن چڑھا ہوا تھا کہ سر سے اتر گیا

اس لیے کم از کم مجھے عالم شباب کی بے اعتدالیوں پر قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہے اور اگر اعتراض ہے تو محض اس چیز پر کہ جب ''مسیح موعود'' صاحب نہ صرف عاقل، بالغ بلکہ بقول مرزائیہ مادر زاد نبی تھے تو وہ مرزا امام الدین کے چکمہ میں کس طرح آ گئے اور مرزا امام الدین کو تنہا کیوں مجرم گردانا جاتا ہے؟

غور فرمائیں! جو شخص والدین کے اعتماد کو دھوکا دیتے ہوئے، اتنے سستے زمانے میں اتنی زیادہ رقم ایک بھنگی چرسی آدمی کی مصاحبت میں ادھر ادھر اڑا دے۔ ایسا شخص نبوت جیسے عظیم الشان منصب کا اہل ہونا تو کجا، کسی سیٹھ کا منشی یا منیم بننے کا اہل بھی نہیں ہو سکتا۔''

مختاری کے امتحان میں فیل

(34) ''چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے، اس واسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی تیاری شروع کردی اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے۔''

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 156 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 437 پر)

View Proof

غرارہ

(35) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود اوائل میں غرارے استعمال فرمایا کرتے تھے۔ پھر میں نے کہہ کر وہ ترک کروادیئے۔ اس کے بعد آپ معمولی پاجامے استعمال کرنے لگ گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غرارہ بہت کھلے پائنچے کے پائجامے کو کہتے ہیں۔ (پہلے اس کا ہندوستان میں بہت رواج تھا، اب بہت کم ہوگیا ہے)۔''

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 66 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 438 پر)

کیا قادیانی حضرات اپنے ''نبی جی'' کی متروک سنت کو زندہ کرنے کی مشکور مساعی نہیں کریں گے؟

View Proof

قادیانی جماعت کا نام

(36) ''اور وہ نام جو اس سلسلہ کے لیے موزوں ہے جس کو ہم اپنے لیے اور اپنی جماعت کے لیے پسند کرتے ہیں وہ نام مسلمان فرقہ احمدیہ ہے اور جائز ہے کہ اس کو احمدی مذہب کے مسلمان کے نام سے بھی پکاریں۔ یہی نام ہے جس کے لیے ہم ادب سے اپنی معزز گورنمنٹ میں درخواست کرتے ہیں کہ اسی نام سے اپنے کاغذات اور مخاطبات میں اس فرقہ کو موسوم کرے یعنی مسلمان فرقہ احمدیہ۔''

(تریاق القلوب صفحہ 398 از روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 526 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 439 پر)

View Proof

ہر نبی کا کلمہ

(37) ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کا ایک کلمہ ہوتا ہے۔ مرزا کا کلمہ یہ ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔''

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 305 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 440 پر)

View Proof

تیمّم

(38) ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کو اگر تیمم کرنا ہوتا تو بسا اوقات تکیہ یا لحاف پر ہی ہاتھ مار کر تیمم کر لیا کرتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ تکیہ یا لحاف میں سے جو گرد نکلتی ہے، وہ تیمم کی غرض سے کافی ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی تکیہ یا لحاف بالکل نیا ہو اور اس میں کوئی گرد نہ ہو تو پھر اس سے تیمم جائز نہ ہوگا۔''

View Proof

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 259 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 441 پر)

اس کا ''فقہی حل'' بڑا آسان ہے، پہلے تھوڑی سی گرد تکیے یا لحاف پر چھڑک لی جائے، پھر اس خاک کو اڑایا جائے اور تیمم کر لیا جائے۔

تیز گرم پانی سے طہارت

(39) ''میرے گھر سے یعنی والدۂ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) عموماً گرم پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے اور ٹھنڈے پانی کو استعمال نہ کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے کسی خادمہ سے فرمایا کہ آپ کے لیے پاخانہ میں لوٹا رکھ دے۔ اس نے غلطی سے تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ دیا۔ جب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فارغ ہو کر باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ لوٹا کس نے رکھا تھا؟ جب بتایا گیا کہ فلاں خادمہ نے رکھا تھا تو آپ نے اسے بلوایا اور اسے اپنا ہاتھ آگے کرنے کو کہا اور پھر اس کے ہاتھ پر آپ نے اس لوٹے کا بچا ہوا پانی بہا دیا تا کہ اسے احساس ہو کہ یہ پانی اتنا گرم ہے کہ

طہارت میں استعمال نہیں ہوسکتا۔ اس کے سوا آپ نے اسے کچھ نہیں کہا۔" View Proof

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 243، 244 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 442 پر)

یہ بھی قادیانی نبی کی کوئی اعلیٰ اخلاقی حالت ہوگی جو اس واقعہ کو اس کی سیرت پر لکھی گئی کتاب میں بیان کیا گیا ہے۔ ورنہ عام حالت میں اس سے زیادہ بداخلاقی ہو ہی نہیں سکتی کہ جان بوجھ کر بطور سزا کسی خادمہ کے ہاتھ گرم پانی سے جلائے جائیں۔

عورتوں کا امام

(40) "باہر مردوں میں نمازیں باجماعت ہونے کے علاوہ آخری سالوں میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ایک بہت بڑے عرصہ تک اندر عورتوں میں خود پیش امام ہو کر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک لمبے عرصہ تک جمع کراتے رہے۔" View Proof

(ذکر حبیب صفحہ 65 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 444 پر)

زنانہ نماز

(41) "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو میں نے بارہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت اُم المومنین کو اپنے دائیں جانب بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اسے مرد کے ساتھ نہیں بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہیے۔ ہاں اکیلا مرد مقتدی ہو تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیے۔ میں نے حضرت ام المومنین سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ حضرت صاحب نے مجھ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ مجھے بعض اوقات کھڑے ہو کر چکر آ جایا کرتا ہے۔ اس لیے تم میرے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیا کرو۔" View Proof

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 131 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 445 پر)

مرزا قادیانی کی کیفیت اس شعر سے گہری مطابقت کی حامل دکھائی دیتی ہے ؎

دیوارِ خستگی ہوں مجھے ہاتھ مت لگا
میں گر پڑوں گا دیکھ مجھے آسرا نہ دے

لیکن لگتا ہے کہ کبھی کبھی اپنی مقتدیہ کا آسرا لینے کے لیے وہ دورانِ نماز چکر کا اہتمام کر لیتا ہوگا۔

نماز میں فارسی نظم

(42) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور (مرزا قادیانی) بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی، جس کا یہ مصرعہ ہے:

''اے خدا اے چارۂ آزارما''

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فارسی نظم نہایت اعلیٰ درجہ کی مناجات ہے جو روحانیت سے پُر ہے۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 138 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 446 پر)

View Proof

نماز میں پان

(43) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی ایسی کہ دم نہ آتا تھا البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی تا کہ آرام سے پڑھ سکیں۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 103 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 447 پر)

View Proof

بواسیر اور نماز

(44) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی

عبدالکریم صاحب مرحوم نماز نہ پڑھا سکے، حضرت خلیفۃ المسیح اول بھی موجود نہ تھے تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کو نماز پڑھانے کے لیے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔ میں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضور نے فرمایا حکیم صاحب آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہو جاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا ہاں حضور۔ فرمایا کہ پھر ہماری بھی ہو جائے گی، آپ پڑھایئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراج ریح جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا ہو، نواقض وضو میں نہیں سمجھا جاتا۔"

View Proof

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 111 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 448 پر)

مرید کی ریح جاری، نبی صاحب کا پیشاب جاری۔ سچ ہے، جیسی روح ویسے فرشتے!

بیٹے کی خاطر نمازِ جمعہ نہیں پڑھی

(45) "صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی مرض الموت کے ایام میں ایک جمعہ کے دن حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) حسب معمول کپڑے بدل کر عصا ہاتھ میں لے کر جامعہ مسجد کو جانے کے واسطے طیار ہوئے۔ جب صاحبزادہ کی چارپائی کے پاس سے گذرتے ہوئے ذرا کھڑے ہو گئے، تو صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا دامن پکڑ لیا اور اپنی چارپائی پر بیٹھا دیا اور اٹھنے نہ دیا۔ صاحبزادہ صاحب کی خاطر حضور بیٹھے رہے، اور جب دیکھا کہ بچہ اٹھنے نہیں دیتا اور نماز جمعہ کے وقت میں دیر ہوتی ہے تو حضور نے کہلا بھیجا کہ جمعہ پڑھ لیں اور حضور کا انتظار نہ کریں۔"

(ذکر حبیب صفحہ 172 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 449 پر)

View Proof

سب کا نماز جنازہ پڑھا دیا

(46) "قاضی سید اسیر حسین صاحب کا ایک چھوٹا بچہ فوت ہونے پر جنازے کے ساتھ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بھی تشریف لے گئے۔ اور خود ہی جنازہ پڑھایا۔ عموماً جنازے کی نمازیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اگر موجود ہوتے تو خود ہی امامت

کرتے۔ اس وقت نمازِ جنازہ میں شامل ہونے والے دس پندرہ آدمی ہی تھے۔ بعد سلام کسی نے عرض کی کہ حضور میرے لیے بھی دعا کریں۔ فرمایا۔ میں نے تو سب کا ہی جنازہ (ایمان کا۔ناقل) پڑھ دیا ہے۔ مراد یہ تھی کہ جتنے لوگ نماز جنازہ میں شامل ہوئے تھے، ان سب کے لیے نماز جنازہ کے اندر حضرت صاحب نے دعائیں کر دی تھیں۔"

(ذکر حبیب صفحہ 161، 162 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 450 پر)

View Proof

روزہ توڑ دیا

(47) "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔ اس وقت غروب آفتاب کا وقت بہت قریب تھا مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا۔ آپ ہمیشہ شریعت میں سہل راستہ کو اختیار فرمایا کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 131 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 452 پر)

View Proof

روزے تڑوا دیئے

(48) "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے۔ حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ مع کچھ ناشتہ کے ان سے ملنے کے لیے مسجد میں تشریف لائے۔ ان دوستوں نے عرض کیا کہ ہم سب روزے سے ہیں۔ آپ نے فرمایا سفر میں روزہ ٹھیک نہیں، اللہ تعالیٰ کی رخصت پر عمل کرنا چاہیے، چنانچہ ان کو ناشتہ کروا کے ان کے روزے تڑوا دیئے۔"

(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 59 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 453 پر)

View Proof

روزے نہیں رکھے

(49) "بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے

نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کیے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اس لیے باقی چھوڑ دیئے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتداءً دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا بعد میں ان کو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔"

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 65، 66 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 454 پر)

View Proof

روزہ کھلوا دیا

(50) "بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ اوائل زمانہ کی بات ہے کہ ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں کوئی مہمان یہاں حضرت صاحب کے پاس آیا۔ اسے اس وقت روزہ تھا اور دن کا زیادہ حصہ گزر چکا تھا۔ بلکہ شاید عصر کے بعد کا وقت تھا۔ حضرت صاحب نے اسے فرمایا آپ روزہ کھول دیں۔ اس نے عرض کیا کہ اب تھوڑا سا دن رہ گیا ہے، اب کیا کھولنا ہے۔ حضور نے فرمایا آپ سینہ زوری سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سینہ زوری سے نہیں بلکہ فرمانبرداری سے راضی ہوتا ہے۔ جب اس نے فرما دیا ہے کہ مسافر روزہ نہ رکھے تو نہیں رکھنا چاہیے۔ اس پر اس نے روزہ کھول دیا۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 108، 109 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 456 پر)

View Proof

رمضان المبارک کا احترام؟

(51) "اس موخر الذکر سفر میں حضور نے لدھیانہ میں ایک لیکچر دیا، جس میں ہندو، عیسائی، مسلمان اور بڑے بڑے معزز لوگ موجود تھے۔ تین گھنٹے حضور اقدس نے تقریر فرمائی۔

حالانکہ بوجہ سفرِ دہلی کچھ طبیعت بھی درست نہ تھی۔ رمضان کا مہینہ تھا، اس لیے حضورِ اقدس نے بوجہ سفر روزہ نہ رکھا تھا۔ اب حضور اقدس نے تین گھنٹہ تقریر جو فرمائی تو طبیعت پر ضعف سا طاری ہوا۔ مولوی محمد احسن صاحب نے اپنے ہاتھ سے دودھ پلایا، جس پر ناواقف مسلمانوں نے اعتراضاً کہا کہ مرزا رمضان میں دودھ پیتا ہے، اور شور کرنا چاہا۔ لیکن چونکہ پولیس کا انتظام اچھا تھا، فوراً یہ شور کرنے والے مسلمان وہاں سے نکال دیے گئے۔"

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 272 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 458 پر)

View Proof

(52) "آپ (مرزا قادیانی) لیکچر گاہ میں اندر تشریف لے گئے اور لیکچر شروع کیا۔ لیکن مولوی صاحبان کو اعتراض کا کوئی موقعہ نہ ملا جس پر لوگوں کو بھڑکائیں۔ پندرہ منٹ آپ کی تقریر ہو چکی تھی کہ ایک شخص نے آپ کے آگے چائے کی پیالی پیش کی کیونکہ آپ کے حلق میں تکلیف تھی اور ایسے وقت میں اگر تھوڑے تھوڑے وقفہ سے کوئی سیال چیز استعمال کی جائے تو آرام رہتا ہے۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ رہنے دو لیکن اُس نے آپ کی تکلیف کے خیال سے پیش کر ہی دی۔ اس پر آپ نے بھی اُس میں سے ایک گھونٹ پی لیا۔ لیکن وہ مہینہ روزوں کا تھا۔ مولویوں نے شور مچا دیا کہ یہ شخص مسلمان نہیں کیونکہ رمضان شریف میں روزہ نہیں رکھتا۔"

(سیرت مسیح موعود صفحہ 55، 56 از مرزا بشیر الدین محمود) (عکس صفحہ نمبر 459 پر)

View Proof

حج، اعتکاف، زکوٰۃ

(53) "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے حج نہیں کیا، اعتکاف نہیں کیا، زکوٰۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی..... اور زکوٰۃ اس لیے نہیں دی کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے البتہ حضرت والدہ صاحبہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں اور تسبیح اور رسمی وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہ تھے۔"

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 119 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 461 پر)

View Proof

اعتکاف

(54) "بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ میں نے کبھی حضرت مسیح موعود (مرزا

قادیانی) کو اعتکاف بیٹھتے نہیں دیکھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں عبداللہ سنوری نے بھی مجھ سے یہی بیان کیا ہے۔''

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 68 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 462 پر)

View Proof

مُردہ اسلام

(55) ''چنانچہ ایک دفعہ ان لوگوں نے یہ تجویز پیش کی کہ ریویو میں حضرت صاحب کا اور احمدیت کی خصوصیات کا ذکر نہ ہو بلکہ عام اسلامی مضامین ہوں تا کہ اشاعت زیادہ ہو۔ اخبار وطن میں بھی یہ تحریک چھپی تھی جس پر حضرت صاحب نے نہایت ناراضگی کا اظہار کیا تھا اور فرمایا تھا کہ ہمیں چھوڑ کر کیا آپ مردہ اسلام کو پیش کریں گے؟''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 116 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 463 پر)

View Proof

کنچنی (بدکار عورت) کی رقم

(56) ''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری صاحب نے کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنچنی تھی۔ اس نے اس حالت میں بہت سا روپیہ کمایا پھر وہ مرگئی اور مجھے اس کا ترکہ ملا مگر بعد میں مجھے اللہ تعالیٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کو کیا کروں؟ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کی خدمت میں خرچ ہوسکتا ہے۔''

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 261، 262 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 464 پر)

View Proof

(نوٹ) کنچنی پیشہ ور فاحشہ عورت کو کہتے ہیں۔

سود جائز ہے!

(57) ''ہمارا یہی مذہب ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہمارے دل میں ڈالا ہے کہ ایسا روپیہ اشاعت دین کے کام میں خرچ کیا جاوے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ سود حرام ہے لیکن اپنے نفس

کے واسطے۔ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں جو چیز جاتی ہے وہ حرام نہیں رہ سکتی کیونکہ حرمت اشیا کی انسان کے لیے ہے نہ اللہ تعالیٰ کے واسطے۔ پس سود اپنے نفس کے لیے، بیوی بچوں، احباب، رشتہ داروں اور ہمسائیوں کے لیے بالکل حرام ہے۔ لیکن اگر یہ روپیہ خالصتاً اشاعتِ دین کے لیے خرچ ہو تو حرج نہیں ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 368 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 466 پر)

❑ "ومن تفوه بكلمة ليس له اصل صحيح فى الشرع. ملهما كان او مجتهدا. فبه الشياطين متلاعبة"

View Proof

(ترجمہ): "جو شخص ایسی بات کہے کہ جس کی شرع میں کوئی اصل نہ ہو، خواہ وہ شخص ملہم یا مجتہد ہی کیوں نہ ہو، سمجھ لینا چاہئے کہ شیاطین اس سے کھیلتے ہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 21 از مرزا قادیانی)

جیب میں اینٹ

(58) "آپ کے ایک بچے نے آپ کی واسکٹ کی ایک جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈال دی۔ آپ جب لیٹتے تو وہ اینٹ چبھتی۔ کئی دن ایسا ہی ہوتا رہا۔ ایک دن اپنے ایک خادم کو کہنے لگے کہ میری پسلی میں درد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی چیز چبھتی ہے۔ وہ حیران ہوا اور آپ کے جسد مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اس کا ہاتھ اینٹ پر جا لگا۔ جھٹ جیب سے نکال لی۔ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ چند روز ہوئے، محمود نے میری جیب میں ڈالی تھی، اور کہا تھا کہ اسے نکالنا نہیں، میں اس سے کھیلوں گا۔"

(مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ طبع چہارم صفحہ 53، مرتبہ معراج الدین عمر قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 467 پر)

View Proof

جرابیں، کاج، گرگابی اور کھانا

(59) "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے

توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لیے گرگابی ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں۔ چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔"

(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 58 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 468 پر)

View Proof

الٹے کاج

(60) "بارہا دیکھا گیا کہ بٹن اپنا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔"

(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 126 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 469 پر)

View Proof

الٹی سیدھی گرگابی

(61) "ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لیے گرگابی لے آیا، آپ نے پہن لی مگر اس کے الٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا، کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے، ان (انگریز) کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے۔ (یہاں تک کہ انگریزوں سے کوئی ڈھنگ کا "نبی" بھی نامزد نہ ہو سکا۔ مرتب) والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لیے نشان لگا دیئے تھے مگر باوجود اس کے آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے۔"

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 67 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 470 پر)

View Proof

اس پر قارئین کی تفننِ طبع کے لیے ایک لطیفہ پیش کرتے ہیں:

دو سکھوں نے دو گھوڑے خرید لیے۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ شناخت کیسے ہو، کون سا گھوڑا کس سکھ کا ہے؟ حل اس پرابلم کا یہ ڈھونڈا گیا کہ بطور نشانی ایک سکھ نے اپنے گھوڑے کا

کان کاٹ دیا۔ اگلی صبح جو دیکھا تو دوسرے گھوڑے کا کان بھی کسی نے کاٹ دیا تھا۔ نئے سرے سے غور وخوض ہوا اور اب یہ کیا گیا کہ دوسرا کان کاٹ ڈالا گیا تا کہ گھوڑے مکس نہ ہو جائیں۔ اگلی صبح عجیب حادثہ دیکھا گیا کہ دوسرے گھوڑے کا دوسرا کان بھی کٹا ہوا تھا۔ دونوں دانشور سکھ سخت پریشان ہوئے۔ سو تازہ فیصلہ کے مطابق پہلے گھوڑے کی دُم کاٹ ڈالی گئی۔ جب نیا دِن طلوع ہوا تو منظر یہ تھا کہ دوسرے گھوڑے کی دم بھی کٹی ہوئی تھی۔ سو طویل تر تفکر کے بعد دونوں سکھوں نے مستقل بنیادوں پر یہ قضیہ حل کرلیا۔ جی ہاں دونوں نے فیصلہ کرلیا کہ ایک کا گھوڑا کالا ہوگا اور دوسرے کا سفید۔ معلوم ہوتا ہے مرزا قادیانی کے جوتوں کے حوالے سے بھی ایسا ہی..... پائیدار حل ڈھونڈا گیا تھا۔ مگر افسوس! وہ پھر بھی جوتا الٹا ہی پہنتا رہا۔

الٹی سیدھی جرابیں

(62) ''جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے۔ بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی، کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی، کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔''

(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 127 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 471 پر)

View Proof

پہلوانوں والی خوراک

(63) ''روٹی آپ تندوری اور چولھے کی دونوں قسم کی کھاتے تھے، ڈبل روٹی چائے کے ساتھ یا بسکٹ اور بکرم بھی استعمال فرمالیا کرتے تھے بلکہ ولایتی بسکٹوں کو بھی جائز فرماتے تھے اس لیے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اس میں چربی ہے کیونکہ بنانے والوں کا ادعا تو مکھن ہے پھر ہم ناحق بدگمانی اور شکوک میں کیوں پڑیں۔ مکئی کی روٹی بہت مدت آپ نے آخری عمر میں استعمال فرمائی کیونکہ آخری سات آٹھ سال سے آپ کو دستوں کی بیماری ہوگئی تھی اور ہضم کی طاقت کم ہوگئی تھی۔ علاوہ ان روٹیوں کے آپ شیرمال کو بھی پسند فرماتے تھے اور باقر خانی قلچہ

وغیرہ غرض جو جو اقسام روٹی کے سامنے آجایا کرتے تھے، آپ کسی کو رد نہ فرماتے تھے۔

سالن آپ بہت کم کھاتے تھے۔ گوشت آپ کے ہاں دو وقت پکتا تھا مگر دال آپ کو گوشت سے زیادہ پسند تھی۔ یہ دال ماش کی یا اوڑدہ کی ہوتی تھی جس کے لیے گورداسپور کا ضلع مشہور ہے۔ سالن ہر قسم کا اور ترکاری عام طور پر ہر طرح کی آپ کے دسترخوان پر دیکھی گئی ہے اور گوشت میں ہر حلال اور طیب جانور کا آپ کھاتے تھے۔ پرندوں کا گوشت آپ کو مرغوب تھا۔ اس لیے بعض اوقات جب طبیعت کمزور ہوتی تو تیتر فاختہ وغیرہ کے لیے شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم کو ایسا گوشت مہیا کرنے کو فرمایا کرتے تھے۔ مرغ اور بٹیروں کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا مگر بٹیرے جب سے کہ پنجاب میں طاعون کا زور ہوا، کھانے چھوڑ دیئے تھے بلکہ منع کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کے گوشت میں طاعون پیدا کرنے کی خاصیت ہے اور بنی اسرائیل میں ان کے کھانے سے سخت طاعون پڑی تھی۔ حضور کے سامنے دو ایک دفعہ گوہ کا گوشت پیش کیا گیا مگر آپ نے فرمایا کہ جائز ہے جس کا جی چاہے کھالے مگر رسول کریمؐ نے چونکہ اس سے کراہت فرمائی اس لیے ہم کو بھی اس سے کراہت ہے اور جیسا کہ وہاں ہوا تھا۔ یہاں بھی لوگوں نے آپ کے مہمان خانہ بلکہ گھر میں بھی بچوں اور لوگوں نے گوہ کا گوشت کھایا مگر آپ نے اسے اپنے قریب نہ آنے دیا۔ مرغ کا گوشت ہر طرح کا آپ کھالیتے تھے۔ سالن ہو یا بھنا ہوا کباب ہو یا پلاؤ مگر ایک ران پر ہی گزارہ کر لیتے تھے اور وہی آپ کو کافی ہو جاتی تھی بلکہ کبھی کچھ بچ بھی رہا کرتا تھا۔ پلاؤ بھی آپ کھاتے تھے مگر ہمیشہ نرم اور گداز اور گلے گلے ہوئے چاولوں کا اور میٹھے چاول تو کبھی خود کہہ کر پکوالیا کرتے تھے مگر گڑ کے اور وہی آپ کو پسند تھے۔ عمدہ کھانے یعنی کباب مرغ پلاؤ یا انڈے اور اسی طرح فیرنی میٹھے چاول وغیرہ۔"

View Proof

(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 132 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 472 پر)

مرزا قادیانی انگریزوں کے ساتھ ساتھ ان کی "ایجاد" بسکٹوں سے بھی بہت مرعوب تھا۔ معروف افسانہ نگار آغا بابر، اعجاز حسین بٹالوی اور عاشق حسین بٹالوی کے بھائی ہیں۔ وہ اپنی کتاب "خدوخال" کے صفحات 110، 111 میں بتاتے ہیں کہ غالباً 1900ء میں ان کے والد غلام اکبر صاحب کو ذوقِ تجسس قادیان لے گیا تاکہ مرزا غلام احمد قادیانی سے مل سکیں۔ اس ملاقات کی تفصیل بڑی دلچسپ ہے، پڑھ کر لطف اٹھایئے۔ ہم آپ کی ضیافت طبع

کے لیے یہاں صرف دو سطریں Quote کرتے ہیں:

''(مرزا صاحب بولے): ''شاباش! تمہیں ایک خاص چیز کھلاؤں؟'' چھت سے ایک چھینکا لٹک رہا تھا۔ اُٹھ کر انہوں نے اس میں سے ایک چیز نکالی اور کہنے لگے: ''کسی نے امرتسر سے یہ سوغات بھیجی ہے۔ اسے ''بِسّی کُٹ'' کہتے ہیں۔ کیسا ہے؟''

والد صاحب نے تعریف کی۔

بولے: ''یہ انگریز لوگ کھاتے ہیں۔''

''بڑی مزیدار چیز ہے۔''

• قارئین! آپ بسکٹ کے مزے کو جانے دیجیے، آپ بس ''بِسّی کُٹ'' (Biscuit) کی ادائیگی پر فدا ہو جایئے۔ اس اچھے خاصے نرم اور ملائم لفظ کو جانگلی لہجے کے سپرد کرنے کی بجائے بہتر تھا، موصوف ''بادامی رنگ کی خستہ اور میٹھی ٹکیہ'' فرما کر ہی اپنا مدعا بیان کر لیتے۔

(64) ''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب جب بڑی مسجد میں جاتے تھے تو گرمی کے موسم میں کنوئیں سے پانی نکلوا کر ڈول سے ہی منہ لگا کر پانی پیتے تھے اور مٹی کی تازہ ٹنڈیا تازہ آبخورہ میں پانی پینا آپ کو پسند تھا اور میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند کرتے تھے۔ کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد میں ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے اور سالم مُرغ کا کباب بھی پسند تھا۔ چنانچہ ہوشیار پور جاتے ہوئے ہم مرغ پکوا کر ساتھ لے گئے تھے۔ مولی کی چٹنی اور گوشت میں مونگرے بھی آپ کو پسند تھے۔ گوشت کی خوب بھنی ہوئی بوٹیاں بھی مرغوب تھیں۔ چپاتی خوب سکی ہوئی جو سکنے سے سخت ہو جاتی ہے، پسند تھی۔ گوشت کا پتلا شوربہ بھی پسند کرتے تھے۔ جو بہت دیر تک پکتا رہا ہو حتیٰ کہ اس کی بوٹیاں خوب گل کر شوربہ میں اس کا عرق پہنچ جاوے۔ سکنجبین بھی پسند تھی۔ میاں جان محمد مرحوم آپ کے واسطے سکنجبین تیار کیا کرتا تھا۔ نیز میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب نے ایک دفعہ یہ بھی فرمایا تھا کہ گوشت زیادہ نہیں کھانا چاہیے۔ جو شخص چالیس دن لگاتار کثرت کے ساتھ صرف گوشت ہی کھاتا رہتا ہے۔ اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ دال، سبزی، ترکاری کے ساتھ بدل بدل کر گوشت کھانا چاہیے بھیڑ کا گوشت ناپسند فرماتے تھے۔ میٹھے چاول، گڑ یعنی قند سیاہ میں پکے ہوئے پسند

فرماتے تھے۔ ابتدا میں چائے میں دیسی شکر (جو گڑ کی طرح ہوتی ہے) ڈال کر استعمال فرماتے تھے۔ شوربہ کے متعلق فرماتے تھے کہ گاڑھا کیچڑ جیسا ہم کو پسند نہیں، ایسا پتلا کرنا چاہیے کہ ایک آنہ کا گوشت آٹھ آدمی کھائیں۔ اس وقت ایک آنہ کا سیر خام گوشت آتا تھا۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 181، 182 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 473 پر)

View Proof

کھانے کا انداز

(65) "کھانا کھاتے ہوئے روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرتے جاتے تھے، کچھ کھاتے تھے، کچھ چھوڑ دیتے تھے، کھانے کے بعد آپ کے سامنے سے بہت سے ریزے اٹھتے تھے۔"

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 51 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 475 پر)

View Proof

گوشت کی قیمت

(66) "شوربہ کے متعلق فرماتے تھے کہ گاڑھا کیچڑ جیسا ہم کو پسند نہیں۔ ایسا پتلا کرنا چاہیے کہ ایک آنہ کا گوشت آٹھ آدمی کھائیں۔ اس وقت ایک آنہ کا سیر خام گوشت آتا تھا۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 182 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 476 پر)

View Proof

تکیے کے نیچے کپڑے

(67) "کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری، ٹوپی، عمامہ رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانگ دیتے ہیں، وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔"

(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 128 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 477 پر)

View Proof

ریشمی ازار بند

(68) ''خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہم بچے تھے تو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) خواہ کام کر رہے ہوں یا کسی اور حالت میں ہوں، ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے کہ ابا پیسہ دو اور آپ اپنے رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر ہم کسی وقت کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تھے تو آپ فرماتے تھے کہ میاں میں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ زیادہ تنگ نہ کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا تھا، باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بند ھوا لیتے تھے اور چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا (کیا نظارہ ہوتا ہوگا کہ انگریزی نبوت جا رہی ہے؟) اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اس لیے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جاوے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض دقت گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔''

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 478 پر)

View Proof

ریشمی ازار بند کے فوائد

(69) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے پاجاموں میں، میں نے اکثر ریشمی ازار بند پڑا ہوا دیکھا ہے اور ازار بند میں کنجیوں کا گچھا بندھا ہوتا تھا (اور جب چلتا ہوگا تو چھن چھنا چھن چھن سے کیا سماں پیدا ہوتا ہوگا؟) ریشمی ازار بند کے متعلق بعض اوقات فرماتے تھے کہ ہمیں پیشاب کثرت سے اور جلدی جلدی آتا ہے تو ایسے ازار بند کے کھولنے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 110 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 479 پر)

View Proof

جیبی گھڑی

(70) ''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ میں دی۔ حضرت صاحب اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے اور گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہچان سکتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اس طرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔''

View Proof

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 180 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 480 پر)

گویا ذہانت یا دماغی قابلیت کو گولہ ماریے ''انگریزی نبی'' کی ادا پر لہلوٹ ہو جایئے۔ سچ ہے کہ دنیا میں ہر فرد کی قسمت کے بے وقوف مقرر و موجود ہیں جو خود چل کر اس تک پہنچ جاتے ہیں۔

پیشہ نبوت

(71) ''18 جنوری 1905ء کو جبکہ میں قادیان کے ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر تھا، میں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی خدمت بابرکت میں ایک رقعہ لکھا تھا، جس کا اصل بمعہ جواب درج کرنا مناسب ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوگا:

رقعہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت اقدس مرشدنا ومہدینا مسیح موعود

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ صاحبزادہ میاں محمود احمد کا نام برائے امتحان (مڈل) آج ارسال کیا جائے گا۔ جس فارم کی خانہ پری کرنی ہے، اس میں ایک خانہ ہے کہ اس لڑکے کا باپ کیا کام کرتا ہے؟ میں نے وہاں لفظ نبوت لکھا ہے۔''

(ذکر حبیب صفحہ 244، 245 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 481 پر)

View Proof

خدا کی مشین

(72) ''ایک دفعہ جب سخت گرمی پڑی، تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک مضمون لکھا جس میں گرمی کا اظہار کرتے ہوئے، اور گرمی کے سبب کام نہ کرسکنے کی معذرت کرتے ہوئے یہ الفاظ بھی لکھ دیئے کہ ''گرمی ایسی سخت ہے کہ اس کے سبب سے خدا کی مشین بھی بند ہوگئی ہے۔'' اس میں مولوی صاحب نے اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے بھی شدت گرمی کے سبب کام چھوڑ دیا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے یہ مضمون سنا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تو غلط ہے ہم نے تو کام نہیں چھوڑا۔''
(ذکر حبیب صفحہ 161 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 483 پر)

View Proof

نبی کے ہتھیار

(73) ''بیان کیا مجھ سے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود نماز ظہر کے بعد مسجد میں بیٹھ گئے۔ ان دنوں میں آپ نے شیخ سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھا تھا کہ یہ ابتر رہے گا اور اس کا بیٹا جواب موجود ہے، وہ نامرد ہے۔ گویا اس کی اولاد آگے نہیں چلے گی۔ (خاکسار عرض کرتا ہے کہ سعد اللہ سخت معاند تھا اور حضرت مسیح موعود کے خلاف بہت بیہودہ گوئی کیا کرتا تھا) مگر ابھی آپ کی یہ تحریر شائع نہ ہوئی تھی۔ اس وقت مولوی محمد علی صاحب نے آپ سے عرض کیا کہ ایسا لکھنا قانون کے خلاف ہے۔ اس کا لڑکا اگر مقدمہ کر دے تو پھر اس بات کا کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ وہ واقعی نامرد ہے؟ حضرت صاحب پہلے نرمی کے ساتھ مناسب طریق پر جواب دیتے رہے۔ مگر جب مولوی محمد علی صاحب نے بار بار پیش کیا اور اپنی رائے پر اصرار کیا تو حضرت صاحب کا چہرہ سرخ ہوگیا اور آپ نے غصے کے لہجے میں فرمایا۔ ''جب نبی ہتھیار لگا کر باہر آجاتا ہے تو پھر ہتھیار نہیں اتارتا۔''

View Proof

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 34، 35 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 484 پر)

کس درجہ افسوس کی بات ہے کہ یہ نعرہ لگانے والا ''نبی'' عدالت میں لکھ کر توبہ کرتا ہے کہ میں آئندہ کسی کے خلاف انذاری پیش گوئی شائع نہیں کیا کروں گا..... تفصیل آگے آرہی ہے۔

قادیانی خلیفہ مرزا مسرور کا دادا

(74) ''خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ ہم گھر کے بچے مل کر حضرت صاحب کے سامنے میاں شریف احمد کو چھیڑنے لگ گئے کہ ابا کو تم سے محبت نہیں ہے اور ہم سے ہے۔ میاں شریف بہت چڑتے تھے۔ حضرت صاحب نے ہمیں روکا بھی کہ زیادہ تنگ نہ کرو مگر ہم بچے تھے لگے رہے۔ آخر میاں شریف رونے لگ گئے اور ان کی عادت تھی کہ جب روتے تھے تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب اٹھے اور چاہا کہ ان کو گلے لگا لیں تا کہ ان کا شک دور ہو مگر وہ اس وجہ سے کہ ناک بہ رہا تھا، پرے پرے کھچتے تھے۔ حضرت صاحب سمجھتے تھے کہ شاید اسے تکلیف ہے، اس لیے دور ہٹتا ہے چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اور وہ پرے پرے کھچتے تھے اور چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے، اس لیے ہم پاس کھڑے ہنستے جاتے تھے۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 54، 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 486 پر)

View Proof

بقول شخصے: مرزا محمود احمد نے ہمیشہ مرزا شریف احمد کو ایک کونے میں لگا کر رکھا۔ جب وہ قادیان میں تھا، تب اس کو باڈی بلڈنگ کا شوق تھا۔ اس کے مسلز اتنے زبردست ہو گئے تھے کہ کوئی لاٹھی چلانے والا لاٹھی مارتا تو لاٹھی ٹوٹ جاتی۔ تب مرزا محمود نے اس کی قوت سے ڈر کر اسے بعض فضول قسم کے نشوں میں لگا دیا۔ نیز اپنی نگرانی میں چھپوائی جانے والی ''سیرت المہدی'' میں اس کا ذکر اس انداز سے کرایا جس میں اس کی تضحیک کا پہلو نمایاں رکھا گیا۔

پانچ اور پچاس کا شہرت یافتہ قادیانی فرق

مرزا قادیانی نے شروع شروع میں ایک عالم کا روپ دھارا اور اعلان کیا کہ وہ عیسائیت، ہندومت اور آریہ سماج کے خلاف کتاب لکھے گا جس میں اسلام کی حقانیت اور ان مذکورہ مذاہب کا ابطال ہوگا اور یہ کتاب پچاس جلدوں پر مشتمل ہوگی۔ مرزا قادیانی نے اعلان کیا کہ تمام مسلمان مخیّر حضرات اس کی طباعت وغیرہ کے لیے پیشگی رقوم ارسال کریں۔ مرزا قادیانی کے بیان کے مطابق لوگوں نے پچاس جلدوں کی رقم پیشگی بھجوا دی۔ مرزا قادیانی نے

''براہین احمدیہ'' کے نام سے اس کتاب کو لکھا۔ 5 جلدیں مکمل ہونے پر اعلان کر دیا کہ چونکہ 5 اور 50 میں صرف صفر کا فرق ہے، اس لیے پانچویں جلد کے ساتھ ہی ان کا پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ پورا ہو گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے مرزا قادیانی کی مضحکہ خیز دلیل!

(75) ''پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفا کیا گیا اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے، اس لیے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم دیباچہ صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 9 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 488 پر)

View Proof

ہاتھ لا استاد کیوں کیسی کہی!

اسلامی شریعت میں خیانت بہت بڑا اور سنگین جرم ہے۔ خیانت میں جھوٹ، بے ایمانی، دھوکا، فریب اور دغا بازی جیسی برائیاں شامل ہیں۔ سب سے پہلے خیانت کے معنی سمجھ لینے چاہئیں۔ ایک انسان کا جو حق دوسرے انسان کے ذمے واجب ہو، اس کے ادا کرنے میں ایمان داری نہ برتنا بد دیانتی اور خیانت ہے۔

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

- ''اے ایمان والو! تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقے سے مت کھاؤ۔''

یہ آیت ایک اصولی حیثیت رکھتی ہے، جس میں ہر اس مال کو حرام بتایا گیا ہے، جو کسی ناجائز طریقے سے حاصل کیا گیا ہو۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کوئی بندہ حرام مال کھائے، پھر اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کرے تو یہ صدقہ اس کی طرف سے قبول نہیں کیا جائے گا اور اگر اپنی ذات اور گھر والوں پر خرچ کرے گا تو برکت سے خالی ہوگا۔ اگر وہ اس کو چھوڑ کر مرا تو وہ اس کے جہنم کے سفر میں زادِ راہ بنے گا۔''

حضور نبی کریم ﷺ جن بری باتوں سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے، ان میں سے

ایک خیانت بھی ہے۔ ابوداؤد کی ایک روایت ہے کہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

''الٰہی! مجھے خیانت سے بچائے رکھنا کہ یہ بہت برا اندرونی ساتھی ہے۔''

خیانت کی کراہیت کا اندازہ حضرت ابن مسعودؓ کی اس روایت سے بھی واضح ہو جاتا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: کہ اللہ کی راہ میں مارا جانا ہر گناہ کا کفارہ ہے لیکن خیانت کا نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک بندے کو لایا جائے گا، اگرچہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوا ہو اور کہا جائے گا: ''تم امانت لاؤ اور ادا کرو۔'' وہ کہے گا: ''اے اللہ! اب کیسے لاؤں؟'' کہا جائے گا کہ: ''اس کو دوزخ میں لے جاؤ۔''

مولانا رفیق دلاوریؒ لکھتے ہیں: ''اس شاعرانہ خیال آفرینی کے متعلق التماس ہے کہ اس قسم کی طفل تسلیاں اور مہمل نگاریاں مرزا قادیانی کے ماؤف الدماغ اور فریب خوردہ مرید تو قبول کر سکتے ہیں لیکن دنیا کا کوئی دوسرا صحیح العقل انسان ان سے مطمئن نہیں ہو سکتا۔ اگر پچاس کا وعدہ پانچ سے پورا ہو سکتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اگر کوئی شخص رمضان کے تین روزے رکھ کر باقی روزے ترک کر دے اور کہنے لگے کہ 30 اور 3 کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے، اس لیے 30 روزوں کا فریضہ خداوندی ادا ہو گیا تو ارباب قادیاں اپنے مرزائی اصول کے بموجب اس کی تصدیق نہ کریں یا اگر مرزا قادیانی کے ذمہ کسی کے پچاس روپے قرض تھے تو وہ پانچ روپے دے کر قرض خواہ کو اس قسم کی حیلہ گرانہ منطق سے کبھی مطمئن نہیں کر سکتے تھے کہ پچاس اور پانچ میں ایک ہی نقطہ کا فرق ہے، اس لیے سارا قرضہ ادا ہو گیا۔'' بہر حال مرزا قادیانی صاحب مسلمانوں کا جو ہزار ہا روپیہ کھا گئے، اس کے متعلق یوم الحساب کو ان سے یقیناً باز پرس ہوگی اور رب العالمین کی بارگاہ عالی میں پچاس کی جگہ پانچ حصوں سے وعدہ پورا کرنے کی جسارت کا جو انجام ہو سکتا ہے، وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔''

(رئیس قادیان از مولانا رفیق دلاوریؒ)

معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی بھی غبی ہیں، اپنے ''نبی'' پر گئے ہیں، وگرنہ اس مسئلے کا حل بڑا سادہ ہے کہ ''براہین احمدیہ'' کے پانچوں حصوں کے صفحات کو برابر تقسیم کر کے پچاس جلدیں بنوالیں۔ یوں مرزا قادیانی کا وعدہ بھی پورا ہو جائے گا اور ''فقہ احمدیہ'' میں ''باب الحیل'' کا مفید اضافہ بھی ہو جائے گا۔

سرسید کی نظر میں

[HEIGHT OF INSULT]

(76) ''ہنسی اور ٹھٹھا کرنا اکثر انکا شیوہ تھا۔ جب میں ایک دفعہ علی گڑھ میں گیا۔ تو مجھ سے بھی اسی رعونت کی وجہ سے جس کا محکم پودہ ان کے دل میں مستحکم ہو چکا تھا، ہنسی ٹھٹھا کیا اور یہ کہا کہ ''آؤ، میں مُرید بنتا ہوں اور آپ مُرشد بنیں اور حیدر آباد میں چلیں اور کچھ جھوٹی کرامات دکھائیں اور میں تعریف کرتا پھروں گا۔ تب ریاست اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے ایک لاکھ روپیہ دے دے گی۔ اس میں دو حصے میرے اور ایک حصہ آپ کا ہوا۔'' گویا اس تقریر میں وہ ٹھگ جو سادھو کہلاتے ہیں، مجھے قرار دیا۔ ایسا ہی اور کئی باتیں تھیں جن کا اب ان کی وفات کے بعد لکھنا بے فائدہ ہے۔''

(تریاق القلوب صفحہ 339، 340 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 467، 468 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 489 پر)

View Proof

ہندوؤں کی نظر میں

(77) ''جس شخص نے اُن کے اخبار شبھ چنتک کے چند پرچے دیکھے ہوں گے، وہ اس بات کا اقرار کرے گا کہ یہ تمام پرچے بدزبانی اور گند اور افترا سے بھرے ہوئے ہیں، چنانچہ اخبار مذکور کے پرچہ 22 اپریل 1906ء میں میری نسبت لکھا ہے کہ یہ شخص خود پرست ہے، نفس پرست ہے، فاسق ہے، فاجر ہے، اس واسطے گندی اور ناپاک خوابیں اس کو آتی ہیں۔

پھر پرچہ 15 مئی 1906ء میں لکھا ہے۔ قادیانی مسیح کے الہاموں اور اس کی پیشگوئیوں کی اصلیت طشت از بام کرنے کا ذمہ اُٹھانے والا ایک ہی پرچہ شبھ چنتک ہے۔ مرزا قادیانی بداخلاق، شہرت کا خواہاں، شکم پرور ہے۔

اور پھر پرچہ 22 مئی 1906ء میں میری نسبت لکھتا ہے۔ کمبخت کمانے سے عار رکھنے والا۔ مکر اور فریب اور جھوٹ میں مشاق۔ اور پھر پرچہ 22 دسمبر 1906ء میں لکھتا ہے۔ ہم ان کی چالاکیوں کو ضرور طشت از بام کریں گے اور ہمیں امید ہے کہ ہم اپنے ارادہ میں

ضرور کامیاب ہوں گے۔ اور پرچہ 22 دسمبر 1906ء میں لکھا ہے۔ مرزا مکار اور جھوٹھ بولنے والا ہے۔ مرزا کی جماعت کے لوگ بدچلن اور بدمعاش ہیں۔ غرض ہر ایک پرچہ ان کا ناپاک گالیوں سے بھرا ہوا نکلتا رہا ہے۔ میں نے کئی مرتبہ جناب الٰہی میں دعائیں کیں کہ خدا اس اخبار کے کارکنوں کو نابود کر کے اس فتنہ کو درمیان سے اٹھا دے۔ چنانچہ کئی مرتبہ مجھے یہ خبر دی گئی کہ خدا تعالیٰ ان کی بیخ کنی کرے گا۔ زیادہ تر میرے پر ناگوار یہ امر تھا کہ چونکہ یہ لوگ قادیان میں رہتے تھے۔ اس لیے ان کے قرب مکانی کی وجہ سے ان کے جھوٹ کو بطور سچ کے دیکھا جاتا تھا۔ چنانچہ اُنہوں نے خود بھی اپنے اخبار یکم مارچ 1907ء میں محض دھوکا دینے کے لیے یہ شایع کیا ہے کہ ہم نے..... پندرہ سال تک متواتر پہلو بہ پہلو ایک ہی قصبہ میں ان کے ساتھ رہ کر ان کے حال پر غور کی تو اتنی غور کے بعد ہمیں یہی معلوم ہوا کہ یہ شخص درحقیقت مکار، خودغرض، عشرت پسند، بدزبان وغیرہ وغیرہ ہے۔'' اب ظاہر ہے کہ جو لوگ پندرہ سال کی ہمسائگی کا دعویٰ کر کے یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص درحقیقت مکار اور مُفتری ہے، ایسے لوگوں کی گواہی کا کس قدر دِلوں پر اثر پڑسکتا ہے۔ پھر اسی پرچہ میں لکھا ہے کہ نشان تو ہم نے اس مدت تک کوئی نہیں دیکھا، البتہ یہ دیکھا ہے کہ یہ شخص ہر روز جھوٹے الہام بناتا ہے۔ ایک لاثانی بے وقوف ہے۔''

(حقیقۃ الوحی (تتمہ) صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 590، 591 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 491 پر)

View Proof

کتب فروش

(78) ''اس وقت ایک کتاب ''آئینہ کمالات اسلام'' نام سے تالیف کی ہے جس میں بڑی تحقیق و تدقیق سے اسلام اور قرآن کریم کی خوبیوں اور کمالات کا بیان ہے۔ اور علاوہ اس کے مخالفین مذہب کے عقاید باطلہ کا رد ہے۔ اور فرقہ نیچریہ کے خیالات باطلہ کا بھی اچھی طرح استیصال کیا گیا ہے۔ ضخامت اس کی ساڑھے چھ سو صفحہ سے زیادہ ہے۔ قیمت دو روپیہ اور محصول علاوہ ہے۔ اور ماسوا اس کے مفصلہ ذیل کتابیں بھی موجود ہیں۔ فتح اسلام، توضیح مرام، ازالہ اوہام۔ محصول علاوہ ہے اور فتح اسلام اور توضیح مرام کی قیمت آٹھ آٹھ آنہ تھی۔

اب ہم نے چار چار آنہ کم کر دیئے ہیں۔ (المشتہر مرزا غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور پنجاب)"
(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 359، طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 493 پر)

View Proof

(79) "چونکہ رسالہ سراج منیر جو پیشگوئیوں پر مشتمل ہوگا۔ چودہ سو روپیہ کی لاگت سے چھپے گا۔ اس لیے چھپنے سے پہلے خریداروں کی درخواستیں آنا ضروری ہے۔ تا بعد میں دقتیں پیدا نہ ہوں۔ قیمت اس رسالہ کی ایک روپیہ علاوہ محصول ہوگی۔ لہٰذا اطلاع دی جاتی ہے کہ جو صاحب پختہ ارادہ سے سراج منیر کو خریدنا چاہتے ہیں، وہ اپنی درخواست معہ پتہ سکونت وغیرہ کے ارسال فرمائیں۔ جب ایک حصہ کافی درخواستوں کا آجائے گا تو فی الفور کتاب کا طبع ہونا شروع ہو جائے گا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ خاکسار غلام احمد از قادیان۔"
(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 118 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 494 پر)

View Proof

(80) "عزیزو! یہ کتاب قدرت حق کا ایک نمونہ ہے اور انسان کی معمولی کوششیں خود بخود اس قدر ذخیرہ معارف کا پیدا نہیں کر سکتیں۔ اس کی ضخامت چھ سو صفحہ کے قریب ہے اور کاغذ عمدہ اور کتاب خوشخط اور قیمت دو روپیہ اور محصول علاوہ ہے اور یہ صرف ایک حصہ ہے اور دوسرا حصہ الگ طبع ہوگا اور قیمت اس کی الگ ہوگی۔ اس میں علاوہ حقائق و معارف قرآنی اور لطائف کتاب رب عزیز کے ایک وافر حصہ اُن پیشگوئیوں کا بھی موجود ہے جن کو اوّل سراج منیر میں شائع کرنے کا ارادہ تھا۔ اور میں اس بات پر راضی ہوں کہ اگر خریداران کتاب میری اس تعریف کو خلاف واقعہ پائیں تو کتاب مجھے واپس کر دیں میں بلا توقف ان کی قیمت واپس بھیج دوں گا۔ لیکن یہ شرط ضروری ہے کہ کتاب کو دو ہفتے کے اندر واپس کریں اور دست مالیدہ اور داغی نہ ہو..... اب گزارش مدعا یہ ہے کہ جو صاحب اس کتاب کو خریدنا چاہیں وہ بلا توقف مصمم ارادہ سے اطلاع بخشیں تا کہ کتاب بذریعہ ویلیو پی ایبل ان کی خدمت میں روانہ کی جائے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ (خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب)"
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 652 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 652 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 495 پر)

View Proof

(81) ''اور کتاب ازالہ اوہام کے خریداروں پر واضح ہو کہ میں بلی ماروں کے بازار میں کوٹھی لاہورو والی میں فروکش ہوں اور ازالہ اوہام کی جلدیں میرے پاس موجود ہیں۔ جو صاحب تین روپیہ قیمت داخل کریں۔ وہ خرید سکتے ہیں۔ والسلام (المشتہر خاکسار غلام احمد قادیانی حال وارد دھلی بازار بلیماراں کوٹھی نواب لوہارو۔۲۔اکتوبر ۱۸۹۱ء)''

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 218 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 496 پر)

View Proof

(82) ''کتاب براہین احمدیہ کی قیمت جو بالفعل دس روپیہ قرار پائی ہے۔ وہ صرف مسلمانوں کے لیے کمال درجہ کی تخفیف اور رعایت ہے کہ جن کو بشرط وسعت اور طاقت مالی کے اعانت دین متین میں کسی نوع کا دریغ نہیں۔ لیکن جو صاحب کسی اور مذہب یا ملت کے پابند ہو کر اس کتاب کو خریدنا چاہیں تو چونکہ اعانت کی ان سے کچھ توقع نہیں۔ لہٰذا ان سے وہ پوری پوری قیمت لی جائے گی جو حصہ اول کے اعلان میں شائع ہو چکی ہے۔ (المشتہر مؤلف براہین احمدیہ)''

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 50 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 497 پر)

View Proof

چوہڑی، زانیہ اور کنجروں کے خواب

(83) ''بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرام خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے (تجربہ کے لیے مرزا قادیانی ان کے پاس جاتے تھے یا وہ ان کے پاس آتے تھے؟) کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کام تھا، انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اس سے بھی عجیب تر یہ تھا کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دن رات زنا کاری کام تھا، ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہو گئیں۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 3، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 5 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 498 پر)

View Proof

واہ! کیا خوب تحقیق ہے۔

ٹیچی ٹیچی

(84) ''5 مارچ 1905ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا، میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ (بلی کو خواب میں چھیڑوں کے) میں نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا، نام کچھ نہیں، میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔ ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا۔ تب میری آنکھ کھل گئی۔''

View Proof

(حقیقۃ الوحی صفحہ 332، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 346 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 499 پر)

مرزا قادیانی کے فرشتے کا نام ٹیچی ٹیچی ہے۔ جب قادیانیوں سے اس کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ یہ لفظ ''ٹچ'' سے بنا ہے جس کا مطلب تیز رفتار ہے۔ یہ فرشتہ ٹچ کر کے مرزا قادیانی کا پیغام اللہ تعالیٰ کے پاس لے جاتا ہے اور ٹچ کر کے واپس آتا ہے۔ اب اگر کوئی مسلمان کسی قادیانی کو ازراہ مذاق ''ٹیچی ٹیچی'' کہتا ہے تو وہ غصہ سے آگ بگولا ہو جاتا ہے۔ کئی قادیانی اساتذہ نے طلبہ کی طرف سے بلیک بورڈ پر ''ٹیچی ٹیچی'' لکھنے یا کورس کے انداز میں باآواز بلند ٹیچی ٹیچی کہنے پر اپنے تبادلے کروا لیے ہیں۔ (آزمائش شرط ہے) جس کی وجہ بظاہر ہمیں نظر نہیں آتی۔ حالانکہ انہیں تو خوش ہونا چاہیے کہ مسلمان مرزا قادیانی کے فرشتے کا نام لے رہے ہیں۔

''ماہواری'' چندہ

(85) ''ہر ایک شخص سوچ سمجھ کر اس قدر ماہواری چندہ کا اقرار کرے جس کو وہ دے سکتا ہے، گو ایک پیسہ ماہواری ہو۔ مگر خدا کے ساتھ فضول گوئی اور دروغ گوئی کا برتاؤ نہ کرے۔ ہر ایک شخص جو مرید ہے، اس کو چاہئے جو اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کر دے خواہ ایک پیسہ ہو اور خواہ ایک دھیلہ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لیے کچھ بھی مدد دے سکتا ہے، وہ منافق ہے۔ اب اس کے بعد وہ سلسلہ میں رہ نہیں سکے گا۔ اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لیے قبول کرتا ہے۔ اور اگر تین ماہ

تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اُس کا نام کاٹ دیا جائے گا اور مشتہر کر دیا جائے گا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپرواہی کی، اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپروا جو انصار میں داخل نہیں، اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہے گا۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ۔"

View Proof

(اشتہارات جلد دوم صفحہ 556 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 500 پر)

قادیانی حضرات صرف اس ایک اشتہار پر غور کر لیں تو انہیں معلوم ہو جانا چاہئے کہ مرزا قادیانی نے "نبوت" کو بھی روزی دھندے کے اختیار کیا تھا۔ چندے کے نام پر پیسے بٹورنا اس کا بنیادی مقصد تھا۔

جماعت مرغی کی آواز پر توجہ دے

(86) "رؤیا دیکھا کہ ایک دیوار پر ایک مرغی ہے۔ وہ کچھ بولتی ہے۔ سب فقرات یاد نہیں رہے۔ مگر آخری فقرہ جو یاد رہا یہ تھا:۔

ان کنتم مسلمین

(ترجمہ) اگر تم مسلمان ہو۔ اس کے بعد بیداری ہوئی۔ یہ خیال تھا کہ مُرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں۔ پھر الہام ہوا:۔

انفقوا فی سبیل اللّٰہ ان کنتم مسلمین

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ اگر تم مسلمان ہو۔

فرمایا کہ

مُرغی کا خطاب اور الہام کا خطاب ہر دو جماعت کی طرف تھے۔ دونو فقروں میں ہماری جماعت مخاطب ہے۔ چونکہ آج کل روپیہ کی ضرورت ہے۔ لنگر میں بھی خرچ بہت ہے اور عمارت پر بھی بہت خرچ ہو رہا ہے۔ اس واسطے جماعت کو چاہئے کہ اس حکم پر توجہ کریں۔"

(ملفوظات جلد چہارم، صفحہ 582، طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 501 پر)

View Proof

دعا برائے فروخت

(87) "بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ پٹیالہ میں خلیفہ محمد حسین

صاحب وزیر پٹیالہ کے مصاحبوں اور ملاقاتیوں میں ایک مولوی عبدالعزیز صاحب ہوتے تھے جو کوم ضلع لدھیانہ کے رہنے والے تھے۔ ان کا ایک دوست تھا، جو بڑا امیر کبیر اور صاحب جائداد تھا اور لاکھوں روپے کا مالک تھا۔ مگر اس کے کوئی لڑکا نہ تھا جو اس کا وارث ہوتا۔ اس نے مولوی عبدالعزیز صاحب سے کہا کہ مرزا صاحب سے میرے لیے دعا کرواؤ کہ میرے لڑکا ہو جاوے۔ مولوی عبدالعزیز نے مجھے بلا کر کہا کہ ہم تمھیں کرایہ دیتے ہیں۔ تم قادیان جاؤ اور مرزا صاحب سے اس بارہ میں خاص طور پر دعا کے لیے کہو۔ چنانچہ میں قادیان آیا اور حضرت صاحب سے سارا ماجرا عرض کر کے دعا کے لیے کہا۔ آپ نے اس کے جواب میں ایک تقریر فرمائی، جس میں دعا کا فلسفہ بیان کیا اور فرمایا کہ محض رسمی طور پر دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دینے سے دعا نہیں ہوتی بلکہ اس کے لیے ایک خاص قلبی کیفیت کا پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ جب آدمی کسی کے لیے دعا کرتا ہے تو اس کے لیے ان دو باتوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ یا تو اس شخص کے ساتھ کوئی ایسا گہرا تعلق اور رابطہ ہو کہ اس کی خاطر دل میں ایک خاص درد اور گداز پیدا ہو جائے، جو دعا کے لیے ضروری ہے اور یا اس شخص نے کوئی ایسی دینی خدمت کی ہو کہ جس پر دل سے اس کے لیے دعا نکلے۔ مگر یہاں نہ تو ہم اس شخص کو جانتے ہیں اور نہ اس نے کوئی دینی خدمت کی ہے کہ اس کے لیے ہمارا دل پگھلے۔ پس آپ جا کر اسے یہ کہیں کہ وہ اسلام کی خدمت کے لیے ایک لاکھ روپیہ دے یا دینے کا وعدہ کرے۔ (یعنی مینوں نوٹ وکھا، میرا موڈ بنے۔ مرتب) پھر ہم اس کے لیے دعا کریں گے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ پھر اللہ اسے ضرور لڑکا دے دے گا۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے جا کر یہی جواب دے دیا۔ مگر وہ خاموش ہو گئے اور آخر وہ شخص لاولد ہی مر گیا۔ اور اس کی جائداد اس کے دور نزدیک کے رشتہ داروں میں کئی جھگڑوں اور مقدموں کے بعد تقسیم ہو گئی۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 257 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 502 پر)

View Proof

افریقہ کے بندر اور مرزا قادیانی

(88) "میر شفیع احمد صاحب محقق دہلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک عرب حضرت مسیح موعودؑ کے پاس بیٹھا ہوا افریقہ کے بندروں کے اور افریقن لوگوں کے لغو قصے سنانے لگا۔ حضرت صاحب بیٹھے ہوئے ہنستے رہے۔ آپ نہ تو کبیدہ خاطر ہوئے اور نہ

ہی اس کو ان لغو قصوں کے بیان کرنے سے روکا کہ میرا وقت ضائع ہو رہا ہے بلکہ اس کی دلجوئی کے لیے اخیر وقت تک خندہ پیشانی سے سنتے رہے۔"

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 215 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 503 پر)

View Proof

بتوں کی زیارت

(89) "ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ سفر ملتان کے دوران میں حضرت صاحب ایک رات لاہور میں شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کے ہاں بطور مہمان ٹھہرے تھے۔ ان دنوں لاہور میں ایک کمپنی آئی ہوئی تھی۔ اس میں قد آدم موم کے بنے ہوئے مجسمے تھے۔ جن میں بعض پرانے زمانہ کے تاریخی بت تھے اور بعض میں انسانی جسم کے اندرونی اعضاء طبعی رنگ میں دکھائے گئے تھے۔ شیخ صاحب مرحوم حضرت صاحب کو اور چند احباب کو وہاں لے گئے اور حضور نے وہاں پھر کر تمام نمائش دیکھی۔"

View Proof

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 38 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 504 پر)

یہاں سید ضمیر جعفری کے شعر بے ساختہ یاد آئے ہیں: ؎

اینسٹرکٹ آرٹ کی دیکھی تھی نمائش میں نے
کی تھی ازراہِ مروت بھی ستائش میں نے
آج تک دونوں گناہوں کی سزا پاتا ہوں
لوگ کہتے ہیں کہ کیا دیکھا تو شرماتا ہوں

مرزا قادیانی کی "علمی" باتیں

حمل کاذب

(90) "اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک تو حمل حقیقی ہوتا ہے۔ جب مدت مقررہ نو ماہ گزر جاتے ہیں تو لڑکا یا لڑکی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک اس کے مقابلہ میں حمل کاذب ہوتا ہے۔ بعض

عورتیں رات دن اولاد کی خواہش کرتی رہتی ہیں جس سے رجاء کی مرض پیدا ہو جاتی ہے اور جھوٹا حمل ہو کر پیٹ پھولنے لگتا ہے اور حمل کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ لیکن نو ماہ کے بعد پانی کی مشک نکل جاتی ہے۔"

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 105، 106 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 505 پر)

View Proof

عورتوں کی خاص قسم

(91) "تحقیق کی رُو سے بعض اس قسم کی بھی عورتیں ہوتی ہیں کہ قوت رجولیت اور انثیت دونوں اُن میں جمع ہوتی ہیں اور کسی تحریک سے جب اُن کی منی جوش مارے تو حمل ہو سکتا ہے۔"

(چشمہ معرفت صفحہ 218 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 226 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 507 پر)

View Proof

مرشد کے ساتھ مرید کا تعلق

(92) "مرشد کے ساتھ مُرید کا تعلق ایسا ہونا چاہیے، جیسا عورت کا تعلق مرد سے ہو۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 404 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 508 پر)

مرزا قادیانی نے یہ واضح نہیں کیا کہ مرید کے ذمے کس کردار کو نبھانا ضروری ہے؟ یا پھر اس پر ماہر الطرفین ہونے کی پابندی ہے؟

View Proof

ہر ایک سے آشنا ہوں، لیکن جدا جدا رسم و راہ میری
کسی کا راکب، کسی کا مرکب، کسی کو عبرت کا تازیانہ

مرزا قادیانی کی سائنس

قلمی اسلحہ

(93) "اِس وقت جو ضرورت ہے۔ وہ یقیناً سمجھ لو۔ سیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے۔ ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کئے ہیں اور مختلف سائنسوں اور مکائد کی رُو سے

اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے۔ اس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدانِ کارزار میں اُتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھلاؤں۔ میں کب اس میدان کے قابل ہوسکتا تھا۔ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اُس کے دین کی عزت ظاہر ہو۔"

View Proof

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 38، طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 509 پر)

(94) "اور اس مادہ کے لیے ضروری نہیں کہ ساگ پات کی کسی قسم پر رُدح، شبنم کی طرح گرے اور اس سے رُدح کا نطفہ پیدا ہو۔ بلکہ وہ مادہ گوشت سے بھی پیدا ہوسکتا ہے خواہ وہ گوشت بکرہ کا ہو۔ یا مچھلی کا۔ یا ایسی مٹی ہو جو زمین کی نہایت عمیق تہہ کے نیچے ہوتی ہے جس سے مینڈکیں وغیرہ کیڑے مکوڑے پیدا ہوتے ہیں۔"

View Proof

(چشمہ معرفت صفحہ 116 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 124 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 510 پر)

(95) "اگر تم مثلاً دودھ کو جو باسی ہو کر سڑنے کو ہے، ہاتھ میں لو اور خوب اس دودھ میں نظر لگائے رکھو تو تمہارے دیکھتے دیکھتے ہزارہا کیڑے بن جائیں گے۔"

View Proof

(چشمہ معرفت صفحہ 117 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 125 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 511 پر)

(96) "مثلاً زمین کے نیچے کا طبقہ جو ستر اسی ہاتھ تک کھود کر پھر دکھائی دیتا ہے، اس میں جاندار پائے جاتے ہیں۔"

View Proof

(چشمہ معرفت صفحہ 122 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 130 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 512 پر)

(97) "دُنیا میں ہزاروں چیزیں نیست سے ہست ہو رہی ہیں مثلاً ایک دھات جو بالکل نیست ہو جاتی اور مر جاتی ہے وہ شہد اور سہاگہ اور گھی میں جوش دینے سے پھر زندہ ہو جاتی ہے کسی نے پنجابی میں کہا ہے شہد سہاگہ گھی، موئی دھات دا ایہو جی۔ یعنی شہد، سہاگہ اور گھی جو

View Proof

ہے، مری ہوئی دھات کی یہی جان ہے۔"

(چشمہ معرفت صفحہ 163 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 171 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 513 پر)

(98) "یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب ایک گلہری کو پتھر یا سوٹے سے مارا جائے اور وہ بظاہر بالکل مرجائے مگر ابھی تازہ ہو تو اگر اس کے سر کو گوبر میں دبایا جائے تو چند منٹ میں وہ زندہ ہو کر بھاگ جاتی ہے، مکھی بھی اگر پانی میں مرجائے تو وہ بھی زندہ ہو کر پرواز کر جاتی ہے اور بعض جانور جیسے زنبور اور دوسرے حشرات الارض سخت سردی کے ایام میں مرجاتے ہیں اور زمین میں یا دیواروں کے سوراخوں میں چمٹے رہتے ہیں اور جب گرمی کا موسم آتا ہے تو پھر زندہ ہو جاتے ہیں۔"

View Proof

(چشمہ معرفت صفحہ 163 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 171، 172 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 514 پر)

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

(99) "اور بعض درخت ایسے ہیں کہ ان کے پتوں میں سے بڑے بڑے پرندے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک آک کا درخت بھی ہے اور اس کی نظیریں ہزارہا ہیں نہ صرف ایک دو۔"

(چشمہ معرفت صفحہ 269 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 282 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 516 پر)

View Proof

اک معمہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا

مرزا قادیانی کا حال اس سکھ جیسا ہے جس نے شراب پی کر ایک مکھی کے دونوں پر کاٹ دیئے اور کہا "اُڑ جا"۔ وہ نہ اڑی تو سردار جی بولے۔ تجربہ سے ثابت ہوا کہ مکھی کے دونوں پر کاٹ دیئے جائیں تو وہ سن نہیں سکتی۔ اس کے باوجود مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے:

ایک ایک حرف..... خدا تعالیٰ کی طرف سے

(100) "میں تو ایک حرف بھی نہیں لکھ سکتا۔ اگر خدا تعالیٰ کی طاقت میرے ساتھ نہ ہو۔

بارہا لکھتے لکھتے دیکھا ہے کہ ایک خدا کی رُوح ہے جو تیر رہی ہے۔ قلم تھک جایا کرتی ہے مگر اندر جوش نہیں تھکتا۔ طبیعت محسوس کیا کرتی ہے کہ ایک ایک حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔"

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 483 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 517 پر)

View Proof

اللہ نے جو مجھے سکھایا، وہ کسی اور کو نہ سکھایا

(101) "کالجوھرین من المادة الواحدة ووھب لی علوما مقدسة نقیة و معارف صافیة جلیة و علمنی مالم یعلم غیری من المعاصرین."

(ترجمہ) اور اس نے (یعنی اللہ تعالیٰ نے) مجھے پاکیزہ اور صاف علوم دیئے اور خالص اور اعلیٰ درجہ کے معارف دیئے اور مجھے وہ کچھ سکھایا جو اس زمانہ میں کسی اور کو نہ سکھایا۔

(انجام آتھم صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 75 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 518 پر)

View Proof

جو میرے ہاتھ سے جام پیے گا، وہ ہرگز نہیں مرے گا

(102) "اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے، وہ ہرگز نہیں مرے گا۔ وہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں۔ اور وہ حکمت جو میرے مُنہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مُردہ دلوں کے لیے آبِ حیات کا حکم رکھتی ہے، دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 104 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 519 پر)

یہ غالباً وہی "جام" ہے جو مرزا امام الدین کی رفاقت میں مرزا قادیانی کو نصیب ہوا تھا۔

View Proof

مرزا قادیانی کے "معجزات"

(103) "ہر ایک شخص کا الہام جو نرے الفاظ ہوں اور کوئی فوق العادت امر اُن میں نہ ہو، خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی الہام ہرگز قابل پذیرائی نہیں جب تک کہ اس میں

الٰہی شوکت نہ ہو۔ اور الٰہی شوکت یہ ہے کہ فوق العادت اور عظیم الشان پیشگوئیاں جو الوہیت
View Proof
کی قدرت اور علم سے بھری ہوئی ہوں، اُس الہام میں پائی جائیں۔"
(تریاق القلوب صفحہ 42، 43 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 170، 171 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 520 پر)

(104) "خدا نے میرے لیے وہ نشان دکھائے کہ اگر وہ ان امتوں کے وقت نشان
View Proof
دکھلائے جاتے جو پانی اور آگ اور ہوا سے ہلاک کی گئیں تو وہ ہلاک نہ ہوتیں
(حقیقۃ الوحی صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 619 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 522 پر)

(105) "مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم
میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں، وہ ہرگز نہ کرسکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر
View Proof
ہو رہے ہیں، وہ ہرگز دِکھلا نہ سکتا۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ 148 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 152 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 523 پر)

کجا عیسیٰ کجا دجال ناپاک

(106) "صدہا نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیۃ الدلالت آیات اور
نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اس بات کے لیے مجبور کردیا کہ مَیں اپنے تئیں مسیح موعود مان لوں۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ 150 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 153 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 524 پر)
View Proof

(107) "خدا نے میری سچائی کی گواہی کے لیے تین لاکھ سے زیادہ آسمانی نشان ظاہر کیے۔"
(حقیقۃ الوحی صفحہ 168 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 168 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 525 پر)
View Proof

(108) ''پس یقیناً سمجھو کہ سچا مذہب اور حقیقی راستباز ضرور اپنے ساتھ امتیازی نشان رکھتا ہے اور اسی کا نام دوسرے لفظوں میں معجزہ اور کرامت اور خارق عادت امر ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 50 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 63 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 526 پر)

View Proof

(109) ''نشان: بعض نشان اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان کے وقوع میں ایک منٹ کی تاخیر بھی نہیں ہوتی کہ فی الفور واقع ہو جاتے ہیں اور ان میں گواہ کا پیدا ہونا کم میسر آتا ہے۔ اسی قسم کا یہ ایک نشان ہے کہ ایک دن بعد نماز صبح میرے پر کشفی حالت طاری ہوئی۔ اور مَیں نے اُس وقت اس کشفی حالت میں دیکھا کہ میرا لڑکا مبارک احمد باہر سے آیا ہے اور میرے قریب جو ایک چٹائی پڑی ہوئی تھی، اُس کے ساتھ پَیر پھسل کر گر پڑا ہے اور اُس کو بہت چوٹ لگی ہے اور تمام کُرتہ خون سے بھر گیا ہے۔ میں نے اس وقت مبارک احمد کی والدہ کے پاس جو اُس وقت میرے پاس کھڑی تھیں، یہ کشف بیان کیا۔ تو ابھی مَیں بیان ہی کر چکا تھا کہ مبارک احمد ایک طرف سے دوڑا آیا۔ جب چٹائی کے پاس پہنچا تو چٹائی سے پَیر پھسل کر گر پڑا۔ اور سخت چوٹ آئی اور تمام کُرتہ خون سے بھر گیا اور ایک منٹ کے اندر ہی یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 384 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 398، 399 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 527 پر)

View Proof

(110) ''نشان: ایسا ہی عرصہ قریباً تین سال کا ہوا ہے کہ صبح کے وقت کشفی طور پر مجھے دکھایا گیا کہ مبارک احمد سخت مبہوت اور بدحواس ہو کر میرے پاس دوڑا آیا ہے اور نہایت بے قرار ہے اور حواس اُڑے ہوئے ہیں اور کہتا ہے کہ ابا پانی یعنی مجھے پانی دو! یہ کشف مَیں نے نہ صرف گھر کے لوگوں کو بلکہ بہتوں کو سُنا دیا تھا۔ کیونکہ اس کے وقوع میں ابھی قریباً دو گھنٹے باقی تھے۔ اس کے بعد اُسی وقت ہم باغ میں گئے اور قریباً 8 بجے صبح کا وقت تھا اور مبارک احمد بھی ساتھ تھا اور مبارک احمد کئی دوسرے چھوٹے بچوں کے ساتھ باغ کے ایک گوشہ میں کھیلتا تھا اور عمر تقریباً چار برس کی تھی، اُس وقت میں ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا۔ مَیں نے دیکھا کہ مبارک احمد زور سے میری طرف دوڑتا چلا آتا ہے اور سخت بدحواس ہو رہا ہے۔ میرے سامنے

آ کر اتنا اُس کے مُنہ سے نکلا کہ ابا پانی۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 385 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 399 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 529 پر)

View Proof

(111) "نشان: ایک دفعہ 1902ء میں مجھے الہام ہوا یریدون ان یطفؤا نورک ویتخطفوا عرضک وانی معک ومع اھلک یعنی دشمن لوگ ارادہ کریں گے کہ تیرے نور کو بجھا دیں اور تیری آبروریزی کریں مگر میں تیرے ساتھ ہوں گا۔ اور ان کے ساتھ جو تیرے ساتھ ہیں اور انہی دنوں میں مَیں نے دیکھا مَیں ایک کوچہ میں ہوں جو آگے سے بند ہے اور بہت تنگ کوچہ ہے کہ بمشکل ایک آدمی اس میں گزر سکتا ہے۔ میں بند کوچہ کے آخری حصہ میں جس کے آگے کوئی راہ نہ تھا، دیوار کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ اور جو واپس جانے کی طرف راہ تھی، اس کی طرف جب نظر اُٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تین قوی ہیکل سنڈھے وہاں کھڑے ہیں جو خونی ہیں اور گزرنے کی راہ بند کر رکھی ہے۔ ایک اُن میں سے میری طرف حملہ کر کے دوڑا۔ اُس کو مَیں نے ہاتھ سے ہٹا دیا۔ پھر دُوسرا حملہ آور ہوا اور اس کو بھی مَیں نے ہاتھ سے ہٹا دیا۔ پھر تیسرا اس شدت اور جوش سے آیا کہ اسے دیکھ کر یقین ہوتا تھا کہ اب خیر نہیں لیکن جب میرے قریب آیا تو دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا اور مَیں اس کے ساتھ رگڑ کر اُس کے پاس سے گزر گیا۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے چند کلمات میرے دل پر القا ہوئے جن کو میں پڑھتا جاتا اور دوڑتا تھا اور وہ یہ ہیں رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی۔ اس واقعہ کے دیکھنے کے ساتھ ہی مجھ کو تفہیم ہوا کہ کوئی دشمن مقدمہ برپا کرے گا اور اس کے تین وکیل ہوں گے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 381 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 394، 395 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 530 پر)

View Proof

(112) "نشان: ایک دفعہ مجھے لُدھیانہ سے پٹیالہ جانے کا اتفاق ہوا اور میرے ساتھ وہی شیخ حامد علی اور دوسرا شخص فتح خان نام ساکن ایک گاؤں متصل ٹانڈہ ضلع ہوشیار پور کا اور تیسرا شخص عبدالرحیم نام ساکن انبالہ چھاؤنی تھا اور بعض اور بھی تھے جو یاد نہیں رہے۔ جس صبح ہم نے ریل پر سوار ہونا تھا، مجھے الہام کے ذریعہ سے بتایا گیا تھا کہ اس سفر میں کچھ نقصان ہوگا

اور کچھ حرج بھی۔ مَیں نے اپنے ان تمام ہمراہیوں کو کہا کہ نماز پڑھ کر دُعا کرلو کیونکہ مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ چنانچہ سب نے دُعا کی اور پھر ہم ریل پر سوار ہو کر ہر ایک طور کی عافیت سے پٹیالہ میں پہنچ گئے۔ جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو وزیر اعظم ریاست کا خلیفہ محمد حسن مع اپنے تمام ارکانِ ریاست کے جو شاید اٹھارہ گاڑیوں پر سوار ہوں گے، پیشوائی کے لیے موجود دیکھے۔ اور جب آگے بڑھے تو شاید سات ہزار کے قریب دوسرے عام و خاص شہر کے رہنے والے ملاقات کے لیے موجود تھے۔ اس حد تک تو خیر گزری نہ کوئی نقصان ہوا اور نہ کوئی حرج۔ لیکن جب واپس آنے کا ارادہ ہوا تو وہی وزیر صاحب مع اپنے بھائی سید محمد حسین صاحب کے جو شاید ان دنوں میں ممبر کونسل ہیں، مجھے ریل پر سوار کرنے کے لیے اسٹیشن پر میرے ہمراہ گئے اور ان کے ساتھ نواب علی محمد خان صاحب مرحوم جھجر والے بھی تھے۔ جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو ریل کے چلنے میں کچھ دیر تھی۔ میں نے ارادہ کیا کہ عصر کی نماز یہیں پڑھ لوں، اس لیے میں نے چوغہ اتار کر وضو کرنا چاہا اور چوغہ وزیر صاحب کے ایک ملازم کو پکڑا دیا اور پھر چوغہ پہن کر نماز پڑھ لی اور اس چوغہ میں زادِ راہ کے طور پر کچھ روپیہ تھے اور اسی میں ریل کا کرایہ بھی دینا تھا۔ جب ٹکٹ لینے کا وقت آیا تو میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا کہ ٹکٹ کے لیے روپیہ دوں تو معلوم ہوا کہ وہ رومال جس میں روپیہ تھا، گم ہو گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ چوغہ اتارنے کے وقت کہیں گر پڑا۔ مگر مجھے بجائے غم کے خوشی ہوئی کہ ایک حصہ پیشگوئی کا پورا ہو گیا۔ پھر ہم ٹکٹ کا انتظام کر کے ریل پر سوار ہو گئے۔ جب ہم دوراہہ کے اسٹیشن پر پہنچے تو شاید اس وقت دس بجے رات کا وقت تھا اور وہاں صرف پانچ منٹ کے لئے ریل ٹھہرتی تھی۔ میرے ایک ہمراہی شیخ عبدالرحیم نے ایک انگریز سے پوچھا کہ کیا لودہانہ آ گیا؟ اُس نے شرارت سے یا کسی اپنی خود غرضی سے جواب دیا کہ ہاں آ گیا۔ (یہ ہوتا ہے نقصان سچ کر کے آنے والے ''ٹیپی ٹیپی'' پر اعتماد کرنے کا، وگرنہ کوئی جینوئن فرشتہ رکھا ہوتا تو بتا دیتا مرزا صاحب! یہ انگریز آپ سے دھوکا کر رہا ہے۔ مرتب)۔ تب ہم مع اپنے تمام اسباب کے جلد جلد اُتر آئے۔ اتنے میں ریل روانہ ہو گئی۔ اُترنے کے ساتھ ہی ایک ویرانہ اسٹیشن دیکھ کر پتہ لگ گیا کہ ہمیں دھوکہ دیا گیا۔ وہ ایسا ویرانہ اسٹیشن تھا کہ بیٹھنے کے لیے چارپائی بھی نہیں ملتی تھی اور نہ روٹی کا سامان ہو سکتا تھا مگر اس امر کے خیال سے کہ اس حرجہ کے پیش آنے سے دُوسرا حصہ پیشگوئی کا بھی پورا ہو گیا۔ اس قدر مجھے خوشی ہوئی کہ گویا اس مقام میں کسی نے ہمیں بھاری دعوت دی اور گویا ہر ایک قسم کا خوش مزہ کھانا ہمیں مل گیا۔ بعد اس کے اسٹیشن ماسٹر اپنے کمرہ سے نکلا۔ اس نے افسوس کیا کہ

کسی نے ناحق شرارت سے آپ کو حرج پہنچایا اور کہا کہ آدھی رات کو ایک مال گاڑی آئے گی۔ اگر گنجائش ہوئی تو میں اس میں بٹھا دوں گا۔ تب اُس نے اس امر کے دریافت کے لیے تار دی اور جواب آیا گنجائش ہے۔ تب ہم آدھی رات کو سوار ہو کر لودہانہ میں پہنچ گئے۔ گویا یہ سفر اسی پیشگوئی کے لیے تھا۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 257 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 257 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 532 پر)

View Proof

(113) "نشان: ایک دفعہ نواب علی محمد خان مرحوم رئیس لودھیانہ نے میری طرف خط لکھا کہ میرے بعض امور معاش بند ہو گئے ہیں، آپ دُعا کریں کہ تا وہ کھل جائیں۔ جب میں نے دعا کی تو مجھے الہام ہوا کہ کھل جائیں گے۔ میں نے بذریعہ خط اُن کو اطلاع دے دی۔ پھر صرف دو چار دن کے بعد وہ وجوہ معاش کھل گئے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 257 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 257 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 534 پر)

View Proof

(114) "میرے پاس ایک شیشی مُشک کی ہے جس میں سے میں کھایا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کے سلسلہ کو منقطع کرنا نہیں چاہتا تو جس طرح چاہے اس کو برکت دے دے۔ میں نے گھر والوں سے کہا کہ لاؤ اس شیشی کو میں برکت دیتا ہوں۔ چنانچہ میں نے اُس میں پھونک مار دی۔ ڈاک کے وقت فضل الٰہی ایک شیشی لایا۔ میں نے سمجھا کہ کوئی دوائی ہے اور رکھ دی۔ مگر فجر کو جب اسے کھول کر دیکھا تو وہ مُشک نکلا۔ میں نے اس کو بُلا کر پوچھا کہ کس نے بھیجی ہے۔ اس نے کہا کہ وہ کاغذ گم ہو گیا۔ اس شیشی پر بھی مُرسل و فریسندہ کا نام نہیں۔ یہ نمونہ خدا تعالیٰ نے برکت کا دیا ہے میں نے گھر میں خود پھونک ماری اور دوسرے دن وہ شیشی آ گئی۔ یہ خدا کے عجیب کام ہیں۔ جو آج کل ظاہر ہو رہے ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 286 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 535 پر)

View Proof

(115) ''نشان: ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی۔ ایک دم قرار نہ تھا۔ کسی شخص سے میں نے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج ہے۔ اس نے کہا کہ علاج دندان، اخراج دندان۔ اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرا۔ تب اس وقت مجھے غنودگی آ گئی اور میں زمین پر بے تابی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا اور چارپائی پاس بچھی تھی۔ میں نے بے تابی کی حالت میں اس چارپائی کی پائینتی پر اپنا سر رکھ دیا اور تھوڑی سی نیند آ گئی۔ جب میں بیدار ہوا تو درد کا نام و نشان نہ تھا اور زبان پر یہ الہام جاری تھا:۔

اذا مرضت فھو یشفی یعنی جب تو بیمار ہوتا ہے تو وہ تجھے شفا دیتا ہے فالحمد للہ علی ذالک.

(حقیقۃ الوحی صفحہ 246، 247 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 246، 247 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 536 پر)

View Proof

(116) ''نشان: خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ ایک لڑکی تمہارے گھر میں پیدا ہوگی اور مر جائے گی اور اس کا نام عاسق رکھا یعنی غروب ہونے والی۔ اور یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ طفولیت میں ہی مرجائے گی۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق لڑکی پیدا ہوئی اور پیشگوئی کے مطابق طفولیت میں ہی مرگئی۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 396 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 396 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 538 پر)

View Proof

(117) ''میری سچائی پر ایک نشان ہے۔ یہ ہے کہ جب میری لڑکی مبارکہ پیٹ میں تھی۔ اور قریباً پچیس روز اس کی پیدائش میں باقی رہتے تھے تو اس لڑکی کی والدہ نہایت تکلیف میں مبتلا تھی۔ اور حساب کی غلطی سے یہ غم بھی ان کو لاحق ہوا کہ شاید یہ حمل نہ ہو، کوئی اور بیماری ہو۔ کیونکہ انہوں نے ٹھیک ٹھیک یاد نہ رہنے کی وجہ سے خیال کیا کہ یہ گیارہواں مہینہ جاتا ہے اور عام دستور کے لحاظ سے یہ مدت حمل کی نہیں ہوسکتی۔ اس لیے دوہری تکلیف دامنگیر ہوگئی اور جب ایسے ایسے خیالات سے ان کا غم حد سے بڑھ گیا تو میں نے ان کے لیے دعا کی۔ تب مجھے یہ الہام ہوا۔ آید آں روزے کہ مستخلص شود۔ یعنی وہ دن چلا آتا ہے کہ چھٹکارا ہو جائے گا

اور اس الہام کے معنوں کی مجھے یہ تفہیم ہوئی کہ لڑکی پیدا ہوگی اور اسی وجہ سے کوئی لفظ بشارت کا اس الہام میں استعمال نہیں کیا گیا بلکہ چھٹکارا کا لفظ استعمال کیا گیا۔ چنانچہ میں نے اس الہام سے اپنی جماعت میں سے بہتوں کو اطلاع دے دی۔ آخر 27 رمضان 1314ھ کو لڑکی پیدا ہوگئی جس کا نام مبارکہ رکھا گیا۔"

(تریاق القلوب صفحہ 323 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 451 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 539 پر)

View Proof

(118) "میرا ارادہ تھا کہ ان نشانوں کو تین سو تک اس کتاب میں لکھوں اور وہ تمام نشان جو میری کتاب نزول المسیح اور تریاق القلوب وغیرہ کتابوں میں لکھے گئے ہیں اور دوسرے نئے نشان اس قدر اس میں لکھ دوں کہ تین سو کا عدد پورا ہو جائے مگر تین روز سے میں بیمار ہوگیا ہوں اور آج انتیس ستمبر 1906ء کو اس قدر غلبہ مرض اور ضعف اور نقاہت ہے کہ میں لکھنے سے مجبور ہوگیا ہوں۔ اگر خدا نے چاہا تو حصہ پنجم براہین احمدیہ میں یہ تین سو نشان یا زیادہ اس سے لکھے جائیں گے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 400 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 400 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 540 پر)

View Proof

(119) "جھوٹے اور فریبی اپنے جھوٹ میں تھک کر رہ جاتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 642 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 541 پر)

View Proof

بائبل میں لکھا ہے:

- "احمق بھی بہت سی باتیں بناتا ہے، پر آدمی نہیں بتا سکتا ہے کہ کیا ہوگا، اور جو کچھ اس کے بعد ہوگا اسے کون سمجھا سکتا ہے؟ احمق کی محنت اسے تھکاتی ہے۔"

(واعظ 10:15-14)

معجزانہ انشا پردازی کا ایک نمونہ

(120) "محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالیٰ، السلام علیکم و رحمۃ اللہ و

برکاتہ۔ اشیاء مفصلہ ذیل ہمراہ لیتے آویں اور اگر خدانخواستہ ایسی مجبوری ہو تو کسی اور آنے والے کے ہاتھ بھیج دیں۔ وائی بیوٹر جو ایک رحم کے متعلق دوائی ہے، پلومر کی دوکان سے (عصہ) مشک خالص عمدہ جس میں چھچھڑانہ ہو ایک تولہ، پان عمدہ بیگمی (عصہ) اور ایک انگریزی وضع کا پاخانہ جو ایک چوکی ہوتی ہے اور اس میں ایک برتن ہوتا ہے اس کی قیمت معلوم نہیں۔ آپ ساتھ لاویں۔ قیمت یہاں سے دی جاوے گی، مجھے دوران سر کی بہت شدت سے مرض ہوگئی ہے۔ پیروں پر بوجھ دے کر پاخانہ پھرنے سے مجھے سر کو چکر آتا ہے۔ اس لیے ایسے پاخانہ کی ضرورت پڑی۔ اگر شیخ صاحب کی دوکان میں ایسا پاخانہ ہو تو وہ دے دیں گے مگر ضرور لانا چاہیے اور روپیہ 30 کا منی آرڈر آپ کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد!

(خطوط امام بنام غلام صفحہ 6 از حکیم محمد حسین قریشی قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 542 پر)

View Proof

مجھ سے خدا تعالیٰ لکھواتا ہے

(121) ''یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر خدا تعالیٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اُردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے۔''

(نزول المسیح صفحہ 56 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 543 پر)

View Proof

ثبوت حاضر ہیں!

مرزا قادیانی
کے
خانگی حالات

Back

اسلام کا خانگی نظام بے نظیر و بے مثال ہے۔ اسلام فطرت اور اخلاقی پاکیزگی کو مدنظر رکھتے ہوئے ہنگامی حالات میں دوسری شادی بلکہ چار شادیوں تک کی اجازت دیتا ہے اور اس حالت میں بیویوں کے درمیان پورا انصاف اور تمام حقوق ادا کرنے کا حکم دیتا ہے۔ یہ ایک کڑی شرط ہے جو دین اسلام کے علاوہ دوسرے مذاہب میں نہیں۔ پہلی بیوی کو صرف اس لیے طلاق دے دینا کہ مرد کو دوسری عورت سے نکاح کی خواہش یا ضرورت ہے، پہلی بیوی اور اس کی اولاد سے سراسر ناانصافی ہے۔ جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں 2 شادیاں کیں۔ مگر نفسانی خواہش اور لالچ کی بنا پر ان دونوں میں انصاف وحقوق کا پلڑا برابر نہ رکھ سکا۔ بقول ملک محمد جعفر خاں:

''مرزا قادیانی کی پہلی شادی عمر کے اوائل میں ہی ہوگئی تھی اور اس شادی سے مرزا قادیانی کے دو لڑکے مرزا سلطان احمد اور فضل احمد موجود تھے۔ 1884ء میں جب کہ مرزا قادیانی کی عمر تقریباً انچاس سال تھی، انہوں نے دہلی کے ایک معزز خاندان کی ایک نوعمر کنواری لڑکی سے رشتہ کیا۔ جس بیوی کے ساتھ مرزا قادیانی کی جوانی کا بہترین حصہ گزر چکا تھا، بڑھاپے میں اسے عذاب میں مبتلا کرنا کسی طرح جائز نہ تھا۔ اگر مرزا قادیانی قرآنی حکم کے ماتحت دیانت داری سے غور کرتا تو یقیناً وہ اس نتیجہ پر پہنچتا کہ اس عمر میں وہ اپنی نئی دلہن اور ادھیڑ عمر کی بیوی کے درمیان انصاف نہ کر سکے گا۔ خدا سے زیادہ کون انسانی فطرت اور ازدواجی تعلقات کے تقاضوں کی نزاکت اور اہمیت سے واقف ہے۔ اس لیے سورہ نساء میں جہاں تعدد ازواج کے لیے انصاف کی شرط مقرر کی گئی ہے، ساتھ ہی مردوں کو اس حقیقت سے متنبہ کر دیا گیا ہے کہ اس بارے میں اپنی استعداد کی نسبت کسی خوش فہمی اور حسن ظن میں مبتلا نہ رہو اور یہ نہ سمجھو کہ تم آسانی کے ساتھ انصاف کے تقاضے پورے کر سکو گے۔ چنانچہ فرمایا:

- ''ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النسآء ولو حرصتم فلا تمیلو

کل ایمل فتذروھا کالمعلقة." (النساء:129)

ترجمہ: ''اور تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے کہ پورا پورا انصاف کرو اپنی بیویوں کے درمیان، اگر چہ تم اس کے بڑے خواہش مند بھی ہو۔ تو یہ نہ کرو کہ جھک جاؤ (ایک بیوی کی طرف) بالکل اور چھوڑ دو دوسری کو جیسے وہ (درمیان میں) لٹک رہی ہو۔''

مرزا قادیانی کی نسبت ہمارے پاس ایسی شہادت موجود ہے جو ظاہر کرتی ہے کہ اپنے حالات کے ماتحت ان کو یقین تھا کہ دوسری شادی کے بعد وہ اپنی پہلی بیوی سے انصاف نہ کرسکیں گے اور اس کے حقوق ادا کرنے سے قاصر رہیں گے۔ مرزا قادیانی کی زندگی کے حالات کی نسبت ان کے چھوٹے صاحبزادے میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے نے ایک کتاب ''سیرۃ المہدی'' لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے اپنی والدہ یعنی مرزا قادیانی کی دوسری بیوی کی زبانی یہ واقعہ لکھا ہے:

- ''والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انہیں (یعنی پہلی بیوی کو) کہلا بھیجا کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا، ہوتا رہا، اب میں نے دوسری شادی کرلی ہے۔ اس لیے اب اگر دونوں بیویوں میں برابری نہیں رکھوں گا تو میں گنہگار ہوں گا۔ اس لیے اب دو باتیں ہیں۔ یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ میں تم کو خرچ دیے جاؤں گا۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی۔ بس مجھے خرچ ملتا رہے، میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔''

مرزا بشیر احمد صاحب نے ''سیرت المہدی'' میں ہمیں اپنی سوتیلی والدہ کا اصل نام تک نہیں بتایا لیکن اس کا ذکر ان تحقیر آمیز الفاظ سے کیا ہے کہ ''فضل احمد کی والدہ جس کو لوگ عام طور پر ''بھچے دی ماں'' کہا کرتے تھے۔'' خدا کی شان ہے کہ ایک عورت تو اس اعزاز سے ام المومنین بن جائے کہ اس نے اپنی جوانی میں ایک ادھیڑ عمر کے مرد سے شادی کرلی اور دوسری بے چاری محض اس قصور کی بنا پر کہ وہ خاوند کے ساتھ ساتھ بوڑھی ہوتی گئی، صرف ''بھچے دی ماں'' ہو کر رہ جائے۔ اس ذکر سے میرے ذہن میں بیسیوں اور مثالیں آ گئی ہیں۔

اگر آپ اپنے ملک کے ان لوگوں پر نظر ڈالیں تو شروع میں چھوٹے چھوٹے عہدوں پر فائز تھے یا متوسط طبقہ سے تعلق رکھتے تھے اور اب اتفاق زمانہ سے یک لخت اعلیٰ عہدوں پر پہنچ گئے ہیں یا دولت مند ہوگئے ہیں تو آپ دیکھیں گے کہ ان میں سے اکثر کی ایک تو ''بیگم صاحبہ'' ہوتی ہے اور ایک غریب کوئی ''پیچھے دی ماں'' ہوتی ہے جو گمنامی میں اپنے آبائی گاؤں میں کسی نہ کسی طرح زندگی کے دن پورے کر رہی ہوتی ہے۔ ان حالات میں مرزا قادیانی کا طرز عمل کوئی ایسا انوکھا نہیں ہے۔ انہوں نے وہی کیا جو ان کے طبقے کے دوسرے مرد کرتے تھے اور اب بھی کر رہے ہیں۔ لیکن کیا نبی اور مجددین کی صداقت کا یہی معیار ہونا چاہیے کہ اس کی زندگی معاشرہ کی مروج برائیوں کے عین مطابق ہے اور کسی برائی میں وہ منفرد نہیں ہے؟ کیا نبی برائیوں کی تقلید اور ان کے استحکام کے لیے آتے ہیں؟

اور کتنی بے بسی اور مظلومیت ٹپکتی ہے مرزا قادیانی کی بیوی کے جواب سے.....

''اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی!''..... ان الفاظ میں ایک لطیف اور گہرا طنز ہے، جس کو مرزا قادیانی اور ان کے سیرت نگار دونوں نے محسوس نہیں کیا۔ کیا یہ عورت یہ کہتی ہوئی نہیں معلوم ہوتی:

- ''آخر میرا قصور کیا ہے؟ یہی نا کہ میں جوان نہیں رہی؟ کیا میں ہمیشہ بوڑھی تھی؟ میں نے اپنی جوانی کس پر نثار کی ہے؟ پھر اپنی عمر کا بھی تو خیال کرو۔ کیا تم ویسے ہی جوان ہو؟ کیا نکاح صرف جنسی خواہش کو پورا کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ کیا ہم نے زندگی کا اتنا لمبا عرصہ ایک دوسرے کے غم اور خوشی میں شریک ہو کر نہیں گزارا۔ اب مجھے کیوں چھوڑتے ہو؟ کیا زندگی کی شام کے لیے جوانی کی یادیں اور جوان بیٹوں کی خوشیاں ناکافی ہیں؟''

سیرۃ المہدی کے متذکرہ بالا اقتباس سے واضح ہوگا کہ مرزا قادیانی اس امر کے معترف تھے کہ وہ دو بیویوں میں برابری کا سلوک کرنے کے اہل نہیں ہیں۔ تعجب ہے کہ اس احساس کے باوجود انہوں نے (محمدی بیگم نامی ایک کم عمر لڑکی سے) جلد ہی ایک تیسری شادی کا بھی ارادہ کرلیا۔'' (احمدیہ تحریک از ملک محمد جعفر خاں)

آیئے دیکھتے ہیں مرزا قادیانی کے خانگی حالات۔

بیوی سے حسنِ سلوک

(122) ''جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا، وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔''

(کشتی نوح صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 19 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 544 پر)

View Proof

بیوی سے عمدہ سلوک

(123) ''ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خیر کم خیر کم لاھلہ. تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں، وہ نیک کہاں۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کرسکتا ہے جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 403 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 545 پر)

View Proof

طلاق سے پرہیز کرو

(124) ''اس الہام میں تمام جماعت کے لیے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آئیں۔ وہ ان کی کنیزیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغا باز نہ ٹھہرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ وعاشروھن بالمعروف یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو اور حدیث میں ہے۔ خیر کم خیر کم لاھلہ یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ سو روحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ ان کے لیے دعا کرتے رہو اور طلاق سے پرہیز کرو۔ کیونکہ نہایت بد، خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے۔ جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندے برتن کی طرح جلد مت توڑو۔''

(تحفہ گولڑویہ صفحہ 39 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 75 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 546 پر)

View Proof

''بچھے دی ماں'' کو طلاق

(125) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو، اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر ''بچھے دی ماں'' کہا کرتے تھے، بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین سے سخت بے رغبتی تھی اور ان کا ان کی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں۔ اس لیے حضرت مسیح موعود نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی۔ (اپنی دوسری والدہ کی بابت یہ بے رحم حقیقت نگاری کیا نام پائے گی؟ کوئی قادیانی ہی اس پر تبصرہ کرے!۔ مرتب) ہاں آپ اخراجات وغیرہ باقاعدہ دیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انھیں کہلا بھیجا کہ آج تک تو جس طرح ہوتا رہا، ہوتا رہا، اب میں نے دوسری شادی کر لی ہے اس لیے اب اگر دونوں بیویوں میں برابری نہیں رکھوں گا تو میں گنہگار ہوں گا۔ اس لیے اب دو باتیں ہیں یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ میں تم کو خرچ دیے جاؤں گا۔ انھوں نے کہلا بھیجا کہ اب میں بڑھاپے میں کیا طلاق لوں گی۔ بس مجھے خرچ ملتا رہے، میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ چنانچہ پھر ایسا ہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ محمدی بیگم کا سوال اٹھا اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرا دیا اور فضل احمد کی والدہ نے ان سے قطع تعلق نہ کیا بلکہ ان کے ساتھ رہیں۔ **تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دے دی۔** خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ طلاق دینا آپ کے اس اشتہار کے مطابق تھا جو آپ نے 2 مئی 1891ء کو شائع کیا تھا اور جس کی سرخی تھی ''اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالفِ دین۔'' اس میں آپ نے بیان فرمایا تھا کہ اگر مرزا سلطان احمد اور ان کی والدہ اس امر میں مخالفانہ کوشش سے الگ نہ ہو گئے تو پھر آپ کی طرف سے مرزا سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہوں گے اور ان کی والدہ کو آپ کی طرف سے طلاق ہوگی۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ فضل احمد نے اس وقت اپنے آپ کو عاق ہونے سے بچا لیا۔ نیز والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد ایک دفعہ مرزا سلطان احمد کی والدہ بیمار ہوئیں تو چونکہ حضرت صاحب کی طرف سے مجھے اجازت تھی، میں انھیں دیکھنے کے لیے گئی۔ واپس آ کر میں نے حضرت صاحب سے ذکر کیا کہ بچھے کی ماں بیمار

ہے، اور یہ تکلیف ہے۔ آپ خاموش رہے۔ میں نے دوسری دفعہ کہا تو فرمایا میں تمھیں دو گولیاں دیتا ہوں، یہ دے آؤ۔ مگر اپنی طرف سے دینا میرا نام نہ لینا۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ اور بھی بعض اوقات حضرت صاحب نے اشارۃً کنایۃً مجھ پر ظاہر کیا کہ میں ایسے طریق پر کہ حضرت صاحب کا نام درمیان میں نہ آئے، اپنی طرف سے کبھی کچھ مدد کر دیا کروں، سو میں کر دیا کرتی تھی۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 33، 34 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 547 پر)

View Proof

بدذات بیوی

(126) "عورتوں میں یہ بھی ایک بدعادت ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند کسی اپنی مصلحت کے لیے کوئی دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت اور اس کے اقارب سخت ناراض ہوتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں اور شور مچاتے ہیں اور اس بندۂ خدا کو ناحق ستاتے ہیں۔ ایسی عورتیں اور ایسے ان کے اقارب بھی نابکار اور خراب ہیں کیونکہ اللہ جل شانہ نے اپنی حکمت کاملہ سے جس میں صدہا مصالح ہیں، مردوں کو اجازت دے رکھی ہے کہ وہ اپنی کسی ضرورت یا مصلحت کے وقت چار تک بیویاں کر لیں۔ پھر جو شخص اللہ رسولؐ کے حکم کے مطابق کوئی نکاح کرتا ہے تو اس کو کیوں بُرا کہا جائے۔ ایسی عورتیں اور ایسے ہی اس عادت والے اقارب جو خدا اور اس کے رسولؐ کے حکموں کا مقابلہ کرتی ہیں، نہایت مردود اور شیطان کی بہنیں اور بھائی ہیں کیونکہ وہ خدا اور رسولؐ کے فرمودہ سے منہ پھیر کر اپنے رب کریم سے لڑائی کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر کسی نیک دل مسلمان کے گھر میں ایسی بدذات بیوی ہو تو اسے مناسب ہے کہ اس کو سزا دینے کے لیے دوسرا نکاح ضرور کرے۔

بعض جاہل مسلمان اپنے ناطہ رشتہ کے وقت یہ دیکھ لیتے ہیں کہ جس کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کرنا منظور ہے اس کی پہلی بیوی بھی ہے یا نہیں۔ پس اگر پہلی بیوی موجود ہو تو ایسے شخص سے ہرگز نکاح کرنا نہیں چاہتے۔ سو یاد رکھنا چاہیے کہ ایسے لوگ بھی صرف نام کے مسلمان ہیں اور ایک طور سے وہ ان عورتوں کے مددگار ہیں جو اپنے خاوندوں کے دوسرے نکاح سے ناراض ہوتی ہیں۔ سو ان کو بھی خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 86 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 549 پر)

View Proof

حالت مردمی کالعدم

(127) ''ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا۔ اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ میری حالت مردمی کالعدم تھی۔ اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اس لیے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے۔ غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جناب الٰہی میں دعا کی اور مجھے اس نے دفع مرض کے لیے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں۔ اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے طیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ پرصحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے۔ وہ مجھے دی گئی اور چارلڑکے مجھے عطا کیے گئے۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 98، 99 طبع چہارم، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 550 پر)

View Proof

بیوی کے ایام نے عزت رکھ لی

(128) ''مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ، حافظ صاحب سے روایت کرتے ہیں: حضرت مسیح موعود نے (گویا نومبر 1884ء میں) ایک روز مجھے فرمایا: میاں حامد علی! سفر پر جانا ہے۔ چنانچہ یکہ کرایہ پر لیا۔ جب خاکروبوں کے محلہ کے قریب پہنچے تو مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب سے فرمایا کہ میں دہلی شادی کرنے کے لیے جارہا ہوں۔ وہیں رخصتانہ اور ولیمہ ہوگا۔ یہ بات کسی کو نہ بتائیں۔ میں جاکر خط لکھوں گا۔ اس وقت سلطان احمد کی والدہ کو بتا دینا تاکہ میری واپسی تک وہ رو دھو بیٹھے۔ میں حضور کی یہ بات سن کر سخت حیرت زدہ ہوگیا، کیونکہ مجھے بخوبی معلوم تھا کہ حضور اس وقت ازدواجی زندگی کے قابل نہ تھے۔ اور عرصہ سے میں مختلف حکیموں اور طبیبوں سے نسخے معلوم کرکے نوٹ کیا کرتا تھا (اور حضور کو کھلاتا تھا لیکن کسی کا بھی اثر نہ ہوتا تھا) مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب کی موجودگی میں تو میں نے اپنے تئیں بمشکل ضبط کیا لیکن نہر کے پل پر پہنچے تو عرض کیا: آپ کی حالت آپ پر اور نہ مجھ پر مخفی ہے۔ پھر آپ نے شادی کا کیوں ارادہ فرمایا ہے؟ فرمایا کہ آپ کی بات درست ہے۔ لیکن میں کیا کروں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ چل تو میں چلتا

ہوں۔اس جواب پر میں کیا عرض کرتا۔سو میں خاموش ہو گیا۔

دہلی میں حضرت میر ناصر نواب صاحب کے ہاں پہنچے تو بیٹھک میں مجھے ٹھہرایا گیا۔ چند روز قبل ہی بیوی صاحبہ (حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ) ایام سے پاک ہوئی تھیں۔ گھر پر ہی رخصتانہ عمل میں آیا۔ رخصتانہ کی رات میں نہایت بیقرار تھا کہ کیا ہوگا۔ چنانچہ شدتِ اضطراب کی وجہ سے میری نیند کافور ہوگئی۔اور میں رات بھر حضور کے لیے نہایت تضرع سے دعا میں مصروف رہا۔صبح کی اذان ہوئی تو حضور میرے پاس تشریف لائے اور ہم نے نماز فجر ادا کی، جس کے بعد فرمایا۔ آؤ! لال قلعہ کی طرف سیر کر آئیں۔ چنانچہ راستہ میں خود ہی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کتنی پردہ پوش اور باوفا ہے کہ رات بیوی صاحبہ کو پھر ایام شروع ہو گئے اور ہمیں چھٹی ہو گئی۔ چنانچہ اسی حالت میں حضور حضرت ام المومنین کو لے کر قادیان تشریف لے آئے۔

کچھ عرصہ بعد حضرت میر صاحب نے حضور کو لکھا کہ آپ لڑکی کو چھوڑ جائیں۔ حضور نے ایک سو روپیہ بھجوا کر لکھا کہ مجھے تصنیف کے کام کی وجہ سے فرصت نہیں، آپ آ کر لے جائیں۔ چنانچہ میر صاحب آ کر لے گئے۔ پھر دو تین ماہ بعد حضور کو لکھا کہ آپ آ کر بچی کو لے جائیں۔حضور نے ایک سو روپیہ بھیج دیا اور لکھا کہ آپ آ کر چھوڑ جائیں۔ چنانچہ میر صاحب آ کر چھوڑ گئے۔ حضرت ام المومنین کے اخلاقِ عالیہ قابل تعریف ہیں کہ آپ نے اپنے والدین کے ہاں اور سہیلیوں سے اس بارہ میں کوئی شکوہ نہیں کیا۔

میں حضور کے علاج میں پہلے ہی مصروف تھا۔ بیوی صاحبہ کی واپسی پر آٹھ دس ماہ گزر گئے لیکن علاج بے اثر رہا۔ایک روز سیر میں حضور نے ہمیں فرمایا کہ تم لوگ دعویٰ محبت کرتے ہو، میں تمہارا امتحان کرنا چاہتا ہوں۔ ہم حیران ہوئے کہ نہ معلوم کیا امتحان ہوگا۔تو فرمایا: میرے دل میں ایک بات ہے اس کے متعلق دعا کرو۔اور جو پتہ لگے بتاؤ۔ چنانچہ حضور روزانہ ہم سے دریافت کرتے تھے کہ کیا خواب آئی ہے۔ دیگر احباب اپنی خوابیں سناتے تو حضور فرماتے کہ یہ اس امر کے متعلق نہیں۔ مجھے کوئی خواب نہ آئی تھی۔ایک روز موضع محمد غلام نبی اپنے اہل وعیال کے پاس جانے کی میں نے اجازت لی اور ابھی قادیان سے نکلا ہی تھا کہ غیر اختیاری طور پر میری زبان پر درود شریف جاری ہو گیا اور میں گاؤں تک درود شریف ہی پڑھتا گیا اور گھر پہنچا اور بچوں سے ملا، کھانا کھایا۔لیکن میری یہ خاص کیفیت اسی طرح قائم تھی۔تھکا ماندہ تھا، سو گیا۔رات خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ملے اور فرمایا۔حامد علی!

تمہاری کاپی میں جو فلاں نسخہ ہے وہ مرزا صاحب کو کیوں نہیں دیتے؟ اس پر میں بیدار ہو گیا۔ اور صحن میں نکل کر دیکھا تو رات چاندنی ہونے کی وجہ سے یہ سمجھا کہ صبح ہو گئی ہے۔ اور میں قادیان کو روانہ ہو گیا۔ جب میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب والے مکان کی بیٹھک والی جگہ پر پہنچا تو حضور بیت الفکر میں ٹہل رہے تھے اور اس وقت فجر کی اذان کا وقت ہو گیا تھا۔ میں نے کوچہ سے السلام علیکم عرض کیا، تو حضور نے جواب دے کر پوچھا۔ کون ہے؟ عرض کیا: حامد علی۔ فرمایا۔ خیر ہے؟ عرض کیا کہ خیر ہے۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی خواب بیان کی۔ فرمایا۔ یہی بات تھی جس کے لیے میں نے آپ دوستوں کو دعا کے لیے کہا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنی کاپی میں تحریر کردہ وہ دو اڑھائی پیسے کا معمولی نسخہ بنا کر حضور کو استعمال کروایا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا مفید ثابت ہوا کہ کچھ عرصہ تک حضور ہر نماز غسل کر کے پڑھتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعد میں ایک اور نسخہ بھی بتا دیا جو بے حد مفید ثابت ہوا۔ چنانچہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کی روایت ہے:

''حافظ حامد علی صاحب مرحوم خادم مسیح موعود بیان کرتے تھے کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی تو ایک عرصہ تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو ''زد جام عشق'' کے نام سے مشہور ہے بنوا کر استعمال کیا۔ چنانچہ وہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہوا۔ حضرت خلیفہ اوّل بھی فرماتے تھے کہ میں نے یہ نسخہ ایک بے اولاد امیر کو کھلایا تو خدا کے فضل سے اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس پر اس نے ہیرے کے کڑے ہمیں نذر دیے۔''

یہ ساری تفصیل فضلِ الٰہی کے نشان کی خاطر دی گئی ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:

''اس وقت میرا دل و دماغ اور جسم نہایت کمزور تھا اور علاوہ ذیابیطس اور دورانِ سر اور تشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر ابھی بکلی دور نہیں ہوا تھا۔ اس نہایت درجہ کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے افسوس کیا کیونکہ میری حالتِ مردی کالعدم تھی۔ اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے مجھے خط لکھا تھا..... کہ آپ کو شادی نہیں کرنی چاہیے تھی۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلاء پیش آوے۔ مگر باوجود ان کمزوریوں کے خدا نے مجھے پوری قوت، صحت اور طاقت بخشی اور چار لڑکے عطا کیے۔''

(اصحابِ احمد جلد سیزدہم صفحہ 31 تا 33 از ملک صلاح الدین قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 552 پر)

قربان جائیں قادیانی لٹریچر پر، کوئی حجاب نہیں، کوئی پردہ نہیں۔ صدائے عام

View Proof

ہے.....!!!

ڈھیٹ اور بے شرم بھی عالم میں ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی بے حیائی آپ کی

پچاس مردوں کے برابر طاقت

(129) ''ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرضیں یعنی ذیابیطس اور دردسر مع دورانِ سر قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اس لیے میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اس لیے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا اور ایک خط جس کو میں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگوں کو دکھلا دیا ہے۔ جیسے اخویم مولوی نورالدین صاحب اور اخویم مولوی برہان الدین وغیرہ۔ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ آپ نے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر آپ کی روحانی قوت سے تعلق رکھتا ہے تو میں اعتراض نہیں کرسکتا کیونکہ میں اولیاء اللہ کے خوارق اور روحانی قوتوں کا منکر نہیں ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلا پیش آوے۔'' یہ ایک چھوٹے سے کاغذ پر رقعہ ہے جواب تک اتفاقاً میرے پاس محفوظ رہا ہے۔ اور میری جماعت کے پچاس کے قریب دوستوں نے بچشم خود اس کو دیکھ لیا اور خط پہچان لیا ہے۔ اور مجھے امید نہیں کہ مولوی محمد حسین صاحب اس سے انکار کریں اور اگر کریں تو پھر حلف دینے سے حقیقت کھل جائے گی۔ غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جناب الٰہی میں دعا کی۔ اور مجھے اس نے رفع مرض کے لیے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں۔ اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے طیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کرلیا کہ وہ پرصحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے وہ مجھے دی گئی اور چارلڑکے مجھے عطا کیے گئے۔ اگر دنیا اس بات کو مبالغہ نہ سمجھتی تو میں اس جگہ اس واقعہ حقہ کو جو اعجازی رنگ میں ہمیشہ کے لیے مجھے عطا کیا گیا بہ تفصیل بیان کرتا تا معلوم ہوتا کہ ہمارے قادر قیوم کے نشان ہر رنگ میں

ظہور میں آتے ہیں اور ہر رنگ میں اپنے خاص لوگوں کو وہ خصوصیت عطا کرتا ہے جس میں دنیا کے لوگ شریک نہیں ہو سکتے۔ میں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ایک بچہ کی طرح تھا۔ اور پھر اپنے تئیں خداداد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا۔ اس لیے میرا یقین ہے کہ ہمارا خدا ہر چیز پر قادر ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ 36 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203، 204 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 555 پر)

View Proof

واقعی یہ ایک عجیب نسخہ ہوگا اور عجب نہیں کہ حکیم نورالدین سے لے کر موجودہ قادیانی خلیفہ تک اس نسخہ سے نہ صرف خود مستفیض ہوئے ہوں گے بلکہ خاص خاص "قادیانیوں" کو بھی اس عجیب الفعل تریاق سے بہرہ مند فرماتے ہوں گے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مرزا قادیانی کے گھر میں چالیس پچاس زن مدخولہ ہوتیں تو پچاس مردوں کی طاقت قرین قیاس تھی لیکن ایک بیوی اور پچاس مردوں کی طاقت، ایک بعید از فہم اور بے جوڑ سی بات معلوم ہوتی ہے۔

حقیقی بیعت

(130) "ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ اگر آپ کو ہر طرح سے بزرگ مانا جائے اور آپ کے ساتھ صدق اور اخلاص ہو مگر آپ کی بیعت میں انسان شامل نہ ہووے تو اس میں کیا حرج ہے؟ فرمایا۔ "بیعت کے معنی ہیں اپنے تئیں بیچ دینا اور یہ ایک کیفیت ہے جس کو قلب محسوس کرتا ہے جبکہ انسان اپنے صدق اور اخلاص میں ترقی کرتا کرتا اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اس میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو وہ بیعت کے لیے خود بخود مجبور ہو جاتا ہے۔ اور جب تک یہ کیفیت پیدا نہ ہو جائے تو انسان سمجھ لے کہ ابھی اس کے صدق اور اخلاص میں کمی ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 506 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 557 پر)

View Proof

نصرت جہاں بیگم نے بیعت نہیں کی

(131) "بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود نے پہلی بیعت

لدھیانہ میں لی تھی۔ پہلے دن چالیس آدمیوں نے بیعت کی تھی، پھر جب آپ گھر میں آئے تو بعض عورتوں نے بیعت کی۔ سب سے پہلے مولوی صاحب (حضرت مولوی نور الدین صاحب) نے بیعت کی تھی۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ آپ نے کب بیعت کی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ میرے متعلق مشہور ہے کہ میں نے بیعت سے توقف کیا اور کئی سال بعد بیعت کی۔ یہ غلط ہے بلکہ میں کبھی بھی آپ سے الگ نہیں ہوئی۔ ہمیشہ آپ کے ساتھ رہی اور شروع سے ہی اپنے آپ کو بیعت میں سمجھا اور اپنے لیے باقاعدہ الگ بیعت کی ضرورت نہیں سمجھی۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 18، 19 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 558 پر)

View Proof

بیعت نہ کرنے والا منافق

(132) "اب یہ ظاہر بات ہے کہ جو شخص حضرت مسیح موعود کو واقعی سچا مسلمان جانتا ہے اور آپ کے مکذبین کو کافر سمجھتا ہے اور آپ کے الہامات اور نشانات کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مانتا ہے اور پھر آپ کی بیعت نہیں کرتا، ایسا شخص یقیناً منافق ہے اور صرف زبانی دعویٰ کرتا ہے ورنہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضرت صاحب تو یہ کہیں کہ میری بیعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر ایک شخص پر ضروری ہے اور وہ باوجود آپ کو راستباز جاننے اور آپ کے نشانات اور الہامات پر ایمان لانے کے آپ کی بیعت میں داخل نہ ہو۔ اس لیے اگر کوئی شخص ایسا اشتہار دے بھی دے جس میں حضرت صاحب کے مکفرین کو کافر لکھا گیا ہو اور یہ بھی اعلان کرے کہ میں حضرت مرزا قادیانی کو راستباز مسلمان سمجھتا ہوں اور آپ کے نشانات پر ایمان لاتا ہوں لیکن بیعت نہ کرے تو تب بھی ہم اس کو مسلمان نہیں کہیں گے کیونکہ وہ منافق ہے اور صرف زبان سے دعویٰ کرتا ہے..... اور یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک شخص آپ کو آپ کے تمام دعاوی میں صادق جانتا ہو اور پھر باقاعدہ سلسلہ میں داخل نہ ہو۔ خاص کر جب حضرت مسیح موعود کا یہ ارشاد بھی موجود ہے کہ میری بیعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر ایک شخص پر واجب قرار دی گئی ہے ایسے شخص کے منافق ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔"

(کلمۃ الفصل صفحہ 162، 163، 165 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 560 پر)

View Proof

تنگ پاجامہ

(133) ''مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن حضرت صاحب کی مجلس میں عورتوں کے لباس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ایسا تنگ پاجامہ جو بالکل بدن کے ساتھ لگا ہوا ہو اچھا نہیں ہوتا کیونکہ اس سے عورت کے بدن کا نقشہ ظاہر ہو جاتا ہے جو ستر کے منافی ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ صوبہ سرحد میں اور اس کے اثر کے ماتحت پنجاب میں بھی عورتوں کا عام لباس سلوار ہے۔ لیکن ہندوستان میں تنگ پاجامہ کا دستور ہے اور ہندوستان کے اثر کے ماتحت پنجاب کے بعض خاندانوں میں بھی تنگ پاجامے کا رواج قائم ہو گیا ہے۔ چنانچہ ہمارے گھروں میں بھی بوجہ حضرت والدہ صاحبہ کے اثر کے جو دلی کی ہیں، زیادہ تر تنگ پاجامے کا رواج ہے۔ لیکن سلوار بھی استعمال ہوتی رہتی ہے مگر اس میں شک نہیں کہ ستر کے نکتہ نگاہ سے تنگ پاجامہ ضرور ایک حد تک قابل اعتراض ہے اور سلوار کا مقابلہ نہیں کرتا ہاں زینت کے لحاظ سے دونوں اپنی اپنی جگہ اچھے ہیں یعنی بعض بدنوں پر تنگ پاجامہ سجتا ہے اور بعض پر سلوار۔''

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 66 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 563 پر)

View Proof

غرارہ

(134) ''آخری ایام میں حضور ہمیشہ ایسے پاجامے پہنا کرتے تھے، جو نیچے سے تنگ اوپر سے کھلے گاؤ دم طرز کے اور شرعی کہلاتے ہیں۔ لیکن شروع میں 95-1890ء میں، میں نے حضور کو بعض دفعہ غرارہ پہنے ہوئے بھی دیکھا ہے۔''

(ذکر حبیب صفحہ 39 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 564 پر)

View Proof

مصافحہ

(135) ''میاں فخر الدین صاحب ملتانی ثم قادیانی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب 1907ء میں حضرت بیوی صاحبہ لاہور تشریف لے گئیں تو ان کی واپسی کی اطلاع آنے پر حضرت مسیح موعود ان کو لانے کے لیے بٹالہ تک تشریف لے گئے۔ میں نے بھی مولوی سید محمد احسن صاحب مرحوم کے واسطے سے حضرت صاحب سے آپ کے ساتھ جانے کی اجازت حاصل کی

اور حضرت صاحب نے اجازت عطا فرمائی۔ مگر مولوی صاحب سے فرمایا کہ فخر الدین سے کہہ دیں کہ اور کسی کو خبر نہ کرے اور خاموشی سے ساتھ چلا چلے۔ بعض اور لوگ بھی حضرت صاحب کے ساتھ ہمرکاب ہوئے۔ حضرت صاحب پالکی میں بیٹھ کر روانہ ہوئے جسے آٹھ کہار باری باری اٹھاتے تھے۔ قادیان سے نکلتے ہی حضرت صاحب نے قرآن شریف کھول کر اپنے سامنے رکھ لیا اور سورہ فاتحہ کی تلاوت شروع فرمائی اور میں غور کے ساتھ دیکھتا گیا کہ بٹالہ تک حضرت صاحب سورہ فاتحہ ہی پڑھتے چلے گئے اور دوسرا ورق نہیں الٹا۔ راستہ میں ایک دفعہ نہر پر حضرت صاحب نے اتر کر پیشاب کیا اور پھر وضو کر کے پالکی میں بیٹھ گئے اور اس کے بعد پھر اسی طرح سورۃ فاتحہ کی تلاوت میں معروف ہو گئے۔ بٹالہ پہنچ کر حضرت صاحب نے سب خدام کی معیت میں کھانا کھایا اور پھر سٹیشن پر تشریف لے گئے۔ جب حضرت صاحب سٹیشن پر پہنچے تو گاڑی آ چکی تھی۔ اور حضرت بیوی صاحبہ گاڑی سے اتر کر آئی ہوئی تھیں اور حضرت صاحب کو ادھر دیکھ رہی تھیں۔ حضرت صاحب بھی بیوی صاحبہ کو دیکھتے پھرتے تھے کہ اتنے میں لوگوں کے مجمع میں حضرت بیوی صاحبہ کی نظر حضرت صاحب پر پڑ گئی اور انھوں نے محمود کے ابا کہہ کر حضرت صاحب کو اپنی طرف متوجہ کیا اور پھر حضرت صاحب نے سٹیشن پر ہی سب لوگوں کے سامنے بیوی صاحبہ کے ساتھ مصافحہ فرمایا اور ان کو ساتھ لے کر فرودگاہ پر واپس تشریف لے آئے۔"

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 106، 107 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 565 پر)

View Proof

ملکہ کا راج

(136) "مکرمی مفتی محمد صادق صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں میں کسی وجہ سے اپنی بیوی مرحومہ پر کچھ خفا ہوا، جس پر میری بیوی نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بڑی بیوی کے پاس جا کر میری ناراضگی کا ذکر کیا اور حضرت مولوی صاحب کی بیوی نے مولوی صاحب سے ذکر کر دیا۔ اس کے بعد میں جب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے ملا تو انھوں نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ "مفتی صاحب آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ یہاں ملکہ کا راج ہے۔" بس اس کے سوا اور کچھ نہیں کہا مگر میں ان کا مطلب سمجھ گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے یہ الفاظ عجیب معنی خیز ہیں کیونکہ ایک طرف تو ان دنوں میں برطانیہ کے تخت پر ملکہ وکٹوریا متمکن تھیں اور دوسری

طرف حضرت مولوی صاحب کا اس طرف اشارہ تھا کہ حضرت مسیح موعود اپنے خانگی معاملات میں حضرت ام المومنین کی بات بہت مانتے ہیں۔"

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 102 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 567 پر)

View Proof

میں ایسے پردے کا قائل نہیں

(137) "بیان کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۂ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے۔ سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی، آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے، یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب جن کی طبیعت غیور (اور مرزا قادیانی کی؟) اور جوشیلی تھی، میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور، لوگ بہت ہیں۔ بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے۔ میں نے کہا مولوی صاحب! جواب لے آئے؟"

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 63 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 568 پر)

View Proof

مر جا بیوی دی گل بڑی منداا ے

(138) "خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ جاننے کے لیے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا اپنے گھر والوں کے ساتھ کیسا معاملہ تھا، مولوی عبدالکریم صاحب کی تصنیف سیرت مسیح موعود کے مندرجہ ذیل فقرات ایک عمدہ ذریعہ ہیں۔ مولوی صاحب موصوف فرماتے ہیں: "عرصہ قریب پندرہ برس کا گزرتا ہے جبکہ حضرت صاحب نے بار دیگر خدا تعالیٰ کے امر سے معاشرت کے بھاری اور نازک فرض کو اٹھایا ہے۔ اس اثنا میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا کہ خانہ جنگی کی آگ مشتعل ہوئی ہو۔ وہ ٹھنڈا دل اور بہشتی قلب قابل غور ہے، جسے اتنی مدت میں کسی قسم کے

رنج اور تصنع عیش کی آگ کی آنچ تک نہ چھوئی ہو۔ اس بات کو اندرون خانہ کی خدمتگار عورتیں جو عوام الناس سے ہیں، اور فطری سادگی اور انسانی جامہ کے سوا کوئی تکلف اور تصنع، زیرکی اور استنباطی قوت نہیں رکھتیں بہت عمدہ طرح محسوس کرتی ہیں۔ وہ تعجب سے دیکھتی ہیں تو اور زمانہ اور گردوپیش کے عام عرف اور برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھ کر بڑے تعجب سے کہتی ہیں اور میں نے بارہا انہیں خود حیرت سے کہتے ہوئے سنا ہے کہ

"مر جا بیوی دی گل بڑی منداائے۔"

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 276 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 569 پر)

View Proof

مبارکہ بیگم اور امتہ الحفیظ کا حق مہر

(139) "خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم کا نکاح حضرت صاحب نے نواب محمد علی خان صاحب کے ساتھ کیا تو مہر 56 ہزار روپہ مقرر کیا گیا تھا اور حضرت صاحب نے مہر نامہ کو باقاعدہ رجسٹری کروا کے اس پر بہت سے لوگوں کی شہادتیں ثبت کروائی تھیں۔ اور جب حضرت صاحب کی وفات کے بعد ہماری چھوٹی ہمشیرہ امتہ الحفیظ بیگم کا نکاح خان محمد عبداللہ خان صاحب کے ساتھ ہوا تو مہر -/15000 مقرر کیا گیا اور یہ مہر نامہ بھی باقاعدہ رجسٹری کرایا گیا تھا۔ لیکن ہم تینوں بھائیوں میں سے جن کی شادیاں حضرت صاحب کی زندگی میں ہوگئی تھیں، کسی کا مہر نامہ تحریر ہو کر رجسٹری نہیں ہوا اور مہر ایک ایک ہزار روپیہ مقرر ہوا تھا۔" (اس لیے کہ آپ کی بیویاں پیغمبرزادیاں نہ تھیں۔ ناقل)

View Proof

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 53 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 570 پر)

قادیانی بتائیں! لڑکی اور لڑکوں کے مہر میں اتنا تفاوت کیوں؟ اور کیا انبیا کا یہی شیوہ ہوتا ہے کہ اتنا گراں مہر مقرر کریں، اور رجسٹری کرا دیں۔ ظلی اور بروزی نبوت کا رنگ بھرنے والو! حضرت زہرا سیدۃ النسا اہل الجنۃ کے نکاح کی سادگی دیکھو اور خانہ ساز نبوت کو ظلی اور عین محمد ﷺ کی نبوت کہتے ہوئے شرم کرو! یہاں یہ بھی یاد رہے کہ اس زمانہ میں ایک روپیہ آج کے 6000 ہزار روپے کے برابر تھا۔ قارئین کرام اب خود ہی جمع تفریق کر لیں۔

داماد کی قوت باہ کا علاج

(140) ''مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں ہمدست مرزا خدا بخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں اور کسی قدر اس وقت دے دوں گا جب آپ قادیان آئیں گے۔ یہ دوا تریاق الٰہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے۔ اس میں بڑی بڑی قابل قدر دوائیں پڑی ہیں۔ جیسے مشک عنبر، زبسی، مروارید، سونے کا کشتہ، فولاد، یاقوت احمر، کونین، فاسفورس، کہربا، مرجان، صندل، کیوڑہ، زعفران۔ یہ تمام دوائیں قریب سو کے ہیں اور بہت سا فاسفورس اس میں داخل کیا گیا ہے۔ یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ مقوی دماغ، مقوی جگر، مقوی معدہ، مقوی باہ اور مراق کو فائدہ کرنے والی مصفی خون ہے۔ مجھ کو اس کے تیار کرنے میں اول تامل تھا کہ بہت سے روپیہ پر اس کا تیار کرنا موقوف تھا لیکن چونکہ حفظ صحت کے لیے یہ دوا مفید ہے، اس لے اس قدر خرچ گوارا کیا گیا۔ چالیس تولہ سے کچھ زیادہ اس میں یاقوت احمر ہے۔ اگر خریدا جاتا تو شاید کئی سو روپیہ سے آتا.....

خوراک اس کی اول استعمال میں دو رتی سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے تا کہ گرمی نہ کرے۔ نہایت درجہ مقوی اعصاب ہے اور خارش اور ثبورات اور جذام اور ذیابیطس اور انواع واقسام کے خطرناک امراض کے لیے مفید ہے اور قوت باہ میں اس کا ایک عجیب اثر ہے۔''

(خاکسار مرزا غلام احمد 29 اگست 1899ء)

(مرزا قادیانی کا اپنے داماد نواب محمد علی کے نام، مکتوبات احمد جلد دوم، طبع جدید صفحہ 250 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 571 پر)

View Proof

اپنے بیٹے فضل احمد کی موت پر خوشی کا اظہار

(141) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب مرزا فضل احمد فوت ہوا تو اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت صاحب نے مجھے فرمایا کہ تمہاری اولاد کے ساتھ جائداد کا حصہ بٹانے والا ایک فضل احمد ہی تھا۔ سو وہ بیچارہ بھی گزر گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہمارے دادا صاحب کے دو لڑکے تھے ایک حضرت صاحب جن کا نام مرزا غلام احمد تھا اور دوسرے ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب جو حضرت صاحب سے بڑے

تھے۔ ہمارے دادا نے قادیان کی زمین میں دو گاؤں آباد کر کے ان کو اپنے دونوں بیٹوں کے نام موسوم کیا تھا۔ چنانچہ ایک کا نام قادر آباد رکھا اور دوسرے کا احمد آباد، احمد آباد بعد میں کسی طرح ہمارے خاندان کے ہاتھ سے نکل گیا اور صرف قادر آباد رہ گیا۔ چنانچہ قادر آباد حضرت صاحب کی اولاد میں تقسیم ہوا اور اسی میں مرزا سلطان احمد صاحب کا حصہ آیا۔ لیکن خدا کی قدرت کہ اب قریباً چالیس سال کے عرصہ کے بعد احمد آباد جو ہمارے خاندان کے ہاتھ سے نکل کر غیر خاندان میں جا چکا تھا۔ واپس ہمارے پاس آ گیا ہے اور اب وہ کلیتہً صرف ہم تین بھائیوں کے پاس ہے۔ یعنی مرزا سلطان احمد صاحب کا اس میں حصہ نہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ قادر آباد قادیان سے مشرق کی جانب واقع ہے اور احمد آباد جانب شمال ہے۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 22 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 572 پر)

View Proof

سسرالی عورتوں کے متعلق الہام

(142) "ایک دفعہ میری بیوی کے حقیقی بھائی سید محمد اسمٰعیل کا (جن کی عمر اس وقت دس برس کی تھی) پٹیالہ سے خط آیا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے۔ اور اسحاق میرے چھوٹے بھائی کو کوئی سنبھالنے والا نہیں ہے۔ اور پھر خط کے اخیر میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ اسحاق فوت ہو گیا ہے اور بڑی جلدی سے بلایا کہ دیکھتے ہی چلے آئیں۔ اس خط کے پڑھنے سے بڑی تشویش ہوئی کیونکہ اس وقت میرے گھر کے لوگ بھی سخت تپ سے بیمار تھے..... تب مجھے اس تشویش میں یک دفعہ غنودگی ہوئی اور یہ الہام ہوا۔

اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ.

یعنی اے عورتو! تمہارے فریب بہت بڑے ہیں..... اس کے ساتھ ہی تفہیم ہوئی کہ یہ ایک خلاف واقعہ بہانہ بنایا گیا ہے۔ تب میں نے..... شیخ حامد علی کو جو میرا نوکر تھا، پٹیالہ روانہ کیا، جس نے واپس آ کر بیان کیا کہ اسحٰق اور اس کی والدہ ہر دو زندہ موجود ہیں۔"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 163، 164 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 573 پر)

View Proof

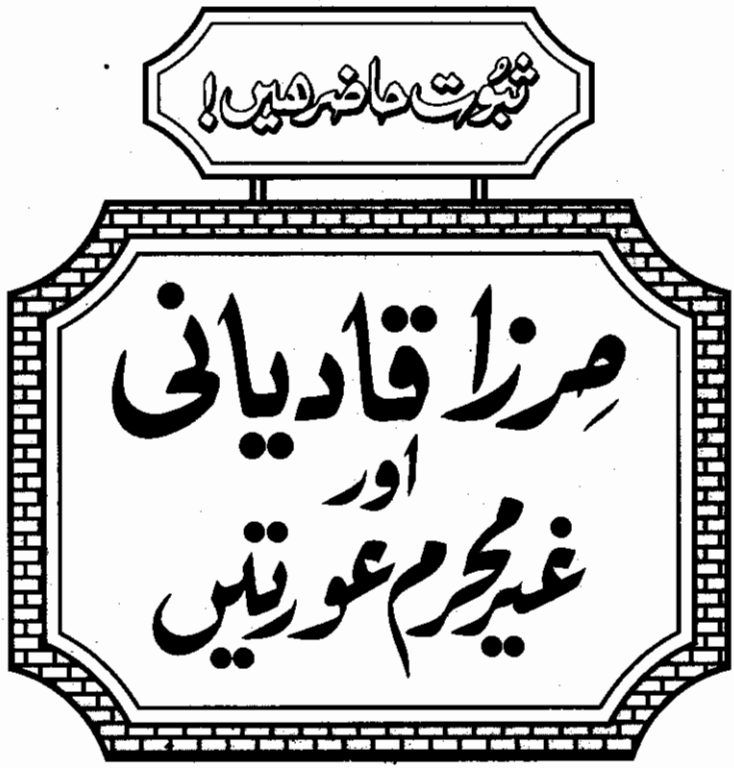

Back

اسلام نے عورت کی عصمت و پاکیزگی کی حفاظت کے لیے پردہ ضروری قرار دیا۔ عورت کے پردہ ترک کر دینے سے وہ عورت نہیں رہتی بلکہ بے حیائی کا مجسم فتنہ بن جاتی ہے جس سے معاشرے کی اخلاقی حالت ناگفتہ بہ ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسلام نے غیر محرم مردوں اور عورتوں کے اختلاط پر بھی سختی سے پابندی عائد کی ہے کیونکہ اس سے جنسی جذبات انگیخت ہوتے ہیں جس کا اکثر نتیجہ زنا کی صورت میں وقوع پذیر ہوتا ہے۔ نکاح کی تقدیس کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ غیر محرم عورت اور مرد تنہائی میں ایک جگہ پر اکٹھے نہ ہوں کیونکہ یہ ملاقات دعوت گناہ کی پہلی دستک ثابت ہو سکتی ہے۔ اور شیطان کی منشا و مراد اسی طرح پوری ہوتی ہے۔

جھوٹا مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی اسلام کی ان بنیادی قدغنوں سے نالاں تھا۔ اس کی اپنی شریعت تھی۔ وہ اپنے پیشرو مسیلمہ کذاب کی طرح بڑا حسن پرست تھا۔ اس لیے غیر محرم عورتوں سے بڑی بے تکلفی سے گفتگو کرتا۔ رات کو وہ عورتیں چراغ محفل بن کر اُسے رغبت اور شہوت دلانے کا محرک بنتیں۔ مرزا قادیانی ان کے جسم سے لطف اٹھاتا اور حیران کن بات یہ ہے کہ اس کے اہل خانہ یا مریدوں میں سے کسی کو بھی مرزا قادیانی کے ان مشاغل پر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ ممکن ہے قارئین کرام میرے ان خیالات کو جانبدارانہ سمجھیں اور انھیں اس سے حیرت ہو مگر مجھے یقین ہے کہ مندرجہ ذیل حوالہ جات پڑھنے کے بعد وہ میری تائید فرمائیں گے۔

نبی کریم محمد ﷺ کا تقویٰ

(143) ''ہمارے سید و مولیٰ افضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کا تقویٰ دیکھیے کہ وہ

ان عورتوں کے ہاتھ سے بھی ہاتھ نہیں ملاتے تھے جو پاکدامن اور نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کر لینے کے لیے آتی تھیں بلکہ دور بٹھا کر صرف زبانی تلقین توبہ کرتے تھے۔"

(نور القرآن صفحہ 74 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 449 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 574 پر)

View Proof

اسلام کی اعلیٰ تعلیم

(144) "یہ اسلام کی اعلیٰ تعلیم کا ایک نمونہ ہے کہ ہرگز قصداً کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو کہ یہ بدنظری کا پیش خیمہ ہے۔"

(نور القرآن صفحہ 72 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 447 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 575 پر)

View Proof

جو عورتیں پردہ نہیں کرتیں، شیطان ان کے ساتھ ہے

(145) "عورتوں کو چاہیے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چراویں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچادیں۔ اور یاد رکھنا چاہیے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں اُن سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں شیطان اُن کے ساتھ ساتھ ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 86 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 576 پر)

View Proof

عورت سے مصافحہ جائز نہیں

(146) "مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر محمد اسماعیل خان صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ میرے ساتھ شفاخانہ میں ایک انگریز لیڈی ڈاکٹر کام کرتی ہے اور وہ ایک بوڑھی عورت ہے۔ وہ کبھی کبھی میرے ساتھ مصافحہ کرتی ہے، اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ تو جائز نہیں ہے۔ آپ کو عذر کر دینا چاہیے کہ ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں۔"

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 76 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 577 پر)

View Proof

غیر محرم عورتوں کو چھونا

(147) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) عورتوں سے بیعت صرف زبانی لیتے تھے۔ ہاتھ میں ہاتھ نہیں لیتے تھے نیز آپ بیعت ہمیشہ اُردو الفاظ میں لیتے تھے مگر بعض اوقات دہقانی لوگوں یا دیہاتی عورتوں سے پنجابی الفاظ میں بھی بیعت لے لیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث سے پتہ لگتا ہے کہ آنحضرت صلعم بھی عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے ان کے ہاتھ کو نہیں چھوتے تھے۔ دراصل قرآن شریف میں جو یہ آتا ہے کہ عورت کو کسی غیر محرم پر اظہار زینت نہیں کرنا چاہیے، اسی کے اندر لمس کی ممانعت بھی شامل ہے کیونکہ جسم کے چھونے سے بھی زینت کا اظہار ہو جاتا ہے۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 15 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 578 پر)

View Proof

''نبی معصوم''

(148) ''سوال ششم: حضرت اقدس (مرزا قادیانی) غیر عورتوں سے ہاتھ پاؤں کیوں دبواتے ہیں؟

جواب: وہ نبی معصوم ہیں، ان سے مس کرنا اور اختلاط منع نہیں بلکہ موجب رحمت و برکات ہے۔''

(قادیانی اخبار الحکم قادیان جلد 11 نمبر 13 مورخہ 17 اپریل 1907ء) (عکس صفحہ نمبر 579 پر)

View Proof

اِدھر اُدھر

(149) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے، باہر لے گیا اور اِدھر اُدھر پھراتا رہا۔ پھر جب اس نے سارا روپیہ

اڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے (بے شرمی کا کام نہ کرتے) اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں، اس لیے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔".....

....."والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین اِدھر اُدھر پھرتا رہا۔ آخر اس نے چائے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ معلوم ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے ہماری ("خدمت خاص" کی) وجہ سے ہی اسے قید سے بچا لیا ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا، ہمارے مخالف یہی کہتے کہ ان کا ایک چچازاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔"

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 43، 44 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 580 پر)

View Proof

تھیٹر

(150) "حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے امرتسر جانے کی خبر سے بعض اور احباب بھی مختلف شہروں سے وہاں آ گئے۔ چنانچہ کپورتھلہ سے محمد خاں صاحب اور منشی ظفر احمد صاحب بہت دنوں وہاں ٹھہرے رہے۔ گرمی کا موسم تھا۔ اور منشی صاحب اور میں ہر دو نحیف البدن اور چھوٹے قد کے آدمی ہونے کے سبب ایک ہی چارپائی پر دونوں لیٹ جاتے تھے۔ ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیٹر میں چلا گیا، جو مکان کے قریب ہی تھا۔ اور تماشہ ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا۔ صبح منشی ظفر احمد صاحب نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحب کے پاس میری شکایت کی کہ مفتی صاحب رات تھیٹر چلے گئے تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے تا کہ معلوم ہو کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں فرمایا۔ منشی ظفر احمد صاحب نے خود ہی مجھ سے ذکر کیا کہ میں تو حضرت صاحب کے پاس آپ کی شکایت لے کر گیا تھا اور میرا خیال تھا کہ حضرت صاحب آپ کو بلا کر تنبیہ کریں گے مگر حضور نے تو صرف یہی فرمایا کہ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔"

(ذکر حبیب صفحہ 18 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 582 پر)

View Proof

ٹانک وائن شراب کا استعمال

(151) ''محبی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!
اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیا خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہیے۔ اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام (مرزا غلام احمد)''
(خطوط امام بنام غلام، صفحہ 5، مرزا غلام احمد قادیانی صاحب، بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی، مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور) (عکس صفحہ نمبر 583 پر)

View Proof

❑ ''ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں حسب ارشاد پلومر کی دکان سے دریافت کیا گیا، جواب حسب ذیل ملا:
''ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے۔ اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔'' (21 ستمبر 1933ء)
(''سودائے مرزا، صفحہ 39، حاشیہ، طبع دوم، مصنفہ حکیم محمد علی صاحب، پرنسپل طبیہ کالج امرتسر)

ٹانک وائن کا فتویٰ

❑ ''پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعود برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ خلاف شریعت نہ تھا۔ چہ جائیکہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے۔ اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا دوست کے لیے جو کسی لمبے مرض سے اٹھا ہو اور کمزور ہو یا بالفرض محال خود اپنے لیے بھی منگوائی ہو اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں کیا حرج ہو گیا۔ آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے، نبض ڈوب جاتی تھی۔ میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے۔ نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا تو اطبا یا ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالات کیا ہو تو عین مطابق شریعت ہے۔ آپ تمام تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے۔ راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ بڑھاپا بھی پڑتا تھا تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور

علاج پی بھی لی ہو تو کیا قباحت لازم آ گئی۔"

(از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی، فریق لاہوری، مندرجہ اخبار "پیغام صلح" جلد 23، نمبر 15، مورخہ 4 مارچ 1935ء، و جلد 23، نمبر 65، مورخہ 11 اکتوبر 1935ء)

لڑکی کیسی ہونی چاہیے؟؟

(152) "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے لاہور کی پہلی شادی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے گورداسپور میں کرائی تھی۔ جب رشتہ ہونے لگا تو لڑکی کو دیکھنے کے لیے حضور نے ایک عورت کو گورداسپور بھیجا تا کہ وہ آ کر رپورٹ کرے کہ لڑکی صورت و شکل وغیرہ میں کیسی ہے اور مولوی صاحب کے لیے موزوں بھی ہے یا نہیں۔ چنانچہ وہ عورت گئی۔ جاتے ہوئے اسے ایک یادداشت لکھ کر دی گئی۔ یہ کاغذ میں نے لکھا تھا اور حضرت صاحب نے بمشورہ حضرت ام المومنین لکھوایا تھا۔ اس میں مختلف باتیں نوٹ کرائی تھیں۔ مثلاً یہ کہ لڑکی کا رنگ کیسا ہے۔ قد کتنا ہے۔ اس کی آنکھوں میں کوئی نقص تو نہیں۔ ناک، ہونٹ، گردن، دانت، چال ڈھال وغیرہ کیسے ہیں۔ غرض بہت ساری باتیں ظاہری شکل و صورت کے متعلق لکھوا دی تھیں کہ ان کی بابت خیال رکھے اور دیکھ کر واپس آ کر بیان کرے۔ جب وہ عورت واپس آئی اور اس نے ان سب باتوں کی بابت اچھا یقین دلایا تو رشتہ ہو گیا۔ اسی طرح جب خلیفہ رشید الدین صاحب نے اپنی بڑی لڑکی حضرت میاں صاحب (مرزا محمود) کے لیے پیش کی تو ان دنوں میں یہ خاکسار ڈاکٹر صاحب موصوف کے پاس چکراتہ پہاڑ پر جہاں وہ متعین تھے، بطور تبدیلی آب و ہوا کے گیا ہوا تھا۔ واپسی پر مجھ سے لڑکی کا حلیہ وغیرہ تفصیل سے پوچھا گیا۔ پھر حضرت میاں صاحب سے بھی شادی سے پہلے کئی لڑکیوں کا نام لے لے کر حضور نے ان کی والدہ کی معرفت دریافت کیا کہ ان کی کہاں مرضی ہے۔ چنانچہ حضرت میاں صاحب نے بھی والدۂ ناصر احمد کو انتخاب فرمایا اور اس کے بعد شادی ہو گئی۔"

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 296 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 584 پر)

View Proof

گول منہ، لمبا منہ

(153) ''بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ مدت کی بات ہے جب میاں ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی پہلی بیوی فوت ہوگئی اور ان کو دوسری بیوی کی تلاش ہوئی تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے ان سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں۔ ان کو میں لاتا ہوں، آپ ان کو دیکھ لیں۔ پھر ان میں سے جو آپ کو پسند ہو اس سے آپ کی شادی کر دی جاوے۔ چنانچہ حضرت صاحب گئے اور ان دو لڑکیوں کو بلا کر کمرہ کے باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آ کر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں، آپ چک کے اندر سے دیکھ لیں چنانچہ میاں ظفر احمد صاحب نے ان کو دیکھ لیا اور پھر حضرت صاحب نے ان کو رخصت کر دیا اور اس کے بعد میاں ظفر احمد صاحب سے پوچھنے لگے کہ اب بتاؤ تمھیں کونسی لڑکی پسند ہے؟ وہ نام تو کسی کا جانتے نہ تھے، اس لیے انھوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے، وہ اچھی ہے۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے میری رائے لی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے تو نہیں دیکھا۔ پھر آپ خود فرمانے لگے کہ ہمارے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے جس کا منہ گول ہے۔ پھر فرمایا جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہے، وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بدنما ہو جاتا ہے۔ لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ اس وقت حضرت صاحب اور میاں ظفر احمد صاحب اور میرے سوا اور کوئی شخص وہاں نہ تھا۔ اور نیز یہ کہ حضرت صاحب ان لڑکیوں کو کسی احسن طریق سے وہاں لائے تھے اور پھر ان کو مناسب طریق پر رخصت کر دیا تھا، جس سے ان کو کچھ معلوم نہیں ہوا مگر ان میں سے کسی کے ساتھ میاں ظفر احمد صاحب کا رشتہ نہیں ہوا۔ یہ مدت کی بات ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اللہ کے نبیوں میں خوبصورتی کا احساس بھی بہت ہوتا ہے۔ دراصل جو شخص حقیقی حسن کو پہچانتا اور اس کی قدر کرتا ہے۔ وہ مجازی حسن کو بھی ضرور پہچانے گا۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 259 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 585 پر)

View Proof

ایہو کڑی لینی ایں

(154) ''آج میں نے بوقت صبح صادق چار بجے خواب میں دیکھا کہ ایک حویلی ہے۔ اس

میں میری بیوی والدۂ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے۔ تب میں نے ایک مشک سفید رنگ میں پانی بھرا ہے، اور اس مشک کو اٹھا کر لایا ہوں۔ اور وہ پانی لا کر ایک گھڑے میں ڈال دیا ہے۔ میں پانی کو ڈال چکا تھا کہ وہ عورت جو بیٹھی ہوئی تھی، یکا یک سرخ اور خوش رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جوان عورت ہے۔ (محمدی بیگم۔ ناقل) پیروں سے سر تک سرخ لباس پہنے ہوئے شاید جالی کا کپڑا ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ وہی عورت ہے جس کے لیے اشتہار دیئے تھے۔ لیکن اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی۔ گویا اس نے کہا، یا دل میں کہا کہ میں آ گئی ہوں۔ میں نے کہا یا اللہ آ جاوے! اور پھر وہ عورت مجھ سے بغلگیر ہوئی۔ اس کے بغلگیر ہوتے ہی میری آنکھ کھل گئی۔ فالحمد لِلّٰہ علی ذالک. اس سے دو چار روز پہلے خواب میں دیکھا تھا کہ روشن بی بی میرے دالان کے دروازہ پر آ کھڑی ہوئی ہے اور میں دالان کے اندر بیٹھا ہوں۔ تب میں نے کہا کہ آ، روشن بی بی اندر آ جا۔"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 158، 159 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 586 پر)

View Proof

احتلام

(155) "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے خادم میاں حامد علی کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہوا۔ جب میں نے یہ روایت سنی تو بہت تعجب ہوا کیونکہ میرا خیال تھا کہ انبیا کو احتلام نہیں ہوتا پھر بعد فکر کرنے کے اور طبی طور پر اس مسئلہ پر غور کرنے کے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ احتلام تین قسم کا ہوتا ہے ایک فطرتی، دوسرا شیطانی خواہشات اور خیالات کا نتیجہ اور تیسرا مرض کی وجہ سے۔ انبیا کو فطرتی اور بیماری والا احتلام ہو سکتا ہے مگر شیطانی نہیں ہوتا۔ لوگوں نے سب قسم کے احتلام کو شیطانی سمجھ رکھا ہے جو غلط ہے۔"

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 242 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 588 پر)

View Proof

میں ایسے پردے کا قائل نہیں

(156) ''بیان کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفۂ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کسی سفر میں تھے۔ سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی، آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے، یہ دیکھ کر مولوی عبدالکریم صاحب جن کی طبیعت غیور (اور مرزا قادیانی کی؟) اور جوشیلی تھی، میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں۔ آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہہ کر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور، لوگ بہت ہیں۔ بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے۔ میں نے کہا مولوی صاحب! جواب لے آئے؟''

(سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 63 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 589 پر)

View Proof

رات کا پہرہ

(157) ''مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت میں، میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سونے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک دن کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سنے اور آپ کو جگا دیا۔ اس وقت رات کے بارہ بجے تھے، ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی فجو، منشیانی اہلیہ محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 213 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 590 پر)

View Proof

مائی تابی

(158) ''میرے گھر سے یعنی والدۂ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم گھر کی چند لڑکیاں تربوز کھا رہی تھیں۔ اس کا ایک چھلکا مائی تابی کو جالگا جس پر مائی تابی بہت ناراض ہوئی اور ناراضگی میں بد دعائیں دینی شروع کردیں اور پھر خود ہی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے پاس جا کر شکایت بھی کردی۔ اس پر حضرت صاحب نے ہمیں بلایا اور پوچھا کہ کیا بات ہوئی ہے؟ ہم نے سارا واقعہ سنا دیا جس پر آپ مائی تابی پر ناراض ہوئے کہ تم نے میری اولاد کے متعلق بد دعا کی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی تابی قادیان کے قریب ایک بوڑھی عورت تھی جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے گھر میں رہتی تھی اور اچھا اخلاص رکھتی تھی۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 244 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 591 پر)

View Proof

مائی کاکو

(159) ''مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے سامنے میاں عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھواں کی بیوی حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے لیے کچھ تازہ جلیبیاں لائی۔ حضرت صاحب نے ان میں سے ایک جلیبی اٹھا کر منہ میں ڈالی۔ اس وقت ایک راولپنڈی کی عورت پاس بیٹھی تھی۔ اس نے گھبرا کر حضرت صاحب سے کہا حضرت یہ تو ہندو کی بنی ہوئی ہیں۔ حضرت صاحب نے کہا تو پھر کیا ہے۔ ہم جو سبزی کھاتے ہیں، وہ گوبر اور پاخانہ کی کھاد سے تیار ہوتی ہے اور اسی طرح بعض اور مثالیں دے کر اسے سمجھایا۔''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 244، 245 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 592 پر)

View Proof

بھانو

(160) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المومنین (مرزا قادیانی کی بیوی) نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ مسماۃ بھانو

تھی۔ وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی، حضور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی اس لیے اسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں، وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی "ہاں جی تدے تے تہاڈی لتاں لکڑی وانگر ہویاں ہویاں ایں۔" یعنی جی ہاں جبھی تو آج آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانو کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں بھی غالباً یہ جتانا مقصود تھا کہ آج شاید سردی کی شدت کی وجہ سے تمہاری حس کمزور ہو رہی ہے اور تمہیں پتہ نہیں لگا کہ کس چیز کو دبا رہی ہو مگر اس نے سامنے سے اور ہی لطیفہ کر دیا۔"

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 210 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 594 پر)

View Proof

زینب بیگم

(161) "ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کی خدمت میں رہی ہوں، گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھ کو پنکھا ہلاتے گزر جاتی تھی۔ مجھ کو اس اثنا میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دو دفعہ ایسا موقع آیا کہ عشا کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقع ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھ کو نہ نیند نہ غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوئی بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ (موقع بھی تو سرور کا تھا۔ مرتب) اسی طرح جب مبارک احمد صاحب بیمار ہوئے تو مجھ کو ان کی خدمت کے لیے بھی اسی طرح کئی راتیں گزارنی پڑیں تو حضور نے فرمایا کہ زینب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے (کیوں؟) اور آپ کئی دفعہ اپنا تبرک مجھے دیا کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 272، 273 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 595 پر)

View Proof

(162) "ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری لڑکی

زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضور (مرزا قادیانی) سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے تو میں رعیہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ان ایام میں مجھے مراق کا سخت دورہ تھا، میں شرم کے مارے آپ سے عرض نہ کرسکتی تھی مگر میرا دل چاہتا تھا کہ میری بیماری سے کسی طرح حضور کو علم ہوجائے تا کہ میرے لیے حضور دعا فرمائیں۔ میں حضور کی خدمت (؟) کررہی تھی کہ حضور نے اپنے انکشاف اور صفائی قلب سے خود معلوم کر کے فرمایا: زینب تم کو مراق کی بیماری ہے، ہم دعا کریں گے۔" (ولی را ولی می شناسد۔ مرتب)!

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 275 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 597 پر)

View Proof

دوپٹہ تیرا ململ دا

(163) "ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ڈاکٹر نور محمد صاحب لاہوری کی ایک بیوی ڈاکٹرنی کے نام سے مشہور تھی۔ وہ مدتوں قادیان آ کر حضور (مرزا قادیانی) کے مکان میں رہی اور حضور کی خدمت کرتی تھی۔ اس بے چاری کو سل کی بیماری تھی۔ جب وہ فوت ہوگئی تو اس کا ایک دوپٹہ حضرت صاحب نے دعا کے لئے یاد دہانی کے لئے بیت الدعا کی کھڑکی کی ایک آہنی سلاخ سے بندھوا دیا۔"

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 126، از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 598 پر)

View Proof

بچہ سپیشلسٹ

(164) "بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت صاحب کی دائی کا نام لاڈو تھا۔ اور وہ ہاکونا کو بر والوں سکنہ قادیان کی ماں تھی۔ جب میں نے اسے دیکھا تھا تو وہ بہت بوڑھی ہو چکی تھی۔ مرزا سلطان احمد بلکہ عزیز احمد کو بھی اسی نے جنایا تھا۔ ایک دفعہ حضرت صاحب نے اس سے اپنی پیدائش کے متعلق کچھ شہادت بھی لی تھی۔ اپنے فن میں وہ اچھی ہوشیار عورت تھی چنانچہ ایک دفعہ یہاں کسی عورت کے بچہ پھنس گیا اور پیدا نہ ہوتا تھا تو حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ لاڈو کو بلا کر دکھاؤ وہ ہوشیار ہے۔ چنانچہ اسے بلایا گیا تو اللہ کے فضل سے بچہ آسانی سے پیدا ہوگیا۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل از مرزا بشیر احمد صفحہ 256) (عکس صفحہ نمبر 599 پر)

View Proof

قادیانی لاہوری جماعت کے ایک ذمہ دار شخص نے قادیانی خلیفہ مرزا محمود پر رنگ رلیوں کے الزامات لگائے اور اس سلسلہ میں ایک اہم خط لکھا۔ لاہوری جماعت کے لوگ مرزا محمود کے تو خلاف ہیں لیکن مرزا قادیانی کو مہدی اور مسیح موعود مانتے ہیں۔ ایسے ہی ایک عقیدت مند نے اپنے خط میں لکھا کہ مرزا قادیانی اور اس کا بیٹا مرزا محمود قادیانی خلیفہ دونوں زنا کرتے تھے۔ مرزا محمود نے قادیان میں اپنے ایک خطبہ جمعہ میں اس خط کو پڑھ کر سنایا اور بعد ازاں یہ خط قادیانی اخبار روزنامہ الفضل میں شائع بھی ہوا۔ ملاحظہ فرمائیں:

کبھی کبھی زنا

(165) ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انھوں نے کبھی کبھی زنا کر لیا تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر اعتراض نہیں۔ کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔''

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 31 اگست 1938ء) (عکس صفحہ نمبر 600 پر)

View Proof

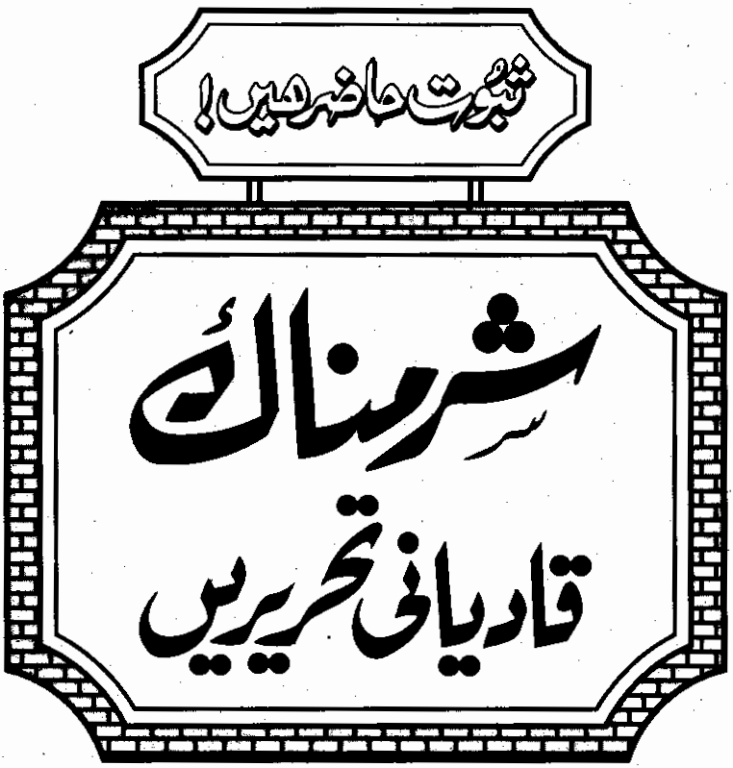

Back

ارشاد خداوندی ہے:

- ولا تقربوا الفواحش ماظهر منها وما بطن. (سورۃ الانعام:152)

''اور بے حیائیوں کے پاس بھی نہ جاؤ، چاہے ان میں سے پوشیدہ ہوں یا ظاہر۔''

قرآن حکیم نے فحاشی کے ارتکاب سے بڑی شدت کے ساتھ روکا ہے۔ مذکورہ بالا حکم کے باوجود جو لوگ بے حیائی کی طرف راغب رہتے ہیں اور افواہوں یا دیگر حرکات کے ذریعے برائی کو فروغ دینے میں سرگرم عمل رہتے ہیں، انھیں سرزنش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

- ان الذين يحبون ان تشيع الفاحشة فى الذين آمنوالهم عذاب اليم فى الدنيا والآخرة. (النور:19)

بے شک جو لوگ (مسلمانوں میں) بے حیائی کا چرچا کرنے کو عزیز رکھتے ہیں، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

اس دنیوی اور اخروی عذاب میں اس وقت مزید اضافہ ہو جاتا ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے بے حیائی کے کاموں سے سختی سے منع فرما دیا ہے:۔

- ان الله لا يامر بالفحشاء. (الاعراف:28)

بے شک اللہ تعالیٰ بے حیائی کا حکم نہیں دیتا۔

- دينهى عن الفحشاء والمنكر (النمل:130)

اور اللہ تعالیٰ فحش اور منکر باتوں سے روکتا ہے۔

فحاشی کو ناپسند کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ایک عمدہ معیار مقرر فرمایا:

- عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ماكان الفحش فى شئى الاشانه وما كان الحياء فى شئى الازانه. (مشکوٰۃ المصابیح)

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

جس چیز میں فحاشی ہو، وہ اسے عیب دار بنا دیتی ہے اور جس چیز میں حیا ہو، وہ اسے زینت بخشتی ہے۔'' اس حدیث سے یہ حقیقت بھی عیاں ہوتی ہے کہ فحاشی کی ضد حیا ہے اور حیا ایمان کا ایک اساسی حصہ ہے اور انسانوں کو جنت کی طرف لے جاتا ہے۔ مسلمان حیا دار ہوتا ہے اور وہ اسلامی حدود و قیود میں رہ کر زندگی بسر کرتا ہے، جب کہ بے حیا انسان جو چاہے، کر گزرتا ہے۔ وہ اخلاقی، سماجی اور مذہبی حدود و قیود کا پابند نہیں ہوتا۔

بابو تاج محمدؒ، مرزا قادیانی کی ''خوش اخلاقی'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

''مرزا غلام احمد قادیانی کی تصانیف میں دو قسم کی بدزبانی پائی جاتی ہے۔ پہلی قسم انفرادی حیثیت رکھتی ہے اور دوسری اجتماعی۔ اگر ایک طرف مرزا یہ لکھتا ہے: ''گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے'' (ست بچن صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 133) تو دوسری طرف تحریر کرتا ہے: کہ ''اگر تو نرمی کرے گا تو میں بھی نرمی کروں گا۔ اگر تو گالی دے گا تو میں بھی گالی دوں گا'' (حجۃ اللہ صفحہ 93) اگر ایک پہلو پر یہ فقرہ نظر آئے گا تا کہ ''کسی کو گالی مت دو اگرچہ وہ گالی دیتا ہو۔'' (کشتی نوح صفحہ 11) تو دوسرے پہلو پر یہ عبارت بھی ملے گی کہ ''کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی مخالف کی نسبت اس کی بدگوئی سے پہلے خود بدزبانی میں سبقت کی ہو۔'' (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 21) اگر ایک طرف یہ لکھا ہوا دیکھو گے کہ ''ہر ایک سختی کو برداشت کرو۔ ہر ایک گالی کا نرمی سے جواب دو''، تو دوسری جانب یہ تحریر بھی ملے گی کہ ''اے گوڑہ کی سرزمین تجھ پر لعنت تو ملعون کے سبب معلون ہوگئی۔'' (اعجاز احمدی صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 188)

مناظر اسلام مولانا حافظ نور محمد صاحب سہارنپوری تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مصلح اور رہبر قوم جس کا فرض منصبی قوموں و جماعتوں کی اصلاح و تعلیم ہو اس کے لیے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ وہ تہذیب و اخلاق سے موصوف اور صبر و تحمل، علم و عظ سے آراستہ ہو۔ وہ برگشتہ قوم کو اپنی شیریں بیانی کے ذریعہ راہ راست پر لائے اور ان کو رذائل و خبائث سے پاک کر کے محاسن و مکارم کا حامل بنا دے۔ چنانچہ دیکھیے انبیا علیہم السلام و دیگر مصلحین امت میں کس قدر اخلاق حسنہ کی فراوانی تھی۔ خصوصاً سردار انبیا حضور نبی رحمت ﷺ تو مکارم اخلاق کے ایک بے نظیر پیکر اور صبر و تحمل اور علم و عظ کے ایک بے مثال مجسمہ بن کر رونق افروز عالم ہوئے تھے کہ دوستوں کے علاوہ ان کے جانی دشمنوں کے لیے بھی جن کا شب و روز آپ ﷺ

کو تکلیف پہنچانا، شیوۂ خاص تھا، مگر آپ ﷺ سراپا رحمت تھے کہ زبان مبارک سے ان کے لیے بھی کوئی برا کلمہ نہیں نکلا۔ اس نرمی و شیریں بیانی سے گفتگو فرماتے تھے کہ دشمن سخت دل بھی پانی پانی ہو جاتا تھا اور دل دکھانے والے سخت الفاظ سے دشمن کو بھی یاد کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔

لیکن پنجاب کی نبوت خیز سرزمین ضلع گورداسپور کے ایک غیر معروف گاؤں قادیان میں غلام احمد نامی ایک شخص پیدا ہوا اور کچھ لکھ پڑھ کر سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپے ماہوار پر کلرک لگ گیا۔ اس کے بعد اس کا اپنے متعلق یہ یقین ہو گیا کہ میں ''مصلحِ اعظم'' ''مسیحِ موعود'' اور ''نبی و رسول'' ہوں بلکہ کامل اتباع و فنافی الرسول کے باعث ''محمد ثانی'' ہوں۔ اس لیے لازم تھا کہ وہ بھی اعلیٰ اخلاق، بہترین تہذیب، علم و عفو، شیریں کلامی، سنجیدگی و دیگر اخلاقی کمالات سے نہ صرف موصوف ہی ہوتا بلکہ اس میں یکتائے روزگار بھی ہوتا۔ لیکن افسوس کہ مصلح اعظم بننے والے اور نبوت و رسالت کے دعوے کرنے والے مرزا کے ''ظرف'' میں اخلاق حسنہ کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا۔ بلکہ وہ سراسر اخلاقی کمزوریوں نکتہ چینیوں، بدگوئیوں بدکلامیوں سے لبریز تھا۔ اور یہاں تک اس نے اس فن دشنام دہی میں وہ ترقی کی تھی کہ اس کو دیکھ کر اور سن کر بداخلاقی و بدتمیزی بھی شرم و ندامت سے سرنگوں ہو جاتی ہے۔ اس لیے اگر مرزا قادیانی کو اس فن کا ''بے تاج بادشاہ'' کہا جائے تو کچھ بے جا نہیں۔ نگاہ عبرت سے دیکھیے کہ خدا تعالیٰ کو یہ بھی پسند نہیں ہے کہ اس کے مقدس حبیب ﷺ کی نبوت کا روپ بدلنے والا دنیا میں مہذب و خلیق بن کر زندگی بسر کرے۔ بقول مرزا قادیانی

View Proof

(166) ''ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس کے اندر ہے۔''

(چشمہ معرفت صفحہ 1 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 9 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 602 پر)

فواحش سے لبریز تحریریں ہر معاشرے کے لیے زہر قاتل ہیں۔ اس سے نہ صرف معاشرے میں شرم و حیا ختم ہو جاتا بلکہ عفت و عصمت اپنی اصل قدر و قیمت بھی کھو بیٹھتی ہیں۔ انسانی جذبات و احساسات کو برانگیختہ کرنے والی، آنجہانی مرزا قادیانی کی کتابیں فحش لٹریچر کا نادر نمونہ ہیں۔ اس کی تحریروں میں بے شرمی و بے حیائی کی باتیں نمایاں ہوتی ہیں۔

قادیانی جماعت کا بانی آنجہانی مرزا قادیانی جس طرح ظاہری طور پر بدصورت تھا،

اسی طرح باطنی طور پر بھی بدسیرت تھا۔ قادیانی امت اسے ''سلطان القلم'' کہتی نہیں تھکتی۔ اس پنجابی نبی کی تحریرات کو ملاحظہ کیا جائے تو جا بجا بدکلامی و بدگوئی کی نجاست و غلاظت بکھری ہوئی نظر آئے گی۔ ذیل میں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر سے نمونہ کے طور پر ''سلطان القلم'' کی تحریروں کے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں، وگرنہ مرزا قادیانی کی ساری کتابیں ایسی ہی تحریروں سے بھری ہوئی ہیں۔ ان فحش، مخرب اخلاق، حیا سوز، گندی اور بازاری تحریروں سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کیا یہ کسی شریف انسان کی تحریریں ہوسکتی ہیں اور ہے کوئی قادیانی جو اپنے ''نبی'' کی ان تحریروں کو اپنی جوان اولاد کے سامنے بآواز بلند پڑھ سکے۔

صلائے عام ہے یارانِ نکتہ داں کے لیے

فحاشی کی اشاعت

(167) ''مومنوں کو چاہیے کہ اشاعت فحش سے پرہیز کریں۔''

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 603 از مرزا قادیانی)

View Proof

مصروفیات

(168) ''آج کل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی جاتی ہے اور دورانِ سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ مگر میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 565 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 604 پر)

View Proof

پلید دل

(169) ''پلید دل سے پلید باتیں نکلتی ہیں اور پاک دل سے پاک باتیں۔ انسان اپنی باتوں سے ایسا ہی پہچانا جاتا ہے جیسا کہ درخت اپنے پھلوں سے۔''

(تحفہ غزنویہ صفحہ 11 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 541 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 605 پر)

View Proof

خیالات

(170) ''انسان کے الفاظ ہمیشہ اس کے خیالات کے تابع ہوتے ہیں۔''

(براہین احمدیہ جلد اوّل تا چہارم صفحہ 393 (حاشیہ) مندرجہ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 393 (حاشیہ) از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 606 پر)

View Proof

بے حیا انسان

(171) ''بے حیا انسان کی زبان کو قابو میں لانا تو کسی نبی کے لیے ممکن نہیں ہوا۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 59 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 75 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 607 پر)

View Proof

جب انسان حیا چھوڑ دیتا ہے.....

(172) ''جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے بکے۔ کون اس کو روکتا ہے۔''

(اعجاز احمدی صفحہ 3 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 109 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 608 پر)

View Proof

میں وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ میرے دل میں ڈالتا ہے

(173) ''میں اپنے نفس سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ میرے دل میں ڈالتا ہے۔''

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ 79 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 79 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 609 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کی اپنی جماعت کو نصیحت

(174) ''مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے

کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہیے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا، اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔"

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 78 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 610 پر)

View Proof

بڑا کارنامہ

(175) "اخرجت الارض من القالها کے نیچے جو یہ معنے بتائے گئے تھے کہ لوگ اپنے گندے خیالات بیان کرنے لگ جائیں گے۔

اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی خبر دی گئی ہے کہ لوگ اپنے گند کتابوں میں شائع کریں گے اور خوش ہوں گے کہ انہوں نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے گویا جن امور کو لوگ پہلے چھپایا کرتے تھے، ان کو مزے لے لے کر بیان کریں گے اور شرم وحیا کا مفہوم اس زمانہ میں بالکل بدل جائے گا۔"

View Proof

(تفسیر کبیر از مرزا بشیر الدین محمود جلد نمبر 9 صفحہ 416، 418) (عکس صفحہ نمبر 611، 612 پر)

پرمیشر کی جگہ

(176) "پرمیشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے (سمجھنے والے سمجھ لیں)۔"

View Proof

(چشمہ معرفت صفحہ 106 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 114 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 613 پر)

پرمیشر ہندوؤں کے خدا کو کہتے ہیں۔ مرزا قادیانی نے ہندوؤں کے خدا کو اپنی ناف سے دس انگل نیچے قرار دے کر انہیں بہت بڑی گالی دی۔ اس کے ردعمل میں ہندوؤں نے نہ صرف اپنے جلوسوں میں اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی توہین کی بلکہ مسلمانوں کی دل آزاری پر مبنی "ستیارتھ پرکاش" نامی رسوائے زمانہ کتاب بھی لکھی جس کے پہلے ایڈیشن میں صرف 13 ابواب تھے جبکہ مرزا قادیانی کی طرف سے ہندوؤں کی مذہبی شخصیات کو گالیاں دینے کے بعد چودھویں باب کا اضافہ کیا گیا جس میں انہوں نے حضور نبی کریم ﷺ کو ناقابل بیان گالیاں دیں۔ پھر ایک عرصہ بعد بدنام ترین کتاب "رنگیلا رسول" بھی لکھی گئی جس سے

برعظیم کے مسلمانوں میں کہرام برپا ہوگیا۔ اس کی تمام تر ذمہ داری مرزا قادیانی اور اس کی ذریت پر عائد ہوتی ہے جنہوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے ہندوؤں کو اشتعال دلایا۔ حالانکہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ جھوٹے خداؤں کو بھی گالی نہ دو مبادا یہ کہ وہ تمہارے سچے خدا کو گالی دیں۔

قادیانی کوک شاستر

(177) ''ایک معزز آریہ کے گھر میں اولاد نہیں ہوتی، دوسری شادی کر نہیں سکتا کہ وید کی رُو سے حرام ہے، آخر نیوگ کی ٹھہرتی ہے، یار دوست مشورہ دیتے ہیں کہ لالہ صاحب نیوگ کرائیے، اولاد بہت ہو جائے گی۔ ایک بول اٹھتا ہے کہ مہر سنگھ جو اسی محلہ میں رہتا ہے، اس کام کے بہت لائق ہے۔ لالہ بہاری لال نے اس سے نیوگ کرایا تھا، لڑکا پیدا ہوگیا۔ یہ لالہ لڑکا پیدا ہونے کا نام سن کر باغ باغ ہوگیا۔ بولا مہاراج آپ ہی نے سب کام کرنے ہیں، میں تو مہر سنگھ کا واقف بھی نہیں۔ مہاراج شریر النفس بولے کہ ہاں ہم سمجھا دیں گے، رات کو آجائے گا۔ مہر سنگھ کو خبر دی گئی، وہ محلہ میں ایک مشہور قمار باز، اول نمبر کا بدمعاش اور حرام کار تھا۔ سنتے ہی بہت خوش ہوگیا اور انہیں کاموں کو وہ چاہتا تھا پھر اس سے زیادہ اس کو کیا چاہیے تھا۔ ایک نوجوان عورت اور پھر خوبصورت، شام ہوتے ہی آموجود ہوا۔ لالہ صاحب نے پہلے ہی دلالہ عورتوں کی طرح ایک کوٹھری میں نرم بستر بچھوا رکھا تھا اور کچھ دودھ اور حلوا بھی دو برتنوں میں سرہانے کی طاق میں رکھوا دیا تھا تا اگر بیرج داتا کو ضعف ہو تو کھا پی لیں۔ پھر کیا تھا آتے ہی بیرج داتا نے لالہ دیوٹ کے نام و ناموس کا شیشہ توڑ دیا اور وہ بد بخت عورت تمام رات اس سے منہ کالا کراتی رہی اور اس پلید نے جو شہوت کا مارا تھا، نہایت قابل شرم اس عورت سے حرکتیں کیں اور لالہ باہر کے دالان میں سوئے اور تمام رات اپنے کانوں سے بے حیائی کی باتیں سنتے رہے بلکہ تختوں کی دراڑوں سے مشاہدہ بھی کرتے رہے۔ صبح وہ خبیث اچھی طرح لالہ کی ناک کاٹ کوٹھری سے باہر نکلا۔ لالہ تو منتظر ہی تھے، دیکھ کر اس کی طرف دوڑے اور بڑے ادب سے اس پلید بدمعاش کر کہا سردار صاحب رات کیا کیفیت گذری؟ اس نے مسکرا کر مبارک باد دی اور اشاروں میں جتا دیا کہ حمل ٹھہر گیا۔ لالہ دیوٹ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ مجھے تو اسی دن سے آپ پر یقین ہوگیا تھا جبکہ میں نے بہاری لالہ کے گھر کی کیفیت سنی تھی اور پھر کہا وید حقیقت میں ودیا سے بھرا ہوا ہے۔ کیا عمدہ تدبیر لکھی ہے جو خطا نہ گئی۔ مہر سنگھ نے کہا کہ ہاں لالہ صاحب، سب سچ ہے کیا وید کی آگیا کبھی خطا بھی ہو جاتی

ہے میں تو انہی باتوں کے خیال سے وید کو ست ودیاؤں کا پستک مانتا ہوں۔ اور دراصل مہر سنگھ ایک شہوت پرست آدمی تھا۔ اس کو کسی وید شاستر اور شرتی شلوک کی پروانہ تھی اور نہ ان پر کچھ اعتقاد رکھتا تھا۔ اس نے صرف لالہ دیوٹ کی حماقت کی باتیں سن کر اس کے خوش کرنے کے لیے ہاں میں ہاں ملا دی۔ مگر اپنے دل میں بہت ہنسا کہ اس دیوٹ کی پتر لینے کے لیے کہاں تک نوبت پہنچ گئی۔ پھر اس کے بعد مہر سنگھ تو رخصت ہوا اور لالہ گھر کی طرف خوش خوش آیا اور اسے یقین تھا کہ اس کی استری رام دئی بہت ہی خوشی کی حالت میں ہوگی کیونکہ مراد پوری ہوئی۔ لیکن اس نے اپنے گمان کے برخلاف اپنی عورت کر روتے پایا اور اس کو دیکھ کر تو وہ بہت ہی روئی، یہاں تک کہ چیخیں نکل گئیں، اور ہچکی آنی شروع ہوئی۔ لالہ نے حیران سا ہو کر عورت کو کہا کہ ''باہے بھاگوان آج تو خوشی کا دن ہے کہ دل کی مرادیں پوری ہوئیں اور بیچ ٹھہر گیا پھر تو روتی کیوں ہے؟ وہ بولی میں کیوں نہ روؤں، تو نے سارے کنبے میں میری مٹی پلید کی اور اپنی ناک کاٹ ڈالی اور ساتھ ہی میری بھی۔ اس سے بہتر تھا کہ میں پہلے ہی مر جاتی۔ لالہ دیوٹ بولا کہ یہ سب کچھ ہوا مگر اب بچہ ہونے کی بھی کس قدر خوشی ہوگی، وہ خوشیاں بھی تو تُو ہی کرے گی مگر رام دئی شاید کوئی نیک اصل کی تھی۔ اس نے ترت جواب دیا کہ حرام کے بچہ پر کوئی حرام کا ہی ہو تو خوشی منائے۔ لالہ تیز ہو کر بولا کہ ہے ہے کیا کہہ دیا۔ یہ تو وید آ گیا ہے۔ عورت کو یہ بات سن کر آگ لگ گئی، بولی میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کیسا وید ہے جو بدکاری سکھلاتا اور زنا کاری کی تعلیم دیتا ہے۔ یوں تو دنیا کے مذاہب ہزاروں باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں مگر یہ کبھی نہیں سنا کہ کسی مذہب نے وید کے سوا یہ تعلیم بھی دی ہو کہ اپنی پاک دامن عورتوں کو دوسروں سے ہم بستر کراؤ۔ آخر مذہب پاکیزگی سکھلانے کے لیے ہوتا ہے نہ بدکاری اور حرام کاری میں ترقی دینے کے لیے۔ جب رام دئی سب باتیں کہہ چکی تو لالہ نے کہا کہ چپ رہو، اب جو ہوا سو ہوا۔ ایسا نہ ہو کہ شریک سنیں اور میرا ناک کاٹیں۔ رام دئی نے کہا کہ اے بے حیا کیا ابھی تک تیرا ناک تیرے منہ پر باقی ہے۔ ساری رات میرے شریک نے جو تیرا ہمسایہ اور تیرا پکا دشمن ہے، تیری سہروں کی بیاہتا اور عزت کے خاندان والی سے تیرے ہی بستر پر چڑھ کر تیرے ہی گھر میں خرابی کی اور ہر ایک ناپاک حرکت کے وقت جتا بھی دیا کہ میں نے خوب بدلا لیا۔ سو کیا اس بے غیرتی کے بعد تو جیتا ہے۔ کاش تو اس سے پہلے ہی مرا ہوتا۔ اب وہ شریک اور پھر دشمن باتیں بنانے اور ٹھٹھا کرنے سے کب باز رہے گا بلکہ وہ تو کہہ گیا ہے کہ میں اس فتح عظیم کو چھپا نہیں سکتا کہ جو آج وساواہل کے مقابل پر مجھے حاصل ہوئی۔ میں ضرور رام دائی کا سارا نقشہ محلہ کے لوگوں پر ظاہر کروں گا، سو یاد رکھ کہ وہ ہر ایک

مجلس میں تیرا ناک کاٹے گا اور ہر ایک لڑائی میں یہ قصہ تجھے جتائے گا اور اس سے کچھ تعجب نہیں کہ وہ دعویٰ کر دے کہ رام دئی میری ہی عورت ہے کیونکہ وہ اشارہ سے یہ بھی کہہ گیا ہے کہ آئندہ بھی میں تجھے کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ لالہ دیوٹ نے کہا کہ نکاح کا دعویٰ ثابت ہونا تو مشکل ہے البتہ یارانہ کا اظہار کرے تو کرے تا ہماری اور بھی رسوائی ہو، بہتر تو یہ ہے کہ ہم دیش ہی چھوڑ دیں۔ بیٹا ہونے کا خیال تھا، وہ تو ایشر نے دے ہی دیا۔ بیٹے کا نام سن کر عورت زہر خندہ ہنسی اور کہا کہ تجھے کس طرح اور کیونکر یقین ہوا کہ ضرور بیٹا ہوگا، اول تو پیٹ ہونے میں ہی شک ہے اور پھر اگر ہو بھی تو اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ لڑکا ہی ہوگا، کیا بیٹا ہونا کسی کے اختیار میں رکھا ہے۔ کیا ممکن نہیں کہ حمل ہی خطا جائے یا لڑکی پیدا ہو۔ لالہ دیوٹ بولے کہ اگر حمل خطا گیا تو میں کھڑک سنگھ کو جو اسی محلہ میں رہتا ہے، نیوگ کے لیے بلا لاؤں گا۔ عورت نہایت غصہ سے بولی کہ اگر کھڑک سنگھ بھی کچھ نہ کر سکا تو پھر کیا کرے گا؟ لالہ بولا کہ تو جانتی ہے کہ نرائن سنگھ بھی ان دونوں سے کم نہیں، اس کو بلا لاؤں گا۔ پھر اگر ضرورت پڑی تو جمبل سنگھ، لہنا سنگھ، بوڑ سنگھ، جیون سنگھ، صوبا سنگھ، خزان سنگھ، ارجن سنگھ، رام سنگھ، کشن سنگھ، دیال سنگھ سب اس محلہ میں رہتے ہیں اور زور اور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں، میرے کہنے پر سب حاضر ہو سکتے ہیں۔ عورت بولی کہ میں اس سے بہتر تجھے صلاح دیتی ہوں کہ مجھے بازار میں ہی بٹھا دے، تب دس بیس کیا ہزاروں لاکھوں آ سکتے ہیں، منہ کالا جو ہونا تھا، وہ تو ہو چکا مگر یاد رکھ کہ بیٹا ہونا پھر بھی اپنے بس میں نہیں اور اگر ہوا بھی تو تجھے اس سے کیا جس کا وہ نطفہ ہے آخر وہ اسی کا ہوگا اور اسی کی خوبو، لائے گا کیونکہ درحقیقت وہ اسی کا بیٹا ہے، اس کے بعد رام دئی نے کچھ سوچ کر پھر رونا شروع کیا اور دور دور تک آواز گئی اور آواز سن کر ایک پنڈت نہال چند نام دوڑا آیا اور آتے ہی کہا کہ لالہ سکھ تو ہے، یہ کیسی رونے کی آواز آئی۔ لالہ ناک کٹا چاہتا تو نہیں تھا کہ نہال چند کے آگے قصہ بیان کرے مگر اس خوف سے کہ رام دئی اس وقت غصہ میں ہے، اگر میں بیان نہ کروں تو وہ ضرور بیان کر دے گی۔ کچھ کھسیانا سا ہو کر زبان دبا کر کہنے لگا کہ مہاراج آپ جانتے ہیں کہ وید میں وقت ضرورت نیوگ کے لیے آ گیا ہے۔ سو میں نے بہت دنوں سوچ کر رات کو نیوگ کرایا تھا، مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ میں نے نیوگ کے لیے مہر سنگھ کو بلا لیا، پیچھے معلوم ہوا کہ وہ میرے دشمن کرم سنگھ کا بیٹا اور نہایت شریر آدمی ہے، وہ مجھے اور میری استری کو ضرور خراب کرے گا اور وہ وعدہ کر گیا ہے کہ میں یہ ساری کیفیت خوب شائع کروں گا۔ نہال چند بولا کہ درحقیقت بڑی غلطی ہوئی اور پھر بولا کہ وسادھل تیری سمجھ پر نہایت ہی افسوس ہے۔ کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ نیوگ کے لیے پہلا

حق برہمنوں کا ہے اور غالباً یہ بھی تجھ پر پوشیدہ نہیں ہوگا کہ اس محلّہ کی تمام کھترانی عورتیں مجھ سے ہی نیوگ کراتی ہیں اور میں دن رات اسی سیوا میں لگا ہوا ہوں پھر اگر تجھے نیوگ کی ضرورت تھی تو مجھے بلا لیا ہوتا۔ سب کام سدھ ہو جاتا اور کوئی بات نہ نکلتی۔ اس محلّہ میں اب تک تین ہزار کے قریب ہندو عورتوں نے نیوگ کرایا ہے مگر کیا کبھی تم نے اس کا ذکر بھی سنا، یہ پردہ کی باتیں ہیں، سب کچھ ہوتا ہے پھر ذکر نہیں کیا جاتا لیکن مہر سنگھ تو ایسا نہیں کرے گا۔ ذرہ دو چار گھنٹوں تک دیکھنا کہ سارے شہر میں رام دئی کے نیوگ کا شور وغوغا ہوگا۔ لالہ دیوٹ بولا کہ درحقیقت مجھ سے سخت غلطی ہوئی۔ اب کیا کروں۔ اس وقت شریر پنڈت نے جو باعث نہ ہونے رسم پردہ کے رام دئی کو دیکھ چکا تھا کہ جوان اور خوش شکل ہے، نہایت بے حیائی کا جواب دیا کہ اگر اسی وقت رام دئی مجھ سے نیوگ کرے تو میں ذمہ دار ہوتا ہوں کہ مہر سنگھ کے فتنہ کو میں سنبھال لوں گا اور پہلا حمل ایک شکی بات ہے۔ اب بہر حال یقینی ہو جائے گا۔ تب وساوامل دیوٹ تو اس بات پر بھی راضی ہو گیا مگر رام دئی نے سن کر سخت گالیاں اس کو نکالیں۔ تب وساوامل نے پنڈت کو کہا کہ مہاراج اس کا یہی حال ہے، ہرگز نیوگ کرنا نہیں چاہتی۔ پہلے بھی مشکل سے کرایا تھا جس کو یاد کر کے اب تک رو رہی ہے کہ میرا منہ کالا کیا۔ اسی سے تو اس نے چپنیں ماری تھی جن کو آپ سن کر دوڑے آئے۔ تب وہ شہوت پرست پنڈت وساوامل کی یہ بات سن کر رام دئی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا نہیں بھاگوان نیوگ کو برا نہیں ماننا چاہیے۔ یہ وید آگیا ہے مسلمان بھی تو عورتوں کو طلاق دیتے ہیں اور وہ عورتیں کسی دوسرے سے نکاح کر لیتی ہیں۔ سو جیسے طلاق جیسے نیوگ۔ بات ایک ہی ہے۔"

(آریہ دھرم صفحہ 31 تا 34 مندرجہ ذیل روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 31 تا 34 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 614 تا 617 پر)

View Proof

میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا

مرزا قادیانی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے مجھ سے وعدہ کیا:

(178) "واوحی الی ربی ووعدنی انه سینصرنی حتی یبلغ امری مشارق الارض ومغاربها. وتتموج بحورالحق حتی یعجب الناس حباب غوارباها."

ترجمہ: "میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی اور وعدہ فرمایا کہ وہ مجھے مدد دے گا یہاں تک کہ میرا کلام مشرق ومغرب میں پہنچ جائے گا اور راستی کے دریا موج میں آئیں گے یہاں

تک کہ اس کی موجوں کے حباب لوگوں کو تعجب میں ڈالیں گے۔"

"میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 260، طبع چہارم، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 618 پر)

View Proof

نیوگ، روز کی مشق

(179) "واضح ہو کہ آریہ سماج کے اصولوں میں سے نہایت قبیح اور قابلِ شرم نیوگ کا مسئلہ ہے، جس کو پنڈت دیانند صاحب نے بڑی جرأت کے ساتھ اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں درج کیا ہے اور وید کی قابل فخر تعلیم اس کو ٹھہرایا ہے۔ اور اگر وہ اس مسئلہ کو صرف بیوہ عورتوں تک محدود رکھتے، تب بھی ہمیں کچھ غرض نہیں تھی کہ ہم اس میں کلام کرتے مگر انھوں نے تو اس اصول، انسانی فطرت کے دشمن کو، انتہا تک پہنچا دیا، اور حیا اور شرم کے جامہ سے بالکل علیحدہ ہو کر یہ بھی لکھ دیا کہ ایک عورت جو خاوند زندہ رکھتی ہے اور وہ کسی بدنی عارضہ کی وجہ سے اولاد نرینہ پیدا نہیں کر سکتا۔ مثلاً لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہیں، یا بباعث رقت منی کے اولاد ہی نہیں ہوتی، یا وہ شخص گو جماع پر قادر ہے، مگر بانجھ عورتوں کی طرح ہے، یا کسی اور سبب سے اولاد نرینہ ہونے میں توقف ہو گئی ہے، تو ان تمام صورتوں میں اس کو چاہیے کہ اپنی عورت کو کسی دوسرے سے ہم بستر کراوے۔ اور اس طرح پر وہ غیر کے نطفہ سے گیارہ بچے حاصل کر سکتا ہے گویا قریباً بیس برس تک اس کی عورت دوسرے سے ہم بستر ہوتی رہے گی۔ جیسا کہ ہم نے مفصل کتاب کے حوالہ سے یہ تمام ذکر اپنے رسالہ آریہ دھرم میں کر دیا ہے اور حیا مانع ہے کہ ہم اس جگہ وہ تمام تفصیلیں لکھیں۔ غرض اسی عمل کا نام نیوگ ہے۔

اب ظاہر ہے کہ یہ اصول انسانی پاکیزگی کی بیخ کنی کرتا ہے اور اولاد پر ناجائز ولادت کا داغ لگاتا ہے۔ اور انسانی فطرت اس بے حیائی کو کسی طرح قبول نہیں کر سکتی کہ ایک انسان کی ایک عورت منکوحہ ہو، جس کے بیاہنے کے لیے وہ گیا تھا اور والدین نے صدہا یا ہزارہا روپیہ خرچ کر کے اس کی شادی کی تھی جو اس کے ننگ و ناموس کی جگہ تھی، اور اس کی عزت و آبرو کا مدار تھا۔ وہ باوجودیکہ اس کی بیوی ہے اور وہ خود زندہ موجود ہے۔ اس کے سامنے رات کو دوسرے سے ہم بستر ہووے اور غیر انسان اس کے ہوتے ہوئے اسی کے مکان میں اس کی بیوی سے منہ کالا کرے۔ اور وہ آوازیں سنے اور خوش ہو کہ اچھا کر رہا ہے، اور یہ تمام ناجائز حرکات اس کی آنکھوں کے سامنے ہوں اور اس کو کچھ بھی جوش نہ آوے۔ اب بتلاؤ کہ کیا ایسا شخص جس کی منکوحہ اور سہروں کے ساتھ بیاہی ہوئی اس کی آنکھوں کے سامنے

دوسرے کے ساتھ خراب ہو۔ کیا اس کی انسانی غیرت اس بیحیائی کو قبول کرے گی.....
مجھے ٹھیک معلوم نہیں کہ نیوگ میں یعنی اپنی بیوی کو دوسرے سے ہم بستر کروا کر صرف گیارہ بچوں تک لینے کا حکم ہے یا زیادہ۔ مدت ہوئی کہ میں نے ستیارتھ پرکاش میں پڑھا تو تھا مگر حافظہ اچھا نہیں، یاد نہیں رہا۔ آریہ صاحبان خود مطلع فرمائیں۔ کیونکہ بوجہ روز کی مشق کرانے کے ان کو خوب یاد ہوگا۔ (حاشیہ)

(نسیم دعوت صفحہ 78 تا 80 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 438 تا 440 بمعہ حاشیہ از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 619 تا 621 پر)

View Proof

قانون دکھائی

(180) ''وزارت کے تبدیل ہوتے ہی ولایت کے نامور اور سربرآوردہ اخبار ٹائمز نے جس زور شور سے قانون دکھائی کو پھر جاری کرنے کے سلسلہ جنبانی کی ہے، وہ ناظرین پر ظاہر کی جا چکی ہے۔ کنسرویٹو وزارت سے جو سرکاری عہدہ داران کی رائے کو ہمیشہ بڑی وقعت سے دیکھتی ہے۔ امید ہوسکتی ہے کہ بالضرور وہ اس معاملہ پر اچھی طرح غور کرے گی کیونکہ اس قانون کی منسوخی کے وقت سرجارج وائٹ صاحب کمانڈر انچیف افواج ہند نے جو پر زور مخالفانہ رائے ظاہر کی تھی، وہ اس قابل ہے کہ ضرور کنسرویٹو گورنمنٹ اس پر توجہ کرے گورنمنٹ ہند بھی اس قانون کے منسوخ کرنے پر رضامند نہ تھی پس ان واقعات کی رو سے پورے طور پر خیال ہوسکتا ہے کہ قانون دکھائی پھر جاری کیا جاوے اس میں شک نہیں ہے کہ قانون دکھائی کے منسوخ ہونے کے دن سے گورہ سپاہیوں کی حالت بہت خراب ہوگئی ہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ برٹش کے بہادر سپاہی بازاروں میں آتشک کی مریض فاحشہ عورتوں کے ساتھ خراب ہوتے پھرتے ہیں۔ جس کا نتیجہ حسب رائے کمانڈر انچیف صاحب بہادر بہت خوفناک نکلنے کی امید ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ سرکاری طور پر ہمیں اس بات کی خبر نہیں ملی کہ سال 1894ء میں کتنے گورے سپاہی مرض آتشک میں مبتلا ہوئے۔ گو مخالفان قانون دکھائی نے مہم چترال کی گورہ فوج کی صحت کو دیکھ کر نہایت مسرت ظاہر کی تھی اور کہا تھا کہ مویدان قانون دکھائی کی یہ رائے کہ اس قانون کے منسوخ ہونے سے تمام گورہ سپاہ مرض آتشک وغیرہ میں مبتلا ہو جائے

گی، غلط ٹھہرتی ہے مگر یہ واقعہ اس قابل نہیں ہے کہ جس سے تشفی ہو سکے کیونکہ مہم چترال میں چیدہ اور تندرست جوان بھیجے گئے تھے نیز لڑائی اور جنگلی ملک کی وجہ سے وہ کہیں خراب ہو کر بیمار نہیں ہو سکتے تھے۔ اس امر کا دہرانا ضروری نہیں کہ گورے سپاہی چونکہ بالکل کم تعلیم یافتہ اور دیہاتی نوجوان ہیں۔ نیز بوجہ گوشت خور ہونے کے وہ زیادہ گرم مزاج کے ہیں۔ اس لیے ان سے نفسانی خواہش روکے رکھنے کی امید رکھنا محض لاحاصل ہے۔ قانون دکھائی کے جاری ہونے کے دنوں ہر ایک گورہ پلٹن کے لیے کسبی عورتیں ملازم رکھی جاتی تھیں جن کا ہمیشہ ڈاکٹری معائنہ ہوتا رہتا تھا اور تمام گورہ لوگوں کو ان ملازم رنڈیوں کے علاوہ اور جگہ جانے کی بھی شاید ممانعت تھی۔ اس طریق سے ان کی صحت میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوتا تھا نیز اس طریق کے بند ہونے کی وجہ سے اور بھی کئی ایسی وارداتیں ہوئی ہیں جن سے اہل ہند کی طرف سے بہت ناراضی پھیلتی جاتی ہے جن میں سے میاں میر کا مقدمہ زنا بالجبر جو گورہ سپاہیوں کی طرف سے ایک بدصورت بڈھی اور اندھی عورت سے کیا گیا تھا، قابل غور ہے۔ ایسا ہی ایک واقعہ مدراس کے صوبہ میں ہوا جہاں ایک ریلوے پھاٹک کے چوکیدار نے ہندوستانی عورتوں کی عفت بچانے میں اپنی جان دے دی تھی۔ اگر چندے گورے سپاہیوں کے لیے انتظام سرکاری طور پر نہ کیا گیا تو علاوہ اس کے کہ تمام فوج بیماری سے ناکارہ ہو جائے ملک میں بڑی بھاری بددلی پھیلنے کا اندیشہ ہے اور یہ دونوں امور قیام سلطنت کے لیے غیر مفید ہیں۔ اس وقت جبکہ قانون دکھائی کو پھر جاری کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ہمیں یہ ظاہر کر دینا بھی نہایت ضروری ہے کہ اگر اب پھر قانون مذکور جاری کیا جاوے تو گورنمنٹ ہند اور خصوصاً کمانڈر انچیف افواج ہند کو یہ بھی ضرور انتظام کرنا چاہیے کہ بجائے ہندوستانی عورتوں کے یورپین عورتیں ملازم رکھی جائیں کیونکہ قانون دکھائی کے متعلق ہندوستانی اور انگریز مخالفین کا سب سے بڑا اعتراض یہی تھا کہ ہندوستان کی غریب عورتوں کو دلالہ عورتوں کے ذریعہ سے اس فحش ملازمت کی ترغیب دی جاتی ہے اور بعض اوقات نہایت کمینہ فریبوں سے اچھے گھروں کی یتیم لڑکیوں کو اس پیشہ کے لیے مجبور کیا جاتا ہے اور یہی وجہ تھی جس سے ہند کے بہت سے باشندگان نے قانون دکھائی کی منسوخی میں معمول سے بڑھ کر انٹرسٹ لیا تھا۔ ورنہ کسی معمولی سمجھ کے آدمی کو بھی ان بدمعاش عورتوں سے ہرگز ہمدردی نہیں ہو سکتی تھی۔ قانون دکھائی کے مکرر اجرا کی کوشش محض اسی غرض سے کی جاتی ہے کہ گورہ سپاہیوں

کی خواہش نفسانی کو پورا کرنے کے لیے سرکاری طور پر انتظام کیا جائے ورنہ دیسی لوگوں کی بہتری کلاس میں ذرا بھی خیال نہیں۔ اس لیے اگر مخالفین قانون مذکور کی دلجوئی گورنمنٹ کو منظور ہو تو یہی ایک طریق ہے جس سے بلا قانون مذکور کے جاری کرنے کے مقصد مطلوبہ حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر حسب تجویز ہماری کے یورپین سپاہیوں کے لیے یورپین عورتیں بہم پہنچائی جائیں تو ان سے مرض آتشک کا خدشہ نہیں رہ سکتا کیونکہ ایک تو یورپ میں مرض مذکور شاید ہوگا ہی نہیں دوم ان عورتوں کو بروقت بھرتی ہونے کے دایہ ڈاکٹروں کے ذریعہ مثل فوجی سپاہیوں کے ملاحظہ کرایا جائے گا اس سے فریقین کے مرض مذکور سے پاک ہونے کی وجہ سے ڈاکٹری معائنہ کی ہمیشہ کے لیے ضرورت ہی نہ رہے گی۔ اس طرح بغیر قانون دکھائی جاری کرنے کے سپاہیوں کی خواہش نفسانی کے لیے عمدہ طور سے انتظام ہو سکتا ہے۔

اس بات سے تو کوئی انکار ہی نہیں کر سکتا کہ ولایت میں مثل ہندوستان کے فاحشہ عورتیں موجود ہیں۔ اس لیے گورنمنٹ کو اس انتظام میں ذرا بھی دقت نہ ہوگی بلکہ ہمیں یقین ہے کہ یورپ کی مہذب کسبیاں (واہ مرزا قادیانی! کسبیاں اور مہذب!۔مرتب) بہادر سپاہیوں کو خوش رکھنے کے لیے نہایت خوشی سے اپنی خدمات سپرد کر دیں گی رہی یہ بات کہ ان عورتوں کے ہندوستان لانے اور واپس لے جانے میں گورنمنٹ کو رقم کثیر خرچ کرنی پڑے گی۔ اس کا ہندوستان کے باشندوں کو ذرا بھی رنج نہ ہوگا جہاں وہ ملٹری ڈیپارٹمنٹ کے اخراجات کے لیے پہلے سے ہی لاتعداد روپیہ خوشی سے دیتے ہیں اس رقم کے اضافہ سے بھی ہرگز انھیں اختلاف نہ ہوگا بلکہ وہ اس تجویز کو جس سے ہندوستان کی بدبخت عورتوں کی عفت بچ رہے گی اور برٹش گورنمنٹ کے بہادر گورے سپاہی تندرست اور خوش رہ سکیں گے۔ نہایت خوشی سے پسند کریں گے۔

اگر گورنمنٹ ہند کو یہ مطلوب ہے کہ ہندوستان کے نوجوان بھی جن میں دیسی پلٹنوں اور رسالوں کے سپاہی بھی شامل ہیں بازاری عورتوں کے ذریعہ مریض ہونے سے بچ رہیں تو ہم تمام ہندوستان کی فاحشہ عورتوں کے لیے قانون دکھائی کے جاری ہونے کو صدق دل سے پسند کرتے ہیں۔ کئی شریف ہندوستانی کو ان بدکار فاحشہ عورتوں کے ساتھ جو تمام قسم کے لوگوں کے لیے باعث خرابی ہیں۔ ذرا بھی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ ہم قبل ازیں بارہا کہہ چکے ہیں کہ ایسی عورتوں کے لیے جنھوں نے اپنے خاندان کے ناموس کو خیرباد کہہ دی ہے، قانون

دکھائی کی آزمائش باعث شرم نہیں ہوسکتی ہے۔ وہ عورتیں جو تھوڑے سے پیسوں میں بھنگی کے ساتھ منہ کالا کرنے کو تیار ہیں۔ معزز ڈاکٹر کے معائنہ سے کب شرمسار ہوسکتی ہیں۔ بے شک یہ افسوسناک امر ہے کہ عورتوں کی عفت کا مردوں کے ذریعہ امتحان کرایا جائے مگر کیا ہوسکتا ہے ان بے شرم بدذات عورتوں کے لیے جنھوں نے دنیا کی شرم کو بالائے طاق رکھ دیا ہے حق بات تو یہ ہے کہ قانون دکھائی کی ہندوستان میں سخت ضرورت ہے۔ جب یہ قانون جاری تھا تو ہر ایک بدکار عورت کو خوف ہوتا تھا کہ اگر وہ فحش پیشہ اختیار کرے گی تو اسے قانون دکھائی کی سخت آزمائش بھی برداشت کرنی پڑے گی۔ بہت سی عورتیں اسی خوف کی وجہ سے اپنی زندگی خراب کرنے سے بچ رہتی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ دکھائی کا طریق بند ہے۔ مرض آتشک کے ادویات کے اشتہارات کثرت سے شائع ہوتے ہیں جو اس امر کا کافی ثبوت ہیں کہ ملک میں مرض آتشک بہت پھیلا ہوا ہے اول تو ہمیں اس خراب فرقہ کے وجود سے ہی سخت اختلاف ہے مگر ایسے زمانہ میں جبکہ اخلاق اور مذہب کی سخت کمزوری ہو رہی ہے، یہ امید کرنا فضول ہے کہ یہ شیطانی فرقہ نیست و نابود ہو جائے گا۔ اس لیے یہ نہایت ضروری ہے کہ ان کے لیے کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس سے یہ اخلاق اور مذہب کو بگاڑنے کے علاوہ عوام کی صحت کو ہمیشہ کے لیے خراب کرنے کے قابل نہ رہ سکیں اور وہ قانون صرف قانون دکھائی ہی ہے۔ ہم نہایت شکر گزار ہوں گے اگر دوبارہ ہند میں قانون دکھائی جاری کیا جائے گا مگر یہ شرط ضرور ساتھ ہے کہ گورہ لوگوں کے لیے یورپین رنڈیاں بہم پہنچائی جائیں۔ یقین ہے کہ گورنمنٹ ہند اور معزز ہمعصران اس معاملہ پر ضرور توجہ اور غور فرمائیں گے۔"

(آریہ دھرم صفحہ 72 تا 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 72 تا 75 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 622 تا 625 پر)

View Proof

قادیانی خشوع وخضوع

(181) مرزا قادیانی سورۃ المومنون کی ابتدائی آیات کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"جیسا کہ اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے: قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون. یعنی وہ مومن مراد پا گئے جو اپنی نمازوں میں اور ہر ایک طور کی یاد الٰہی

میں فروتنی اور عجز و نیاز اختیار کرتے ہیں اور رقت اور سوز و گداز اور قلق اور کرب اور دلی جوش سے اپنے رب کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں۔ یہ خشوع کی حالت جس کی تعریف کا اوپر اشارہ کیا گیا ہے۔ .....وہ لوگ جو قرآن شریف میں غور کرتے ہیں سمجھ لیں کہ نماز میں خشوع کی حالت روحانی وجود کے لیے ایک نطفہ ہے اور نطفہ کی طرح روحانی طور پر انسان کامل کے تمام قویٰ اور صفات اور تمام نقش و نگار اس میں مخفی ہیں اور جیسا کہ نطفہ اس وقت تک معرض خطر میں ہے جب تک کہ رحم سے تعلق نہ پکڑے .....یہی سنت اللہ بنی آدم کے لیے جاری ہے پس جبکہ انسان نماز اور یاد الٰہی میں خشوع کی حالت اختیار کرتا ہے، تب اپنے تئیں رحیمیت کے فیضان کے لیے مستعد بناتا ہے۔ سو نطفہ میں اور روحانی وجود کے پہلے مرتبہ میں جو حالت خشوع ہے، صرف فرق یہ ہے کہ نطفہ رحم کی کشش کا محتاج ہوتا ہے اور یہ رحیم کی کشش کی طرف احتیاج رکھتا ہے اور جیسا کہ نطفہ کے لیے ممکن ہے کہ وہ رحم کی کشش سے پہلے ہی ضائع ہو جائے۔ ایسا ہی روحانی وجود کے پہلے مرتبہ کے لیے یعنی حالت خشوع کے لیے ممکن ہے کہ وہ رحیم کی کشش اور تعلق سے پہلے ہی برباد ہو جائے۔ جیسا کہ بہت سے لوگ ابتدائی حالت میں اپنی نمازوں میں روتے اور وجد کرتے اور نعرے مارتے اور خدا کی محبت میں طرح طرح کی دیوانگی ظاہر کرتے ہیں اور طرح طرح کی عاشقانہ حالت دکھلاتے ہیں اور چونکہ اس ذات ذوالفضل سے جس کا نام رحیم ہے، کوئی تعلق پیدا نہیں ہوتا اور نہ اس کی خاص تجلی کے جذبہ سے اس کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔ اس لیے ان کا وہ تمام سوز و گداز اور تمام وہ حالت خشوع بے بنیاد ہوتی ہے اور بسا اوقات ان کا قدم پھسل جاتا ہے یہاں تک کہ پہلی حالت سے بھی بدتر حالت میں جا پڑتے ہیں۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 188 تا 190 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 188 تا 190 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 626 تا 628 پر)

View Proof

(182) "یاد رکھنا چاہیے کہ نماز اور یاد الٰہی میں جو کبھی انسان کو حالت خشوع میسر آتی ہے اور وجد اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے یا لذت محسوس ہوتی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس انسان کو رحیم خدا سے حقیقی تعلق ہے جیسا کہ اگر نطفہ اندام نہانی کے اندر داخل ہو جائے اور لذت بھی محسوس ہو تو اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اس نطفہ کو رحم سے تعلق ہو گیا ہے بلکہ تعلق کے لیے علیحدہ آثار اور علامات ہیں۔ پس یاد الٰہی میں ذوق شوق جس کو دوسرے لفظوں میں

حالت خشوع کہتے ہیں نطفہ کی اس حالت سے مشابہ ہے جب وہ ایک صورت انزال پکڑ کر اندام نہانی کے اندر گر جاتا ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 192 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 192 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 629 پر)

View Proof

(183) "جیسا کہ نطفہ کبھی حرام کاری کے طور پر کسی رنڈی کے اندام نہانی میں پڑتا ہے تو اس میں بھی وہی لذت، نطفہ ڈالنے والے کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اپنی بیوی کے ساتھ۔ پس ایسا ہی بت پرستوں اور مخلوق پرستوں کا خشوع وخضوع اور حالت ذوق وشوق، رنڈی بازوں سے مشابہ ہے یعنی خشوع اور خضوع مشرکوں اور ان لوگوں کا جو محض اغراض دنیویہ کی بنا پر خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، اس نطفہ سے مشابہت رکھتا ہے جو حرام کار عورتوں کے اندام نہانی میں جا کر باعث لذت ہوتا ہے بہر حال جیسا کہ نطفہ میں تعلق پکڑنے کی استعداد ہے، حالت خشوع میں بھی تعلق پکڑنے کی استعداد ہے مگر صرف حالت خشوع اور رقت اور سوز اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ وہ تعلق ہو بھی گیا ہے جیسا کہ نطفہ کی صورت میں جو اس روحانی صورت کے مقابل پر ہی مشاہدہ ظاہر کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرے اور منی عوت کے اندام نہانی میں داخل ہو جائے اور اس کو فعل سے کمال لذت حاصل ہو تو یہ لذت اس بات پر دلالت نہیں کرے گی کہ حمل ضرور ہو گیا ہے۔ پس ایسا ہی خشوع اور سوز و گداز کی حالت گو وہ کیسی ہی لذت اور سرور کے ساتھ ہو، خدا سے تعلق پکڑنے کے لیے کوئی لازمی علامت نہیں ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 193 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 193 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 630 پر)

View Proof

(184) "اور پھر ایک اور مشابہت خشوع اور نطفہ میں ہے اور وہ یہ کہ جب ایک شخص کا نطفہ اس کی بیوی یا کسی اور عورت کے اندر داخل ہوتا ہے تو اس نطفہ کا اندام نہانی کے اندر داخل ہونا اور انزال کی صورت پکڑ کر رواں ہو جانا بعینہ رونے کی صورت میں ہوتا ہے جیسا کہ خشوع کی حالت کا نتیجہ بھی رونا ہی ہوتا ہے، اور جیسے بے اختیار نطفہ اچھل کر صورت انزال اختیار کرتا

ہے، یہی صورت کمال خشوع کے وقت رونے کی ہوتی ہے کہ رونا آنکھوں سے اچھلتا ہے اور جیسی انزال کی لذت کبھی حلال طور پر ہوتی ہے جبکہ اپنی بیوی سے انسان صحبت کرتا ہے اور کبھی حرام طور پر جبکہ انسان کسی حرام کار عورت سے صحبت کرتا ہے۔ یہی صورت خشوع اور سوز و گداز اور گریہ وزاری کی ہے یعنی کبھی خشوع اور سوز و گداز محض خدائے واحد لاشریک کے لیے ہوتا ہے جس کے ساتھ کسی بدعت اور شرک کا رنگ نہیں ہوتا۔ پس وہ لذت سوز و گداز کی ایک لذت حلال ہوتی ہے مگر کبھی خشوع اور سوز و گداز اور اس کی لذت بدعات کی آمیزش سے یا مخلوق کی پرستش اور بتوں اور دیویوں کی پوجا میں بھی حاصل ہوتی ہے مگر وہ لذت حرامکاری کے جماع سے مشابہ ہوتی ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 196 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 196 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 631 پر)

View Proof

قادیانی ترانہ

(185) "چپکے چپکے حرام کرواتا
آریوں کا اصول بھاری ہے
زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں
جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا نطفہ
سخت خبث اور نابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے
وہ نہ بیوی زن بزاری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے
ساری شہوت کی بے قراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط

یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن
پاک دامن ابھی بچاری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو
ایسی جورو کی پاسداری ہے
اس کے یاروں کو دیکھنے کے لیے
سرِ بازار ان کی باری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش انہیں
خوب جورد کی حق گذاری ہے"

(آریہ دھرم صفحہ 75، 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 75، 76 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 632، 633 پر)

View Proof

نرم اندام عورتیں اور ہمارے باکرہ مضامین

(186) "اور میرے مضامین نازک اندام عورتوں کی طرح تھے، پس حسن کے ساتھ پھر اس آواز کے ساتھ جو بطور قبا کے تھی، دل اس کی طرف جھک گئے۔ اور میرے کلمے آئینہ کی طرح صاف کیے گئے ہیں، پس تعجب کرنے والے کی نظر اس کو ٹکٹکی لگا کر دیکھتی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ نرم اندام عورتیں اسراء کی ہمارے لیے ننگی ہو گئیں اور غیروں سے وہ چھپنے والیوں کی طرح دور ہو گئیں۔ اور جب کہ وہ ہودہ سے زینت کے ساتھ نکلیں پس ان کا حسن اندام دیکھنے والوں کا دل لے گیا۔ اور جب ان کا حسن اپنے نور کے ساتھ چمکا، پس اندھیریوں چلا گیا جیسا کہ وہ لوگ جو اپنے گھروں سے آوارہ پھرتے ہیں۔ اور معشوقوں میں سے بہت کم ہوگا جس کا حسن ہمارے ان باکرہ مضامین کی طرح ہوگا اور رخسار روشن ہوں گے۔ اور جب میں نے خدا سے کلمات فصاحت طلب کیے پس میں اپنے رب سے گونا گوں فصاحت کلام دیا گیا۔"

(حجۃ اللہ صفحہ 100 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 227، 238، 247 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 634 تا 636 پر)

View Proof

برہنہ شخص سے بغلگیری

(187) ''اور ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں محمد حسین کے مکان پر گیا ہوں اور میرے ساتھ ایک جماعت ہے اور ہم نے وہیں نماز پڑھی اور میں نے امامت کرائی اور مجھے خیال گزرا کہ مجھ سے نماز میں یہ غلطی ہوئی ہے کہ میں نے ظہر یا عصر کی نماز میں سورۂ فاتحہ کو بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دیا تھا پھر مجھے معلوم ہوا کہ میں نے سورۂ فاتحہ بلند آواز سے نہیں پڑھی بلکہ صرف تکبیر بلند آواز سے کہی پھر جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ محمد حسین ہمارے مقابل پر بیٹھا ہے اور اس وقت مجھے اس کا سیاہ رنگ معلوم ہوتا ہے اور بالکل برہنہ ہے پس مجھے شرم آئی کہ میں اس کی طرف نظر کروں پس اسی حال میں وہ میرے پاس آ گیا۔ میں نے اسے کہا کہ کیا وقت نہیں آیا کہ تو صلح کرے اور کیا تو چاہتا ہے کہ تجھ سے صلح کی جائے اس نے کہا کہ ہاں پس وہ بہت نزدیک آیا اور بغلگیر ہوا۔''

(سراج منیر صفحہ 78 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 80 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 637 پر)

View Proof

پیٹ سے چوہا؟

(188) ''اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہیے کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا؟ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا۔ ۔۔۔۔۔۔اور اب تک اس کی عورت کے پیٹ میں سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔''

(انجام آتھم صفحہ 311، 317 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 311، 317 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 638، 639 پر)

View Proof

رحم پر مُہر

(189) ''خدا تعالیٰ نے اس (عبدالحق غزنوی) کی بیوی کے رحم پر مُہر لگا دی''

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 444 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 444 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 640 پر)

View Proof

عضو تناسل کاٹ دیتا.....

(190) ''حضرت مسیح موعود کے قریباً ہم عمر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی تھے۔ ان کے والد کا جس وقت نکاح ہوا، اگر ان کو حضرت اقدس مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی حیثیت معلوم ہوتی اور وہ جانتے کہ میرا ہونے والا بیٹا محمد رسول اللہ ﷺ کے ظل اور بروز کے مقابلہ میں وہی کام کرے گا جو آنحضرت ﷺ کے مقابلہ میں ابوجہل نے کیا تھا تو وہ اپنے آلہ تناسل کو کاٹ دیتا اور اپنی بیوی کے پاس نہ جاتا۔''

(مرزا بشیر الدین محمود کا خطبہ نکاح۔ روزنامہ الفضل قادیان مورخہ 2 نومبر 1922ء جلد 10 شمارہ 35)

(عکس صفحہ نمبر 641 پر)

View Proof

جہاں سے نکلے تھے.....

(191) ''جھوٹے آدمی کی یہ نشانی ہے کہ جاہلوں کے روبرو تو بہت گزاف مارتے ہیں مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دے کر جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے، وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔''

(حیات احمد، حضرت مسیح موعود کے سوانح حیات جلد دوم نمبر اول صفحہ 25 از یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان)

(عکس صفحہ نمبر 642 پر)

View Proof

بے غسل.....؟

(192) ''اس شخص نے کہا کہ کیا ہم یہودی ہیں۔ میں نے کہا تم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو کہ تمہارے قول و فعل کس سے ملتے جلتے ہیں۔ اس بات پر وہ شخص سخت غضبناک ہو کر کہنے لگا۔ دیکھو جی مرزا رات کو لگائی سے بدکاری کرتا ہے اور صبح کو بے غسل لوڑا بھرا ہوا ہوتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا اور وہ الہام ہوا، میں مہدی ہوں، مسیح ہوں۔ مجھ جیسا انسان غیرت مند کب روا رکھ سکتا تھا کہ حضرت اقدس مرزا قادیانی (فداہ

جانی وروحی ونفسی وای وابی) کی نسبت ایسا گندہ جملہ سن سکے۔ بس میں نے اس کے ایک ایسا تھپڑ مارا کہ اس کی ٹوپی پگڑی سر پر سے اتر کر دور جا پڑی اور کہا او مردود دشمن مقبول الٰہی، تو ایسا جملہ ناپاک ایسے صادق مصدوق، طاہر ومطہر انسان کی نسبت اور میرے سامنے بکتا ہے اور نہیں جانتا کہ میں ان کا خادم اور مرید ہوں اور وہ میرے آقا اور مرشد اور رہنما ہیں۔ خبردار جو آج سے میرے پاس آیا اور یا مجھ سے ملا۔"

(تذکرہ المہدی صفحہ 157 از پیر سراج الحق نعمانی قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 643 پر)

View Proof

عورت کی کارروائی

(193) "مرد اور کئی وجوہات اور موجبات سے ایک سے زیادہ بیوی کرنے کے لیے مجبور ہوتا ہے۔ مثلاً اگر مرد کی ایک بیوی تغیر عمر یا کسی بیماری کی وجہ سے بدشکل ہو جائے تو مرد کی قوت فاعلی جس پر سارا مدار عورت کی کارروائی کا ہے، بیکار اور معطل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مرد بدشکل ہو تو عورت کا کچھ بھی حرج نہیں کیونکہ کارروائی کی کل مرد کو دے دی گئی ہے اور عورت کا تسکین کرنا مرد کے ہاتھ میں ہے۔ ہاں اگر مرد اپنی قوت مردی میں قصور یا عجز رکھتا ہے تو قرآنی حکم کی رُو سے عورت اس سے طلاق لے سکتی ہے اور اگر پوری پوری تسلی کرنے پر قادر ہو تو عورت یہ عذر نہیں کر سکتی کہ دوسری بیوی کیوں کی ہے۔ کیونکہ مرد کی ہر روزہ حاجتوں کی عورت ذمہ دار اور کاربرار نہیں ہو سکتی۔ اور اس سے مرد کا استحقاق دوسری بیوی کرنے کے لیے قائم رہتا ہے۔"

View Proof

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 282 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 282 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 644 پر)

نوٹ: (لجنہ اماء اللہ سے تعلق رکھنے والی تمام قادیانی حوریں کارروائی کرواتے وقت مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا ہدایات پر "سختی" سے عمل کریں، فائدہ ہوگا)۔

قابل افسوس بات یہ ہے کہ جس کتاب میں مرزا قادیانی نے "عورت سے کارروائی" کا فلسفہ پیش کیا، اس کا نام "آئینہ کمالات اسلام" رکھا ہے۔ مزید ستم ظریفی یہ کہ اس کی فروخت کے لیے جھوٹے خوابوں کا سہارا لے کر کہا "ایک رات یہ بھی دیکھا کہ ایک

فرشتہ بلند آواز سے لوگوں کے دلوں کو اس کتاب کی طرف بلاتا ہے اور کہتا ہے ھذا کتاب مبارک فقومو الاجلال والاکرام یعنی یہ کتاب مبارک ہے، اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ 652 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 652 از مرزا قادیانی)

سلطان القلمی کا نادر نمونہ

(194) "جس طرح کھانگڑ بھینس کا دودھ نکالنا بہت مشکل ہے۔ اسی طرح سے خدا کے نشان بھی سخت تکلیف کی حالت میں اترا کرتے ہیں۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 428 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 645 پر)

View Proof

یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ

(195) "جب میں ولایت گیا تو مجھے خصوصیت سے خیال تھا کہ یورپین سوسائٹی کا عیب والا حصہ بھی دیکھوں۔ مگر قیام انگلستان کے دوران میں مجھے اس کا موقع نہ ملا۔ واپسی پر جب ہم فرانس آئے تو میں نے چودھری ظفر اللہ خان صاحب سے جو میرے ساتھ تھے، کہا کہ مجھے کوئی ایسی جگہ دکھائیں جہاں یورپین سوسائٹی عریانی سے نظر آسکے۔ وہ بھی فرانس سے واقف تو نہ تھے مگر مجھے ایک اوپیرا میں لے گئے جس کا نام مجھے یاد نہیں رہا۔ اوپیرا سینما کو کہتے ہیں۔ چودھری صاحب نے بتایا کہ یہ اعلیٰ سوسائٹی کی جگہ ہے جسے دیکھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان لوگوں کی کیا حالت ہے۔ میری نظر چونکہ کمزور ہے، اس لیے دور کی چیز اچھی طرح نہیں دیکھ سکتا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں نے جو دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ سینکڑوں عورتیں بیٹھی ہیں۔ میں نے چودھری صاحب سے کہا، کیا یہ ننگی ہیں؟ انہوں نے بتایا یہ ننگی نہیں بلکہ کپڑے پہنے ہوئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے، وہ ننگی معلوم ہوتی تھیں۔ تو یہ بھی ایک لباس ہے۔ اسی طرح ان لوگوں کے شام کی دعوتوں کے گاؤن ہوتے ہیں۔ نام تو اس کا بھی لباس ہے۔ مگر اس میں سے جسم کا ہر حصہ بالکل ننگا نظر آتا ہے۔"

(روزنامہ اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ 24 جنوری 1934ء) (عکس صفحہ نمبر 646 پر)

View Proof

کبھی کبھی زنا

(196) ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کرلیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کرلیا، تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر اعتراض نہیں، کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے، کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔''

(روزنامہ اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ 31 اگست 1938ء) (عکس صفحہ نمبر 647 پر)

View Proof

اللہ عورت، مرزا مرد

(197) ''اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود کو فرماتا ہے یا شمس یا قمر! اے سورج، اے چاند! سورج کی خاصیت یہ ہے کہ وہ چاند کو روشنی دیتا ہے، اور چاند کی خاصیت یہ ہے کہ وہ سورج سے روشنی لیتا ہے۔ گویا اس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو سورج کہا اور خود چاند بنا۔ اسی طرح عورت مرد سے نطفہ لیتی ہے اور مرد نطفہ دیتا ہے۔ سورج کا قائم مقام مرد ہے، اور چاند کا قائم مقام عورت ہے، اس وقت بھی لوگوں نے حضرت موعود پر اعتراض کیا کہ خود سورج بنے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو چاند بنایا ہے اور اب بھی لوگ اعتراض کرسکتے ہیں، (میں نے) اللہ تعالیٰ کو عورت دیکھا۔''

(قادیانی خلیفہ مرزا محمود کا خواب مندرجہ روزنامہ الفضل قادیان، 20 مارچ 1947ء جلد 35 شمارہ 67 صفحہ 2)

(عکس صفحہ نمبر 649 پر)

View Proof

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق

زمین و آسمان اپنے جائے قیام بدل سکتے ہیں، فرشتے زمین پر اور انسان آسمان پر منتقل ہوسکتے ہیں لیکن خدائے برتر ایسے انسانوں کو کبھی معاف نہیں کرے گا جن کی مذہبی قیادت نے ہزاروں عصمتوں پر ڈاکے ڈالے، وہ پیشوا جو رہبر کے بھیس میں دنیا کے سامنے آیا،

لوگ اسے رہنما سمجھ کر پیچھے ہو لیے لیکن وہ رہزن نکلا۔ دنیا نے اسے انسان سمجھا لیکن وہ بھیڑیا ثابت ہوا۔ اس نے اپنے چاروں طرف ظلمتیں پھیلا دیں تا کہ اس کی بے راہ روی پر پردے پڑے رہیں۔ بظاہر رہنما بباطن رہزن یہ کون شخص تھا، یہ تھا مرزا بشیر الدین قادیانی۔

مرزا بشیر الدین محمود آنجہانی جو مرزا غلام احمد قادیانی کا بڑا بیٹا تھا، اس پر زنا کا الزام تواتر کے ساتھ اس کے مریدوں نے لگایا۔ اس نے قادیان و ربوہ کے کسی قابل ذکر لڑکے و عورت کو نہیں چھوڑا۔ اس کی بدکرداریوں پر انہی کے اپنے آدمی، یعنی قادیانیوں کا تبصرہ، اعداد و شمار، شواہد، حلفی بیانات، مباہلے، قسمیں، حکومت کو درخواستیں، بشیر الدین سے خط کتابت غرضیکہ ایسی ایسی چیزیں ہیں کہ آپ پڑھ کر پکار اٹھیں گے کہ جس طرح مرزا قادیانی اس صدی میں دنیا کا سب سے بڑا کذاب تھا۔ اسی طرح آپ یقین کریں گے کہ اس صدی کا سب سے بڑا بدکردار شخص مرزا بشیر الدین تھا جس نے اپنی بیٹیوں تک کو اپنی ہوس کا نشانہ بنایا۔ مرزائیوں کے منہ پر مرزائیوں کے جوتے یہ اس کتاب کا تعارف ہے۔ مصنف کے باپ فخر الدین ملتانی کو مرزا بشیر الدین محمود نے محض اس لیے قتل کرا دیا تھا کہ اس نے بشیر الدین کے کریکٹر سے متعلق قادیان میں ایک اشتہار شائع کیا تھا۔ قادیانیوں کی قادیانی سربراہ کے متعلق تصنیف اور تحریری شہادت ایک تاریخی دستاویز ہے اور ایک ایسا آئینہ ہے، جس میں قادیانی اپنے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود کی عریاں تصویریں دیکھ سکتے ہیں۔

مرزا بشیر الدین محمود آنجہانی نام نہاد مرزائی خلیفہ کی عریاں، شرم ناک سنگین و رنگین کہانی کو حلف موکد بعذاب کے ساتھ اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے اور مرزائیوں کی عورتوں، مردوں کی حلفیہ شہادتوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا بشیر الدین ایک زانی و بدمعاش شخص تھا جو تقدس کے پردہ میں عورتوں اور لڑکوں کا شکار کرتا تھا۔

مظہر الدین ملتانی قادیانی نے راسپوٹین مرزا محمود کے متعلق جو انکشافات کیے ہیں، وہ پڑھنے کے لائق ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مظہر الدین ملتانی آخری وقت تک قادیانی مذہب پر قائم رہے۔ صرف مرزا محمود سے اس کی رنگینیوں اور سنگینیوں کی وجہ سے اختلاف رہا۔ سچ ہے اللہ جسے چاہے ہدایت دیتا ہے۔

مباہلہ جائز ہے

(198) ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے تین حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔اس میں زنا کے الزام پر مباہلہ کرنے کی پوری پوری وضاحت موجود ہے۔اس سے یہ ثابت ہے کہ زنا کے الزام لگانے والے خواہ چار گواہ پیش نہ بھی کریں تو وہ میدان مباہلہ میں نکل آئیں تو ان سے مباہلہ کرنا چاہیے۔چنانچہ حضور کا حکم ملاحظہ فرمایئے:

(1) ''مباہلہ صرف ایسے شخصوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔'' (الحکم، 24 مارچ 1902ء)

(2) ''دوم اس ظالم کے ساتھ جو بے جا تہمت کسی پر لگا کر اور اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔مثلاً مستورہ عورت کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے، کیونکہ میں نے بچشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے یا مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شراب خور ہے، کیونکہ بچشم خود اسے شراب پیتے دیکھا ہے۔تو اس حالت میں بھی مباہلہ جائز ہے، کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں کیونکہ ایک شخص اپنے یقین اور رؤیت کی بنا رکھ کر ایک مومن بھائی کو ذلت پہنچانا چاہتا ہے۔'' (الحکم، 24 مارچ 1902ء)

(3) ''یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا ہے۔اگر میں اس بے بنیاد افترا کے لیے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔'' (تبلیغ رسالت، جلد نمبر 2، صفحہ 2)

خلیفہ صاحب کی عیاری

❑ خلیفہ صاحب ربوہ نے جب یہ دیکھا کہ میری بدچلنی کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ رہا ہے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے فتویٰ کی روشنی میں چار گواہوں کی بھی ضرورت نہیں اور کہیں احمدی جماعت کے افراد مجھے مباہلہ کے لیے تیاری شروع نہ کروادیں، فوراً کمال چابکدستی سے پینترا یوں بدلا کہ میں مباہلہ کے لیے تیار ہوں مگر گمنام شخص دعوت مباہلہ دے رہا

ہے۔اس لیے اس سے مباہلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور 8 ستمبر 1956ء کے الفضل میں گواہیوں کو رد کرتے ہوئے میاں زاہد کی گواہی کو سراہا اور یوں فرمایا:

''کہ مجھے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ میرے لیے میاں زاہد کی گواہی اور اپنا حافظہ کافی ہے۔'' (الفضل، 8 ستمبر 1956ء)

الفضل 31 جولائی 56 میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ نے یہ بھی شکوہ فرمایا ہے کہ ''ہر عقل مند انسان سمجھ سکتا ہے کہ گمنام شخص سے مباہلہ کون کر سکتا ہے۔''
(الفضل، 31 جولائی 1956ء)

میاں زاہد سے میری بیویاں پردہ نہیں کرتیں

❑ چونکہ خلیفہ صاحب کو اپنے حافظہ پر ناز ہے۔ بھولنا بھی ان کے بس کی بات نہیں۔ حفظ ماتقدم کے طور پر یاد کروانا ضروری خیال کرتا ہوں۔ ہاں! یہ وہی میاں زاہد ہیں جن کو آپ نے مورخہ 8 ستمبر 1956ء کے الفضل میں فرمایا تھا کہ میری بیویاں میاں زاہد سے پردہ نہیں کرتیں۔ الفضل ..... میں عرض کر رہا تھا۔ یہ دونوں صورتیں میاں زاہد نے پوری کر دیں، جو ان کے بیان سے ظاہر ہے۔ اس لیے غور سے ملاحظہ کیجیے۔

شہادت نمبر 1
چیلنج مباہلہ
بنام میاں محمود احمد خلیفہ قادیان
صدق و کذب میں فیصلہ کا آسان طریق

اب میاں زاہد صاحب کا بیان مباہلہ بغیر تبصرہ کے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور میاں محمود احمد صاحب ان کی گواہی از خود تسلیم کر چکے ہیں۔ اس لیے آپ بغیر کسی تاویل کے حضرت مسیح موعود کے فتویٰ کی روشنی میں اس مباہلہ کو قبول فرمایئے۔ ''مباہلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین کی بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی

قرار دیتے ہیں۔'' (اخبار الحکم)

کیونکہ آپ عجیب وغریب تفرقہ انگیز فتویٰ مثلاً یہ کہ تمام روئے زمین کے کلمہ گو مسلمان کافر ہیں۔ ان کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے۔ ان کے اور ان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک پڑھنا ناجائز اور ان سے رشتہ و ناطہ حرام ہے، صادر فرمانے کی وجہ سے مسلمانوں میں خصوصاً اور باقی دنیا میں عموماً کافی شہرت رکھتے ہیں۔ آنجناب کا دعویٰ ہے کہ آپ خدا کے مقرر کردہ خلیفۃ المسلمین ہیں اور خدا نے ہی آپ کو دنیا کی ہدایت و اصلاح کے لیے مامور فرمایا ہے اور اگر فی زمانہ کوئی روحانیت کا مجسم نمونہ اور اسلام کا سچا حامی علمبردار ہے تو وہ آپ کی ذات والا صفات ہے۔

خلافت مآب کے ان عظیم الشان دعاوی نے ایک دنیا کو حیرت میں ڈال رکھا تھا لیکن یہ کیونکر ممکن تھا کہ وہ قادر مطلق خبیر وعلیم جس سے کوئی نہاں در نہاں فعل پوشیدہ نہیں اور جس نے ابتدائے عالم سے مخلوق کو گمراہی سے بچانے کے سامان پیدا کیے اور بالآخر ہمارے مولیٰ و آقا سید الکونین حضرت محمد ﷺ کو دنیا کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا، کسی ایسے شخص کو زیادہ مہلت دیتا جو اس کے اور اس کے پاک رسولؐ کے نام کی آڑ میں بندگان خدا کو گمراہ کر رہا ہو۔ آج اس مسبب الاسباب کے پیدا کردہ یہ سامان ہیں کہ خود خلیفۂ قادیان کے مخلص مرید آنجناب کے پوشیدہ رازوں کا انکشاف کر رہے ہیں اور عرصہ سے خلافت مآب کو جو پیشتر ازیں ہر مخالف کو مباہلہ کے لیے بلایا کرتے تھے، ان کے مشتبہ چال چلن پر مباہلہ کی دعوت دے رہے ہیں مگر آج تک اس روحانیت، پاکیزگی اور تعلق باللہ کے مدعی کو میدان میں آنے کی جرأت نہیں۔

خاکسار اپنے فرض سے سبکدوش ہونے کے لیے اور دنیا پر حقیقت کو بے نقاب اور جملہ برادران اسلامی کی آگاہی کے لیے بذریعہ اشتہار ہذا اس امر کی اطلاع دیتا ہوں کہ یہ عاجز بھی عرصہ سے خلافت مآب کو یہی چیلنج دے رہا ہے کہ اگر ان کی ذات پر عائد کردہ الزامات غلط ہیں تو وہ میدان مباہلہ میں آ کر اپنی روحانیت کی صداقت کا ثبوت دیں مگر خلافت مآب نے آج تک اس چیلنج کو قبول ہی نہیں کیا۔ آج پھر اتمام الحجت بذریعہ اعلان ہذا میں خلیفۂ قادیان کو چیلنج دیتا ہوں کہ ان کے دعاوی میں ذرہ بھر بھی صداقت ہے تو اپنے چال چلن پر الزامات کے خلاف دُعاء مباہلہ کریں تا کہ فریقین میں سے جو جھوٹا اور کاذب ہو، وہ

سچے کی زندگی میں ہلاک ہوجائے اور دنیا اس مباہلہ کے نتیجے میں حق و باطل میں فیصلہ کر سکے۔

کیا میں امید کروں کہ آنحضرت ﷺ کی مماثلت کا دعویٰ کر کے اہل اسلام کے دلوں کو مجروح کرنے والا اور تمام انبیاء کی پیش گوئیوں کا مصداق ہونے کا دعوے دار اس دعوتِ مباہلہ کو قبول کر کے اپنی صداقت کا ثبوت دے گا۔

ذیل میں یہ عاجز اس ہستی کا فتویٰ درج کرتا ہے جس کے قائم مقام ہونے کا خلافت مآب کو دعویٰ ہے اور جس کو آپ بعد آنحضرت ﷺ حقیقی نبی تسلیم کرتے ہیں تاکہ خلیفہ صاحب یہ کہنے کی جرأت نہ کر سکیں کہ ایسا مباہلہ جائز نہیں۔

مباہلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔ (اخبار الحکم)

خاکسار خلیفۂ قادیان کا ایک سابق مرید محمد زاہد اخبار مباہلہ قادیان

شہادت نمبر 2

چونکہ شریعت نے عورتوں کو پردے کی اجازت دی ہے، اس لیے اس نام کو بے پردہ نہیں کیا گیا۔ اس کی فی الحال ضرورت تو نہ تھی لیکن اس خوف سے کہ خلیفہ صاحب کو ٹال مٹول کا موقع نہ ملے کہ عورتوں کی گواہی کسی کی بھی نہیں۔ اس لیے مباہلہ نای اخبار قادیان میں جو بیان شائع ہوا ہے وہ ایک احمدی قادیانی خاتون کا ہے۔ وہ پیش خدمت ہے:

ایک احمدی خاتون کا بیان

میں میاں صاحب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اور لوگوں میں، میں ظاہر کر دینا چاہتی ہوں کہ وہ کیسی روحانیت رکھتے ہیں۔ میں اکثر اپنی سہیلیوں سے سنا کرتی تھی کہ وہ بڑے زانی شخص ہیں مگر اعتبار نہیں آتا تھا کیونکہ ان کی مومنانہ صورت اور نیچی شرمیلی آنکھیں ہرگز یہ اجازت نہ دیتی تھیں کہ ان پر ایسا الزام لگایا جا سکے۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ میرے والد صاحب نے، جو ہر کام کے لیے حضور سے اجازت حاصل کیا کرتے تھے اور بہت مخلص احمدی ہیں، ایک رقعہ حضرت صاحب کو پہنچانے کے لیے دیا، جس میں اپنے ایک کام کے لیے اجازت مانگی تھی۔ خیر میں رقعہ لے کر گئی۔ اس وقت میاں صاحب نئے مکان (قصر خلافت) میں مقیم تھے۔ میں نے اپنے ہمراہ ایک لڑکی لی،

جو وہاں تک میرے ساتھ گئی اور ساتھ ہی واپس آ گئی۔ چند دن بعد مجھے پھر ایک رقعہ لے کر جانا پڑا۔ اس وقت بھی وہی لڑکی میرے ہمراہ تھی۔ جونہی ہم دونوں میاں صاحب کی نشست گاہ میں پہنچیں تو اس لڑکی کو کسی نے پیچھے سے آواز دی۔ میں اکیلی رہ گئی۔ میں نے رقعہ پیش کیا اور جواب کے لیے عرض کیا مگر انہوں نے فرمایا کہ میں تم کو جواب دے دوں گا، گھبراؤ مت! باہر ایک دو آدمی میرا انتظار کر رہے ہیں، ان سے مل آؤں۔ مجھے یہ کہہ کر اس کمرے کے باہر کی طرف چلے گئے اور چند منٹ بعد پیچھے کے تمام کمروں کو قفل لگا کر اندر داخل ہوئے اور اس کا بھی باہر والا دروازہ بند کر دیا اور چٹخنیاں لگا دیں۔ جس کمرے میں، میں تھی وہ اندر کا چوتھا کمرہ تھا۔ میں یہ حالت دیکھ کر سخت گھبرائی اور طرح طرح کے خیال دل میں آنے لگے۔ آخر میاں صاحب نے مجھ سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مجھ سے برا فعل کروانے کو کہا۔ میں نے انکار کیا۔ آخر زبردستی انہوں نے مجھے پلنگ پر گرا کر میری عزت برباد کر دی اور ان کے منہ سے اس قدر بدبو آ رہی تھی کہ مجھ کو چکر آ گیا اور وہ گفتگو بھی ایسی کرتے تھے کہ بازاری آدمی بھی ایسی نہیں کرتے۔ ممکن ہے جسے لوگ شراب کہتے ہیں، انہوں نے پی ہو، کیونکہ ان کے ہوش و حواس بھی درست نہیں تھے۔ مجھ کو دھمکایا کہ اگر کسی سے ذکر کیا تو تمہاری بدنامی ہوگی۔ مجھ پر کوئی شک بھی نہ کرے گا۔" (از حضرت مرزا غلام احمد و مسیح موعود کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر)

شہادت نمبر 3

خاکسار پرانا قادیانی ہے اور قادیان کا ہر فرد بشر مجھے خوب جانتا ہے۔ ہجرت کا شوق مجھے بھی دامن گیر ہوا اور میں قادیان ہجرت کر آیا۔ قادیان میں سکونت اختیار کی۔ خلیفۂ قادیان کے محکمہ قضاء میں بھی کچھ عرصہ کام کیا۔ مگر دل میں آرزو آزاد روزگار کی تھی اور اخلاص مجبور کرتا تھا کہ اپنا کاروبار شروع کر کے خدمت دین بجا لاؤں۔ چنانچہ خاکسار نے احمدیہ دوا گھر کے نام سے ایک دواخانہ کھولا، جس کے اشتہارات عموماً اخبار الفضل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ اگر میں یہ کہوں تو بجا ہوگا کہ قادیان کی رہائش میری عقیدت کو زائل کرنے کا باعث ہوئی ورنہ اگر میں قادیانی بھائیوں کی طرح دور دور ہی رہتا تو آج مجھے اس تجارتی کمیٹی کے ایکٹروں کے سربستہ رازوں کا انکشاف نہ ہوتا یا اگر میں خاص قادیان میں اپنا مکان بنا لیتا یا خلیفۂ قادیان کا ملازم ہو جاتا تو بھی مجھے آج اس اعلان کی جرأت نہ ہوتی۔.....

(خاکسار شیخ مشتاق احمد، احمدیہ دواگھر قادیان)

شہادت نمبر 4

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اسی کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے، یہ شہادت دیتا ہوں کہ میں اس ایمان اور یقین پر ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد دنیا دار، بدچلن اور عیش پرست انسان ہے۔ میں ان کی بدچلنی کے متعلق خانہ خدا خواہ وہ مسجد ہو یا بیت اللہ شریف یا کوئی اور مقدس مقام ہو، میں حلف موکد بعذاب اٹھانے کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔ اگر خلیفہ صاحب مباہلہ کے لیے نکلیں تو میں مباہلہ کے لیے حاضر ہوں۔

یہ الفاظ میں نے دلی ارادہ سے لکھ دیئے ہیں تا کہ دوسروں کے لیے ان کی حقیقت کا انکشاف ہو سکے۔ والسلام!

(خاکسار ڈاکٹر محمد عبداللہ، آنکھوں کا ہسپتال قادیان حال لائلپور)

شہادت نمبر 5 (حلفیہ شہادت)

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر یہ تحریر کرتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد دنیا دار، عیش پرست اور بدچلن انسان ہے۔ میں ہر وقت اس سے مباہلہ کے لیے تیار ہوں۔ (مستری اللہ بخش احمدی، قادیان)

شہادت نمبر 6

بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبداللطیف صاحب مرحوم ہم زلف خلیفہ ربوہ فرماتی ہیں:

''مرزا محمود احمد خلیفۂ ربوہ بدچلن، زناکار انسان ہیں۔ میں نے ان کو خود زنا کرتے دیکھا اور میں اپنے دونوں بیٹوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر موکد بعذاب حلف اٹھاتی ہوں۔''

بے خوف مجاہد

خان عبدالرب خان صاحب برہم صدر انجمن کے دفتر بیت المال میں کام کرتے اور سر محمد ظفر اللہ کی کوٹھی کے ایک حصہ میں رہائش پذیر تھے۔ آپ نے مرزا محمود کی ہمشیرہ کا دودھ بھی پیا ہوا ہے۔ اس سے آپ گہرے مراسم کا اندازہ لگائیے۔ باوجود اس قدر گہرے تعلقات کے جب حق کی بات کا قصہ آیا، حق کو مقدم کر کے خدا کو خوش کر لیا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ آپ نے ایک مخلص قادیانی دوست کو مرزا محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان کی آلودہ زندگی کے مخفی و مخفی حقائق سنائے۔ اس پر مخلص احمدی دوست نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھ بھیجا کہ خان صاحب موصوف نے آپ کی بدچلنی کے واقعات سنا کر مجھے محو حیرت کر دیا ہے اور دلائل اس نے ایسے دیئے ہیں جو میرے دل و دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس شکایت کے چند گھنٹے بعد مرزا بشیر احمد ایم - اے المعروف ''قمر الانبیاء'' نے خان صاحب موصوف کو بلا کر سمجھایا کہ اگر حضور کچھ باتیں دریافت کریں تو اس سے لاعلمی کا اظہار کر دینا۔ آپ خاموش ہو گئے۔ مرزا بشیر احمد صاحب کے دل میں خیال آیا، اب بس کام بن گیا۔

ان کے ایک آدھ گھنٹہ بعد برہم صاحب کو قصر خلافت میں مرزا محمود احمد صاحب نے بلایا۔ جب آپ وہاں گئے تو وہ مخلص احمدی دوست بھی موجود تھا اور خان صاحب موصوف کے والد محترم بھی وہیں تھے اور دو تین تنخواہ دار ایجنٹ بھی تھے اور سب کو اکٹھے کرنے کا مطلب یہ تھا تا کہ رعب ڈال کر حق کو بدلا جا سکے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ خلیفہ صاحب نے جب خان صاحب موصوف سے دریافت کیا تو اس بے خوف مجاہد نے کہا: جو کچھ میں نے آپ کی بدچلنی کے متعلق ان صاحب سے کہا، وہ حرف بحرف درست ہے۔ آخر جب کام نہ بنا تو کھڑے ہو کر خلیفہ صاحب نے احسان گننے شروع کر دیئے اور ساتھ ہی یہ کہا کہ تم نے میری ہمشیرہ کا دودھ بھی پیا ہوا۔ خاں صاحب موصوف نے کہا یہ درست ہے لیکن یہ حق کا معاملہ ہے۔ دنیاداری کے مقابلہ میں حق مقدم ہے اور اس حق کے لیے ہم نے حضرت مسیح موعود کو مانا ہے۔ اس لیے آپ نے قصر خلافت سے آ کر از خود بیعت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ آپ نے ایک کتاب بلائے دمشق بھی لکھی ہے جس میں حضرت مسیح موعود کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ خلیفۂ قادیان غیر صالح ہے۔ اس کا اشتہار اس کتاب کے صفحہ 80 پر ملاحظہ کریں۔ خان صاحب کا حلفیہ بیان درج ذیل ہے:

شہادت نمبر 7 (حلفیہ شہادت)

میں شرعی طور پر پورا پورا اطمینان حاصل کرنے کے بعد خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب یعنی مرزا محمود احمد کا چال چلن نہایت خراب ہے۔ اگر وہ مباہلہ کے لیے آمادگی کا اظہار کریں تو میں خدا کے فضل سے ان کے مدمقابل مباہلہ کے لیے

ہر وقت تیار ہوں۔ (عبدالرب خاں برہم)

شہادت نمبر 8 (حلفیہ شہادت)

میری قادیانی جماعت سے علیحدگی کی وجوہات منجملہ دیگر دلائل و براہین کے ایک وجہ اعظم جناب خلیفہ صاحب کی سیاہ کاریاں اور بدکاریاں ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ خلیفہ صاحب مقدس اور پاکیزہ انسان نہیں بلکہ نہایت ہی سیاہ کار اور بدکار ہیں۔ اگر خلیفہ صاحب اس امر کے تصفیہ کے لیے مباہلہ کرنا چاہیں تو میں بطیب خاطر میدان مباہلہ میں آنے کے لیے تیار ہوں۔ فقط (خاکسار عتیق الرحمان فاروق، سابق مبلغ جماعت احمدیہ (قادیان)

شہادت نمبر 9 (حلفیہ شہادت)

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے، مندرجہ ذیل شہادت لکھتا ہوں۔ بیان کیا مجھے میری والدہ نے کہ میں حضرت خلیفہ مرزا محمود احمد صاحب کے گھر میں رہا کرتی تھی۔ میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب جوان نامحرم لڑکیوں پر عمل مسمریزم کر کے انہیں سلا دیا کرتے تھے۔ پھر آپ ان کو کئی جگہ سے ہاتھ سے کاٹتے۔ تب بھی انہیں ہوش نہ ہوتی تھی۔

(2) ایک دفعہ حضرت صاحب کے گھر میں سیڑھیاں چڑھ رہی تھی کہ اوپر سے حضرت صاحب انہیں سیڑھیوں پر اترتے آ رہے تھے۔ جب میرے مقابل پہنچے تو انہوں نے میری چھاتی پکڑ لی۔ میں نے زور سے چھڑائی۔ (خاکسار علی حسین)

شہادت نمبر 10

جناب ملک عزیز الرحمٰن صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور قادیانی جماعت کے مشہور و معروف سرگرم مبلغ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم گجراتی مصنف احمدیہ پاکٹ بک کے حقیقی برادر ہیں۔ آپ وقف زندگی ہو کر ربوہ میں عرصہ تک قیام پذیر رہے اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور آپ فارن مشن اکاؤنٹس کے انچارج بھی تھے۔ ان کی شہادت پیش خدمت ہے:

حلفیہ شہادت

میں اس قہار خدا کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے یہ بیان کرتا ہوں کہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض واقفِ زندگی ربوہ (حال راولپنڈی) نے میرے سامنے میرے مکان واقعہ لاہور پر کئی ایک ایسے واقعات بیان کیے جن سے خلیفہ صاحب ربوہ کے اول درجہ بدکار ہونے کا یقین کامل ہو جاتا ہے۔ اس نے میرے اور چند دوستوں کے سامنے بالوضاحت یہ بیان دیا کہ خلیفہ صاحب ربوہ معہ اپنی بیویوں کے باقاعدہ پروگرام کے تحت بدکاری کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے مزید فرمایا کہ میں نے اس تمام بدکاری کو بچشم خود دیکھا۔ اگر ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض اس بیان مذکورہ بالا سے انحراف کریں تو میں ان سے حلف موکد بعذاب کا مطالبہ کروں گا۔ مزید برآں مجھے چونکہ خلیفہ صاحب کے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کام کرنے اور خلیفہ صاحب کو نزدیک سے دیکھنے کا موقع ملا ہے۔ میں بھی خلیفہ صاحب سے اس ضمن میں اور ان کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے بارہ میں مباہلہ کرنے کو ہر وقت تیار ہوں۔ فقط

(ملک عزیز الرحمٰن جنرل سیکرٹری احمدیہ حقیقت پسند پارٹی لاہور)

شہادت نمبر 11 (حلفیہ شہادت)

اگرچہ میں نے خلیفہ صاحب..... کا مطالبہ پورا کر دیا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ان تحریروں میں کسی نقص کا جواز نکال لیں۔ عین ممکن ہے کہ یہ کہیں سیری زنا کاری کی وضاحت نہیں کی گئی۔ اس لیے مباہلہ نہیں کرسکتا۔ وقت کی بچت کی خاطر محمد یوسف صاحب ناز کا بیان ہدیہ ناظرین ہے۔

محمد یوسف ناز کا حلفیہ بیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ.

میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ خدا کے نبی اور خاتم النبیین اور اسلام سچا مذہب ہے۔ میں احمدیت کو برحق سمجھتا ہوں اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے دعویٰ پر ایمان رکھتا ہوں اور مسیح موعود مانتا ہوں اور اس کے بعد میں موکد بعذاب حلف اٹھاتا ہوں۔

میں اپنے علم مشاہدہ اور رویت عینی اور آنکھوں دیکھی بات کی بنا پر خدا کو حاضر و

ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۂ ربوہ نے خود اپنے سامنے اپنی بیوی کے ساتھ غیر مرد سے زنا کروایا۔ اگر میں اس حلف میں جھوٹا ہوں تو خدا کی لعنت اور عذاب مجھ پر نازل ہو۔ اس بات پر مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ساتھ بالمقابل حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔

(دستخط محمد یوسف ناز معرفت عبدالقادر تیرتھ سنگھ جے ملوائی روڈ عقب شالیمار ہوٹل کراچی، از حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر)

شہادت نمبر 12

خلیفہ صاحب کے رفیق کار جن کو 1924ء میں انگلستان ہمراہ لے گئے تھے یعنی فاضل اجل حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری مولوی فاصل بی۔اے کا مکمل بیان آگے ملے گا۔ آپ کی خلیفہ صاحب سے بیعت کی علیحدگی کے اسباب کا بیان درج ہے:

''موجودہ خلیفہ سخت بدچلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لیے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔'' (دور حاضر کا مذہبی آمر)

جناب عبدالمجید صاحب اکبر احمدی مخلص نوجوان ہیں۔ قادیان کی مقدس سرزمین میں آپ پیدا ہوئے اور مختلف طریق سے جماعت کی خدمت میں منہمک رہے۔ اس خدمت کی وجہ سے آپ اس قدر مقبول ہوگئے۔ آپ کو سیکرٹری خدام الاحمدیہ حلقہ مسجد اقصیٰ منتخب کر لیا گیا۔ آپ ہر کس و ناکس سے متانت اور سنجیدگی سے پیش آتے تھے۔ ان اوصاف حمیدہ کی وجہ سے مزید مقبولیت حاصل ہوگئی اور ممبر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ لاہور کی رکنیت بھی خدمت کے اصول کے پیش نظر اعزازی طور پر قبول فرمائی۔ ان کا حلفیہ بیان پیش خدمت ہے:

شہادت نمبر 13 (حلفیہ شہادت)

قسم ہے مجھ کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی، قسم ہے مجھ کو قرآن پاک کی سچائی کی، قسم ہے مجھ کو حبیب کبریا کی معصومیت کی کہ میں اپنے قطعی علم کی بنا پر جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۂ ربوہ کو ایک ناپاک انسان سمجھنے میں حق الیقین پر قائم ہوں۔ نیز مجھے اس بات پر بھی

شرح صدر حاصل ہے کہ آپ جیسے شعلہ بیان یعنی (سلطان البیان) مقرر سے قوت بیان کا چھن جانا اور دیگر بہت سے امراض کا شکار ہونا مثلاً نسیان، فالج وغیرہ یقیناً خدائی عذاب ہیں، جو کہ خدائے عزیز کی طرف سے اس کی قدیم سنت کے مطابق مفتریان کے لیے مقرر کیے گئے ہیں۔

علاوہ دیگر واسطوں کے آپ کے مخلص ترین مریدوں کی زبانی وقتاً فوقتاً آپ کے گھناؤنے کردار کے بارہ میں عجیب وغریب انکشافات اس عاجز پر ہوئے۔ مثال کے طور پر آپ کے ایک مخلص مرید جناب محمد صدیق صاحب شمس نے بارہا میرے سامنے جناب خلیفہ صاحب کے چال چلن اور غیر شرعی افعال کے مرتکب ہونے کے بارہ میں بہت سے دلائل و ثبوت اور خلیفہ صاحب کے پرائیویٹ خط پیش کیے۔

اس جگہ میں احتیاطاً یہ لکھ دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ اگر محترم صدیق صاحب کو میرے بیان بالا کی صحت کے بارہ میں کوئی اعتراض ہو تو میں ہر دم ان کے ساتھ اپنے اس بیان کی صداقت پر مباہلہ کے لیے تیار ہوں۔

(احقر العباد عبدالمجید اکبر، مکان نمبر 5، بلاک ڈی ٹمبل روڈ لاہور)

شہادت نمبر 14 (حلفیہ شہادت)

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جو جبار و قہار ہے، جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی اور مردود کا کام ہے، حسب ذیل شہادت دیتا ہوں۔

میں 1932ء سے لے کر 1936ء تک مرزا گل محمد صاحب رئیس قادیان کے گھر میں رہا۔ اس دوران میں کئی مرتبہ ایک عورت مسماۃ عزیز بیگم صاحبہ کے خطوط خفیہ طریقہ سے ان ہدایات پر عمل کرتے ہوئے کہ ان خطوں کا کسی سے بھی ذکر نہ کرنا، خلیفہ محمود کے پاس لے جاتا رہا۔ خلیفہ مذکور بھی اس طریقہ سے اور ہدایت بالا کو دہراتے ہوئے جواب دیتا رہا۔ خطوط انگریزی میں تھے۔

اس کے علاوہ اس عورت کو رات کے دس بجے بیرونی راستہ سے لے جاتا رہا، جب کہ اس کا خاوند کہیں باہر ہوتا۔ عورت غیر معمولی بناؤ سنگھار کر کے خلیفہ کے دفتر میں آتی تھی۔ میں بموجب ہدایت اسے گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد لے آتا تھا۔

ان واقعات کے علاوہ بعض اور واقعات سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خلیفہ صاحب کا چال چلن خراب ہے اور میں ہر وقت ان سے مباہلہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔

(حافظ عبدالسلام، پسر حافظ سلطان حامد خان صاحب استاد میاں ناصر احمد)

شہادت نمبر 15 (حلفیہ شہادت)

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھ سے حضرت صاحب (یعنی مرزا محمود احمد) کو صادقہ کے ساتھ زنا کرتے دیکھا۔ اگر میں جھوٹ لکھ رہا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔ (غلام حسین احمدی)

شہادت نمبر 16 (حلفیہ شہادت)

مجھے دلی یقین ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۂ قادیان نہایت بدچلن لوز کریکٹر انسان ہے۔ بے شمار عینی شہادتیں جو مجھ تک پہنچ چکی ہیں جن کی بنا پر میں یہ جاننے کے لیے تیار ہوں کہ واقعی خلیفہ صاحب قادیان زانی اور اغلام باز (فاعل و مفعول) بھی ہیں۔

اس دلی یقین کا ثبوت میں یہاں تک دے سکتا ہوں اگر خلیفہ صاحب قادیان اپنے کریکٹر چال چلن کی صفائی کے لیے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں تو ہر طرح اسے قبول کرنے کو تیار ہوں۔ (مرزا منیر احمد نصیر)

شہادت نمبر 17 (حلفیہ شہادت)

میں خداوند تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہوں۔ (شیخ بشیر احمد مصری)

مرزا محمود کی اپنی گواہی

حکیم عبدالعزیز صاحب (سابق پریزیڈنٹ انجمن انصار احمدیہ قادیان پنجاب) نے خلیفہ صاحب کی بدچلنی کے پیش نظر مسجد اقصیٰ میں جب خلیفہ صاحب مجمع عام کے سامنے تقریر کر رہے تھے، علی الاعلان لکھ کر دیا کہ آپ زنا کار اور بدچلن ہیں۔ اس لیے میں آپ کی بیعت نہیں کر سکتا۔ آپ پر بھی 1937ء پر حملہ کروایا گیا۔ پندرہ بیس دن ہسپتال میں رہے اور خلیفہ صاحب کو للکارتے رہے۔ آپ نے مرزا محمود احمد صاحب کو ایک خط لکھا، جس میں آپ نے تحریر کیا کہ ''سنا ہے کہ آپ نے چار گواہوں کا ذکر لوگوں سے کیا ہے اگرچہ ہم سے تو نہیں کیا۔

اگر یہ بات درست ہے تو پھر آپ اسی کے لیے تیاری فرمالیں۔ ہم صرف چار ہی نہیں بلکہ بہت سی شہادتیں علاوہ عورتوں، لڑکیوں اور لڑکوں کی شہادت کے خود جناب والا کی اپنی شہادت بھی پیش کریں گے۔ اگر ہم ثبوت نہ دے سکے تو آپ کی بریت ہو جائے گی اور ہم ہمیشہ کے لیے ذلیل ہونے کے علاوہ ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لیے بھی تیار ہیں۔ حکیم صاحب موصوف کا حلفیہ بیان درج ذیل ہے:

شہادت نمبر 18 (حلفیہ شہادت)

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے، یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں مرزا محمود احمد صاحب کی بیعت سے اس لیے علیحدہ ہوا تھا کہ میرے پاس ان کے خلاف احمدی لڑکوں، لڑکیوں اور عورتوں کے صحیح واقعات پہنچے تھے، جن کے ساتھ مرزا محمود احمد نے بدکاری کی تھی۔ اسی بنا پر میں نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کے خلاف احمدی لڑکے، لڑکیاں اور عورتیں اپنے واقعات بیان کرتی ہیں۔ ایسی صورت میں آپ یا جماعتی کمیشن کے سامنے معاملہ پیش ہونے دیں، یا میدان مباہلہ کے لیے تیار ہوں یا حلف موکد بعذاب اٹھائیں یا ہمیں موقع دیں کہ ہم تمام واقعات پیش کر کے جلسۂ سالانہ کے موقع پر تمام احمدیوں کی موجودگی میں آپ کے سامنے حلف موکد بعذاب اٹھائیں گے تاکہ روز بروز کا جھگڑا ختم ہو کر حق کا بول بالا ہو لیکن مرزا محمود احمد صاحب کو کسی طریق پر بھی عمل پیرا ہونے کی جرأت نہیں ہوئی۔ سوائے کفار والا حربہ بائیکاٹ مقاطع استعمال کرنے کے۔

37ء سے لے کر آج تک میں اسی عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں کہ میاں محمود احمد ایک زانی اور بدچلن انسان ہے، جس کو خدا، رسولؐ اور اس کے خادم حضرت مسیح موعود سے کسی قسم کی کوئی نسبت نہیں۔ اگر میں اپنے اسی عقیدہ میں باطل پر ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔ (حکیم عبدالعزیز سابق پریزیڈنٹ انجمن انصار احمدیہ قادیان)

شہادت نمبر 19 (حلفیہ شہادت)

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کی جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے، یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا محمود احمد صاحب قادیان کو اپنی آنکھ سے زنا کرتے دیکھا ہے اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نے میرے ساتھ بھی بدفعلی کی ہے، اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی

لعنت ہو۔ میں بچپن سے وہیں رہتا ہوں۔ (منیر احمد)

شہادت نمبر 20 (حلفیہ شہادت)

مصری عبدالرحمٰن صاحب کے بڑے لڑکے حافظ بشیر احمد نے میرے ساتھ ہاتھ میں قرآن شریف لے کر یہ لفظ کہے، خدا تعالیٰ مجھے پارہ پارہ کردے اگر میں جھوٹ بولتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب نے میرے ساتھ بدفعلی کی ہے۔ میں خدا کی قسم کھا کر یہ واقعہ لکھ رہا ہوں۔ (بقلم خود محمد عبداللہ احمدی، سینٹ فرنیچر ہاؤس مسلم ٹاؤن لاہور)

شہادت نمبر 21 (حلفیہ شہادت)

مرزا گل محمد صاحب مرحوم (آپ قادیان کے رئیس اعظم تھے اور وہاں بڑی جائداد کے مالک تھے) اور مرزا غلام احمد صاحب کے خاندان کے رکن تھے، ان کی دوسری بیوہ (چھوٹی بیگم) نے مجھے بیان کیا کہ خلیفہ صاحب کو میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی صاحبزادی اور بعض دوسری عورتوں کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے خلیفہ صاحب سے ایک دفعہ عرض کی، حضور یہ کیا معاملہ ہے؟

آپ نے فرمایا کہ قرآن وحدیث میں اس کی اجازت ہے۔ البتہ اس کو عوام میں پھیلانے کی ممانعت ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)!!!

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان تحریر کر رہی ہوں۔ شاید میری مسلمان بہنیں اور بھائی اس سے کوئی سبق حاصل کریں۔ فقط

(سیدہ ام صالحہ بنت سید ابرار حسین، سمن آباد لاہور)

شہادت نمبر 22 (حلفیہ شہادت)

چودھری علی محمد صاحب واقف زندگی اپنے خاندان میں صرف اکیلے ہی احمدی ہیں جنہوں نے سب کچھ قربان کر کے احمدیت جیسی نعمت کو پالیا۔ آپ ملٹری میں حوالدار تھے اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی کتب کے مطالعہ کے بعد آپ نے احمدیت قبول کی۔ اللہ بخش صاحب تسنیم کے برادر میر محمد بخش، ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کے ذریعہ 30 مارچ 1945ء کو جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے اور کچھ دن بعد اپنے آپ کو خدمت دین کے لیے وقف کردیا۔ مئی 1945ء میں قادیان سے بلاوا آیا تو آپ بلا حیل و حجت پورے

اخلاص وعقیدت مندی کے ساتھ قادیان تشریف لے گئے اور خدمت کی ابتدا دفتر وکیل الصنعت تحریک جدید سے کی اور پھر مختلف شعبہ جات میں متعین کیے گئے مثلاً

سندھ جننگ فیکٹری کنری میں بطور اکاؤنٹنٹ مقرر کیا گیا۔ پھر اس دوران میں نمائندہ خصوصی بنا کر وی ایشیو افریقین لمیٹڈ کراچی سپیشل آڈٹ کرنے کی غرض سے بھیجا گیا اور منڈی گوجرہ میں تحریک جدید کے حصول کی نگرانی کے لیے نمائندہ خاص مقرر کیا گیا۔ لاہور میں انڈسٹریل کمرشل ڈویلپمنٹ کمپنی کے دفتر میں اکاؤنٹنٹ مقرر کیا گیا۔ تجارت اور صنعت کے دفتر میں ہیڈ اکاؤنٹنٹ مقرر کیا گیا اور وی بورڈ آف ڈائریکٹر کا سیکرٹری مرزا محمود احمد کی ذاتی منظوری سے کیا گیا جس کا چیئرمین مرزا مبارک احمد ہے۔ بدستور سالہا سال سندھ کی زمینوں .....سلسلہ کے تجارتی کارخانوں اور فضل عمر انسٹیٹیوٹ کا حساب آڈٹ کرتے رہے۔

بسا اوقات قیام ربوہ میں اکثر مالی خیانتوں کے قصوں پر آپ کو بطور کمیشن مقرر کیا جاتا اور بعض دفعہ دارالقضا بھی فیصلوں کے لیے آپ کو ہی بطور کمیشن مقرر کرتے۔ آپ بطور محاسب خدام الاحمدیہ مرکزی میں بھی کام کرتے رہے اور خلیفہ صاحب چودھری صاحب موصوف سے خاص ملاقاتیں بھی کیا کرتے تھے۔ حافظ عبدالسلام وکیل اعلیٰ نے جب کسی بات پر چودھری صاحب کی شکایت خلیفہ صاحب سے کی، خلیفہ صاحب نے بالوضاحت جواب میں کہا جو درج ذیل ہے:

''میرے نزدیک تو یہ محنت اور دیانت داری سے کام کرتے ہیں۔''

الغرض چودھری صاحب موصوف نے مختلف شعبہ جات میں اکاؤنٹنٹ اور بطور نائب آڈیٹر کے کام کیے، ان کے علم اور یقین کے پیش نظر ان کو تمام مخفی راز از بر بھی یاد ہیں کہ روپیہ پیسے کیسے اور کس طریق سے ہضم کیا جاتا ہے۔ پھر آپ نے ایک کتاب میں حساب بنا کر پیش کیا ہے اور چیلنج بھی دیا ہے کہ یہاں مالی بدعنوانیوں، خیانتوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کی رُو سے میں عینی شاہد ہوں۔

بہرحال چودھری صاحب موصوف کی خدمت جلیلہ قابل قدر ہیں۔ ضرورت پڑنے پر وقت کے تقاضوں کو ضرور پورا کریں گے۔ قیام ربوہ میں ان سے جو حالات پیش آئے، اس کے ذرائع سے ان کا حلفیہ بیان پیش خدمت ہے:

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھاتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ صوفی روشن دین صاحب جو ربوہ میں انجمن کی چکی پر عرصہ تک بطور

مستری کام کرتے رہے اور وہ قادیان کے پرانے رہنے والوں میں سے ہیں اور مخلص احمدی ہیں اور جن کے مرزا محمود احمد صاحب اور ان کے خاندان کے بعض افراد سے قریبی تعلقات تھے اور خصوصاً مرزا حنیف احمد ابن مرزا محمود احمد کے صوفی صاحب موصوف کے ساتھ نہایت عقیدت مندانہ مراسم تھے اور قلبی عقیدت کی بنا پر مرزا حنیف احمد گھنٹوں صوفی صاحب کے پاس روزانہ ان کے گھر جا کر بیٹھتے اور بسا اوقات صوفی صاحب کو قصر خلافت میں اپنے ایک کمرۂ خاص میں بھی لے جا کر ان کی خاطر و مدارات کرتے۔ انہوں نے مجھ سے بارہا بیان کیا کہ مرزا حنیف احمد خدا کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ جس کو تم لوگ خلیفہ اور مصلح الموعود سمجھتے ہو، وہ زنا کرتا ہے اور یہ کہ مرزا حنیف نے اپنی آنکھوں سے اپنے والد کو ایسا کرتے دیکھا۔ صوفی صاحب نے یہ بھی کہا کہ انہوں نے کئی دفعہ حنیف احمد سے کہا کہ تم ایسا سنگین الزام لگانے سے قبل اچھی طرح اپنی یادداشت پر زور ڈالو۔ کہیں ایسا تو نہیں جس کو تم کوئی غیر سمجھے ہو، وہ دراصل تمہاری کوئی والدہ ہی تھیں۔ مبادا خدا کے قہر و غضب کے نیچے آ جاؤ تو اس پر مرزا حنیف احمد اپنی رؤیت عینی پر حلفاً مُصر رہے کہ ان کا والد پاک سیرت نہیں ہے اور یہ بھی کہا کہ انہوں نے اپنے والد کی کبھی کوئی کرامت مشاہدہ نہیں کی۔ البتہ یہ تڑپ شدت کے ساتھ پائی ہے کہ کسی طرح انہیں جلد از جلد دنیاوی غلبہ حاصل ہو جائے۔

اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں اور افراد جماعت کو اس سے محض دھوکا دینا مقصود ہے تو خدا تعالیٰ مجھ پر اور میری بیوی بچوں پر ایسا عبرتناک عذاب نازل فرمائے جو مخلص اور ہر دیدۂ بینا کے لیے ازدیادِ ایمان کا موجب ہو۔

ہاں اس نام نہاد خلیفہ کی مالی بدعنوانیوں، خیانتوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کی رُو سے میں عینی شاہد ہوں، کیونکہ خاکسار نے ساڑھے نو سال تحریک جدید اور انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں اکاؤنٹنٹ اور نائب آڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا ہے۔

(خاکسار، چودھری علی محمد عفی عنہ، واقف زندگی حال نمائندہ خصوصی کوہستان، لائل پور)

شہادت نمبر 23 (حلفیہ شہادت)

جناب مولوی محمد صالح نور واقف زندگی سابق کارکن وکالت، تحریک جدید ربوہ مولانا محمد یامین صاحب تاجر کتب کے چشم و چراغ ہیں۔ صحابی ہونے کے علاوہ سلسلہ احمدیہ کا

بے شمار لٹریچر شائع کرتے ہیں۔ آپ قادیان کی مقدس سرزمین میں 1929ء میں پیدا ہوئے اور مولوی فاضل تک تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں مختلف شعبہ جات میں آپ نہایت خوش اسلوبی سے خدمت سرانجام دیتے رہے مثلاً:

(1) قادیان میں مسجد خدام الاحمدیہ کے جنرل سیکرٹری کے عہدہ پر فائز رہے۔
(2) زعیم مجلس خدام الاحمدیہ دارالصدر ربوہ۔
(3) نائب منتظم تبلیغ مرکز خدام الاحمدیہ ربوہ۔
(4) سندھ دیجی ٹیبل اور پروڈکٹس کے ہیڈ آفس میں کام کیا۔
(5) رسالہ ریویو آف ریلیجنز اور سن رائز اخبار کے منیجر بھی رہے۔
(6) محتسب امور عامہ کا معتمد خاص ربوہ بھی رہے۔ ان شعبہ جات کے علاوہ بھی جماعتی طور پر جس خدمت پر بھی مامور کیا گیا، آپ نے دیانت اور تقویٰ کی راہ پر چل کر صحیح معنوں میں خدمت کی۔ آپ میاں عبدالرحیم احمد جو خلیفہ صاحب کے داماد ہیں، ان کے پرسنل اسسٹنٹ وکیل التعلیم تحریک جدید ربوہ بھی تھے۔ آپ جس جانفشانی، اخلاص اور محنت سے کام کرتے تھے، اس کی وجہ سے آپ کے ذمہ مزید کام سپرد کیے جاتے تھے۔ آٹھ دس شعبہ جات کی کارکردگی آپ کی مقبولیت کی شاہد ہے اور گہرے تعلقات کا اندازہ بھی اس سے لگایا جاسکتا ہے۔ آپ کا حلفیہ بیان ہدیۂ ناظرین ہے:

حلفیہ شہادت

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر مندرجہ ذیل سطور محض اس لیے سپرد قلم کر رہا ہوں کہ جو لوگ اب بھی مرزا محمود احمد صاحب خلیفۂ ربوہ کے تقدس کے قائل ہیں، ان کے لیے راہنمائی کا باعث ہو۔ اگر میں درج ذیل بیان میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ کا عذاب مجھ پر اور میرے اہل وعیال پر نازل ہو۔

میں پیدائشی احمدی ہوں اور 57ء تک میں مرزا محمود احمد صاحب کی خلافت سے وابستہ رہا۔ خلیفہ صاحب نے مجھے ایک خود ساختہ فتنہ کے سلسلہ میں جماعت ربوہ سے خارج کر دیا۔ ربوہ کے ماحول سے باہر آ کر خلیفہ صاحب کے کردار کے متعلق بہت ہی گھناؤنے

حالات سننے میں آئے۔اس پر میں نے خلیفہ صاحب کی صاحبزادی امۃ الرشید بیگم، بیگم میاں عبدالرحیم احمد سے ملاقات کی۔ انہوں نے خلیفہ صاحب کے بدچلن اور بدقماش اور بدکردار ہونے کی تصدیق کی۔ باتیں تو بہت ہوئیں لیکن خاص بات قابل ذکر یہ تھی کہ جب میں نے امۃ الرشید بیگم سے کہا کہ آپ کے خاوند کو ان حالات کا علم ہے تو انہوں نے کہا کہ صالح نور صاحب آپ کو کیا بتلاؤں کہ ہمارا باپ ہمارے ساتھ کیا کچھ کرتا رہا ہے۔ اگر وہ تمام واقعات میں اپنے خاوند کو بتلا دوں تو وہ مجھے ایک منٹ کے لیے بھی اپنے گھر میں بسانے کے لیے تیار نہ ہوگا۔ تو پھر میں کہاں جاؤں گی۔ اس واقعہ پر امۃ الرشید کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور یہ لرزہ خیز بات سن کر میں بھی ضبط نہ کر سکا اور وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اس وقت میں ان واقعات کی بنا پر جو میں ڈاکٹر نذیر احمد ریاض، محمد یوسف ناز، راجہ بشیر احمد رازی سے سن چکا ہوں، حق الیقین کی بنا پر خلیفہ صاحب کو ایک بدکردار اور بدچلن انسان سمجھتا ہوں اور اسی کی بنا پر وہ آج خدا کے عذاب میں گرفتار ہیں۔

(خاکسار محمد صالح نور، واقف زندگی سابق کارکن وکالت تعلیم تحریک جدید ربوہ)

شہادت نمبر 24 (حلفیہ شہادت)

حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض کی شہادت

خلیفہ صاحب کا اصول

حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض، مولوی فاضل واقفِ زندگی خلیفۂ ربوہ کے خاص ڈاکٹر تھے اور خلیفہ صاحب نے از خود سلسلہ کے خرچ سے حکمت اور ڈاکٹری کی تعلیم دلوائی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف علاج مخصوصہ میں کافی سے زیادہ مہارت رکھتے ہیں اور عرصہ دراز تک خلافت مآب کے چرنوں میں رہے۔ آپ نے حضرت مولوی شیر علی صاحب کی سوانح حیات مرتب کر کے شائع کی ہے جو تقریباً 300 صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ جامعۃ المبشرین میں پروفیسر بھی تھے۔ آپ اپنی خداداد دماغی صلاحیتوں کی وجہ سے خلیفہ صاحب کی آلودہ زندگی سے ہی نہیں بلکہ اندرونِ خانہ کے ہر شعبہ سے پوری طرف واقفِ راز بھی ہیں۔ یعنی بہت سے بچشم خود راز دار خصوصی کے علاوہ آپ خلیفہ صاحب کے اصول کے متعلق فرماتے ہیں:

آپ کو یاد ہوگا جب تک ہم ربوہ میں رہے، ہماری آپس میں کچھ ایسی قلبی مجانست

رہی کہ باہم مل کر طبیعت بے حد خوش ہوتی تھی۔ کبھی شعر و شاعری کے سلسلہ میں، تو کبھی مخلص کے مصنوعی تقدس پر نکتہ چینی کرنے میں بڑا لطف آتا تھا۔ واراصل خلیفہ صاحب کا اصول ہے کہ

مست رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں انہیں
اور پختہ تر کرو مزاج خانقاہی میں انہیں

اور خود خوب رنگ رلیاں مناؤ۔ عیش و عشرت میں بسر کرو۔ ہم نے تو بھائی خلوص دل سے وقف کیا تھا۔ خدا ہمیں ضرور اس کا اجر دے گا۔ انہیں یہ خلوص پسند نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ بہتر حکم و عدل سے خود فیصلہ کردے گا کہ ٹھکرائے ہوئے ہیرے کتنے قیمتی اور کتنے عزیز تھے۔

شروع شروع میں میرے دل کی عجیب کیفیت تھی۔ ہر وقت دل مختلف افکار کی آماج گاہ بنا رہتا تھا۔ ماں باپ کی یاد، عزیزوں کی جدائی کا احساس، دوستوں کے بچھڑنے کا غم اور حاسدوں کے تیروں کی چبھن سبھی کچھ تھا لیکن

ہر داغ تھا اس دل میں بجز داغ ندامت

سب سے بڑا معلم انسان کی فطرت صحیحہ ہے جس کی روشنی میں انسان اپنے قدموں کو استوار رکھتا ہے اور ہر افتاد پر ڈگمگانے سے بچاتا ہے۔ اگر یہ کلی طور پر مسخ ہو جائے تو پھر کسی بے راہ روی کا احساس دل میں نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر چلائے! آمین! آپ کا ریاض

اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر

شہادت نمبر 25 (حلفیہ شہادت)

جناب غلام حسین صاحب احمدی فرماتے ہیں:

میں نے اپنی شہادت کے علاوہ حبیب احمد کا بھی ذکر کیا تھا۔ وہ مجھے قادیان میں مل گئے۔ میں نے ان سے قسم دے کر دریافت کیا تو انہوں نے قسم کھا کر مجھے بتلایا کہ حضرت صاحب (مرزا محمود) نے دو مرتبہ ان سے لواطت (یعنی لونڈے بازی) کی ہے۔ ایک دفعہ قصر خلافت میں اور دوسری دفعہ ڈلہوزی میں۔ میں نے اس سے تحریری شہادت مانگی تو پوری تفصیل کے ساتھ نہیں لکھی بلکہ نامکمل لکھ کر دی۔ حبیب احمد صاحب اعجاز اس کی پوری پوری تصدیق

فرمارہے ہیں جو درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود. نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم. بخدمت شریف جناب بھائی غلام حسین صاحب، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے بعد التماس ہے کہ میں نے آپ کو..... جو بات بتائی تھی، میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ وہ بات بالکل صحیح ہے۔ اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر.....

میں علی وجہ البصیرت شاہد ناطق ہوں۔ (خاکسار حبیب احمد اعجاز)

شہادت نمبر 26

راجہ بشیر احمد صاحب رازی (خلف)

مکرمی ومحترمی راجہ علی محمد صاحب ریٹائرڈ افسر مال امیر جماعت احمدیہ گجرات کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے خدمت دین کے لیے 1945ء میں اپنے آپ کو وقف کیا اور پورے اخلاص کے ساتھ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا اور خلیفۂ ربوہ کے بلاوے پر آپ ربوہ تشریف لے آئے اور نائب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے کام پر مامور کیا گیا۔ آپ نے اس کام کو یا جو کام بھی آپ کے سپرد کیے جاتے، نہایت ہی استقلال اور محنت اور دیانت داری سے سرانجام دیتے رہے۔ آپ ربوہ کے کچے کوارٹروں میں رہائش پذیر تھے اور دوستوں کے علاوہ آپ کے مراسم جناب شیخ نورالحق صاحب احمدیہ سنڈیکیٹ سے ہوئے تو انہوں نے خلیفہ صاحب کی آلودہ زندگی کا ایسا بھیانک منظر پیش کیا، آپ ششدر رہ گئے۔ آپ کا ذہن اس آلودہ زندگی کو تسلیم نہیں کرتا تھا کہ ایسا مقدس انسان بدکار نہیں ہوسکتا۔ بالآخر رفتہ رفتہ آپ کے مراسم رازدار خصوصی ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض سے ہوگئے تو انہوں نے بھی اس ناپاک انسان کے عشرت کدہ کی رنگین مجالسوں کا ذکر فرمایا اور ان کی مزید پختگی کے لیے اس رنگین اور سنگین مجالس تک لے جانے کا وعدہ کر کے اس مجلس میں شامل کر لیا۔ رازی صاحب موصوف نے جب اس مجالس خاص میں عملاً رسائی حاصل کر لی اور اپنی آنکھوں سے اس منظر کو دیکھا تو آپ محو حیرت ہوگئے۔ بعد ازیں آپ نے علی الاعلان پوری دیانت داری سے اس نقشہ خصوصی کو جو علی وجہ البصیرت پورے اطمینان کے ساتھ دیکھ چکے تھے، اپنے دوستوں سے کھلم کھلا اظہار

کرتے رہے۔ رازی صاحب موصوف کا بجواب خط بیان درج ذیل ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

ارشاد گرامی پہنچا۔ خلیفہ صاحب سے عدم وابستگی کی اصل وجہ تو وہی ہے جو ہمارے مکرم بھائی مرزا محمد حسین صاحب بی کام فرمایا کرتے ہیں کہ جو سفر ہم نے ماموریت سے شروع کیا، اسے آمریت پر ختم کرنا ہمیں گوارا نہیں۔

مگر یہ اجمال شاید آپ کے لیے وجہ تسلی نہ بن سکے۔ لیجیے مختصراً ہماری روئیداد بھی سن لیجیے۔ یہ اُن دنوں کی بات ہے جب ہم ربوہ کے کچے کوارٹروں میں خلیفہ صاحب ربوہ کے کچے قصر خلافت کے سامنے رہائش پذیر تھے۔ قرب مکانی کے سبب شیخ نورالحق احمد ''احمدیہ سنڈیکیٹ'' سے راہ رسم بڑھی تو انہوں نے خلیفہ صاحب کی زندگی کے ایسے مشاغل کا تذکرہ کیا، جن کی روشنی میں ہمارا وقف کار احمقاں نظر آنے لگا۔ اتنے بڑے دعویٰ کے لیے شیخ صاحب کی روایت کافی نہ تھی۔ خدا بھلا کرے ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض کا جن کی ہم رکابی میں مجھے خلیفہ صاحب کے ایک ذیلی عشرت کدہ میں چند ایسی ساعتیں گزارنے کا موقع ہاتھ آیا جس کے بعد میرے لیے خلیفہ صاحب ربوہ کی پاک دامنی کی کوئی سی بھی تاویل وتعریف کافی نہ تھی اور میں اب بفضل ایزدی علی وجہ البصیرت خلیفہ صاحب ربوہ کی بداعمالیوں پر شاہد ناطق ہوگیا ہوں۔ میں صاحب تجربہ ہوں کہ یہ سب بداعمالیاں ایک سمجھی سوچی ہوئی سکیم کے تحت وقوع پذیر ہوتی ہیں اور ان میں اتفاق یا بھول کا کوئی دخل نہیں۔ جن دنوں ہم تھے۔

محاسب کا گھڑیال

ان رنگین مجالس کے لیے سٹینڈرڈ ٹائم (Standard Time) کی حیثیت رکھتا تھا۔ اب نہ جانے کون سا طریقہ رائج ہے۔ میرے اس بیان کو اگر کوئی صاحب مذکور چیلنج کرے تو میں حلف موکد بعذاب اٹھانے کو تیار ہوں۔ والسلام

(بشیر رازی بی کام، سابق نائب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ، ربوہ)

شہادت نمبر 27

چوہدری صلاح الدین صاحب بنگالی (خلف)

خاں بہادر ابوالہاشم خاں مرحوم چودھری صاحب موصوف کے والد محترم نے بنگال میں جماعت احمدیہ کی قیادت کی اور آپ نے پورے اخلاص کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی

تعلیم کو اجاگر کیا اور آپ نے مرزا محمود کی تفسیر کا انگریزی میں ترجمہ بطور خدمت کے کیا، اور آپ جب ریٹائر ہوئے تو آپ مع اہل وعیال قادیان تشریف لے آئے اور محلہ دارلانوار میں ایک بہترین کوٹھی رہائش کے لیے تعمیر کی اور آپ کے خاندان کو خلیفہ صاحب کے خاندان سے والہانہ عقیدت تھی۔ اس قریبی تعلقات کی وجہ سے آپ خصوصیت سے واقف راز ہوگئے۔ چودھری صاحب صدر انجمن کے شعبہ جات میں بھی کام کرتے رہے اور آپ کی انتھک مساعی محض دین کی خاطر شامل حال رہی۔ آپ بھی ربوہ میں کچے کوارٹروں میں عرصہ تک رہائش پذیر رہے۔ لیکن جب آپ کو مرزا محمود کی ناپاک سیرت کا بخوبی علم ہوگیا اور علی وجہ البصیرت حق الیقین تک پہنچ گئے تو آپ نے ربوہ کو خیر باد کرنے کا تہیہ کرلیا۔ موقع پاکر آپ خفیہ طور سے مع ہمشیرگان اور والدہ محترمہ کو رات کی تاریکی میں لے کر لاہور روانہ ہوگئے اور پھر علی الاعلان خلیفہ صاحب کی ناپاک سیرت پر اخباروں اور لیکچروں میں بلا خوف اظہار فرماتے رہے۔ چودھری صاحب موصوف حقیقت پسند پارٹی کے پہلے جنرل سیکرٹری رہے۔ آپ نے اس کام کو بھی اپنی صلاحیتوں کے پیش نظر حسب دستور مستعدی اور جانفشانی سے انجام دیا۔ اس بدکار اور بداعمال کے لیے آپ نے اپنے آپ کو وقف کیا اور اس کی ناپاک سیرت پر الارم دینا اپنا فرض اولین تصور کرتے ہیں۔ چودھری صاحب گہرے رازداروں میں سے واقع ہوئے ہیں۔ لکھتے ہیں:

''قادیانی جماعت کے اندر فدائیانِ احمدیت کے نام کی خفیہ تنظیم کو بے نقاب کیا جائے، جو ایک نقاب پوش خطرناک قسم کی نوجوانوں کی تنظیم ہے، جو عملی طور پر تشدد کی حامی ہے اور اپنے کسی راز کو افشا کرنے والے کا کام تمام کردیتی ہے اور ذیل کے احمدی حضرات کو عدم آباد تک پہنچا چکی ہے۔'' (''نوائے پاکستان'' 28 مارچ 1957ء)

چودھری صاحب کی مجاہدانہ سرگرمیوں کا اندازہ بہت سے اخباروں کے علاوہ مذکورہ بالا عبارت سے ظاہر ہے، جس میں آپ نے طویل لسٹ مختلف لوگوں کی دی ہے، جن کو راز افشا کرنے کے جرم میں ان کا کام تمام کردیا گیا۔ طوالت کے خوف سے مثال کے طور پر صرف ایک مثال پر اکتفا کرتا ہوں۔ چودھری صاحب نے اپنی ہمشیرہ عابدہ بیگم بنت خاں بہادر ابوالہاشم خاں صاحب آف بنگال کے اہم واقعہ کا ذکر بھی فرمایا ہے، کہ ان کو بھی بذریعہ بندوق مار کر اچانک موت سے منسوب کیا گیا۔ ان کے خیال کے مطابق کہ کہیں راز افشا نہ کردے۔

بہر حال چودھری صاحب صحیح معنوں میں حقیقت پسند واقع ہوئے ہیں۔ ان کا ہر کام دیانتدارانہ اور اخلاص پر مبنی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان کو مزید استقامت بخشے۔ علاوہ ازیں جب گجرات میں جلسہ ہوا تو آپ نے اس وقت بھی صداقت کو پورے طور سے روشن کیا کہ ہم نے تقدس کے پردے میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، وہی ہماری اس سے علیحدگی کا باعث ہوا۔ چنانچہ چودھری صاحب فرماتے ہیں:

بعد ازاں چودھری صلاح الدین صاحب نے جو مشرقی پاکستان کے رہنے والے ہیں، بنگالی میں تقریر کی اور بتایا کہ ہم نے تقدس کے پردے میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ہماری اس جماعت سے علیحدگی اس کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے بتایا میں مشرقی پاکستان کے ایک معزز خاندان کا نوجوان ہوں اور امام جماعت احمدیہ کی دھاندلیوں کی وجہ سے علیحدہ ہوگیا ہوں اور دیانتداری سے سمجھتا ہوں کہ ان کے خلاف آمریت کا ایک واضح نمونہ ہے۔

(''نوائے پاکستان'' 28 مارچ 1957ء)

شہادت نمبر 28

امام جماعت احمدیہ (قادیان) ربوہ کے متعلق

حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسماعیل صاحب مرحوم

سول سرجن کی شہادت

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب، خلیفہ صاحب کے ماموں اور خسر بھی ہیں۔ آپ کی قطعی رائے ہے کہ خلیفہ عیاش ہو تو میں ڈاکٹر ہوں اور میں جانتا ہوں کہ عیاشی کی وجہ سے نہ دماغ کام کرتا ہے اور نہ عقل اور نہ ہی حرکات صحیح طور پر کرسکتا ہے۔ سب قویٰ برباد ہوجاتے ہیں جس کو انگریزی میں Wreck کہتے ہیں۔ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے۔ حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہیں۔ بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ خلیفہ عیاش ہے۔ اس کے متعلق میں کہتا ہوں۔ میں ڈاکٹر ہوں اور میں جانتا ہوں کہ وہ لوگ جو چند دن بھی عیاشی میں پڑ جائیں، وہ وہ ہوجاتے ہیں، جنہیں انگریزی میں Wreck کہتے ہیں۔ ایسے انسان کا دماغ کام کا رہتا ہے نہ عقل درست رہتی ہے، نہ حرکات صحیح طور پر کرتا ہے۔ غرض سب قویٰ اس کے برباد ہوجاتے ہیں اور سر سے لے کر پیر تک اس پر نظر ڈالنے سے فوراً معلوم ہوجاتا

ہے کہ وہ عیاشی میں پڑ کر اپنے آپ کو برباد کر چکا ہے۔ اسی لیے کہتے ہیں:

الزنا یخرج البناء

زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے۔ (''الفضل'' 10 جولائی 1937ء)

حق پسند اصحاب کی توجہ کے لیے

اپنی طرف سے نہایت اختصار کے ساتھ کچھ حوالہ جات حضرت مسیح موعود پیش کر دیے ہیں تا کہ فیصلہ میں آسانی رہے۔ اہل دانش اور طالبان حق کے لیے نہایت ضروری ہے کہ ٹھنڈے دل سے ان تمام واقعات کو جو خلیفہ کے چال چلن پر سالہا سال سے بیان کیے جا رہے ہیں اور وہ انہیں ٹال رہے ہیں۔ آپ نے دلائل کی روشنی میں موازنہ کر کے خلیفہ صاحب کا احتساب کرنا ہے تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصول جو بدچلن اور بدکار کے متعلق موجود ہے، اس کی بے حرمتی نہ ہو۔ اگر آپ نے اس اصول کو جرأت مندانہ اقدام سے اجاگر کر دیا تو آنے والی نسلیں آپ کی اس جسارت کو جو اصول کے لیے برتی جائے گی، قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھیں گی۔

علاوہ ازیں انسان غلطی کا پتلا ہے، بھول جانا کوئی بات نہیں ہوتی چونکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مصنفہ جواہر پارے دیگر تنخواہ دار علما اس امر کے لیے کوشاں رہتے ہیں کہ اس خلافت کو مضبوطی سے پکڑ و اور بعض حوالے ان پر چسپاں کیے جاتے ہیں۔ لیکن حضرت اقدس نے زانی، بدکار، عیاش کے متعلق ایک قطعی فیصلہ دیا ہے جو درج ذیل ہے:

(1) مباہلہ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں۔ (''الحکم'' 24 مارچ 1902ء)

(2) یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے بچشم خود زنا کرتے دیکھا یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا۔ اگر میں اس بے بنیاد افترا کے لیے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔ (''تبلیغ رسالت'' جلد دوم صفحہ نمبر 2)

تو اس کی طرف آنے میں ہچکچاہٹ کیوں! جب آپ کا دعویٰ ہے کہ خلیفہ صاحب سے خدا خلوت میں باتیں کرتا ہے اور جلوت میں باتیں کرتا ہے۔ اس عدالت میں حضرت اقدس کا حوالہ بھی یہی مطالبہ کرتا ہے، پھر ڈرتے کیوں ہو؟ ہاں میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت

اقدس کا قطعی فیصلہ ہے یا آپ کی نگاہ میں حضرت اقدس کا کتابوں میں ایسا حوالہ موجود ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ بدکار عیاش بھی مصلح موعود ہوسکتا ہے تو خدا کی قسم اگر یہ حوالہ میرے علم اور سمجھ میں آ گیا تو میں سر تسلیم خم کروں گا۔ ورنہ بصورت دیگر آپ کا فرض ہوگا کہ حضرت اقدس کے ان حوالوں کی موجودگی میں جو بدکار کے لیے آپ نے لکھا ہے عمل کرنا ہوگا اور جماعت کے ہر فرد کو احتساب کرنا پڑے گا۔

بدکردار مصلح موعود نہیں ہوسکتا

یہ بات اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ خلیفہ صاحب بدکار، عیاش، بدچلن انسان ہیں۔ بدکردار مصلح موعود نہیں ہوسکتا اور اپنی اس بدمعاشی کو چھپانے کی خاطر مختلف بہانے اور حیل و حجت، قتل و غارت و بائیکاٹ اور صدر انجمن احمدیہ کا روپیہ مقدمے میں ضائع کیا جاتا ہے۔ پھر ''الفضل'' میں یوں کہا جاتا ہے کہ زنا کرنا جرم نہیں، اس کی تشہیر جرم ہے۔ زنا تو آپ عین شریعت کے مطابق کرتے ہیں، اس لیے اس کا تو جرم نہیں۔ مگر مباہلہ حضرت اقدس کے فرمان کے مطابق کیا جاتا ہے۔ وہ جرم ہے۔ خلیفہ صاحب نے حضرت اقدس کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر اپنا سکہ جمانے کی کوشش کی۔ مقدس اصطلاحوں سے اپنے آپ کو نوازا۔ کبھی صحابہ کرام کے متعلق بدتہذیبی کا مظاہرہ کیا اور کبھی آنحضرت ﷺ سے بھی آگے بڑھنے کا قدم اٹھایا۔ انشاء اللہ ایسے شخص کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ اس کو اس دنیا میں جو سزا مل رہی ہے، وہ ایک زندہ نشان ہے۔ چلنے پھرنے سے عاری ہے۔ دماغ کسی قدر ماؤف ہو چکا ہے، فالج نے اس کو اپنا شکار بنا لیا ہے۔ (''الفضل'' 4 اگست 1956ء)

ایسے شخص کو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے قادیان کی مقدس سرزمین میں بھی جگہ نصیب نہیں ہوئی۔ دراصل اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ گندی مچھلی سب کو خراب کرتی ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس ناپاک وجود کو وہاں سے نکال کر مقدس بستی کو محفوظ کر لیا۔

میں عرض کر رہا تھا کہ اب حاشیہ بردار اس کو سہارا دیے ہوئے ہیں۔ کبھی ٹیکہ کے زور سے اس کو ہوش میں لایا جاتا ہے، کبھی ٹیپ ریکارڈر سنا کر جماعت کو تسلی دی جاتی ہے۔ بارہا طریق سے اس میں پیوند لگائے گئے، لیکن جب ایک عمارت بوسیدہ ہو جاتی ہے اس کے پیوند کہاں تک سہارا دے سکتے ہیں۔ بالآخر اس بوسیدہ عمارت کو تہس نہس کر کے از سر نو بنانی

پڑتی ہے۔ یہی حال خلیفہ کا ہے۔ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے قعرِ ذلت میں گر چکا ہے۔ اس وقت سہارا بے سود ہے۔ یہ غلط ملط سہارے دیکھنے والوں کے لیے اس شخص کی بدکرداری کا زندہ ثبوت ہے۔ یہ ناپاک وجود ختم ہو کر رہے گا اور حضرت اقدس کا اصول بڑی آب و تاب سے چمکے گا۔ خدا کے گھر میں دیر ضرور ہے اندھیر نہیں۔

میرے احمدی بزرگو! بھائیو اور بہنو! جماعت احمدیہ کا ہر فرد جو حضرت مسیح موعود کے اصولوں کو اپنانے کے لیے بے تاب ہے، ان سے استدعا ہے کہ خلیفہ صاحب اس وقت زندہ ہیں۔ ان کی موجودگی میں جس اسلامی شریعت کو آپ پسند فرمائیں، فیصلہ کی راہ نکالیں۔ انسان کی سوجھ بوجھ کے مطابق تین ہی صورتیں قابلِ عمل ہیں:۔

(1) عدالت

(2) کمیشن

(3) مباہلہ

اظہارِ واقعہ کو بدزبانی نہیں کہا جا سکتا

حضرت اقدس ازالۂ اوہام میں فرماتے ہیں:

''دشنام دہی اور چیز ہے اور بیانِ واقعہ کا گو وہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو، دوسری شے ہے۔ ہر ایک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے کہ سچی بات کو پورے پورے طور پر مخاطب گم گشتہ کے کانوں تک پہنچا دے۔ پھر اگر وہ سچ سن کر برافروختہ ہو تو ہوا کرے۔

(ازالۂ اوہام، صفحہ 20)

خلیفہ صاحب کی بداعمالیوں کے متعلق اقوال اور مسیح موعود کے حوالہ جات اور شہادتیں درج ہیں:

میں انصاف پسند اور فہمیدہ اصحاب سے درخواست کرتا ہوں۔ تینوں صورتیں پیش کر دی ہیں جو صورت آپ کے لیے آسان ہو، اس پر عمل کریں ورنہ بصورت دیگر اگر اس میں لیت ولعل کیا گیا تو وہ اپنے متعلق شکوک میں اضافہ کریں گے لیکن یاد رکھیں خلیفہ صاحب اپنی بدکرداری اور کرتوتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ کبھی بھی مباہلہ کے لیے میدان میں نہیں نکلیں گے۔

حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں بھی مرزا محمود احمد صاحب پر کمیشن مقرر کیا گیا اور سنا

ہے کہ جرم ثابت ہے مگر بدنامی کے خوف سے اس کو درگزر کیا گیا۔ اگر ہمارے بزرگانِ ملت اُس وقت اس خوف کو بالائے طاق رکھ کر اس کو گندے چیتھڑے کی طرح نکال دیتے تو آج اس بدنما داغ اور لعنت سے محفوظ رہتے۔

بس آپ اپنے فرضوں کو پہچانیں۔ اس بدنما دھبہ کو مباہلہ کی صورت میں خدا کی عدالت میں لائیں تا کہ تقدس اور پاکبازی الم نشرح ہو کر جماعت احمدیہ کے لیے خصوصاً ہدایت کا موجب ہو۔ (طالب دعا، خادم ملت مظہر ملتانی)

انتباہ!

جس قدر شہادتیں اور حلفیہ بیان کتاب ہذا میں درج ہیں، ان کی اصل تحریرات موجود ہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو اصل تحریرات کے عکس شائع کر دیے جاویں گے۔ تاہم اگر کوئی صاحب کسی دباؤ کے ماتحت یا جماعت احمدیہ ربوہ کے سربراہ یا بالخصوص مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے ''قمر الانبیا'' (ان کے کریکٹر کے متعلق بھی شہادتیں موجود ہیں جو کسی وقت منظر عام پر لائی جاسکتی ہیں) اپنے حکیمانہ اور فلسفیانہ لاطائل انداز میں ان بیانات کی تردید کرنے کی جرأت کریں تو اس موقع پر بھی انہیں قہار و جبار کی عدالت میں آنا ہوگا اور موکد بعذاب حلف اٹھانا ہوگا۔ جو صاحب تردید کریں ان کے لیے ضروری ہوگا کہ وہ بالمقابل کم از کم دو صد اشخاص کے سامنے مسجد میں کھڑے ہو کر بروئے اشہاد مندرجہ ذیل موکد بعذاب حلف اٹھائیں۔

میں اس خدائے ذوالجلال حی و قیوم اور قہار و جبار کی قسم کھا کر کہتا ہوں، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے، اور میں اپنے بیٹوں، بیٹیوں، بیوی، بہنوں، ماں، باپ، لکھتے وقت بھی رشتہ دار زندہ یا موجود نہ ہوں، ان کا نام کاٹ دیا جائے، سر پر ہاتھ رکھ کر موکد بعذاب حلف اٹھاتا ہوں کہ جناب مرزا محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ربوہ نے کبھی زنا یا لواطت نہیں کی۔ اور میری طرف جو یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ میں نے ان کے دامن کو ایسی بدکاری سے داغ دار قرار دیا ہے، بالکل غلط ہے۔ میں نے کبھی نہ انہیں بدکار اور زانی سمجھا اور نہ کہا اور نہ ہی کوئی ایسی بات ان کی طرف منسوب کی اور نہ ہی میں نے کوئی تحریر لکھ کر دی۔

اے میرے خدا میں تجھے حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ میرا یہ بیان بالکل سچ

اور واقعات کے مطابق ہے اور میں نے کسی ترغیب و ترہیب یا کسی بھی قسم کے دباؤ کے تحت یہ بیان نہیں دیا، میں جانتا ہوں کہ تیرے ہاتھ کے برابر کوئی ہاتھ نہیں۔ تیری قوت سے بڑھ کر کوئی قوت نہیں، تو ہی جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے۔

اے میرے خدا اگر میں اوپر کے سارے بیان میں جھوٹا ہوں اور فریب، دغا، مکاری، چالبازی، لفظوں کے ہیر پھیر، فقرہ بازی اور خیانت سے کام لے رہا ہوں تو تیرا قہر تلوار کی مانند مجھ پر پڑے۔ تیرا غضب مجھے بھسم کردے۔ ذلت، تباہی، غربت، بیماری، عزیزوں، رشتہ داروں، بیوی بچوں کی موت اور مصائب و آلام کی مار مجھ پر مار اور اپنے ہیبت ناک ہاتھ کے ساتھ مجھے تباہ و برباد کر کے رکھ دے۔ میرے در و دیوار پر آگ برسے۔ میرے دشمنوں کو خوش کردے۔ میں ذلیل اور رسوا ہو جاؤں اور میری اور میرے باپ کی نسل منقطع ہو جائے اور ابدالآباد کے لیے مجھ پر لعنتیں برستی رہیں اور غضب کی چادر مجھے کبھی نہ ڈھانپے۔

لعنة الله علی الکاذبین o

فیصلہ عدالت عالیہ ہائی کورٹ لاہور
بہ نگرانی شیخ عبدالرحمٰن مصری قادیان

ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے جو حکم شیخ عبدالرحمٰن مصری کی اپیل کے خلاف دیا ہے، اس پر نظر ثانی کے لیے موجودہ درخواست ہے۔ شیخ عبدالرحمٰن مصری سے میجسٹریٹ فسٹ کلاس کے حکم کے ماتحت 14 مارچ 1938ء کو ضمانت حفظ امن طلب کی گئی تھی اور اس حکم کے خلاف ڈپٹی کمشنر نے 24 مئی 1938ء کو اپیل کو مسترد کر دیا تھا۔ لہٰذا اب وہ عدالت ہذا میں نظر ثانی کی درخواست دے رہا ہے۔ چنانچہ اس عدالت کے ایک فاضل جج نے حکومت کو حاضری کا نوٹس دیا۔

موجودہ کارروائی کی تحریک کا اصل باعث وہ اختلاف ہے جو جماعت احمدیہ قادیان کے اندر رونما ہوا ہے۔ درخواست کنندہ اس انجمن کا صدر ہے جو خلیفہ سے شدید اختلاف کے باعث علیحدہ ہو چکی ہے۔ درخواست کنندہ کے خلاف اصل الزام یہ ہے کہ اس نے دو پوسٹر شائع کیے۔ اولاً پی-اے گزبٹ جو مورخہ 29 جون 1937ء کو شائع ہوا اور ثانیاً اگزبٹ پی-جی جو 13 جولائی 1937ء کو شائع کیا گیا۔ ان پوسٹروں کے ذریعے درخواست کنندہ نے اپنا مافی الضمیر

بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ پوسٹر بجائے خود قابل اعتراض نہیں ہیں۔ مدعی نے اگزبٹ پی۔ جے میں سے ایک پیرا کی بنا پر اپنا دعویٰ قائم کیا ہے جو اس طرح شروع ہوتا ہے:

''میرے عزیزو، میرے بزرگو آپ نے اپنے ایک بے قصور بھائی، ہاں اس بھائی کو جس نے محض آپ لوگوں کو ایک خطرناک ظلم کے پنجہ سے چھڑانے کے لیے اپنی عزت، اپنے مال، اپنے ذریعہ معاش اور اپنے آرام کو قربان کر دیا ہے.....۔

مدعی کا دارومدار ایک اور پیرا بھی ہے جس کا خلاصہ یوں دیا جاسکتا ہے کہ موجودہ خلیفہ میں ایسے سخت عیوب ہیں کہ اسے معزول کرنا ضروری ہے اور میں نے اپنے آپ کو جماعت سے اس لیے علیحدہ کیا ہے تاکہ میں ایک نئے خلیفہ کے انتخاب کے لیے جدوجہد کرسکوں۔''

میری رائے میں متذکرہ بالا قسم کے بیانات بجائے خود ایسے نہیں ہیں کہ ان کی بنا پر کسی شخص کی حفظ امن کی ضمانت طلب کی جائے۔ مگر عدالت میں درخواست کنندہ نے ایک تحریری بیان دیا ہے، جس کے دوران میں اس نے کہا ہے۔

''موجودہ خلیفہ سخت بدچلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لیے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بطور ایجنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔''

درخواست کنندہ نے آگے چل کر بیان کیا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ وہ قوم کو اس قسم کے گندے شخص سے آزاد کرائے۔

اب اگر پوسٹر کو جس کا خلاصہ میں نے اوپر بیان کیا ہے، درخواست کنندہ کے اس بیان کی روشنی میں جو اس نے عدالت میں دیا ہے، پڑھا جائے، جیسا کہ بہت سے پڑھنے والے ایسا کریں گے تو ان کا رنگ کچھ اور ہی ہوجائے گا اور میری رائے میں یہ امر قابل اعتراض ہوجاتا اور حفظ امن کی ضمانت طلبی کا متقاضی ہے۔

اس خطبہ میں خلیفہ نے جماعت سے علیحدہ ہونے والوں شخصوں پر حملے کیے ہیں اور ایسے الفاظ ان کی نسبت استعمال کیے ہیں جن کی نسبت میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ وہ منحوس Unfortunate اور افسوس ناک تھے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فخرالدین نے جو اس انجمن کا سیکرٹری تھا، جس کے صدر شیخ

عبدالرحمٰن مصری ہیں، ان کا جواب لکھا جس میں اس نے یہ کہا۔ ''اسی لیے تو ہم بار بار جماعت سے آزاد کمشن کا مطالبہ کر رہے ہیں تا کہ اس کے روبرو تمام امور اور شہادتوں اور مخفی در مخفی حقائق پیش ہو کر اس قضیہ کا جلد فیصلہ ہو جائے کہ کس کا خاندان ''فحاشی کا مرکز'' یا بالفاظ دیگر وہ ہے جو خلیفہ نے بیان کیا۔''

اب اس بیان میں خلیفہ کے خطبہ کے بیان کی طرف اشارہ ہے جس میں اس نے اپنے دشمنوں اور مخرجین کے خاندانوں کے متعلق یہ کہا تھا کہ ان میں سے حیا اور پاکیزگی جاتی رہے گی اور وہ فحاشی کا اڈا بن جائیں گے۔ میری رائے میں فخر الدین کے اس پوسٹر کا مطلب صاف اور واضح ہے اور ایسا ہی قادیان میں اس کا مطلب سمجھا گیا۔ کیونکہ صرف دو دن بعد سات اگست کو ایک متعصب مذہبی مجنون نے فخر الدین کو مہلک زخم لگایا۔

میاں محمد امین خان نے جو درخواست کنندہ کا وکیل ہے، اس امر پر زور دیا ہے کہ شیخ عبدالرحمان مصری اس آخری پوسٹر کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ واقعات یہ ہیں کہ انجمن ایک مختصر سی حیثیت رکھتی تھی جس کا صدر عبدالرحمٰن اور سیکرٹری فخر الدین تھے۔ اصل پوسٹر ہاتھ کا لکھا ہوا تھا جواب دستیاب نہیں ہو سکتا۔ البتہ اس کی نقل ایک کانسٹیبل نے کی تھی، جس کا یہ بیان ہے کہ اس کے نیچے فخر الدین سیکرٹری مجلس احمدیہ کے دستخط تھے مگر اس امر کے برخلاف فخر الدین کے لڑکے نے اصل مسودہ پیش کیا ہے جو اس کے باپ نے اس کی موجودگی میں لکھا تھا اور جس کے نیچے صرف اس قدر دستخط ہیں۔ فخر الدین ملتانی۔ میں کانسٹیبل کے بیان کو قابل قبول سمجھتا ہوں، کیونکہ اسے جھوٹ کہنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی جو وجہ صفائی کے گواہ میں پائی جاتی ہے یعنی یہ کہ اس کا مقصد اپنے لیڈر کو چھڑانا ہے۔

یہ امر کہ فخر الدین نے اصل مسودہ پر ''سیکرٹری'' کے الفاظ نہ لکھے تھے، ظاہر نہیں کرتا کہ صاف کردہ اور شائع کنندہ کاپی پر بھی یہ الفاظ نہیں لکھے گئے تھے۔ میری رائے میں شیخ عبدالرحمٰن پر بھی اس پوسٹر کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ خصوصاً اس بیان کے سامنے جو انہوں نے عدالت میں دیا ہے۔

ان حالات میں مقامی حکام نے شیخ عبدالرحمان کے برخلاف جو کچھ کارروائی حفظ امن کی ضمانت کی کی، وہ مناسب تھی۔

ایک ہزار روپیہ کی ضمانت کچھ بھاری ضمانت نہیں ہے اور یہ ضمانت دی جا چکی ہے

اور نصف سے زائد عرصہ گزر بھی چکا ہے۔ لہٰذا درخواست مسترد کی جاتی ہے۔

دستخط

الیف ڈبلیو سکیمپ جج

(عدالت عالیہ ہائیکورٹ لاہور مورخہ 23 ستمبر 1938ء)

(تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین ملتانی) (عکس صفحہ نمبر 651 تا 684 پر)

مرزائیوں کی روحانی شکارگاہ

عبدالرزاق مہتہ پاکستان بھر کے قادیانیوں میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کے خاندان نے قادیانیت کے لیے سب کچھ قربان کر دیا۔ شب و روز قادیانیت کی خدمت میں جت گئے۔ ان کی یہ قربانیاں رنگ لائیں اور وہ ''خاندان'' سے قریب تر ہوتے گئے۔ ان کے اخلاص میں حماقت کی حد تک اضافہ ہو گیا تو وہ مرزا محمود کی خلوتوں کے ساتھی بن گئے۔ مرزا محمود کی بیگمات و صاحبزادیوں سے کھڑے اڑاتے اور احمدیت کی برکات کے ترانے گاتے رہے۔ ایک مرتبہ خود خلیفہ جی سے سدومیت کا بدیشی شوق بھی فرمایا۔ فوٹو گرافی کے رسیا ہونے کی وجہ سے انہوں نے ''اجنتا'' اور ''ایلورا'' کے غاروں کے مناظر کو کیمرے کی گرفت میں لے کر ہمیشہ کے لیے انہیں محفوظ کر لیا اور خود غیر محفوظ ہو گئے۔ مگر ان کی ہمتِ مردانہ پر قربان جایئے کہ یہ سب دیکھنے، کرنے اور کرانے کے باوجود بھی احمدیت کی صداقت پر ان کا ایمان متزلزل نہیں ہوا۔ ان رنگین تصویروں اور سنگین لمحات کی یادوں کو ان سے واپس حاصل کرنے کے لیے ان کے گھر پر متعدد بار شب خون مارا گیا، حملے کرائے گئے، تلاشی لی گئی۔ ان مظالم سے عاجز آ کر انہوں نے جماعت کے سربراہ کو خط لکھا کہ مجھے ان کے مظالم سے نجات دلوائی جائے۔ اس درخواست میں مظالم کے جو اسباب اور واقعات بیان کیے، انہیں پڑھ کر ایک شریف النفس انسان لرزہ بر اندام ہو جاتا ہے۔ عصمت و عفت کو بازیچۂ اطفال بنانے میں مرزائیت نے ایک ایسا ریکارڈ قائم کیا ہے جسے بڑے سے بڑا بدکار بھی نہیں توڑ سکتا۔ خود مصنف کا بیان ہے کہ مرزا محمود نے میرے ساتھ مل کر اپنی لڑکی کو ہوس کا نشانہ بنایا۔ الف ننگے ایک چارپائی پر باہم دیگر تینوں ''مصروف بکار خاص'' تھے کہ مؤذن نے نماز کے لیے بلایا، اسی حالت میں غسل و وضو تو درکنار کسی عضو کو دھوئے بغیر مصلّی پر چڑھ گئے اور پھر پھرتی میں واپس

آ کر بیٹی کے سینے پر سوار ہو گئے۔ لعنت ہو قادیانیت پر۔

مرزائیت ایسی گندگی ہے جسے صاف کرنا چاہیں تو اس گندگی کا وجود پانی پڑنے سے ختم ہوتا جائے گا مگر یہ پاک نہ ہوگی۔ اسے پاک کرنے والوں کو کبھی نہ بھولنا چاہیے کہ اسے ختم کر دینا ہی، اصل اس کا علاج ہے۔

روحانی شکارگاہ

(199) ''ایک خاندان کی بیماری، دوسرے خاندان میں (یعنی اولاد وغیرہ) میں آجاتی سنی ہوگی۔ دودھ کو ایک دفعہ جاگ لگا دی جائے تو پھر وہی جاگ کام آتی رہتی ہے۔ بعینہ اسی طرح اب یہ جاگ آخر (یعنی عیاشوں کی رنگ رلیاں) انہی مغلیہ خاندان کی نسل ہوتے اس خاندان میں بھی لگنی ضروری تھی، سوگئی اور خوب لگی اور غالباً ان کی طرز عیاشوں کو بھی مات کر دیا ہوگا۔

جناب سیکرٹری صاحب ہوشیار باش جاگتے رہیے، نظارہ جلوہ قریب آرہا ہے۔ دل مضبوط کر لیجیے۔ ہوش و حواس قائم رکھیے گا۔ قادیان کے عوام ہماری اس خاندان سے وابستگی چولی دامن کا ساتھ سمجھتے تھے۔ ایک دن ہوتا کیا ہے غور فرمایئے گا۔ حضرت خلیفۂ ثانی حکم فرماتے ہیں عشا کے بعد اُم طاہر کے صحن والی سیڑھیوں کی طرف سے آنا۔ چنانچہ حاضر ہو کر دستک دی۔ حضور خود دروازہ کھول کر اپنے ساتھ صحن میں لے گئے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ دو بڑی چارپائیاں ہیں جن پر بستر لگے ہیں جن کی پوزیشن یوں تھی۔ سرہانہ شمال قبلہ رخ والی چارپائی کے پاس لے جا کر اس پر بیٹھنے کا حکم دیا تو دوسری پر حضور لیٹ گئے۔ مقام خلیفہ کے تقدس کے خیال سے کبھی برابری میں بیٹھنے کا وہم و خیال بھی نہ ہوتا تھا۔ اسی شش و پنج میں حیران پریشان کھڑا بت بنا رہا۔ الٰہی کیا شامت اعمال ہے، کیا مصیبت آنے والی ہے۔ اتنے میں حضور تشریف لائے۔ پکڑ کر بٹھاتے ہوئے فرمایا فکر نہ کرو، شرماؤ نہیں۔ جس کے چند ہی سیکنڈ بعد چارپائی پر بچھی چادر کے نیچے سے کچھ حرکت معلوم ہوئی۔ سکڑا، سنبھلا کہ ایک چٹکی پیٹھ پر کٹتی ہے۔ گھبرایا ہوش و حواس گم ہی تھے کہ اب چادر کے نیچے سے کوئی ذرا زیادہ ہلتا معلوم ہوا دراصل کروٹ لی گئی تھی کروٹ لیتے پھر دو چار چٹکیاں کٹتی ہیں پھر بھی ''صم بکم'' بنا بیٹھا تھا کہ پھر حضور آئے شرماؤ نہیں، لیٹ جاؤ فرماتے چادر کے اندر منہ کر کے اس صاحبہ سے کچھ کہا جس

نے نصف اٹھتے ہوئے اپنے بازو میری کمر کے گرد حمائل کرتے کھینچ کر اپنے اوپر لٹا لیا، اس کھینچنے کے نتیجے میں سر ہاتھ اچانک جو اس جسم نفیس پر لگے تو حیرانی ہوئی کہ محترمہ الف ننگی پڑی ہیں۔ ادھر میں بے حس و حرکت پتھر بنا پڑا تھا، مجھے علم نہ ہو سکا کس وقت میرے بھی کپڑے اتار پھینکے اور کیسے پوری طرح اپنے اوپر لٹانے لگیں بدمستی کی شرارتیں کرتے ''آخر جیت ان کی ہوئی ہار میری'' گویا ان ٹرینڈ کو ٹرینڈ کر کے مستقل ممبر سرروحانی (یہ نام میرا دیا ہوا ہے) کا اعزاز بخشا گیا۔ ہاں یہ صاحبہ آخر کون تھیں آپ جستجو تو ضرور کر رہے ہوں گے، لیکن فی الحال بغیر نام بتائے اتنا عرض کیے دیتا ہوں کہ وہ صاحبہ حضور خلیفۂ ثانی کی بیٹی تھیں بس پھر کیا تھا پانچوں گھی میں سر کڑاہی میں والا معاملہ۔ آئے دن بلاوے دن ہو یا رات دفتر یا چوکیدار کو پہلے بھی روک ٹوک نہ تھی مگر اب تو بالکل ہی ختم سیدھے اوپر بیٹیوں سے بڑھتے اب بیگمات کے پیش ہونے یا کیے جانے لگے۔ پہلے پہل تو گھروں میں پھر قصر خلافت کے ایک کمرہ ملحقہ باتھ روم جو دراصل مستقل داوعیش کی رنگ رلیوں کے لیے مخصوص فرمایا ہوا تھا۔ جہاں بیک وقت ایک ہی بیٹی اور یا بیگم صاحبہ سے خود بھی اکثر شریک رنگ رلیاں ہو جاتے گویا تینوں ایک ہی چارپائی پر پڑے محو مستیاں ہوتے (محترم سیکرٹری صاحب امور عامہ اسلام میں پردہ کا حکم سخت بتایا جاتا ہے۔ لیکن یہاں دیکھتے ہیں کہ آپ کا امور عامہ، خلیفہ کے اس پردہ زادہ پر کیا نوٹس لیتا ہے، کونسی جماعت سے خارج کرتا ہے) خیر یہ آپ کی دردسری ہے۔

ناراض تو نہیں ہو گئے ابھی تو ابتدائے عشق ہے آگے دیکھیے کیا ہوتا ہے۔ بقول کہاوت ''پانہ ڑیا متھا سڑیا'' ابھی تو سنسنی خیز جلوؤں کی روشنائی ہونی باقی ہے لہذا دل قابو میں رکھیے جناب ہوشیار رہیں غور فرمائیں ایک عرصہ جب کہ ایک بیٹی سے دونوں ہی رنگ رلیاں مناتے محو مستیاں تھے کہ موذن نے آکر نماز کی اطلاع دی مجھے یوں فرمایا تم مزے کرتے رہو، میں نماز پڑھا کر ابھی آیا۔ چنانچہ اسی حالت میں جب کہ پسینہ میں شرابور تھے، وضو تو درکنا اعضا بھی نہ دھوئے نماز پڑھی اور سنتیں نوافل، پھر بیٹی کے سینہ پر پڑے غرق عیش و عشرت ہو گئے۔ کیا خوب کہا ہے:

''تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں''

(جس کسی نے بھی یہ کہا خوب با موقع اور اغلباً انہی کی ذات مبارک کا نقشہ اللہ نے کھنچوایا ہے) مختصر کرنے کے لیے اللہ کو حاضر ناظر کرتے جن سے یہ رنگ رلیاں منائی منوائی

گئیں فی الحال تعداد لکھ دیتا ہوں بوقت کارروائی اسمائے گرامی سے مطلع کروں گا۔ بیگمات تین، صاحبزادیاں بھی تین۔ ان دو صاحبزادیوں سے دو دو دفعہ ایک تو قریباً مستقل۔

یہاں لگے ہاتھوں ایک بیگم صاحبہ (بڑی) اُم ناصر کی حسرت جو قبر میں ساتھ لے گئے یوں فرمایا دیکھو ام ناصر ہیں کہ یہ شریک محفل نہیں ہوتیں تبھی تو موٹی بھینس ہوتی جاتی ہیں۔ اس کے مقابل غور فرمایا جائے۔ ام مظفر کو دیکھو کیسی خوبصورت نازک سی چلتی پھرتی ہیں کیونکہ یہ کرواتی رہتی ہیں گویا بھاوجوں کو بھی نہ بخشا گیا۔ یہ خیال ذہن نشین ہونا ضروری ہے جن سے یا صاحب مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوا۔ وہ پاک وصاف ہیں اور الفاظ ''رنگ یا مطلب '' جس کی نسبت بیان کیے یا کہے گئے وہی تحریر ہذا کر رہا ہوں کسی کا بلاوجہ مبالغۃً قطعاً قطعاً اشارہ بھی نہ کروں گا انشاء اللہ۔

انسان گنہگار ہے اور ضرور ہے لیکن حد سے تجاوز ارکان اسلام سے استہزا شاید کوئی نام کا مسلمان بھی نہ کرے گا۔ چہ جائیکہ جو خود کو مقام خلیفہ پر کھڑا کرے استغفراللہ ربی جناب عالی یہ تو رہی نماز اور اس کا احترام اب ذرا اچھی طرح سنبھل کر اپنی غیرت کے جوش کو دبا کر قرآن پاک کی عظمت پر اس اولوالعزم خلیفہ کے اس چاند سے مکھڑے کی زبان مبارک سے ادا کیے ہوئے بولے ہوئے خواہ ایک دفعہ دوسرے کی نسبت کہ وہ یوں کہتا ہے اول تو اگر کسی نے ان کے سامنے کہے بھی تو غیرت کا تقاضا اس کو ڈانٹ تھا، چہ جائیکہ ان الفاظ کو اپنی زبان مبارک سے نہ صرف ایک دفعہ بلکہ ڈھٹائی کی حد یوں کہ پھر دوسری دفعہ وہی دہرائے جاتے ہیں۔ جناب عالی یقین جانیں ان کے لکھنے کی مجھ میں نہ ہمت نہ ہی سکت ہے، سمجھانے کی کوشش کروں گا کہا نعوذ باللہ نعوذ باللہ قرآن پاک کا نام لیتے ہیں میں اس کو اپنے ..... پر مارتا ہوں استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب علیہ شرم کے مارے میری آنکھیں زمین پر گڑ گئیں کاٹو تو جسم میں خون کا قطرہ نہیں۔ کیا یہی مقام خلیفہ ہے اور یہی وہ بلند بانگ پرچار ہے کہ ہم ہی ہیں جو خدمت قرآن فلاں فلاں زبانوں میں کر رہے ہیں اور ادھر اسی قرآن کی فضیلت وعظمت کا عمل بمحاورہ ''صورت مومناں کرتوت کافراں'' سے دیا جاتا ہے توبہ توبہ۔

یہ بھی بتائے جاؤں کہ یہ کس موڈ میں کہے گئے۔ ایک بیگم صاحبہ کو حضور کے ہر طرح کے قرب، صلاح مشورے وغیرہ وغیرہ کی بنا پر چہیتی کہا جاتا اور مانا جاتا تھا اور اہل قادیان کی مستورات خصوصاً جانتی تھیں، بعد منانے رنگ رلیاں حضور کی خوشنودی کے لیے کھڑے محو گفتگو

تھے کہ اُن بیگم صاحبہ نے مجھے اپنے سینہ سے لگاتے کہا ''آپ مجھے اپنی چہیتی کہتے ہیں، یہ میرا چہیتا ہے۔'' باموقع خوب مذاق ہوا جس میں نعوذ باللہ وہ الفاظ دو مرتبہ کہے گئے یہ الفاظ پنجابی میں نام لیتے کہے گئے جو ان کی خلافت کی جیتی جاگتی حقیقت و اصلیت اسلام اور رسول مقبول ﷺ سے وابستگی کی نمایاں جھلک دیتی ہے۔ اب ان کی اصلیت ضمیر کی نصیحت و وصیت بھی لگے ہاتھوں ملاحظہ فرما ہی لیجیے۔ فرمایا:

''میں نے تمام بچوں کو کہہ دیا ہوا ہے کہ جس کے اولاد نہ ہو، ایک دوسرے سے کرلی جائے۔ سبحان اللہ کیا یہ نصیحت ووصیت خلیفہ کو زیب دیتی ہے۔ گویا اس سے صاف ثابت ہوگیا کہ یہ رنگ رلیاں صرف حضور کی ذات مبارک تک ہی محدود نہیں بلکہ کل اولاد کیا لڑکے اور کیا لڑکیاں جن کو پہلے ہی استعمال کرنا کرانا شروع کردیا ہوا ہے۔

تو بھلا اس صورت میں لڑکے کہاں متقی و پرہیزگار ہوسکتے ہیں تبھی تو یہ رونا حق بجانب ہے کہ ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، بھاوجوں کی عزت و ناموس ہر وقت خطرے میں ہے۔

اب ان ملفوظات میں سے ایک اور فرمان ملاحظہ فرمالیا جائے:

فرمایا لوگ باہر سے تبرک کے لیے اپنی بیویاں، بیٹیاں، بہویں بھیجتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی جنون عشق بازی سے تسلی نہیں ہوتی۔ مجبوراً پنجابی کہاوت ''جنے لائی لوئی، کرے کی کوئی''، کے مطابق بے شرموں کے ساتھ بے شرم ہونا ہی پڑے گا۔ مجبوراً حقیقت حال بیان کرنا پڑے گی۔ وہ یہ کہ لونڈے بازی کروانے کا بھی شوق باقی تھا۔ چنانچہ یہ چکر میرے ساتھ بھی ہو چکا ہے لیکن چونکہ مجھے اس قبیح عادت سے نفرت تھی مجبوراً خود ہی کروٹ لیتے اعضا پکڑ کے اپنے میں ڈالنے کی ناکام عیاشی۔

تو اس پر ایک دفعہ یوں فرمایا کہ خلیفہ صلاح الدین کا (جو رشتہ میں سالا تھا) ..... (وہی پنجابی لفظ اعضا) کتنا موٹا اور لمبا ہے۔ اب اس سے غور کریں کہ ان کی عادات رنگ رلیاں اور عشق مزاجی میرے اس لفظ ممبر محفل سیر روحانی سے بالکل صحیح اور سچ ثابت ہوگیا، ابھی اور بھی ممبر اور ممبرات محفل ہیں جن کی تعداد جو میرے علم میں ہے، پندرہ بیس ہے اور ان سے آگے جاگ لازمی لگے گی، جاگ کا کام ہی یہی ہے۔ اب واقعات کرسچین استانیوں کے، ایک کا ذکر لاہور کے اخبارات میں ہوا، خبر یوں لگی کہ ''مرزا قادیانی ہوٹل سے

ایک لڑکی لے اڑے'' یہ برگینزا ہوٹل لاہور کا واقعہ ہے ایک دوسرے کو بھیجنے پر ناکامی کے بعد مجھے حکم ملا، بعد کامیابی شاباش ملی الغرض اسے لے کر سینما جو ملکہ کے بت کے پاس ریڈ کراس آفس کے بالمقابل ہے (پلازہ سینما ناقل) مع عملہ گئے انٹرول کے قریب یکدم بھاگم بھاگ کاروں میں بیٹھ یہ جا وہ جا بعد میں علم ہوا کہ کیبن میں یہ کرسچین لڑکی بغل میں لیے ہوئے پیار وغیرہ کرتے تھے۔ باہر سے کسی کی نظر کا نظارہ ہوگیا گویا نام کو استانی اندر خانہ عیاشی۔

اب یہاں اصل معاملہ یوں بیٹھتا ہے کہ قادیان پہنچ کر سینما بینی میں کل دنیا جہان کی خرابیاں گنوائیں۔ خطبہ جمعہ کے سٹیج سے اخبارات رسائل تقاریر کے ذریعہ سینما بینی سے سختی سے منع فرمایا جاتا ہے مگر اس سے پہلے جب بھی لاہور گئے سینما ضرور دیکھا جاتا، آیا خیال شریف میں۔

جناب سیکرٹری صاحب امور عامہ معلوم ہوتا ہے سینما بینی سختی سے منع ہونے پر آپ کا حلق خشک ہوگیا ہے فکر نہ کریں میرے پاس تری کا بھی سامان موجود ہے۔ سو محترم من وہ یوں قادیان سے کار لاہور جاتی وہاں سے محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ بعد جج کے ذریعہ شراب کار کی پچھلی سیٹ کے نیچے چھپا کر لائی جاتی تا کہ عیاشی میں کوئی کمی نہ رہ سکے (حلق ٹھیک ہوگیا ہوگا) مگر صاحب میں معافی چاہوں گا اوپر لکھا تو ''وجہ مظالم'' تھا لیکن مظالم کی بجائے عیاشیوں کی داستانوں میں پڑ گئے مگر جناب مجبور ہوا تھا سو چلیے میرے ساتھ قصر خلافت کے اس مخصوص کمرہ رنگینیوں میں جسے اس اولوالعزم خلیفہ نے مغلوں کی عیاشیوں کا گہوارہ بنا رکھا تھا ملاحظہ ہو بحیثیت فن فوٹو گرافی ایسے ایسے رنگین نظاروں سے بھلا نظر کیونکر چوک سکتی تھی۔ لہٰذا ہر ہی پہلو سے اچھی طرح محفوظ ہوئے بس اور بس یہی 42 سالہ وجہ مظالم ہے جن کی تلاش کے لیے چوریاں خانہ تلاشیاں تالے ڈکٹیٹری میں توڑے تڑوائے گئے۔ سر توڑ کوشش فرماتے، ایڑی چوٹی کا زور لگاتے، ناکام و نامراد ہوتے، ذلت کے اتھاہ گڑھے میں ڈبکیاں ہی کھاتے رہے۔ اب جب کہ خاموش بیٹھے بھی صبر نہ آیا مجبور کر دیا ''تم صبر کرو وقت آنے دو''، سو وقت آ گیا ہے ڈبکیوں کی بجائے ڈوبنے کا۔ بھلا ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے ایسی ایسی رنگینیوں کی تصاویر بھلا کوئی گھروں میں رکھتا ہے۔ خصوصاً جب کہ تلاش میں ہر قسم کی ذلالت کے حربے استعمال کیے کروائے جاتے ہوں۔ اب وقت آیا ہے ان کے منظرِ عام پر لانے کا جو پیش کیے جائیں گے تا کہ ان کی عیاشیوں کو حقیقی رنگ میں ننگا کرنے

View Proof

کے لیے بوقت کارروائی ممد و معاون ہوں۔"

(مرزائیوں کی روحانی شکارگاہ، صفحہ 21 تا 30 از عبدالرزاق مہتہ قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 685 تا 694 پر)

اس حوالے کی موجودگی میں سمجھ نہیں آتا، قادیانی مذہب کس طرح باقی ہے؟ یقیناً یہ اعتراف رونگٹے کھڑے کر دینے والا ہے۔ اے کاش! قادیانی حضرات قادیانیت کے چنگل سے نکل کر اسلام کی آغوش میں آ جائیں۔

بے نقاب

(200) مرزا بشیر الدین محمود کا اپنا ایک شعر ہے جس میں اس نے مندرجہ بالا برائیوں کا اقبالِ جرم کرتے ہوئے کہا:

"کیا بتاؤں کس قدر کمزوریوں میں ہوں پھنسا
سب جہاں بیزار ہو جائے جو ہوں میں بے نقاب"

(کلام محمود از مرزا بشیر الدین محمود صفحہ 78) (عکس صفحہ نمبر 695 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کی کتابیں پڑھنے سے فرشتے نازل ہوتے ہیں

(201) "جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے۔ ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحب کی کتابیں جو شخص پڑھے گا، اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحب کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں اور جب پڑھو جب ہی خاص نکات اور برکات کا نزول ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ خاص فیضان الٰہی کے ماتحت لکھی گئی ہے۔ اس کے متعلق مَیں نے دیکھا ہے کہ جب کبھی میں اس کو لے کر پڑھنے کے لیے بیٹھا ہوں۔ دس صفحے بھی نہیں پڑھ سکا کیونکہ اس قدر نئی نئی باتیں اور معرفت کے نکتے کھلنے شروع ہو جاتے ہیں کہ دماغ انہیں میں مشغول ہو جاتا ہے۔"

(ملائکۃ اللہ صفحہ نمبر 30 مندرجہ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 560 از مرزا بشیر الدین محمود)

(عکس صفحہ نمبر 696 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کی کتابوں میں قرآن مجید والا نور اور ہدایت ہے

(202) ''اصلاح نفس کے لیے دوسری چیز یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کی کتب کا مطالعہ کیا جائے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ لوگ باقاعدہ حضرت صاحب کی کتب کا مطالعہ نہیں کرتے۔ اگر ہر ایک احمدی یہ فیصلہ کرلے کہ حضرت صاحب کی کسی کتاب کا روزانہ کم از کم ایک صفحہ کا مطالعہ کیا کروں گا تو اس کا بہت بڑا فائدہ ہوسکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی کتب میں وہ روشنی اور وہ معارف ہیں جو قرآن کریم میں مخفی طور پر بیان ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود نے ان کی اپنی کتب میں تشریح فرمائی ہے حتیٰ کہ ایک ادنیٰ لیاقت کا آدمی بھی انہیں سمجھ سکتا ہے۔ اس وجہ سے آپ کی کتب میں بھی وہ نور اور ہدایت ہے جو قرآن کریم میں ہے۔''

(تقریر دلپذیر صفحہ 25 مندرجہ انوار العلوم جلد 10 صفحہ 92، 93 از مرزا بشیر الدین محمود)

(عکس صفحہ نمبر 697 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کی کتابیں قرآن کی تفسیر ہیں

(203) ''تم بے شک ظاہری علوم پڑھو مگر دین کا علم ضرور حاصل کرو اور اپنے اندر دین کی باتیں سمجھنے اور اخذ کرنے کا ملکہ پیدا کرو۔ اس کے لیے ایک تو قرآن کریم سیکھو اور دوسرے حضرت صاحب کی کتابیں پڑھو اور خوب یاد رکھو کہ حضرت صاحب کی کتابیں قرآن کی تفسیر ہیں۔ کل میں ان کے متعلق ایک خاص نکتہ بتاؤں گا، آج صرف اتنا ہی کہتا ہوں کہ وہ قرآن کی تفسیر ہیں، ان کو پڑھو۔''

(اصلاح نفس صفحہ 95 مندرجہ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 447 از مرزا بشیر الدین محمود)

(عکس صفحہ نمبر 699 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کا طرز تحریر

(204) ''حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے 10، جولائی 1931ء کو جماعت کے مصنفوں، اخبار نویسوں اور مضمون نگاروں کو یہ اہم تحریک فرمائی کہ وہ حضرت مسیح موعود کی طرز تحریر اپنائیں تا ہمارے جماعتی لٹریچر ہی میں اس کا نقش قائم نہ ہو بلکہ دنیا کے ادب کا رنگ ہی اس میں ڈھل جائے۔

چنانچہ حضور نے فرمایا:

''حضرت مسیح موعود کے وجود سے دنیا میں جو بہت سی برکات ظاہر ہوئی ہیں۔ان میں سے ایک بڑی برکت آپ کا طرز تحریر بھی ہے۔جس طرح حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے الفاظ جوان کے حواریوں نے جمع کیے ہیں یا کسی وقت بھی جمع ہوئے، ان سے آپ کا ایک خاص طرز انشا ظاہر ہوتا ہے اور بڑے بڑے ماہرین تحریر اس کی نقل کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود کا طرز تحریر بھی بالکل جداگانہ ہے اور اس کے اندر اس قسم کی روانی، زور اور سلاست پائی جاتی ہے کہ باوجود سادہ الفاظ کے، باوجود اس کے کہ وہ ایسے مضامین پر مشتمل ہے جن سے عام طور پر دنیا ناواقف نہیں ہوتی اور باوجود اس کے کہ انبیا کا کلام مبالغہ، جھوٹ اور نمائشی آرائش سے خالی ہوتا ہے، اس کے اندر ایک ایسا جذب اور کشش پائی جاتی ہے کہ جوں جوں انسان اسے پڑھتا ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے الفاظ سے بجلی کی تاریں نکل نکل کر جسم کے گرد لپٹتی جارہی ہیں اور یہ انتہا درجہ کی ناشکری اور بے قدری ہوگی، اگر ہم اس عظیم الشان طرز تحریر کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے طرز تحریر کو اس کے مطابق نہ بنائیں۔''

نیز فرمایا:

''پس میں اپنی جماعت کے مضمون نگاروں اور مصنفوں سے کہتا ہوں کہ کسی کی فتح کی علامت یہ ہے کہ اس کا نقش دنیا میں قائم ہوجائے۔پس جہاں حضرت مسیح موعود کا نقش قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے، آپ کے اخلاق کو قائم کرنا اس کے ذمہ ہے۔آپ کے دلائل کو قائم رکھنا ہمارے ذمہ ہے۔آپ کی قوت قدسیہ اور قوت اعجاز کو قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے۔آپ کے نظام کو قائم کرنا جماعت کے ذمہ ہے وہاں آپ کے طرز تحریر کو قائم رکھنا بھی جماعت کے ذمہ ہے۔''

اس ضمن میں حضور نے اپنا تجربہ بتایا کہ:

''میں نے ہمیشہ یہ قاعدہ رکھا ہے۔خصوصاً شروع میں جب مضمون لکھا کرتا تھا۔ پہلا مضمون جو میں نے تشحیذ میں لکھا، وہ لکھنے سے قبل میں نے حضرت مسیح موعود کی تحریروں کو پڑھا، تاکہ اس رنگ میں لکھ سکوں اور آپ کی وفات کے بعد جو کتاب میں نے لکھی، اس سے پہلے آپ کی تحریروں کو پڑھا اور میرا تجربہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سے میری تحریر میں ایسی برکت پیدا ہوئی کہ ادیبوں سے بھی میرا مقابلہ ہوا اور اپنی قوت ادبیہ کے باوجود انہیں نیچا دیکھنا پڑا۔'' (روزنامہ الفضل 16 جولائی 1931ء صفحہ 5)

(قادیانی روزنامہ الفضل چناب نگر، 8 ستمبر 2007ء)(عکس صفحہ نمبر 700 پر)

View Proof

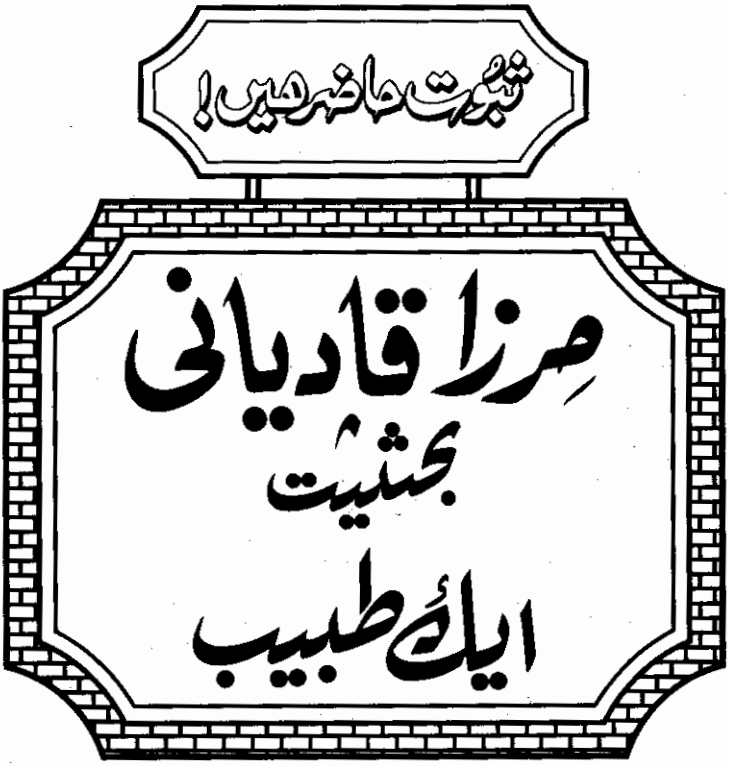

Back

آنجہانی مرزا قادیانی مدعی نبوت و رسالت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک طبیب ہونے کا دعوے دار بھی تھا۔ جس طرح اس کی پیغمبری ہر قسم کے پیغام سے خالی تھی، اسی طرح اس کی طب بھی ہر قسم کی حکمت سے خالی تھی۔ ''نیم حکیم خطرہ جاں'' کی ضرب المثل اس پر پوری طرح صادق آتی تھی۔ بالکل اس شخص کی طرح جس نے اپنے دوست سے کہا تھا: یار! میری بھینس بہت بیمار ہے۔ دوست نے جواب دیا: اسے ایک بوتل مٹی کا تیل پلا دو۔ وہ شخص اپنے گھر گیا اور بھینس کو مٹی کا تیل پلا دیا۔ چند منٹوں بعد بھینس مر گئی۔ وہ شخص بھاگم بھاگ اپنے دوست کے پاس واپس آیا اور پریشانی کے عالم میں بولا: یار! میں نے تمھارے تجویز کردہ نسخہ کے مطابق بھینس کو مٹی کا تیل پلایا لیکن وہ تو منٹوں میں مر گئی۔ دوست نے بڑی بے نیازی سے جواب دیا: ''میری بھینس بھی اسی طرح مر گئی تھی۔''

مرزا قادیانی ایک دائم المرض آدمی تھا جسے بیسیوں بیماریاں لاحق تھیں جو اس کے جسم پر ناسور بن کر ہمہ وقت کرکٹ میچ کھیلتی رہتی تھیں۔ بھلا سوچیے! ایسا شخص دوسروں کا کیا علاج کر سکتا ہے؟ دوسری اہم بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے اور دوسروں کے علاج میں استعمال ہونے والی اشیا وغیرہ میں حلال و حرام کی تمیز نہ کرتا تھا۔ جبکہ شافع محشر حضور نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''حرام چیزوں سے علاج نہ کیا جائے۔'' اور ایک دوسری حدیث مبارکہ ہے: ''اللہ تعالیٰ نے ان چیزوں میں شفا نہیں رکھی جنھیں تم پر حرام کر دیا گیا ہے۔'' یاد رہے مرزا قادیانی جو ادویات استعمال کرتا، ان میں شراب، افیون، بھنگ اور دھتورہ وغیرہ کا خوب استعمال ہوتا۔ بقول مرزا قادیانی طب کا علم اس نے اپنے والد غلام مرتضیٰ سے حاصل کیا جو نہایت حاذق طبیب تھا۔ ظاہر ہے جیسا سوتا، ویسا ہی دھارا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی کا طریقہ علاج کیا تھا؟

حکمت کی کتابیں، تفسیر قرآن ہیں

مرزا قادیانی اپنے ایک کشف میں لکھتا ہے:

(205) ''ایک دفعہ مجھے بعض محقق اور حاذق طبیبوں کی بعض کتابیں کشفی رنگ میں دکھلائی گئیں جو طبِ جسمانی کے قواعدِ کلیہ اور اصولِ علمیہ اور ستہ ضروریہ وغیرہ کی بحث پر مشتمل اور متضمن تھیں، جن میں طبیب حاذق قرشی کی کتاب بھی تھی۔ اور اشارہ کیا گیا کہ یہی تفسیر قرآن ہے..... اور جب میں نے ان کتابوں کو پیش نظر رکھ کر جو طبِ جسمانی کی کتابیں تھیں، قرآن شریف پر نظر ڈالی تو وہ عمیق در عمیق طبِ جسمانی کے قواعدِ کلیہ کی باتیں نہایت بلیغ پیرایہ میں قرآن شریف میں موجود پائیں۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 628، 629 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 701 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کی علم طب میں دسترس

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے:

(206) ''خاکسار عرض کرتا ہے، کہ طبابت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان اس علم میں ماہر رہا ہے۔ دادا صاحب نہایت ماہر اور مشہور حاذق طبیب تھے۔ تایا صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ حضرت مسیح موعود بھی علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے۔ اور گھر میں ادویہ کا ایک ذخیرہ رکھا کرتے تھے۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 44 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 703 پر)

View Proof

کچلہ کونین فولاد

(207) ''مفتی محمد صادق صاحب نے بیان کیا:

حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں ایک صاحب جو غالباً ریاست جیند کے رہنے والے تھے، بیمار ہو کر علاج کے واسطے قادیان آئے، اور پیر سراج الحق صاحب کے مکان پر انھوں نے قیام کیا۔ پیر صاحب نے ان کی سفارش حضرت صاحب سے کی کہ یہ بیمار رہتے

ہیں۔حضوران کے لیے دعا کریں۔حضور نے ان کے لیے دعا کی تو حضور کوالہام ہوا:

''کچلہ کونین فولاد یہ ہے دوائے ہمزاد''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 674 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 704 پر)

View Proof

یعنی کچلہ کھائیں اور قبرستان جائیں!

نیم حکیم، خطرہ جان

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد ایم اے اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

(208) ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ علاج کے معاملہ میں حضرت مسیح موعود کا طریق تھا کہ کبھی ایک قسم کا علاج نہ کرتے تھے، بلکہ ایک ہی بیماری میں انگریزی دوا بھی دیتے رہتے تھے اور ساتھ ساتھ یونانی بھی دیتے جاتے تھے۔ پھر جو کوئی شخص مفید بات کہہ دے اس پر بھی عمل کرتے تھے۔ اور اگر کسی کو خواب میں کچھ معلوم ہوا تو اس پر بھی عمل فرماتے تھے۔ پھر ساتھ ساتھ دعا بھی کرتے تھے۔ اور ایک ہی وقت میں ڈاکٹروں اور حکیموں سے مشورہ بھی لیتے تھے اور طب کی کتاب دیکھ کر بھی علاج میں مدد لیتے تھے۔ غرض علاج کو ایک عجیب رنگ کا مرکب بنا دیتے تھے۔ اور اصل بھروسہ آپ کا خدا پر ہوتا تھا۔

View Proof

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 270 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 705 پر)

عجیب مماثلت ہے۔ مرزا قادیانی کے دعاوی بھی مرکب، خاندان بھی مرکب، اور اب طب بھی مرکب۔ میرے خیال میں یہ طریقہ علاج نہیں بلکہ چوں چوں کا ''مرکب'' ہے۔ ایک ایسا شخص جسے (نعوذ باللہ) سب نبیوں اور رسولوں سے افضل ہونے کا دعویٰ ہے، فن طبابت میں بالکل ناکام ہے۔ معمولی علم رکھنے والا ہر شخص بھی یہ بات جانتا ہے کہ کسی مریض کا ایک ہی وقت میں ایلوپیتھک اور یونانی علاج نہیں کیا جاتا۔ اس سے فائدہ کی بجائے نقصان ہوتا ہے۔ لیکن کیا کیا جائے اس کے بغیر بھینس مرتی بھی تو نہیں۔

پیغمبری ادویات

(209) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مفصلہ ذیل ادویات

حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) ہمیشہ اپنے صندوق میں رکھتے تھے اور انہی کو زیادہ استعمال کرتے تھے۔ انگریزی ادویہ میں کونین، ایسٹن سیرپ، فولاد، ارگٹ، وائینم اپی کاک، کوکا اور کولا کے مرکبات، سپرٹ ایمونیا، بیدمشک، سٹرنس وائن آف کاڈلور آئل، کلوروڈین کاکل پل سلفیورک ایسڈ ایروینک۔ سکاٹس ایملشن رکھا کرتے تھے اور یونانی میں سے مشک، عنبر، کافور، ہینگ، جدوار، اور ایک مرکب جو خود تیار کیا تھا یعنی تریاقِ الٰہی رکھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ہینگ غربا کی مشک ہے اور فرماتے تھے کہ افیون میں عجیب وغریب فوائد ہیں۔ اسی لیے اسے حکما نے تریاق کا نام دیا ہے۔ ان میں سے بعض دوائیں اپنے لیے ہوتی تھیں اور بعض دوسرے لوگوں کے لیے۔ کیونکہ اور لوگ بھی حضور کے پاس دوا لینے آیا کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 284 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 706 پر)

View Proof

ممنوعہ چیزیں "بھنگ دھتورہ افیون" سب جائز

(210) "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے سل دق کے مریض کے لیے ایک گولی بنائی تھی۔ اس میں کونین اور کافور کے علاوہ افیون، بھنگ اور دھتورہ وغیرہ زہریلی ادویہ بھی داخل کی تھیں اور فرمایا کرتے تھے کہ دوا کے طور پر علاج کے لیے اور جان بچانے کے لیے ممنوع چیز بھی جائز ہو جاتی ہے۔"

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 111 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 707 پر)

View Proof

افیون

(211) "مجھے اس وقت اپنا سرگزشت قصہ یاد آتا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آتا ہے بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے، کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ

ہمدردی فرمائی۔ لیکن اگر میں ذیابیطس کے لیے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی اور دوسرا افیونی۔"

("نسیم دعوت" صفحہ 67، روحانی خزائن صفحہ 434، 435 جلد 19 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 708 پر)

View Proof

❑ افیون دواؤں میں اس کثرت سے استعمال ہوتی ہے کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) فرمایا کرتے تھے کہ بعض اطبا کے نزدیک وہ نصف طب ہے۔ پس دواؤں کے ساتھ افیون کا استعمال بطور دوا نہ کہ بطور نشہ کسی رنگ میں بھی قابل اعتراض نہیں۔ ہم میں سے ہر ایک شخص نے علم کے ساتھ یا بغیر علم کے ضرور کسی نہ کسی وقت افیون کا استعمال کیا ہوگا۔

حضرت مسیح موعود نے تریاق الٰہی دوا خدا تعالیٰ کی ہدایت کے ماتحت بنائی اور اس کا ایک بڑا جز و افیون تھا اور یہ دوا کسی قدر اور افیون کی زیادتی کے بعد حضرت خلیفہ اوّل (حکیم نور الدین صاحب) کو حضور (مرزا قادیانی) چھ ماہ سے زائد تک دیتے رہے اور خود بھی وقتاً فوقتاً مختلف امراض کے دوروں کے وقت استعمال کرتے رہے۔

(مضمون میاں محمود احمد صاحب، خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار "الفضل" جلد 17 نمبر 6 صفحہ 2 مورخہ 19 جولائی 1929ء)

(212) "مجھے بچپن میں بیماری کی وجہ سے افیون دیتے تھے۔ چھ ماہ متواتر دیتے رہے۔"

("منہاج الطالبین" صفحہ 74، مندرجہ انوار العلوم جلد 9 صفحہ 220، از مرزا بشیر الدین محمود)

(عکس صفحہ نمبر 710 پر)

View Proof

سنکھیا

❑ "جب مخالفت زیادہ بڑھی اور حضرت مسیح موعود کو قتل کی دھمکیوں کے خطوط موصول ہونے شروع ہوئے تو کچھ عرصے تک آپ نے سنکھیا کے مرکبات استعمال کیے تا کہ خدانخواستہ آپ کو زہر دیا جائے تو جسم میں اس کے مقابلے کی طاقت ہو۔"

(ارشاد میاں محمود احمد صاحب، خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان، جلد 22، نمبر 99، صفحہ 4، مورخہ 5 فروری 1935ء)

دو بوتل برانڈی

❑ ''حضور (مرزا قادیانی) نے مجھے لاہور سے بعض اشیا لانے کے لیے ایک فہرست لکھ کر دی۔ جب میں چلنے لگا تو پیر منظور محمد صاحب نے مجھے روپیہ دے کر کہا کہ دو بوتل برانڈی کی میری اہلیہ کے لیے پلومر کی دکان سے لیتے آئیں۔ میں نے کہا کہ اگر فرصت ہوئی تو لیتا آؤں گا۔ پیر صاحب فوراً حضرت اقدس کی خدمت میں گئے اور کہا کہ حضور مہدی حسین میرے لیے برانڈی کی بوتل نہیں لائیں گے۔ حضور ان کو تاکید فرما دیں۔ حقیقۃً میرا ارادہ لانے کا نہ تھا۔ اس پر حضور اقدس (مرزا قادیانی) نے مجھے بلا کر فرمایا کہ میاں مہدی حسین! جب تک تم برانڈی کی بوتلیں نہ لے لو، لاہور سے روانہ نہ ہونا۔ میں نے سمجھ لیا کہ اب میرے لیے لانا لازمی ہے۔ میں نے پلومر کی دکان سے دو بوتلیں برانڈی کی غالباً چار روپیہ میں خرید کر پیر صاحب کو لا دیں۔ ان کی اہلیہ کے لیے ڈاکٹروں نے بتلائی ہوں گی۔''

(اخبار ''الحکم'' قادیان، جلد 39، نمبر 25، مورخہ 7 نومبر 1936ء)

ٹانک وائن

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

(213) ''اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیا خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دکان سے خرید دیں مگر ٹانک وائن چاہیے۔ اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام (مرزا غلام احمد)

(خطوط امام بنام غلام، صفحہ 5، مجموعہ مکتوبات، مرزا غلام احمد قادیانی صاحب، بنام حکیم محمد حسین قریشی صاحب قادیانی، مالک دواخانہ رفیق الصحت لاہور) (عکس صفحہ نمبر 711 پر)

View Proof

❑ ''ٹانک وائن کی حقیقت لاہور میں پلومر کی دکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی۔ ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں حسب ارشاد پلومر کی دکان سے دریافت کیا گیا، جواب حسب ذیل ملا:

''ٹانک وائن ایک قسم کی طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولایت سے سربند

بوتلوں میں آتی ہے۔ اس کی قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔" (21 ستمبر 1933ء)
("سودائے مرزا، صفحہ 39، حاشیہ، طبع دوم، مصنفہ حکیم محمد علی صاحب، پرنسپل طبیہ کالج امرتسر)

ٹانک وائن کا فتویٰ

❑ "پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعود برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ خلاف شریعت نہ تھا۔ چہ جائیکہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے۔ اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا دوست کے لیے جو کسی لمبے مرض سے اٹھا ہو اور کمزور ہو یا بالفرض محال خود اپنے لیے بھی منگوائی ہو اور استعمال بھی کی ہو تو اس میں کیا حرج ہو گیا۔ آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے، نبض ڈوب جاتی تھی۔ میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے۔ نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا تو اطبا یا ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالات کیا ہو تو عین مطابق شریعت ہے۔ آپ تمام تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے۔ راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ بڑھاپا بھی پڑتا تھا تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور علاج پی بھی لی ہو تو کیا قباحت لازم آ گئی۔"

(از ڈاکٹر بشارت احمد صاحب قادیانی، فریق لاہوری، مندرجہ اخبار "پیغام صلح" جلد 23، نمبر 15، مورخہ 4 مارچ 1935ء، جلد 23، نمبر 65، مورخہ 11 اکتوبر 1935ء)

حالتِ مردمی

(214) "ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا، اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا، میری حالتِ مردمی کالعدم تھی، اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اس لیے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے..... غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جنابِ الٰہی میں دعا کی، اور مجھے اس نے دفع مرض کے لیے اپنے الہام کے

ذریعہ سے دوائیں بتلائیں۔ اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے منہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے طیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ پرُصحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے، وہ مجھے دی گئی اور چارلڑکے مجھے عطا کیے گئے۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 98، 99 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 712 پر)

View Proof

قادیانی ویاگرا

(215) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حافظ حامد علی صاحب خادم حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بیان کرتے تھے کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی تو ایک عمر تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو ''زوجام عشق'' کے نام سے مشہور ہے، بنوا کر استعمال کیا۔ چنانچہ وہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہوا۔ حضرت خلیفۂ اول بھی فرماتے تھے کہ میں نے یہ نسخہ ایک بے اولاد امیر کو کھلایا تو خدا کے فضل سے اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس پر اس نے ہیرے کے کڑے ہمیں نذر دیئے۔

نسخہ زوجام عشق یہ ہے جس میں ہر حرف سے دوا کے نام کا پہلا حرف مراد ہے۔

زعفران، دارچینی، جائفل (جند بیدستر) افیون، مشک، عقرقرحا، شنگرف، قرنفل یعنی لونگ، ان سب کو ہم وزن کوٹ کر گولیاں بناتے ہیں اور روغن سم الفار میں چرب کر کے رکھتے ہیں اور روزانہ ایک گولی استعمال کرتے ہیں۔

الہامی ہونے کے متعلق دو باتیں سنی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ نسخہ ہی الہام ہوا تھا۔ دوسرے یہ کہ کسی نے یہ نسخہ حضور کو بتایا، اور پھر الہام نے اسے استعمال کرنے کا حکم دیا۔ واللہ اعلم!''

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 50، 51 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 714 پر)

View Proof

داماد اور قوت باہ

(216) ''مجی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!
کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں ہمدست مرزا خدا بخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں اور کسی قدر اس وقت دے دوں گا جب آپ قادیان آئیں گے۔ یہ دوا تریاق الٰہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے۔ اس میں بڑی بڑی قابل قدر دوائیں پڑی ہیں۔ جیسے مشک عنبر، زبسی، مروارید، سونے کا کشتہ، فولاد، یاقوت احمر، کونین، فاسفورس، کہربا، مرجان، صندل، کیوڑہ، زعفران۔ یہ تمام دوائیں قریب سو کے ہیں اور بہت سا فاسفورس اس میں داخل کیا گیا ہے۔ یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ مقوی دماغ، مقوی جگر، مقوی معدہ، مقوی باہ اور مراق کو فائدہ کرنے والی مصفی خون ہے۔ مجھ کو اس کے تیار کرنے میں اول تامل تھا کہ بہت سے روپیہ پر اس کا تیار کرنا موقوف تھا لیکن چونکہ حفظ صحت کے لیے یہ دوا مفید ہے، اس لے اس قدر خرچ گوارا کیا گیا۔ چالیس تولہ سے کچھ زیادہ اس میں یاقوت احمر ہے۔ اگر خریدا جاتا تو شاید کئی سو روپیہ سے آتا.....

خوراک اس کی اول استعمال میں دو رتی سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے تا کہ گرمی نہ کرے۔ نہایت درجہ مقوی اعصاب ہے اور خارش اور ثبورات اور جذام اور ذیابیطس اور انواع واقسام کے خطرناک امراض کے لیے مفید ہے اور قوت باہ میں اس کا ایک عجیب اثر ہے۔''

(خاکسار مرزا غلام احمد 29 اگست 1899ء)

(مرزا قادیانی کا اپنے داماد نواب محمد علی کے نام، مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 250 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 716 پر)

View Proof

بھنگ، افیون شراب کے بہن بھائی ہیں

(217) ہر ایک شے کے لیے چالیس دن ہی ہیں۔ بات یہ ہے کہ شراب اور اُس کے بہن بھرا (بھنگ، افیون وغیرہ) ایسی خراب شے ہیں کہ ان سے مٹی پلید ہوتی ہے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 423 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 717 پر)

View Proof

''دست شریف'' میں دودھ کا استعمال

(218) ''دودھ کا استعمال آپ اکثر رکھتے تھے اور سوتے وقت تو ایک گلاس ضرور پیتے تھے اور دن کو بھی پچھلے دنوں میں زیادہ استعمال فرماتے تھے کیونکہ یہ معمول ہو گیا تھا کہ ادھر دودھ پیا اور ادھر دست آ گیا۔ اس لیے بہت ضعف ہوتا جاتا تھا۔ اس کے دور کرنے کو دن میں تین چار مرتبہ تھوڑا تھوڑا دودھ طاقت قائم کرنے کو پی لیا کرتے تھے۔''

View Proof

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 134 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 718 پر)

علم طب کی رُو سے دستوں کے دوران دودھ استعمال کرنا نہایت مضرِ صحت ہے۔ مگر مرزا قادیانی تو دست بہ دست ''جنگ مقدس'' کا ماہر تھا۔

سوڈا وغیرہ

(219) ''زمانہ موجودہ کے ایجادات مثلاً برف اور سوڈا لیمونیڈ جنجر وغیرہ بھی گرمی کے دنوں میں پی لیا کرتے تھے بلکہ شدتِ گرمی میں برف بھی امرتسر لاہور سے خود منگوا لیا کرتے تھے۔''

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 134 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 719 پر)

View Proof

تریاق الٰہی؟

(220) ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے طاعون کے ایام میں ایک دوائی تریاق الٰہی تیار کرائی تھی۔ حضرت خلیفہ اوّل نے ایک بڑی تھیلی یاقوتوں کی پیش کی۔ وہ بھی سب پسوا کر اس میں ڈلوا دیے۔ لوگ کوٹتے پیستے تھے۔ آپ اندر جا کر دوائی لاتے اور اس میں ملواتے جاتے تھے۔ کونین کا ایک بڑا ڈبہ لائے اور وہ بھی سب اسی کے اندر الٹا دیا۔ اسی طرح وائینم اپی کاک کی ایک بوتل لا کر ساری الٹ دی۔ غرض دیسی اور انگریزی اتنی دوائیاں ملا دیں کہ حضرت خلیفہ اوّل فرمانے لگے کہ طبعی طور پر تو اب اس مجموعہ میں کوئی جان اور اثر نہیں رہا۔ بس روحانی اثر ہی ہے۔''

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 218 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 720 پر)

View Proof

اور جہاں تک روحانی اثر کا تعلق ہے، مندرجہ ذیل حوالہ ملاحظہ فرمائیں:

شربت کی جگہ تیل

(221) ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کی اولاد میں آپ کی لڑکی عصمت ہی صرف ایسی تھی جو قادیان سے باہر پیدا ہوئی اور باہر ہی فوت ہوئی۔ اس کی پیدائش انبالہ چھاؤنی کی تھی اور فوت وہ لدھیانہ میں ہوئی۔ اسے ہیضہ ہوا تھا۔ اس لڑکی کو شربت پینے کی عادت پڑ گئی تھی، یعنی وہ شربت کو پسند کرتی تھی۔ حضرت مسیح موعود اس کے لیے شربت کی بوتل ہمیشہ اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ رات کو وہ اٹھا کرتی تو کہتی ابا شربت پینا۔ آپ فوراً اٹھ کر شربت بنا کر اسے پلا دیا کرتے تھے۔ ایک روز لدھیانہ میں اس نے اسی طرح رات کو اٹھ کر شربت مانگا۔ حضرت صاحب نے اسے شربت کی جگہ غلطی سے چنبیلی کا تیل پلا دیا۔''

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 259 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 721 پر)

View Proof

حالانکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

(222) ''اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا، اور مجھے ہر ایک غلط بات سے محفوظ رکھتا ہے۔''

(نور الحق صفحہ 86 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 272 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 722 پر)

View Proof

کھانسی کا علاج

(223) ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی۔ ایسی کہ دم نہ آتا تھا۔ البتہ منہ میں پان رکھ کر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی، تاکہ آرام سے پڑھ سکیں۔''

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 103 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 723 پر)

View Proof

گنے سے کھانسی کا علاج

(224) ''سفر گورداسپور میں 1903ء میں ایک دفعہ حضرت صاحب کو کھانسی کی شکایت تھی۔ میں نے عرض کی کہ میرے والد مرحوم اس کا علاج گرم کیا ہوا گنا بتلایا کرتے تھے۔ تب حضور کے فرمانے سے ایک گنا چند پوریاں لے کر آگ پر گرم کیا گیا اور اس کی گنڈیریاں بنا کر حضور کو دی گئیں اور حضور نے چوسیں۔''

(ذکر حبیب صفحہ 111 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 724 پر)

View Proof

پھوڑے کا علاج

(225) ''حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے ٹخنے کے پاس پھوڑا ہو گیا تھا۔ جس پر حضرت صاحب نے اس پر سکہ یعنی سیسہ کی ٹکیا بندھوائی تھی جس سے آرام آ گیا۔''

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 28 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 725 پر)

View Proof

بال بڑھانے کی دوا

(226) ''آخری عمر میں حضور کے سر کے بال بہت پتلے اور ہلکے ہو گئے تھے۔ چونکہ یہ عاجز ولایت سے ادویہ وغیرہ کے نمونے منگوایا کرتا تھا۔ غالباً اس واسطے مجھے ایک دفعہ فرمایا۔ مفتی صاحب سر کے بالوں کے اگانے اور بڑھانے کے واسطے کوئی دوائی منگوائیں۔''

(ذکر حبیب صفحہ 173 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 726 پر)

View Proof

مفت بر

(227) ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

جزاکم اللّٰہ خیراً کثیرا فی الدنیا والآخرۃ. دوا پہنچ گئی۔ ایک اشتہار بالوں کی کثرت کا شاید لندن میں کسی نے دیا ہے، اور مفت دوا بھیجتا ہے۔ آپ وہ دوا بھی منگوالیں

تا کہ آزمائی جائے۔لکھتا ہے کہ اس سے گنجے بھی شفا پاتے ہیں۔والسلام"

مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ"

(ذکر حبیب صفحہ 360 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 727 پر)

View Proof

چچازاد بھائی سے علاج

(228) "ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کا ایک چچیرا بھائی مرزا کمال الدین تھا۔ یہ شخص جوانی میں فقرا کے پھندے میں پھنس گیا تھا۔(شکر ہے آپ کے دھندے میں نہیں پھنسا۔ناقل) اس لیے دنیا سے کنارہ کش ہو کر بالکل گوشہ گزین ہو گیا۔مگر وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح حضرت صاحب سے پرخاش نہ رکھتا تھا۔علاج معالجہ اور دم تعویذ بھی کیا کرتا تھا، اور بعض عمدہ عمدہ نسخے اس کو یاد تھے۔چنانچہ ہماری والدہ صاحبہ میاں محمد اسحاق کے علاج کے لیے ان سے ہی گولیاں اور ادویہ وغیرہ منگایا کرتی تھیں اور حضرت صاحب کو بھی اس کا علم تھا۔آپ بھی فرماتے تھے کہ کمال الدین کے بعض نسخے اچھے ہیں۔"

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 234 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 728 پر)

یعنی گھر والے بھی مرزا قادیانی کی طبابت پر یقین نہ رکھتے تھے اور دوسروں سے علاج کرواتے تھے۔ اور جب کبھی کوئی طبیب نہ ملتا تو پھر مجبوراً وہ مرزا قادیانی سے علاج کرواتے۔اور مرزا قادیانی کس طرح علاج کرتا تھا، ملاحظہ فرمائیں:

View Proof

مرغا ذبح کر کے.....

(229) "حضرت والدہ صاحبہ یعنی ام المؤمنین اطال اللہ بقائہا نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب کو سخت بخار ہوا، جس کا دماغ پر بھی اثر تھا۔اس وقت کوئی اور طبیب یہاں نہیں تھا۔مرزا نظام الدین صاحب کے عزیزوں نے حضرت صاحب کو اطلاع دی اور آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور مناسب علاج کیا۔علاج یہ تھا کہ آپ نے مرغا ذبح کرا کے سر پر باندھا، جس سے فائدہ ہو گیا۔اس وقت باہمی سخت مخالفت تھی۔"

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 27 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 729 پر)

View Proof

زیادہ بہتر تھا زندہ مرغ ہی سر پر بندھوا دیتے تا کہ بے چارے مرغ کی جان تو بچ جاتی..... نیز اس بہانے مرزا نظام الدین کی سماعتیں مرغ کی بانگ سے بھی مستفیض ہو جاتیں۔قربان جائیں ایسی طبابت پر!

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بو العجبیست

رسوا کن باتیں

(230) ''لا ابقی لک فی المخزیات ذکراً

اور اس (اللہ تعالیٰ) نے مجھے بشارت دی اور فرمایا، میں تیرے متعلق رسوا کن باتوں کا ذکر تک نہیں چھوڑوں گا۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 371 طبع چہارم از مرزا قادیانی)(عکس صفحہ نمبر 730 پر)

View Proof

Back

مرزا قادیانی کی ادبی لیاقت بالکل زیرو تھی۔شعر ونثر میں مخالفین کو موٹی موٹی گالیاں دینا اس کی ''سلطان القلمی'' کا شرمناک نمونہ ہے۔ قواعد، عروض اور محاورات کا موصوف کو کچھ خیال نہ تھا۔ اس کی کوئی نظم کسی بھی معمولی شاعر کے سامنے رکھی جائے تو تخلیقیت کے وصف اور ادبیت کے جوہر کے لحاظ سے بالکل شاخ بے برگ نظر آتی ہے۔اس نے شاعری کے میدان میں ایسے ایسے گل کھلائے ہیں کہ ان کی موجودگی میں اس کے پیروکار ہمیشہ شرمندہ نظر آئیں گے۔ مرزا قادیانی نے شاعری کا وہ ستیاناس کیا کہ علم عروض کے ماتھے پر یہ جناب کلنک کا ٹیکہ ہیں۔

یہ بات مسلمہ اصول میں شامل ہے کہ نبی شاعر نہیں ہوتا۔

جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

- ''وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ (یٰسین:69)

(ترجمہ): اور نہیں سکھایا ہم نے اپنے نبی کو شعر اور نہ یہ ان کے شایانِ شان ہے۔

اور اسی طرح قرآن کے بارے میں فرمایا:

- ''وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ'' (الحاقہ:41)

''اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں۔''

لیکن مرزا قادیانی نبوت کا دعویٰ کرنے کے باوجود شاعر تھا۔اس کی شاعری ''فحش ادب'' کا ایک اہم ترنمونہ ہے۔ وہ اپنی ''ناموزوں'' شاعری میں عورت کو خواہ مخواہ برہنہ کر کے اپنی شاعری میں گھسیٹ لاتا ہے اور یہ سب کچھ اس کے خبث باطن کا کرشمہ ہے۔ مرزا قادیانی ایک آوارہ مزاج اور بدقماش شاعر تھا جو اپنی پوری رذالتوں کے ساتھ خیر کے نام پر شر پھیلاتا رہا۔اس کی شاعری ہر قادیانی گھرانے میں موجود ہے جسے بڑی محبت اور شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ایسے ماحول میں پرورش پانے والے قادیانی لڑکے اور لڑکیاں پاکیزگی اور ناپاکی میں کیا

فرق کر سکتے ہیں۔ بصیرت سے محروم یہ نسل، جہالت کی تاریکی میں مخصوص ''قادیانی کارنامے'' انجام دے کر خوشی سے پھولے نہیں سماتی۔

مرزا قادیانی ''شاعر اور شاعری'' کے بارے میں لکھتا ہے:

(231) ''کوئی شاعر اس بات کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی ہوا کہ اس کا کلام ہر ایک قسم کے کذب اور ہزل اور غیر ضروری باتوں سے پاک اور ضروری اور لابدی امور پر احاطہ رکھتا ہے۔ پھر جبکہ شاعروں کی فضول باتوں کو وہ مراتب حاصل نہیں ہیں کہ جو خدائے تعالیٰ کے پاک کلام کو حاصل ہیں اور نہ اس بارے میں شاعر کچھ دم مارتے ہیں اور نہ ذمہ دار بنتے ہیں، بلکہ اپنے عجز کے آپ ہی اقراری ہیں تو کلام الٰہی کے مقابلہ پر ان کا ناچیز کلام پیش کرنا کیسی سفاہت اور نادانی ہے۔ شاعر تو اگر مر بھی جاویں تو صداقت اور راستی وضرورت حقہ کا اپنے کلام میں التزام نہ کر سکیں۔ وہ تو بغیر فضول گوئی کے بول ہی نہیں سکتے اور ان کی ساری کل فضول اور جھوٹ پر ہی چلتی ہے۔ اگر جھوٹ نہیں یا فضول گوئی نہیں تو پھر شعر بھی نہیں۔ اگر تم ان کا فقرہ فقرہ تلاش کرو کہ کس قدر حقائق ودقائق ان میں جمع ہیں۔ کس قدر راستی اور صداقت کا التزام ہے۔ کس قدر حق اور حکمت پر قیام ہے۔ کس ضرورت حقہ سے وہ باتیں ان کے منہ سے نکلی ہیں اور کیا کیا اسرار بیشل و مانند ان میں لپٹے ہوئے ہیں تو تمہیں معلوم ہو کہ ان تمام خوبیوں میں سے کوئی بھی خوبی ان کی مردہ عبارات میں پائی نہیں جاتی۔ ان کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ جس طرف قافیہ ردیف ملتا نظر آیا، اسی طرف جھک گئے اور جو مضمون دل کو اچھا لگا وہی جھک ماری۔ نہ حق اور حکمت کی پابندی ہے اور نہ فضول گوئی سے پرہیز ہے اور نہ یہ خیال ہے کہ اس کلام کے بولنے کے لیے کونسی سخت ضرورت درپیش ہے اور اس کے ترک کرنے میں کونسا سخت نقصان عائد حال ہے۔ ناحق بے فائدہ فقرہ سے فقرہ ملاتے ہیں۔ سر کی جگہ پاؤں، پاؤں کی جگہ سر لگاتے ہیں۔ سراب کی طرح چمک تو بہت ہے پر حقیقت دیکھو تو خاک بھی نہیں۔ شعبدہ باز کی طرح صرف کھیل ہی کھیل، اصلیت دیکھو تو کچھ بھی نہیں۔ نادار، ناطاقت اور ناتوان اور گئے گزرے ہیں۔ آنکھیں اندھی اور اس پر عشوہ گری ان کی نسبت نہایت ہی نرمی کیجیے تو یہ کہیے کہ وہ سب ضعیف اور ہیچ ہونے کی وجہ سے عنکبوت کی طرح ہیں اور ان کے اشعار بیت عنکبوت ہیں۔ ان کی نسبت خداوند کریم نے خوب فرمایا ہے وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ o اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ o وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ.''

ترجمہ: رہے شعرا تو ان کے پیچھے بہکے ہوئے لوگ چلا کرتے ہیں۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ وہ ہر وادی میں بھٹکتے ہیں اور ایسی باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہیں۔"

(الشعراء:224،226)

(براہین احمدیہ جلد اوّل صفحہ 467 تا 469 مندرجہ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 467 تا 469 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 731 تا 733 پر)

View Proof

ان ساری باتوں کے برعکس مرزا قادیانی کی **عشقیہ شاعری** ملاحظہ فرمائیں:

(232) "خاکسار عرض کرتا ہے کہ مرزا سلطان احمد صاحب سے مجھے حضرت مسیح موعود کی ایک شعروں کی کاپی ملی ہے جو بہت پرانی معلوم ہوتی ہے۔ غالباً نوجوانی کا کلام ہے۔ حضرت صاحب کے اپنے خط میں ہے جسے میں پہچانتا ہوں۔ بعض بعض شعر بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا
ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے
کچھ مزا پایا مرے دل! ابھی کچھ پاؤ گے
تم بھی کہتے تھے کہ اُلفت میں مزا ہوتا ہے

.....

ہائے کیوں ہجر کے الم میں پڑے
مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے
اس کے جانے سے صبر دل سے گیا
ہوش بھی ورطۂ عدم میں پڑے

.....

سبب کوئی خداوندا بنا دے
کسی صورت سے وہ صورت دکھا دے
کرم فرما کے آ او میرے جانی
بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے
کبھی نکلے گا آخر تنگ ہو کر
دلا اک بار شور و غل مچا دے

.....

نہ سر کی ہوش ہے تم کو نہ پا کی
سمجھ ایسی ہوئی قدرت خدا کی
مرے بت اب سے پردہ میں رہو تم
کہ کافر ہو گئی خلقت خدا کی

.....

نہیں منظور تھی گر تم کو اُلفت
تو یہ مجھ کو بھی جتلایا تو ہوتا
مری دلسوزیوں سے بے خبر ہو
مرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اس کو دوں یا ہوش یا جاں
کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا

.....

اس کاپی میں کئی شعر ناقص ہیں۔ یعنی بعض جگہ مصرع اول موجود ہے۔ مگر دوسرا نہیں ہے اور بعض جگہ دوسرا ہے مگر پہلا ندارد۔ بعض اشعار نظر ثانی کے لیے بھی چھوڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اور کئی جگہ فرخ تخلص استعمال کیا ہے۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 332، 333 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ 734، 735 پر)

View Proof

بھینی بھینی خوشبو

(233) "حضرت مسیح موعود کے اردو اشعار جن کی تمام اردو لٹریچر میں کوئی نظیر موجود نہیں، جس کی بھینی بھینی خوشبو دل و دماغ کو حیات تازہ بخشتی اور روح کو فرحت پہنچاتی ہے۔"

(پیش لفظ درثمین از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 736 پر)

View Proof

قادیانی ترانہ

(234) ”چپکے چپکے حرام کروانا
آریوں کا اصول بھاری ہے
زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں
جس کو دیکھو وہی شکاری ہے
غیر مردوں سے مانگنا نطفہ
سخت خبث اور نابکاری ہے
غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے
وہ نہ بیوی زن بزاری ہے
نام اولاد کے حصول کا ہے
ساری شہوت کی بے قراری ہے
بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط
یار کی اس کو آہ و زاری ہے
دس سے کروا چکی زنا لیکن
پاک دامن ابھی بچاری ہے
گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو
ایسی جورو کی پاسداری ہے
اس کے یاروں کو دیکھنے کے لیے
سرِ بازار ان کی باری ہے
ہے قوی مرد کی تلاش انہیں
خوب جورو کی حق گذاری ہے“

(آریہ دھرم صفحہ 75، 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 75، 76 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ 737، 738 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کی شاعری سے قبض دور ہو جاتا ہے

مرزا قادیانی اپنی شاعری کے بارے میں لکھتا ہے:

❑ ''اشعار میں اپنے مضامین کو بیان کرنے کی ہمیں ضرورت اس لیے پیش آئی کہ بعض طبائع اس قسم کی ہوتی ہیں کہ ان کو نثر عبارت میں ہزار پیرایۂ لطیف میں کوئی صداقت بتائی جائے، وہ نہیں سمجھتے۔ لیکن اسی مفہوم کو اگر ایک برجستہ شعر میں منظوم کر کے سُنایا جاوے تو شعر کی لطافت ان پر بہت کچھ اثر کر جاتی ہے۔ شعر کو سن کر پھڑک اٹھتے ہیں اور حق کو شعر کے ذریعہ فوراً قبول کر لیتے ہیں۔ اس کی مثال طبیب کے اس معالجۂ جسمانی کی طرح ہے کہ جب طبیب دیکھتا ہے کہ مریض کو منہ کی راہ سے اب دوا مفید نہیں ہوگی تو پھر بیمار کے لیے حقنہ تجویز کرتا ہے اور اس ذریعہ سے بیمار کی قبض دُور ہو جاتی ہے اور وہ صحت یاب ہو جاتا ہے۔ سو یہی حال ہمارے شعر و سخن کا ہے۔ اور تجربہ سے دیکھا گیا ہے کہ بعض طبائع کے لیے مضامین شعریہ بہ نسبت مضامین نثر کے زیادہ موثر ثابت ہوتے ہیں۔ اسی لیے قرآن شریف مقفّٰی اور مسجع عبارت میں نازل ہوا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ہمیں اشعار کہنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اکثر لوگوں کو بہت کچھ دلائل دے کر سمجھایا گیا مگر کارگر نہ ہوئے۔ لیکن جب انہوں نے اشعار پڑھے تو یہ اشعار انہی منکرین پر بہت اثر کر گئے۔ اور فوراً انہوں نے حق کو قبول کر لیا۔''

(الحکم قادیان 28 اگست 7 ستمبر 1938ء صفحہ 2)

پاکیزہ جذباتِ عشق میں ڈوبا ہوا کلام

مرزا قادیانی کی شاعری کے متعلق قادیانی جماعت کے چوتھے خلیفہ مرزا طاہر کا کہنا ہے:

❑ ''ایک ایک شعر، ایک ایک مصرعہ، ایک ایک لفظ سچائی میں ڈوبا ہوا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کا کلام ہی آپ کی سچائی کی دلیل ہے۔ کوئی سعید فطرت انسان اگر اس کلام کو سنے تو ممکن نہیں ہے کہ وہ اس کلام کے کہنے والے کے حق میں اس سچائی کی گواہی نہ دے۔ حیرت انگیز طور پر پاکیزہ جذبات عشق میں ڈوبا ہوا یہ کلام سن کر روح پر وجد طاری ہو جاتا ہے..... حضرت مسیح موعود کا کلام یاد کریں اور درویشوں کی طرح گاتے ہوئے قریہ قریہ

پھریں اور اس کلام کی منادی کریں اور دنیا کو بتائیں کہ وہ آ گیا ہے جس کے آنے سے تمہاری نجات وابستہ ہے۔"

(روزنامہ الفضل 28 جون 1983ء)

حیا سوز شاعری

مرزا قادیانی کی مخرب اخلاق اور حیا سوز شاعری کا مزید نمونہ ملاحظہ فرمائیں:

(235) "ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت مسیح موعود کو کئی دفعہ یہ شعر پڑھتے سنا ہے اور فرمایا کرتے تھے کہ زبان کے لحاظ سے یہ بڑا فصیح و بلیغ شعر ہے۔

یا تو ہم پھرتے تھے ان میں یا ہوا یہ انقلاب
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کوچہ ہائے لکھنؤ

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 253 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 739 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

(236) ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء صفحہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 240 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ 740 پر)

View Proof

چہ نسبت خاک را با عالم پاک
کجا عیسیٰ کجا دجال ناپاک

فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ مرزا قادیانی کا مذکورہ بالا شعر اس طرح پڑھتے تھے۔

- ابن ملجم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بدتر غلام احمد ہے

یاد رہے کہ ابن ملجم حضرت علیؓ کا قاتل تھا۔

نسلیں ہیں میری بے شمار

(237) میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

View Proof

(درثمین صفحہ 123 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 741 پر)

اس شعر میں ''نسلیں ہیں میری بے شمار'' سے مراد، مرزا قادیانی کہہ رہا ہے کہ میری اتنی نسلیں ہیں جنھیں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ دعویٰ مرزا قادیانی کے علاوہ شاید کسی نے نہ کیا ہو۔ قادیانیوں سے سوال ہے کہ براہ کرم وہ مرزا قادیانی کی چند نسلیں ضرور بتا دیں۔ مگر قادیانی خطرات شاید اس لیے شرماتے ہیں کہ وہ سب ''اداس نسلیں'' ہیں۔ (عبداللہ حسین سے معذرت کے ساتھ)۔

ہوں بشر کی جائے نفرت.....

(238) ''کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 127 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 742 پر)

View Proof

اس شعر میں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں خاک کا کیڑا ہوں اور میں کسی انسان کی اولاد نہیں ہوں۔ البتہ میں بشر کی نفرت اور شرم والی جگہ ہوں۔ یاد رہے کہ ہر انسان کی جائے نفرت عقب اور پیش ہے۔ میں یہ فیصلہ قادیانیوں پر چھوڑتا ہوں کہ وہ بتائیں کہ مرزا قادیانی کا تعلق کس علاقے سے تھا؟ قادیانی اس شعر پر اعتراض کے جواب میں کہتے ہیں کہ اس شعر میں مرزا قادیانی نے نہایت عاجزی وانکساری کا اظہار کیا ہے۔ قادیانیوں سے پوچھنا چاہیے کہ یہ کہاں کا عجز وانکسار ہے کہ ایک آدمی، آدم زادہ ہونے سے انکار کر دے اور یہ اعلان کرتا پھرے کہ میں بشر کی جائے نفرت اور عار والی جگہ ہوں۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک جگہ تو مرزا قادیانی خود کو آدمیت سے خارج کر دے اور دوسری جگہ اپنے آپ کو نبیوں سے افضل قرار

دے۔ قادیانیوں کو چاہیے کہ وہ اپنے نبی مرزا قادیانی کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اپنے گھروں کے باہر دروازوں پر موٹے حروف سے مرزا قادیانی کا مذکورہ بالا شعر لکھوائیں تاکہ اس کی عاجزی اور انکساری عام ہو جائے۔ ہے کوئی قادیانی یہ جرأت کرنے والا؟ جبکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

خدا کا کلام

(239) ''یہ کلام جو میں سناتا ہوں، یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے۔''

(کشتی نوح صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 95 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 743 پر)

View Proof

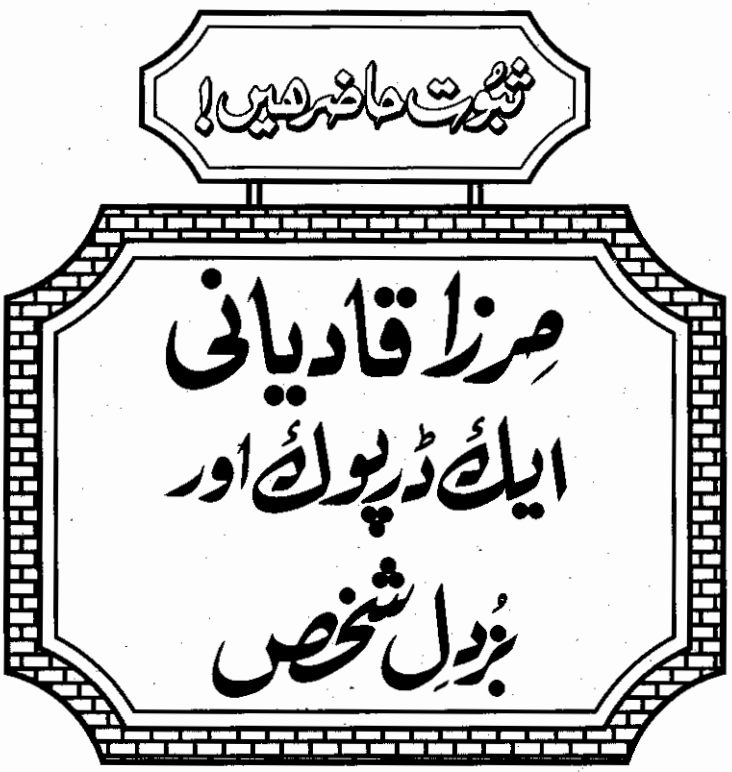

Back

نبوت کی شرائط میں ہے کہ نبی انتہائی بہادر اور نڈر ہوتا ہے۔ وہ فولادی اور مضبوط اعصاب کا مالک ہوتا ہے۔ وہ اسباب پر بھروسہ کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے۔ اس کی شجاعت و بہادری کے قصے زبان زد عام ہوتے ہیں۔ وہ ایسے ایسے جانگسل کارنامے سرانجام دیتا ہے کہ اپنے تو اپنے مخالفین بھی عش عش کر اٹھتے ہیں۔ لیکن خفقان زدہ قادیان کا جھوٹا مدعی نبوت و رسالت مرزا غلام احمد قادیانی انتہائی بزدل، کمزور دل اور ڈرپوک شخصیت کا مالک تھا۔ مگر اُسے شیخ چلی کی طرح بہادر بننے کا بہت شوق تھا۔ مراق اور مالیخولیا کے بخارات جب اس کے دماغ کو چڑھتے تو وہ خبطِ عظمت میں مبتلا ہو جاتا اور اسے جو بھی نام یا خطاب یاد آ جاتا، اسے الہام کا جامہ پہنا کر اپنے اوپر فٹ کر لیتا۔ ایسے ہی ناموں میں ان کا ایک نام "امین الملک جے سنگھ بہادر" بھی ہے۔ شاید اس نے اپنا یہ نام آئینہ دیکھ کر رکھا ہو۔ مرزا قادیانی ایک جگہ لکھتا ہے:

میرا نام غازی ہے

(240) "اس عاجز کا نام مکاشفات میں غازی رکھا گیا ہے۔"

(نشان آسمانی صفحہ 15 مندرجہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 375 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ 744 پر)

View Proof

غازی نام رکھنا رسول کریم ﷺ کی نافرمانی ہے

جبکہ دوسری جگہ لکھتا ہے:

(241) "اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے، وہ اس رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 408 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 745 پر)

View Proof

ہم موت سے نہیں ڈرتے

مرزا قادیانی اپنے بہادر ہونے کے سلسلہ میں لکھتا ہے:

(242) ''اور ہم ایسے نہیں ہیں کہ کوئی موت ہمیں خدا کی راہ سے ہٹا دے اور اگر چہ خدا کی راہ میں ہم مجروح ہو جائیں یا ذبح کیے جائیں۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم (ضمیمہ) صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 321 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ 746 پر)

View Proof

بزدلی ایمان کی کمزوری ہے

(243) ''ہم خدا کے مرسلین اور مامورین کبھی بزدل نہیں ہوا کرتے، بلکہ سچے مومن بھی بزدل نہیں ہوتے۔ بزدلی ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 286 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 747 پر)

View Proof

(244) مرزا قادیانی کا ایک الہام ہے:

''انی لایخاف لدیّ المرسلون۔ میرے قرب میں میرے رسول کسی دشمن سے نہیں ڈرا کرتے۔''

(حقیقت الوحی صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 75 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 748 پر)

View Proof

مجھے للکارنا اچھا نہیں

مرزا قادیانی کا ایک شعر ہے:

(245) جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 101 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 131، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ 749 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کا ایک اور الہام ملاحظہ فرمائیں:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے مرزا

(246) ''ارید ماتریدون. میں وہی ارادہ کروں گا جو تمہارا ارادہ ہے۔''

(حقیقت الوحی صفحہ 109 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 109 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 750 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کہتا ہے:

(247) ''اور میرے ساتھ تو خدا تعالیٰ کے پاسبان ہیں کہ وہ میری میرے دشمنوں سے حفاظت کرتے ہیں۔''

(خطبہ الہامیہ صفحہ 64 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 110، 111 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ 751 پر)

View Proof

(248) مرزا قادیانی نے مزید کہا:

''براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیش گوئی ہے کہ قتل وغیرہ کے منصوبوں سے میں بچایا جاؤں گا۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 234 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 234 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 753 پر)

View Proof

(249) مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

''اور خدا کی طرف سے آپ کو ایک رعب عطا ہوا تھا جس کے سامنے دلیر سے دلیر دشمن بھی کانپنے لگ جاتا تھا اور آپ ایک معجز نما حسن و احسان سے آراستہ کیے گئے تھے۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 138 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ 754 پر)

View Proof

مذکورہ بالا حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ:

(1) مرزا قادیانی سکھوں کی طرح بہادر تھا۔

(2) مرزا قادیانی کا ایک نام ''غازی'' بھی تھا۔

(3) مرزا قادیانی کو دنیا کی کوئی طاقت کسی کام سے ہٹا نہیں سکتی تھی خواہ وہ مجروح ہوتا یا

ذبح کیا جاتا۔

(4) مرزا قادیانی بزدل نہیں تھا کیونکہ بزدلی ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے۔

(5) مرزا قادیانی شیر تھا اور شیر کو للکارنا اچھا نہیں۔

(6) مرزا قادیانی سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ میں وہی کروں گا جو تیرا ارادہ ہے۔

(7) مرزا قادیانی سے اللہ تعالیٰ کا یہ بھی وعدہ تھا کہ وہ قتل وغیرہ کے منصوبوں سے بچایا جائے گا۔

(8) خدا کے پاسباں مرزا قادیانی کی حفاظت کرتے تھے۔

(9) بقول مرزا بشیر احمد، مرزا قادیانی کو خدا کی طرف سے ایسا رعب عطا ہوا تھا کہ بڑے سے بڑے دشمن بھی اس کے سامنے کانپنے لگ جاتے تھے۔

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی واقعی بہادر، دلیر اور نڈر تھا؟ کیا اسے اپنے الہامات پر پورا یقین تھا؟ اور کیا وہ جو کہتا تھا، اس پر پورا بھی اترتا تھا؟

سب سے پہلے میں قارئین کرام سے پُرزور درخواست کروں گا کہ وہ مرزا قادیانی کی بہادری کے سلسلہ میں اس کا تحریر کردہ کتابچہ ''ستارہ قیصرہ'' کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ ستارہ قیصرہ ایک خط ہے جو مرزا قادیانی نے ملکہ وکٹوریہ (والیۂ برطانیہ) کو لکھا۔ مرزا قادیانی نے اس خط میں ملکہ وکٹوریہ کی مبالغہ آمیز خوشامد کر کے اس کی شان میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں۔ ملکہ برطانیہ کی قصیدہ گوئی میں مرزا قادیانی اس حد تک آگے چلا گیا ہے کہ اسے پڑھ کر متلی ہونے لگتی ہے۔ چاپلوسی کی بھی کوئی انتہا ہوتی ہے۔ اس خط کا ایک ایک لفظ قادیانیت کی ذلت و رسوائی پر خدائی مہر ہے۔ اس خط کو پڑھنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی نبی نہیں بلکہ ایک اعلیٰ درجے کا جھولی چک اور میراثی تھا۔ اگر وہ اس تملق بھرے کتابچے کا نام ''ستارہ قیصرہ'' کی بجائے ''بھاگ لگے رہن!'' رکھ لیتا تو زیادہ بہتر تھا۔

پادریوں کی حمایت

قادیانی اکثر پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اسلام کی حقانیت ثابت کرنے کے لیے عیسائیت کے غلط عقائد کا جواب دیا اور اس طرح اسے کسرِ صلیب کا اعزاز

حاصل ہوا۔ لیجیے دیکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی عیسائیت کے غلط عقائد کے خلاف کام کرنے والوں کو کیا مشورہ دیتا ہے:

(250) ''یہ بھی تو سوچو کہ پادری صاحبوں کا مذہب ایک شاہی مذہب ہے۔ لہٰذا ہمارے ادب کا یہ تقاضا ہونا چاہیے کہ ہم اپنی مذہبی آزادی کو ایک طفیلی آزادی تصور کریں، اور اس طرح پر ایک حد تک پادری صاحبوں کے احسان کے بھی قائل رہیں۔ گورنمنٹ اگر ان کو باز پرس کرے تو ہم کس قدر باز پرس کے لائق ٹھہریں گے۔ اگر سبز درخت کاٹے جائیں تو پھر خشک کی کیا بنیاد ہے۔ کیا ایسی صورت میں ہمارے ہاتھ میں قلم رہ سکے گی؟ سو ہوشیار ہو کر طفیلی آزادی کو غنیمت سمجھو اور اس محسن گورنمنٹ کو دعائیں دو جس نے تمام رعایا کو ایک ہی نظر سے دیکھا۔''

(البلاغ صفحہ 24 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 392 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 755 پر)

View Proof

زلزلہ

مرزا قادیانی کا ایک الہام ہے:

(251) ''میں ہر ایک کو جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہے، بچا لوں گا۔ کوئی ان میں سے طاعون یا بھونچال سے نہیں مرے گا۔''

(حقیقت الوحی صفحہ 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 97 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 756 پر)

View Proof

لیکن ہوا کیا؟ مرزا قادیانی کے بیٹے کی زبانی سنیے!

(252) ''خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب 1905ء کا زلزلہ آیا تو میں بچہ تھا اور نواب محمد علی خان صاحب کے شہر والے مکان کے ساتھ ملحق حضرت صاحب کے مکان کا جو حصہ ہے، اس میں ہم دوسرے بچوں کے ساتھ چارپائیوں پر لیٹے ہوئے سو رہے تھے۔ جب زلزلہ آیا تو ہم سب ڈر کر بے تحاشا اٹھے اور ہم کو کچھ خبر نہیں تھی کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ صحن میں آئے تو اوپر سے کنکر روڑے برس رہے تھے۔ ہم بھاگتے ہوئے بڑے مکان کی طرف آئے وہاں حضرت مسیح

موعود اور والدہ صاحبہ کمرے سے نکل رہے تھے۔ ہم نے جاتے ہی حضرت مسیح موعود کو پکڑ لیا اور آپ سے لپٹ گئے۔ آپ اس وقت گھبرائے ہوئے تھے اور بڑے صحن کی طرف جانا چاہتے تھے۔ مگر چاروں طرف بچے چمٹے ہوئے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 26 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 757 پر)

View Proof

دوسرا بیان مرزا قادیانی کا اپنا ہے:

(253) "اور جس آنے والے زلزلہ سے میں نے دوسروں کو ڈرایا، ان سے پہلے میں آپ ڈرا اور اب تک قریباً ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں۔ میں واپس قادیان میں نہیں گیا۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 649 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 758 پر)

View Proof

انگریزی عدالت میں

مرزا قادیانی نے عدالتی حکم کی تعمیل کرتے ہوئے 26 فروری 1899ء کو ایک اشتہار شائع کیا جس کا عنوان تھا۔ "اپنے مریدوں کی اطلاع کے لیے۔" اس اشتہار میں مرزا قادیانی لکھتا ہے:

اپنے مریدوں کی اطلاع کے لیے

(254) جو پنجاب اور ہندوستان اور دوسرے ممالک میں رہتے ہیں اور نیز دوسروں کے لیے اعلان جو کہ ایک مقدمہ زیر دفعہ 107 ضابطہ فوجداری مجھ پر اور مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ پر عدالت جے۔ ایم ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں دائر تھا۔ بتاریخ 24 فروری 1899ء بروز جمعہ اس طرح پر اس کا فیصلہ ہوا کہ فریقین سے اس مضمون کے نوٹسوں پر دستخط کرائے گئے کہ آئندہ کوئی فریق اپنے کسی مخالف کی نسبت موت وغیرہ دل آزار مضمون کی پیشگوئی نہ کرے۔ کوئی کسی کو کافر اور دجال اور مفتری اور کذاب نہ کہے۔ کوئی کسی کو مباہلہ کے لیے نہ بلاوے۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 299 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 759 پر)

View Proof

اسی اشتہار میں مزید لکھتا ہے:

آئندہ پیش گوئی سے میری توبہ

(255) ''اور ہم تو ایک عرصہ گزر گیا کہ اپنے طور پر یہ عہد شائع بھی کر چکے کہ آئندہ کسی مخالف کے حق میں موت وغیرہ کی پیشگوئی نہیں کریں گے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 300 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 760 پر)

View Proof

حج نہ کرنے کی وجہ

ایک موقع پر مرزا قادیانی پر اعتراض ہوا کہ اگر آپ مسیح موعود ہیں تو آپ حج کے لئے کیوں نہیں جاتے؟ تو اس نے جواب میں کہا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ موقع پر لوگ مجھے قتل کر دیں۔ لہٰذا جان بچانی فرض ہے۔ مزید کہا:

(256) ''تمام مسلمان علماء اوّل ایک اقرار نامہ لکھ دیں کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار حلفی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 248، طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 761 پر)

View Proof

پولیس کا پہرہ

(257) ''حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت صاحب شروع دعویٰ مسیحیت میں دہلی تشریف لے گئے تھے اور مولوی نذیر حسین کے ساتھ مباحثہ کی تجویز ہوئی تھی، اس وقت شہر میں مخالفت کا سخت شور تھا۔ چنانچہ حضرت صاحب نے افسران پولیس کے ساتھ انتظام کر کے ایک پولیس مین کو اپنی طرف سے تنخواہ دینی کر کے مکان کی ڈیوڑھی پر پہرہ کے لیے مقرر کرا لیا تھا۔ یہ پولیس مین پنجابی تھا۔ اس کے علاوہ ویسے بھی مردانہ میں کافی احمدی حضرت صاحب کے ساتھ ٹھہرے ہوئے تھے۔''

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 64 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 762 پر)

View Proof

کتا محافظ

(258) ''ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنے گھر کی حفاظت کے لیے ایک دفعہ ایک گدی کتا بھی رکھا تھا۔ وہ دروازے پر بندھا رہتا تھا اور اس کا نام شیر و تھا۔ اس کی نگرانی بچے کرتے تھے یا میاں قدرت اللہ خان صاحب مرحوم کرتے تھے جو گھر کے دربان تھے۔''

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 298 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 763 پر)

View Proof

مناظرہ سے فرار

مرزا قادیانی نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کو مناظرے کا چیلنج دیا تو پیر صاحب نے اس چیلنج کو مرزا قادیانی کی تمام شرائط پر قبول کر لیا۔ لیکن جب مرزا قادیانی کو پتہ چلا کہ جناب پیر صاحب مناظرہ کے لیے لاہور تشریف لا رہے ہیں تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور مقررہ تاریخ کو وہ اس مناظرہ میں نہ آیا اور پیٹھ دکھا کر بھاگ گیا۔ بعد میں اس نے مندرجہ ذیل عذر کیا:

(259) ''اور میں بہر حال لاہور پہنچ جاتا مگر میں نے سنا ہے کہ اکثر پشاور کے جاہل سرحدی پیر صاحب کے ساتھ ہیں۔ اور ایسا ہی لاہور کے اکثر سفلہ اور کمینہ طبع لوگ گلی کوچوں میں مستوں کی طرح گالیاں دیتے پھرتے ہیں اور نیز مخالف مولوی بڑے جوشوں سے وعظ کر رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ تو اس صورت میں لاہور میں جانا بغیر کسی احسن انتظام کے کس طرح مناسب ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 461 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 764 پر)

View Proof

Back

معروف قادیانی مصنف، مورخ احمدیت، دوست محمد شاہد "قادیان کی گمنام حالت" کے عنوان سے لکھتا ہے:

"اُس زمانہ میں قادیان ایک انتہائی بے رونق گاؤں تھا۔ چنانچہ پیر سراج الحق نعمانی کی چشم دید شہادت ہے کہ جب آپ 1882ء میں قادیان گئے تو یہ بستی ویران پڑی تھی جس کے بازار خالی پڑے تھے اور بہت کم آدمی چلتے پھرتے نظر آتے تھے۔ بعض دکانیں ٹوٹی پھوٹی اور بعض غیر آباد خالی پڑی تھیں اور دو تین یا کم وبیش دکانیں نون مرچ کی تھیں، وہ بھی ایسی کہ اگر چار پانچ آنے کا مصالحہ خریدنے کا اتفاق ہو تو ان دکانوں سے بجز دو چار پیسہ کے نہیں مل سکتا تھا، اور تھوڑی تھوڑی ضرورتوں کے واسطے بٹالہ جانا پڑتا تھا۔ علیٰ ہذا القیاس اور چیزوں کا بھی یہی حال تھا۔ دو دکان حلوائیوں کی بھی تھی لیکن ان کی بے رونقی اور کم مائیگی کا یہ حال تھا کہ شاید دو تین پیسہ کی ریوڑیاں گڑ کی جن سے دانتوں کے بھی ٹوٹنے کا احتمال ہو، اگر کوئی خرید لے تو خریدے، ورنہ اور مٹھائی کے لیے مصالحہ کی طرح بٹالہ ہی یاد آئے۔ مجھے اب تک وہ دکان یاد ہے کہ جس میں کسی قدر نون مرچ اور کچھ تیل کے علاوہ دو چار تھان کپڑے کے بھی رکھے تھے، ایک تھان گاڑھے اور ادھوتر کا جس کو پنجابی میں کھدر کہتے ہیں اور ایک دو تھان کھٹیل قدسرخ کے جس کو الوان بھی کہتے ہیں اور شاید ایک دو تھان نکمی سی سوسی اور بھدی سی چھینٹ کے بھی رکھے ہوئے تھے جن کو جٹیوں کے سوا اور کوئی خریدنے کا نام تک نہ لے۔ اناج کی منڈی، سبزی کی منڈی یا اور کسی قسم کے فواکہ اور میوے کا تو ذکر کیا، گھی چاول دودھ کمیاب اور دیگر اشیائے ضروری مفقود۔ قصائی کی ایک دکان ایسی تھی کہ اگر قصاب کبھی شامت سے ایک بکرا ذبح کر لیتا تھا تو وہ بکرا اس کی جان کا وبال ہو جاتا تھا۔ اگر گرمیوں کا موسم ہے تو گل سڑ کر خراب ہو گیا اور جو سردیاں ہوئیں تو چار پانچ روز تک رکھ کر کچھ یہاں کچھ دیہات میں اناج کے بدلے بمشکل تمام بیچ کھوچ کر پورا کیا، جس میں نفع نقصان برابر سرابر..... جس

طرف دیکھو کچے مکان اور بے مرمت مکان پڑے تھے۔ ہاں مرزا قادیانی کا مکان پختہ تھا یا آپ کے بڑے بھائی کا لیکن وہ کچے مکانوں کی طرح مکان تھے، جو بعض حصہ ان کا زمین دوز تھا۔ اندر کا پانی باہر جانا برسات میں دشوار تھا جس کا نمونہ اب تک موجود ہے کہ مرزا قادیانی کے مکان کے ملحق مرزا غلام قادر قادیانی کا مکان ہے۔ مرزا قادیانی جس مکان میں جلوہ افروز تھے وہ ایک چھوٹا سا حجرہ تھا اور اب بھی ہے۔ اس میں دس پندرہ آدمیوں کے سوا زیادہ نہیں آ سکتے تھے، اس حجرہ کا نام بیت الفکر ہے۔ اس حجرے کے آگے ایک دالان تھا اور نیچے کے مکان میں بھی ایک دالان تھا اور ایک دو مکان اور مختصر سے تھے۔ اور ایک طرف کی عمارت خام تھی اور ایک گول کمرہ تھا جس کو تیار کرایا جاتا تھا یعنی کچھ حصہ اس کا بن چکا تھا اور کچھ بن رہا تھا، اور مسجد مبارک بھی اس وقت ناتمام تھی۔ معمار مزدور لگ رہے تھے اور اب تو اس مکان میں بہت سے مکان بعمارت پختہ عالی شان بن گئے ہیں۔ آپ کے ہاں لوگوں کی آمد و رفت بہت کم تھی یہاں تک کہ بعض دو دو چار چار یا دس دس کوس کے آدمی بھی آپ سے کم واقفیت رکھتے تھے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ اس وقت دو چار نمازی آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔ اکثر مرزا قادیانی نماز پڑھایا کرتے تھے اور کبھی میں ایک ہی مقتدی ہوتا تھا اور آپ امام، اور کبھی میں امام اور آپ مقتدی۔ سیر کا بھی یہی حال تھا کہ کبھی ایک دو آدمی ساتھ ہوتے تھے اور کبھی آپ اکیلے ہی سیر کو تشریف لے جاتے تھے۔ ایک دو ہندو اُس زمانہ میں آیا کرتے تھے۔ وہ ہندو آپ کے الہامات کو جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتے تھے لکھا کرتے تھے اور ہمیشہ آپ کی پیشگوئیوں کی تک و دو میں لگے رہتے تھے کہ آیا یہ پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں۔" (الحکم 30 اپریل 1902ء صفحہ 9) غرضیکہ اس وقت قادیان ایک ویرانے کا منظر پیش کر رہا تھا جس پر چاروں طرف غار کی سی تاریکی اور خاموشی مسلط تھی۔"

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 207، 208 از دوست محمد شاہد قادیانی)

اس کے برعکس مرزا قادیانی کی ہمیشہ یہ خواہش رہی کہ قادیان کسی نہ کسی طرح ایک عظیم الشان شہر بن جائے۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی نے کہا:

کشف کا قادیان

(260) ہم نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے۔ اونچی اونچی دو منزلی یا چومنزلی یا اس سے بھی زیادہ اونچے اونچے چبوتروں والی دوکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں اور موٹے موٹے سیٹھ، بڑے بڑے پیٹ والے، جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے، بیٹھے ہیں اور ان کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں، روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں اور قسما قسم کی دوکانیں خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں۔ یکے، بگھیاں، ٹم ٹم، فٹن، پالکیاں، گھوڑے، شکرمیں، پیدل اس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ مونڈھے سے مونڈھا بھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے۔"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 343 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 765 پر)

View Proof

معروف مصنف جناب پروفیسر محمد اسلم (سابق صدر شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی لاہور) اپنے "سفرنامہ ہند" میں قادیان کا آنکھوں دیکھا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"دو سال کے بعد مجھے دوبارہ امرتسر، بٹالہ اور قادیان جانے کا اتفاق ہوا۔ اس بار میں نے اکیلے ہی قادیاں میں گھوم پھر کر قصبے کا جائزہ لیا۔ وہاں اس وقت تیرہ صد قادیانی آباد تھے۔ ان میں اکثریت بہاریوں کی تھی۔ انھوں نے گزر بسر کے لیے تھوڑا بہت کام شروع کیا ہوا تھا۔ کوئی ریڈیو مرمت کرتا تھا۔ کسی نے بجلی کے سامان کی دکان کھولی ہوئی تھی۔ کوئی معمولی سا چائے کا ریسٹورنٹ چلا رہا تھا۔ ایک شخص بازار میں بیٹھا آئس کریم بیچ رہا تھا۔ ایک مرزائی سائیکلوں کو پنکچر لگا رہا تھا۔ غربت و افلاس کی جھلک ان کے چہروں سے نمایاں تھی۔ ان کا فقط یہی "کارنامہ" تھا کہ وہ قادیان میں آباد تھے۔ قادیان کی آبادی پندرہ ہزار نفوس پر مشتمل ہے جس میں تیرہ صد مرزائی ہیں اور وہ سمٹ سمٹا کر قادیاں کے ایک گوشے میں آ بسے ہیں۔ گلیوں اور بازاروں میں ہُو کا عالم تھا۔ کوئی ویرانی سی ویرانی تھی۔ مرزا قادیانی نے بربنائے الہام یہ بھی کہا تھا کہ ایک ایسا وقت بھی آنے والا ہے کہ لوگ لاہور کے بارے میں استفسار کریں گے تو انھیں بتایا جائے گا کہ اب وہ قادیاں کا ایک محلہ ہے۔ میں قادیاں کے ویران بازار میں کھڑا اس الہام پر غور کر رہا تھا تو اس الہام کے تار و پود تارِ عنکبوت کی طرح ہوا میں ہچکولے کھاتے ہوئے نظر آتے تھے۔ یہاں بڑی بڑی توندوں والے جواہرات کا کاروبار کرنے والے سیٹھ

تو کجا، خالی شکم مرجھائے ہوئے چہروں والے ٹٹ پونجیے دکاندار نظر آ رہے تھے جو قادیاں کے ایک گوشے میں سمٹ آئے تھے۔ قادیاں پھیلنے کی بجائے اب سمٹ چکا تھا..... بہشتی مقبرے سے نکل کر میں سیدھا بس سٹینڈ کی طرف روانہ ہوا، راستے میں ایک اور بات مشاہدہ میں آئی کہ گلیوں میں موٹے تازے چوہے مرے پڑے تھے۔ میں نے دل میں سوچا کہ شاید اس مقہور بستی میں کوئی وبا پھوٹنے والی ہے کیونکہ طاعون پھیلنے سے پہلے چوہے مرنے لگتے ہیں۔ بس سٹینڈ پر پہنچتے ہی مجھے بس مل گئی اور میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹے میں امرتسر پہنچ گیا۔"

خواب میں قادیان

(261) "مجھے یاد ہے اس میدان سے جاتے ہوئے حضرت مسیح موعود نے اپنا ایک رؤیا سنایا تھا کہ قادیان بیاس تک پھیلا ہوا ہے اور مشرق کی طرف بھی بہت دور تک اس کی آبادی چلی گئی ہے۔ اس وقت یہاں صرف آٹھ دس گھر احمدیوں کے تھے اور وہ بھی بہت تنگدست۔ باقی سب بطور مہمان آتے تھے۔"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 666 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 766 پر)

View Proof

دریائے بیاس قادیان سے تقریباً 60 کلومیٹر دور ہے۔ 22 جنوری 1886ء کو ہوشیار پور جاتے ہوئے مرزا قادیانی نے بذریعہ کشتی اس دریا کو عبور کیا تھا۔ اب اس پر پختہ پل تعمیر ہو چکا ہے۔ مرزا قادیانی کی خواہش تھی کہ قادیان، شیطان کی آنت کی طرح پھیل کر دریائے بیاس تک جا پہنچے مگر مرزا قادیانی کا یہ رویا بھی پورا نہ ہوا۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

لاہور بھی کوئی شہر ہوتا تھا

(262) "حضرت مسیح موعود نے ایک دفعہ طاعون کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: "ابھی کیا ہے۔ ابھی وہ دن آئیں گے جبکہ لوگ کہیں گے کہ

"لاہور بھی کوئی شہر ہوتا تھا۔"

لاہور کی تباہی کی پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں شائع ہو چکی تھی۔ وہ یہ ہے: ''لاہور کی نسبت کہا جاتا تھا کہ اس کی سرزمین میں ایسے اجزا ہیں کہ اس میں طاعونی کیڑے زندہ نہیں رہ سکتے۔ لیکن وہاں بھی طاعون نے آن ڈیرا ڈالا ہے۔ ابھی لوگوں کو معلوم نہیں ہے لیکن سالہا سال کے بعد لوگ دیکھیں گے کہ کیا ہوگا۔ کئی لوگ اور دیہات بالکل تباہ ہو جائیں گے۔ دنیا سے ان کا نام و نشان مٹ جائے گا اور ان کے آثار تک باقی نہ رہیں گے۔ لیکن یہ حالت قادیان پر وارد نہ ہوگی۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 676 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 767 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کا یہ خواب بھی اس کے جھوٹے مدعی نبوت ہونے کی بین دلیل ہے۔ مرزا قادیانی نے لاہور شہر کی تباہی کے بارے میں یہ پیش گوئی 1908ء میں کی تھی۔ پیش گوئی کے 2 ماہ بعد وہ لاہور میں ہی عبرتناک موت سے ہمکنار ہو کر سوئے جہنم واصل ہوا۔ مرزا قادیانی کی اس پیشگوئی کو تقریباً 100 سال پورے ہونے کو ہیں مگر لاہور ہے کہ پھلتا پھولتا ہی جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنی حفظ و امان میں رکھے! یہاں کئی جید اولیائے کرام کے علاوہ بے شمار نیک اور متقی آدمی استراحت فرما رہے ہیں۔ ان شاء اللہ یہ شہر ہمیشہ قائم رہے گا، اس کے برعکس قادیان و ربوہ، شہر سدوم، عمورہ اور ادمہ کی طرح جلد ہی حرف غلط کی طرح صفحہ ہستی سے مٹ جائیں گے۔

شہر لاہور تحفظ ختم نبوت کا مضبوط گڑھ ہے۔ 1953ء کی مقدس تحریک ختم نبوت میں 10 ہزار سے زائد زندہ دلان لاہور اپنے سروں کی فصل کٹوا کر یمامہ کے شاہسواروں کے ہم رکاب ہوئے اور اس طرح بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں باریاب ہوئے۔ لاہور کی فضاؤں میں اس کی بوئے جناں آج بھی محسوس ہوتی ہے۔ ان کی موت حیات جاوداں ہے۔ یہ لوگ فتح و ظفر کے روشن باب ہیں۔ ان کی قربانیوں کے نتیجہ میں قادیانی کبر و غرور کی ایسی کمر ٹوٹی کہ وہ 7 ستمبر 1974ء کو ملک کی منتخب پارلیمنٹ سے متفقہ طور پر غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

زندہ دلان شہر کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ جب آنجہانی مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء کو لاہور میں جہنم واصل ہوا تو انھوں نے اس گستاخ رسول جھوٹے مدعی نبوت کے جنازہ پر تاریخی کوڑا پاشی کی۔

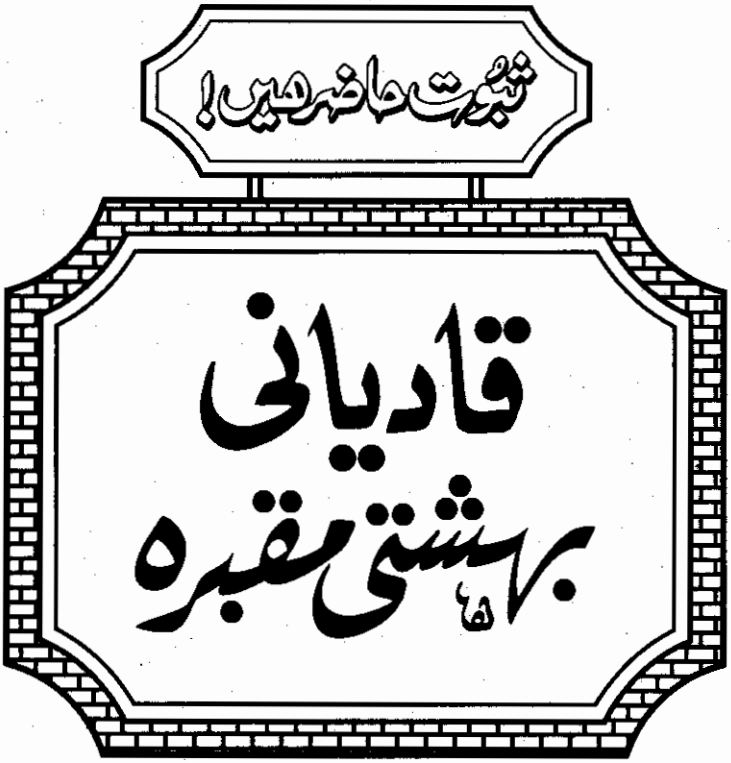

Back

بہشتی مقبرہ قادیانیوں کا ایک ایسا منافع بخش ادارہ ہے جو آنجہانی مرزا قادیانی نے اپنی نسل در نسل کے شاہانہ اخراجات کو پورا کرنے کے لیے قادیان میں قائم کیا۔ بعد میں پاکستان بننے کے بعد جب قادیانیوں نے چنیوٹ ضلع جھنگ کے قریب اپنا الگ شہر ''ربوہ'' بسایا تو بہشتی مقبرہ کی ایک برانچ یہاں بھی کھول دی گئی۔ معتبر ذرائع کے مطابق اب یورپ میں بھی اس کی برانچیں کھولنے پر غور ہو رہا ہے۔ نام نہاد بہشتی مقبرہ کی تقدیس کے متعلق مرزائیوں کے عقائد درج ذیل ہیں:۔

بہشتی مقبرہ بہشتی لوگ

(263) ''فرمایا کہ نماز (فجر) سے کوئی بیس یا پچیس منٹ پیشتر میں نے خواب دیکھا کہ گویا ایک زمین خریدی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کیا کریں تو کہا گیا کہ اس کا نام مقبرہ بہشتی ہے۔ یعنی جو اس میں دفن ہوگا، وہ بہشتی ہوگا۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی و الہامات صفحہ 360 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 768 پر)

View Proof

جنت ارضی

(264) ''فاوحی الی ربی واشار الی ارض وقال انها ارض تحتها الجنته فمن دفن فیها دخل الجنته و انه من الامنین.''

ترجمہ: خدا تعالیٰ نے مجھے وحی کی اور ایک زمین کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ وہ زمین ہے جس کے نیچے جنت ہے۔ پس جو شخص اس میں دفن ہوگا، وہ جنت میں داخل ہوا اور

وہ امن پانے والوں میں سے ہے۔

(حقیقۃ الوحی ضمیمہ الاستفتاء صفحہ 51 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 675 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 769 پر)

View Proof

(265) ''پھر بعد اس کے کشفی رنگ میں وہ مقبرہ مجھے دکھلایا گیا جس کا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے اور پھر الہام ہوا۔

''کل مقابر الارض لا تقابل ھذا الارض

یعنی ہند کے تمام قبرستان اس زمین سے مقابلہ نہیں کر سکتے۔ یعنی اس زمین کو جو برکتیں دی گئیں، وہ برکتیں تمام پنجاب اور ہندوستان میں کسی اور قبرستان کو نہیں دی گئیں۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 599، 600 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 770 پر)

View Proof

مرزا اور اس کے اہل وعیال کے لیے کوئی فیس نہیں

(266) ''میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثنا رکھا ہے، باقی ہر ایک مرد یا عورت ان کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔''

(الوصیت صفحہ 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 327 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 772 پر)

آپ مرزا قادیانی کی لالچی ذہنیت کا اندازہ کیجیے کہ اپنے اور اپنے خاندان کے لیے استثنا تراش لیا، مبادا اپنی جائیدادوں کا 1/10 مرکز کو نہ دینا پڑ جائے۔ گویا ذرا بھی حوصلہ نہیں ہے وگرنہ قادیانی خزانہ عامرہ ''خاندانِ نبوت'' کے ہی تصرف میں رہا ہے۔

View Proof

بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی وصیت نہ کرنے والا منافق

(267) ''حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے جو وصیت نہیں کرتا، وہ منافق ہے اور وصیت کا کم از کم چندہ 1/10 حصہ مال کا رکھا ہے جس میں عام چندہ جو وقتاً فوقتاً کرنا پڑے، شامل نہیں۔''

(منہاج الطالبین صفحہ 16 مندرجہ انوار العلوم جلد 9 صفحہ 166 از مرزا بشیر الدین محمود)

(عکس صفحہ نمبر 773 پر)

View Proof

بہشت سے اخراج، چندہ ضبط

❑ ''بموجب ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کیا گیا ہے کہ جو مومن وصیت کا چندہ واجب ہونے کی تاریخ کے چھ ماہ بعد تک رقم وصیت ادا نہ کرے گا۔ نہ دفتر سے اپنی معذوری بتا کر مہلت حاصل کرے گا۔ اس کی وصیت انجمن کار پرداز ان مصالح قبرستان کو منسوخ کرنے کا کامل اختیار ہے اور جس قدر روپیہ وہ وصیت میں ادا کر چکا ہے۔ اس کے واپس لینے کا موصی کو حق نہ ہوگا۔'' (سیکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان)

(اخبار الفضل قادیان جلد 24 نمبر 62 مورخہ 11 ستمبر 1936ء)

دائمی جنت

❑ یہ وہ نعمت ہے کہ جس کو آدم کے وقت سے اس وقت تک کے لوگ ترستے مر گئے۔ گویا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آدم اول کو جب شیطان نے ایک عارضی بہشت سے نکالا تھا تو اس کی تلافی کے لیے چھ ہزار سال بعد پھر آدم ثانی کی معرفت یہ محکمہ دائمی جنت میں داخل ہونے کا اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کے لیے کھولا ہے۔ (فردوس اعلیٰ عارضی جنت، بہشتی مقبرہ دائمی جنت نعوذ باللہ) اگلے زمانہ میں انبیا اپنے بعض خاص خاص مقبروں کو بہشت میں داخل ہونے کی بشارت دیا کرتے تھے اور یہاں تو یہ نظر آتا ہے کہ بہشت کا دروازہ کھل گیا ہے۔ صرف ذرا کھڑا ہونے اور قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان جلد 24 نمبر 65، 15 ستمبر 1936ء)

ابوبکرؓ و عمرؓ کی سی فضیلت

❑ آج تمھارے لیے ابوبکرؓ و عمرؓ سی فضیلت حاصل کرنے کا موقع ہے اور وہ بہشتی مقام موجود ہے جہاں تم وصیت کر کے اپنے پیارے آقا المسیح الموعود کے قدموں میں دفن ہو سکتے ہو۔ اور چونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح موعود رسول کریمؐ کی قبر میں دفن ہوگا اس لیے تم اس مقبرہ میں دفن ہو کر خود رسول اکرمؐ کے پہلو میں دفن ہو گئے۔ اور تمھارے لیے اس خصوصیت

میں ابوبکرؓ کے ہم پلہ ہونے کا موقع ہے۔"

(اعلان مندرجہ الفضل قادیان جلد سوم نمبر 99، 2 فروری 1915ء)

بہشتی مقبرہ

(268) "خدا نے مجھے میری وفات سے اطلاع دی ہے اور مجھے مخاطب کر کے میری زندگی کی نسبت فرمایا کہ بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں اور فرمایا کہ تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئے گا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ضرور ہے کہ میری وفات سے پہلے دنیا پر کچھ حوادث پڑیں اور کچھ عجائبات قدرت ظاہر ہوں تا دنیا ایک انقلاب کے لیے طیار ہو جائے اور اس انقلاب کے بعد میری وفات ہو اور مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے تب ایک مقام پر اس نے پہنچ کر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے۔ پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے اور ایک جگہ مجھے دکھلائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کے لیے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے لیکن چونکہ موقع کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں۔ اس لیے یہ غرض مدت دراز تک معرض التوا میں رہی۔ اب اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات کے بعد جب کہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی، میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے، اس لیے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کے لیے تجویز کی اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے۔"

(الوصیت صفحہ 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 316 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 774 پر)

مرزا قادیانی کی یہ انوسٹ منٹ بے حد کامیاب رہی ہے..... قادیانیو! ٹکٹ کٹاؤ! لین بناؤ..... کہنے کہنے جانا، بہشتی مقبرہ!!! انسانی کمزوریوں کو Exploit کرنے کی ایسی مثال مذہب کی تاریخ میں کہیں کم ہی ملے گی۔

View Proof

بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے کی شرائط

(269) ''رسالہ الوصیت کے متعلق چند ضروری امر قابل اشاعت ہیں جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں:

(1) اول یہ کہ جب تک انجمن کا رپرداز مصالح قبرستان اس امر کو شائع نہ کرے کہ قبرستان باعتبار لوازم ضروری کے من کل الوجوہ طیار ہوگیا ہے اس وقت تک جائز نہ ہوگا کہ اس کی میت جس نے رسالہ الوصیت کی شرائط کی پابندی کی ہے، قبرستان میں دفن کرنے کے لیے لائی جائے بلکہ پل وغیرہ لوازم ضروریہ کا پہلے طیار ہوجانا ضروری ہوگا اور اس وقت تک میت ایک صندوق میں امانت کے طور پر کسی اور قبرستان میں رکھی جائے گی۔

(2) ہر ایک صاحب جو شرائط رسالہ الوصیت کی پابندی کا اقرار کریں ضروری ہوگا کہ وہ ایسا اقرار کم سے کم دو گواہوں کی ثبت شہادت کے ساتھ اپنے زمانہ قائمی ہوش و حواس میں انجمن کے حوالہ کریں اور تصریح سے لکھیں کہ وہ اپنی کل جائداد منقولہ و غیر منقولہ کا دسواں حصہ اشاعت اغراض سلسلہ احمدیہ کے لیے بطور وصیت یا وقف دیتے ہیں۔ اور ضروری ہوگا کہ وہ کم سے کم دو اخبار میں اس کو شائع کرادیں۔

(3) انجمن کا یہ فرض ہوگا کہ قانونی اور شرعی طور پر وصیت کردہ مضمون کی نسبت اپنی پوری تسلی کر کے وصیت کنندہ کو ایک سرٹیفکیٹ اپنے دستخط اور مہر کے ساتھ دے دیں اور جب قواعد مذکور بالا کی رو سے کوئی میت اس قبرستان میں لائی جائے تو ضروری ہوگا کہ وہ سرٹیفکیٹ انجمن کو دکھلا دیا جائے اور انجمن کی ہدایت اور موقع نمائی سے وہ میت اس موقع میں دفن کی جائے جو انجمن نے اس کے لیے تجویز کیا ہے۔

(4) اس قبرستان میں بجز کسی خاص صورت کے جو انجمن تجویز کرے، نابالغ بچے دفن نہیں ہوں گے کیونکہ وہ بہشتی ہیں اور نہ اس قبرستان میں اس میت کا کوئی دوسرا عزیز دفن ہوگا جب تک وہ اپنے طور پر کل شرائط رسالہ الوصیت کو پورا نہ کرے۔

(5) ہر ایک میت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوئی ان کو بجز صندوق قادیان میں لانا ناجائز ہوگا اور نیز ضروری ہوگا کہ کم سے کم ایک ماہ پہلے اطلاع دیں تا کہ انجمن کو اگر

اتفاقی موانع قبرستان کے متعلق پیش آ گئے ہوں، ان کو دور کر کے اجازت دے۔

(6) اگر کوئی صاحب خدانخواستہ طاعون کی مرض سے فوت ہوں جنہوں نے رسالہ الوصیت کے تمام شرائط پورے کر دیئے ہوں ان کی نسبت یہ ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علیحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کیے جائیں اور دو برس کے بعد ایسے موسم میں لائے جائیں کہ اس فوت ہونے کے مقام اور قادیان میں طاعون نہ ہو۔ (گویا طاعون سے متوفی پر دو برس تک بہشتی مقبرہ کی رحمتیں نازل نہیں ہوتیں۔ مرتب)

(7) یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جائے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لیے ممکن ہے، پابند احکام اسلام ہو اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو اور مسلمان، خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسولؐ پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔

(8) اگر کوئی صاحب دسویں حصہ جائداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً ان کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پاویں جہاں سے میت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا کہ گویا وہ اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے اور اس پر واقعات لکھے جائیں۔

(9) انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا، اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے۔ اور ان اغراض میں سے سب سے مقدم اشاعت اسلام ہوگی اور جائز ہوگا کہ انجمن باتفاق رائے اس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ ترقی دے۔

(10) انجمن کے تمام ممبر ایسے ہوں گے کہ جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانتدار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے یا یہ کہ وہ دیانت دار نہیں یا یہ کہ وہ ایک چالباز ہے اور دنیا کی ملونی اپنے اندر رکھتا ہے تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنے مجمع سے خارج کرے اور اس کی

جگہ کوئی اور مقرر کرے۔

(11) اگر وصیتی مال کے متعلق کوئی جھگڑا پیش آئے تو اس جھگڑے کی پیروی میں جو اخراجات ہوں، وہ تمام وصیتی مالوں میں سے دیئے جائیں گے۔

(12) اگر کوئی شخص وصیت کر کے پھر اپنے کسی ضعف ایمان کی وجہ سے اپنی وصیت سے منکر ہو جائے یا اس سلسلے میں روگردان ہو جائے تو گو انجمن نے قانونی طور پر اس کے مال پر قبضہ کر لیا ہو۔ پھر بھی جائز نہ ہوگا کہ وہ مال اپنے قبضہ میں رکھے، بلکہ وہ تمام مال واپس کرنا ہوگا۔ کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہیں اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور رد کرنے کے لائق ہے۔

(13) چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لیے اس انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔

(14) جائز ہوگا کہ اس انجمن کی تائید اور نصرت کے لیے دور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں جو اس کی ہدایت کی تابع ہوں اور جائز ہوگا کہ اگر وہ ایسے ملک میں ہوں کہ وہاں سے میت کو لانا متعذر ہے تو اسی جگہ میت کو دفن کر دیں اور ثواب سے حصہ پانے کی غرض سے ایسا شخص قبل از وفات اپنے مال کے دسویں حصہ کی وصیت کرے اور اس وصیتی مال پر قبضہ کرنا اس انجمن کا کام ہوگا جو اس ملک میں ہی ہے اور بہتر ہوگا کہ وہ روپیہ اسی ملک کے اغراض دینیہ کے لیے خرچ ہو اور جائز ہوگا کہ کوئی ضرورت محسوس کر کے وہ روپیہ اس انجمن کو دیا جائے جس کو ہیڈ کوارٹر یعنی مرکز مقامی قادیان ہوگا۔

(15) یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے اور جائز ہوگا کہ وہ آئندہ ضرورتیں محسوس کر کے اس کام کے لیے کوئی کافی مکان طیار کریں۔

(16) انجمن میں کم سے کم ہمیشہ ایسے دو ممبرز رہنے چاہئیں جو علم قرآن اور حدیث سے بخوبی واقف ہوں اور تحصیل علم عربی رکھتے ہوں اور سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کو یاد رکھتے ہوں۔

(17) اگر خدانخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ الوصیت کی رو سے وصیت کرتا ہے، مجذوم ہو جس کی جسمانی حالت اس لائق نہ ہو جو وہ اس قبرستان میں لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہری مناسب نہیں ہے اس قبرستان میں لایا جائے لیکن اگر اپنی وصیت پر قائم ہوگا تو اس کو وہی درجہ ملے گا جیسا کہ دفن ہونے والے کو۔

(18) اگر کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہ رکھتا ہو اور بایں ہمہ ثابت ہو کہ وہ ایک صالح درویش ہے اور متقی اور خالص مومن ہے اور کوئی حصہ نفاق یا دنیا پرستی یا قصور اطاعت کا اس کے اندر نہ ہو تو وہ بھی میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی اتفاق رائے سے اس مقبرہ میں دفن ہوسکتا ہے۔

(19) اگر کوئی شخص خدا تعالےٰ کی خاص وحی سے رد کیا جائے تو گو وصیتی مال بھی پیش کرے تاہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا۔

(20) میری نسبت اور میرے اہل وعیال کی نسبت خدا نے استثنا رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت اُن کو ان شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔"

(رسالہ الوصیت صفحہ 25 تا 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 323 تا 327 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 775 تا 779 پر)

View Proof

جناب پروفیسر محمد اسلم "بہشتی مقبرہ" کے بارے میں آنکھوں دیکھا حال لکھتے ہیں:

"تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کے ساتھ والی گلی میں مہمان خانہ بھی ہے، جہاں مجھے گذشتہ سفرِ قادیان میں قیام کرنے کی دعوت ملی تھی۔ اسی گلی کے خاتمہ پر ایک بڑا سا جوہڑ ہے جسے عرف عام میں "ڈھاب" کہتے ہیں۔ اسی ڈھاب میں ہوس کا شکار معصوم لڑکیاں اپنے گناہوں پر پردہ ڈالنے کی غرض سے خودکشی کیا کرتی تھیں یا ان کا گلا گھونٹ کر رات کے اندھیرے میں ڈھاب میں پھینک دیا جاتا تھا۔ میں اسی خونی ڈھاب کے کنارے چلتا ہوا بہشتی مقبرے کی طرف بڑھا۔ ڈھاب سے بہشتی مقبرے کا فاصلہ بمشکل ایک فرلانگ ہوگا۔ مقبرے کے اردگرد ایک مضبوط اور بلند چار دیواری ہے۔ میں ایک آہنی پھاٹک سے گزر کر بہشتی مقبرے میں داخل ہوا۔ کلکتہ کے ایک مرزائی تاجر نے بہشتی مقبرے کی آرائش کے لیے کافی رقم خرچ

کی ہے۔ میں پھاٹک سے گزر کر سیدھا جنازہ گاہ کی طرف بڑھا۔ اس کے قریب ہی درختوں کے ایک جھنڈ میں ایک پتھر نصب ہے جس پر ''ظہور قدرت ثانیہ'' کندہ ہے۔ اس پتھر پر منقوش ایک عبارت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نماز جنازہ کے بعد اس مقام پر حکیم نورالدین بھیروی کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہوئی تھی۔ اس روایت کے راوی ''بھائی عبدالرحمٰن قادیانی'' کا نام بھی پتھر پر درج ہے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں مرزا غلام احمد قادیانی کو الہام ہوا تھا کہ وہ مسیح موعود ہے۔ بھائی عبدالرحمٰن پیدائشی سکھ تھا لیکن بعد میں مرزائی ہو گیا تھا۔ اس کا شمار مرزا قادیانی کے خواص میں ہوتا ہے۔ وہ اس بیعت کا عینی شاہد تھا، اس لیے اس کی روایت اور نشاندہی پر اس تاریخی مقام پر پتھر نصب کر دیا گیا ہے۔

بھائی عبدالرحمٰن آزادی کے بعد پاکستان آ گیا تھا۔ اس کا انتقال ربوہ میں ہوا اور اس کی میت تدفین کے لیے قادیان لے جائی گئی اور اسے بہشتی مقبرہ میں ''خواص'' کی صف میں دفن کیا گیا۔ یہ پہلی اور غالباً آخری مثال ہے کہ کسی مرزائی کی میت تدفین کے لیے پاکستان سے قادیان لے جائی گئی ہو، ورنہ مرزا بشیرالدین محمود اور ان کی ماں نصرت جہاں بھی اس ''سعادت'' سے محروم رہے ہیں۔ ربوہ میں بشیرالدین محمود کی قبر پر ایک تختی نصب ہے جس پر یہ لکھا ہوا ہے کہ اس کے معتقدین کا یہ فرض ہے کہ جب بھی موقع ملے اس کا تابوت ربوہ سے قادیان پہنچا دیا جائے۔ بہشتی مقبرہ میں غلام احمد متنبی کی قبر کے دائیں جانب حکیم نورالدین کی قبر ہے اور بائیں طرف نصرت کے لیے جگہ مخصوص ہے۔

نصرت سے یاد آیا۔ مولانا احمد سعید دہلویؒ بیان کیا کرتے تھے کہ جب نصرت کا غلام احمد کے ساتھ نکاح ہوا تو دلی والیاں اسے وداع کرنے آئیں۔ انھوں نے نصرت کو مخاطب کر کے کہا ''اری نصو سنا ہے کہ تمہارا نکاح کسی پنجابی نبی کے ساتھ ہوا ہے۔'' دلی میں پنجابی کو گنوار سمجھا جاتا ہے اور اس پر طرہ یہ کہ وہ متنبی بھی ہے۔ مولانا احمد سعید کی کرخنداری زبان میں یہ دلچسپ جملہ سن کر جو لطف آتا تھا، وہ بیان سے باہر ہے۔

میں جنازہ گاہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کی قبر کی طرف چلا۔ مرزا اور اس کے رشتہ داروں اور خاص خاص دوستوں اور حواریوں کی قبریں ایک مخصوص احاطے کے اندر ہیں۔ اس احاطے کے باہر ایک ہینڈ پمپ نصب ہے جس کا پانی مرزائیوں کے نزدیک کوثر و سلسبیل کے پانی کا حکم رکھتا ہے۔ مجھے اس وقت پیاس محسوس ہو رہی تھی لیکن اس کے باوجود میں نے اس

پمپ کا پانی پینا مناسب نہ سمجھا۔

مرزا غلام احمد اور حکیم نورالدین کی قبروں کے جانب غرب ایک ''مواجہہ'' بنایا گیا ہے اور ایک ایسا ہی مواجہہ جانب جنوب بھی ہے جسے میں اپنے پہلے سفر قادیان میں نہیں دیکھ سکا تھا۔ جنوبی مواجہے کے قریب مرزا بشیرالدین محمود کی تین بیویاں دفن ہیں۔ ان میں سے ایک بیوی ام طاہر سابق قادیانی سربراہ مرزا طاہر کی ماں ہے۔ دوسری بیوی سارہ کے بطن سے طاہر احمد کا حریف مرزا رفیع احمد ہے۔ تیسری بیوی کا نام اس وقت میرے ذہن میں نہیں رہا۔ وہ لجنہ اماءاللہ کی سیکرٹری تھی۔

ان میں سے ایک بیوی کی لوحِ مزار پر بشیرالدین محمود نے ایک طویل عبارت کندہ کروائی ہے اور اس میں اس بات کا ادعا کیا گیا ہے کہ مرزا بشیرالدین محمود کے لیے اس کا انتخاب مرزا غلام احمد نے بذریعہ الہام کیا تھا۔ چند روز قبل میں نے اس کا ذکر مرزا شفیق سے کیا تو انھوں نے کہا کہ باپ کے لیے بذریعہ الہام جس خاتون (محمدی بیگم) کا انتخاب خالق کون ومکان نے کیا تھا، وہ تو اسے مل نہ سکی، بیٹے کو وحی کے ذریعہ کیسے مل گئی؟

بہشتی مقبرے میں مدفون لوگوں کی قبروں کے اندر جو حالت ہوگی، وہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ امام حسن بصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ جس خطۂ زمین کو شہرِ خموشاں کہتے ہیں، اگر انھیں یہ معلوم ہو جائے کہ وہاں مدفون لوگوں کے ساتھ کیا بیت رہی ہے تو لوگ مارے ڈر کے اپنے مردے وہاں لانے سے انکار کر دیں۔ بس ایسا ہی معاملہ بہشتی مقبرہ میں دفن مردوں کے ساتھ پیش آ رہا ہوگا۔'' (سفرنامہ ہنداز پروفیسر محمد اسلم سابق صدر شعبہ تاریخ پنجاب یونیورسٹی لاہور)

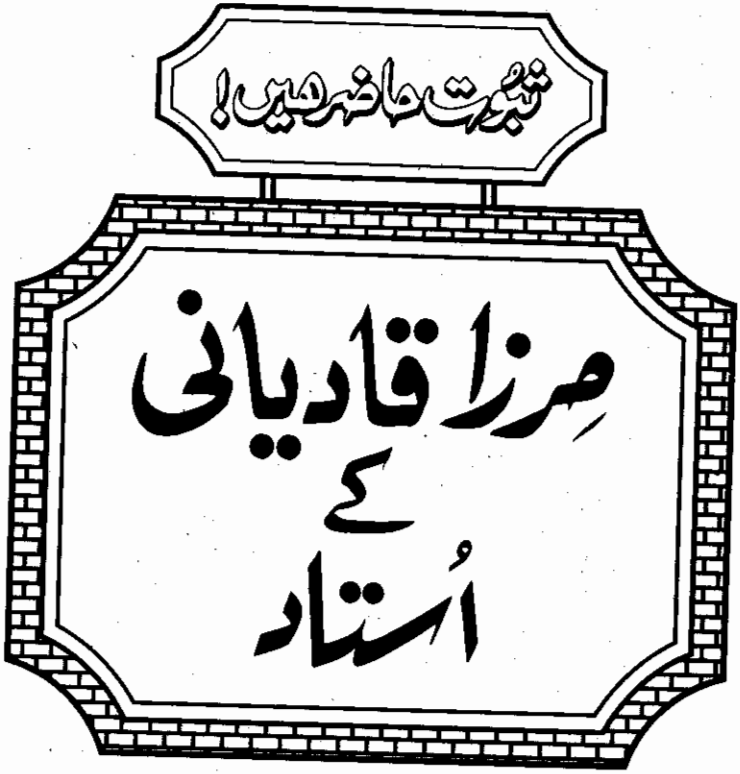

Back

ہر طالب علم کا فرض ہے کہ وہ اپنے استاد کا ادب و احترام کرے۔ جس طرح مریض طبیب کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا ہے، اس طرح ہر طالب علم استاد کے سامنے تواضع کا مظاہرہ کرے۔ اگر کسی شاگرد کے دل میں اپنے استاد کے خلاف نفرت و بغض ہوگا تو وہ علم تو درکنار، تزکیہ نفس بھی حاصل نہ کر سکے گا۔ مشہور کہاوت ہے: با ادب، با نصیب، بے ادب بے نصیب! آنجہانی مرزا قادیانی ہمیشہ بے ادب اور بے نصیب رہا۔ وہ علم کے میدان میں ''تیس مار خاں'' تھا۔ ڈینگیں مارنا، بے پر کیاں اڑانا، شیخیاں بگھارنا، لاف زنی کرنا اس کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ اس کے کئی اساتذہ تھے۔ مگر وہ ان سب کا انکاری ہے۔ بلکہ اپنی کتابوں میں ان کا تذکرہ بھی بڑی حقارت سے کرتا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں اپنے اساتذہ کے بارے مرزا قادیانی کا طرز عمل!

مہدی کسی کا شاگرد نہیں ہوتا

(270) ''مہدی کے مفہوم میں یہ معنی ماخوذ ہیں کہ وہ کسی انسان کا علم دین میں شاگرد یا مرید نہ ہو۔ اور خدا کی ایک خاص تجلی تعلیم لدنی کے نیچے وائی طور پر نشوونما پاتا ہو جو روح القدس کے ہر ایک تمثل سے بڑھ کر ہے اور ایسی تعلیم پانا صفت محمدیؐ ہے۔''

(اربعین نمبر 2 صفحہ 19 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 360، 361 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 780 پر)

View Proof

مہدی کے لیے ضروری ہے.....

(271) ''مہدی کے لیے ضروری ہے کہ آدم وقت ہو اور اس کے وقت میں دنیا بکلی بگڑ گئی

ہو اور نوع انسان میں سے اس کا دین کے علوم میں کوئی استاد اور مرشد نہ ہو بلکہ اس لیاقت کا آدمی کوئی موجود ہی نہ ہو اور محض خدا نے اسرار اور علوم آدم کی طرح اس کو سکھائے ہوں۔"

(اربعین نمبر 2 صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن، جلد 17 صفحہ 360 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 781 پر)

View Proof

مذکورہ تحریر میں مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ "مہدی کے لئے ضروری ہے کہ وہ آدم وقت ہو۔" اس تحریر کی روشنی میں مرزا قادیانی مہدی نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کا دعویٰ ہے کہ وہ آدم زاد نہیں ہے۔ مرزا قادیانی کہتا ہے:

(272) "کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 127 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 782 پر)

View Proof

نبی کا کوئی استاد نہیں ہوتا

(273) "لاکھ لاکھ حمد اور تعریف اس قادر مطلق کی ذات کے لائق ہے کہ جس نے ساری ارواح اور اجسام بغیر کسی مادہ اور ہیولیٰ کے اپنے ہی حکم اور امر سے پیدا کر کے اپنی قدرت عظیمہ کا نمونہ دکھلایا اور تمام نفوسِ قدسیہ انبیا کو بغیر کسی استاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوضِ قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا۔"

(دیباچہ براہین احمدیہ جلد اوّل صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 16 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 783 پر)

View Proof

میرے کئی استاد تھے

(274) "جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لیے نوکر رکھا گیا،

جنھوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لیے مقرر کیے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی، اس لیے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے، وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔"

(کتاب البریہ صفحہ 162 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 180، 181 [حاشیہ] از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 784، 785 پر)

View Proof

بیٹے کی تصدیق

(275) "خاکسار عرض کرتا ہے کہ جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے حضرت مسیح موعود کی زندگی کے مندرجہ ذیل واقعات ذیل کے سنین میں وقوع پذیر ہوئے ہیں:۔ واللہ اعلم!

1836ء یا 1837ء۔ ولادت حضرت مسیح موعود۔

1842ء یا 1843ء۔ ابتدائی تعلیم از منشی فضل الٰہی صاحب۔

1846ء یا 1847ء۔ صرف و نحو کی تعلیم از مولوی فضل احمد صاحب۔

1852ء یا 1853ء۔ حضرت مسیح موعود کی پہلی شادی (غالباً)۔

1853ء یا 1854ء۔ نحو و منطق و حکمت و دیگر علوم مروجہ کی تعلیم از مولوی گل علی شاہ صاحب اور اسی زمانہ کے قریب بعض کتب طب اپنے والد ماجد سے۔"

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 150 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 786 پر)

View Proof

حلفاً کہتا ہوں میرا کوئی استاد نہیں

(276) ''سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا، سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کرے گا۔ اور قرآن اور حدیث میں کسی استاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔ یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔''

(ایام الصلح صفحہ 168 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 394 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 787 پر)

مرزا قادیانی نے مذکورہ عبارت میں حلفاً یعنی قسم اٹھا کر کہا ہے کہ میرا کوئی استاد نہیں۔ قسم کے بارے میں مرزا قادیانی کا کہنا ہے۔

View Proof

قسم کی اہمیت

(277) "والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاهر لا تاویل فیه ولا استثناء والا فای فائدة کانت فی ذکر القسم."

ترجمہ: ''قسم اس امر کی دلیل ہے کہ خبر اپنے ظاہر پر محمول ہے۔ اس میں نہ تاویل ہے نہ استثنا۔ ورنہ قسم سے بیان کرنے کا کیا فائدہ۔''

(حاشیہ حمامتہ البشریٰ صفحہ 26 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 192 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 788 پر)

View Proof

اس عبارت کی رو سے کوئی قادیانی اپنے گرو گھنٹال مرزا قادیانی کے اساتذہ کے حوالے سے کوئی تاویل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے قسم اٹھا کر کہا ہے کہ میرا کوئی استاد نہیں اور بقول مرزا قادیانی جب کوئی بات قسم اٹھا کر کہی جائے تو اس میں کوئی تاویل نہیں کرنی چاہیے۔

قارئین کرام! آپ مرزا قادیانی کی تحریروں سے خود اندازہ لگا لیں کہ ایک طرف وہ قسم اٹھا کر کہتا ہے کہ میرا کوئی استاد نہیں کیونکہ نبی یا مہدی کا کوئی استاد نہیں ہوتا، اس لیے کہ وہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے علم حاصل کرتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس مرزا قادیانی کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ اس نے کئی اساتذہ سے علم حاصل کیا۔

اپنے استاد کی تعریف

(278) ''ہمارے استاد ایک شیعہ تھے۔ گل علی شاہ ان کا نام تھا۔ کبھی نماز نہ پڑھا کرتے تھے۔ منہ تک نہ دھوتے تھے۔'' (یقیناً مرزا قادیانی نے ایسے ہی لوگوں سے ٹیوشن پڑھی ہوگی۔ مرتب)۔
(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 583 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 789 پر)

View Proof

❑ ''آج سے تیس سال قبل بہت سے لوگ ایسے تھے جو حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے متعلق کہتے تھے انھیں اردو بھی نہیں آتی اور عربی دوسروں سے لکھا کر اپنے نام سے شائع کرتے ہیں۔ بعض لوگ کہتے مولوی نورالدین آپ کو کتابیں لکھ کر دیتے ہیں۔ خود حضرت مسیح موعود کو بھی یہ دعویٰ نہ تھا کہ آپ نے ظاہری علوم کہیں پڑھے۔ آپ فرمایا کرتے میرا ایک استاد تھا جو افیم کھایا کرتا تھا اور حقہ لے کر بیٹھ رہتا تھا۔ کئی دفعہ پینک میں اس سے اس کے حقہ کی چلم ٹوٹ جاتی۔ ایسے استاد نے پڑھانا کیا تھا۔ غرض آپ کو لوگ جاہل اور بے علم سمجھتے تھے۔''
(تقریر مرزا بشیر الدین محمود، خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان، جلد 16، نمبر 62، صفحہ 8، مورخہ 5 فروری 1929ء)

دیکھیے کس طرح تصدیق پر تصدیق ہو رہی ہے کہ مرزا قادیانی کے ٹیوٹرز بھی اس جیسے تھے۔ لیکن شاید نہیں۔

گرو جو کہ تھا وہ تو گُو ہوگیا
دلے اس کا چیلا شکر ہوگیا

جو ''ناموری'' مرزا قادیانی کے حصے میں آئی ہے، استاد بے چارے تو بہت پیچھے رہ گئے۔

شاگرد، استاد کی مانند ہوتا ہے

❑ ''شاگرد اپنے استاد سے بڑا نہیں ہوتا اور نہ نوکر اپنے مالک سے۔ شاگرد کے لیے یہ کافی ہے کہ اپنے استاد کی مانند ہو۔''

(متی باب 10 فقرہ 24، 25)

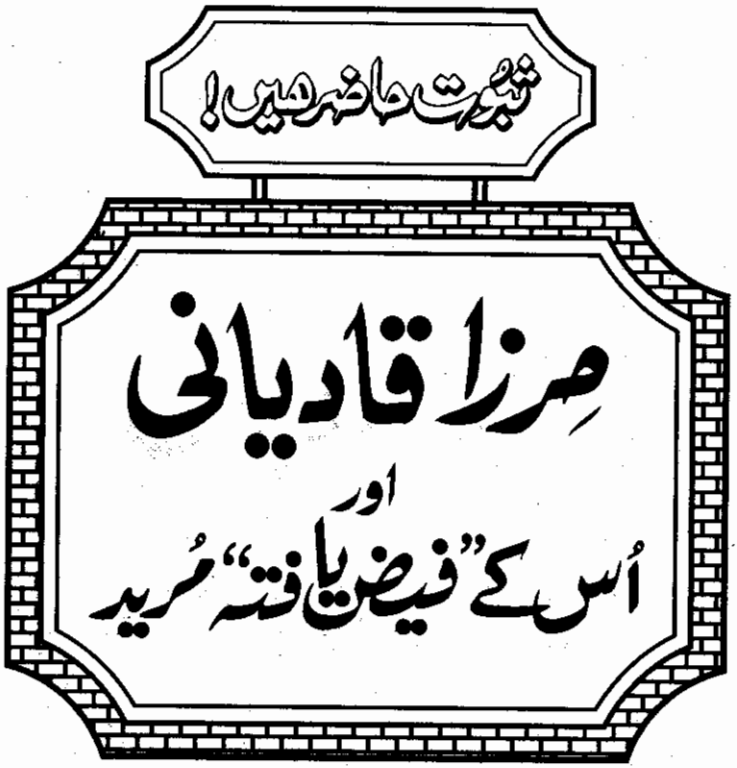

Back

قادیان کے جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب ''خطبہ الہامیہ'' میں لکھا ہے کہ جو شخص میری جماعت میں داخل ہوا، درحقیقت وہ ''صحابہ'' کی جماعت میں داخل ہوا۔ (خطبہ الہامیہ صفحہ 171 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 258 از مرزا قادیانی) ظاہر ہے جب کوئی آدمی کسی جماعت کا پیروکار بن جاتا ہے تو وہ اس سے اثر لیتا ہے۔ اردو کی ایک کہاوت ہے کہ گوہ کا کیڑا گوہ ہی میں خوش رہتا ہے۔ یعنی بری صحبت میں رہنے والا اس محفل کا ضرور اثر لیتا ہے اور اس میں خوش رہتا ہے۔ ایک اور مثل مشہور ہے: ''جیسا راجا ویسی پرجا'' جس طرح سونے کا کھوٹا اور کھرا پن کسوٹی پر پرکھنے سے معلوم ہوتا ہے، اس طرح ہم مرزا قادیانی کے نام نہاد ''صحابہ'' کو بھی اخلاقیات کی کسوٹی پر پرکھ کر دیکھ لیتے ہیں کہ وہ کس قماش کے لوگ تھے۔

گرو جنہاں دے ٹپنے۔ چیلے انہاں دے شڑپ۔ (یعنی جن کے گرو تیز رو ہوں، ان کے چیلے چانٹے اس سے بھی تیز چلنے والے ہوتے ہیں)۔ صفحات کی کمی کے پیش نظر صرف چند حوالے بطور نمونہ مشتے از خروارے پیش خدمت ہیں:۔

نماز میں نامناسب تکلیف

(279) ''قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت اقدس حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے ساتھ اس کوٹھڑی میں نماز کے لیے کھڑے ہوا کرتے تھے جو مسجد مبارک میں بجانب مغرب تھی مگر 1907ء میں جب مسجد مبارک وسیع کی گئی تو وہ کوٹھڑی منہدم کر دی گئی۔ اس کوٹھڑی کے اندر حضرت صاحب کے کھڑے ہونے کی وجہ اغلباً یہ تھی کہ قاضی یار محمد صاحب حضرت اقدس کو نماز میں تکلیف دیتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی یار محمد صاحب بہت مخلص آدمی تھے مگر ان کے دماغ میں کچھ خلل تھا جس کی وجہ سے ایک زمانہ میں ان کا یہ طریق ہو گیا تھا کہ حضرت صاحب کے جسم (خاص حصہ) کو ٹٹولنے لگ جاتے تھے اور تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتے تھے۔"

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 265 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 790 پر)

View Proof

اللہ کا بچہ

(280) "اسی طرح میری کتاب اربعین نمبر 4 صفحہ 19 میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے..... یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہوں گے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہو گیا ہے۔ ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔"

(تتمہ حقیقت الوحی صفحہ 581، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 581 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 791 پر)

View Proof

کم بخت بابو الٰہی بخش کو سوجھی بھی تو کیا سوجھی اور دیکھا بھی تو کیا دیکھا! مرزا قادیانی کا حیض و نفاس اور وہ بھی کن دنوں میں جبکہ مرزا قادیانی ایام ماہواری کی مصیبت میں دوچار تھا۔

یا مظہر العجائب
بچہ معہ زچہ کے غائب

اللہ مرد، مرزا عورت؟

(281) "حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا، سمجھنے والے کے لیے اشارہ کافی ہے۔"

(اسلامی قربانی ٹریکٹ نمبر 34، صفحہ 12 از قاضی یار محمد قادیانی مرید مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 792 پر)

View Proof

جسم پر نامناسب ہاتھ پھیرنا

(282) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قدیم مسجد مبارک میں حضور (مرزا قادیانی) نماز میں ہمیشہ پہلی صف کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے آج کل موجودہ مسجد مبارک کی دوسری صف شروع ہوتی ہے۔ یعنی بیت الفکر کی کوٹھڑی کے ساتھ ہی مغربی طرف۔ امام اگلے حجرہ میں کھڑا ہوتا تھا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص پر جنون کا غلبہ ہوا اور وہ حضرت صاحب کے پاس کھڑا ہونے لگا اور نماز میں آپ کو تکلیف دینے لگا اور اگر کبھی اس کو پچھلی صف میں جگہ ملتی۔ تو ہر سجدہ میں وہ صفیں پھلانگ کر حضور کے پاس آتا اور تکلیف دیتا اور قبل اس کے کہ امام سجدہ سے سر اٹھائے، وہ اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا۔ اس تکلیف سے تنگ آ کر حضور (مرزا قادیانی) نے امام کے پاس حجرہ میں کھڑا ہونا شروع کر دیا مگر وہ بھلا مانس حتی المقدور وہاں بھی پہنچ جایا کرتا اور ستایا کرتا تھا مگر پھر بھی وہاں نسبتاً امن تھا۔ اس کے بعد آپ وہیں نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ مسجد کی توسیع ہوگئی۔ یہاں بھی آپ دوسرے مقتدیوں سے آگے امام کے پاس ہی کھڑے ہوتے رہے۔ مسجد اقصیٰ میں جمعہ اور عیدین کے موقع پر آپ صف اول میں عین امام کے پیچھے کھڑے ہوا کرتے تھے۔ وہ معذور شخص جو ویسے مخلص تھا، اپنے خیال میں اظہار محبت کرتا اور جسم پر نامناسب طور پر ہاتھ پھیر کر تبرک حاصل کرتا تھا۔''

View Proof

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 268، 269 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 793، 794 پر)

جناب افتخار احمد صاحب (جرمنی) اس حوالہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''غور طلب بات یہ ہے کہ عرصہ دراز تک ایک شخص دوران نماز، نبوت کے دعویدار کے ساتھ انتہائی فحش اور نازیبا حرکات کرتا رہا اور جسم کے حصوں پر ہاتھ پھیرتا رہا اور پچھلی صف میں جگہ پانے کی صورت میں ہر سجدے کے دوران چھلانگیں لگا لگا کر یہ حرکتیں کرتا رہا اور نمازیوں کے آگے سے گزر کر ان کی نمازیں خراب کرتا رہا، مگر بجائے اس شخص کو مسجد میں آنے سے منع کرنے کے تحریر میں بھی اسے مخلص اور بھلا مانس لکھا گیا۔ دوران نماز ایسی حرکتیں جب بار بار ہو رہی ہوں تو یقیناً کوئی بھی شخص ایسی بے ہودہ حرکات دیکھ کر اپنی نماز توجہ سے ادا نہیں

کرسکتا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لوگ نماز پڑھنے کم اور تماشا دیکھنے زیادہ آتے ہوں۔ اعلیٰ صفات اور اعلیٰ اخلاق کے حامل نبی کے دعویدار اور اس کے امتی کے اخلاق کا اندازہ مندرجہ بالا تحریر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔" (ہفت روزہ لولاک، ملتان ستمبر 2009ء)

قادیان اور سجدہ

(283) ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود نے پسر موعود کی پیشگوئی شائع فرمائی تو آپ کی زندگی میں ہی ایک شخص نور محمد نامی جو پٹیالہ کی ریاست میں کہیر وگاؤں کا رہنے والا تھا، پسر موعود ہونے کا مدعی بن بیٹھا اور بعض جاہل طبقہ کے لوگ اس نے اپنے مرید کر لیے۔ سنا ہے یہ لوگ قادیان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے اور ایک دفعہ ان کا ایک وفد قادیان بھی آیا تھا۔ انھوں نے حضرت صاحب کو سجدہ کیا مگر حضرت صاحب نے سختی سے منع فرمایا۔ وہ لوگ چند روز رہ کر واپس چلے گئے اور پھر نہیں دیکھے گئے۔"

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 232 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 795 پر)

View Proof

کفن چور

(284) "ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میاں الہ دین فلاسفر اور پھر اس کے بعد مولوی یار محمد صاحب کو ایک زمانہ میں قبروں کے کپڑے اتار لینے کی دھت ہوگئی تھی یہاں تک کہ فلاسفر نے ان کو بیچ کر کچھ روپیہ بھی جمع کر لیا۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ اس طرح ہم بدعت اور شرک کو مٹاتے ہیں۔ حضرت صاحب نے جب یہ سنا تو اس کام کو ناجائز فرمایا، تب یہ لوگ باز آئے اور وہ روپیہ اشاعت اسلام میں دے دیا۔"

View Proof

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 264 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 796 پر)

ظاہر ہے کفن چوری کی رقم "اشاعت اسلام" کے لیے مرزا قادیانی کی خدمت میں ہی پیش کی۔ گویا غریبوں کے کفنوں کی کمائی بھی نہ چھوڑی موصوف نے۔

تھیٹر

(285) ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے امرتسر جانے کی خبر سے بعض اور احباب بھی مختلف شہروں سے وہاں آ گئے۔ چنانچہ کپورتھلہ سے محمد خاں صاحب اور منشی ظفر احمد صاحب بہت دنوں وہاں ٹھہرے رہے۔ گرمی کا موسم تھا۔ اور منشی صاحب اور میں ہر دو نحیف البدن اور چھوٹے قد کے آدمی ہونے کے سبب ایک ہی چارپائی پر دونوں لیٹ جاتے تھے۔ ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیٹر میں چلا گیا، جو مکان کے قریب ہی تھا۔ اور تماشہ ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا۔ صبح منشی ظفر احمد صاحب نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحب کے پاس میری شکایت کی کہ مفتی صاحب رات تھیٹر چلے گئے تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا۔ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے تا کہ معلوم ہو کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہیں فرمایا۔ منشی ظفر احمد صاحب نے خود ہی مجھ سے ذکر کیا کہ میں تو حضرت صاحب کے پاس آپ کی شکایت لے کر گیا تھا اور میرا خیال تھا کہ حضرت صاحب آپ کو بلا کر تنبیہ کریں گے مگر حضور نے تو صرف یہی فرمایا کہ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔''

(ذکر حبیب صفحہ 18 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 797 پر)

View Proof

ضرور بدکاری کرے گا

(286) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب ایک دفعہ کسی شخص کا ذکر سنانے لگے کہ وہ کسی عورت پر سخت عاشق ہو گیا اور باوجود ہزار کوشش کے وہ اس عشق کو دل سے نہ نکال سکا۔ آخر حضرت صاحب کے پاس آیا اور طالب دعا ہوا۔ حضرت صاحب نے مولوی صاحب نے فرمایا کہ مجھے خدا کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص اس عورت کے ضرور بدکاری کرے گا۔ مگر میں بھی پورے زور سے اس کے لیے دعا کروں گا۔ چنانچہ وہ شخص قادیان ٹھہرا رہا اور حضور دعا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ اس نے ایک روز مولوی صاحب سے کہا کہ آج رات خواب میں مَیں نے اس عورت کو دیکھا اور خواب میں ہی اس سے مباشرت کی اور میں نے اس دوران میں اس کی شرمگاہ کو جہنم کے گڑھے کی طرح دیکھا۔ جس سے مجھے اس سے اس قدر خوف اور نفرت پیدا ہوئی کہ یکدم وہ آتشِ عشق

ٹھنڈی ہوگئی اور وہ محبت کی بے قراری سب دل سے نکل گئی۔ بلکہ دل میں دوری پیدا ہوگئی۔ اور خدا کے فضل اور حضور کی دعا کی برکت سے مَیں بدکاری سے بھی محفوظ رہا اور وہ جنون بھی جاتا رہا۔ اور حضور نے جو بات میری بابت کہی تھی وہ ظاہری رنگ سے بدل کر خدا نے خواب میں پوری کرادی۔ یعنی مَیں نے اس سے تعلق بھی کرلیا اور ساتھ ہی مجھے گناہ سے بھی بچالیا۔ غالباً یہ شخص سیالکوٹ کا رہنے والا تھا اور متمول آدمی تھا اور اس نے حضرت صاحب کی بیعت بھی کی تھی۔ مگر تعلق کو آخر تک نہیں نبھایا۔"

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 298 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 798 پر)

View Proof

قوت رجولیت بالکل معدوم

(287) "ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میاں معراج الدین صاحب عمر کے ساتھ ایک نومسلمہ چوہڑی لاہور سے آئی۔ اس کے نکاح کا ذکر ہوا۔ تو حافظ عظیم بخش صاحب مرحوم پٹیالوی نے عرض کی کہ مجھ سے کردیا جائے۔ حضرت مسیح موعود نے اجازت دے دی اور اور نکاح ہوگیا۔ دوسرے روز اس مسماۃ نے حافظ صاحب کے ہاں جانے سے انکار کردیا اور خلع کی خواہش مند ہوئی۔ خلیفہ رجب دین صاحب لاہوری نے حضرت صاحب کی خدمت میں مسجد مبارک میں یہ معاملہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اتنی جلدی نہیں۔ ابھی صبر کرے۔ پھر اگر کسی طرح گزارہ نہ ہو تو خلع ہوسکتا ہے۔ اس پر خلیفہ صاحب نے جو بہت بے تکلف آدمی تھے، حضرت صاحب کے سامنے ہاتھ کی ایک حرکت سے اشارہ کرکے کہا کہ حضور وہ کہتی ہے کہ حافظ صاحب کی یہ حالت ہے۔ (یعنی قوتِ رجولیت بالکل معدوم ہے) اس پر حضرت صاحب نے خلع کی اجازت دے دی۔"

View Proof

(سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 227 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 799 پر)

عجیب بات ہے نا "زدجام عشق" کے ہوتے ہوئے خلع کی اجازت!

قادیان میں بڑے بڑے خبیث، شریر، ناپاک طبع، کذاب اور مفتری رہتے ہیں

(288) ''جیسا کہ اُس نے فرمایا کہ لَوْ لَا الْاِکْرَامُ. لَھلک المقام۔ یعنی اگر مجھے تمہاری عزت ظاہر کرنا ملحوظ نہ ہوتا تو میں اس مقام کو یعنی قادیان کو طاعون سے فنا کر دیتا یعنی اس گاؤں میں بھی بڑے بڑے، خبیث اور شریر اور ناپاک طبع اور کذاب اور مفتری رہتے ہیں اور وہ اس لائق تھے کہ قہرِ الٰہی سب کو ہلاک کر دیوے۔''

(نزول المسیح صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 394 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 800 پر)

View Proof

مرزا قادیانی کی بیعت کا ''فیض''

(289) ''منجملہ ان نشانوں کے جو پیشگوئی کے طور پر ظہور میں آئے۔ وہ پیشگوئی ہے جو میں نے اخویم قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹ ضلع گوجرانوالہ کے متعلق کی تھی اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس جگہ خود ان کے خط کی عبارت نقل کر دوں جو اس پیشگوئی کے بارے میں انھوں نے میری طرف بھیجا ہے اور وہ یہ ہے:

''مجھے یقینی یاد ہے کہ حضور (مرزا قادیانی) نے بماہ مارچ 1888ء جبکہ اس عاجز نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی تو ایک لمبی دعا کے بعد اسی وقت آپ نے فرمایا تھا کہ قاضی صاحب آپ کو ایک سخت ابتلا پیش آنے والا ہے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے بعد اس عاجز نے کئی اپنے عزیز دوستوں کو اس سے اطلاع بھی دے دی کہ حضور نے میری نسبت اور میرے حق میں ایک ابتلائی حالت کی خبر دی تھی۔ اب اس کے بعد جس طرح پر وہ پیشگوئی پوری ہوئی وہ وقوعہ بعینہٖ عرض کرتا ہوں کہ میں حضرت اقدس سے روانہ ہو کر ابھی راستہ میں ہی تھا کہ مجھے خبر ملی کہ میری اہلیہ بعارضۂ درد گردہ وقولنج دقے مفرط سخت بیمار ہے۔ جب میں گھر پہنچا اور دیکھا تو واقع میں ایک نازک حالت طاری تھی اور عجیب تر یہ کہ شروع بیماری وہی رات تھی، جس کی شام کو حضور نے اس ابتلاء سے اطلاع دی تھی۔ شدت درد کا یہ حال تھا کہ جان ہر

دم ڈوبتی جاتی تھی اور بے تابی ایسی تھی کہ باوجود کثیر الحیاء ہونے کے، مارے درد کے بے اختیار ان کی چیخیں نکلتی تھیں اور گلی کوچے تک آواز پہنچتی تھی۔ اور ایسی نازک اور دردناک حالت تھی کہ اجنبی لوگوں کو بھی وہ حالت دیکھ کر رحم آتا تھا۔ شدت مرض تخمیناً تین ماہ تک رہی۔ اس قدر مدت میں کھانے کا نام تک نہ تھا۔ صرف پانی پیتیں اور قے کر دیتیں۔ دن رات میں پچاس ساٹھ دفعہ متواتر قے ہوتی۔ پھر درد قدرے کم ہوا۔ مگر نادان طبیبوں کے بار بار فصد لینے سے ہزال مفرط کی مرض مستقل طور پر دامنگیر ہوگئی۔ ہر وقت جان بلب رہتیں۔ دس گیارہ دفعہ تو مرنے تک پہنچ کر بچوں اور عزیز اقربا کو پورے طور پر الوداعی غم و الم سے رُلایا۔ غرض گیارہ مہینے تک طرح طرح کے دکھوں کی تختہ مشق رہ کر آخر کشادہ پیشانی بہوش تمام کلمہ شریف پڑھ کر 28 برس کی عمر میں سفرِ جاودانی اختیار کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور اس حادثۂ جانکاہ کے درمیان ایک شیر خوار بچہ رحمت اللہ نام بھی دودھ نہ ملنے کے سبب سے بھوکا پیاسا راہی ملک بقا ہوا۔ ابھی یہ زخم تازہ ہی تھا کہ عاجز کے دو بڑے بیٹے عبدالرحیم و فیض رحیم تپ محرقہ سے صاحب فراش ہوئے۔ فیض رحیم کو تو ابھی گیارہ دن پورے نہ ہونے پائے کہ اس کا پیالہ عمر کا پورا گیا۔ اور سات سالہ عمر میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر جلدی سے اپنی پیاری ماں کو جا ملا، اور عبدالرحیم تپ محرقہ اور سرشام سے برابر دو ڈھائی مہینے بیہوش میت کی طرح پڑا رہا۔ سب طبیب لاعلاج سمجھ چکے۔ کوئی نہ کہتا تھا کہ یہ بچے گا۔ لیکن چونکہ زندگی کے دن باقی تھے، بوڑھے باپ کی مضطربانہ دعائیں خدا نے سن لیں اور محض اس کے فضل سے صحیح سلامت بچ نکلا۔ اگرچہ پٹھوں میں کمزوری اور زبان میں لکنت ابھی باقی ہے۔ یہ حوادثِ جانکاہ تو ایک طرف ادھر مخالفوں نے اور بھی شور مچا دیا تھا۔ آبروریزی اور طرح طرح کے مالی نقصانوں کی کوششوں میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ غریب خانہ میں نقب زنی کا معاملہ بھی ہوا۔ اب تمام مصیبتوں میں یکجائی طور پر غور کرنے سے بخوبی معلوم ہوسکتا ہے کہ عاجز راقم کس قدر بلیہ دل دوز سینہ سوز میں مبتلا رہا۔"

راقم مسکین ضیاء الدین عفی عنہ قاضی کوٹی ضلع گوجرانوالہ"

(تریاق القلوب صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 472 تا 475 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 801 تا 804 پر)

View Proof

کثرت قبولیت دعا کا نشان

(290) ”میں کثرتِ قبولیت دعا کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں اور ان کا میرے پاس ثبوت ہے۔“

(ضرورۃ الامام صفحہ 27 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 497 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 805 پر)

View Proof

(291) ”پس یہ اصول نہایت صحیح اور سچا ہے کہ جن نبیوں کو قبولیت دی جاتی ہے اور ہر ایک قدم میں حمایت اور نصرت الٰہی اُن کے شامل حال ہو جاتی ہے۔“

(چشمہ معرفت صفحہ 378 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 378 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 806 پر)

View Proof

قادیانیو! آپ کبھی تنہائی میں غور کرنا کہ آخر مرزا قادیانی کے خدا نے اسے اس قدر رسوا کر کے کیوں رکھ دیا؟ کیا اتنی سی بات بھی آپ کو سمجھ میں نہیں آتی کہ مرزا قادیانی جو کچھ کہتا تھا، نتیجہ ہمیشہ الٹ نکلا، ایک بار بھی تائیدِ خداوندی اس کے شاملِ حال نہیں ہوئی، مطلب کتنا واضح ہے کہ سچے خدا نے مرزا قادیانی سے حق عداوت ادا کر کے مرزا قادیانی کے کذب کو دو اور دو چار کی طرح دنیا کے سامنے رکھ دیا ہے۔ گویا مرزا قادیانی کے دعویٰ نے ایک بار پھر ثابت کر دیا ہے کہ خدا کا سچوں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں ہوا کرتا۔

مسیلمہ پنجاب اور مسیلمہ کذاب میں کئی باتوں میں مماثلت ہے۔ ان میں ایک یہ بھی ہے کہ دونوں کی کرامات الٹ ہوتی تھیں۔ ایک مرتبہ مسیلمہ کذاب کے بعض پیروکاروں نے اس سے کہا کہ فلاں کنویں میں تھوک دیجیے تا کہ پانی تبرک بن جائے چنانچہ اس نے کنویں میں تھوک دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی نجاست سے سارے کنویں کا پانی خراب اور نمکین ہو گیا۔ اسی طرح ایک بار اس کے کسی چیلے چانٹے نے مسیلمہ سے اپنے بچے کے سر پر ہاتھ رکھوا دیا۔ نتیجہ میں وہ بچہ ایسا گنجا ہوا کہ عمر بھر اس کی کھوپڑی پر ایک بال بھی نہیں نکلا (اور اس کے ہاتھ کی ناپاکی اسے ہمیشہ لیے لے ڈوبی) اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص نے اپنے دو بچوں کے لیے اس سے برکت کی دعا کرائی مگر مسیلمہ سے دعا کرا کے جب وہ شخص اپنے گھر

پہنچا تو معلوم ہوا کہ دونوں بچوں میں سے ایک کنویں میں گر کر ہلاک ہو چکا ہے اور دوسرے کو کسی درندے نے پھاڑ کھایا۔ ایک بار اس کے ایک پیروکار کی آنکھوں میں کچھ تکلیف ہوئی اس غریب نے شفا کی امید میں مسیلمہ کا ہاتھ اپنی دونوں آنکھوں پر پھیر لیا مگر اس کا انجام یہ ہوا کہ اس کی دونوں آنکھیں بالکل سفید اور بے رونق و بے نور ہو گئیں۔

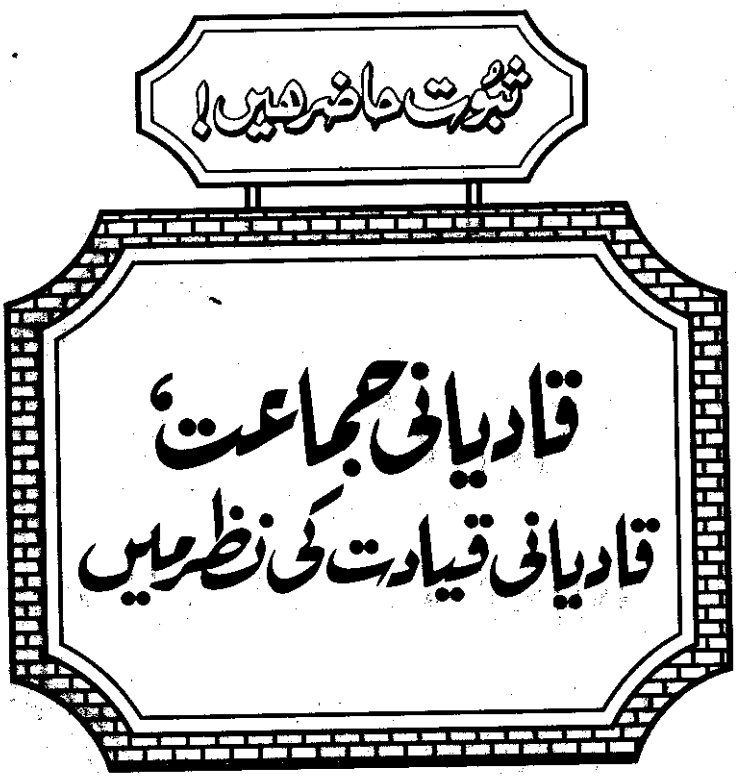

Back

فارسی مقولہ مشہور ہے:

''ایں خانہ تمام آفتاب است''! یعنی اس حمام میں سب ہی ننگے ہیں۔ ہر بات کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے اور تالی ایک ہاتھ سے نہیں بجتی۔ خرابی اور بگاڑ دونوں جانب سے ہوتا ہے۔ قادیانی قیادت اور ان کے پیروکار دونوں بدزبانی و بدعملی، فتنہ و فساد اور بدی و شرارت میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ آیئے! ملاحظہ فرمائیں!

درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے

❑ ''درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔'' یہ ایک خدا کے صادق نبی کا قول ہے اور درحقیقت ایک بہت سچی بات ہے۔ اگر ایک شخص خود راستی پر نہیں بلکہ وہ کذاب اور مفتری ہے، اور اس میں خود قوت قدسی نہیں، بلکہ وہ ایک گمراہ اور گندہ آدمی ہے، جو مکر و فریب سے لوگوں کا مال کھاتا ہے، اور خدا پر گند کے افترا پر منہ مارتا ہے تو وہ دوسروں میں راستی کی روح کیونکر پھونک سکتا ہے؟ اور ان کو گندوں سے کیونکر پاک کر سکے گا؟ مرزا قادیانی کی صداقت یا غیر صداقت پرکھنے کے لیے آسان نسخہ یہی راہ ہے کہ جس جماعت کو وہ تیار کر کے چھوڑ گئے ہیں، اس جماعت کو دیکھ لو کہ اس کی کیا حالت ہے؟''

(مسٹر محمد علی ایم اے، مندرجہ ریویو آف ریلیجنز قادیان جون، جولائی 1908ء)

قادیان؟

(292) ''قادیان کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا ہے کہ

"اخرج منه الیزیدیون"

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کیے گئے ہیں۔"

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 141 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 807 پر)

View Proof

بھیڑیوں کی جماعت

(293) "بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خودغرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خودغرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔"

(شہادت القرآن صفحہ 99 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 808 پر)

View Proof

درندے، قادیانیوں سے اچھے

(294) "خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔

مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو الٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گرا دیتا ہے۔ پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں۔ تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔ پھر میں کس

خوشی کی امید سے لوگوں کو جلسہ کے لیے اکٹھے کروں۔"

(شہادت القرآن صفحہ 2 (آخر) مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 396 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 809 پر)

View Proof

قادیانی جلسہ، اخلاقی حالتوں کے بگاڑنے کا ایک ذریعہ

(295) "اس اجتماع میں بعض دفعہ بباعث تنگی مکانات اور قلت وسائل مہمانداری ایسے نالائق رنجش اور خودغرضی کی سخت گفتگو بعض مہمانوں میں باہم ہوتی دیکھی ہے کہ جیسے ریل میں بیٹھنے والے تنگی مکان کی وجہ سے ایک دوسرے سے لڑتے ہیں اور اگر کوئی بیچارہ عین ریل چلنے کے قریب اپنی گٹھڑی کے سمیت مارے اندیشہ کے دوڑتا دوڑتا ان کے پاس پہنچ جاوے تو اس کو دھکے دیتے اور دروازہ بند کر لیتے ہیں کہ ہم میں جگہ نہیں، حالانکہ گنجائش نکل سکتی ہے مگر سخت دلی ظاہر کرتے ہیں اور وہ ٹکٹ لیے اور بقچہ اٹھائے ادھر ادھر پھرتا ہے اور کوئی اس پر رحم نہیں کرتا مگر آخر ریل کے ملازم جبراً اس کو جگہ دلاتے ہیں۔ سو ایسا ہی یہ اجتماع بھی بعض اخلاقی حالتوں کے بگاڑنے کا ایک ذریعہ معلوم ہوتا ہے۔"

(شہادت القران صفحہ "ز" مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 810 پر)

View Proof

کج دل لوگوں کی جماعت

(296) "میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا یہ کیا حال ہے۔ یہ کونسی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے۔ نفسانی لالچوں پر کیوں ان کے دل گرے جاتے ہیں اور کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستاتا اور اس سے بلندی چاہتا ہے۔"

(شہادت القرآن صفحہ 99 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 811 پر)

View Proof

تہذیب اور پرہیزگاری سے عاری جماعت

(297) ''اخی مکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔''

(شہادت القرآن صفحہ 99، مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 812 پر)

View Proof

مخنثوں کی جماعت

(298) ''اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں اور اگر وہ اس گورنمنٹ کے سب قوموں سے بڑھ کر خیرخواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کر لیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انھیں حاصل ہوگا اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی روح ان میں پیدا ہو جائے گی، اور جس طرح ایک انسان خوجہ (مخنث) ہو کر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہوگی (گویا مرزا قادیانی کی تعلیم پر عمل کرنے والی قادیانی جماعت اب خوجوں یعنی مخنثوں پر مشتمل ہے۔ مرتب)

(مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 357، 358 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 813، 814 پر)

View Proof

اکیلا کسی جنگل میں ہوتا تو بہتر تھا

(299) ''میں کہتے کہتے ان باتوں کو تھک گیا کہ اگر تمہاری یہی حالتیں ہیں تو پھر تم میں اور غیروں میں فرق ہی کیا ہے لیکن یہ دل کچھ ایسے ہیں کہ توجہ نہیں کرتے اور ان آنکھوں سے مجھے بینائی کی توقع نہیں لیکن خدا اگر چاہے اور میں تو ایسے لوگوں سے دُنیا اور آخرت میں بیزار ہوں۔ اگر میں صرف اکیلا کسی جنگل میں ہوتا تو میرے لیے ایسے لوگوں کی رفاقت سے بہتر تھا

جو خدا تعالیٰ کے احکام کو عظمت سے نہیں دیکھتے۔"

(شہادت القرآن صفحہ 101 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 397 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 815 پر)

View Proof

جیسے کتا مردار کی طرف

(300) "بیعت سے مراد وہ بیعت نہیں جو صرف زبان سے ہوتی ہے اور دل اس سے غافل بلکہ روگردان ہے۔ بیعت کے معنے بیچ دینے کے ہیں۔ پس جو شخص درحقیقت اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں بیچتا نہیں، میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ خدا کے نزدیک بیعت میں داخل نہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز ان میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلا کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متاثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف ایسے دوڑتے ہیں جیسے کتا مردار کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں۔ مجھے وقتاً فوقتاً ایسے آدمیوں کا علم بھی دیا جاتا ہے مگر اذن نہیں دیا جاتا کہ ان کو مطلع کروں۔ کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کیے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کیے جائیں گے۔ پس مقام خوف ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 87 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 114 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 816 پر)

View Proof

شوق پورا نہیں ہوا

(301) "میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچا عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر ایک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے، بالکل دور جا پڑیں گے اور اپنے رب سے ڈرتے رہیں گے۔ مگر ابھی تک بجز خاص چند آدمیوں کے ایسی شکلیں مجھے نظر نہیں آتیں۔"

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 364 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 817 پر)

View Proof

جلنے والی لکڑیاں

(302) ''اور میں اس جگہ اس بات کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہیں، وہ سب کے سب ابھی اس بات کے لائق نہیں کہ میں ان کی نسبت کوئی عمدہ رائے ظاہر کرسکوں۔ بلکہ بعض خشک ٹہنیوں کی طرح نظر آتے ہیں۔ جن کو میرا خداوند جو میرا متولی ہے، مجھ سے کاٹ کر جلنے والی لکڑیوں میں پھینک دے گا۔ بعض ایسے بھی ہیں کہ اول ان میں دلسوزی اور اخلاص بھی تھا مگر اب اُن پر سخت قبض وارد ہے اور اخلاص کی سرگرمی اور مریدانہ محبت کی نورانیت باقی نہیں رہی۔ بلکہ صرف بلغم کی طرح مکاریاں باقی رہ گئی ہیں اور بوسیدہ دانت کی طرح اب بجز اس کے کسی کام کے نہیں کہ مُنہ سے اُکھاڑ کر پیروں کے نیچے ڈال دیئے جائیں۔ وہ تھک گئے اور درماندہ ہوگئے۔ اور ناکارہ دنیا نے اپنے دامِ تزویر کے نیچے انہیں دبالیا۔ سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عنقریب مجھ سے کاٹ دیئے جائیں گے۔''

(فتح اسلام صفحہ 68 مندرجہ روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 40 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 818 پر)

View Proof

خصی جماعت

- ''ہمیں تو حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) نے خصی کر دیا ہے۔''

(تقریر مرزا محمود سابق خلیفۂ قادیان مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان جلد 22 نمبر 87، صفحہ 7، 20 جنوری 1935ء)

- ''حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے: ''سچا مومن خصی ہو جاتا ہے۔'' پس حکومت کے افسروں کو، پولیس اور سول کے حکام کو اور احراریوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ باوجود ان اشتعال انگیزیوں کے جو وہ کر رہے ہیں، ہم بالکل پُرامن ہیں، کیونکہ ہم سچے مومن ہیں اور مومن خصی ہو جاتا ہے۔''

(تقریر مرزا محمود سابق خلیفۂ قادیان مندرجہ ''الفضل'' قادیان جلد 22، نمبر 87، صفحہ 5، مورخہ 20 جنوری 1935ء)

سُوروں کی جماعت

(303) ''مجھے نہایت ہی افسوس سے معلوم ہوا کہ ''جامعہ احمدیہ'' میں جو طلبا تعلیم پاتے ہیں، انھیں کتوں کے مینڈکوں کی طرح رکھا گیا ہے۔ ان میں کوئی وسعت خیال نہ تھی۔ ان میں کوئی شاندار امنگیں نہ تھیں اور ان میں کوئی روشن دماغی نہ تھی۔ میں نے کرید کرید کر ان کے دماغ میں داخل ہو جانا چاہا۔ مگر مجھے چاروں طرف سے ان کے دماغ کا راستہ بند نظر آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ سوائے اس کے کہ انھیں کہا جاتا ہے۔ وفات مسیح کی یہ آیتیں رٹ لو یا نبوت کے مسئلہ کی یہ دلیلیں یاد کر لو، انھیں اور کوئی بات نہیں سکھلائی جاتی..... میں نے جس سے بھی سوال کیا، معلوم ہوا کہ اس نے اخبار کبھی نہیں پڑھا، اور جب بھی میں نے ان سے امنگ پوچھی تو انھوں نے جواب دیا کہ ہم تبلیغ کریں گے، اور جب سوال کیا کہ کس طرح تبلیغ کرو گے، تو یہ جواب دیا کہ: ''جس طرح بھی ہوگا تبلیغ کریں گے۔'' یہ الفاظ کہنے والوں کی ہمت تو بتاتے ہیں مگر عقل تو نہیں بتاتے۔ الفاظ سے یہ تو ظاہر ہوتا ہے کہ کہنے والا ہمت رکھتا ہے مگر یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ کہنے والے میں عقل نہیں اور نہ وسعت خیال ہے۔ ''جس طرح ہوگا'' تو سُور کیا کرتا ہے۔ اگر سُور کی زبان ہوتی اور اس سے پوچھا جاتا کہ تُو کس طرح حملہ کرے گا تو وہ یہی کہتا کہ: ''جس طرح ہوگا کروں گا۔ پس سور کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ سیدھا چل پڑتا ہے۔ آگے نیزہ لے کر بیٹھو تو نیزہ پر حملہ کر دے گا۔ بندوق لے کر بیٹھو تو بندوق کی گولی کی طرف دوڑتا چلا آئے گا۔ پس یہ تو سوروں والا حملہ ہے کہ سیدھے چلے گئے اور عواقب کا کوئی خیال نہیں کیا۔''

(تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار ''الفضل'' جلد 22 نمبر 89 صفحہ 8 مورخہ 24 جنوری 1935ء)

View Proof (عکس صفحہ نمبر 819 پر)

کیا خراج تحسین پیش کیا گیا ہے، اپنے سادہ لوح مریدوں کو! ویسے خلیفہ صاحب اگر غور کرتے تو اسی نتیجے پر پہنچتے کہ اگر ان کے فدائیوں میں عقل و شعور نام کی کوئی چیز ہوتی تو وہ قادیانیت سے وابستہ ہی کیوں رہتے..... چنانچہ ایسے ہی بے سمجھوں سے انہیں استفادہ کرنا چاہیے تھا جو خیر سے سوا صدی سے برابر ہو بھی رہا ہے۔ جس گاؤں میں بے وقوف نہیں ہوتے، اس کے ٹھگ بھوکے مر جاتے ہیں جناب!

جماعت میں بہت کمی ہے

(304) ''بیان کیا مجھ سے مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب نے کہ ایک دفعہ کسی کام کے متعلق میر صاحب یعنی میر ناصر نواب صاحب کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب کا اختلاف ہوگیا۔ میر صاحب نے ناراض ہوکر اندر حضرت صاحب کو جا اطلاع دی۔ مولوی محمد علی صاحب کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ ہم لوگ یہاں حضور کی خاطر آئے ہیں کہ تا حضور کی خدمت میں رہ کر کوئی خدمت دین کا موقعہ مل سکے۔ لیکن اگر حضور تک ہماری شکایتیں اس طرح پہنچیں گی تو حضور بھی انسان ہیں۔ ممکن ہے کسی وقت حضور کے دل میں ہماری طرف سے کوئی بات پیدا ہو تو اس صورت میں ہمیں بجائے قادیان آنے کا فائدہ ہونے کے الٹا نقصان ہو جائے گا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میر صاحب نے مجھ سے کچھ کہا تو تھا۔ مگر میں اس وقت اپنی فکروں میں اتنا محو تھا کہ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں کہ میر صاحب نے کیا کہا اور کیا نہیں کہا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ چند دن سے ایک خیال میرے دماغ میں اس زور کے ساتھ پیدا ہو رہا ہے کہ اس نے دوسری باتوں سے مجھے بالکل محو کر دیا ہے۔ بس ہر وقت اٹھتے بیٹھتے وہی خیال میرے سامنے رہتا ہے۔ میں باہر لوگوں میں بیٹھا ہوتا ہوں اور کوئی شخص مجھ سے کوئی بات کرتا ہے تو اس وقت بھی میرے دماغ میں وہی خیال چکر لگا رہا ہوتا ہے۔ وہ شخص سمجھتا ہوگا کہ میں اس کی بات سن رہا ہوں مگر میں اپنے اس خیال میں محو ہوتا ہوں۔ جب میں گھر جاتا ہوں تو وہاں بھی وہی خیال میرے ساتھ ہوتا ہے غرض ان دنوں یہ خیال اس زور کے ساتھ میرے دماغ پر غلبہ پائے ہوئے ہے کہ کسی اور خیال کی گنجائش نہیں رہی۔ وہ خیال کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جائے جو سچی مومن ہو اور خدا پر حقیقی ایمان لائے اور اس کے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ پر کاربند ہو اور اصلاح و تقویٰ کے رستے پر چلے اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے تا کہ پھر ایسی جماعت کے ذریعہ دنیا ہدایت پائے اور خدا کا منشا پورا ہو پس اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی تو اگر دلائل و براہین سے ہم نے دشمن پر غلبہ بھی پالیا اور اس کو پوری طرح زیر بھی کر لیا تو پھر بھی ہماری کوئی فتح نہیں کیونکہ اگر ہماری بعثت کی اصل غرض پوری نہ ہوئی تو گویا ہمارا سارا کام

رائیگاں گیا۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ دلائل و براہین کی فتح کے تو نمایاں طور پر نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور دشمن بھی اپنی کمزوری محسوس کرنے لگا ہے لیکن جو ہماری بعثت کی اصل غرض ہے۔ اس کے متعلق ابھی تک جماعت میں بہت کمی ہے اور بڑی توجہ کی ضرورت ہے۔ پس یہ خیال ہے جو مجھے آج کل کھا رہا ہے اور یہ اس قدر غالب ہو رہا ہے کہ کسی وقت بھی مجھے نہیں چھوڑتا۔''

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 254 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 821 پر)

View Proof

میں کسی کو حساب نہیں دوں گا

(305) ''میں ایک مدت سے بیماریوں میں رہا اور اب بھی ان کا بقیہ باقی ہے۔ میں چاہتا تھا کہ اپنے ہاتھ سے جواب لکھوں مگر بباعث بیماری کے لکھ نہ سکا۔ آپ کے پہلے خط کا ماحصل جس قدر مجھ کو یاد ہے، یہ ہے کہ میری نسبت..... کی جماعت کی طرف سے یہ پیغام پہنچایا تھا کہ روپیہ کے خرچ میں بہت اسراف ہوتا ہے آپ اپنے پاس روپیہ جمع نہ رکھیں اور یہ روپیہ ایک کمیٹی کے سپرد ہو جو حسب ضرورت خرچ کیا کریں اور یہ بھی ذکر تھا کہ اس روپیہ میں سے باغ کے چند خدمتگار بھی روٹیاں کھاتے ہیں اور ایسا ہی اور کئی قسم کے اسراف کی طرف اشارہ تھا جن کو میں سمجھتا ہوں آپ نے اپنی نیک نیتی سے جو کچھ لکھا بہتر لکھا۔ میں ضروری نہیں سمجھتا کہ اس کا رد لکھوں میں آپ کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو پورا کرنا مومن کا فرض ہے اور اس کی خلاف ورزی معصیت ہے کہ آپ..... کی تمام جماعت کو اور خصوصاً ایسے صاحبوں کو جن کے دلوں میں یہ اعتراض پیدا ہوا ہے، بہت صفائی اور اور کھول کر سمجھا دیں کہ اس کے بعد ہم..... کا چندہ بکلی بند کرتے ہیں اور ان پر حرام ہے اور قطعاً حرام ہے اور مثل گوشت خنزیر ہے کہ ہمارے کسی سلسلہ کی مدد کے لئے اپنی تمام زندگی تک ایک حبہ بھی بھیجیں۔ ایسا ہی ہر شخص جو ایسے اعتراض دل میں مخفی رکھتا ہے، اس کو بھی ہم یہی قسم دیتے ہیں۔

یہ کام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جس طرح وہ میرے دل میں ڈالتا ہے خواہ وہ کام لوگوں کی نظر میں صحیح ہے یا غیر صحیح، درست ہے یا غلط، میں اسی طرح کرتا ہوں۔ پس جو شخص کچھ مدد دے کہ مجھے اسراف کا طعنہ دیتا ہے وہ میرے پر حملہ کرتا ہے۔ ایسا حملہ قابل

برداشت نہیں۔ اصل تو یہ ہے کہ مجھے کسی کی بھی پروا نہیں۔ اگر تمام جماعت کے لوگ متفق ہو کر چندہ بند کر دیں یا مجھ سے منحرف ہو جائیں تو وہ جس نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے، وہ اور جماعت ان سے بہتر پیدا کر دے گا جو صدق اور اخلاص رکھتی ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے ینصرک اللّٰہ من عندہٖ. ینصرک رجال نوحی الیھم من السماء۔ یعنی خدا تیری اپنے پاس سے مدد کرے گا۔ تیری وہ مدد کریں گے جن کے دلوں میں ہم آپ وحی کریں گے اور الہام کریں گے۔ پس اس کے بعد میں ایسے لوگوں کو ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح بھی نہیں سمجھتا جن کے دلوں میں بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں اور کیا وجہ ہے کہ انہیں جبکہ میں ایسے خشک دل لوگوں کو چندہ کے لیے مجبور نہیں کرتا جن کا ایمان ہنوز ناتمام ہے۔ مجھے وہ لوگ چندہ دے سکتے ہیں جو اپنے سچے دل سے مجھے خلیفۃ اللہ سمجھتے ہیں اور میرے تمام کاروبار خواہ ان کو سمجھیں یا نہ سمجھیں، ان پر ایمان لاتے اور ان پر اعتراض کرنا موجب سلب ایمان سمجھتے ہیں۔ میں تاجر نہیں کہ کوئی حساب رکھوں، میں کسی کمیٹی کا خزانچی نہیں کہ کسی کو حساب دوں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 249، 250، طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 822 پر)

View Proof

بے حیا اور بزدل جماعت

(306) "کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم ایک سخت بدلگام دشمن کا جواب دے کر اس سے حضرت مسیح (یعنی مرزا قادیانی) کو گالیاں دلواتے ہو اور پھر خاموشی سے گھروں میں بیٹھ رہتے ہو۔ اگر تم میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی حیا ہے اور تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہے کہ دشمن کو سزا دینی چاہیے تو پھر یا تم دنیا سے مٹ جاؤ یا گالیاں دینے والوں کو مٹا ڈالو۔ مگر ایک طرف تم جوش اور بہادری کا دعویٰ کرتے ہو اور دوسری طرف بزدلی اور دُوں ہمتی کا مظاہرہ کرتے ہو۔"

(تقریر مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 25 نمبر 129، صفحہ 6 مورخہ 5 جون 1937ء)

(عکس صفحہ نمبر 824، 825 پر)

View Proof

جہنم کی آگ کی حامل جماعت

(307) "رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جہنم کی آگ میں سے اگر ایک رائی کے برابر

آگ بھی ساری دنیا پر ڈالی جائے تو دنیا جل کر راکھ ہو جائے۔ میری کوشش یہ ہے کہ میں وہ جہنم کی آگ تمھارے اندر پیدا کروں جو پہاڑوں کے برابر ہو۔ اگر جہنم کی رائی بھر آگ ساری دنیا کو جلانے کے لیے کافی ہے تو جو آگ میں تمھارے دلوں میں پیدا کرنا چاہتا ہوں، اگر پیدا ہو جائے تو ایک دنیا نہیں، ہزاروں دنیاؤں کو تم جلانے کے قابل ہو جاؤ گے (یہ آگ قادیانیوں کے اندر اسی وقت پیدا ہو گئی تھی جب انھوں نے محمد عربی ﷺ سے رشتہ توڑ کر مرزا غلام احمد قادیانی سے رشتہ جوڑ لیا تھا۔ یہ آگ انھیں دنیا میں بھی جلائے گی اور آخرت میں بھی وہ جہنم کی آگ میں جلیں گے۔ مرتب)"

(تقریر مرزا محمود مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان مورخہ 12 دسمبر 1935ء جلد 23 نمبر 139 صفحہ 9)

(عکس صفحہ نمبر 826، 827 پر)

View Proof

بددیانت جماعت

(308) "جیسا کہ سب کو معلوم ہے، یہاں (یعنی قادیان میں) ایک سٹور قائم کیا گیا تھا۔ جماعت کے کچھ افراد نے اس میں روپیہ دیا تھا..... میرے نام ایک خط آیا ہے..... یہ بات کہ یہ کسی احمدی کہلانے والے کا ہے، اس سے معلوم ہوتی ہے کہ میرا نام خلیفۃ المسیح لکھا ہے..... وہ یہ ہے کہ یہ قادیانیوں کی دیانت کا حال ہے، جو دنیا میں بڑے بڑے دینداری کے دعویدار ہیں۔ اس کے بعد اس نے پہلے میری سٹور کے متعلق سفارش نقل کی ہے کہ "جہاں تک میرا علم ہے، سٹور کے کارکن دیانت دار ہیں۔" اس کو نقل کر کے (خط میں) کہا ہے کہ یہ ایک پھندا تھا، جب روپیہ لوگوں نے دیا تو پھر روپیہ کھانا شروع کر دیا اور کھاتے کھاتے یہاں تک پہنچایا کہ (اس دور کے) ساٹھ ہزار میں سے صرف اٹھارہ ہزار باقی رہ گیا۔"

(تقریر مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 10 نمبر 41، 42 صفحہ 6 مورخہ 23 تا 27 نومبر 1942ء)

(عکس صفحہ نمبر 828، 829 پر)

View Proof

گالیاں کھلوانے والی جماعت

(309) "گندے سے گندے الفاظ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کے متعلق کہے جاتے

ہیں۔تم خود دشمن سے وہ الفاظ کہلواتے ہو اور پھر تمہاری تگ و دو یہیں تک آ کر ختم ہو جاتی ہے کہ گورنمنٹ سے کہتے ہو، وہ تمہاری مدد کرے، گورنمنٹ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ تمہاری مدد کرے؟''

(مرزا محمود کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 25، نمبر 129، صفحہ 6 مورخہ 5 جون 1937ء)

(عکس صفحہ نمبر 830 پر)

View Proof

کتے

(310) ''وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور یہ کہہ کر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ پھر وہ اپنے گھروں میں جا کر ایسے مفاسد میں مشغول ہو جائیں کہ صرف دنیا ہی دنیان کے دلوں میں ہوتی ہے۔ نہ ان کی نظر پاک ہے، نہ ان کا دل پاک ہے۔ اور نہ ان کے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے اور نہ ان کے پیر کسی نیک کام کے لیے حرکت کرتے ہیں اور وہ اس چوہے کی طرح ہیں جو تاریکی میں ہی پرورش پاتا ہے اور اسی میں رہتا اور اسی میں مرتا ہے۔ وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ میں سے کاٹے گئے ہیں۔ وہ عبث کہتے ہیں کہ ہم اس جماعت میں داخل ہیں کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہیں سمجھے جاتے۔ جو شخص میری اس وصیت کو نہیں مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اس کی ہستی پر آ جائے اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہو جائے اور پلیدی اور حرامکاری کا تمام چولہ اپنے بدن پر سے پھینک دے اور نوع انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار ہو جائے اور اپنی تمام خود روی کو الوداع کہہ کر میرے پیچھے ہو لے۔ میں اُس شخص کو اُس کتے سے مشابہت دیتا ہوں جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں مردار پھینکا جاتا ہے اور جہاں سڑے گلے مردوں کی لاشیں ہوتی ہیں۔ کیا میں اس بات کا محتاج ہوں کہ وہ لوگ زبان سے میرے ساتھ ہوں اور اس طرح پر دیکھنے کے لیے ایک جماعت ہو۔''

(تذکرہ الشہادتین صفحہ 78 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 78 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 832 پر)

''سلطان القلم'' کو یہ بھی نہیں معلوم کہ تابع دار، تابع رکھنے والے کو کہتے ہیں، جیسے تھانے دار، جمع دار وغیرہ..... یہاں اسے تابع فرمان لکھنا چاہیے تھا۔

View Proof

احمق جماعت

(311) ''میں نے دیکھا ہے، قادیان کی لوکل جماعت کے پریذیڈنٹ (صدر یا امیر) چونکہ بدلتے رہتے ہیں، اس لیے ان کے متعلق یہ بات خوب نظر آتی ہے، ایک وقت جب ایک شخص پریذیڈنٹ ہوتا ہے تو دوسرا آ کر کہتا ہے: دیکھیے کیا اندھیر نگری ہے، کوئی سننے والا ہی نہیں، ہر کوئی اپنی حکومت جتاتا ہے۔ لیکن جب دوسرے وقت وہی شخص خود پریذیڈنٹ ہو جاتا ہے تو شکایت کرتا ہے: پبلک (یعنی قادیانی) بالکل جاہل اور احمق ہے، وہ تو کام کرنے ہی نہیں دیتی، گویا جب خود پریذیڈنٹ ہوتا ہے تو (قادیانی) پبلک کو احمق قرار دیتا ہے اور جب پبلک میں شامل ہو جاتا ہے تو (اپنے) پریذیڈنٹ کو احمق کہنے لگ جاتا ہے۔'' (گویا پوری قادیانی جماعت ہی احمق ہے۔ اس حساب سے بہشتی مقبرے کا نام ''جنت الحمقا'' ہونا چاہیے تھا۔ مرتب)''

(خطبہ جمعہ از مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 20، نمبر 143، صفحہ 7 مورخہ یکم جون 1933ء)

(عکس صفحہ نمبر 833، 834 پر)

View Proof

انگاروں والی جماعت

(312) ''میں چاہتا ہوں کہ جو جو مظالم تم پر کیے جاتے ہیں، وہ تمھارے دلوں میں انگارے بن بن کر جمع ہوتے چلے جائیں لیکن ان کا دھواں باہر نہ نکلے، یہاں تک کہ تم ان انگاروں سے جل کر اندر ہی اندر راکھ ہو کر بھسم ہو جاؤ۔''

(خطبہ جمعہ از مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 23، نمبر 139، صفحہ 9 مورخہ 12 دسمبر 1935ء)

(عکس صفحہ نمبر 835، 836 پر)

View Proof

جھگڑالو جماعت

(313) ''مجھے ان (قادیانی) لوگوں کو ڈھیل دیتے دیتے ایک لمبا عرصہ ہو گیا ہے اور اب بھی میں انھیں کچھ نہیں کہتا مگر میں انھیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سوچیں ان کا اپنا طریق عمل کیا ہے۔ ان کی اپنی تو یہ حالت ہے کہ وہ اس بات پر لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں کہ ہمیں فلاں عہدہ

کیوں نہیں دیا گیا؟ فلاں کیوں دیا گیا؟ فلاں کے ماتحت ہم رہنا نہیں چاہتے۔ کبھی تنخواہ پر جھگڑا شروع کر دیتے ہیں۔ یہ تمام باتیں بتلاتی ہیں کہ ان کے دماغ کی کل بگڑی ہوئی ہے، ورنہ کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کو اگر برا بھلا کہا جائے تو انھیں غصہ نہیں آتا لیکن اپنی کوئی بات ہو تو جھگڑے بغیر رہ نہیں سکتے۔"

View Proof

(اخبار الفضل قادیان جلد 22، نمبر 94، صفحہ 9 مورخہ 5 فروری 1935ء) (عکس صفحہ نمبر 837، 838 پر)

کسی ماہر نفسیات کے لیے یہ بہت بڑی Assignment ہے کہ وہ گہرائی میں جا کر مفصل علمی تجزیہ کرے، آخر مرزا قادیانی کے لیے قادیانیوں کے دِلوں میں غیرت کا اس قدر فقدان کیوں ہے؟ مرزا قادیانی کو نبی کہتے ہوئے ان کا منہ سوکھتا ہے مگر جب موقع آتا ہے، اپنے اس "مسیح موعود" کی عزت کے لیے تو ان کی حمیت نہیں جاگتی۔ آخر اس کے اسباب کیا ہیں؟

غیر مہذب اور غیر شائستہ جماعت

(314) "بعض دفعہ (میری) بغل کے نیچے سے کوئی ہاتھ نمودار ہو رہا ہوتا ہے اور بعض دفعہ میں آگے ہوتا ہوں اور کوئی پیچھے سے میرے ہاتھ کو مروڑ رہا ہوتا ہے اور میں قیاس سے سمجھتا ہوں کہ کوئی مصافحہ کرنا چاہتا ہے، پھر میں نے کئی بار دیکھا ہے بعض لوگ میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہیں..... پھر میری یہ حالت ہے کہ اگر میرے بدن پر ہاتھ رکھ دیا جائے تو میری حالت ناقابلِ برداشت ہو جاتی ہے اور دم گھٹنے لگتا ہے..... وہ تو برکت حاصل کرنے کے لیے ایسا کرتے ہیں مگر مجھے ایسی گدگدی اور کھجلی ہوتی ہے کہ طبیعت میں سخت انقباض پیدا ہوتا ہے پھر کئی لوگ ہیں کہ وہ دبانے لگتے ہیں مگر دو چار بار دبا کر پھر کمر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں، حالانکہ یہ تو برابر کے دوست کے لیے بھی معیوب بات ہے، چہ جائیکہ امام جماعت کے لیے ہو۔ ہماری مجالس میں باہر سے غیر احمدی بلکہ غیر مسلم بھی آ کر بیٹھتے ہیں اور عام طور پر ہماری جماعت کو مہذب اور شائستہ سمجھا جاتا ہے۔ ایسی حالت دیکھ کر ان لوگوں پر کیا اثر ہوتا ہوگا؟ (ظاہر ہے کہ وہ قادیانیوں کو غیر مہذب اور غیر شائستہ ہی سمجھیں گے۔ مرتب)"

(خطبہ جمعہ از مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 21، نمبر 149، صفحہ 5 تا 7 مورخہ 14 جون 1934ء)

(عکس صفحہ نمبر 839 تا 841 پر)

View Proof

نفس پرور جماعت

(315) ''پس جو لوگ دنیا میں نفسا نفسی میں ہی پڑے رہتے ہیں، قیامت کے روز ان سے بھی نفسی نفسی کا معاملہ ہوگا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس کی تازہ مثال ہم میں موجود ہے۔ ایک (قادیانی) شخص کی لڑکی فوت ہوگئی۔ وہ اکیلا اس کا جنازہ لے کر گیا اور راستہ میں دو ایک آدمی اور مل گئے۔ یہ کیوں ہوا؟ اس لیے کہ میں بوجہ بیماری کے اس جنازے کے ساتھ نہ جا سکا۔''

(خطبہ جمعہ از مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 8، نمبر 10، صفحہ 8 مورخہ 12 اگست 1920ء)

(عکس صفحہ نمبر 842، 843 پر)

View Proof

ایک پیسے سے بھی کم حیثیت جماعت

(316) ''اگر ہزاروں احمدیوں کی جانیں بھی چلی جائیں تو پھر بھی ان کی اتنی حیثیت بھی نہ ہوگی، جتنی ایک کروڑ پتی کے لیے ایک پیسہ کی ہوتی ہے۔''

(خطبہ جمعہ از مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 22، نمبر 72، صفحہ 8 مورخہ 13 دسمبر 1934ء)

(عکس صفحہ نمبر 844، 845 پر)

View Proof

لومڑی، سؤر اور سانپ

مرزا قادیانی کا اپنی جماعت کے بارے میں ''ارشاد'' ہے:

(317) ''بن کے رہنے والو تم ہر گز نہیں ہو آدمی
کوئی ہے روباہ کوئی خنزیر اور کوئی ہے مار''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 108 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 138، از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 846 پر)

مرزا قادیانی کے اس شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے قادیان کے رہنے والو! تم ہرگز انسان نہیں ہو۔ تم میں کوئی اپنی منافقت اور مکر و فریب کی وجہ سے لومڑی ہے۔ کوئی بے حیا اور پلید ہونے کی وجہ سے سور ہے اور کوئی اپنی زہرناکیوں کی وجہ سے سانپ ہے۔

View Proof

ان القابات کے جواب میں قادیانی بھی اپنے ''حضرت صاحب'' کو کہہ سکتے ہیں کہ جناب اگر ہم لومڑی، سور اور سانپ ہیں تو آپ بھی انسان نہیں ہیں کیونکہ مستند ہے آپ کا فرمایا ہوا کہ

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 97 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 127 از مرزا قادیانی)

ثبوت حاضر ہیں!

مرزا قادیانی کی بیماریاں

Back

انبیائے کرام انسانوں میں اللہ تعالیٰ کا بہترین انتخاب ہوتے ہیں۔ انھیں نبوت ورسالت ایسے عظیم ترین منصب سے سرفراز اور ممتاز کیا جاتا ہے۔ وہ عنداللہ بے حد مقبول اور محبوب ہوتے ہیں۔ ان کا مقام ومرتبہ پوری انسانیت میں سے بلند ہوتا ہے۔ انھیں جہاں دیگر اعلیٰ ترین اوصاف حمیدہ سے نوازا جاتا ہے، وہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ انبیائے کرام کی صحت نہایت قابل رشک ہوتی ہے کیونکہ بارِ نبوت اٹھانے اور نباہنے کے لیے ان کا تندرست اور صحت مند ہونا لازمی امر ہے۔ وہ کسی خاص مرض کا نشانہ نہیں بنتے۔ انھیں کوئی ایسی بیماری لاحق نہیں ہوتی جو ان کے عظیم مشن میں رکاوٹ بن سکے۔ اگر کبھی خدانخواستہ کوئی نبی کسی بیماری میں مبتلا ہو جائے تو یہ دائمی اور ابدی نہیں ہوتی بلکہ وقتی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر کی آزمائش ہوتی ہے۔ اس کے برعکس آنجہانی مرزا قادیانی پوری زندگی جسمانی اور دماغی بیماریوں کا شکار رہا۔ وہ بیمار نہیں بلکہ ''بیماری'' تھا۔ سستی نامردی سے لے کر مراق تک ہر بیماری اسے ''جاناں'' سمجھ کر چمٹی ہوئی تھی۔ مرزا قادیانی چلتا پھرتا بیماریوں کا ہسپتال تھا۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ آنجہانی مرزا قادیانی کو کون کون سی پیچیدہ بیماریاں لاحق تھیں:

مردانہ حسن کا نمونہ

(318) ''آپ مردانہ حسن کے اعلیٰ نمونہ تھے۔''

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 120 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 847 پر)

View Proof

صحت کا ٹھیکہ

مرزا قادیانی کو الہام ہوا کہ

(319) ''ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے؟''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 685 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 848 پر)

View Proof

انبیا اور خبیث امراض

(320) ''انبیا خبیث امراض سے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 397 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 849 پر)

View Proof

دائم المرض اور طرح طرح کی بیماریاں

(321) ''اس عاجز کی عمر اس وقت پچاس برس سے کچھ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم المرض اور طرح طرح کے عوارض میں مبتلا ہے۔''

(سراج منیر صفحہ 15 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 17 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 850 پر)

View Proof

آنکھوں کی نسبت خاص الہام

(322) ''ایسا ہی خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض دامن گیر ہو جائے جیسا کہ جذام اور جنون اور اندھا ہونا اور مرگی، تو اس سے یہ لوگ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الٰہی ہو گیا۔ اس لیے پہلے سے اس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا۔ اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کروں گا۔ اور بعد اس کے آنکھوں کی نسبت خاص کر یہ بھی الہام ہوا۔ تنزل الرحمة علیٰ ثلثٍ. العین و علی الاخرتین. یعنی رحمت تین عضووں پر نازل ہوگی۔ ایک آنکھیں کہ پیرانہ سالی ان کو صدمہ نہیں پہنچائے گی اور نزول الماء وغیرہ سے جس سے نورِ بصارت جاتا رہے محفوظ رہیں گی اور دو عضو اور ہیں جن کی

خدا تعالیٰ نے تصریح نہیں کی۔ ان پر بھی یہی رحمت نازل ہوگی اور ان کی قوتوں اور طاقتوں میں فتور نہیں آئے گا۔"

(تحفہ گولڑویہ | ضمیمہ | صفحہ 31 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 67 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 851 پر)

View Proof

مائی اوپیا

(323) "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کی آنکھوں میں مائی اوپیا تھا، اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔"

(سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 119 از مرزا بشیر احمد) (عکس صفحہ نمبر 852 پر)

View Proof

چشم نیم باز

(324) "مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب مع چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہوگئیں۔"

(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 77 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 853 پر)

View Proof

الٹا جوتا پہننا

(325) "ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لیے گرگابی لے آیا آپ نے پہن لی مگر اس کے اُلٹے سیدھے پاؤں کا آپ کو پتہ نہیں لگتا تھا، کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی۔ بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے ان کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی سہولت کے واسطے اُلٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کے لیے نشان لگا دیے تھے مگر باوجود اس کے آپ اُلٹا سیدھا پہن لیتے تھے اس لیے

آپ نے اسے اتار دیا۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 67 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 854 پر)

View Proof

کس کی چھڑی ہے؟

(326) "بیان کیا مجھ سے مولوی ذوالفقار علی خان صاحب نے کہ جن دنوں میں گورداسپور میں کرم دین کا مقدمہ تھا، ایک دن حضرت صاحب کچہری کی طرف تشریف لے جانے لگے اور حسب معمول پہلے دعا کے لیے اس کمرہ میں گئے جو اس غرض کے لیے پہلے مخصوص کر لیا تھا۔ میں اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ باہر انتظار میں کھڑے تھے اور مولوی صاحب کے ہاتھ میں اس وقت حضرت صاحب کی چھڑی تھی۔ حضرت صاحب دعا کر کے باہر نکلے تو مولوی صاحب نے آپ کو چھڑی دی۔ حضرت صاحب نے چھڑی ہاتھ میں لے کر اسے دیکھا اور فرمایا۔ یہ کس کی چھڑی ہے؟ عرض کیا گیا کہ حضور ہی کی ہے جو حضور اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اچھا! میں تو سمجھا تھا کہ یہ میری نہیں ہے۔ خان صاحب کہتے ہیں کہ وہ چھڑی مدت سے آپ کے ہاتھ میں رہتی تھی۔" (کیا تجاہلِ عارفانہ ہے! مرتب)۔

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 245 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 855 پر)

View Proof

گھڑی

(327) "بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی۔ حضرت صاحب اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے، اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے اور گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہچان سکتے تھے۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 180 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 856 پر)

View Proof

''انہوں کچھ دیدا ہے''

(328) ''حضرت مسیح موعود کے اندرونِ خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اس نے کیا حرکت کی کہ جس کمرے میں حضرت صاحب بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے، وہاں ایک کونے میں کھرا تھا، جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی۔ حضرت صاحب اپنے کام تحریر میں مصروف رہے اور کچھ خیال نہ کیا کہ وہ کیا کرتی ہے۔ جب وہ نہا چکی تو ایک اور خادمہ اتفاقاً آ نکلی۔ اس نے اس نیم دیوانی کو ملامت کی کہ حضرت صاحب کے کمرے میں اور موجودگی کے وقت تُو نے کیا حرکت کی؟ تو اس نے ہنس کر جواب دیا، انہوں کچھ دیدا ہے؟ یعنی اسے کیا دکھائی دیتا ہے؟'' (اسے کہتے ہیں: دیوانہ بکار خویش ہوشیار۔ مرتب)

(ذکرِ حبیب صفحہ 38 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 857 پر)

View Proof

ذیابیطس، سوسو دفعہ پیشاب

(329) ''مجھے اس وقت ایک اپنا سرگذشت قصہ یاد آتا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے۔ اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا ہے اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے، کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لیے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی لیکن اگر میں ذیابیطس کے لیے افیون کھانے کی عادت کر لوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا، اور دوسرا افیونی۔''

(نسیمِ دعوت صفحہ 74، 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 434، 435 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 858 پر)

View Proof

حالتِ مردمی کالعدم

(330) ''میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا اور دو

مرضیں یعنی ذیابیطس اور درد سر مع دورانِ سر، قدیم سے میرے شامل حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اس لیے میری حالتِ مردی کالعدم تھی۔"

(تریاق القلوب صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 859 پر)

View Proof

سردرد، کمی خواب، تشنجِ دل، ذیابیطس، کثرت پیشاب

(331) "میں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور وہ دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا، وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں، جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کے رُو سے دو بیماریاں ہیں۔ سو ایک چادر میرے اوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ سردرد اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے، وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے، اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے، اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں، وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔"

(ضمیمہ اربعین نمبر 4 صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 470، 471 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 860 پر)

View Proof

سردرد، کثرتِ پیشاب و دست

(332) "مجھے دو مرض دامن گیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سردرد اور دورانِ سر اور دورانِ خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا، نبض کم ہو جانا، دوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس برس سے ہیں۔ کبھی دعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہیں کہ گویا دُور ہو گئیں۔ مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ میں نے دعا کی کہ یہ بیماریاں بالکل دُور کر دی جائیں تو جواب ملا کہ ایسا نہیں ہوگا۔"

(نسیم دعوت صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 435 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 862 پر)

View Proof

سر اور دستوں کی بیماری

(333) ''احادیث میں ہے کہ مسیح موعود دو زرد رنگ چادروں میں اترے گا۔ ایک چادر بدن کے اوپر کے حصہ میں ہوگی اور دوسری چادر بدن کے نیچے کے حصہ میں۔ سو میں نے کہا کہ یہ اس طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود دو بیماریوں کے ساتھ ظاہر ہوگا کیونکہ تعبیر کے علم میں زرد کپڑے سے مراد بیماری ہے۔ اور وہ دونوں بیماریاں مجھ میں ہیں یعنی ایک سر کی بیماری اور دوسری کثرت پیشاب اور دستوں کی بیماری۔''

(تذکرۃ الشہادتین صفحہ 44 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 46 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 863 پر)

View Proof

دست

(334) ''مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 565 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 864 پر)

View Proof

دورے

(335) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود کو سخت دورہ پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو بھی اطلاع دے دی اور وہ دونوں آ گئے۔ پھر ان کے سامنے بھی حضرت صاحب کو دورہ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ مرزا سلطان احمد تو آپ کی چارپائی کے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر مرزا فضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا اور ایک جاتا تھا اور وہ کبھی اِدھر بھاگتا تھا اور کبھی اُدھر۔ کبھی اپنی پگڑی اتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا اور گھبراہٹ میں اس کے ہاتھ کانپتے تھے۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 28 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 865 پر)

View Proof

دورے اور روزے

(336) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپ نے روزے رکھنے شروع کیے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اس لیے باقی چھوڑ دیے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو اس میں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کی وجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپ نے فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جو رمضان آیا تو آپ کا تیرہواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپ کو دورہ پڑا اور آپ نے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ اس کے بعد جتنے رمضان آئے آپ نے سب روزے رکھے مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپ نے ابتدا دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں ان کو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دورانِ سر اور بردِ اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی، اس لیے جب آپ روزے چھوڑتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھر دوسرے رمضان تک ان کے پورا کرنے کی طاقت نہ پاتے تھے۔ مگر جب اگلا رمضان آتا تو پھر شوق عبادت میں روزے رکھنے شروع فرما دیتے تھے لیکن پھر دورہ پڑتا تھا تو ترک کر دیتے تھے اور بقیہ کا فدیہ ادا کر دیتے تھے۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 65، 66 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 866، 867 پر)

View Proof

مرگی

(337) ''مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں۔ ایک شدید دردِ سر جس سے میں نہایت بیتاب ہو جاتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے اور یہ مرض قریباً پچیس برس تک دامنگیر رہی اور اس کے ساتھ دورانِ سر بھی لاحق ہو گیا اور طبیبوں نے لکھا کہ ان عوارض کا آخر نتیجہ مرگی ہوتی ہے۔ چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قریباً دو ماہ تک اسی مرض میں مبتلا ہو

View Proof

کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے ان کا انتقال ہو گیا۔"

(حقیقتہ الوحی صفحہ 363 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 376 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 868 پر)

مرزا قادیانی کی عادت تھی کہ اپنی تقریر میں ایک بات کو کم از کم تین دفعہ عموماً دہراتا تھا اور یہ غالباً مراق کا اثر تھا کیونکہ جس قدر کسی کو مراق ہوتا ہے۔ اس قدر اپنا سلسلہ کلام لمبا کرتا ہے اور ایک بات کو بار بار دہراتا ہے۔ انبیائے علیہم السلام میں یہ کمزوری نہیں پائی جاتی بلکہ وہ قلیل الکلام ہوتے ہیں۔ مرزا قادیانی اپنے مراق کا خود اقرار کرتا ہے:

ہسٹریا

(338) "ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یکدم ضعف ہو جانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا، گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ ذلک۔ یہ اعصاب کی ذکاوت حس یا تکان کی علامات ہیں اور ہسٹریا کے مریضوں کو بھی ہوتی ہیں اور انہیں معنوں میں حضرت صاحب کو ہسٹریا یا مراق بھی تھا۔"

(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 869 پر)

View Proof

ہسٹریا کے دورے

(339) "بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود کو پہلی دفعہ دورانِ سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اول (ہمارا ایک بڑا بھائی ہوتا تھا جو 1888ء میں فوت ہو گیا تھا) کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اٹھو آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت

خراب ہوگئی۔ مگر یہ دورہ خفیف تھا۔ پھر اس کے کچھ عرصہ بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لیے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرما گئے کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی (حضرت مسیح موعود کے ایک پرانے مخلص خادم تھے۔ اب فوت ہو چکے ہیں) نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کر دو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی ہوگی۔ چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے۔ شیخ حامد علی نے کہا کہ کچھ خراب ہوگئی ہے۔ میں پردہ کرا کے مسجد میں چلی گئی، تو آپ لیٹے ہوئے تھے۔ میں جب پاس گئی تو فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھا رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس کے بعد سے آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔ خاکسار نے پوچھا: دورہ میں کیا ہوتا تھا؟ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھچ جاتے تھے، خصوصاً گردن کے پٹھے۔ اور سر میں چکر ہوتا تھا اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اس کے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہیں رہی اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔ خاکسار نے پوچھا اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سر درد کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا پہلے حضرت صاحب خود نماز پڑھاتے تھے؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 16، 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 870، 871 پر)

View Proof

اگر ہسٹریا ثابت ہو جائے.....

❑ "ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا یا مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لیے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔"

(ریویو آف ریلیجنز قادیان اگست 1926ء مضمون شاہنواز قادیانی)

مراق

(340) ''آج کل میری معروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی جاتی ہے اور دورانِ سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ مگر میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کیے جاتا ہوں۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 565 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 872 پر)

View Proof

ہسٹریا اور مراق

(341) ''ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یکدم ضعف ہو جانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا، گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیر ذلک۔''

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 873 پر)

View Proof

مراق اور کثرت بول

(342) ''دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپؐ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اُترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں، ایک اُوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرتِ بول۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 32، 33 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 874 پر)

View Proof

مسیح موعود کی صداقت کے لیے اس کا دائم المرض ہونا کیا ضروری تھا؟ یقیناً یہ مرزا قادیانی کا ذہن رسا ہے جو دو زرد چادروں کو علامت قرار دے کر پھر اسے ''ڈی کوڈ'' کر دیا کہ دراصل یہ دو بیماریاں ہیں جو مجھے لاحق ہیں۔ مسیح کا کام مسیحائی ہے نہ کہ خود امراض کا مجموعہ ہونا۔

ہر نبی کو مراق

(343) ''سیٹھی غلام نبی صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل نے حضرت مسیح موعود سے فرمایا کہ حضور غلام نبی کو مراق ہے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے اور مجھ کو بھی ہے۔ یہ طبیعتوں کی مناسبت ہے۔ جس قدر ایسے آدمی ہیں کھچے چلے آویں گے۔''

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 304 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 876 پر)

View Proof

سِل

(344) ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ تمھارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب کو سِل ہو گئی اور چھ ماہ تک بیمار رہے اور بڑی نازک حالت ہو گئی، حتیٰ کہ زندگی سے ناامیدی ہو گئی۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے چچا آپ کے پاس آ کر بیٹھے اور کہنے لگے کہ دنیا میں یہی حال ہے۔ سبھی نے مرنا ہے۔ کوئی آگے گزر جاتا ہے۔ کوئی پیچھے جاتا ہے اس لیے اس پر ہراساں نہیں ہونا چاہیے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تمھارے دادا خود حضرت صاحب کا علاج کرتے تھے اور برابر چھ ماہ تک انھوں نے آپ کو بکرے کے پائے کا شوربا کھلایا تھا۔''

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 55، 56 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 877 پر)

View Proof

خونی قے

(345) ''پھر آپ نے فرمایا میں کیا کروں میں نے تو خدا کے سامنے پیش کیا ہے کہ میں

تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں لوہا پہننے کو تیار ہوں۔ مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں میں تجھے ذلت سے بچاؤں گا اور عزت کے ساتھ بری کروں گا۔ پھر آپ محبت الٰہی پر تقریر فرمانے لگے اور قریباً نصف گھنٹہ تک جوش کے ساتھ بولتے رہے۔ لیکن پھر یکلخت بولتے بولتے آپ کو اُبکائی آئی اور ساتھ ہی قے ہوئی، جو خالص خون کی تھی، جس میں کچھ خون جما ہوا تھا اور کچھ بہنے والا تھا۔ حضرت نے قے سے سر اٹھا کر رومال سے اپنا منہ پونچھا اور آنکھیں بھی پونچھیں، جو قے کی وجہ سے پانی لے آئیں تھیں۔ مگر آپ کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ قے میں کیا نکلا ہے کیونکہ آپ نے یکلخت جھک کر قے کی اور پھر سر اٹھا لیا۔ مگر میں اس کے دیکھنے کے لیے جھکا تو حضور نے فرمایا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ حضور قے میں خون نکلا ہے۔ تب حضور نے اس کی طرف دیکھا۔ پھر خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور دوسرے لوگ بھی کمرے میں آ گئے اور ڈاکٹر کو بلوایا گیا۔ ڈاکٹر انگریز تھا۔ وہ آیا اور قے دیکھ کر خواجہ صاحب کے ساتھ انگریزی میں باتیں کرتا رہا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اس بڑھاپے کی عمر میں اس طرح خون کی قے آنا خطرناک ہے۔ پھر اس نے کہا کہ یہ آرام کیوں نہیں کرتے؟ خواجہ صاحب نے کہا آرام کس طرح کریں۔ مجسٹریٹ صاحب قریب قریب کی پیشیاں ڈال کر تنگ کرتے ہیں، حالانکہ معمولی مقدمہ ہے جو یونہی طے ہوسکتا ہے۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 97 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 879 پر)

قولنج زحیری

(346) "ایک مرتبہ میں قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ 234 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 246 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 880 پر)

View Proof

کیچڑ اور ریت سے علاج

(347) "بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم

اے کہ ایک دفعہ والد صاحب سخت بیمار ہو گئے اور حالت نازک ہو گئی اور حکیموں نے ناامیدی کا اظہار کر دیا اور نبض بھی بند ہو گئی۔ مگر زبان جاری رہی۔ والد صاحب نے کہا کہ کپڑا لا کر میرے اوپر اور نیچے رکھو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا اور اس سے حالت رُو بہ اصلاح ہو گئی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ یہ مرض قولنج زحیری کا تھا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دکھایا تھا کہ پانی اور ریت منگوا کر بدن پر ملی جاوے۔ سو ایسا کیا گیا تو حالت اچھی ہو گئی۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 221، 222 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 881 پر)

View Proof

خارش

(348) "ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود کو غالباً 1892ء میں ایک دفعہ خارش کی تکلیف بھی ہوئی تھی۔ اس واقعہ کے بہت عرصہ بعد ایک دفعہ ہنس کر فرمانے لگے کہ خارش والے کو کھجانے سے اتنا لطف آتا ہے کہ بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ ہر بیماری کا اجر انسان کو آخرت میں ملے گا، سوائے خارش کے۔ کیونکہ خارش کا بیمار دنیا میں ہی اس سے لذت حاصل کر لیتا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کو خارش کی تکلیف مرزا عزیز احمد صاحب کی پیدائش پر ہوئی تھی جو غالباً 1891ء کا واقعہ ہے۔"

(سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 53 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 883 پر)

View Proof

لکنت

(349) "قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی زبان میں کسی قدر لکنت تھی اور آپ پرنالے کو پنالہ فرمایا کرتے تھے۔"

(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 25 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 884 پر)

View Proof

دانتوں کو کیڑا

(350) "دندانِ مبارک آپ کے آخر عمر میں کچھ خراب ہو گئے تھے، یعنی کیڑا بعض ڈاڑھوں کو لگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ڈاڑھ کا سرا

ایسا نوکدار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر بھی کرایا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں۔"

(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 125 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 885 پر)

View Proof

ایڑیاں پھٹ گئیں

(351) "پیر کی ایڑیاں آپ کی بعض دفعہ گرمیوں کے موسم میں پھٹ جایا کرتی تھیں۔"

(سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 125 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 886 پر)

View Proof

بال سفید

(352) "فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے بال تیس سال کی عمر میں سفید ہونے شروع ہوئے تھے (البتہ دل آخری وقت تک سیاہ رہا۔ ناقل) اور پھر جلد جلد سب سفید ہو گئے۔"

(ذکر حبیب صفحہ 38 از مفتی محمد صادق قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 887 پر)

View Proof

دایاں بازو

(353) "بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ایک دفعہ والد صاحب اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے اور دائیں بازو پر چوٹ آئی۔ چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ آپ کھڑکی سے اُترنے لگے تھے سامنے سٹول رکھا تھا وہ اُلٹ گیا اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو منہ تک لے جا سکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا۔"

(سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 216، 217 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 888 پر)

View Proof

حافظہ خراب

(354) ''میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو، تب بھی بھول جاتا ہوں۔ یاددہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کرسکتا۔''
(مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 483 (طبع جدید) از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 890 پر)

View Proof

سرعت انزال

(355) ''ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوظ بکلی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت غریزی اس کا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت غریزی کو بھی مفید ہے اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔''
(مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 20 (طبع جدید) از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 891 پر)

View Proof

قارئین کرام! آپ نے آنجہانی مرزا قادیانی کو لاحق مختلف بیماریوں کا مطالعہ کیا۔ ان بیماریوں میں ایک اہم بیماری مراق ہے جس کے متعلق دنیا بھر کے مستند ڈاکٹروں اور حکیموں کا کہنا ہے کہ یہ مالنخولیا کی ایک قسم ہے۔ یہ مرض، تیز سودا سے جو معدہ میں جمع ہوتا ہے پیدا ہوتا ہے، اس سے فضلات اور آنتوں کے سیاہ بخارات اُٹھ کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں، مریض اس کی ظلمت سے پراگندہ خاطر ہوجاتا ہے اور یہی چیز مراق ہوتی ہے۔

ماہرین طب نے مراق کی علامات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس مرض میں مریض کے افکار و خیالات، حالت طبعی سے بدل جاتے ہیں اور بالعموم اس میں انانیت یعنی خودی، تکبر اور تعلّی یعنی اپنی بڑائی کے فاسد خیالات سما جاتے ہیں۔ وہ ہر بات میں مبالغہ کرتا ہے۔ اس کے دماغی حواس درست نہیں رہتے۔ وہ ہر وقت سست متفکر اور خودی کے خیالات میں مست رہتا ہے۔ اگر مریض پڑھا لکھا ہو تو پیغمبری اور معجزات و کرامات کا دعویٰ کرتا ہے۔ خدائی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔ مرض کبھی اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ مریض گمان کرنے لگتا ہے کہ وہ فرشتہ ہے اور کبھی اس سے بھی زیادہ حد تک پہنچ جاتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ وہ خدا ہے۔ بعض مریضوں میں گاہے گاہے یہ مرض اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب دان سمجھتا ہے اور بعض میں یہ مرض یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ وہ فرشتہ ہے اور کبھی اپنے آپ کو بادشاہ اور کبھی پیغمبر سمجھتا ہے۔

Back

جھوٹے مدعی نبوت آنجہانی مرزا قادیانی کو درجنوں بیماریاں لاحق تھیں اور یہ بیماریاں ساری زندگی اس کے ساتھ چمٹی رہیں۔ بالآخر اس کی زندگی کا عبرتناک انجام قریب آ گیا۔ روزنامہ الفضل قادیان، مرزا قادیانی کی اہم تحریروں میں سے درج ذیل اقتباس نقل کرتا ہے جو ہر قادیانی کے لیے دعوت فکر ہے:۔

بہت بری موت

❑ ''اور جو شخص کہے کہ میں خدا کی طرف سے ہوں اور اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہوں حالانکہ وہ نہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ اس کے الہام اور کلام سے مشرف ہے، وہ بہت بری موت مرتا ہے اور اس کا انجام نہایت ہی بد اور قابل عبرت ہوتا ہے۔''
(روزنامہ الفضل قادیان جلد 28، نمبر 50، صفحہ 1 مورخہ 2 مارچ 1940ء)

اب اس معیار پر مرزا قادیانی کو جانچ لیتے ہیں۔ یعنی اگر مرزا قادیانی اپنے دعوؤں میں سچا تھا تو اس کا انجام اچھا ہونا چاہیے تھا، اور اگر اپنے دعوؤں میں جھوٹا تھا تو ''نہایت ہی بد اور قابل عبرت انجام'' ہونا چاہیے تھا۔ مزید براں خود مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

(356) ''غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں، بلکہ نہایت شریر اور بد ذات آدمیوں کا کام ہے۔''
(آریہ دھرم صفحہ 13 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 13 از مرزا غلام احمد قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 892 پر)

View Proof

(357) ''واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لیے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور

کوئی محک امتحان نہیں ہوسکتا۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ 288، مندرجہ روحانی خزائن، جلد 5 صفحہ 288 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 893 پر)

View Proof

(358) "مولوی ثناء اللہ سے آخری فیصلہ" میں اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی سے لکھوایا تھا:

"بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ السلام علی من اتبع الھدیٰ! مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود، کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور دجال اور کذاب ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں..... اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے، تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں، آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔

یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیش گوئی نہیں محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک!..... اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے، تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت

کو خوش کر دے۔ آمین! مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی ہی میں ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین!

میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گزر گئی۔ وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے..... تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص (مرزا قادیانی) درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے..... میں دیکھتا ہوں مولوی ثناء اللہ ان ہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے، اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے۔ یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک! تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین! **ربنا افتح بيننا و بين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين۔**

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار مورخہ 5 اپریل 1907ء مجموعہ اشتہارات، جلد دوم، صفحہ 705، 706 طبع جدید)

(عکس صفحہ نمبر 894، 895 پر)

اس اشتہار کی اشاعت کے ہفتہ عشرہ بعد ہی 25 اپریل 1907ء کو اخبار بدر قادیان میں مرزا قادیانی کی روزانہ ڈائری میں شائع ہوا کہ:

View Proof

یہ خدا کی طرف سے ہے

(359) ''ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا یہ دراصل ہماری (یعنی مرزا قادیانی کی) طرف سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 206 طبع جدید، از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 896 پر)

View Proof

اس پیش گوئی کے تقریباً ایک سال بعد مرزا قادیانی کی موت نے ''آخری فیصلہ'' کر دیا کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں تھا کیونکہ اس کی موت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کی زندگی میں بقول اس کے ''خدائی ہاتھوں کی سزا'' سے ہوئی۔ ہر شخص دم بخود رہ گیا کہ خود مرزا قادیانی کی دعا پر قدرتِ حق نے عجب فیصلہ کیا۔

25 مئی 1908ء کو شام کھانے کے بعد اس کی حالت اچانک بگڑنے لگی۔ اسے مسلسل اسہال شروع ہو گئے۔ ایک دو دفعہ رفع حاجت کے لیے لیٹرین گیا، بعد ازاں ضعف کی وجہ سے نڈھال ہو گیا۔ اس کے جسم کا پانی اور نمک ختم ہو گیا تھا۔ بلڈ پریشر کم ہونے سے ٹھنڈے پسینے آنے لگے۔ آنکھیں اندر کو دھنس گئیں اور نبض اتنی کمزور ہو گئی کہ محسوس کرنا مشکل ہو گئی۔ مرزا بشیر احمد ایم، اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

حالت دگرگوں

(360) ''حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے اور میں بھی سو گئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لیے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا، تو اپنے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ سیری چارپائی پر ہی لیٹ گئے، اور میں آپ کے پاؤں دبانے کے لیے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا: تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا۔ نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا۔ مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ

پاخانہ نہ جاسکتے تھے۔اس لیے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا۔اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے۔ پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے۔اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔"

(سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ 11 از مرزا بشیر احمد ایم اے) (عکس صفحہ نمبر 897 پر)

View Proof

❑ بقول حکیم نورالدین "معدہ کے اندر کی تمام سوزشیں، آنتوں کی سوزشیں اور پیٹ کی جھلیوں کی سوزشیں قے کا باعث بنتی ہیں۔ ہیضہ کی صورت میں جب آنتیں متاثر ہوتی ہیں تو قے کے ساتھ اسہال ہوتے ہیں۔ قے کا آنا بذاتِ خود کوئی بیماری نہیں بلکہ یہ متعدد بیماریوں کی علامت ہے۔آنتوں کے فالج اور رکاوٹ میں غذا ہی قے کا باعث بنتی ہے۔کھانے کے فوراً بعد شراب یا افیون کے استعمال سے بھی قے ہوتی ہے۔اگر اسہال کے ساتھ قے بھی شامل ہو تو مرض اسہال کے بجائے ہیضہ بن جاتا ہے۔" (بیاض نورالدین ص 209)

❑ مسلسل اسہال اور قے کی وجہ سے مرزا قادیانی کے جسم، بستر اور کمرے میں سخت بدبو اور تعفن پھیل گیا تھا۔اس کی حالت دگرگوں ہو گئی اور نورالدین کو بلانے کے لیے کہا۔ حکیم نورالدین آیا تو مرزا قادیانی نے اسے کہا "مجھے اسہال کا دورہ ہو گیا ہے۔آپ کوئی دوائی تجویز کریں۔" (ضمیمہ الحکم 28 مئی 1908ء)

حکیم نورالدین نے چند مقوی ادویات کھانے کو دیں مگر مرزا قادیانی نے قے کر دیں۔اس کے بعد اس کی نبض ڈوبنے لگی۔تھوڑی دیر بعد ایک انگریز ڈاکٹر آیا مگر وہ نہایت عبرتناک حالت دیکھتے ہی چلا گیا۔بعض عینی شاہدین کے مطابق مرزا قادیانی کے منہ سے پاخانہ نکل رہا تھا۔ایسی ہی بھیانک حالت میں مرزا قادیانی 26 مئی 1908ء کو صبح ساڑھے دس بجے جہنم واصل ہو گیا۔

لکھا تھا کاذب مرے گا بیشتر
قول کا پکا تھا پہلے مر گیا

قادیانی کہتے ہیں کہ: مرزا قادیانی کی موت ہیضہ سے نہیں ہوئی۔ تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کی موت کس عارضہ سے ہوئی؟ اس کے لیے کسی ڈاکٹری رپورٹ کی احتیاج نہیں، بلکہ مرزا قادیانی کے ''نام نہاد صحابی'' اور خسر میر ناصر نواب کی ثقہ روایت سے خود مرزا قادیانی کا اپنا ''اقرار صالح'' موجود ہے، میر ناصر نواب لکھتا ہے:

میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے

(361) ''حضرت (مرزا) صاحب جس رات کو بیمار ہوئے اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا، جب آپ کو سخت تکلیف ہوئی تو مجھے جگایا گیا، جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا اور آپ کا حال دیکھا تو مجھے مخاطب کر کے فرمایا: ''میر صاحب! مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔'' اس کے بعد کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں آپ نے نہیں فرمائی، یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔''

View Proof

(حیاتِ ناصر صفحہ 14، از شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 898 پر)

لیجیے! بہت ''بری موت'' کے تینوں مرحلے اللہ تعالیٰ نے خود مرزا قادیانی کی زبان و قلم سے طے کرا دیئے، یعنی پہلے اس سے لکھوایا کہ مفتری بہت ہی بری موت مرتا ہے، پھر اس کی تعیین و تشخیص بھی اسی کے قلم سے کرا دی کہ طاعون اور ہیضہ کی موت ہی وہ ''بری موت'' ہے، جو بطور سزا ''خدا تعالیٰ کے ہاتھوں'' سے کسی سرکش مفتری کو دی جاتی ہے، اور پھر خود اسی کی زبان سے یہ اقرار بھی کرا دیا کہ وہ ''وبائی ہیضہ'' سے ''بہت بری موت'' مر رہا ہے، اور یہ اقرار ریکارڈ پر موجود ہے۔

قادیانیوں کی نفسیات بھی بڑی دلچسپ ہے کہ وہ مرزا قادیانی کو ''مسیح موعود'' مانتے ہیں مگر اس کی کوئی بات ماننے کو تیار نہیں ہیں۔ ان کا ''مسیحا'' کہتا ہے ''..... مجھے وبائی ہیضہ ہوگیا ہے۔'' ..... مگر قادیانی مصر ہیں کہ حضرت صاحب کا کہنا درست نہیں ہے۔

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

میں نجاست کے کیڑے سے بھی بدتر ہوں

(362) ''مگر مجھے ایسے مفتری اور بدگو لوگوں کی کچھ پروا نہیں۔ کیونکہ اگر جیسا کہ مجھے اس نے دغا باز، حرام خور، مکار، فریبی اور جھوٹ بولنے والا قرار دیا ہے اور طریق اسلام اور دیانت اور پیروی آنحضرت ﷺ سے باہر مجھے کرنا چاہا ہے اور میرے وجود کو محض فضول اور اسلام کے لیے مضر ٹھہرایا ہے بلکہ مجھے محض شکم پرور اور دشمن اسلام قرار دیا ہے۔ اگر یہ باتیں سچ ہیں تو میں اس کیڑے سے بھی بدتر ہوں جو نجاست سے پیدا ہوتا اور نجاست میں ہی مَرتا ہے۔''

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 428 از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 899، 900 پر)

View Proof

دوزخ کا الہام

(363) ''اتنے میں الہام ہوا: یاتیک من کل فج عمیق۔ پھر دوزخ دکھایا گیا۔ وہ سخت مکروہ اور پاخانہ کی شکل کا تھا۔''

(تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 281 طبع چہارم از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 901 پر)

View Proof

جھوٹے مدعی کو خدا ہلاک کرتا ہے

(364) ''جھوٹے مدعی کو خدا ہلاک کرتا ہے اور اس کو مہلت نہیں دی جاتی کیونکہ وہ خدا پر افتراء کرتا ہے اور حق و باطل میں گڑبڑ ڈالنا چاہتا ہے۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 554 طبع جدید از مرزا قادیانی) (عکس صفحہ نمبر 902 پر)

View Proof

خدا جھوٹوں کو ہلاک کرتا ہے

(365) ''اے بدقسمت بدگمانو! کیا ممکن ہے کہ کوئی خدا پر جھوٹ باندھے اور پھر اس کے دست قہر سے بچ رہے۔ خدا جھوٹوں کو ہلاک کرے گا اور وہ جو اپنے دل سے باتیں بناتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کا الہام ہے، وہ ہلاک کیے جائیں گے کیونکہ انہوں نے دلیری کر کے خدا پر بہتان باندھا۔''

(ایام الصلح صفحہ 115 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 341 از مرزا قادیانی)
(عکس صفحہ نمبر 903 پر)

View Proof

دوزخ کا وعدہ

(366) ''آج سے چھبیس برس پہلے خدائے عزوجل براہین احمدیہ میں فرما چکا ہے، میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ میں اس کو گھسیٹوں گا اور اس کو دوزخ دکھلاؤں گا۔''

(حقیقۃ الوحی صفحہ 84 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 520 از مرزا قادیانی)

(عکس صفحہ نمبر 904 پر)

View Proof

کسی زندہ دل شاعر نے مرزا قادیانی آنجہانی کی تاریخ وفات لکھی ہے ۔

یوں کہا کرتا تھا مر جائیں گے اور
اور تو زندہ ہیں خود ہی مر گیا
اس کے بیماروں کا ہو گا کیا علاج
کالرہ سے خود مسیحا مر گیا

مرزا قادیانی کی تاریخ وفات ہے:

لَقَدْ دَخَلَ فِیْ قَعْرِ جَهَنَّمْ. ۱۳۲۶ھ

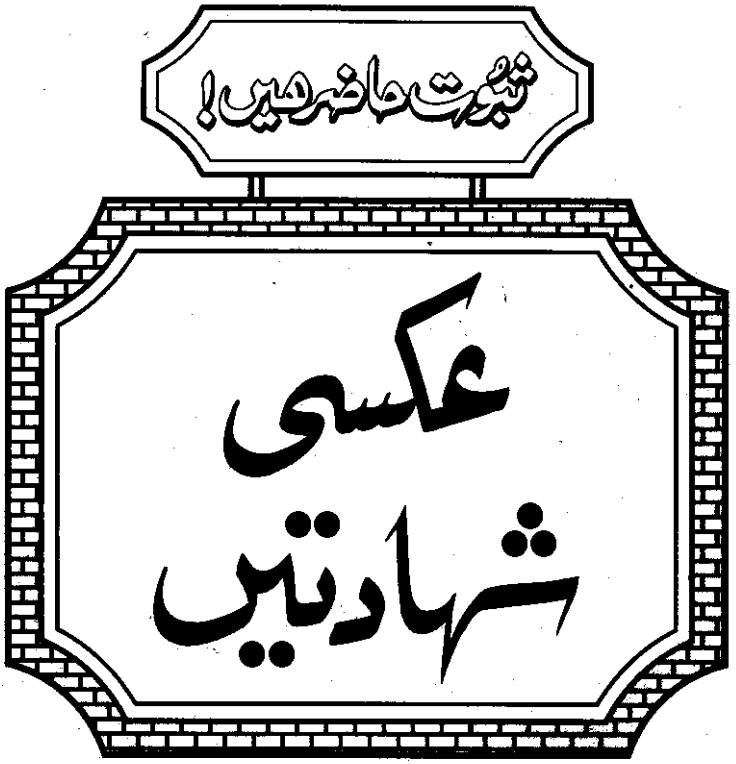

Back

تذکرہ

مجموعہ

الہامات، کشوف و رؤیا

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولقد لبثت فیہم عمرا من قبلہ افلا تعقلون

الحمد للہ

سیرۃ المہدی علیہ السلام

حصہ اوّل

مرتبہ

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے سلمہ اللہ تعالیٰ

حسب فرمایش

مولانا المکرم معظم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مولوی فاضل منشی فاضل اوّل مدرس مدرسہ احمدیہ۔ قادیان

بتکرار

محمد فخر الدین احمدی (ملتانی) مہتمم احمدیہ کتاب گھر قادیان کو شائع کرنیکا فخر حاصل ہوا۔

۱۹۳۵ء

قیمت فی جلد عہ مجلد عہ

جملہ حقوق بحق محررہ محفوظ

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

سیرۃ المہدی

(حصہ دوم)

تالیف لطیف حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جسے

مینجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان دارالامان

نے

ماہ دسمبر سنہ ۱۹۲۷ء میں شائع کیا ٭

اسلامیہ پریس لاہور میں اہتمام محمد عبدالرحمٰن مجرد چھپا

وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

سیرت المہدی

حصہ سوم

(مرتبہ فرمودہ)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے

جسے

خاکسار

ابن حضرت مسیح موعود محمد اسمٰعیل مولوی فاضل و منشی فاضل نے قادیان دارالامان سے

شائع کیا

ایڈیشن اول صفر ۱۳۵۸ھ اپریل سنہ ۱۹۳۹ء

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

جلد دوم

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

جلد سوم

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

آغاز مئی ۱۹۰۴ء تا اواخر ۱۹۰۵ء

جلد چہارم

ملفوظات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود

بانی جماعت احمدیہ

جنوری ۱۹۰۶ء تا مئی ۱۹۰۸ء

جلد پنجم

مجموعہ

اشتہارات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد اوّل

مجموعہ

اشتہارات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد دوم

مکتوباتِ احمد

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کے

خطوط اور مکاتیب

جلد دوم

دعوۃ الامیر

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

۱۲۷

ان هٰذا الکتاب یدفع وساوس الخناس۔ وفیہ
شفاءٌ للناس۔ وھو یھب السکینۃ
ویجلو الکروب۔ وسمیتہ۔

تریاق القلوب

تصنیف

امام ربانی حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی
مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن

بماہ جنوری ۱۸۹۸ء

کتاب البریہ

مع

آیات ربّ البریہ

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپی

تعداد جلد ۷۰۰

بر آرایات اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون (یونس)

مجدد اعظم

یعنی

سوانحعمری حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ

مسیح موعود و مہدی معہود مجدد صد چہاردہم

حصہ اول

از ابتدا تا جون سنہ ۱۹۰۰ء

مؤلفہ

جناب ڈاکٹر بشارت احمد صاحب

جسے

بماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۸ھ مطابق دسمبر سنہ ۱۹۳۹ء

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور نے

شائع کیا

تعداد اشاعت تین ہزار | بار اول | قیمت مجلد عمدہ عہ آنے روپیہ

(ٹائیٹل پیج بار اول)

قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے ۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے

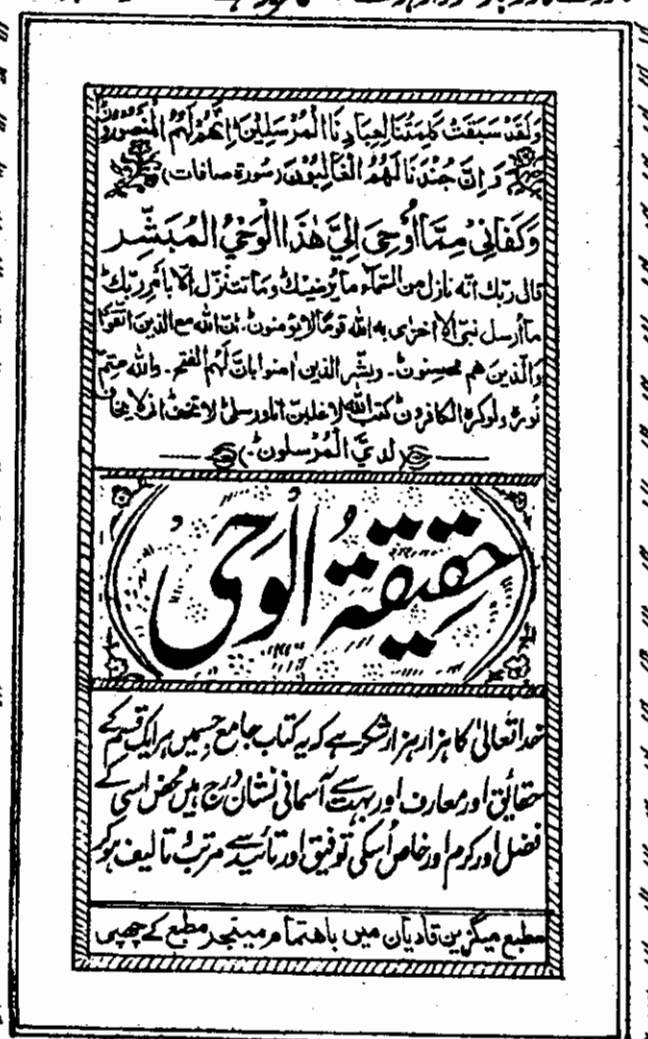

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُوْنَ (سورۃ صافات)

وَكَفَانِيْ مِمَّا اُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْوَحْيُ الْمُبَشِّرُ

قال ربك انه نازل من السماء ما يرضيك وما تنزل الا بامر ربك ما ارسل نبي الا اخزى به الله قوما لا يؤمنون. ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون. وبشر الذين امنوا بان لهم الفتح. والله متم نوره ولو كره الكافرون كتب الله لاغلبن انا ورسلي لا تخف انك انت الاعلى لدي المرسلون.

حقیقۃ الوحی

خدا تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ یہ کتاب جامع جسمیں ہر ایک قسم کے حقائق اور معارف اور بہت سے آسمانی نشان درج ہیں محض اسی کے فضل اور کرم اور خاص اُسکی توفیق اور تائید سے مرتب و تالیف ہو کر

مطبع میگزین قادیان میں باہتمام مینجر مطبع کے چھپی

تعداد ایک ہزار جلد — تاریخ اشاعت ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

آنانکہ بردعاوی ما حملہا کنند	وز راہ جہل عربدہا بر ما کنند
گر یک نظر کنند درین نسخہ کتاب	ہست ایں یقیں کہ ترک ہوا و ہا کنند
باور نمی کنم کہ نیایند عذر خواہ	ویں امر دیگر است کہ ترک حیا کنند

براہین احمدیہ

حصہ پنجم

(۵)

ملقب

بالبراہین الاحمدیہ علی حقیۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ

مؤلفہ

حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام

إِنْ مِّنْ شَيْءٍ إِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَمَا نُنَزِّلُهُ إِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُومٍ

تفسیر صغیر

قرآن مجید

کا

اُردو با محاورہ ترجمہ مع مختصر تفسیر

از

الحاج حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

ناشر

ادارۃ المصنفین ربوہ ضلع جھنگ

نقل ٹائیٹل پیج اول

حصہ اول

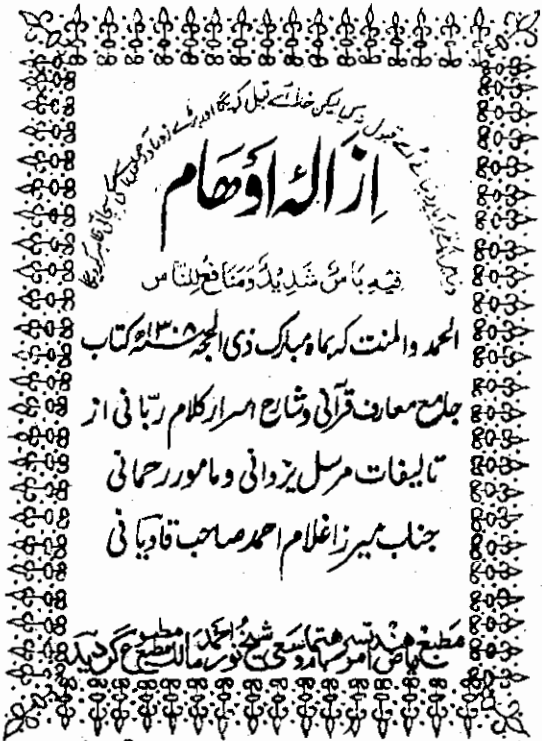

تعداد جلد ۷۰۰ قیمت فی جلد عہ

ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

ذکرِ حبیب

مُصنّفہ
حضرت مفتی محمد صادق

۵۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام

مولف براہین احمدیہ کے مختصر حالات

(مرتبہ خاکسار معراج الدین عمر احمدی)

اللہ تعالےٰ کا شکر کس زبان و قلم سے ادا ہو سکے جس نے قدرت کاملہ سے تمام جان کو پیدا فرمایا اور ہر شے کی جبلت اور فطرت کو اسی بات پر تقاضی اور مفطور کیا کہ وہ اپنے رنگ و طرز میں بغیر خواہش منت غیر اور طریق تقاضائے جبت اور حاجت خوشامد انسان ہی کی کسی نوع کی خدمت میں لگے ہیں اور انسان کو سب پر شرف دیکر اس کی فطرت کی لوح کو بیاض سینہ چاہر کی طرح بنایا اور مادہ فہم و تمدن اور جوہر عقل و نقل اور صنعت اکمیت و خلافت بخشکر اِمَّا شَاکِرًا وَّ اِمَّا کَفُوْرًا کا لائنس عطا فرمایا اور برخلاف تمام مخلوقات انسان ایسا سادہ نکلا کہ انعام و انجام حسنات جبودیت و ادائے فرائض و ذمہ واری حقوق بر فحوائے کے بارگراں کو ظلوماً جہولاً کے کشکے سر پر کر لیا۔ اسکی اس بھولی ادا نے خدا کی نظر میں گھر کر لیا اور اُس نے بکمال ترحم و شفقت اور تفضل و لطف اسکی دستگیری کے لیے رحمت کا ایک گروہ مبعوث فرمایا جنہیں اپنے نکالے کے شرف سے متفیض فرما کر اپنے پیغام انسان کو پہنچانے اور انسان کی کمزوریوں اور دکھوں اور دردوں کو درمان کے لیے اپنے حضور پیش کرانے اور انسان کو اپنی رضا میں داخل کرنے اور اسکی کشتی کو ساحل نجات پر لگانے کے لیے پیغامبر اور مشنع اور مشنیان بنایا۔ انہیں پر وہ علوم اور حقایق و معارف نازل کیے جنسے تمام اصول تمدن و تہذیب اور تمام آداب ہدایت و شناخت حقوق خالق و مخلوق اور تمام علوم معرفت طریق ربوبیت و مربوبیت دنیا میں شایع ہوئے انہیں کی بدولت نظم و نسق دنیا جو احسن قرار پایا اور تمام عالمین جادہ اعتدال و استقامت پر قایم ہوئے گویا صناع حقیقی نے

سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

تصنیف

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ

شائع کردہ :مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

(ٹائیٹل طبع اوّل)

الحمد للہ والمنت کہ بتائید و توفیق آں نعم المولیٰ و نعم النصیر و عنایات
آں ذاتِ جلیل و عظیم و کبیر حصہ اولیٰ کتاب لاجواب موسوم بہ

آئینہ کمالاتِ اسلام

جس کا دوسرا نام دافع الوساوس بھی ہے

بماہ فروری سنہ ۱۸۹۳ء

مطبع ریاض ہند قادیان میں باہتمام شیخ نور احمد مہتمم
و مالک مطبع طبع ہو کر شائع ہوا

(نقل ٹائیٹل پیج اول)

+بغیر دستخط مہتمم کتب خانہ کے کتاب مسروقہ سمجھی جاوے گی+

قد فرغنا من الرد علی قوم یسمون آریہ فالحمد للہ رب العلمین
انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح المنذرین

(ترجمہ)

ہم آریوں کا رد لکھنے سے فراغت کر چکے سو اس خدا کو سب تعریف ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔
ہم جب ایک قوم پر چڑھائی کرتے ہیں اور اُنکے صحن میں اُترتے ہیں تو وہ صبح ان کی ایک بُری
صبح ہوتی ہے جو تباہی کی خبر دیتی ہے

یہ کتب آریہ صاحبوں کے اس مضمون کے جواب میں ہے جسکو اُنہوں نے اپنے مذہبی جلسہ میں دسمبر ۱۹۰۷ء میں
بمواجہ چار سو معزز ہماری جماعت کے مسلمانوں کے خود اُنکو اپنے گھر میں بُلا کر سُنایا تھا جو ہمارے سید مولیٰ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور دشنام دہی سے پُر تھا جس میں دین اسلام پر جا بجا توہین اور
ہنسی اور ٹھٹھا کیا گیا تھا اور نہایت شوخی سے گندی گالیاں دے کر اور بے حیا ہنسیاں ہمارے
مقدس ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر لگا کر صدہا مسلمانوں کو خود مدعو کر کے نہایت دُکھ
دیا تھا اور اس کتاب کا نام ہے

چشمہ معرفت

از مؤلفات حضرت مرزا غلام احمدؑ صاحب مسیح موعودؑ
جو ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء کو
مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان ضلع گورداسپور میں طبع ہوئی
باہتمام شیخ یعقوب علی تراب منیجر

دو ہزار چار قیمت فی جلد عہ — اور قیمت مجلد تین روپے

ٹائٹل پیج بار اوّل

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ

اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

بفضلہٖ تعالےٰ

یہ رسائل الہامیہ جن کے نام بہ تفصیل ذیل ہیں

انجام آتھم

خدائی فیصلہ ۔ دعوت قوم

مکتوب عربی بنام علماء

مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہو کر عام فائدہ
کے لئے شائع کئے گئے

بمقام قادیان

قیمت فی جلد ۔۔۔

بنام غلام
جان و دلم فدائے جمالِ محمد است
خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمد است
دیدم بعینِ قلب و شنیدم بگوشِ ہوش
در ہر مکاں ندائے جمالِ محمد است
ایں چشمہ رواں کہ بخلقِ خدا دہم
یک قطرہ زبحرِ کمالِ محمد است
ایں آتشم ز آتشِ مہرِ محمدی ست
ویں آبِ من ز آبِ زلالِ محمد است

ٹائیٹل پیج بار اول

ٹائیٹل پیج طبع اوّل

الحمد للہ والمنہ

کہ یہ رسالہ پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی اور ان کے مریدوں اور ہمخیال لوگوں پر اتمام حجت کے لئے محض نصیحتاً للہ شائع کیا گیا ہے اور بغرض اس کے کہ عام لوگوں پر حق واضح ہو جائے اس رسالہ کے ساتھ پچاس روپیہ کے انعام کا اشتہار بھی دیا گیا ہے جو اسی ٹائیٹل پیج کے دوسرے صفحہ پر مندرج ہے اور یہ رسالہ موسوم بہ

تحفۂ گولڑویہ

ہو کر

مطبع ضیاء الاسلام قادیان ضلع گورداسپور میں باہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب بھیروی مالک مطبع چھپکر یکم ستمبر ۱۹۰۲ء کو شائع ہوا

قیمت ۱۰ر محصول ۱ر جہد ... ڈاکخانہ ۱ر کل ۱۲ر

ٹائیٹل طبع اوّل

کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم وامامکم منکم

خدائے تعالیٰ کے بے انتہا احسانوں میں سے یہ بھی ایک عظیم الشان فضل و احسان ہے۔
کہ کتاب مستطاب منبع ایقان و عرفان مسمّٰی بہ

صادقہ از طرف مولیٰ یلتمس انہا آمد — مصدود دل ہدیٰ بر تنے من بگشادہ اند

نزول المسیح

آسمان بارد و شاہد ازیے تصدیق من استادہ اند — ایں و شاہد ازیے تصدیق من استادہ اند

فی اٰخر الزمان

خود مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے نکلی ہوئی جس کا نزول جمالی اور جلالی رنگوں میں حضرت ختم الرسل صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق (جو آخری زمانہ کے متعلق تھیں) اسوقت کے اولوالالباب و اولوالابصار نے برأی العین مشاہدہ کیا

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپکر کمترین مہدی حسین مہتمم کتب خانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زیر نگرانی شائع ہوئی۔ ٹائیٹل پیج مطبع میگزین قادیان میں چھپ کر طیار ہوا۔

بار اوّل تعداد اشاعت ۲۹۰۰

ماہ اگست سنہ ۱۹۰۹ء — شعبان المعظم ۱۳۲۷ھ

قیمت ۴ر

وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ

اصحابِ احمدؑ

میرِ مکرم

جلد سیزدہم

(صحابہ ضلع گورداسپور)

مؤلفہ

ملک صلاح الدین ایم۔ اے

الناشر:- احمدیہ بکڈپو ربوہ

بار اوّل

دسمبر ۱۹۷۶ء

آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے ۔ تو تمھیں طورِ تسلی کا بتایا ہم نے

رسالہ ریویو آف ریلیجنز

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

جلد ۱۴ بابت ماہ مارچ و اپریل سنہ ۱۹۱۵ء نمبر ۳ و ۴

مطابق جمادی الاول و جمادی الثانی سنہ ۱۳۳۳ھ

تخمینہ سالانہ ۱۲ روپیہ ۱۲ آنہ

فہرست مضامین

کلمہ تفصیل ۱۸۴ - ۹۱

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

نُورُ القرآن

اطلاع

یہ رسالہ نور القرآن بالقسط ہر تین ماہ کے بعد یعنی چوتھے مہینے شائع ہوا کرے گا
لہذا یہ نمبر تین ماہ یعنی جون۔ جولائی۔ اگست ۱۹۵۵ء کے بارے میں ہے
قیمت بالقسط دس ایک روپیہ سالانہ ہے

راقم خاکسار سراج الحق جمالی نعمانی

ٹائیٹل طبع اوّل

الحمد للہ
والمنۃ کہ رسالہ ہذا
از تصنیفات حضرت
امام ہمام مسیح موعود و مہدی معہود
جناب مرزا غلام احمد صاحب نصرہ اللہ واید
الموسوم بہ

تحفہ غزنویہ

سنہ ۱۹۰۲ء

بماہ اکتوبر

مطبع ضیاء الاسلام قادیان ضلع
گورداسپور میں باہتمام حکیم حافظ
فضل الدین صاحب
بھیروی مالک مطبع
چھپکر شایع
ہوا

قیمت ۱۲ | محصول ڈاک ۱ | وی پی ۱ | کل ۱۴

تعداد اشاعت
۷۰۰

(ضمیمہ طبع اوّل حصہ اوّل)

جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

بفضلِ عظیم حضرت ہادیٔ عالم و عالمیان و رحمتِ عمیم رہنمائے گمشدگان کتاب

براہینِ احمدیہ

ملقب بہ

البراہین الاحمدیہ علی حقیت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ

جس کو فخرِ اہلِ اسلام پنجاب جناب میرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام اقبالہم نے بکمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کرکے منکرینِ اسلام پر حجتِ اسلام پوری کرنے کیلئے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا

امرتسر پنجاب

سفیر ہند پریس میں در سنہ ۱۸۸۰ء طبع ہوئی

امیر علی دولہ پرنٹر

(طبع اوّل)

الحمد للہ والمنۃ کہ ضمیمہ نزول المسیح جسکے ساتھ

دس ہزار روپیہ کا اشتہار ہے

حسب استدعا مولوی ثناء اللہ صاحب امرت سری کے

محض پانچ دن میں ابتداء ۸ نومبر ۱۹۰۲ء سے

طیار ہو کر اس کا نام

اعجاز احمدی

رکھا گیا

اور اس رسالہ میں پیر مہر علیشاہ صاحب و مولوی اصغر علی صاحب

و مولوی علی حائری صاحب شیعہ وغیرہ بھی مخاطب ہیں جن کا نام

رسالہ میں مفصل درج ہے (تاریخ طبع ۱۵ نومبر ۱۹۰۲ء)

بمقام قادیان باہتمام حکیم فضل الدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام میں طبع ہوا

تعداد اشاعت ۲۵۰۰

(ڈبیٹل طبع اوّل)

الحمد للہ والمنۃ

کہ یہ رسالہ مُبارکہ جس میں اخوندزادہ سرآمد عُلماء
کابل اور شیخ اجل افغانستان اور رئیس اعظم خوست
مولوی محمد عبداللطیف صاحب مرحوم کی شہادت کا
ذکر ہے اور نیز اُنکے شاگرد رشید میاں عبدالرحمن کے
شہید ہونے کے حالات مذکور ہیں تالیف ہوکر
نام اس کا مندرجہ ذیل رکھا گیا یعنے

تذکرۃ الشہادتین

مع رسالہ عربی وعلامات المقربین

اور یہ رسالہ مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام
حکیم مولوی فضل الدین صاحب مالک مطبع
اکتوبر کے مہینہ میں چھاپ کر شائع کیا گیا۔

تعداد جلد ۸۰۰

قیمت فی جلد ۷ر

وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَآئِنُهٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُهٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ (الحجر: ۲۲)

تفسیر کبیر

مُصَنِّفَہ

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود

رضی اللہ عنہ

جلد نہم

سورتہائے الشمس، اللیل، الضحیٰ، الم نشرح، التین، العلق، القدر

البینۃ، الزلزال، العادیات، القارعۃ، التکاثر، العصر، الہمزۃ

✦✦✦

نظارت نشر و اشاعت قادیان

طبع اول ۱۹۰۰ء

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ

جو شخص مظلوم ہو کے بدلہ لے اس پر کوئی الزام نہیں

ست بچن

آریہ دھرم

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں حکیم فضل دین مالک مطبع
کی اہتمام سے چھپے

قیمت فی جلد عہ

۷۰ جلد چھپی

(ٹائٹل پارا اوّل)

وُہ خدا جس نے تمام رُوحیں اور ذرہ ذرہ عالم علوی اور سفلی کا پیدا کیا اُسی نے
اپنے فضل و کرم سے اِس رسالہ کا مضمون ہمارے دل میں پیدا کیا۔

اور

اس کا نام

ہے

نسیمِ دعوت

نام اس کا نسیمِ دعوت ہے — آریوں کے لئے یہ رحمت ہے
دلِ بیمار کا یہ درماں ہے — طالبوں کا یہ یارِ خلوت ہے
کفر کے زہر کو یہ ہے تریاق — ہر ورق اس کا جامِ صحت ہے
غور کر کے اسے پڑھو پیارو — یہ خدا کے لئے نصیحت ہے
خاکساری سے ہم نے لکھا ہے — نہ تو سختی نہ کوئی شدّت ہے
قوم سے مت ڈرو خدا سے ڈرو — آخر اس کی طرف ہی رجعت ہے
سخت دل کیسے ہو گئے ہیں لوگ — سر پہ طاعون ہے پھر بھی غفلت ہے
ایک دُنیا ہے مر چکی اب تک — پھر بھی توبہ نہیں یہ حالت ہے

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم فضل الدین صاحب بھیروی
بتاریخ ۲۸ فروری سنہ ۱۹۰۳ء چھپکر شائع ہوا

ملا میشل پریس بار اوّل

حُجَّةُ اللّٰہ

مطبوعہ مطبع ضیاء الاسلام

قادیان دارالامن والامان

۲۴ ذی الحجہ

سنہ ۱۳۱۴ھ

ٹائیٹل طبع اوّل

مطبوعہ ضیاء الاسلام

سنہ ۱۳۱۲ھ

سِرَاجُ مُنِیر

مشتمل بر نشانہائے ربِّ قدیر

قادیان دارالامن والامان

مئی ۱۸۹۷ء

(جملہ حقوق محفوظ ہیں)

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو

اس سے بہتر غلام احمد ہے

تذکرۃ المہدی

لؤلؤہ

اخویم اپیر سراج الحق صاحب نعمانی جمالی السوی مرسادی امروی

بماہ جون سنہ ۱۹۱۵ء

صرف تا ۱۰۰ ٹیل

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام پبلشر مطبع کرا کر

ایم قاسم علی سلمہ اینڈ برادرز حق دہلی نے تعلق سے

شائع کیا

۱۰

بار اول ۵۰۰

قیمت صرف ایک پیسہ

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند ۶۳۰۸
چوں بخلوت می روند آں کار دیگر می کنند

○

تاریخِ محمودیت

کے

جامع — مگر — پوشیدہ اوراق!

حصہ اوّل

LIBRARY A.A.I.I. LAHORE.
REGISTER NO. .....
BOOK. NO. .....

خط و کتابت و منگوانے کا پتہ

دفتر انصار احمدیہ
حلقہ ۹ لاہور

قیمت تین روپے آٹھ آنے علاوہ محصولڈاک۔

پاپائے ربوہ کے خلاف ایک مرید کا استغاثہ

مرزائیوں کی

رُوحانی شکارگاہ

تحریر

عبدالرزاق مہتہ
ابن بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی

شائع کردہ
انجمن خادمانِ رسُول لاہور

کلامِ محمود

منظوم کلام

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
المصلح الموعود

ملائکۃ اللہ

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

تقریر دلپذیر

از

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

مِنہَاجُ الطَّالِبِیْنَ

(فرمودہ ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۲۵ء بر موقع جلسہ سالانہ)

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد

خلیفۃ المسیح الثانی

ٹائیٹل طبع اوّل

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ

الحمد للہ کہ زمانہ کی ضرورت کے موافق بہتوں کو طاعون سے نجات دینے کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور اس کا نام

ہے

دَافِعُ الْبَلَاءِ وَمِعْيَارُ أَهْلِ الْاِصْطِفَاءِ

بمقام

قادیان دارالامان

باہتمام حکیم فضلدین صاحب مطبع ضیاء الاسلام

میں چھپا

تعداد جلد ۵۰۰ اپریل ۱۹۰۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

"در کلام تو چیزیست کہ شعار را در آں دخلے نیست"

دُرِّ ثمین

منظوم اردو کلام مسیح موعود علیہ السلام

مرتبہ

شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی

ٹائیٹل طبع اوّل

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالْمِنَّۃ

کہ رسالہ شافیہ کافیہ جو مخالفوں پر حجت اللہ اور موافقوں کیلئے موجب زیادت ایمان و عرفان ہے

موسوم بہ

نشانِ آسمانی

جسکا دوسرا نام

شہادت الملہمین

بھی ہے

ازتالیفاتِ مہدیٔ زمان و مسیح دوران مجدد الوقت حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی

جون ۱۸۹۲ء میں

بزیر نگرانی خاکسار غلام محمد کاتب

ریاض ہند امرتسر میں چھپا

هذا هو الكتاب الذى الهمت قصته منه من رب العباد - فى يوم عيد من الاعياد - لفترته على الخافقين - بانطاق الروح الامين - من غير مدد الترقيم والتدوين - فلا شك انه اية من الايات - وعلامة من البشوات ينطق كمثلى مرتجلا مستحضرا فى مثل هذه العبارات - وكان الناس يراقبون طبعه رقبة يوم العيد ويستطلعون بعيون المشتاق المريد - فالحمد لله الذى اراهم مقصودهم بعد الانتظار - ووجدوا مطلوبهم كبستان مذللة اغصانه من الثمار - وانه صنيعة احسان الحضرة - ومطية تبليغ الناس الى السعادة وانه غيث من الله بعد ما أمحلت البلاد وعم الفساد - ولن تجد هذه المعارف فى الاقطار المنتشرة المدونة من الثقات - بل هى حقائق اوحيت الىّ من رب الكائنات - وانه اظهار تام - وهل بعد المسيح كتم - وهل بعد خاتم الخلفاء على السر ختم - وليس من العجب ان تسمع من خاتم الائمة - نكاتا ما سمعت من قبل من علماء الملة - بل العجب كل العجب ان يأتى المسيح الموعود والامام المنتظر وحكم الناس وخاتم الخلفاء - ثم لا يأتى بمعرفة جديدة من حضرة الكبرياء - ويتكلم كتكلم العامة من الطغام - ولا يترك فرقانا بيّنا بين الظلمة والضياء - وانى سميت هذه الرسالة

خُطبَةً الهَامِيَّة

وَاِنّى عُلِّمتُها الهَامًا مِّن رَّبِّى وَكَانَتْ اٰيَةً

تعداد الاشاعة ۲۱۰۰

وانها طبعت فى مطبع ضياء الاسلام قاديان باهتمام الحكيم فضل الدين البهيروى فى سنة ۱۳۱۹ من الهجرة المقدسة

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ما علی الرسول الا البلاغ

البلاغ

جس کا دوسرا نام ہے

فریاد درد

تصنیف منیف حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جسے

باجازت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ

مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان نے شائع کیا

۲۹ رجون ۱۹۲۲ء تعداد ۱۰۰۰ سنہ ۱۳۴۰ھ۔

ٹائیٹل پیج قبل

(رَوْحُ اللّٰہ)

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے

اُس کی سچائی ظاہر کردے گا۔

یہ رسالہ جسکا

نام

ہے

الوصیّۃ

کلام پاک

حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود و مہدی معہود میرزا

غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

قادیانی

باہتمام چودھری الہدایت گزین پریس میں حضرت اقدس کی فرمائش سے

۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو طبع ہوا

الحمد للہ و المنہ

کہ تمام مخالفوں پر الٰہی حجت پوری کرنے کیلئے

یہ رسالہ

جس کا نام ہے

اربعین

لاتمام الحجۃ علی المخالفین

بمقام قادیان مطبع ضیاء الاسلام میں باہتمام حکیم فضلدین صاحب
مالک مطبع چھپکر
شائع ہوا

جلد ۷۰۰ قیمت ۵ر

۱۵۔ دسمبر ۱۹۰۰ء

ٹائٹل بار اول

الحمد للہ والمنہ کہ یہہ رسالہ

موسومہ

ایام الصلح

قیمت فی جلد عہ

تعداد اشاعت ۷۰۰

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں باہتمام حکیم حافظ فضل الدین صاحب
بھیروی مالک مطبع کے مطبوع ہوا

یکم جنوری سنہ ۱۸۹۹ء

حمامتنا تطير بريش شوق وفي منقارها تحف السلام
الى وطن النبي حبيب ربي وسيد رسله خير الانام

الرسالة

اللطيفة المشتملة على معارف القرآن ودقائقه المسماة

حمامة البشرى

الى

اهل مكة وصلحاء ام القرى

لحضرة احمد المسيح الموعود والمهدي المعهود

عليه وعلى مطاعه الصلوة والسلام

الطبعة الاولى في رجب سنة ١٣١١ الهجرية

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم)

ٹریکٹ موسومہ

اسلامی قربانی

نمبر (۳۴) (ج)

مؤلفہ

قاضی یار محمد صاحب بی۔ او۔ ایل پلیڈر

نورپور

ضلع کانگڑہ

۱۰ جنوری ۱۹۲۰ء

ریاض ہند پریس امرتسر میں باہتمام شیخ نور احمد پرنٹر چھپا

اور

قاضی یار محمد پبلشر نے دربار ضلع کانگڑہ سے شائع کیا۔

ٹائٹل طبع اول

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ

وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ

الحمد للہ

کہ یہ رسالہ جس کا نام ہے

ضرورۃ الامام

صرف ڈیڑھ دن میں طیار ہو کر

مطبع

ضیاء الاسلام قادیان میں

قیمت ۲ محصول علاوہ جلد ۰۰ ۷ ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَ الْمُتَقَدِّمِيْنَ صَابِرِيْ مَالِكٍ وَمُهَنَّمٍ مَطْبَعٍ مَسْبُوْقٍ مِثْلُهٗ

۲۹۵

(ٹائٹل پیج طبع ہائے ثانی)

الحمد للہ والمنّت کہ رسالہ طیبہ مبارکہ

المسماۃ بہ

شہادۃ القرآن

علٰی

نزول المسیح الموعود فی آخر الزمان

مطبع پنجاب پریس سیالکوٹ میں

باہتمام

منشی غلام قادر صاحب

فصیح کے چھپا

ماٹسل پریس طبع اول

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ تالیف کردہ مجدد دوراں مسیح الزمان مرزا غلام احمد
رئیس قادیان موسوم بہ

الہامی الہامی

فتح اسلام

اور خدا تعالیٰ کے تجلی خاص کی بشارت
اور اُسکی پیروی کی راہوں اور اُسکی تائید کے
طریقوں کی طرف دعوت

جمادی الاول ۱۳۰۸ ہجری میں

باہتمام شیخ نور احمد مالک مطبع ریاض ہند میں طبع ہو کر بغرض تکمیل
و تبلیغ پیام اور اتمام حجت کی غرض سے بامر واذن الٰہی شائع کیا گیا۔

وبالی ہمبھ کا ہبوت

حضرت مسیح موعودؑ کے اصحاب کی سوانح حیات و سیرۃ کا سلسلہ

(نمبر اوّل)

ہم مزید رفتگان ضائع ہوں ۔ تا ہمانند نام نیکشان بر قرار باد

حیاتِ ناصر

یعنے

حضرت میر ناصر نواب صاحب بنیرہ حضرت خواجہ میر درد

رضی اللہ عنہما کے سوانح حیات و سیرۃ

جسکو

حضرت داماد صاحب قبلہ شیخ یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر اخبار الحکم و تادیب النسائے مرتب کیا

اور

ابو الخیر محمود احمد (عابد مصری) ناظم انوار احمدیہ بک ڈپو نے انقلاب سٹیم پریس لاہور

میں چھپوا کر تراب منزل دار الامان قادیان سے شائع کیا۔

دسمبر ۱۹۲۷ء

بار اوّل — تعداد جلد ۵۰۰ ۔ قیمت فی جلد علاوہ محصول ۱۰ار

تھے۔ مگر حضرت صاحب کے چہرہ پر بالکل اطمینان تھا چنانچہ ہم سب قادیان چلے آئے بعد میں ہمنے سنا کہ مجسٹریٹ نے سرٹیفکیٹ پر بڑی جرح کی اور بہت تلملایا اور ڈاکٹر کو شہادت کے لیے بلایا مگر اس انگریز ڈاکٹر نے کہا کہ میرا سرٹیفکیٹ بالکل درست ہے۔ میں اپنے فن کا ماہر ہوں اسپر میرے فن کی رو سے کوئی اعتراض نہیں کر سکتا اور میرا سرٹیفکیٹ تمام اعلیٰ عدالتوں تک چلتا ہے۔ مجسٹریٹ بڑبڑاتا رہا مگر کچھ پیش نہ گئی۔ پھر اسی وقت میں اس کا گورداسپور سے تبادلہ ہو گیا۔ اور نیز کسی ظاہر نا معلوم وجہ سے اس کا تنزل بھی ہو گیا۔ یعنی وہ ای۔ اے۔ سی سے منصف کر دیا گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غالباً اس مجسٹریٹ کا نام چندو لال تھا اور مقدمہ کی تاریخ جسپر اس موقعہ پر حضرت صاحب نے پیش ہونا تھا۔ غالباً ۱۷ فروری ۱۸۹۷ء تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے قاضی امیر حسین صاحب نے کہ ایکدفعہ ہم نے حضرت صاحب سے دریافت کیا۔ کہ حضور حدیث میں آتا ہے۔ کہ سب نبیوں نے بکریاں چرائی ہیں کیا کبھی حضور نے بھی چرائی ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ کہ ہاں میں ایک دفعہ باہر کھیتوں میں گیا۔ وہاں ایک شخص بکریاں چرا رہا تھا اسنے کہا کہ میں ذرا ایک کام جاتا ہوں آپ میری بکریوں کا خیال رکھیں۔ مگر وہ ایسا گیا کہ بس شام کو واپس آیا اور اس کے آنے تک ہمیں اسکی بکریاں چرانی پڑیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفہ اول فرماتے تھے [illegible] فتح اسلام توضیح مرام شایع ہوئیں۔ تو ابھی میرے پاس نہ پہنچی تھیں اور ایک مخالف شخص کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ اسنے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھو اب میں مولوی صاحب کو یعنی مجھے مرزا صاحب سے علیحدہ کیئے دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا۔ کہ مولوی صاحب! کیا نبی کریم صلعم کے بعد بھی کوئی نبی ہو سکتا ہے؟ میں نے کہا نہیں اسنے کہا اگر کوئی نبوت کا دعوے کرے۔ تو پھر؟ میں نے کہا تو پھر ہم یہ دیکھینگے کہ کیا وہ صادق اور راستباز ہے یا نہیں۔ اگر صادق ہے۔ تو پھر ہمیں اسکی بات کو قبول کرینگے۔ میرا یہ جواب سنکر وہ بولا۔

سیرت المہدی ج اوّل ص 98 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 44 پر درج ہے

Back

جائیں۔

آپ کے دعوے کے دلائل

آپ کے دعوے کو مختصر الفاظ میں بیان کر دینے کے بعد میں اصولاً اس امر کے متعلق کچھ بیان کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک مأمور من اللہ کے دعوے کی صداقت کے کیا دلائل ہوتے ہیں اور پھر یہ کہ ان دلائل کے ذریعہ سے آپ کے دعوے پر کیا روشنی پڑتی ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہو جائے کہ ایک شخص فی الواقع مأمور من اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہے تو پھر اجمالاً اس کے تمام دعاوی پر ایمان لانا واجب ہو جاتا ہے کیونکہ عقل سلیم اس امر کو تسلیم نہیں کر سکتی کہ ایک شخص خدا تعالیٰ کا مأمور بھی ہو اور لوگوں کو دھوکا دے کر حق سے دور بھی لے جاتا ہو اگر ایسا ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے علم پر ایک سخت حملہ ہوگا اور ثابت ہوگا کہ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذٰلِکَ اس نے اپنے انتخاب میں سخت غلطی کی اور ایک ایسے شخص کو اپنا مأمور بنا دیا جو دل کا ناپاک اور گندہ تھا اور بجائے حق اور صداقت کی اشاعت کے اپنی بڑائی اور عزت چاہتا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر اپنے نفس کو مقدم کرتا تھا۔

علاوہ اس کے کہ یہ عقیدہ عقل سلیم کے خلاف ہے قرآن کریم بھی اس کو باطل کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ۝ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ [۱] یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک شخص کو اللہ تعالیٰ کتاب اور حکم اور نبوت دے کر بھیجے اور پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ خدا کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو یہی کہے گا کہ خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ بسبب اس کے کہ تم اللہ تعالیٰ کا کلام لوگوں کو سکھاتے اور پڑھتے ہو اور نہ یہ ہو سکتا ہے کہ ایسا آدمی لوگوں سے یہ کہے کہ فرشتوں یا نبیوں کو رب سمجھ لو کیونکہ یہ ممکن نہیں کہ وہ کوشش کر کے لوگوں کو مسلمان بنائے اور پھر ان کو کافر کر دے۔

غرض اصل سوال یہ ہوتا ہے کہ مدعی مأموریت فی الواقع سچا ہے یا نہیں؟ اگر اس کی

دعوۃ الامیر ص 49، 50 مندرجہ انوار العلوم ج 7 ص 376، 377 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 45 پر درج ہے

Back

صداقت ثابت ہو جائے تو اس کے تمام دعاوی کی صداقت بھی ساتھ ہی ثابت ہو جاتی ہے اور اگر اس کی سچائی ہی ثابت نہ ہو تو اس کے متعلق تفصیلات میں پڑنا وقت کو ضائع کرنا ہوتا ہے۔ پس میں اسی اصل کے مطابق آپ کے دعوے پر نظر کرنی چاہتا ہوں تاکہ جناب والا کو ان دلائل سے مختصراً آگاہی ہو جائے جن کی بناء پر آپؑ نے اس دعوے کو پیش کیا ہے اور جن پر نظر کرتے ہوئے لاکھوں آدمیوں نے آپ کو اس وقت تک قبول کیا ہے

پہلی دلیل

ضرورت زمانہ

سب سے پہلی دلیل جس سے کسی مأمور کی صداقت ثابت ہوتی ہے وہ ضرورت زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ بے محل اور بے موقع کوئی کام نہیں کرتا جب تک کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی وہ اسے نازل نہیں کرتا اور جب کسی چیز کی حقیقی ضرورت پیدا ہو جائے تو وہ اسے روک کر نہیں رکھتا۔ انسان کی جسمانی ضروریات میں سے کوئی چیز ایسی نہیں جسے اللہ تعالیٰ نے مہیا نہ کیا ہو چھوٹی سے چھوٹی ضرورت اس کی پوری کر دی ہے پس جب کہ دنیاوی ضروریات کے پورا کرنے کا اس نے اس قدر اہتمام کیا ہے تو یہ اس کی شان اور اس کی رفعت کے منافی ہے کہ وہ اس کی روحانی ضروریات کو نظر انداز کر دے اور ان کے پورا کرنے کیلئے کوئی سامان پیدا نہ کرے حالانکہ جسم ایک فانی شے ہے اور اس کی تکالیف عارضی ہیں اور اس کی ترقی محدود ہے اور اس کے مقابلے میں انسانی روح کیلئے ابدی زندگی مقرر کی گئی ہے اور اس کی تکالیف ایک ناقابل شمار زمانے تک ممتد ہو سکتی ہیں اور اس کی ترقی کے راستے انسانی عقل کی حد بندی سے زیادہ ہیں۔

جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی صفات پر اس روشنی کی مدد سے نظر ڈالے گا جو قرآن کریم سے حاصل ہوتی ہے وہ کبھی اس بات کو باور نہیں کرے گا کہ بنی نوع انسان کی روحانی حالت تو کسی مصلح کی محتاج ہو لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا سامان نہ کیا جائے جس کے ذریعے سے

جسپر بکمال و تمام دورہ حقیقت آدمیہ ختم ہو۔ وہ خاتم الاولاد ہو یعنے اس کی موت کے بعد کوئی کامل انسان کسی عورت کے پیٹ سے نہ نکلے۔ اب یاد رہے کہ اس بندۂ حضرت احدیت کی پیدائش جسمانی اس پیشگوئی کے مطابق بھی ہوئی۔ یعنے میں توام پیدا ہوا تھا اور میرے ساتھ ایک لڑکی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور یہ الہام کہ یا آدم اسکن انت و زوجك الجنة جو آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے۔ اس میں جو جنت کا لفظ ہے اس میں یہ ایک لطیف اشارہ ہے کہ وہ لڑکی جو میرے ساتھ پیدا ہوئی اس کا نام جنت تھا۔ اور یہ لڑکی صرف سات ماہ تک زندہ رہ کر فوت ہوگئی تھی۔ غرض چونکہ خدا تعالیٰ نے اپنے کلام اور الہام میں مجھے آدم صفی اللہ سے مشابہت دی تو یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا۔ کہ اس قانونِ قدرت کے مطابق جو مراتب وجود دوریہ میں حکیم مطلق کی طرف سے چلا آتا ہے۔ مجھے آدم کی خُو اور طبیعت اور واقعات کے مناسب حال پیدا کیا گیا ہے۔ چنانچہ وہ واقعات جو حضرت آدم پر گذرے۔ منجملہ اُن کے یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش زوج کے طور پر تھی۔ یعنے ایک مرد اور ایک عورت ساتھ تھی۔ اور اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی۔ یعنے جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ اور پہلے وہ لڑکی پیٹ میں سے نکلی تھی اور بعد اس کے میں نکلا تھا۔ اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی لڑکی یا لڑکا نہیں ہوا۔ اور میں اُن کیلئے خاتم الاولاد تھا۔ اور یہ میری پیدائش کی وہ طرز ہے جس کو بعض اہل کشف نے مہدی خاتم الولایت کی علامتوں میں سے لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ آخری مہدی جس کی وفات کے بعد اور کوئی مہدی پیدا نہیں ہوگا۔ خدا سے براہ راست

۱۵۷

Back

تریاق القلوب صفحہ 351 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 479 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 48 پر درج ہے

۴۸۲

زبان سے ما محمد الا رسول پر ہوا تھا۔ غرض یہ پیشگوئی ایک دور دراز زمانہ سے چلی آتی ہے کہ آخری کامل انسان آدم کے قدم پر ہوگا۔ تا دائرہ حقیقت آدمیہ پورا ہو جائے۔ اور اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن العربی نے فصوص الحکم میں فص شیث میں لکھا ہے اور دراصل یہ پیشگوئی فص آدم میں رکھنے کے لائق تھی۔ مگر انہوں نے شیث کو الولد سر لابیہ کا مصداق سمجھ کر اسی کے فص میں اسکو لکھدیا ہے۔ ہم مناسب دیکھتے ہیں کہ اس جگہ شیخ کی اصل عبارت نقل کر دیں اور وہ یہ ہے۔ "وعلیٰ قدم شیث یکون آخر مولود یولد من هذا النوع الانسانی وهو حامل اسراره۔ ولیس بعده ولد فی هذا النوع فهو خاتم الاولاد۔ وتولد معه اخت له فتخرج قبله ویخرج بعدها یکون رأسه عند رجلیها۔ ویکون مولده بالصین ولغته لغت بلده۔ ویسری العقم فی الرجال والنساء فیکثر النکاح من غیر ولادة۔ ویدعوهم الی الله فلا یجاب" یعنے کامل انسانوں میں سے آخری کامل ایک لڑکا ہوگا جو اصل مولد اس کا چین ہوگا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ قوم مغل اور ترک میں سے ہوگا۔ اور ضروری ہے کہ عجم میں سے ہوگا نہ عرب میں سے۔ اور اس کو وہ علوم اور اسرار دیئے جائیں گے جو شیث کو دیئے گئے تھے۔ اور اس کے بعد کوئی اور ولد نہ ہوگا اور وہ خاتم الاولاد ہوگا۔ یعنے اس کی وفات کے بعد کوئی کامل بچہ پیدا نہیں ہوگا۔ اور اس فقرہ کے یہ بھی معنے ہیں کہ وہ اپنے باپ کا آخری فرزند ہوگا۔ اور اُس کے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوگی جو اُس سے پہلے نکلے گی۔ اور وہ اُس کے بعد نکلے گا۔ اُس کا سر اُس دختر کے پیروں سے ملا ہوا ہوگا۔ یعنے دختر معمولی طریق سے پیدا ہوگی کہ پہلے سر نکلے گا اور پھر پیر۔ اور اُسکے

۳۵۴

ترياق القلوب صفحہ 355 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 482، 483 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 49 پر درج ہے

۴۸۳

پیروں کے بعد بلا توقف اُس پسر کا سر نکلے گا (جیسا کہ میری ولادت اور میری توام ہمشیرہ کی اسی طرح ظہور میں آئی۔) اور پھر بقیہ ترجمہ شیخ کی عبارت کا یہ ہے کہ اُس زمانہ میں مَردوں اور عورتوں میں باہم کا عارضہ سرایت کریگا۔ نکاح بہت ہوگا۔ یعنی لوگ مباشرت سے نہیں رُکیں گے مگر کوئی صالح بندہ نہیں ہوگا اور وہ زمانہ کے لوگوں کو خدا کی طرف بُلائے گا۔ مگر وہ قبول نہیں کرینگے۔ اور اس عبارت کے شارح نے جو کچھ اس کی شرح میں لکھا ہے وہ یہ ہے۔ ۱۵۹

پہلا مولود جو آدم کو بخشا گیا وہ شیث ہے۔ اور ایک لڑکی بھی تھی جو شیث کے ساتھ بعد اُسکے پیدا ہُوئی۔ پس خدا نے چاہا کہ وہ نسبت جو اوّل اور آخر میں ہوتی ہے۔ وہ نوع انسان میں متحقق کرے۔ اس لئے اُس نے ابتدا سے مقدّر کر رکھا تھا کہ طرز دلالت پسر آخری پسر اوّل سے مشابہت رکھے پس پسر آخر جو خاتم الخلفاء تھا۔ اور بموجب اس پیشگوئی کے جو شیخ نے اپنی کتاب عنقاء مغرب میں لکھی ہے وہ خاتم الخلفاء اور خاتم الاولیاء عجم میں سے پیدا ہونے والا تھا نہ عرب سے۔ اور وہ حضرت شیث کے علوم کا حامل تھا۔ اور پیشگوئی میں یہ بھی الفاظ ہیں کہ اُس کے بعد یعنے اُسکے مَرنے کے بعد نوع انسان میں علّت عقم سرایت کریگی یعنے پیدا ہونیوالے حیوانوں اور وحشیوں سے مشابہت رکھیں گے۔ اور انسانیت حقیقی صفحہ عالم سے مفقود ہو جائیں گے۔ وہ حلال کو حلال نہیں سمجھیں گے اور نہ حرام کو حرام۔ پس اُن پر قیامت قائم ہوگی۔

اب واضح ہو کہ شیخ موصوف کی یہ پیشگوئی اگرچہ کسی صریح حدیث سے ابتک ثابت نہیں ہوئی۔ لیکن اشارۃ النص ہمیں اس بات کی طرف توجہ دیتی ہے کہ یہ پیشگوئی قرآن میں موجود ہے۔ کیونکہ اوّل تو قرآن نے بہت سے

تریاق القلوب صفحہ 355 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 482، 483 از مرزا قادیانی
یہ حوالہ صفحہ 49 پر درج ہے
Back

۱۱ عبداللہ آتھم صاحب کو ایک ہزار انعام کا وعدہ دیا گیا تھا۔ شرطیہ طور پر (تسلیم کیا گیا)۔ ۱۴ عبداللہ آتھم صاحب کو دو ہزار روپیہ کے انعام کا وعدہ دیا گیا۔ ۱۳ ایضاً تین ہزار ایضاً۔ ۱۴ ایضاً چار ہزار ایضاً۔ ۱۵ انجام آتھم شائع کیا گیا (تسلیم ہوا) ۱۶ انجام آتھم میں مرزا صاحب نے پیش گوئی کی تھی کہ ۹۴ مولوی اور ۶۸ چھاپہ والے اگر ہمارے پر ایمان نہیں لاویں گے تو مر جائیں گے (مرزا صاحب نے اس کو تسلیم نہیں کیا)۔ ۱۷ اس پیش گوئی میں لیکھرام کے مرنے کی بابت وہ لوگوں کو بتلاتے ہیں کہ مباہلہ کریں (تسلیم کیا گیا)۔ ۱۸ گنگا بشن کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا) ۱۹ مولوی محمد حسین بٹالوی کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا) ۲۰ رائے جند رسنگھ کو مباہلہ کے واسطے بلایا گیا (تسلیم کیا گیا) ۲۱ پیشگوئی بابت مرنے لیکھرام کی۔ (تسلیم کیا گیا) ۲۲ نسبت

نتیجہ حاشیہ

سواروں کے اپنی گرہ سے خرید کر دئے تھے اور آئندہ گورنمنٹ کو اس قسم کی مدد کا عند الضرورت وعدہ بھی دیا۔ اور سرکار انگریزی کے حکام وقت سے بجلدے خدمات عمدہ عمدہ چٹھیات خوشنودی مزاج ان کو ملی تھیں۔ چنانچہ سر لیپل گریفن صاحب نے بھی اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ غرض وہ حکام کی نظر میں بہت ہر دلعزیز تھے۔ اور بسا اوقات ان کی دلجوئی کے لئے حکام وقت ڈپٹی کمشنر کمشنر اُن کے مکان پر آکر اُن کی ملاقات کرتے تھے۔ یہ مختصر میرے خاندان کا حال ہے میں ضروری نہیں دیکھتا کہ اس کو بہت طول دوں۔

اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی ہے* اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا۔ اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا۔ میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے مصائب دیکھے۔ ایک دفعہ ہندوستان کا پیادہ پا سیر بھی کیا۔ لیکن میری پیدائش

* نوٹ:۔ میں توام پیدا ہوا تھا ایک لڑکی جو میرے ساتھ تھی وہ چند روز کے بعد فوت ہو گئی تھی۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس طرح پر خدا تعالیٰ نے انثیت کا مادہ مجھ سے بکلی الگ کر دیا۔ منہ

یہ فرماتے ہیں کہ میں تو خدا کے سارے رسولوں کو مانتا ہوں۔ اللہ اللہ اللہ کیا شان والا بیان ہے۔

(۴۶۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے مندرجہ ذیل واقعات ذیل کے سنین میں وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء۔ ولادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

۱۸۴۲ء یا ۱۸۴۳ء۔ ابتدائی تعلیم از منشی فضل الٰہی صاحب۔

۱۸۴۶ء یا ۱۸۴۷ء۔ صرف و نحو کی تعلیم از مولوی فضل احمد صاحب۔

۱۸۵۲ء یا ۱۸۵۳ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی شادی (غالباً)۔

۱۸۵۳ء یا ۱۸۵۴ء۔ نحو و منطق و حکمت و دیگر علوم مروجہ کی تعلیم از مولوی گل علی شاہ صاحب اور اسی زمانہ کے قریب بعض کتب طب اپنے والد ماجد سے۔

۱۸۵۵ء یا ۱۸۵۶ء۔ ولادت خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب (غالباً)۔

۱۸۵۷ء یا ۱۸۵۸ء۔ ولادت مرزا فضل احمد (غالباً)۔

۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیا میں آنحضرت صلعم کی زیارت اور اشارات ماموریت۔

۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء۔ ایام ملازمت بمقام سیالکوٹ۔

۱۸۶۸ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا انتقال۔

۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ بعض مسائل میں مباحثہ کی تیاری اور الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" جو غالباً سب سے پہلا الہام ہے۔

۱۸۷۵ء یا ۱۸۷۶ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنکھ یا نواہ تک لگاتار روزے رکھنا (غالباً)

۱۸۷۶ء۔ تعمیر مسجد اقصیٰ۔ الہام الیس اللہ بکاف عبدہ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد ماجد کا انتقال۔

۱۸۷۷ء۔ اخبارات میں مضامین بھیجنے کا آغاز (غالباً) مقدمہ از جانب محکمہ ڈاک خانہ (غالباً) سفر سیالکوٹ۔

تاریخ مروجہ عیسوی	تاریخ چاند مروجہ ہجری	دن	تاریخ ہندی بھیدہ مروجہ بکرمی
۹ر فروری ۱۸۳۸ء	۲۰ر ذیقعدہ ۱۲۵۳ھ	جمعہ	۷ر پھاگن ۱۸۹۴ بکرم
یکم فروری ۱۸۳۹ء	۱۵ر ذیقعدہ ۱۲۵۴ھ	جمعہ	۳ر پھاگن ۱۸۹۵ بکرم
۲۱ر فروری ۱۸۴۰ء	۱۶ر ذی الحج ۱۲۵۵ھ	جمعہ	۱۴ر پھاگن ۱۸۹۶ بکرم

(اس کے لئے دیکھو توفیقات الہامیہ مصری اور تقویم ہجری ہندی)

اس نقشہ کی رُو سے ۱۸۳۷ء عیسوی کی تاریخ بھی درست سمجھی جاسکتی ہے۔ مگر دوسرے قرائن کہ جن میں سے بعض اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ اور بعض آگے بیان کئے جائیں گے صحیح یہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی پیدائش ۱۸۳۹ء عیسوی میں ہوئی تھی۔ پس ۱۴ر فروری ۱۸۳۹ء عیسوی مطابق ۱۴ر شوال ۱۲۵۵ھ ہجری بروز جمعہ والی تاریخ صحیح قرار پاتی ہے۔ اور اس حساب کی رُو سے وفات کے وقت جو ۴ر ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ ہجری (اخبار الحکم قادیان مورخہ ۸ر مئی ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔ آپ کی عمر پورے ۶۵ سال ۷ ماہ اور دس دن کی بنتی ہے۔ مَیں امید کرتا ہُوں کہ اب جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش کی تاریخ معیّن طور پر معلوم ہوگئی ہے۔ ہمارے احباب اپنی تحریر و تقریر میں ہمیشہ اسی تاریخ کو بیان کیا کریں گے۔ تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تاریخ پیدائش کے متعلق کوئی ابہام اور اشتباہ کی صورت نہ ہے اور ہم لوگ اس بارہ میں ایک معین بنیاد پر قائم ہو جائیں۔

اس نوٹ کے ختم کرنے سے قبل یہ ذکر بھی ضروری ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو الہام الٰہی میں یہ بتایا گیا تھا۔ کہ آپ کی عمر اسّی یا اس سے پانچ چار کم یا پانچ چار زیادہ ہوگی (حقیقۃ الوحی صفحہ ۹۶) اگر اس الہام الٰہی کے لفظی معنے لئے جائیں۔ تو آپ کی عمر پچھتر چھہتر۔ یا اسّی یا چوراسی پچاسی سال کی ہونی چاہیئے۔ بلکہ اگر اس الہام کے معنے کرنے میں زیادہ لفظی پابندی اختیار کی جائے تو آپ کی عمر پورے ساڑھے پچھتر (۷۵½) یا اسّی یا ساڑھے چوراسی (۸۴½) سال کی ہونی چاہیئے۔ اور یہ ایک عجیب قدرت نمائی ہے کہ مندرجہ بالا تحقیق کی رُو سے آپ کی عمر پورے ساڑھے پچھتر (۷۵½) سال کی بنتی ہے۔

اسی ضمن میں یہ بات بھی قابل نوٹ ہے۔ کہ ایک دوسری جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام اپنی پیدائش کے متعلق بحث کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت آدم سے لیکر ہزار ششم میں سے ابھی گیارہ سال باقی رہتے تھے کہ مہری ولادت ہوئی۔ اور اسی جگہ یہ بھی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 76 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 50 پر درج ہے

Back

حضرت صاحب سے اس بارہ میں بات کروں گا۔ چنانچہ والد صاحب حضرت صاحب سے ملے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ شیخ صاحب ہم نے آپ کے بیٹے کو یہاں رہنے کے لئے کہا ہے۔ کیونکہ میاں حامد علی کے والد نے بھی ان کو یہاں ہی چھوڑ دیا ہے۔ والد صاحب نے عرض کیا۔ کہ جناب جس مکان میں چھ سات چراغ جل رہے ہوں اگر وہاں سے ایک اٹھا لیا جائے۔ تو وہاں روشنی میں کوئی خاص کمی واقع نہ ہوگی اور جس گھر میں فقط ایک چراغ ہو۔ اور اس کو اٹھا دیا جائے تو بالکل اندھیرا ہو جائیگا۔ اس طرح میرے والد صاحب نے ہنس کر بات ٹال دی۔ کیونکہ میاں حامد علی کے پانچ چھ بھائی تھے۔ اور میں گھر میں والد کا ایک ہی بیٹا تھا۔ لیکن مجھکو اس بات پر سخت افسوس ہوا اور اب تک ہے۔ کہ والد صاحب نے حضرت کی بات کو قبول کیوں نہ کر لیا۔ اور مجھے اس موقعہ سے مستفید کیوں نہ ہونے دیا۔

۵۱۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تاریخ پیدائش اور عمر بوقت وفات کا سوال ایک عرصہ سے زیر غور چلا آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تصریح فرمائی ہے۔ کہ حضور کی تاریخ پیدائش معین صورت میں محفوظ نہیں ہے۔ اور آپ کی عمر کا صحیح اندازہ معلوم نہیں (دیکھو ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۹۳) کیونکہ آپ کی پیدائش سکھوں کی حکومت کے زمانہ میں ہوئی تھی۔ جبکہ پیدائشوں کا کوئی ریکارڈ نہیں رکھا جاتا تھا۔ البتہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعض ایسے امور بیان فرمائے ہیں۔ جن سے ایک حد تک آپ کی عمر کی تعیین کی جاتی رہی ہے۔ ان اندازوں میں سے بعض اندازوں کے لحاظ سے آپ کی پیدائش کا سال ۱۸۳۶ء بنتا ہے اور بعض کے لحاظ سے ۱۸۳۹ء تک پہونچتا ہے۔ اور اسی لئے یہ سوال ابھی تک زیر بحث چلا آیا ہے۔ کہ صحیح تاریخ پیدائش کیا ہے!

میں نے اس معاملہ میں کئی جہت سے غور کیا ہے اور اپنے اندازوں کو سیرۃ المہدی کے مختلف حصوں میں بیان کیا ہے لیکن حق یہ ہے کہ گو مجھے یہ خیال غالب رہا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش کا سال ۱۸۳۶ء عیسوی یا اس کے قریب قریب ہے۔ مگر ابھی تک کوئی تاریخ معین نہیں کی جا سکی تھی لیکن اب بعض حوالے اور بعض روایات ایسی ملی ہیں۔ جن سے معین تاریخ کا پتہ لگ گیا ہے۔ جو بروز جمعہ ۱۴ شوال ۱۲۵۰ ہجری مطابق ۱۳ فروری ۱۸۳۵ء عیسوی مطابق یکم پھاگن ۱۸۹۱ بکرمی ہے اس تعیین کی وجوہ یہ ہیں:۔

کا وقت تھا۔ اور قمری حساب سے چاند کی چودھویں رات تھی۔ یہی بات اغنی مکرمی حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب نے اپنی کتاب "ذکر حبیب" کے صفحہ ۲۳۹ پر لکھی ہے۔ جس کو ناظرین دیکھ سکتے ہیں اگرچہ یہ بات مجھے یاد بھی تھی۔ لیکن حال میں "ذکر حبیب" کے مطالعہ سے مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وہ بیان مستحضر ہو گیا۔ اور میں نے تحقیق کرنا شروع کر دی۔ کیونکہ میرے دل میں تحقیق کرنے کی زور سے تحریک پیدا ہوئی۔ خوش قسمتی سے میری مرتبہ کتاب تقویم عمری جو ایک سو پچیس برس کی جنتری کے نام سے بھی موسوم ہے۔ میرے سامنے آگئی اور میں نے خود سے اس کا مطالعہ کیا یہ کتاب بھی میں نے ان دنوں میں ہی چھپائی تھی۔ جب براہین احمدیہ چھپائی تھی۔ یہ اجتماع اور تطابق جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ولادت کے سال و وقت کے متعلق فرمایا ہے۔ اس کی تلاش سے یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ آپ کی ولادت جس جمعہ کو ہوئی تھی وہ ۱۴ رماہ رمضان المبارک ۱۲۷۶ھ ہجری کا دن تھا۔ اور بحساب سمت بکرمی یکم پھاگن سمت ۱۸۸۶ کے مطابق تاریخ تھی جو عیسوی سن کے حساب سے ۱۷ فروری ۱۸۳۶ء کے مطابق ہوتی ہے۔ پس اس طریق سے حضور موصوف کی عمر ہر ایک حساب سے حسب ذیل ثابت ہوتی ہے۔

(الف) بحساب سمت ہندی بکرمی آپ یکم پھاگن ۱۸۸۶ بکرمی کو پیدا ہوئے اور جیٹھ ۱۹۶۵ بکرمی کو آپ کا رفع ہوا۔ گویا ہندی بکرمی سالوں کی رُو سے آپ کی عمر ۷۹ سال چار ماہ ہوئی۔

(ب) عیسوی سال، ۱۷ فروری ۱۸۳۶ء کو آپ کی ولادت ہوئی اور ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو آپ اپنے خالق حقیقی رفیق اعلےٰ سے جا ملے۔ پس اس حساب سے آپ نے ۷۲ سال ۳ ماہ اور ۹ دن عمر پائی۔

(ج) سن ہجری مقدس کے مطابق آپ ۱۴ رمضان المبارک ۱۲۷۶ھ کو پیدا ہوئے اور ۲۶ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ کو خدا سے جا ملے۔ اس حساب سے آپ کی عمر ۷۵ سال ۵ ماہ اور ۲۵ دن ہوئے۔ یعنی ۷۶ سال ہوئی۔

اس سے اب صاف طور پر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ آنحضور کی عمر الٰہی الہام کے مطابق ۸۰ سال کے قریب ہوئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں اپنی تحقیق روایت ۲۱۲ میں درج کر چکا ہوں۔ میاں معراج الدین صاحب عمر کی تحقیق اس سے مختلف ہے لیکن چونکہ دوستوں کے سامنے ہر قسم کی رائے آجانی چاہیئے

سید احمد علی صاحب نے درج کیا ہے۔ اس کے مطابق آپ کی تاریخ پیدائش ۱۸۳۶ء بنتی ہے اور مولوی ثناء اللہ صاحب کے حوالوں سے ۱۸۳۹ء اور ۱۸۴۳ء پیدائش کے سن نکلتے ہیں۔ لیکن میرے نزدیک ان سے بڑھکر جس مخالف کا علم ہونا چاہیئے۔ وہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ہیں۔ جن کو بچپن سے ہی آپ سے ملنے کا موقعہ ملتا رہا ہے۔ ان کے اشاعت السنہ ۱۸۹۱ء کے حوالہ سے آپ کی پیدائش ۱۸۳۹ء کے قریب بنتی ہے۔

غرض ۱۸۳۶ء انتہائی حد ہے۔ اس کے بعد کا کوئی سن ولادت تجویز نہیں کیا جا سکتا بحیثیت مجموعی زیادہ تر میلان ۱۸۳۷ء اور ۱۸۳۹ء کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ شرف مکالمہ مخاطبہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ معین ہیں اور یہ واقعی ایک اہم واقعہ ہے۔ جس پر تاریخ پیدائش کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے۔ ۱۸۸۵ء ایک معین تاریخ ہے اور اس حساب سے ۱۸۳۹ء کی پیدائش ثابت ہوتی ہے۔ دوسرا اہم واقعہ آپ کے والد ماجد کا انتقال کا ہے۔ انسانی فطرت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس وقت کے متعلق جو رائے ہے وہ بھی زیادہ وزن دار سمجھنی چاہیئے۔ سوامی کے متعلق آپ واضح الفاظ میں فرماتے ہیں کہ والد ماجد کی وفات کے وقت آپ کی عمر چالیس سال کے قریب تھی۔ اور اپنے والد صاحب کی وفات ۱۸۵۲ء میں معین فرما دی۔ خلاصہ میرے نزدیک یہ نکلا کہ ۱۸۳۷ء صحیح سن ولادت قرار دیا جا سکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اس جگہ درد صاحب کا مضمون ختم ہوا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مکرمی مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔اے مبلغ لندن نے یہ مضمون حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عمر اور تاریخ پیدائش کی تعیین کے متعلق لندن سے ارسال کیا تھا اور یہ مضمون اخبار الفضل ۳ر ستمبر ۱۹۲۳ء میں شائع ہو چکا ہے۔ مضمون بہت محنت اور تحقیق کے ساتھ لکھا ہوا ہے مگر جیسا کہ میں روایت ۶۱۳ میں لکھ چکا ہوں مجھے اس تحقیق سے اختلاف ہے کیونکہ میری تحقیق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تاریخ پیدائش ۱۳ر فروری ۱۸۳۵ء بنتی ہے۔ اور درد صاحب نے جو ہمارے دادا صاحب کی تاریخ وفات ۱۸۵۲ء لکھی ہے۔ یہ بھی میری تحقیق میں درست نہیں۔ بلکہ صحیح تاریخ ۱۸۷۶ء ہے جیسا کہ حضرت صاحب نے سرکاری ریکارڈ کے حوالہ سے کشف الغطاء میں لکھی ہے۔ لیکن ایسے تحقیقی مضامین میں رائے کا اختلاف بھی بعض لحاظ سے مفید ہوتا ہے اس لئے

Back

یہ حوالہ صفحہ 51 پر درج ہے

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 194 از مرزا بشیر احمد ایم اے

میں جود وسخا اور مہمان نوازی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اپنے شہر کے غربا و ضعفا کا خصوصیت سے خیال رکھتی تھیں۔ اور غربا کے مُردوں کو کفن اُن کے ہاں سے ملتا تھا۔

بہن بھائی حضرت مرزا غلام احمد صاحب سب ملا کر پانچ بہن بھائی تھے۔ سب سے بڑی آپ کی ہمشیرہ مراد بی بی صاحبہ تھیں جن کی شادی مرزا محمد بیگ ہوشیارپوری سے ہوئی تھی۔ مگر وہ میں جوانی میں بیوہ ہوگئی تھیں۔ وہ نہایت عابدہ اور زاہدہ تھیں اور تمام عمر یاد الٰہی میں گزار دی۔ ان سے بعض خوارق و کرامات کا ظہور بھی ہوا۔ مراد بی بی صاحبہ سے چھوٹے مرزا غلام قادر صاحب تھے ان سے چھوٹا ایک اور لڑکا تھا جو بچپن میں ہی فوت ہوگیا۔ اُن سے چھوٹی جنت بی بی تھی جو حضرت صاحب کے ساتھ توام پیدا ہوئی تھیں اور پیدا ہوتے ہی فوت ہوگئی تھیں۔ گویا بھائی بہنوں میں سب سے چھوٹے حضرت مرزا غلام احمد صاحب تھے۔

ولادت۔ طفولیت اور تعلیم

سنہ ولادت حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی سنہ ولادت کے متعلق کوئی تحریری یادداشت تو ہمارے ہاتھ میں نہیں۔ اس لئے اس امر میں اختلاف ہونا لازمی امر تھا۔ مگر تحقیقات سے سنہ ولادت ۱۸۳۵ء صحیح معلوم ہوتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ آپ نے کتاب البریہ میں اپنی پیدائش کا سنہ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء لکھا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ آپ نے یہ کسی تحریری یادداشت کی بنا پر نہیں لکھا محض تخمینہ یا اندازہ سے قیاس کر کے ایسا لکھ دیا۔ اسی لئے کوئی سنہ متعین نہیں کیا۔ ورنہ ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء کیا معنی؟ آپ کو ایک سنہ متعین کر کے لکھنا چاہئے تھا۔ اور پھر اسی کتاب البریہ میں اسی سلسلہ مضمون میں آگے چل کر آپ تحریر فرماتے ہیں: "غرض میری زندگی قریب قریب چالیس برس کے زیر سایہ والد بزرگوار کے گزری"۔ اب یہ ایک حقیقت ہے کہ آپ کے والد بزرگوار کی وفات ۱۸۷۶ء میں ہوئی تو اس سے پھر یہ نتیجہ نکلا کہ آپ کا سنہ ولادت تخمیناً ۱۸۳۶ء تھا۔ دوم حضرت اقدس مرزا صاحب نے کتاب التبلیغ آئینہ کمالات اسلام میں لکھا ہے جس کا ملخص یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی والدہ محترمہ آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کرتی تھیں کہ تمہارے خاندان کے مصیبت کے دن تیری ولادت کے ساتھ پھر گئے تھے اور فراخی میسر آگئی تھی"۔ اور اسی لئے وہ آپ کی پیدائش کو مبارک سمجھا کرتی تھیں۔ اب قطعی طور پر یقینی بات ہے کہ راجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں اس خاندان کے مصائب کے دن دور ہو کر فراخی شروع ہوئی تھی۔ اور قادیان اور اس کے ارد گرد کے بعض مواضعات

یہ حوالہ صفحہ 51 پر درج ہے

Back

بالکل جھوٹ تھی۔ اور اس کا نام عبدالحمید تھا۔ نہ عبدالمجید جیسا اُس نے بیان کیا تھا۔ نہ وہ بٹالہ کا برہمن تھا۔ بلکہ پیدائشی مسلمان علاقہ جہلم سے تھا۔ اس کا چچا برہان الدین غازی ایک مشہور مذہبی جنونی ہے۔ اور اُن کا تمام کا تمام خاندان میرزا قادیانی پر فدائی مرید ہے۔ یہ نوجوان عیسائی مذہب کے متلاشیوں کی طرح گجرات میں رہا تھا۔ اس نے اپنے چچا کے چالیس روپے چُرا کر بُرے کاموں میں خرچ کئے۔ جس پر اس کے چچا نے میرزا قادیانی کے پاس اُس کو بھیج دیا۔ میں خود بیاس گیا۔ اور پھر اس سے دریافت کیا۔ اور پانچ گواہوں کے سامنے اس نے کھُلا کھلا اقرار کیا کہ اُسے میرزا غلام احمد نے میرے قتل کے لئے بھیجا ہے۔ وہ موقعہ کی تلاش میں تھا کہ جب کبھی وہ مجھے سویا ہُوا یا کسی اور حالت میں پائے تو میرے سر کو پتھر سے یا کسی اور ایسی چیز سے پھوڑے۔ اس نے یہ تمام واقعات اپنی مرضی سے لکھے۔ میں اس لکھے ہوئے کاغذ کو پیش کرتا ہوں جس پر اُس نے آٹھ گواہوں کے سامنے دستخط کئے۔ میری واقفیت میرزا صاحب سے

حاشیہ

کا قائم مقام ہو جائے۔ تا اگر ایسی خوش بیانی سے کسی کا وقت خوش ہو تو اس سوانح نویس کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لئے دُعا بھی کرے۔ اور صفحات تاریخ پر نظر ڈالنے والے خوب جانتے ہیں کہ جن بزرگ محققوں نے نیک نیتی اور افادہ عام کے لئے قوم کے ممتاز شخصوں کے تذکرے لکھے ہیں انہوں نے ایسا ہی کیا ہے۔

اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد صاحب کا نام غلام مرتضےٰ اور دادا صاحب کا نام عطا محمد اور میرے پردادا صاحب کا نام گُل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے ہماری قوم مغل برلاس ہے ✤ اور میرے بزرگوں کے

حاشیہ در حاشیہ

✤ عرصہ سترہ یا اٹھارہ برس کا ہوا کہ خدا تعالےٰ کے متواتر الہامات سے مجھے معلوم ہوا تھا۔ کہ میرے باپ دادے فارسی الاصل ہیں۔ وہ تمام الہامات میں نے ان ہی دنوں میں براہین احمدیہ کے حصہ دوم میں درج کر دئے تھے جن میں سے میری نسبت ایک یہ الہام ہے خذوا التوحید

Back

کتاب البریہ (حاشیہ) صفحہ 144 روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 162 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 52 پر درج ہے

ایک شریف قوم سے جو سید تھے کیا۔ اور خود تمہاری نسب کو شریف بنایا۔ جو فارسی خاندان اور سادات سے معجون مرکب ہے۔ اس پیشگوئی کو دوسرے الہامات میں اور بھی تصریح سے بیان کیا گیا ہے۔ یہانتک کہ اُس شہر کا نام بھی لیا گیا تھا جو دہلی ہے۔ اور یہ پیشگوئی بہت سے لوگوں کو سُنائی گئی تھی۔ جن میں سے ایک شیخ حامد علی اور میاں جان محمد اور بعض دُوسرے دوست ہیں۔ اور ایسا ہی ہندوؤں میں سے شرمپت اور ملاوامل کھتریان ساکنانِ قادیان کو قبل از وقت یہ پیشگوئی بتلائی گئی تھی۔ اور جیسا کہ لکھا تھا ایسا ہی ظہور میں آیا۔ کیونکہ بغیر سابق تعلقات قرابت اور رشتہ کے دہلی میں ایک شریف اور مشہور خاندان سیادت میں میری شادی ہوگئی۔ اور یہ خاندان خواجہ میر درد کی لڑکی کی اولاد میں سے ہے جو مشاہیر اکابر سادات دہلی میں سے ہے۔ جنکو سلطنت چغتائی کی طرف سے بہت سے دیہات بطور جاگیر عطا ہوئے تھے۔ اور ابتک اس

+ حاشیہ۔ ہمارے خاندان کی قومیت ظاہر ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ قوم کے برلاس مغل ہیں۔ اور ہمیشہ اس خاندان کے اکابر امیر اور والیانِ ملک رہے ہیں۔ وہ سمرقند سے کسی تفرقہ کی وجہ سے بابر بادشاہ کے وقت میں پنجاب میں آئے اور اس علاقہ کی ایک بڑی حکومت انکو ملی۔ اور کئی سو دیہات انکی ملکیت کے تھے جو آخر کم ہوتے ہوتے ۱۴ رہ گئے اور سکھوں کے زمانہ میں وہ بھی ہاتھ سے جاتے رہے۔ اور پانچ گاؤں باقی رہ گئے۔ اور پھر ایک گاؤں اُن میں سے جس کا نام بہادر حسین تھا۔ جس کو حسین نامی ایک بزرگ نے آباد کیا تھا۔ انگریزی سلطنت کے عہد میں ہاتھ سے جاتا رہا۔ کیونکہ ہم نے خود اپنی خفلت سے ایک مدت تک اس گاؤں سے کچھ وصول نہیں کیا تھا۔ اور جیسا کہ مشہور چلا آتا ہے۔ ہماری قوم کو سادات سے تعلق رہا ہے کہ بعض دادیاں ہماری شریف اور مشہور خاندانِ سادات سے ہیں۔ لیکن مغل قوم کے ہونے کے بارے میں خدا تعالیٰ کے الہام نے مخالفت کی ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ صفحہ ۲۴۲ میں یہ الہام ہے۔ خذوا التوحید التوحید یا ابناء الفارس۔ یعنے توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔ اس الہام سے صریح طور پر سمجھا جاتا ہے کہ ہمارے بزرگ دراصل بنی فارس ہیں۔

+ یہ گاؤں بٹالہ سے شمالی طرف بفاصلہ تین کوس واقعہ ہے۔ منہ

Back
تریاق القلوب صفحہ 145 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 273 از مرزا قادیانی
یہ حوالہ صفحہ 52 پر درج ہے

مقرر تھا۔ کیونکہ مسیح موعود خاتم الخلفاء ہے اور آخر کو اوّل سے مناسبت چاہیئے۔ اور چونکہ حضرت آدم بھی چھٹے دن کے آخر میں پیدا کئے گئے ہیں اس لئے بلحاظ مناسبت ضروری تھا۔ کہ آخری خلیفہ جو آخری آدم ہے وہ بھی چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو۔ وجہ یہ کہ خدا کے سات دنوں میں سے ہر ایک دن ہزار برس کے برابر ہے جیسا کہ خود وہ فرماتا ہے۔ إِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَأَلْفِ سَنَةٍ مِمَّا تَعُدُّونَ۔ اور احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا۔ اسی لئے تمام اہل کشف مسیح موعود کا زمانہ قرار دینے میں چھٹے ہزار برس سے باہر نہیں گئے اور زیادہ سے زیادہ اسکے ظہور کا وقت چودھویں صدی ہجری لکھا ہے۔ + اور اہل اسلام کے اہل کشف نے مسیح موعود کو جو آخری خلیفہ اور خاتم الخلفاء ہے صرف اس بات میں ہی آدم سے مشابہ قرار نہیں دیا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں پیدا ہوا اور مسیح موعود چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا بلکہ اس بات میں بھی مشابہ قرار دیا ہے کہ آدم کی طرح وہ بھی جمعہ کے دن پیدا ہوگا اور اسکی پیدائش بھی توام کے طور پر ہوگی یعنے جیسا کہ آدم توام کے طور پر پیدا ہوا تھا پہلے آدم اور بعد میں حوّا۔ ایسا ہی مسیح موعود بھی توام کے طور پر پیدا ہوگا۔ سو الحمد للہ والمنۃ کہ متصوفین کی اس پیشگوئی کا میں مصداق ہوں میں بھی جمعہ کے روز بوقت صبح توام پیدا ہوا تھا صرف یہ فرق ہوا کہ پہلے لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کا نام جنت تھا۔ وہ چند روز کے بعد جنت میں چلی گئی اور بعد اس کے میں پیدا ہوا۔ اور اس پیشگوئی کو شیخ محی الدین ابن عربی نے بھی اپنی کتاب فصوص میں لکھا ہے اور لکھا ہے کہ وہ صینی الاصل ہوگا۔ ‡ بہرحال

+ خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر فرمایا ہے کہ سورۃ العصر کے حروف حساب جمل کے رُو سے ابتدائے آدم سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک جس قدر برس گذرے ہیں انکی تعداد ظاہر کرتے ہیں سورۂ عصر کی رُو سے جب اس زمانہ تک حساب لگایا جائے تو معلوم ہوگا کہ اب سات ہزار لگ گیا ہے اور اسی حساب کے رُو سے میری پیدائش چھٹے ہزار میں ہوئی ہے کیونکہ میری عمر اس وقت قریباً ۶۸ سال کی ہے۔ منہ

‡ اس سے مطلب یہ ہے کہ اسکے خاندان میں ترک کا خون ملا ہوگا ہمارا خاندان جو اپنی شہرت کے لحاظ سے مغلیہ خاندان کہلاتا ہے اس پیشگوئی کا مصداق ہے کیونکہ اگر یہ سچ ہے جو خدا نے فرمایا کہ یہ خاندان فارسی الاصل ہے مگر یہ تو یقینی اور مشہود و محسوس ہے کہ اکثر شمائل اور داڑھیاں ہماری مغلیہ خاندان سے ہیں اور وہ صینی الاصل ہیں یعنی چین کے رہنے والے منہ

+ دیکھو ازالہ اوہام تالیف نواب صدیق حسن خان صاحب رئیس بھوپال منہ

لہ الحج : ۴۸

Back

الوحی صفحہ 209 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 209 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 52 پر درج ہے

اور منجملہ گواہوں کے مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی تھے۔ اور الزام یہ تھا کہ اس شخص نے عبدالمجید[1] نام ایک شخص کو ڈاکٹر مارٹن کلارک کے قتل کے لئے بھیجا تھا۔ چنانچہ شہادتیں برخلاف میرے پورے طور پر گذر گئیں۔ مگر خدا نے مجھے مقدمہ سے پہلے ہی اطلاع دی تھی کہ ایسا مقدمہ ہوگا۔ اور میں تجھے بچاؤں گا۔ اور وہ وحی الٰہی قریباً ساٹھ یا ستر یا اسّی آدمی کو قبل از مقدمہ سنائی گئی تھی۔ چنانچہ خدا نے مجھے اپنی پاک وحی کے مطابق اس جھوٹے الزام سے عزت کے ساتھ نجات دی۔ پس وہ تمام کوشش میرے پھانسی دلانے کے لئے تھی جیسا کہ یہودیوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے لئے کی تھی۔

اور عجیب بات یہ ہے کہ جیسا پیلاطوس رومی نے (جو اُس زمانہ کا گورنر تھا جبکہ حضرت مسیح تھے) یہودیوں کو کہا تھا کہ میں اس شخص یعنی عیسیٰ کا کوئی گناہ نہیں دیکھتا جس کی وجہ سے اس کو صلیب دوں۔ ایسا ہی اس حاکم نے جس کی عدالت میں میرے پر مقدمہ قتل دائر تھا جس کا نام ڈگلس تھا اور ہمارے ضلع کا ڈپٹی کمشنر تھا مجھے مخاطب کرکے کہا کہ میں آپ پر کوئی الزام قتل کا نہیں لگاتا۔ اور عجیب تر یہ ہے کہ جس طرح حضرت عیسیٰ کے ساتھ ایک چور بھی صلیب دیا گیا تھا جس دن میری نسبت یہ خون کا مقدمہ فیصل ہوا۔ اُسی دن اُسی عدالت میں ایک کشمیری فرخ کا عیسائی چور بھی پیش ہوا۔ جس نے کچھ روپیہ چرایا تھا۔ غرض میری نسبت خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الیّ یہ ایک پیشگوئی تھی جس میں یہ اشارہ کیا گیا تھا کہ حضرت عیسیٰ کی طرح میرے قتل کے لئے بھی کچھ منصوبے بنائے جائیں گے اور ان منصوبوں میں دشمن نامراد رہیں گے۔

تیسرا امر جو مجھے خدا پر مشتمل کرتا ہے میری قومی حالت ہے۔ اور جیسا کہ ظاہر طور پر سُنا گیا ہے میں باپ کے لحاظ سے قوم کا مغل ہوں مگر بعض دادیاں میری سادات میں سے تھیں۔

[1] سہو کاتب ہے۔ اصل نام عبدالحمید ہے (ناشر)

ص۷۸

سیھزم الجمع ویولون الدبر۔ انک الیوم لدینا مکین
یہ سب لوگ بھاگ جائیں گے اور پیٹھ پھیر لیں گے تو ہمارے نزدیک آج صاحب مرتبہ
امین۔ وانّ علیک رحمتی فی الدنیا والدین و انک
امین ہے اور تیرے پر میری رحمت دنیا اور دین میں ہے اور تو اُن لوگوں میں سے ہے
من المنصورین۔ یحمدک اللہ ویمشی الیک۔ سبحان
جن کے شامل نصرت الٰہی ہوتی ہے۔ خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چل رہا ہے۔ وہ پاک ذات
الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من خلق آدم فاکرمہ
وہی خدا ہے جس نے ایک رات میں تجھے سیر کرا دیا۔ اُس نے اس آدم کو پیدا کیا اور پھر اُس کو عزت دی۔

بقیہ حاشیہ اس کو پالیتا۔ پھر اپنی ایک اور وحی میں مجھ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے خذوا التوحید خذوا التوحید یا ابناء الفارس۔ یعنی توحید کو پکڑو توحید کو پکڑو اے فارس کے بیٹو۔

ان تمام کلمات الٰہیہ سے ثابت ہے کہ اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ۔ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہو گیا اور جیسا کہ ہمیں اطلاع دہندگی ہوئی ہے سمرقند خاندان کا شجرہ نسب اس طرح پر ہے کہ میرے والد کا نام میرزا غلام مرتضیٰ تھا اور اُنکے والد کا نام میرزا عطا محمد میرزا عطا محمد کے والد میرزا گل محمد۔ میرزا گل محمد کے والد میرزا فیض محمد اور میرزا فیض محمد کے والد میرزا احمد قائم۔ میرزا احمد قائم کے والد میرزا احمد اسلم۔ میرزا احمد اسلم کے والد میرزا دلاور۔ میرزا دلاور کے والد میرزا الٰہ دین۔ میرزا الٰہ دین کے والد میرزا جعفر بیگ۔ میرزا جعفر بیگ کے والد میرزا محمد بیگ۔ میرزا محمد بیگ کے والد میرزا عبد الباقی۔ میرزا عبد الباقی کے والد میرزا محمد سلطان۔ میرزا محمد سلطان کے والد میرزا ہادی بیگ معلوم ہوتا ہے کہ میرزا اور بیگ کا لفظ کسی زمانہ میں بطور خطاب کے انکو ملا تھا جس طرح خان کا نام بطور خطاب دیا جاتا ہے۔ بہرحال جو کچھ خدا نے ظاہر فرمایا ہے وہی درست ہے انسان ایک ادنیٰ سی لغزش سے غلطی میں پڑ سکتا ہے مگر خدا سہو اور غلطی سے پاک ہے۔ منہ

حاشیہ در حاشیہ میرے خاندان کی نسبت ایک اور وحی الٰہی ہوا اور وہ یہ ہے کہ خدا میری نسبت فرماتا ہے مسلمان منا اھل البیت (ترجمہ) سلمان یعنی یہ عاجز جو دصلح کی بنیاد ڈالتا ہے ہم میں سے ہے جو اہل بیت ہیں۔ یہ وحی الٰہی اس مشہور واقعہ کی تصدیق کرتی ہے جو بعض دادیاں اس عاجز کی سادات میں سے تھیں اور دو صلح سے مراد یہ ہے کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ ایک صلح میرے ہاتھ سے اور میرے ذریعہ سے اسلام کے اندرونی فرقوں میں ہوگی اور بہت سے تفرقہ اٹھ جائے گا اور دوسری صلح اسلام کے بیرونی دشمنوں کے ساتھ ہوگی کہ بہتوں کو اسلام کی حقانیت کی سمجھ دی جائیگی اور وہ اسلام میں داخل ہو جائینگے تب خاتمہ ہوگا۔ منہ

حقیقۃ الوحی صفحہ 78 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 81 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 53 پر درج ہے

Back

خدا کو تمام تعریفیں ہیں جس نے تیری داماد کا رشتہ عالی نسب میں کیا۔ اور خود تجھے عالی نسب اور شریف خاندان بنایا۔ یہ تو ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ جن سادات کے خاندان میں دہلی میں میری شادی ہوئی تھی۔ وہ تمام دہلی کے سادات میں سے سندی سید ہونے میں اوّل درجہ پر ہیں۔ اور علاوہ اپنی آبائی بزرگی کے خواجہ میر درد کے نبیرہ ہیں اور ابتک دہلی میں خواجہ میر درد کے وارث متصور ہو کر خواجہ ممدوح کی گدی انہی کو ملی ہوئی ہے کیونکہ خواجہ موصوف کا کوئی لڑکا نہ تھا۔ یہی وارث ہیں جو انکی لڑکی کی اولاد ہیں۔ اور ان کی سیادت ہندوستان میں ایک روشن ستارہ کی طرح چمکتی ہے۔ بلکہ سوچنے سے معلوم ہوگا کہ ان کا خاندان خواجہ میر درد کے آبائی خاندان سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ خواجہ میر درد نے ان کی عظمت کو قبول کر کے ان کے بزرگ کو لڑکی دی۔ اور اس زمانہ میں یہ خیال اب سے بھی زیادہ تھا کہ لڑکی دینے کے وقت عالی خاندان کو ڈھونڈتے تھے۔ اور خواجہ میر درد باخدا اور بزرگ ہونے کی وجہ سے سلطنت چغتائیہ سے ایک بڑی جاگیر پاتے تھے اور دُنیوی حیثیت کے رُو سے ایک نواب کا منصب رکھتے تھے۔ اور پھر انکی وفات کے بعد وہ جاگیر کے دیہات انہی میں تقسیم ہوئے۔ اور اِس عظمت خاندانی کے علاوہ میرے الہامات میں جس قدر اِس بات کی تصریح کی گئی ہے کہ یہ خالص سید اور بنی فاطمہ ہیں۔ یہ ایک خاص فخر کا مقام ان لوگوں کے لئے ہے۔ اور میں خیال نہیں کر سکتا کہ تمام پنجاب اور ہندوستان بلکہ تمام اسلامی دُنیا میں کوئی اور خاندان سادات کا ایسا ہو کہ نہ صرف ان کی سیادت کو اسلامی سلطنت نے مان کر انکی تعظیم کی ہو۔ بلکہ خدا نے اپنی خاص کلام اور گواہی سے اِس کی تصدیق کر دی ہو۔ یہ تو انکے خاندان کا حال ہے۔ اور مَیں اپنے خاندان کی نسبت کئی دفعہ لکھ چکا ہوں کہ وہ ایک

۱۵۸

ترياق القلوب صفحہ 158 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 286، 287 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 53 پر درج ہے

Back

شاہی خاندان ہے اور بنی فارس اور بنی فاطمہؓ کے خون سے ایک معجون مرکب ہے۔ یا شہرت عام کے لحاظ سے یوں کہو کہ وہ خاندان مغلیہ اور خاندان سیادت سے ایک ترکیب یافتہ خاندان ہے۔ مگر میں اس پر ایمان لاتا اور اسی پر یقین رکھتا ہوں کہ ہمارے خاندان کی ترکیب بنی فارس اور بنی فاطمہؓ سے ہے۔ کیونکہ اسی پر الہام الٰہی کے تواتر نے مجھے یقین دلایا ہے اور گواہی دی ہے۔

۵۰ ایک دفعہ جس کو قریباً اکیس برس کا عرصہ ہوا ہے مجھ کو یہ الہام ہوا اشکر نعمتی رئیت خدیجتی انک الیوم لذو حظٍ عظیم۔ ترجمہ۔ میری نعمت کا شکر کر۔ تو نے میری خدیجہ کو پایا آج تو ایک حظِ عظیم کا مالک ہے۔ براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸۔ اور اسی زمانہ کے قریب ہی یہ بھی الہام ہوا تھا بکرو ثیبٌ یعنے ایک کنواری اور ایک بیوہ تمہارے نکاح میں آئے گی۔ یہ مؤخر الذکر الہام مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کو بھی سنا دیا گیا تھا۔ لیکن الہام مذکورہ بالا جس میں خدیجہ کے پانے کا وعدہ ہے۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۸ میں درج ہو کر نہ صرف محمد حسین بلکہ لاکھوں انسانوں میں اشاعت پا چکا تھا۔ ہاں شیخ محمد حسین مذکور ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ کو سب سے زیادہ اس پر اطلاع ہے۔ کیونکہ اس نے براہین احمدیہ کے چاروں حصوں کا ریویو لکھا تھا اور اسکو خوب معلوم تھا کہ ان صفات کی ایک باکرہ بیوی کا وعدہ دیا گیا ہے۔ جو خدیجہ کی اولاد میں سے یعنے سید ہوگی۔ جیسا کہ الہام موصوفہ بالا میں آیا ہے۔ کہ تو میرا شکر کر اس لئے کہ تو نے خدیجہ کو پایا یعنے تو خدیجہ کی اولاد کو پائے گا۔ اسی کی تائید میں وہ الہام ہے جو براہین احمدیہ کے صفحہ ۴۹۲ حاشیہ دوم اور صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم۔

تریاق القلوب صفحہ 158 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 286، 287 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 53 پر درج ہے

فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُوْنَ ۝ پس جلد تو بھی دیکھ لیگا اور وہ بھی دیکھ لیں گے (کہ الٰہی[1] مدد سے تو محروم رہتا ہے کہ وہ)

بِاَيِّكُمُ الْمَفْتُوْنُ ۝ اور (ان کو پتہ لگ جائے گا کہ تم دونوں میں سے کون گمراہ ہے۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ ۝ تیرا رب اس کو بھی خوب جانتا ہے جو اس کے رستہ سے بھٹک گیا ہے اور اس کو بھی خوب جانتا ہے جو ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل ہے۔

فَلَا تُطِعِ الْمُكَذِّبِيْنَ ۝ (اور جب تو خدا کی ہدایت پر قائم ہے اور تیرے منکر تباہ ہونے والے ہیں تو) تُو اُن منکروں کی بات نہ مان۔

وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝ یہ کفار خواہش رکھتے ہیں کہ تو اپنے دین میں کچھ نرمی کرے تو وہ بھی اپنے طریق میں کچھ (نرمی کریں۔

وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۝ اور تو اس کی بات کبھی نہ مان جو قسمیں کھاتا ہے (لیکن خدا کی طرف سے مدد نہ ملنے کے باعث) وہ ذلیل[2] (کا ذلیل ہی) رہتا ہے۔

هَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِيْمٍ ۝ جس کو (نیکوں پر) طعنہ کرنے اور (ان کی) چغلیاں کرنے کی عادت ہے۔

مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۝ جو لوگوں کو نیکیوں سے روکنے والا، حد سے تجاوز کرنے والا اور گناہ گار ہے۔

عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝ وہ بدلگام[3] بھی ہے اور خدا کا بندہ ہو کر شیطان سے تعلق رکھنے والا بھی[4]۔

اَنْ كَانَ ذَا مَالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ صرف اس وجہ سے کہ وہ بہت مالدار ہے اور اس کی اولاد اور ساتھی بہت ہیں

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو کہتا ہے کہ یہ تو پہلوں کی کہانیاں ہیں۔

سَنَسِمُهٗ عَلَى الْخُرْطُوْمِ ۝ ہم جلد ہی اس کی ناک پر داغ لگائیں گے[5] (اور اس کو اپنی مدد سے محروم کر دیں گے)

---

[1] یہ چوتھی شہادت دی کہ آپ پاگل نہیں اور فرمایا کہ کیا پاگل کو بھی خدا کی مدد ملتی ہے؟ پس اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انجام ایسا ہوا کہ دشمن اور دوست نے اس کو غیر معمولی قرار دیا تو اُسے پاگل کہنے والا پاگل ہوگا یا وہ؟

[2] یعنی گواہی کا طریق عقل اور شریعت نے مقرر کر دیا ہے جو شخص خلاف عقل طور پر اپنی بات کو سچا بنانے کے لیے قسمیں کھاتا ہے لیکن خدا کا فضل اسے ذلیل ہی کرتا جاتا ہے وہ الا کو قسمیں کھاتے اس کی بات کو نہیں ماننا چاہیئے۔

[3] عُتُلّ کے معنے گنت میں سخت کلامی کرنے والے کے لکھے ہیں (اقرب) ہم نے اس جگہ بدلگام کا لفظ استعمال کیا ہے جو چھوٹا لفظ ہے اور وہی معنے دیتا ہے۔

[4] قرآن مجید میں زَنِيْمٍ کا لفظ ہے جس کے معنے ہوتے ہیں کہ وہ شخص جو کسی قوم کا فرد تو نہیں مگر اپنے آپ کو اس کی طرف منسوب کرتا ہے (مفردات) ہم نے اس کا ترجمہ خدا کا بندہ ہو کر شیطان سے تعلق رکھتا ہے" کیا ہے۔ یعنی ہے تو وہ خدا کا مگر اپنے آپ کو منسوب بتوں کی طرف کرتا ہے۔

جو ایمانی غیوری سے بہت دُور پڑی ہوئی ہے ہمارے علماء کے دلوں کو بھی کسی قدر دبا لیا ہے۔ اس سخت آندھی کے چلنے کی وجہ سے اُن کی آنکھوں میں بھی کچھ غبار سا پڑ گیا ہے اُن کی فطرتی کمزوری اس نزلہ کو قبول کر گئی ہے۔ اِسی وجہ سے وہ ایسے خیالات پر زور دیتے ہیں جن کا کوئی اصل صحیح حدیث و قرآن میں نہیں پایا جاتا ہاں یورپ کی اخلاقی ۲۷ کتابوں میں تو ضرور پایا جاتا ہے اور اِن اخلاق میں یورپ نے یہاں تک ترقی کی ہے کہ ایک جوان عورت سے ایک نامحرم طالب کی بکلّی دل شکنی مناسب نہیں سمجھی گئی۔ مگر کیا قرآن شریف یورپ کے ان اخلاق سے اتفاق رائے کرتا ہے؟ کیا وہ ایسے لوگوں کا نام دیوث نہیں رکھتا؟ میں ایسے علماء کو محض للہ متنبہ کرتا ہوں کہ وہ ایسی نکتہ چینیاں کرنے اور ایسے خیالات کو دل میں جگہ دینے سے حق اور حق بینی سے بہت دُور جا پڑے ہیں اگر وہ مجھ سے ۲۸ لڑنے کو تیار ہوں تو اپنی خشک منطق سے جو چاہیں کہیں لیکن اگر وہ خدائے تعالیٰ سے خوف کر کے کسی قدر سوچیں تو یہ ایسی بات نہیں ہے جو اُن کی نظر سے پوشیدہ رہ سکے ایک سخت

تہذیب کے برخلاف ہے لیکن خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف میں بعض کا نام ابولہب اور بعض کا نام کلب اور خنزیر کہا اور ابوجہل تو خود مشہور ہے ایسا ہی ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کی سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں جیسا کہ فرماتا ہے فلا تطع المکذبین ودوا لو تدھن فیدھنون ولا تطع کل حلاف مھین ھماز مشاء بنمیم مناع للخیر معتد اثیم عتل بعد ذالک زنیم .... سنسمہ علی الخرطوم دیکھو سورۃ القلم الجزو نمبر ۲۹۔ یعنی تو ان مکذبوں کے کہنے پر مت چل جو بدل اسبات کے آرزومند ہیں کہ ہمارے معبودوں کو مذمت کہو اور ہمارے مذہب کی ہجو مت کرو۔ تو پھر ہم بھی تمہارے مذہب کی نسبت ہاں میں ہاں ملاتے رہینگے الخ جب زبانی کا خیال مت کر یہ شخص جو مداہنہ کا خواستگار ہے جھوٹی قسمیں کھانے والا اور ضعیف الرائے اور ذلیل آدمی ہے دوسروں کے عیب ڈھونڈنے والا اور سخن چینی سے لوگوں میں تفرقہ ڈالنے والا اور نیکی کی

۲۹

لہ القلم: ۹-۱۷

انسان کا فرض ہے کہ سچائی کے طریقوں کو ہاتھ سے نہ دیوے بلکہ اگر ایک ادنیٰ سے ادنیٰ انسان کی زبان پر کلمہ حق جاری ہو اور اپنے آپ سے غلطی ہو جائے تو اپنی غلطی کا اقرار کر کے شکر گذاری کے ساتھ اس حقیر آدمی کی بات کو مان لیوے اور اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ کا دعویٰ نہ کرے ورنہ تکبر کی حالت میں کبھی رُشد حاصل نہیں ہوگا۔ بلکہ ایسے آدمی کا ایمان بھی معرض خطر میں ہی نظر آتا ہے۔

اور سخت الفاظ کے استعمال کرنے میں ایک یہ بھی حکمت ہے کہ غفلت دل اس سے بیدار ہوتے ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے جو مداہنہ کو پسند کرتے ہیں ایک تحریک ہو جاتی ہے مثلاً ہندوؤں کی قوم ایک ایسی قوم ہے کہ اکثر اُن میں سے ایسی عادت رکھتے ہیں کہ اگر انکو اپنی طرف سے چھیڑا نہ جائے تو وہ مداہنہ کے طور پر تمام عمر دوست بن کر دینی امور میں ہاں سے ہاں ملاتے رہتے ہیں بلکہ بعض اوقات تو ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف اور اس دین کے اولیاء کی مدح و ثنا کرنے لگتے ہیں لیکن دل اُن کے نہایت درجہ کے سیاہ

راہوں سے روکنے والا، ترتاکار اور بایں ہمہ نہایت درجہ کا بدخلق اور ان سب عیبوں کے بعد ولدالزنا بھی ہے۔ عنقریب ہم اس کے اس ناک پر جو سُور کی طرح لمبا ہو گیا ہے داغ لگاویں گے یعنی ناک سے مراد رسوم اور ننگ و ناموس کی پابندی ہے جو حق کے قبول کرنے سے روکتی ہے (اے خدا کے قادر مطلق ہماری قوم کے بعض لمبی ناک والوں کی ناک پر بھی اُسترہ رکھ) اب کیوں حضرت مولوی صاحب کیا آپ کے نزدیک ان جامع لفظوں سے کوئی گالی باہر رہ گئی ہے۔ اور اس جگہ ایک نہایت عمدہ لطیفہ یہ ہے کہ ولید بن مغیرہ نے نرمی اختیار کر کے چاہا کہ ہم سے نرمی کا برتاؤ کیا جائے۔ اس کے جواب میں اس کے تمام پردے کھولے گئے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مومنین سے مداہنہ کی امید مت رکھو۔

منہ

۳۸

ووجب الارتحال ولو قصدنا ذکر خدماته لضاق بنا المجال وعجزنا
کا وقت آگیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سما نہ سکیں اور ہم لکھنے سے
عن التدوین۔ فالملخص ان ابی لم یزل کان شائم برق الدولة وقائماً
عاجز رہ جائیں۔ پس خلاصہ کلام یہ ہو کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امید وار رہا
علی الخدمة عند الضرورة حتی اعزته الدولة بمکاتیب رضاءها وغبطته
اور عند الضرورت خدمتیں بجا لاتا رہا یہاں تک کہ سرکار انگریزی نے اپنی خوشنودی کی چٹھیوں سے اُسکو معزز
فی کل وقتٍ بعطاءها واسمحت له بمواساتها وتفضلت علیه بمراعاتها و
کیا اور ہر ایک وقت اپنے عطاؤں کے ساتھ اُسکو خاص فرمایا اور اُسکی غمخواری فرمائی اور اُسکی رعایت رکھی
حسبته من دواعی الخیر ومن المخلصین۔ ثم اذا توفّی ابی فقام مقامه ۲۸
اور اُسکو اپنے خیر خواہوں اور مخلصوں میں سے سمجھا۔ پھر جب میرا باپ وفات پاگیا تب ان خصلتوں میں
فی هذه السیر اخی المیرزا غلام قادر وغمرته مواهب الدولة کما
اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا جس کا نام میرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہی اُس کے
غمرت والدی وتوفّی اخي بعد ابی فی بضع سنین ثم بعد وفاتهما
شامل حال ہوگئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہوگیا
قفوت اثرهما واقتدیتُ سیرهما وذکرت عصرهما ولکنی ما کنت
پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں اُنکے نقش قدم پر چلا اور اُنکی سیرتوں کی پیروی کی اور اُنکے زمانہ کو یاد کیا
ذا نصب ونعمة وسعة وثروة ولا ذا املاك وارضین۔ بل تبتلت
لیکن میں صاحب مال اور صاحب املاک نہیں تھا۔ بلکہ میں اُنکی وفات کے
الی الله بعد ارتحالهما ولحقت بقوم منقطعین۔ وجذبنی ربی الیه
بعد اللہ جلشانہ الیکطرف جھک گیا اور اُنہیں جاملا جنہوں نے دنیا کا تعلق توڑ دیا۔ اور میرے رب نے اپنی طرف
واحسن مثوای واسبغ علیّ من نعماء الدین۔ وقادني من تدنّسات
مجھے کھینچ لیا اور مجھے نیک جگہ دی اور اپنی نعمتوں کو مجھ پر کامل کیا اور مجھے دنیا کی آلودگیوں اور مکروہات سے

۳۸

آکر چارپائی پر بیٹھتے تو بیٹھتے ہی جان کندن کا غرغرہ شروع ہوا۔ اُسی غرغرہ کی حالت میں اُنہوں نے مجھے کہا کہ دیکھا یہ کیا ہے اور پھر لیٹ گئے اور پہلے اِس سے مجھے کبھی اِس بات کے دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا کہ کوئی شخص غرغرہ کے وقت میں بول سکے اور غرغرہ کی حالت میں صفائی اور استقامت سے کلام کر سکے۔ بعد اس کے عین اس وقت جب کہ آفتاب غروب ہوا وہ اس جہان فانی سے انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور یہ اُن سب الہاموں سے پہلا الہام اور پہلی پیشگوئی تھی جو خدا نے مجھ پر ظاہر کی دوپہر کے وقت خدا نے مجھے اِس کی اطلاع دی کہ ایسا ہونے والا ہے اور غروب کے بعد یہ خبر پوری ہوگئی اور مجھے فخر کی جگہ ہے۔ اور میں اِس بات کو فراموش نہیں کروں گا کہ میرے والد صاحب کی وفات کے وقت خدا تعالیٰ نے میری عزا پُرسی کی اور میرے والد کی وفات کی قسم کھائی جیسا کہ آسمان کی قسم کھائی۔ جن لوگوں میں شیطانی رُوح جوش زن ہے وہ تعجب کرینگے کہ ایسا کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا کسی کو اس قدر عظمت دے کہ اُسکے والد کی وفات کو ایک عظیم الشان صدمہ قرار دیکر اُسکی قسم کھاوے مگر میں پھر دوبارہ خدائے عزوجل کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ واقعہ حق ہے اور وُہ خدا ہی تھا جس نے عزا پُرسی کے طور پر مجھے خبر دی اور کہا کہ والسماء والطارق اور اسی کے موافق ظہور میں آیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

۲۲۔ بائیسواں نشان یہ ہے کہ جیسا کہ میں ابھی لکھ چکا ہوں جب مجھے یہ خبر دیگئی کہ میرے والد صاحب آفتاب غروب ہونے کے بعد فوت ہو جائیں گے تو بموجب مقتضائے بشریت کے مجھے اِس خبر کے سُننے سے درد پہنچا۔ اور چونکہ ہماری معاش کے اکثر وجوہ اُنہیں کی زندگی سے وابستہ تھے اور وُہ سرکار انگریزی کی طرف سے پنشن پاتے تھے اور نیز ایک رقم کثیر انعام کی پاتے تھے۔ جو اُن کی حیات سے مشروط تھی۔ اِس لئے یہ خیال گذرا کہ اُن کی وفات کے بعد کیا ہوگا۔ اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ شاید تنگی اور تکلیف کے دن ہم پر آئیں گے اور یہ سارا خیال بجلی کی چمک کی طرح ایک سیکنڈ سے بھی کم عرصہ میں دل میں گذر گیا تب اُسی وقت غنودگی ہو کر یہ دُوسرا الہام ہوا **الیس اللہ بکاف عبدہٗ** یعنی کیا خدا اپنے بندہ کیلئے کافی نہیں ہے

۲۱۹

۲۳۱

(۲۲۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ کہ دادا صاحب کا تکیہ کلام جب بات کہ نہیں" تھا جو جلدی میں "ہے باکہ نہیں" سمجھا جاتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسکے متعلق اور بھی کئی لوگوں سے سُنا گیا ہے۔

(۲۲۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ ایک دفعہ قادیان میں ایک بغدادی مولوی آیا دادا صاحب نے اس کی بڑی خاطر و مدارات کی۔ اس مولوی نے دادا صاحب سے کہا مرزا صاحب آپ نماز نہیں پڑھتے؟ دادا صاحب نے اپنی کمزوری کا اعتراف کیا۔ اور کہا کہ ہاں بیشک میری غلطی ہے مولوی صاحب نے پھر بار بار اصرار کے ساتھ کہا اور ہر دفعہ دادا صاحب یہی کہتے گئے کہ میرا قصور ہے۔ آخر مولوی نے کہا آپ نماز نہیں پڑھتے۔ اللہ آپ کو دوزخ میں ڈال دیگا۔ اسپر دادا صاحب کو جوش آگیا اور کہا "تمہیں کیا معلوم ہے کہ وہ مجھے کہاں ڈالیگا۔ میں اللہ تعالےٰ پر ایسا بدظن نہیں ہوں میری امید وسیع ہے۔ خدا فرماتا ہے لا تقنطوا من رحمۃ اللہ تم مایوس ہو گئے میں مایوس نہیں ہوں۔ اتنی بے اعتقادی میں تو نہیں کرتا" پھر کہا "اسوقت میری عمر ۷۰ سال کی ہے۔ آجتک خدا نے میری پیٹھ نہیں لگنے دی۔ تو کیا اب وہ مجھے دوزخ میں ڈال دیگا" خاکسار عرض کرتا ہے کہ پیٹھ لگنا پنجابی کا محاورہ ہے۔ جسکے معنی دشمن کے مقابلہ میں ذلیل و رسوا ہونے کے ہیں۔ حدیث سے مصائب تو دادا صاحب پر بہت گئے ہیں۔

(۲۲۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ جب سے تمہاری دادی فوت ہوئیں۔ تمہارے دادا نے اندر زنانہ میں آنا چھوڑ دیا تھا۔ دن میں صرف ایک دفعہ تمہاری پھوپھی کو ملنے آتے تھے۔ اور پھوپھی کے فوت ہونیکے بعد تو بالکل نہیں آتے تھے۔ باہر مردانے میں رہتے تھے۔ (خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ روایت حضرت والدہ صاحبہ کسی اور سے سُنی ہوگی۔ کیونکہ یہ واقعہ حضرت امان جان کے قادیان تشریف لانیسے پہلے زمانہ سے تعلق رکھتا ہے)

Back

ہمارے پاس ہے اور ہم پیش کریں گے۔ پھر ہم نے اس نوجوان لڑکے کے حالات کی بابت دریافت کرنا شروع کیا۔ ایک آدمی بٹالہ میں دریافت کے واسطے بھیجا گیا۔ اس آدمی کا نام مولوی عبدالرحیم ہے۔ اس نے بٹالہ کے متعلق حالات عبدالمجید کے محض جھوٹے پائے۔ ذرہ بھر بھی اس میں سچ نہ تھا۔ تب مولوی عبدالرحیم سیدھا قادیان میں مرزا صاحب کے پاس پہنچا اور مکان پر پہنچ کر اس نے دریافت کیا کہ آیا کوئی شخص عبدالمجید نام یہاں پر ہے۔ ایک لڑکا وہاں تھا۔ اُس نے کہا کہ ہاں تھا مگر مرزا صاحب کو گالیاں دے کر چلا گیا ہے۔ پھر مولوی عبدالرحیم مرزا صاحب کے پاس گیا اور دریافت پر کہا کہ میں عیسائی ہوں۔ اور عبدالمجید کی بابت دریافت کیا۔ مرزا صاحب نے کہا کہ وہ جھوٹا ہے۔ پیدائشی مسلمان ہے اور اس کا پیدائشی نام عبدالحمید ہے اور وہ مولوی برہان الدین جہلمی کا بھتیجا ہے۔ وہ راولپنڈی میں عیسائی ہوا تھا اور یہاں قادیان میں آکر پھر مسلمان ہو گیا تھا۔ اور چند عرصہ محنت ٹوکری اٹھا کے کرتا رہا۔ اور قریباً سات آٹھ یوم سے یہاں سے چلا گیا ہے۔ اور یہ عرصہ اُس عرصہ سے مطابق ہے جب وہ ہماری کوٹھی پر آیا تھا۔ اور آخرکار مرزا صاحب نے کہا کہ اس کی اچھی طرح خاطر مدارات کرو اور خوراک پوشاک عمدہ دو تو وہ تمہارے پاس رہے گا۔ پھر ہم نے جہلم سے دریافت کیا وہاں سے ہم کو معلوم ہوا کہ اس نوجوان آدمی کا نام

ہو کر ان کے غموم و ہموم میں شریک ہو جاؤں۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ میرے والد صاحب اپنے بعض آباد اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع گیا اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب مرحوم نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا اس لئے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا رہا۔ اُن کی ہمدردی اور مہربانی میرے پر نہایت درجہ پر تھی مگر وہ چاہتے تھے کہ دنیا داروں کی طرح مجھے رُو بخلق بنا دیں

کتاب البریہ حاشیہ صفحہ 164 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 182 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 56 پر درج ہے

Back

آپ کی خلوت نشینی پر آپ کے والد ماجد کے بیانات

شروع شروع میں تو آپ کے والد ماجد کو آپ کی یہ خلوت نشینی بہت شاق گزری وہ چاہتے تھے کہ یہ زمینداری میں لگیں۔ ان مقدمات کی پیروی کریں جن میں وہ خود لگے ہوئے تھے۔ چنانچہ آپ کو دن رات مطالعہ میں مستغرق اور مسجد میں عبادت الٰہی میں مصروف دیکھتے تو کبھی کبھی چڑ کر فرماتے "یہ ہمارے گھر میں ملاں کہاں سے پیدا ہو گیا ہے"۔ کوئی حضرت مرزا صاحب سے ملنے آتا اور آپ کے متعلق دریافت کرتا تو فرماتے کہ:۔

"مسجد کے سقاوہ کی کسی ٹونٹی میں جا کر دیکھو۔ اگر وہاں نہ پاؤ تو مسجد کے اندر کسی حجرہ میں تلاش کرو۔ اگر وہاں بھی نہ ہو تو دیکھنا کسی مسجد میں کوئی پیٹ کے کھڑا کر گیا ہو گا۔ کیونکہ وہ زندگی میں یہی مرا ہوا ہے"۔

آپ کے والد صاحب کے یہ ریمارکس کس قدر معنی خیز ہیں۔ ایک باپ جو دن رات چاہتا ہے کہ بیٹا میرے مسلک پر چلے اس حقیقت سے بیخبر نہیں کہ میرا بیٹا دن رات عبادت الٰہی کا دلدادہ ہے۔ اور اس میں اسے اس قدر شغف ہے کہ وہ جیتے جی مر چکا ہے۔ یعنی اپنی تمام خواہشات و جذبات امیر تمناؤں پر موت وارد کر کے وہ منقطع الی اللہ ہو چکا ہے۔ گویا خود باپ اس بات پر گواہ تھا کہ بیٹا موتوا قبل ان تموتوا کے مرنے سے پہلے مر جاؤ کا پورا مصداق بن چکا ہے۔

آپ کی اس بڑھی ہوئی عبادت گزاری کے متعلق ایک دفعہ آپ کے والد صاحب کے ریمارکس سننے کے قابل ہیں۔ مرزا اسماعیل بیگ مرزا غلام اللہ مرحوم کے چچازاد بھائی تھے اس وقت لڑکے سے تھے۔ حضرت مرزا صاحب کے پاس ملازم تھے۔ کام فقط یہ تھا کہ آپ کے گھر سے روٹی لے آیا کریں اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنے جایا کریں۔ سردیوں میں تہجد کے وقت گرم پانی لے آویں اور خود بھی تہجد پڑھیں دوسرے لفظوں میں یہ نماز اور تہجد پڑھنے کی نوکری ہوئی یا روٹی ٹلانے اور کھانے کی کیونکہ کھانے میں دوسرے یتیم بچوں کے ساتھ انہیں بھی حصہ ملتا تھا۔ تہجد کے وقت مرزا اسماعیل نہ جاگتے تو حضرت خود انہیں جگا لیتے۔ جگانے میں معمول یہ تھا کہ ہلا کر جگاتے۔ آواز نہ دیتے تاکہ اس لئے کہ پچھلی رات کو زور کی آواز سے دوسروں کی نیند میں خلل نہ آوے۔ خیر تو ان کا بیان ہے کہ کبھی کبھی بڑے مرزا صاحب یعنی حضرت کے والد مرزا غلام مرتضیٰ صاحب مجھے بلا لیتے۔ وہ آپ چارپائی پر لیٹے ہوتے۔ پاس دو کرسیاں پڑی ہوتیں ان میں سے ایک پر مجھے بٹھا کر دریافت کرتے کہ "سنا میرزا کیا کرتا ہے"۔ میں کہتا کہ "قرآن دیکھتے رہتے ہیں"۔ اس پر وہ فرماتے کہ "کبھی ہنس بھی لیتا ہے"۔ یعنی کبھی قرآن پڑھتے پڑھتے درمیان میں وقفہ بھی کرتا ہے یا پڑھے ہی جاتا ہے بس ہی نہیں کرتا۔ پھر یہ پوچھتے کہ "رات کو سوتا بھی ہے"۔ میں جواب

Back

مبارک بھی کرتی تھیں۔ اب یہ قطعی طور پر یقینی ہے۔ کہ راجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں ہی خاندان کے مصائب کے دن دُور ہو کر فراخی شروع ہو گئی تھی۔ اور قادیان اور اسکے اردگرد کے بعض مواضعات دادا صاحب کو راجہ رنجیت سنگھ نے بحال کر دیئے تھے۔ اور دادا صاحب کو اپنے ماتحت ایک معزز عہدہ فوجی بھی دیا تھا۔ اور راجہ کے ماتحت دادا صاحب نے بعض فوجی خدمات بھی سرانجام دی تھیں پس بہرحال حضرت صاحب کی پیدائش راجہ رنجیت سنگھ کی موت یعنے ۱۸۳۹ء سے کچھ عرصہ پہلے ماننی پڑیگی۔ لہٰذا اس طرح بھی ۱۸۳۱ء والی روایت کی تصدیق ہوتی ہے۔ وھوالمراد۔ اور حضرت صاحب نے جو ۱۸۳۹ء لکھا ہے سو اس کو خود آپ کی دوسری تحریریں رد کر رہی ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ آپ نے ۱۹۰۵ء میں اپنی عمر ۷۰ سال بیان کی ہے اور وہاں یہ بھی لکھا ہے یہ تمام اندازے ہیں۔ صحیح علم صرف خدا کو ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میری تحقیق میں اوائل ۱۲۵۲ھ میں آپکی ولادت ہوئی تھی اور وفات ۱۳۲۶ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

(۱۸۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ کہ میں بچپن میں والد صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تاریخ فرشتہ۔ سکندر نامہ۔ اور شاید گلستان۔ بوستان پڑھا کرتا تھا۔ اور والد صاحب کبھی کبھی پچھلا پڑھا ہوا سبق بھی سنا کرتے تھے۔ مگر پڑھنے کے متعلق مجھ پر کبھی ناراض نہیں ہوتے۔ حالانکہ میں پڑھنے میں بے پروا تھا لیکن آخر دادا صاحب نے مجھے والد صاحب سے پڑھنے سے روکدیا اور کہا کہ میں نے سب کو ملاں نہیں بنانا۔ تم مجھ سے پڑھا کرو مگر ویسے دادا صاحب والد صاحب کی بڑی قدر کرتے تھے۔

(۱۸۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ ایک دفعہ والد صاحب اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے۔ اور دائیں بازو پر چوٹ آئی۔ چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں۔ کہ آپ کھڑکی سے اُترنے لگے تھے سامنے

سیرت المہدی، جلد اول صفحہ 216، 217 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 56 پر درج ہے

Back

۲۱۷

سٹول رکھا تھا وہ الٹ گیا۔ اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو منہ تک لیجا سکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اٹھا سکتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ نماز میں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا۔

(۱۸۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب تیرنا اور سواری خوب جانتے تھے اور سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ بچپن میں میں ڈوب چلا تھا تو ایک اجنبی بڈھے شخص نے مجھے نکالا تھا۔ اس شخص کو میں نے اس سے قبل یا بعد کبھی نہیں دیکھا۔ نیز فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ ایک گھوڑے پر سوار ہوا اس نے شوخی کی اور بے قابو ہو گیا۔ میں نے بہت روکنا چاہا۔ مگر وہ شرارت پر آمادہ تھا نہ رکا۔ چنانچہ وہ اپنے زور میں ایک درخت یا دیوار کی طرف بھاگا (الشک منی) اور پھر اس تیزی کے ساتھ اس سے ٹکرایا۔ کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ اور وہ وہیں مر گیا۔ مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب بہت نصیحت کیا کرتے تھے کہ سرکش اور شریر گھوڑے پر ہرگز نہیں چڑھنا چاہیئے۔ اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اس گھوڑی کا مجھے مارنے کا ارادہ تھا۔ مگر میں ایک طرف گر کر بچ گیا اور وہ مر گیا۔

(۱۸۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ والد صاحب باہر چوپارے میں رہتے تھے۔ وہیں اُن کے لئے کھانا جاتا تھا۔ اور جس قسم کا کھانا بھی ہوتا تھا کھا لیتے تھے۔ کبھی کچھ نہیں کہتے تھے۔

(۱۹۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے۔ کہ والد صاحب تین کتابیں بہت کثرت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ یعنی قرآن مجید۔ مثنوی رومی اور دلائل الخیرات اور کچھ نوٹ بھی لیا کرتے تھے۔ اور قرآن شریف بہت کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔

(۱۹۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 216، 217 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 56 پر درج ہے

خسی کو مسکر حنا نہ است　　از حواس انبیاء بیگانہ ہست

(۳۰۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار کے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزہ کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ اور اس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا اسلئے حضرت صاحب اس چوزہ کو ماتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی جس سے بہت خون گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کی عادت تھی کہ جب کوئی چوٹ وغیرہ اچانک لگتی تھی تو جلدی جلدی توبہ توبہ کے الفاظ منہ سے فرمانے لگ جاتے تھے۔ دراصل جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ عموماً کسی قانون شکنی کا نتیجہ ہوتی ہے۔ خواہ وہ قانون شریعت ہو یا قانون نیچر یعنے قانونِ قضاء و قدر یا کوئی اور قانون پس ایک صحیح الفطرت آدمی کا یہی کام ہونا چاہیئے کہ وہ ہر قسم کی تکلیف کے وقت توبہ کی طرف رجوع کرے۔ اور یہی مفہوم انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کا ہے جس کی کہ قرآن شریف تعلیم دیتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چونکہ کبھی جانور وغیرہ ذبح نہ کئے تھے۔ اسلئے بجائے چوزہ کی گردن کے اپنی انگلی پر چھری پھیر لی اور یہ نتیجہ تھا۔ اس بات کا کہ آپ قانون ذبح کے عملی پہلو سے واقف نہ تھے۔ واللہ اعلم۔

(۳۰۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ پیر سراج الحق نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ چند احباب نے حضرت اقدس سے دریافت کیا کہ یہ پرسوں جو ہے کہ آنحضرت صلعم پر بادل کا سایہ رہتا تھا۔ یہ کیا بات ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہر وقت تو بادل کا سایہ رہنا ثابت نہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو کوئی کافر کافر نہ رہتا۔ سب لوگ فوراً یقین لے آتے کیونکہ ایسا معجزہ دیکھکر کون انکار کر سکتا تھا۔ دراصل سنت اللہ کے مطابق معجزہ تو وہ ہوتا ہے کہ جس میں ایک پہلو خفاء کا بھی ہو اور فرمایا کہ ہر وقت بادل کا سایہ رہنا تو موجب تکلیف بھی ہے۔ علاوہ ازیں اگر ہر وقت بادل کا سایہ رہتا تو کیوں گرمی کے وقت حضرت ابوبکرؓ نے آپ پر چادر تان کر سایہ کرتے اور سیرت کے صفحہ آپ کے لئے کیوں سایہ دار جگہ تلاش کرتے؟ ہاں کسی خاص وقت کسی حکمت کے ماتحت آپ کے سر پر بادل نے آکر سایہ کیا تو تعجب نہیں۔ چنانچہ ایک دفعہ ہمارے ساتھ بھی ایسا واقعہ ہوا تھا

شاہِ روم و روس میں جنگ ہوئی ہے۔ اور شاہِ روم کو فتح ہوگئی ہے۔ ہم نے اس کی تعبیر کی، تمہارے شاہ روم ہم ہی ہیں۔ اور تعبیر اس خواب کی یہ ہے کہ اِن مقدمات میں ہماری فتح ہوگی۔ اور ہمارے شرکاء کو شکست ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ فرمایا اگر یہی خواب وزیر سلطنت رُوم یا رُوس دیکھتا۔ تو اسکی تعبیر اور ہوتی۔ خواب کی تعبیر دیکھنے والے کی حالت اور حیثیت کے مطابق ہوتی ہے ؛

عاجز کو دُودھ پلایا

جب عاجز راقم لاہور سے قادیان آیا کرتا۔ تو حضورؑ مجھے عموماً صبح ہر روز پینے کے واسطے دُودھ بھیجا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مجھے اندر بُلایا۔ ایک لوٹا دُودھ کا بھرا ہوا حضورؑ کے ہاتھ میں تھا۔ اُس میں سے ایک بڑے گلاس میں حضورؑ نے دُودھ ڈالا اور مجھے دیا اور محبت سے فرمایا۔ آپ یہ پی لیں۔ پھر میں اور دیتا ہوں۔ مَیں تو اُس گلاس کو بھی ختم نہ کر سکا۔ ابھی اُس میں دُودھ باقی تھا۔ جو بس کر دی اور واپس کیا۔ تبسم کرتے ہوئے حضورؑ نے فرمایا۔ بس۔ آپ تو بہت تھوڑا پیتے ہیں ؛

بچّے کے دِل بہلاؤ کے لئے چڑیا

صاحبزادہ مرزا مبارک احمدؐ صاحب مرحوم کے دل بہلانے کے واسطے ایک دفعہ چھوٹی چھوٹی چڑیاں کہیں سے لائی گئیں۔ صاحبزادہ صاحب اُن چڑیوں کو اپنے ہاتھ میں پکڑے رکھنا پسند کرتے تھے۔ اور بعض دفعہ بچپن کی ناواقفی سے ایسی طرح پکڑتے، اور دبائے رکھتے، کہ چڑیا کی جان پر بن جاتی۔ اسپر گھر کی کسی خادمہ نے صاحبزادہ صاحب کو چڑیا ہاتھ میں پکڑنے سے روکا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُن خادمہ کو منع کیا۔ فرمایا۔ کہ یہ چڑیا اسکے دِل بہلانے کے واسطے ہیں۔ جس طرح چاہے پکڑے۔ تم نہ روکو ؛

ذکر حبیب صفحہ 171 از مفتی محمد صادق قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 57 پر درج ہے

Back

خود بھیجدی۔ مولوی محمد احسن صاحب نے حوالہ نکالنے کی کوشش کی۔ مگر نہ نکلا۔ آخر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود نکال کر پیش کیا۔ اور یہ حدیث صحیح بخاری پارہ ۱۴ حصہ اول باب مناقب عمرؓ میں ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم قد کان فیمن قبلکم من بنی اسرائیل رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء فان یک من امتی منھم احدٌ فعمر۔ جب حضرت صاحب نے یہ حدیث نکال کر دکھا دی۔ تو فریق مخالف پر گویا ایک موت وارد ہوگئی اور مولوی عبدالحکیم صاحب نے اسی پر مباحثہ ختم کردیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مندرجہ بالا روایتوں میں جو اختلاف ہے اس کے متعلق خاکسار ذاتی طور پر کچھ عرض نہیں کرسکتا۔ کہ اصل حقیقت کیا ہے۔ ہاں اس قدر درست ہے کہ نون ثقیلہ والی بحث دہلی میں مولوی محمد بشیر والے مباحثہ میں پیش آئی تھی۔ اور بظاہر اس سے بخاری والے حوالہ کا جوڑ نہیں ہے۔ پس اس حد تک تو درست معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ دہلی والے مباحثہ کا نہیں ہے۔ آگے رہا لاہور اور لدھیانہ کا اختلاف۔ سو اس کے متعلق میں کچھ عرض نہیں کرسکتا۔ نیز خاکسار افسوس کے ساتھ عرض کرتا ہے کہ اس وقت جبکہ سیرۃ المہدی کا حصہ سوم زیر تصنیف ہے۔ پیر سراج الحق صاحب نعمانی فوت ہو چکے ہیں۔ پیر صاحب موصوف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق روایات کا ایک عمدہ خزانہ تھے۔

(۹) روایت نمبر ۳۰۷ کی تشریح میں جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ ایک چوزہ ذبح کرتے ہوئے زخمی ہوگئے۔ پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے بذریعہ تحریر خاکسار سے بیان کیا۔ کہ۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام عصر کی نماز کے وقت مسجد مبارک میں تشریف لائے بائیں ہاتھ کی انگلی پر پٹی پانی میں بھیگی ہوئی باندھی ہوئی تھی۔ اس وقت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے حضرت اقدس سے پوچھا۔ کہ حضور نے یہ پٹی کیسے باندھی ہے؟ تب حضرت اقدس علیہ السلام نے ہنس کر فرمایا۔ کہ ایک چوزہ ذبح کرتا تھا۔ ہماری انگلی پر چھری پھر گئی۔ مولوی صاحب مرحوم بھی ہنسے اور عرض کیا۔ کہ آپ نے ایسا کام کیوں کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ اس وقت اور کوئی نہ تھا۔

(۱۰) روایت نمبر ۳۰۹ کی تشریح میں جس میں لدھیانہ کی پہلی دن کی بیعت کا ذکر ہے۔ مکرم شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے بذریعہ تحریر خاکسار سے بیان کیا۔ کہ روایت نمبر ۳۰۹ میں مخدومی مکرمی صاحبزادہ

۲۴۴

پکڑ کر وہیں بیٹھ گیا۔ حضرت صاحب نے اس سے اظہار ہمدردی کیا اور پوچھا کہ گرم دودھ یا اور کوئی چیز منگوائیں؟ اُس نے کہا نہیں کوئی بات نہیں۔ مگر بچپن کو چوٹ سخت آئی تھی۔ والدہ صاحبہ کہتی ہیں کہ حضرت صاحب اسے خود ایک کرسے سے دوسرے کیطرف لیجاتے تھے اور ایک ایک چیز دکھاتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے اس خانہ تلاشی کا ذکر اپنے اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل ۱۸۹۷ء میں کیا ہے جہاں لکھا ہے۔ کہ خانہ تلاشی ۸ اپریل ۱۸۹۷ء کو ہوئی تھی اور نیز یہ کہ مہمان خانہ مطبع وغیرہ کی بھی تلاشی ہوئی تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ لیکھرام ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو قتل ہوا تھا۔ اور اسکے قتل پر آریوں کیطرف سے ملک میں ایک طوفانِ عظیم برپا ہو گیا تھا۔ سنا گیا ہے۔ کہ کئی جگہ مسلمان بچے دشمنوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوئے اور حضرت صاحب کے قتل کے لیئے بھی بہت سازشیں ہوئیں۔ اور یہ خانہ تلاشی بھی غالباً آریوں ہی کی تحریک پر ہوئی تھی۔

(۲۴۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا۔ تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ۔ میں گھر میں آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید قُبدا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا۔ اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر مُنہ میں ڈال لی۔ بس پھر کیا تھا۔ میرا دم رُک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی۔ کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں سفید قُبدا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ قُبدا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ مجھے یاد آیا کہ ایک دفعہ گھر میں میٹھی روٹیاں پکیں۔ کیونکہ حضرت صاحب کو میٹھی روٹی پسند تھی۔ جب حضرت صاحب کھانے لگے تو آپ نے اس کا ذائقہ بدلا ہوا پایا۔ مگر آپ نے اس کا خیال نہ کیا کچھ اور کھانے پر حضرت صاحب نے کڑواہٹ محسوس کی۔ اور والدہ صاحبہ سے پوچھا۔ کہ یہ کیا بات ہے کہ روٹی کڑوی معلوم ہوتی ہے؟ والدہ صاحبہ نے پکانیوالی سے پوچھا اُس نے کہا میں تو میٹھا ڈالا تھا۔ والدہ صاحبہ نے پوچھا کہ کہاں سے لیکر ڈالا تھا؟ وہ برتن لاؤ۔ وہ عورت ایک ٹین کا ڈبہ اٹھا لائی دیکھا تو معلوم ہوا کہ کونین کا ڈبہ تھا۔ اور اس عورت نے جہالت سے بجائے میٹھے کے روٹیوں میں کونین ڈالدی

تھی اُسدن گھر میں یہ بھی ایک لطیفہ ہو گیا۔

(۲۴۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحب نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کیساتھ کچھ کھانے کو مانگا انہوں نے کوئی چیز شاید مگڑ بتایا کہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی۔ حضرت صاحب نے اُسپر بھی وہی جواب دیا وہ اسوقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں سختی سے کہنے لگیں۔ کہ جاؤ پرے رکھ کر روٹی کھا لو۔ حضرت صاحب روٹی پرے رکھ ڈالکر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔ یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ والدہ صاحب نے یہ واقعہ سُنا کر کہا کہ جسوقت اُس عورت نے مجھے یہ بات سُنائی تھی۔ اسوقت حضرت صاحب بھی پاس تھے۔ مگر آپ خاموش رہے۔

(۲۴۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی ذوالفقار علیخان صاحب نے کہ جن دنوں میں گورداسپور میں کرم دین کا مقدمہ تھا ایک دن حضرت صاحب کچہری کی طرف تشریف لے جانے لگے اور حسب معمول پہلے دُعا کے لیے اُس کمرہ میں گئے جو اس غرض کے لیے پہلے مخصوص کر لیا تھا۔ میں اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ باہر انتظار میں کھڑے تھے اور مولوی صاحب کے ہاتھ میں اسوقت حضرت صاحب کی چھڑی تھی۔ حضرت صاحب دُعا کر کے باہر نکلے تو مولوی صاحب نے آپ کو چھڑی دی حضرت صاحب نے چھڑی ہاتھ میں لے کر اُسے دیکھا اور فرمایا۔ یہ کس کی چھڑی ہے؟ عرض کیا گیا کہ حضور ہی کی ہے جو حضور اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا۔ میں تو سمجھا تھا کہ یہ میری نہیں یہ خان صاحب کہتے ہیں۔ کہ وہ چھڑی مُدت سے آپکے ہاتھ میں رہتی تھی۔ مگر محویت کا یہ عالم تھا۔ کہ کبھی اُسکی شکل کو غور سے دیکھا ہی نہیں تھا۔ کہ پہچان سکیں۔ خان صاحب کہتے ہیں کہ اسی طرح ایک دفعہ میں قادیان آیا۔ اسوقت حضرت صاحب مسجد کی سیڑھیوں میں کھڑے ہو کر کسی افغان کو رخصت کر رہے تھے اور میں دیکھتا تھا کہ آپ اُس وقت خوش نہ تھے۔ کیونکہ وہ شخص افغانستان میں جا کر تبلیغ کرنے سے ڈرتا تھا۔ خیر میں جا کر حضور سے ملا۔ اور

تھی اُسدن گھر میں یہ بھی ایک لطیفہ ہو گیا۔

(۲۴۵۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحب نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کیساتھ کچھ کھانے کو مانگا انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی۔ حضرت صاحب نے اُسپر بھی وہی جواب دیا وہ اسوقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں سختی سے کہنے لگیں۔ کہ جاؤ پھر رکھ کر روٹی کھا لو۔ حضرت صاحب روٹی پر رکھ ڈالکر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔ یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ والدہ صاحب نے یہ واقعہ سُنا کر کہا کہ جسوقت اُس عورت نے مجھے یہ بات سُنائی تھی۔ اسوقت حضرت صاحب بھی پاس تھے۔ مگر آپ خاموش رہے۔

(۲۴۶۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی ذوالفقار علیخان صاحب نے کہ جن دنوں میں گورداسپور میں کرم دین کا مقدمہ تھا ایک دن حضرت صاحب کچہری کی طرف تشریف لے جانے لگے اور حسب معمول پہلے دُعا کے لیے اُس کمرہ میں گئے جو اس غرض کے لیے پہلے مخصوص کر لیا تھا۔ میں اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ باہر انتظار میں کھڑے تھے اور مولوی صاحب کے ہاتھ میں اُسوقت حضرت صاحب کی چھڑی تھی۔ حضرت صاحب دُعا کر کے باہر نکلے تو مولوی صاحب نے آپ کو چھڑی دی حضرت صاحب نے چھڑی ہاتھ میں لے کر اُسے دیکھا اور فرمایا۔ یہ کس کی چھڑی ہے؟ عرض کیا گیا کہ حضور ہی کی ہے جو حضور اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا۔ میں تو سمجھا تھا کہ یہ میری نہیں ہے خان صاحب کہتے ہیں۔ کہ وہ چھڑی مدت سے آپکے ہاتھ میں رہتی تھی۔ مگر محویت کا یہ عالم تھا۔ کہ کبھی اُسکی شکل کو غور سے دیکھا ہی نہیں تھا۔ کہ پہچان سکیں۔ خان صاحب کہتے ہیں کہ اسی طرح ایک دفعہ میں قادیان آیا۔ اسوقت حضرت صاحب مسجد کی سیڑھیوں میں کھڑے ہو کر کسی افغان کو نصیحت کر رہے تھے اور میں دیکھتا تھا کہ آپ اُس وقت خوش نہ تھے۔ کیونکہ وہ شخص افغانستان میں جا کر تبلیغ کرنے سے ڈرتا تھا۔ خیر میں جا کر حضور سے ملا۔ اور

Back

یہ حوالہ صفحہ 59 پر درج ہے

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 245 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

چاہتی تھی کہ آپ نوکری پر ڈٹے رہیں اور خوب استغراق سے کام کر کے کوئی بڑا معزز عہدہ حاصل کریں لیکن محبت اس بات پر زور دیتی تھی کہ کچھ بھی ہو ہم اپنے ایسے لخت جگر کا مگھوں سے دور رہنا برداشت نہیں کر سکتے اس کشمکش میں محبت غالب آئی۔ اور تقاضا یہ کیا کہ آپ نوکری چھوڑ کر گھر پہنچ جائیں۔ اس حکم کو بھی آپ نے بسر و چشم قبول فرمایا اور فوراً استعفا دیکر ملازمت سے سبکدوشی حاصل کر لی اور گھر پہنچ گئے۔ اگرچہ خدا کر کے آپکو ملازمت و نیچہ کے دھندوں سے خلاصی ہو گئی تھی۔ اور خیال تھا کہ اب آپ کو خلوت اور فراغت میسر آجائے گی لیکن قادیان پہنچتے ہی والد صاحب نے بدستور آپکو زمینداری کے کاموں میں مصروف کر دیا۔ گھر اس جگہ آپ اپنے کام کے لیے بہت وقت نکال لیتے۔ اور اکثر قرآن شریف کے ترجمہ اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں مشغول رہتے اور بسا اوقات والد صاحب کو بھی وہ کتابیں سنایا کرتے تھے۔ میرزا غلام مرتضے صاحب کا یہ کلام ہے یا کہ "مینے (یہ بات کہ) انہوں نے آپ کی کاروبار دنیا سے نفرت اور تقوے و تزکیہ میں کوشش کی شدت اور مطالعہ و تو غل کتب میں مشغولیت اور محویت دیکھ کر یہ سمجھ لیا تھا کہ آپ دنیا کے کسی کام کے لائق نہیں۔ اور اکثر دوستوں کے آگے یہی بات پیش کیا کرتے کہ مجھے تو غلام احمد کا فکر ہے کہ یہ کہاں سے کھائیگا اور اسکی عمر کس طرح کٹے گی۔ بلکہ بعض دوستوں کو یہ بھی کہا کرتے تھے کہ آپ ہی اسکو سمجھا دیں کہ وہ اس استغراق کو چھوڑ کر کسی کے دھندے میں لگے۔ اگر کبھی اتفاق سے ان سے کوئی ملاقات کرتا کہ مرزا غلام احمد کہاں ہیں؟ تو وہ یہ جواب دیتے کہ مسجد میں جا کر سفادہ کی کوٹھڑی میں تلاش کرو۔ اگر وہاں نہ ملے تو باہوں ہو کر واپس مت آنا۔ مسجد کے اندر صحن میں جا اور وہاں کسی گوشہ میں تلاش کرنا اگر وہاں بھی نہ ملے تو پھر بھی نا امید ہو کر لوٹ مت آنا کسی صف میں دیکھنا اگر کوئی اسکو لپیٹ کر کھڑا کر گیا ہوگا کیونکہ وہ تو نماز کی میں مرا ہوا ہے۔ اور اگر کوئی اسے صف میں لپیٹ دے تو وہ آگے سے حرکت بھی نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ کوشیدنی سے بہت پیارا ہے اور مرض بول بھی عرصہ سے آپکو لگی ہوئی ہے اس زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بغل۔ وقت جیب میں بھی رکھتے تھے اور اسی جیب میں کرتے کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ اسی قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں جن سے اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ آپ کو اپنے یا نسل کی محبت میں ایسی محویت تھی کہ جسکے باعث سے اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو رہے تھے۔

والد صاحب کی زندگی بھی آپکے لیے ایک کتاب تھی۔ وہ اپنی زندگی سے اسقدر حسرت اور ندامت ظاہر کیا کرتے تھے کہ سن کر رونا آتا تھا بارہا کہا کرتے تھے کہ میں نے جسقدر اس پلید دنیا کے لیے سعی کی ہے اگر میں وہ سعی دین کے لیے کرتا تو شاید آج قطب یا غوث وقت ہوتا۔ اور اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎ عمر گذشت و نماند است جز ایامے چند بیکہ دریاد کسے صبح کنم شامے چند کبھی وہ اپنا بنایا ہوا یہ شعر پڑھتے تھے ؎ آپ دیدہ عشاق و خا کپائے کسے ہ مرا دلے ست کہ در خون تپد کجائے کسے بیشک خدا نے خواب بیان کیا کہ جیسے رسول اللہ صلعم کو دیکھا کہ بڑی شان کے ساتھ میرے مکان کی طرف چلے آتے ہیں جیسا کہ ایک عظیم الشان بادشاہ آتا ہے۔ تو میں اسوقت اپکی طرف پیشوائی کے لیے دوڑا۔ جب قریب پہنچا تو مینے خیال کیا کہ کچھ نذر پیش کرنی چاہیئے یہ سوچ کر جیب میں ہاتھ ڈالا جس میں صرف ایک روپیہ تھا۔ اور جب غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ بھی کھوٹا ہے یہ دیکھ کر میں چشم پر آب ہو گیا۔

۴۵

جس سے بیماروں کو دوا دیتے تھے۔ مرزا سلطان احمد صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ اور خاکسار سے حضرت خلیفہ ثانی نے ایکدفعہ بیان کیا تھا۔ کہ مجھے بھی حضرت مسیح موعودؑ نے علم طب کے پڑھنے کے متعلق تاکید فرمائی تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ باوجود اس بات کے کہ علم طب ہمارے خاندان کی خصوصیت رہا ہے۔ ہماری خاندان میں سے کبھی کسی نے اس علم کو اپنے روزگار کا ذریعہ نہیں بنایا۔ اور نہ ہی علاج کے بدلے میں کبھی سے کبھی کچھ معاوضہ لیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری دادی ایمہ ضلع ہوشیار پور کی رہنے والی تھیں۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ ایمہ گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہاں حضرت صاحب بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے۔ اور چاقو نہیں ملتا تھا۔ تو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ ایمہ سے چند بوڑھی عورتیں آئیں۔ تو انہوں نے باتوں باتوں میں کہا۔ کہ سندھی ہمارے گاؤں میں چڑیاں پکڑا کرتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ میں نہ سمجھ سکی۔ کہ سندھی سے کون مراد ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ ان کی مراد حضرت صاحب سے ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ دستور ہے۔ کہ کسی منت ماننے کے نتیجہ میں بعض لوگ خصوصاً عورتیں اپنے کسی بچے کا عرف سندھی رکھ دیتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے آپکی والدہ اور بعض عورتیں آپ کو بھی بچپن میں کبھی اس لفظ سے پکار لیتی تھیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ سندھی غالباً وسوندھی یا وسبندھی سے بگڑا ہوا ہے۔ جو ایسے بچے کو کہتے ہیں۔ جس پر کسی منت کے نتیجہ میں اس دفعہ کوئی چیز باندھی جاوے۔ اور بعض دفعہ منت کوئی نہیں ہوتی بلکہ یونہی پیار سے عورتیں اپنے کسی بچے پر یہ رسم ادا کر کے اسے سندھی پکارنے لگ جاتی ہیں۔

(اس روایت میں جو یہ ذکر آتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ بچپن میں کبھی کبھی شکار کی ہوئی چڑیا کو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے اسکے متعلق یہ یاد رکھنا چاہئے کہ

غصہ پر خود قابض ہو گئے۔ مرزا غلام حسین کی چونکہ نسل نہیں چلی اسلئے ان کا حصہ پسران مرزا غلام مرتضےٰ صاحب و پسران مرزا غلام محی الدین کو آگیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اس وقت مرزا تصدق جیلانی اور مرزا قاسم بیگ کی تمام شاخ معدوم ہو چکی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس مرزا غلام حیدر کی بھی شاخ معدوم ہے۔ ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب اور مرزا امام الدین اور مرزا کمال الدین بھی لاولد فوت ہوئے۔ ہاں مرزا نظام الدین کا ایک لڑکا مرزا گل محمد موجود ہے۔ مگر وہ احمدی ہو کر حضرت صاحب کی روحانی اولاد میں داخل ہو چکا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ ینقطع اٰبائك ویبدأ منك اور یہ الہام اس وقت کا ہے۔ جب آپکے شجرہ خاندانی کی یہ تمام شاخیں سرسبز تھیں۔

۳۹۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایکدفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی۔ تو وہ آپکو پھسلا کر اور دھوکہ دیکر بجائے قادیان لانے کے باہر لیگیا اور ادھر اُدھر پھراتا رہا پھر جب اُسنے سارا روپیہ اُڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا حضرت مسیح موعودؑ اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے۔ اور چونکہ تمہارے دادا کا منشا رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لیے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔ اور کچھ عرصہ تک وہاں ملازمت پر رہے۔ پھر جب تمہاری دادی بیمار ہوئیں۔ تو تمہارے دادا نے آدمی بھیجا۔ کہ ملازمت چھوڑ کر آجاؤ جسپر حضرت صاحب فوراً روانہ ہو گئے۔ امرتسر پہنچکر قادیان آنے کے واسطے یکہ کرایہ پر لیا۔ اس موقعہ پر قادیان سے ایک اور آدمی بھی آپ کے لینے کے لیے امرتسر پہنچ گیا۔ اس آدمی نے کہا یکہ جلدی چلاؤ کیونکہ ان کی حالت بہت نازک تھی۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا۔ بہت ہی نازک حالت تھی جلدی کرو کہیں فوت نہ ہو گئی ہوں۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی تھیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ میں اسی

۴۴

وقت بھول گیا۔ کہ دراصل والدہ فوت ہو چکی ہیں۔ کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتیں تو وہ شخص ایسے الفاظ نہ بولتا۔ چنانچہ قادیان پہنچے تو پتہ لگا کہ واقعی وہ فوت ہو چکی تھیں۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین ادھر اُدھر پھرتا رہا۔ آخر اُسنے چائے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری وجہ سے ہی اسے قید سے بچا لیا ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا ہمارے مخالف یہی کہتے کہ ان کا ایک چچا زاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیالکوٹ کی ملازمت ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۵ء کا واقعہ ہے۔

(اس روایت سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سیالکوٹ میں ملازم ہونا اس وجہ سے تھا۔ کہ آپ سے مرزا امام الدین نے دادا صاحب کی پنشن کا روپیہ دھوکا دے کر اُڑا لیا تھا۔ کیونکہ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات میں تصریح کی ہے۔ آپ کی ملازمت اختیار کرنے کی وجہ صرف یہ تھی۔ کہ آپ کے والد صاحب ملازمت کے لیئے زور دیتے رہتے تھے۔ ورنہ آپکی اپنی رائے ملازمت کے خلاف تھی۔ اسی طرح ملازمت چھوڑ دینے کی بھی اصل وجہ یہی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ملازمت کو ناپسند فرماتے تھے۔ اور اپنے والد صاحب کو ملازمت ترک کر دینے کی اجازت کے لیئے لکھتے رہتے تھے۔ لیکن دادا صاحب ترک ملازمت کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ مگر بالآخر جب دادی صاحبہ بیمار ہوئیں۔ تو دادا صاحب نے اجازت بھجوا دی۔ کہ ملازمت چھوڑ کر آ جاؤ۔)

(۵۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ طبابت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے۔ اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان اس علم میں ماہر رہا ہے۔ دادا صاحب نہایت ماہر اور مشہور حاذق طبیب تھے۔ تایا صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ حضرت مسیح موعود بھی علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے۔ اور گھر میں ادویہ کا ایک ذخیرہ رکھا کرتے تھے

پادری صاحب سے تشریف آوری کا سبب پوچھا۔ تو پادری صاحب نے جواب دیا۔ کہ میں مرزا صاحب سے ملاقات کرنیکو آیا تھا۔ چونکہ میں وطن جانے والا ہوں بواسطے ان سے آخری ملاقات کرونگا۔ چنانچہ جہاں مرزا صاحب بیٹھے تھے وہیں چلے گئے اور فرش پر بیٹھے رہے اور ملاقات کر کے چلے گئے۔

چونکہ مرزا صاحب پادریوں کے ساتھ مباحثہ کو بہت پسند کرتے تھے اسواسطے مرزا شکستہ تخلص نے جو بعد ازاں موحد تخلص کیا کرتے تھے اور مراد بیگ نام جالندھر کے رہنے والے تھے۔ مرزا صاحب کو کہا۔ کہ سید احمد خان صاحب نے تورات و انجیل کی تفسیر لکھی ہے آپ ان سے خط و کتابت کریں اس معاملہ میں آپ کو بہت مدد ملیگی۔ چنانچہ مرزا صاحب نے سرسید کو عربی میں خط لکھا۔

کچہری کے منشیوں سے شیخ الہ داد صاحب مرحوم سابق محافظ دفتر سے بہت اُنس تھا اور نہایت پکی اور سچی محبت تھی۔ شہر کے بزرگوں سے ایک مولوی صاحب محبوب عالم نام سے جو عوت گزین اور بڑے عابد و پارسا اور نقشبندی طریق کے صوفی تھے مرزا صاحب کو دلی محبت تھی۔

چونکہ جس بیٹھک میں مرزا صاحب مع حکیم منصب علی کے جو اس زمانہ میں وثیقہ نویس تھے رہتے تھے۔ اور وہ سر بازار تھی۔ اور اس دوکان کے بہت قریب تھی۔ جس میں حکیم حسام الدین صاحب مرحوم سامان دواسازی اور دوا فروشی اور مطب رکھتے تھے اس سبب سے حکیم صاحب اور مرزا صاحب میں تعارف ہوگیا۔ چنانچہ حکیم صاحب نے مرزا صاحب سے قانونچہ اور موجز کا بھی کچھ حصہ پڑھا۔

چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے بواسطے آپ نے مختاری کے امتحان کی طیاری شروع کر دی۔ اور قانونی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا۔ پر امتحان میں کامیاب نہ ہوئے اور کیونکر ہوتے۔ وہ دنیوی اشغال کے لیئے بنائے نہیں گئے تھے۔ سچ ہے۔ ع

ہر کسے را بہر کارے ساختند

سکے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اسلئے باقی چھوڑ دئے اور فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جو رمضان آیا تو اسمیں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کیوجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپنے فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جو رمضان آیا تو آپکا بیسواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپکو دورہ پڑا اور آپنے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جتنے رمضان آئے آپنے سب روزے رکھے مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کیوجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپنے ابتداء دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں انکو قضا کیا؟ والد صاحب نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور برد اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی اسلئے جب آپ روزے چھوڑتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھر دوسرے رمضان تک اسکے پورا کرنے کی طاقت نہ پاتے تھے۔ مگر جب اگلا رمضان آتا تو پھر معمولی عبادت میں روزہ رکھنے شروع فرما دیتے تھے لیکن پھر دورہ پڑتا تھا تو ترک کر دیتے تھے اور بقیہ کا فدیہ ادا کر دیتے تھے۔ واللہ اعلم۔

(۴۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود اوائل میں خراسے استعمال فرمایا کرتے تھے پھر بیٹے کہکر وہ ترک کروا دیئے اسکے بعد آپ معمولی پاجامے استعمال کرنے لگ گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ خارہ بہت کھلے پائنچے کے پاجامے کو کہتے ہیں (پہنے اسکا ہندوستان میں بہت رواج تھا اب بہت کم ہو گیا ہے)

(۴۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود عام طور پر سفید ململ کی پگڑی استعمال فرماتے تھے جو عموماً دس گز لمبی ہوتی تھی پگڑی کے نیچے کلاہ کی جگہ نرم قسم کی رومی ٹوپی استعمال کرتے تھے۔ اور گھر میں بعض اوقات پگڑی اتار کر سر پر صرف ٹوپی ہی رہنے دیتے تھے بدن پر گرمیوں میں عموماً ململ کا کرتہ استعمال فرماتے تھے۔ اسکے اوپر گرم صدری اور گرم کوٹ پہنتے تھے پاجامہ بھی آپکا گرم ہوتا تھا۔ نیز آپ

۵۲۶

وقت تک قائم رہو۔

یہ وہ میرے سلسلہ کے اصول ہیں جو اس سلسلہ کے لئے امتیازی نشان کی طرح ہیں جس انسانی ہمدردی اور ترک ایذاء بنی نوع اور ترک مخالفت حکام کی یہ سلسلہ بنیاد ڈالتا ہے۔ دوسرے مسلمانوں میں اس کا وجود نہیں۔ اُن کے اصول اپنی بے شمار غلطیوں کی وجہ سے اور طرز کے ہیں جنکی تفصیل کی حاجت نہیں اور نہ یہ ان کا موقع ہے۔

اور وہ نام جو اِس سلسلہ کے لئے موزون ہے جس کو ہم اپنے لئے اور اپنی جماعت کے لئے پسند کرتے ہیں وہ نام **مسلمان فرقہ احمدیہ** ہے۔ اور جائز ہے کہ اِس کو **احمدی مذہب کے مسلمان** کے نام سے بھی پکاریں۔ یہی نام ہے جس کے لئے ہم ادب سے اپنی معزز گورنمنٹ میں درخواست کرتے ہیں کہ اسی نام سے اپنے کاغذات اور مخاطبات میں اِس فرقہ کو موسوم کرے یعنے **مسلمان فرقہ احمدیہ**۔

جہانتک میرے علم میں ہے مَیں یقین رکھتا ہوں کہ آجتک تیس ہزار کے قریب متفرق مقامات پنجاب اور ہندوستان کے لوگ اس فرقہ احمدیہ میں داخل ہوچکے ہیں۔ اور جو لوگ ہر ایک قسم کے بدعات اور شرک سے بیزار ہیں۔ اور دل میں یہ فیصلہ بھی کرلیتے ہیں کہ ہم اپنی گورنمنٹ برطانیہ سے منافقانہ زندگی کرنا نہیں چاہتے۔ اور صلحکاری اور بُردباری کی فطرت رکھتے ہیں۔ وہ لوگ بکثرت اِس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور عموماً عقلمندوں کی اس طرف ایک تیز حرکت ہو رہی ہے۔ اور یہ لوگ محض عوام میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ بعض بڑے بڑے معزز خاندانوں میں سے ہیں۔ اور ہر ایک قسم کے تاجر اور ملازمت پیشہ اور تعلیم یافتہ اور علماء اسلام اور رؤساء اِس فرقہ میں داخل ہیں۔ گو

۲۹۸

کام کا خلاصہ تھا۔ اور تقویٰ اصلاح نفس کا خلاصہ ہے۔ مگر اجمل وفات مسیحؑ سے بحث کا میدان بدل کر دوسری طرف منتقل ہو گیا ہے۔

۹۷۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میاں بشیر احمد صاحب (یعنی خاکسار مؤلف) جب چھوٹے تھے تو ان کو ایک زمانہ میں شکر کھانے کی بہت عادت ہو گئی تھی ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس پہونچتے اور ہاتھ پھیلا کر کہتے "اباجی" حضرت صاحب تصنیف میں بھی مصروف ہوتے تو کام چھوڑ کر فوراً اٹھتے۔ کوٹھڑی میں جاتے۔ شکر نکال کر ان کو دیتے۔ اور پھر تصنیف میں مصروف ہو جاتے۔ تھوڑی دیر میں میاں صاحب موصوف پھر دستِ سوال دراز کرتے ہوئے پہونچ جاتے۔ اور کہتے "اباجی" (اچھی) شکر کو کہتے تھے کیونکہ بولنا پورا نہ آتا تھا۔ اور مراد یہ تھی کہ اچھے رنگ کی شکر لینی ہے۔ حضرت صاحب پھر اٹھ کر ان کا سوال پورا کر دیتے۔ غرض اس طرح ان دنوں میں روزانہ کئی کئی دفعہ یہ سیل بھیری ہوتی رہتی تھی۔ مگر حضرت صاحب باوجود تصنیف میں سخت مصروف ہونے کے کبھی نہ فرماتے۔ بلکہ ہر دفعہ ان کے کام کے لئے اٹھتے تھے۔ یہ ۱۸۹۸ء یا اس کے قریب کا ذکر ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میری پیدائش اپریل ۱۸۹۳ء کی ہے۔

۹۷۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اصل میں عربی زبان کی ستائیس لاکھ لغت ہے جس میں سے قرآن مجید میں صرف ۴ ہزار کے قریب استعمال ہوئی ہے۔ عربی میں ہزار نام تو صرف اونٹ کا ہے اور چار سو نام شہد کا۔

۹۷۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کا ایک کلمہ ہوتا ہے۔ مرزا کا کلمہ یہ ہے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔

۹۷۵ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اخلاق میں کامل تھے۔ یعنی:۔

آپ نہایت رؤف رحیم تھے۔ سخی تھے۔ مہمان نواز تھے۔ اغیث اللہاس تھے۔ ابتلاؤں کے وقت جب لوگوں کے دل بیٹھے جاتے تھے آپ شیر نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔ عفو۔ چشم پوشی۔ دیانت۔ خاکساری۔ صبر۔ شکر۔ استغناء۔ حیا۔ غض بصر۔ عفت۔ محنت۔ قناعت۔ وفاداری۔ بے تکلفی

ہے تو آپ نے فرمایا کہ میاں حامد علی تم نے ہم کو کیوں نہ بتایا کہ اس کی شادی کرنے لگے ہیں۔ اس کی شادی نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ کیونکہ اس کو ضعف جگر کا مرض تھا۔ اور موجودہ حالت میں وہ شادی کے قابل نہیں تھا۔ چنانچہ وہ شادی کے چند روز بعد فوت ہو گئے۔

۸۷۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے احباب کو جب خط لکھتے تو یا تو "حبی فی اللہ" یا "مکرمی اخویم" لکھکر مخاطب کیا کرتے تھے۔ کئی دفعہ مجھے ڈاک میں ڈالنے کو لفافے دیتے تو میں پتے دیکھتا۔ کہ کس کے نام کے خط ہیں۔ سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی اور زین الدین ابراہیم صاحب انجینیر بمبئی اور میاں غلام نبی صاحب سیٹھی راولپنڈی کے پتے مجھے اب تک یاد ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ تینوں اصحاب اس وقت جو جنوری ۱۹۴۴ء ہے فوت ہو چکے ہیں وکل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔

۸۷۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اگر تیمم کرنا ہوتا۔ تو بسا اوقات تکیہ یا لحاف پر ہی ہاتھ مار کر تیمم کر لیا کرتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ تکیہ یا لحاف میں سے جو گرد نکلتی ہے وہ تیمم کی غرض سے کافی ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی تکیہ یا لحاف بالکل نیا ہو اور اس میں کوئی گرد نہ ہو۔ تو پھر اس سے تیمم جائز نہ ہوگا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں آپ کی لڑکی عصمت ہی صرف ایسی تھی جو قادیان سے باہر پیدا ہوئی اور باہر ہی فوت ہوئی۔ اس کی پیدائش انبالہ چھاؤنی کی تھی اور فوت وہ لدھیانہ میں ہوئی۔ اُسے ہیضہ ہوا تھا۔ اس لڑکی کو شربت پینے کی عادت پڑ گئی تھی۔ یعنی وہ شربت کو پسند کرتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے لئے شربت کی بوتل ہمیشہ اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ رات کو وہ اٹھکر کہتی ابا شربت پینا۔ آپ فوراً اُٹھکر شربت بنا کر اسے پلا دیا کرتے تھے۔ ایک روز لدھیانہ میں اس نے اسی طرح رات کو اُٹھکر شربت مانگا۔ حضرت صاحب نے اُسے شربت کی جگہ غلطی سے چنبیلی کا تیل پلا دیا۔ میں کی بوتل اتفاقاً شربت کی بوتل کے پاس ہی پڑی تھی۔ لڑکی بھی وہ شربت

درجہ کا فرق ہے یعنی اصل اقسام دو ہی ہیں۔ ایک فطرتی احتلام جو کسی طبعی تقاضے کا نتیجہ ہوتا ہے اور دوسرے شیطانی احتلام جو گندے خیالات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۸۴۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شباب کو کہ ہمیشہ پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے۔ میں نے کبھی ڈھیلا کرتے نہیں دیکھا

۸۴۵ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اندھیرے میں نہیں سویا کرتے تھے۔ بلکہ ہمیشہ رات کو اپنے کمرہ میں لالٹین روشن رکھا کرتے تھے اور تصنیف کے وقت تو دس پندرہ موم بتیاں اکٹھی جلا لیا کرتے تھے۔

۸۴۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کتاب "قادیان کے آریہ اور ہم" کی نظم لکھ رہے تھے جس کے آخر میں دعا بھی ہے۔ دعا بھی ہے وغیرہ آتا ہے۔ تو مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی بڑی بیوی مولویانی مرحومہ کسی کام کی غرض سے حضرت صاحب کے پاس آئیں حضرت صاحب نے ان سے فرمایا کہ میں ایک نظم لکھ رہا ہوں۔ جس میں یہ یہ قافیہ ہے آپ بھی کوئی قافیہ بتائیں۔ مولویانی مرحومہ نے کہا۔ ہمیں کسی نے پڑھایا ہی نہیں۔ تو میں بتاؤں کیا۔ حضرت صاحب ہنس کر فرمایا کہ آپ نے بتا تو دیا ہے اور پھر بھی آپ شکایت کرتی ہیں کہ کسی نے پڑھایا نہیں مطلب حضرت صاحب کا یہ تھا کہ "پڑھایا نہیں" کے الفاظ میں جو پڑھا کا لفظ ہے۔ اسی میں قافیہ آگیا ہے۔ چنانچہ آپ نے اسی وقت ایک شعر میں اس قافیہ کو استعمال کر لیا۔

۸۴۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عموماً گرم پانی سے طہارت فرمایا کرتے تھے اور ٹھنڈے پانی کو استعمال نہ کرتے تھے۔ ایک دن آپ نے کسی خادمہ سے فرمایا۔ کہ آپ کے لئے پاخانہ میں لوٹا رکھ دے۔ اس نے غلطی سے تیز گرم پانی کا لوٹا رکھ دیا جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فارغ ہو کر باہر تشریف لائے۔ تو دریافت فرمایا کہ لوٹا کس نے رکھا تھا۔ جب بتایا گیا کہ فلاں خادمہ نے رکھا تھا۔ تو آپ نے اُسے بلوایا۔ اور اُسے اپنا ہاتھ آگے کرنے کو کہا۔ اور پھر اس کے ہاتھ پر آپ نے اس لوٹے کا بچا ہوا پانی بہا دیا۔ تاکہ اُسے احساس ہو کہ یہ پانی اتنا گرم ہے کہ طہارت میں استعمال

نہیں ہو سکتا۔ اس کے سوا آپ نے اُسے کچھ نہیں کہا۔

۸۴۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم گھر کی چند لڑکیاں تربوز کھا رہی تھیں۔ اس کا ایک چھلکا مائی تائی کو جا لگا جس پر مائی تائی بہت ناراض ہوئی۔ اور ناراضگی میں بددعائیں دینی شروع کر دیں۔ اور پھر خود ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جا کر شکایت بھی کر دی۔ اس پر حضرت صاحب نے ہمیں بلایا اور پوچھا کہ کیا بات ہوئی ہے۔ ہم نے سارا واقعہ سُنا دیا جس پر آپ مائی تائی پر ناراض ہوئے کہ تم نے میری اولاد کے متعلق بددعا کی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی تائی قادیان کے قریب کی ایک بوڑھی عورت تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں رہتی تھی اور اچھا اخلاص رکھتی تھی۔ مگر ناراضگی میں عادتاً بددعائیں دینے لگتی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے گھر سے خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب پشاوری کی لڑکی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے صحابی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مولوی صاحب موصوف کو خلافتِ ثانیہ کے موقعہ پر ٹھوکر لگی۔ اور وہ غیر مبایعین کے گروہ میں شامل ہو گئے۔ لیکن الحمد للہ کہ میرے گھر سے بدستور جماعت میں شامل ہیں اور وابستگانِ خلافت میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے والد ماجد کو بھی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

۸۴۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مائی امیر بی بی عرف مائی کاکو ہمشیرہ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیشتر طور پر عورتوں کو یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ نماز باقاعدہ پڑھیں۔ قرآن شریف کا ترجمہ سیکھیں اور خاوندوں کے حقوق کو ادا کریں جب کبھی کوئی عورت بیعت کرتی تو آپ عموماً یہ پوچھا کرتے تھے کہ تم قرآن شریف پڑھی ہوئی ہو یا نہیں۔ اگر وہ نہ پڑھی ہوئی ہوتی تو نصیحت فرماتے تھے کہ قرآن شریف پڑھنا سیکھو۔ اور اگر صرف ناظرہ پڑھی ہوتی۔ تو فرماتے کہ ترجمہ بھی سیکھو۔ تاکہ قرآن شریف کے احکام سے اطلاع ہو۔ اور ان پر عمل کرنے کی توفیق ملے۔

۸۵۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے سامنے میاں عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھواں کی بیوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کچھ تازہ جلیبیاں

دوستوں کا خیال ہوگیا۔ کہ احمدی سلسلہ میں جمع نماز کا مسئلہ مستقل طور پر جاری رہیگا۔ ایسی جمع کے وقت فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ وہ حدیث پوری ہو رہی ہے، جس میں پہلے سے پیشگوئی ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کی خاطر نمازیں جمع کی جائیں گی۔ (تجمع لہ الصلوٰۃ) میرا (راقم الحروف کا) خیال ہے۔ کہ اس پیشگوئی میں یہ اشارہ ہے۔ کہ مسیح موعودؑ کی جہادی ضروریات ایسی بڑھی ہوئی ہوں گی۔ کہ نمازیں بھی جمع کرنی پڑیں گی۔ جیسا کہ حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ غزوہ خندق میں چار نمازوں کو جمع کر کے پڑھا۔ کیونکہ خندق کے کھودنے کی مصروفیت اور جلدی کے سبب نمازوں کے پڑھنے کے تمام اوقات گذر گئے۔ اور نمازیں اوقات مقررہ پر پڑھی نہ جا سکیں ۔

باہر مردوں میں نمازیں باجماعت ہونے کے علاوہ آخری سالوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بہت بڑے عرصہ تک اندر عورتوں میں خود پیش امام ہو کر مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک لمبے عرصہ تک جمع کراتے رہے ۔

اپریل ۱۸۹۹ء میں نماز جمعہ کے بعد واپس گھر کو آتے ہوئے مسجد مبارک کی سیڑھیوں کے پاس کھڑے ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک شخص کو والدین کی عزت کرنے کے متعلق نصیحت کر رہے تھے۔ اس میں آپؑ نے فرمایا۔ کہ میرا تو یہ خیال ہے۔ کہ سوائے دینی معاملات کی مخالفت کے باقی معاملات میں خواہ کتنا بھی نقصان ہوتا ہو انسان برداشت کرے۔ اور والدین کے حکم کی نافرمانی نہ کرے۔ یہاں تک کہ والدین[1] کہیں کہ تم کنوئیں میں گر جاؤ۔ تو بھی اُن کی بات مان لینی چاہیئے ۔

حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب مرحوم کی پیدائش سے چند روز قبل میں اتفاقاً قادیان آیا ہوا تھا۔ ایک شب میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم ایک چھوٹے سے نوزائدہ بچہ کو اُٹھائے ہوئے باہر تشریف لائے ہیں۔ حضرت صاحبؑ کی خدمت میں میں نے یہ خواب عرض کیا۔ تو حضورؑ نے فرمایا۔ کہ اسمیں

[1] اس سے مراد اشد تاکید فرمانبرداری ہے۔ ورنہ یہ مطلب نہیں کہ انسان خودکشی کرلے جو شرعاً حرام ہے۔ صادق

کرتا ہے۔ کہ عدالت کے ان سوالوں کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو جوابات دیئے ہیں۔ وہ سب کے سب اہم مسائل پر مشتمل ہیں۔ اور آپ کے جوابات سے نبوت اور افضلیت مسیح ناصری وغیرہ کے مسائل بھی خوب واضح ہو جاتے ہیں۔

۶۹۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو میں نے بارہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت ام المؤمنینؓ کو اپنے دائیں جانب بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے۔ حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے۔ کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اُسے مرد کے ساتھ نہیں۔ بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہیئے۔ اگر اکیلا مرد مقتدی ہو۔ تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیئے۔ میں نے حضرت ام المؤمنینؓ سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا۔ کہ حضرت صاحب نے مجھ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ مجھے بعض اوقات کھڑے ہو کر چکر آجایا کرتا ہے۔ اس لئے تم میرے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیا کرو۔

۶۹۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ صیام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا۔ کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا۔ اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔ اس وقت غروب آفتاب کا وقت بہت قریب تھا۔ مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا۔ آپ ہمیشہ شریعت میں سہل راستہ کو اختیار فرمایا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ حدیث میں حضرت عائشہؓ کی روایت سے آنحضرت صلعم کے متعلق بھی یہی ذکر آتا ہے کہ آپ ہمیشہ دو جائز رستوں میں سے سہل رستہ کو پسند فرماتے تھے۔

۶۹۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ وہ کتابیں جو اکثر حضرت صاحب کی زیر نظر رہتی تھیں۔ نیز تصنیف کے تمام کاغذات بستوں میں بندھے رہتے تھے ایک ایک وقت میں اس قسم کے تین تین بستے جمع ہو جاتے تھے۔ عموماً دو بستے تو ضرور رہتے تھے یہ بستے سلے ہوئے نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ صرف ایک چورس کپڑا ہوتا تھا۔ جس میں کاغذ اور کتابیں رکھکر دونوں طرف سے گانٹھیں دے لیا کرتے تھے۔ تصنیف کے وقت آپ کا سارا دفتر آپ کا پلنگ ہوتا تھا اسی واسطے ہمیشہ بڑے پلنگ پر سویا کرتے تھے۔

کے لئے ایک حکایت بھی بیان کیا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ مہاراجہ شیر سنگھ نے اپنے ایک باورچی کو کھانے میں نمک زیادہ ڈالنے کی سزا میں حکم دیا۔ کہ اس کی سب جائیداد ضبط کر کے اسے قید خانہ میں ڈال دیا جائے۔ اس پر کسی اہلکار نے حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ مہاراج اتنی سی بات پر یہ سزا بہت سخت ہے راجہ کہنے لگا۔ کہ تم نہیں جانتے۔ یہ صرف نمک کی سزا نہیں۔ اس کم بخت نے میرا سو بکرا ہضم کیا ہے۔

۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور علیہ السلام بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی۔ جس کا یہ مصرع ہے ؎ "اے خدا اے چارۂ آزار ما"

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فارسی نظم نہایت اعلیٰ درجہ کی مناجات ہے جو رُوحانیت سے پُر ہے مگر معروف مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں صرف مسنون دعائیں بالجہر پڑھنی چاہئیں۔ باقی دل میں پڑھنی چاہئیں پس اگر یہ روایت درست ہے تو حضرت صاحب نے اس وقت خاص کیفیت کے رنگ میں اس پر اعتراض نہیں فرمایا ہوگا۔ اور چونکہ ویسے بھی یہ واقعہ صرف ایک منفرد واقعہ ہے اس لئے میری رائے میں حضرت صاحب کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہوگا۔ کہ لوگ اس طرح کر سکتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت صاحب نے اس وقت سکوت اختیار کر کے بعد میں پیر صاحب کو علیحدہ طور پر سمجھا دیا ہو۔ کہ یہ مناسب نہیں۔ کیونکہ پیر صاحب کی طرف سے اس کی تکرار ثابت نہیں۔ واللہ اعلم۔

۷۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی عبداللہ صاحب مولوی فاضل سابق مدرس ڈیرہ بابا نانک نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ ذیل خط شیخ فتح محمد صاحب کے پاس دیکھا تھا۔ یہ خط حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اوّل کے نام تھا۔ مگر خط کا مضمون شیخ فتح محمد صاحب کے متعلق تھا۔ اور لفافہ پر حضرت خلیفہ اوّل کا جموں والا پتہ درج تھا۔

مکرمی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

فتح محمد حصولِ بشارت کے لئے دو رکعت نماز وقت عشاء پڑھکر اکتالیس دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھے اور اس کے اوّل اور آخر گیارہ گیارہ دفعہ درود شریف پڑھے اور اپنے مقصد کے لئے دُعا کرے دو بقیہ یا دو سو روز سے جس دن سے شروع کریں۔ اسی دن تک اس کو ختم کریں۔ انشاء اللہ العزیز وہ

دیہاتیوں کو یہ موقعے کم میسّر آتے ہیں۔ اس لئے وہ عموماً کمزور رہتے ہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ قرآن شریف میں جو اعراب کا لفظ آتا ہے۔ اس کے معنے دیہاتی کے نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے مجلس نبوی سے دور رہنے والے یا دیر نشین لوگ مراد ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی یہاں تک کہ دمہ آتا تھا۔ البتہ منہ میں پان رکھکر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی۔ تاکہ آرام سے پڑھ سکیں۔

۶۳۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب مسواک بہت پسند فرماتے تھے۔ تازہ کیکر کی مسواک کیا کرتے تھے۔ گو التزام نہیں۔ وضو کے وقت صرف انگلی سے ہی مسواک کر لیا کرتے تھے۔ مسواک کئی دفعہ کہکر مجھ سے بھی منگائی ہے۔ اور دیگر خادموں سے بھی منگوا لیا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات نماز اور وضو کے وقت کے علاوہ بھی استعمال کرتے تھے۔

۶۴۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میاں خیر الدین صاحب سکھوانی نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ ماہ رمضان کی ۲۷ تاریخ تھی منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری بھی سیکھواں سے قادیان آئے ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صبح نماز فجر کے لئے تشریف لائے اور فرمایا۔ کہ آج شب گھر میں درد زہ کی تکلیف تھی (ہمشیرہ مبارکہ بیگم) اسی شب میں پیدا ہوئی تھیں خاکسار مؤلف) دعا کرتے کرتے لیکھرام سامنے آگیا۔ اس کے معاملہ میں بھی دعا کی گئی۔ اور فرمایا۔ کہ جو کام خدا کے منشاء میں جلد ہو جانے والا ہو۔ اس کے متعلق دعا میں یاد کرایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے چوتھے روز لیکھرام مارا گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ۱۸۹۶ء مطابق ۱۳۱۳ھ کا واقعہ ہے۔ مبارکہ بیگم ۲۷ رمضان ۱۳۱۴ھ کو پیدا ہوئی تھیں۔ جو غالباً ۲ مارچ ۱۸۹۷ء کی تاریخ تھی۔ اور لیکھرام عید کے دوسرے دن ۶ مارچ بروز ہفتہ زخمی ہو کر ۷ اور ۸ کی درمیانی شب کو بعد نصف شب اس دنیا سے رخصت ہوا تھا مبارکہ بیگم کی ولادت کی دعا کے وقت حضرت صاحب کے سامنے عالم توجہ میں لیکھرام کا آجانا اور حضرت صاحب کا اس کے معاملہ میں بھی دعا کرنا اور پھر اس کا چار روز کے اندر اندر مارا جانا ایک عجیب تصرف الٰہی ہے جس کے تصور سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔

قرآن مجید کا ترجمہ تھوڑا سا پڑھا دیا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ چند روز ہی جاری رہا۔ پھر بند ہو گیا۔ عام درس نہ تھا۔ صرف سادہ ترجمہ پڑھاتے تھے۔ یہ ابتدائی زمانہ مسیحیت کا واقعہ ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسی طریق پر ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میاں عبداللہ صاحب سنوری کو بھی کچھ حصہ قرآن شریف کا پڑھایا تھا۔

۶۵۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبدالکریم صاحب نماز نہ پڑھا سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ بھی موجود نہ تھے۔ تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔ میں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضور نے فرمایا۔ حکیم صاحب آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہو جاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں حضور۔ فرمایا۔ کہ پھر ہماری بھی ہو جائے گی۔ آپ پڑھائیے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراج ریح جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا ہو ناقض وضو میں نہیں سمجھا جاتا۔

۶۵۵ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سل دق کے مریض کے لئے ایک گولی بنائی تھی۔ اس میں کونین اور کافور کے علاوہ افیون۔ بھنگ اور دھتورہ وغیرہ زہریلی ادویہ بھی داخل کی تھیں۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ دوا کے طور پر علاج کے لئے اور جان بچانے کے لئے ممنوع چیز بھی جائز ہو جاتی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ شراب کے لئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی فتویٰ تھا۔ کہ ڈاکٹر یا طبیب اگر دوائی کے طور پر دے تو جائز ہے۔ مگر باوجود اس کے آپ نے اپنے پڑدادا مرزا گل محمد صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں ان کی مرض الموت میں کسی طبیب نے شراب بتائی۔ مگر انہوں نے انکار کیا۔ اور حضرت صاحب نے اس موقعہ پر ان کی تعریف کی ہے کہ انہوں نے موت کو شراب پر ترجیح دی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ فتویٰ اور ہے اور تقویٰ اور۔

۶۵۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب ایک دفعہ سالانہ جلسہ پر تقریر کر کے جب واپس گھر تشریف لائے۔ تو حضرت میاں صاحب سے (خلیفۃ المسیح

۱۷۲

بچوں کو مارنا نہیں چاہیئے

مدرسہ تعلیم الاسلام کے اساتذہ کو ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم بھیجا۔ کہ آئندہ جو استاد کسی لڑکے کو مارے گا۔ اُسے فوراً موقوف کر دیا جائے گا۔ حضورؑ اس امر کے بہت مخالف تھے۔ کہ استاد بچوں کو ماریں اور جھڑکا کریں۔

چاند کیواسطے عینک

پہلی شب کے چاند دیکھنے کے واسطے عموماً حضرت صاحبؑ میری عینک لیا کرتے تھے۔ اگر میں اس وقت مسجد میں موجود نہ ہوتا۔ تو میرے گھر آدمی بھیجکر منگوایا کرتے تھے۔ لیکن ایک دفعہ جب عینک سے دیکھ لیتے تھے۔ کہ چاند کہاں ہے۔ تو پھر بغیر عینک کے بھی آپؑ کو چاند نظر آتا تھا۔

مُبارک احمدؑ مرحوم کی خاطر نماز جمعہ میں نہیں گئے

صاحبزادہ مرزا مبارک احمدؑ صاحب مرحوم کی مرض الموت کے ایام میں ایک جمعہ کے دن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول کپڑے بدل کر عصاء ہاتھ میں لیکر جامعہ مسجد کو جانے کے واسطے طیار ہوئے۔ جب صاحبزادہ کی چارپائی کے پاس سے گذرتے ہوئے ذرا کھڑے ہو گئے۔ تو صاحبزادہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دامن پکڑ لیا۔ اور اپنی چارپائی پر بٹھا دیا اور اُٹھنے نہ دیا۔ صاحبزادہ صاحب کی خاطر حضور بیٹھے رہے۔ اور جب دیکھا۔ کہ بچہ اُٹھنے نہیں دیتا اور نماز جمعہ کیوقت میں دیر ہوتی ہے۔ تو حضورؑ نے کہلا بھیجا کہ جمعہ پڑھ لیں۔ اور حضورؑ کا انتظار نہ کریں۔

بال بڑھانے کی دوائی

آخری عمر میں حضورؑ کے سر کے بال بہت پتلے اور ہلکے ہو گئے تھے۔ چونکہ یہ عاجز

یہاں ایک پنکھا لگا لینا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ پنکھا تو لگ سکتا ہے۔ اور پنکھا جھلانیوالے کا بھی انتظام کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جب ٹھنڈی ہوا چلے گی تو بے اختیار نیند آنے لگیگی اور ہم سو جائیں گے تو یہ مضمون کیسے ختم ہوگا؟

(اس وقت حضرت صاحبؑ ایک رسالے کا مضمون لکھ رہے تھے۔)

گرمی میں بھی کام جاری رکھتے

ایک دفعہ جب سخت گرمی پڑی، تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ نے ایک مضمون لکھا جس میں گرمی کا اظہار کرتے ہوئے، اور گرمی کے سبب کام نہ کر سکنے کی معذرت کرتے ہوئے یہ الفاظ بھی لکھ دیئے۔ کہ "گرمی ایسی سخت ہے۔ کہ اس کے سبب سے خدا کی مشین بھی بند ہوگئی ہے"۔ اس میں مولوی صاحب مرحوم نے اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی شدتِ گرمی کے سبب کام چھوڑ دیا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مضمون سُنا۔ تو آپؑ نے فرمایا۔ کہ یہ تو غلط ہے ہم نے تو کام نہیں چھوڑا۔

پہاڑ پر جانا

ایک دفعہ کسی دوست نے عرض کی۔ کہ گرمی بہت ہے۔ حضورؑ کسی پہاڑ پر تشریف لے چلیں۔ فرمایا۔ ہمارا پہاڑ تو قادیان ہی ہے۔ یہاں چند روز دھوپ تیز ہوتی ہے۔ تو پھر بارش بھی آجاتی ہے۔

سب کا جنازہ پڑھ دیا

قاضی سید امیر حسین صاحب کا ایک چھوٹا بچہ فوت ہونے پر جنازے کیساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لیگئے۔ اور خود ہی جنازہ پڑھایا۔ عموماً جنازے کی نماز میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اگر موجود ہوتے، تو خود ہی امامت کرتے۔ اسوقت

ذکر حبیب صفحہ 161، 162 از مفتی محمد صادق قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 68 پر درج ہے

Back

نماز جنازہ میں شامل ہونے والے دس پندرہ آدمی ہی تھے۔ بعد سلام کسی نے عرض کی، کہ حضورؑ میرے لئے بھی دُعا کریں۔ فرمایا۔ میں نے تو سب کا ہی جنازہ پڑھ دیا ہے۔ مُراد یہ تھی۔ کہ جتنے لوگ نماز جنازہ میں شامل ہوئے تھے، اُن سب کے لئے نماز جنازہ کے اندر حضرت صاحبؑ نے دُعائیں کر دی تھیں ؛

بُنیادی اینٹ

بعض نئی عمارتوں کے بننے کے وقت جب حضرت صاحبؑ سے درخواست کیجاتی کہ حضورؑ تبرکاً بُنیادی اینٹ رکھدیں۔ تو حضرت صاحبؑ فرمایا کرتے، کہ ایک اینٹ لے آؤ۔ میں اُسپر دُعا کر دُوں گا۔ چنانچہ ایک اینٹ لائی جاتی۔ اور حضورؑ اس اینٹ کو اپنی گودی میں رکھکر ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرتے۔ اور پھر اُسپر دم کر کے۔ دے دیتے کہ جاؤ لگاؤ ؛

غم دُور کرنے کا ذریعہ

عاجز راقم کا اور اکثر احباب کا یہ تجربہ تھا۔ کہ جب کبھی طبیعت میں کسی وجہ سے کوئی غم پیدا ہو۔ تو ہم حضرت مسیح موعودؑ کی مجلس میں جا بیٹھتے۔ تو غم دُور ہو جاتا۔ اور طبیعت میں بشاشت اور فرحت پیدا ہو جاتی ؛

پیر کُتے مار

ایک دفعہ قادیان میں آوارہ کُتے بہت ہو گئے۔ اور ان کی وجہ سے شور و غل رہتا تھا۔ پیر سراج الحق صاحب نے بہت سے کُتوں کو زہر دیکر مار ڈالا۔ اسپر بعض لڑکوں نے پیر صاحب کو چڑانے کے واسطے اُن کا نام پیر کُتے مار رکھ دیا۔ پیر صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں شاکی ہوئے۔ کہ لوگ مجھے کُتے مار کہتے ہیں۔ حضرت صاحبؑ نے تبسم کے ساتھ فرمایا۔ کہ اس میں کیا حرج ہے۔ دیکھئے حدیث شریف میں میرا نام "سُور مار" لکھا ہے۔ کیونکہ مسیح کی تعریف میں آیا ہے۔ کہ یقتل الخنزیر۔

ذکر حبیب صفحہ 161، 162 از مفتی محمد صادق قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 68 پر درج ہے

Back

کرتا ہے۔ کہ عدالت کے ان سوالوں کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو جوابات دیئے ہیں۔ وہ سب کے سب اہم مسائل پر مشتمل ہیں۔ اور آپ کے جوابات سے نبوت اور انخلیت مسیح ناصری وغیرہ کے مسائل بھی خوب واضح ہو جاتے ہیں۔

۶۹۶ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو میں نے بارہا دیکھا کہ گھر میں نماز پڑھاتے تو حضرت ام المؤمنینؓ کو اپنے دائیں جانب بطور مقتدی کے کھڑا کر لیتے۔ حالانکہ مشہور فقہی مسئلہ یہ ہے۔ کہ خواہ عورت اکیلی ہی مقتدی ہو تب بھی اُسے مرد کے ساتھ نہیں۔ بلکہ الگ پیچھے کھڑا ہونا چاہیئے۔ اگر اکیلا مرد مقتدی ہو۔ تو اسے امام کے ساتھ دائیں طرف کھڑا ہونا چاہیئے۔ میں نے حضرت ام المؤمنینؓ سے پوچھا تو انہوں نے بھی اس بات کی تصدیق کی۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا۔ کہ حضرت صاحب نے مجھ سے یہ بھی فرمایا تھا کہ مجھے بعض اوقات کھڑے ہو کر چکر آجایا کرتا ہے۔ اس لئے تم میرے پاس کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیا کرو۔

۶۹۷ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ رمضان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا۔ کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا۔ اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔ اس وقت غروب آفتاب کا وقت بہت قریب تھا۔ مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا۔ آپ ہمیشہ شریعت میں سہل رستہ کو اختیار فرمایا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ حدیث میں حضرت عائشہؓ کی روایت سے آنحضرت صلعم کے متعلق بھی یہی ذکر آتا ہے کہ آپ ہمیشہ دو جائز رستوں میں سے سہل رستہ کو پسند فرماتے تھے۔

۶۹۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ وہ کتابیں جو اکثر حضرت صاحب کی زیر نظر رہتی تھیں۔ نیز تصنیف کے تمام کاغذات بستوں میں بندھے رہتے تھے ایک ایک وقت میں اس قسم کے تین تین بستے جمع ہو جاتے تھے۔ عموماً دو بستے تو ضرور رہتے تھے یہ بستے سلے ہوئے نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ صرف ایک چورس کپڑا ہوتا تھا۔ جس میں کاغذ اور کتابیں رکھکر دونوں طرف سے گانٹھیں دے لیا کرتے تھے۔ تصنیف کے وقت آپ کا سارا دفتر آپ کا پلنگ ہوتا تھا اسی واسطے ہمیشہ بڑے پلنگ پر سویا کرتے تھے۔

(۳۷۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کے ایک حصہ میں بالافاقہ میں رہا کرتے تھے اور جب تک ان کی شادی اور خانہ داری کا انتظام نہیں ہوا حضرت صاحب خود ان کے لئے صبح کے وقت گلاس میں دودھ ڈال کر اور پھر اس میں مصری حل کر کے خاص اہتمام سے بھجوایا کرتے تھے خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کو مہمانوں کی بہت خاطر منظور ہوتی تھی اور پھر جو لوگ دینی مشاغل میں مصروف ہوں ان کو تو آپ بڑی قدر اور محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔

(۳۷۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ لاہور سے کچھ احباب رمضان میں قادیان آئے۔ حضرت صاحب کو اطلاع ہوئی تو آپ معہ کچھ باشتہ کے ان سے ملنے کے لئے مسجد میں تشریف لائے۔ ان دوستوں نے عرض کیا کہ ہم سب روزے سے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ سفر میں روزہ ٹھیک نہیں اللہ تعالیٰ کی رخصت پر عمل کرنا چاہئے۔ چنانچہ ان کو ناشتہ کروا کے ان کے روزے تڑوا دیئے۔

(۳۷۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صفائی کا بہت خیال ہوتا تھا۔ خصوصاً طاعون کے ایام میں اتنا خیال رہتا تھا کہ فینائل لوٹے میں حل کر کے خود اپنے ہاتھ سے گھر کے پاخانوں اور نالیوں میں جا کر ڈالتے تھے خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض اوقات حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر میں اینہ سن کا بڑا ڈھیر لگوا کر آگ بھی جلوایا کرتے تھے تاکہ ضرر رسان جراثیم مر جاویں اور آپ نے ایک بہت بڑی آہنی انگیٹھی بھی منگوائی ہوئی تھی۔ جسے کوئلے ڈال کر اور گندھک وغیرہ رکھ کر کمروں کے اندر جلایا جاتا تھا اور اسوقت دروازے بند کر دیئے جاتے تھے اس کی اتنی گرمی ہوتی تھی کہ جب انگیٹھی کے ٹھنڈا ہو جانے کے ایک عرصہ بعد بھی کمرہ کھولا جاتا تھا تو پھر بھی وہ اندر سے بھٹی کی طرح تپتا تھا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ انبیاء کی عجیب شان ہوتی ہے کہ وہ ایک طرف تو اسباب کی اتنی رعایت کرتے ہیں کہ دیکھنے والے کو یہ شبہ ہونے لگتا ہے کہ ان کی نظریں انہی اسباب کے ہاتھ میں سارا قضاء و قدر کا معاملہ ہے اور اگر ان کی رعایت نہ رکھی گئی تو پھر کام نہیں بن سکتا اور دوسری طرف ان کو خدا کی ذات پر اس درجہ توکل ہوتا ہے کہ اسباب کو وہ ایک مردہ کیڑے کی طرح سمجھتے ہیں اور ایک سطحی نظر رکھنے والا انسان

میرا ساتھ دیا ہے اسی طرح جنت میں بھی میرے ساتھ ہوگی۔

(۸۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے نے کہ میرا دادا جسے لوگ عام طور پر خلیفہ کہتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سخت مخالف تھا اور آپکے حق میں بہت بدزبانی کیا کرتا تھا۔ اور والد صاحب کو بہت تنگ کیا کرتا تھا والد صاحب نے اس سے تنگ آکر حضرت مسیح موعود کو دعا کیلئے خط لکھا حضرت مسیح موعود کا جواب گیا کہ ہم نے دعا کی ہے والد صاحب نے یہ خط تمام محلہ والوں کو دکھا دیا اور کہا کہ حضرت صاحب نے دعا کی ہے اب دیکھ لینا خلیفہ گالیاں نہیں دیگا۔ دوسرے تیسرے دن جمعہ تھا ہمارا دادا حسب دستور غیر احمدیوں کے ساتھ جمعہ پڑھنے گیا مگر وہاں سے واپس آکر غیر معمولی طور پر حضرت مسیح موعود کے متعلق خاموش رہا۔ حالانکہ اسکی عادت تھی کہ جمعہ کی نماز پڑھکر گھر آنے کے بعد خصوصاً بہت گالیاں دیا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تم آج مرزا صاحب کے متعلق خاموش کیوں ہو؟ اسنے کہا کسی کے متعلق بدزبانی کرنے سے کیا حاصل ہے اور مولوی نے بھی آج جمعہ میں وعظ کیا ہے کہ کوئی شخص اپنی جگہ کیسا ہی برا ہو ہمیں بدزبانی نہیں کرنی چاہیئے۔ لوگوں نے کہا اچھا یہ بات ہے؟ ہمیشہ تو تم گالیاں دیتے تھے اور آج تمہارا یہ خیال ہو گیا ہے۔ بلکہ اصل میں بات یہ ہے کہ بابو (میرے والد کو لوگ بابو کہا کرتے تھے) کل ہی ایک خط دکھا رہا تھا کہ قادیان سے آیا ہے اور کہتا تھا کہ اب خلیفہ گالی نہیں دیگا۔ مولوی رحیم بخش صاحب کہتے تھے کہ اسکے بعد باوجود کئی دفعہ مخالفوں کے بھڑکانے کے میرے دادا نے کبھی حضرت مسیح موعود کے متعلق بدزبانی نہیں کی اور کبھی میرے والد صاحب کو احمدیت کیوجہ سے تنگ نہیں کیا (اس روایت کے متعلق یہ بات قابل نوٹ ہے کہ اسکے راوی صاحب نے اب حضرت خلیفۃ المسیح کے نشاء کے ماتحت اپنا نام عبدالرحیم رکھ لیا ہے اور عموماً مولوی عبدالرحیم صاحب درد کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں)۔

(۸۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپنے روزے رکھنے شروع

کئے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اسلئے باقی چھوڑ دئے اور فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جو رمضان آیا تو اسمیں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کیوجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپنے فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جو رمضان آیا تو آپکا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپکو دورہ پڑا اور آپنے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جتنے رمضان آئے آپنے سب روزے رکھے مگر پہر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کیوجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے خاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپنے ابتدا دوروں کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں انکو قضا کیا؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب فروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور برداطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی اسلئے جب آپ روزے چھوڑتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھر دوسرے رمضان تک انکے پورا کرنے کی طاقت نہ پاتے تھے۔ مگر جب اگلا رمضان آتا تو پھر شوق جہاد میں روزے رکھنے شروع فرما دیتے تھے لیکن پھر دورہ پڑتا تھا تو ترک کر دیتے تھے اور بقیہ کا فدیہ ادا کر دیتے تھے۔ والسلام۔

(۸۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود اوائل میں غرارے استعمال فرمایا کرتے تھے پھر بیٹے کہ وہ ترک کروا دیئے اسکے بعد آپ معمولی پاجامے استعمال کرنے لگ گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ غرارہ بہت کھلے پائنچے کی پاجامی کو کہتے ہیں۔ (پہلے اسکا بندوستان میں بہت رواج تھا اب بہت کم ہو گیا ہے)

(۸۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود عام طور پر سفید ململ کی پگڑی استعمال فرماتے تھے جو عموماً دس گز لمبی ہوتی تھی پگڑی کے نیچے کلاہ کی جگہ نرم قسم کی رومی ٹوپی استعمال کرتے تھے۔ اور گھر میں بعض اوقات پگڑی اتار کر سر پر صرف ٹوپی ہی رہنے دیتے تھے بدن پر گرمیوں میں عموماً ململ کا کرتہ استعمال فرماتے تھے۔ اسکے اوپر گرم صدری اور گرم کوٹ پہنتے تھے پاجامہ بھی آپکا گرم ہوتا تھا۔ نیز آپ

۱۰۸

کڑا دھکا تھا۔ مگر جماعت حضرت صاحب کی تربیت کے نیچے ایک حد تک مستحکم اور سنت اللہ سے واقف ہو چکی تھی اسلیئے برداشت کر گئی۔ لیکن مخالفوں میں سخت مخالفت واستہزاء کی لہر اُٹھی۔ اس کے بعد زلزلہ کے خفیف خفیف دھکے آتے رہے۔ مگر وہ قابل ذکر نہیں لیکن سب کے آخر میں جماعت پر پانچواں زلزلہ آیا یہ حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کا زلزلہ تھا۔ اس دھکے نے بھی اس وقت سلسلہ کی عمارت کو نیا تک ہلا دیا تھا۔ اور یہ وُہ زلزلہ عظیم تھا۔ جسے زلزلۃ الساعۃ کہنا چاہیئے۔ اور اسکو زیادہ خطرناک اسباب نے کر دیا تھا کہ اس سے پہلے زلزلے خواہ کیسے بھی سخت تھے مگر حضرت مسیح موعود کا مقناطیسی وجود لوگوں کے اندر موجود تھا۔ اور آپ کا ہاتھ ہر گرتے ہوئے کو سنبھالنے کیلئے فوراً آگے بڑھتا تھا۔ مگر اب وہ بات نہ تھی۔ یہ وہ پانچ زلزلے تھے۔ جو حضرت مسیح موعود کے متعلق آپکی جماعت پر آئے۔ انکے بعد حضرت خلیفہ اوّل کی وفات پر بھی سخت زلزلہ آیا مگر وہ اور نوعیت کا تھا اور نیز وُہ خاص جماعت احمدیہ کے متعلق تھا۔ یعنی یہ دھکا حضرت مسیح موعود کے متعلق نہیں تھا۔ یعنی ایسا واقعہ نہیں تھا۔ جو آپکے صدق دعوٰے کے متعلق کمزور دلوں میں عام طور پر کوئی اشتباہ پیدا کر سکے۔ اسکے بعد اور بھی آئندہ سنت اللہ کے موافق اور حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں کے مطابق مصائب کی آندھیاں آئینگی مگر یہ پانچ زلزلے اپنی نوعیت میں اور ہی رنگ رکھتے ہیں۔ اور یہ عبارت لکھتے لکھتے خاکسار کو خیال آیا۔ کہ حضرت مسیح موعود کو جو پانچ زلزلوں کی خبر دی گئی تھی اور آخری زلزلہ کو زلزلۃ الساعۃ کہا گیا تھا۔ وہ گو دنیا کے واسطے الگ بھی مقدر ہوں۔ مگر اس میں شک نہیں۔ کہ ان پانچ زلزلوں پر بھی آپ کی اس پیشگوئی کے الفاظ صادق آتے ہیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ اوائل زمانہ کی بات ہے۔ کہ ایک دفعہ رمضان کے مہینہ میں کوئی مہمان یہاں حضرت صاحب کے پاس آیا۔ اسے اسوقت روزہ تھا۔ اور دن کا زیادہ حصہ گزر چکا تھا۔

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 108، 109 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 70 پر درج ہے

Back

۱۰۹

بلکہ شاید عصر کے بعد کا وقت تھا۔ حضرت صاحب نے اسے فرمایا آپ روزہ کھولدیں اسنے عرض کیا کہ اب تھوڑا سا دن رہگیا ہے اب کیا کھولنا ہے۔ حضور نے فرمایا آپ سینہ زوری سے خدا تعالےٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالےٰ سینہ زوری سے نہیں بلکہ فرمانبرداری سے راضی ہوتا ہے۔ جب اسنے فرمادیا ہے۔ کہ مسافر روزہ نہ رکھے تو نہیں رکھنا چاہیئے۔ اسپر اسنے روزہ کھول دیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی شیر علی صاحب بیان کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے زمانہ میں حکیم فضل الدین صاحب بھیروی اعتکاف بیٹھے۔ مگر اعتکاف کے دنوں میں ہی ان کو کسی مقدمہ میں پیشی کے واسطے باہر جانا پڑ گیا۔ چنانچہ وہ اعتکاف توڑ کر عصر کے قریب یہاں سے جانے لگے۔ تو حضرت صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اگر آپ کو مقدمہ میں جانا تھا۔ تو اعتکاف بیٹھنے کی کیا ضرورت تھی۔

(۱۱۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا ہماری تائی صاحبہ نے کہ میرے تایا (یعنی خاکسار کے دادا صاحب) کبھی کبھی مرزا غلام احمد یعنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیتی یا مسیتر کہا کرتے تھے۔ تائی صاحبہ نے کہا کہ میرے تایا کو کیا علم تھا۔ کہ کسی دن انکی خوش قسمتی کیا کیا پھل لائے گی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مسیتی پنجابی میں اسے کہتے ہیں۔ جو ہر وقت مسجد میں بیٹھا رہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ سنا ہے کہ بعض دوسرے لوگ بھی حضرت صاحب کے متعلق یہ لفظ بعض اوقات استعمال کر دیتے تھے۔

(۱۱۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب گورداسپور میں کرم الدین کیساتھ حضرت صاحب کا مقدمہ تھا تو ایک دفعہ میں نے خواب دیکھا کہ کوئی کہتا ہے کہ حضرت صاحب کو امرتسر میں سولی پر لٹکایا جائیگا تاکہ قادیان والوں کو آسانی ہو۔ میں نے یہ خواب حضرت صاحب سے بیان کیا۔ تو حضرت صاحب خوش ہوئے اور کہا کہ یہ مبشر خواب ہے۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں۔ کہ حضرت صاحب سولی پر چڑھنے کی یہ تعبیر کیا کرتے تھے۔ کہ عزت افزائی ہوگی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس مقدمہ

کس خیال میں پھر رہے تھے۔ ورنہ حضور کو اکیلے پھرتے لدھیانہ میں نہ دیکھا تھا۔ اور خاکسار بھی اسی خیال سے سامنے نہ ہوا کہ شاید کوئی بھید ہوگا۔ پھر اسی لدھیانہ میں خاکسار نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ جب حضرت اقدس علیہ السلام دہلی سے واپس لدھیانہ تشریف لائے۔ تو حضور کی زیارت کے لئے اس قدر اسٹیشن پر ہجوم ہو گیا تھا کہ بڑے بڑے معزز لوگ آدمیوں کی کثرت اور دھکا پیل سے زمین پر گر گئے تھے اور پولیس والے بھی عاجز آ گئے تھے گرد و غبار آسمان کو جا رہا تھا۔ اور حضور اقدس علیہ السلام نے بھی بڑی محبت سے لوگوں کو فرمایا کہ ہم تو یہاں چوبیس گھنٹے ٹھہریں گے ملنے والے وہاں قیامگاہ پر آجائیں۔ ایک وقت اکیلے یہاں پھرتے دیکھا اور پھر یہ بھی دیکھا کہ اس قدر ہجوم آپ کی زیارت کے لئے جمع ہو گیا تھا۔

اس موخر الذکر سفر میں حضور علیہ السلام نے لدھیانہ میں ایک لیکچر دیا جس میں ہندو عیسائی مسلمان اور بڑے بڑے معزز لوگ موجود تھے۔ تین گھنٹے حضور اقدس نے تقریر فرمائی۔ حالانکہ بوجہ سفر دہلی کچھ طبیعت بھی درست نہ تھی۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ اس لئے حضور اقدس نے بوجہ سفر روزہ نہ رکھا تھا۔ اب حضور اقدس نے تین گھنٹہ تقریر جو فرمائی تو طبیعت پر ضعف سا طاری ہوا۔ مولوی محمد احسن صاحب نے اپنے ہاتھ سے دودھ پلایا۔ جس پر ناواقف مسلمانوں نے اعتراضاً کہا کہ مرزا رمضان میں دودھ پیتا ہے۔ اور شور کرنا چاہا۔ لیکن چونکہ پولیس کا انتظام اچھا تھا۔ فوراً یہ شور کرنے والے مسلمان وہاں سے نکال دیئے گئے۔ اس موقعہ پر یہاں پر تین تقاریر ہوئیں۔ اوّل مولوی سید محمد احسن صاحب کی دوسرے حضرت مولوی نور الدین صاحب کی۔ تیسرے حضور اقدس علیہ السلام کی پھر یہاں سے حضور امرتسر تشریف لے گئے۔ وہاں سنا ہے کہ مخالفوں کی طرف سے سنگباری بھی ہوئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بازار میں اکیلے پھرنے کی بات تو خیر ہوئی مگر مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ حضور بازار کے اندر عموماً صدری میں پھر رہے تھے۔ اور جسم پر کوٹ نہیں تھا۔ کیونکہ حضرت صاحب کا طریق تھا کہ گھر سے باہر ہمیشہ کوٹ پہنکر نکلتے تھے۔ پس اگر میر صاحب کو کوئی غلطی نہیں لگی تو اس وقت کوئی خاص بات ہوگی یا جلدی میں کسی کام کی وجہ سے نکل آئے ہوں گے۔ یا کوٹ کا خیال نہیں آیا ہوگا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ میں تین ماہ کے قریب حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 272 از مرزا بشیر احمد

یہ حوالہ صفحہ 70 پر درج ہے

Back

مختلف موقعوں پر آپ کے لیکچر سُنایا کرتے تھے ایک لمبی بیماری کے بعد فوت ہوئے اور آپ نے قادیان میں ایک عربی مدرسہ کھولنے کا ارشاد فرمایا جس میں دین اسلام سے واقف علماء پیدا کیے جائیں تا کہ فوت ہونے والے علماء کی جگہ خالی نہ رہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب کی وفات سے چند روز بعد آپ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں قریباً پندرہ دن رہے۔ اُس وقت دہلی کو پندرہ سال پہلے کی دہلی نہ تھی جس نے دیوانہ وار شور مچایا تھا لیکن پھر بھی آپ کے جانے پر خوب شور ہوتا رہا۔ اس پندرہ دن کے عرصہ میں آپ نے دہلی میں کوئی پبلک لیکچر نہ دیا لیکن گھر پر قریباً روزانہ لیکچر ہوتے رہے جن میں جگہ کی تنگی کے سبب دو اڑھائی سَو سے زیادہ آدمی ایک وقت میں شامل نہیں ہو سکتے تھے۔ ایک دو دن لوگوں نے شور بھی کیا اور ایک دن حملہ کر کے گھر پر چڑھ جانے کا بھی ارادہ کیا لیکن پھر بھی پہلے سفر کی نسبت بہت فرق تھا۔

اِس سفر سے واپسی پر لدھیانہ کی جماعت نے دو دن کے لیے آپ کو لدھیانہ میں ٹھہرایا اور آپ کا ایک پبلک لیکچر نہایت خیر و خوبی سے ہوا۔ وہاں امرتسر کی جماعت کا ایک وفد پہنچا کہ آپ ایک دو روز امرتسر بھی ضرور قیام فرمائیں جسے حضرتؑ نے منظور فرمایا اور لدھیانہ سے واپسی پر امرتسر میں اُتر گئے۔ وہاں بھی آپ کے ایک عام لیکچر کی تجویز ہوئی۔ امرتسر سلسلہ احمدیہ کے مخالفین سے پُر ہے اور مولویوں کا وہاں بہت زور ہے۔ اُن کے اُکسانے سے عوام الناس بہت شور کرتے رہے۔ جس دن آپ کا لیکچر تھا اُس روز مخالفین نے فیصلہ کر لیا کہ جس طرح ہو لیکچر نہ ہونے دیں۔ چنانچہ آپ لیکچر ہال میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ دروازہ پر مولوی بڑے بڑے چغے پہنے ہوئے لمبے لمبے ہاتھ مار کر آپ کے خلاف وعظ کر رہے تھے اور بہت سے لوگوں نے اپنے دامنوں میں پتھر بھرے ہوئے تھے۔ آپ لیکچر گاہ میں اندر تشریف لے گئے اور لیکچر شروع کیا۔ لیکن مولوی صاحبان کو اعتراض کا کوئی موقعہ نہ ملا جس پر لوگوں کو بھڑکائیں۔ پندرہ منٹ آپ کی تقریر ہو چکی تھی کہ ایک شخص نے آپ کے

سیرت مسیح موعود، صفحہ 55، 56 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 71 پر درج ہے

Back

آگے چائے کی پیالی پیش کی کیونکہ آپ کے حلق میں تکلیف تھی اور ایسے وقت میں اگر تھوڑے تھوڑے وقفہ سے کوئی سیال چیز استعمال کی جائے تو آرام رہتا ہے۔ آپ نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ رہنے دو لیکن اُس نے آپ کی تکلیف کے خیال سے پیش کر ہی دی۔ اس پر آپ نے بھی اُس میں سے ایک گھونٹ پی لیا۔ لیکن وہ مہینہ روزوں کا تھا۔ مولویوں نے شور مچا دیا کہ یہ شخص مسلمان نہیں کیونکہ رمضان شریف میں روزہ نہیں رکھتا۔ آپ نے جواب میں فرمایا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیمار یا مسافر روزہ نہ رکھے بلکہ جب شفا ہو یا سفر سے واپس آئے تب روزہ رکھے اور مَیں تو بیمار بھی ہوں اور مسافر بھی۔ لیکن جوش میں بھرے ہوئے لوگ کب رُکتے ہیں۔ شور بڑھتا گیا اور باوجود پولیس کی کوشش کے فرو نہ ہو سکا۔ آخر مصلحتاً آپ بیٹھ گئے اور ایک شخص کو نظم پڑھنے کے لیے کھڑا کر دیا گیا۔ اُس کے نظم پڑھنے پر لوگ خاموش ہو گئے۔ تب پھر آپ کھڑے ہوئے تو پھر مولویوں نے شور مچا دیا اور جب آپ نے لیکچر جاری رکھا تو فساد پر آمادہ ہو گئے اور سٹیج پر حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھے۔ پولیس نے روکنے کی کوشش کی لیکن ہزاروں آدمیوں کی رَو اُن سے روکے نہ رُکتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سمندر کی ایک لہر ہے جو آگے ہی بڑھتی چلی آتی ہے۔ جب پولیس سے اُن کا سنبھالنا مشکل ہو گیا تب آپ نے لیکچر چھوڑ دیا لیکن پھر بھی لوگوں کا جوش ٹھنڈا نہ ہوا اور انہوں نے سٹیج پر چڑھ کر حملہ آور ہونے کی کوشش جاری رکھی۔ اس پر پولیس انسپکٹر نے آپ سے عرض کی کہ آپ اندر کے کمرہ میں تشریف لے چلیں اور فوراً سپاہی دوڑائے کہ بند گاڑی لے آئیں۔ پولیس لوگوں کو اِس کمرہ میں آنے سے روکتی رہی اور دوسرے دروازہ کے سامنے گاڑی لا کر کھڑی کر دی گئی، آپ اُس میں سوار ہونے کے لیے تشریف لے چلے۔ آپ گاڑی میں بیٹھنے لگے تو لوگوں کو پتہ لگ گیا کہ آپ گاڑی میں سوار ہو کر چلے ہیں۔ اِس پر جو لوگ لیکچر ہال سے باہر کھڑے تھے وہ حملہ کرنے کے لیے آگے بڑھے اور ایک شخص نے بڑے زور سے ایک بہت موٹا اور مضبوط سونٹا آپ کو مارا۔ ایک

سیرت مسیح موعود صفحہ 55، 56 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 71 پر درج ہے

تک میں نے ابھی بیعت نہ کی تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے حضرت صاحب سے قدیم تعلقات تھے جو غالباً حضرت خلیفہ اولؓ کے واسطے سے قائم ہوئے تھے۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے بیعت کچھ عرصہ بعد کی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جماعت کے بہترین مقررین میں سے تھے۔ اور آواز کی غیر معمولی بلندی اور خوش الحانی کے علاوہ ان کی زبان میں غیر معمولی فصاحت اور طاقت تھی جو سامعین کو مسحور کر لیتی تھی۔

۷۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا۔ اعتکاف نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے منہ بینی گوہ کھانے سے انکار کیا۔ صدقہ نہیں کھایا۔ زکوٰۃ نہیں کھائی۔ صرف نذرانہ اور ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ پیروں کی طرح مصلّٰی اور خرقہ نہیں رکھا۔ رائج الوقت درود و وظائف (دشاء پنجسورہ۔ دعائے گنج العرش۔ درود تاج۔ حزب البحر۔ دعائے سریانی وغیرہ) نہیں پڑھتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں آپ کے مالی لحاظ سے انتظام نہیں تھا۔ کیونکہ ساری جائداد وغیرہ اوائل میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام رہا۔ اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے۔ کہ ایک تو آپ جہاد کے کام میں منہمک رہے دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ بھی مخدوش تھا۔ تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی۔ کہ حج کریں۔ چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ نے آپ کے بعد آپ کی طرف سے حج بدل کروایا۔ اعتکاف ماموریت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہونگے مگر ماموریت کے بعد بوجہ قلمی جہاد اور دیگر مصروفیت کے نہیں بیٹھ سکے کیونکہ یہ نیکیاں اعتکاف سے مقدم ہیں۔ اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی۔ کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔ البتہ حضرت والدہ صاحبہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں۔ اور تسبیح اور رسمی وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہیں تھے۔

۷۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کی آنکھوں میں مائی اوپیا تھا۔ اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔ مگر نزدیک سے آخر عمر تک باریک حروف بھی پڑھ لیتے تھے۔ اور عینک کی حاجت محسوس نہیں کی۔ اور واقعۃً آنکھوں کی یہ حالت

رحمت اللہ صاحب لاہوری کی اس خدمت میں خاص امتیاز رکھتے تھے۔ فاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود بعض اوقات کرتہ پاجامہ بھی استعمال فرماتے تھے اور جب کبھی گھر سے باہر تشریف لیجاتے تھے۔ تو کوٹ ضرور پہنکر آتے تھے۔ اور ہاتھ میں عصا رکھنا بھی آپ کی سنت ہے۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں۔ کہ میں حضرت صاحب کے واسطے ہر سال نصف ململ کے کرتے تیار کیا کرتی تھی لیکن جس سال آپ کی وفات ہوئی تھی بننے پورے ململ کے کرتے تیار کئے۔ حضرت صاحب نے مجھے کہا بھی کہ اتنے کرتے کیا کرنے ہیں۔ مگر بننے تیار کرلئے ان میں سے اب تک بہت سے کرتے بے پہنے میرے پاس رکھے ہیں۔

(۴۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود جمعہ کے دن خوشبو لگاتے اور کپڑے بدلتے تھے۔

(۴۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود جب کبھی مغرب کی نماز گھر میں پڑھاتے تھے تو اکثر سورہ یوسف کی وہ آیات پڑھتے تھے جہیں [illegible] فاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی آواز میں بہت سوز اور درد تھا۔ اور آپکی قرات بہت پیاری ہوتی تھی۔

(۴۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ بننے کبھی حضرت مسیح [illegible] کاف بیٹھتے نہیں دیکھا۔ فاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں عبداللہ صاحب سنوری نے بھی یہی بیان کیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا ہم سے سید فضل شاہ صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود یہاں مسجد مبارک میں تشریف رکھتے تھے میں پاس بیٹھا تھا۔ بھائی عبداللہ صاحب سنوری بھی پاس تھے اور بعض اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت صاحب سب کے ساتھ گفتگو فرماتے تھے۔ مگر جب بھائی عبداللہ صاحب بولتے تھے تو حضرت صاحب دوسروں کی طرف سے توجہ ہٹا کر ان کی طرف توجہ کر لیتے تھے۔ مجھے اسکا ملال ہوا اور بننے ان پر رشک کیا۔ حضرت صاحب میرے اس خیال کو سمجھ گئے اور میری طرف [illegible] لگے شاہ صاحب آپ جانتے ہیں یہ کون ہیں بننے عرض کیا ہاں حضرت

مرتد ہوتے وقت بیان کئے ہیں۔ وہ سب آجکل غیر مبایعین میں موجود ہیں۔ دراصل ان لوگوں کو اس نے ہلاک کیا۔ اور خود اس کو اس کی خواب بینی اور ملہمی صفات نے ہلاک کیا۔ چنانچہ ایک دفعہ ان لوگوں نے یہ تجویز پیش کی۔ کہ ریویو میں حضرت صاحب کا اور احمدیت کی خصوصیات کا ذکر نہ ہو۔ بلکہ عام اسلامی مضامین ہوں۔ تاکہ اشاعت زیادہ ہو۔ اخبار وطن میں بھی یہ تحریک چھپی تھی جس پر حضرت صاحب نے نہایت ناراضگی کا اظہار کیا تھا۔ اور فرمایا تھا۔ کہ ہمیں چھوڑ کر کیا آپ مُردہ اسلام کو پیش کریں گے؟ عبدالحکیم خاں نے حضور کو لکھا تھا۔ کہ آپ کا وجود خادم اسلام ہے نہ کہ عین اسلام مگر حضرت صاحب کے اس فقرہ نے اس کی تردید کر دی۔ کہ دراصل آپ کا وجود ہی روح اسلام ہے

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ مسئلہ بہت باریک ہے کہ کسی مذہب میں اس مذہب کے لانیوالے کے وجود کو کس حد تک اور کس رنگ میں داخل سمجھا جا سکتا ہے۔ مگر بہرحال یہ ایک مسلّم صداقت ہے کہ نبی کے وجود سے مذہب کو جدا نہیں کیا جا سکتا۔ یہ دونوں باہم اس طرح پروئے ہوئے ہوتے ہیں۔ جس طرح ایک کپڑے کا تانا اور بانا ہوتا ہے جن کے علیحدہ کرنے سے کپڑے کی تار پود بکھر جاتی ہے۔ بے شک بعض خام طبع موحدین اسے شرک قرار دے سکتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ خیال خود شرک میں داخل ہے کہ ایک خدائی فضل کے مقابلہ میں اپنے خیال کو مقدم کیا جائے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ خوابوں کا مسئلہ بھی بڑا نازک ہے۔ کئی خوابیں انسان کی دماغی بناوٹ کا نتیجہ ہوتی ہے اور اکثر لوگ ان کی حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

۶۶۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کے زمانہ میں اس عاجز نے نمازوں میں اور خصوصاً سجدوں میں لوگوں کو آجکل کی نسبت بہت زیادہ روتے سُنا ہے رونے کی آوازیں مسجد کے ہر گوشہ سے سُنائی دیتی تھیں۔ اور حضرت صاحب نے اپنی جماعت کے اس رونے کا فخر کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ جس نماز سے پہلے حضرت صاحب کی کوئی خاص تقریر اور نصیحت ہو جاتی تھی۔ اس نماز میں تو مسجد میں گویا ایک کہرام برپا ہو جاتا تھا۔ یہانتک کہ سنگدل سے سنگدل آدمی بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے تھے۔ ایک جگہ حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ دن میں کم از کم ایک دفعہ تو انسان خدا کے حضور رو لیا کرے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس کے لئے خلوت میں بیٹھکر نعماء الٰہی کو یاد کرنا اور انبیاء و اولیاء کے

کو قبول کرونگا۔ اور لوگ بھی بہت سی لوگ حق کو قبول کر لینگے۔ اور حضرت صاحب نے یہ بھی کہا۔ کہ یہ بھی اُسے کہنا کہ تجھ نے کو اُسکے گھر تک پہنچانا چاہیئے۔ یہ ایک بڑا نازک موقعہ ہے مرزا صاحب نے بڑا شور مچا رکھا ہے۔ آپ اگر ان کو شکست دیدینگے اور ان سے انعام حاصل کر لینگے۔ تو یہ ایک عیسائیت کی نمایاں فتح ہوگی۔ اور پھر کوئی مسلمان سامنے نہیں بول سکیگا۔ وغیرہ وغیرہ۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں۔ جسوقت حضرت صاحب نے یہ مجھ سے فرمایا۔ اسوقت شام کا وقت تھا۔ اور بارش ہو رہی تھی اور سردیوں کے دن تھے اسلیئے میاں حامد علی نے مجھے روکا۔ کہ صبح چلے جانا۔ مگر میں نے کہا۔ کہ جب حضرت صاحب نے فرمایا ہے۔ تو خواہ کچھ ہو۔ میں تو ابھی جاؤنگا۔ چنانچہ میں اُسیوقت پیدل روانہ ہوگیا اور قریباً رات کے دس گیارہ بجے بارش سے تر بتر اور سردی سے کانپتا ہوا بٹالہ پہنچا۔ اور اُسی وقت پادری ذکور کی کوٹھی پر گیا۔ وہاں پادری کے خانسامہ نے میری بڑی خاطر کی۔ اور بچھونے کے لئے جگہ دی۔ اور کھانا دیا۔ اور بہت آرام پہنچایا۔ اور وعدہ کیا۔ کہ صبح پادری صاحب سے ملاقات کراؤنگا۔ چنانچہ صبح ہی اُس نے مجھے پادری سے ملایا۔ اسوقت پادری کے پاس اس کی بیوی بھی بیٹھی تھی۔ میں نے اسی طریق پر جس طرح حضرت صاحب نے مجھے سمجھایا تھا۔ اس سے گفتگو کی۔ مگر اس نے انکار کیا۔ اور کہا کہ ہم ان باتوں میں نہیں آتے میں نے اسے بہت غیرت دلائی اور عیسائیت کی شکست ہو جانیکی صورت میں اپنے آپ کو حق کے قبول کرنے کیلئے تیار ظاہر کیا۔ مگر وہ انکار ہی کرتا چلا گیا۔ آخر میں مایوس ہو کر قادیان آگیا۔ اور حضرت صاحب سے سارا قصہ عرض کر دیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ واقعہ غالباً سلسلۂ بیعت سے پہلے کا ہے۔

(۲۷۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتوے دریافت کیا۔ کہ میری ایک کنچنی تھی۔ اس نے اس حالت میں بہت سا روپیہ کمایا۔ پھر وہ مرگئی۔ اور مجھے اسکا ترکہ ملا۔ بعد میں مجھے اللہ تعالےٰ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کو کیا کروں؟ حضرت صاحب نے جواب دیا۔ کہ ہمارے خیال میں اس زمانہ میں ایسا مال اسلام کیخدمت

کنچنی ← پیشہ ور فاحشہ عورت کو کہتے ہیں۔

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 261، 262 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 72 پر درج ہے

Back

میں خرچ ہو سکتا ہے۔ اور پھر مثال دیکر بیان کیا۔ کہ اگر کسی شخص پر کوئی سگ دیوانہ حملہ کرے۔ اور اسکے پاس اسوقت کوئی چیز اپنے دفاع کے لئے نہ ہو۔ نہ سوٹی نہ پتھر وغیرہ۔ صرف چند نجاست میں پڑے ہوئے پیسے اسکے قریب ہوں۔ تو کیا وہ اپنی جان کی حفاظت کے لئے ان پیسوں کو اٹھا کر اس کتے کو نہ دے مارے گا۔ اور اسوجہ سے رُک جاویگا۔ کہ یہ پیسے ایک نجاست کی نالی میں پڑے ہوئے ہیں ہرگز نہیں۔ پس اسی طرح اس زمانہ میں جو اسلام کی حالت ہے اسے مدِنظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ اس روپیہ کو خدمت اسلام میں لگایا جا سکتا ہے۔ یہاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا۔ کہ اس زمانے میں جب کی یہ بات ہے۔ بہ جکل والے انگریزی پیسے زیادہ رائج نہ تھے۔ بلکہ موٹے موٹے بھدے سے پیسے چلتے تھے۔ جنکو سنصوری پیسے کہتے ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں خدمتِ اسلام کے لئے بعض شرائط کے ماتحت سودی روپیہ کے خرچ کئے جانے کا فتوے بھی حضرت صاحب نے اسی اصول پر دیا ہے۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ یہ فتوے وقتی ہیں۔ اور خاص شرائط کے ساتھ مشروط ہیں۔ ومن اعتدیٰ فقد ظلم وحارب اللہ۔

(۲۷۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کہ الاستقامۃ فوق الکرامۃ۔

(۲۷۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ حضرت مسیح موعود فرماتے تھے۔ کہ سؤر سے مسلمانوں کو سخت نفرت ہے جو طبیعت کا ایک حصہ بن گئی ہے۔ اس میں یہ حکمت ہے کہ خدا اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کو یہ بتانا چاہتا ہے کہ انسان اگر چاہے۔ تو تمام منہیات سے ایسی ہی نفرت کر سکتا ہے اور اُسے ایسی ہی نفرت کرنی چاہئے۔

(۲۷۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ آتھم کے مباحثہ میں میں بھی موجود تھا جب حضرت صاحب نے اپنے آخری مضمون میں یہ بیان کیا۔ کہ آتھم صاحب نے اپنی کتاب اندرونہ بائبل میں آنحضرت صلعم کو (نعوذ باللہ) دجال

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 261، 262 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 72 پر درج ہے

Back

۳۶۸

اس پر فرمایا:

ہمارا یہی مذہب ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہمارے دل میں ڈالا ہے کہ ایسا روپیہ اشاعتِ دین کے کام میں خرچ کیا جاوے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ سُود حرام ہے لیکن اپنے نفس کے واسطے۔ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں جو چیز جاتی ہے وہ حرام نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ حُرمت اشیاء کی انسان کے لیے ہے نہ اللہ تعالےٰ کے واسطے۔ پس سُود اپنے نفس کے لیے، بیوی بچوں، احباب، رشتہ داروں اور ہمسایوں کے لیے بالکل حرام[1] ہے۔ لیکن اگر یہ روپیہ خالصتاً اشاعتِ دین کے لیے خرچ ہو تو حرج نہیں ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے اور پھر اُس پر دُوسری مصیبت یہ ہے کہ لوگ زکوٰۃ بھی نہیں دیتے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ اس وقت دو مصیبتیں واقع ہو رہی ہیں اور دو رحمتیں روا رکھی گئی ہیں۔ اوّل یہ کہ زکوٰۃ جس کے دینے کا حکم تھا وہ دیتے نہیں اور سُود جس کے لینے سے منع کیا تھا وہ لیتے ہیں۔ یعنی جو خدا تعالیٰ کا حق تھا وہ تو دیا نہیں اور جو اپنا حق نہ تھا اُسے لیا گیا۔[2]

جب ایسی حالت ہو رہی ہے اور اسلام خطرناک ضعف میں مُبتلا ہے تو مَیں یہی فتویٰ دیتا ہوں کہ ایسے سُودوں کی رقمیں جو بینک سے ملتا ہے یک مشت اشاعتِ دین میں خرچ کرنی چاہئیں۔ مَیں نے جو فتویٰ دیا ہے وہ عام نہیں ہے وَرنہ سُود کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ مگر اس ضعفِ اسلام کے زمانہ میں جبکہ مالی ترقی کے ذریعے پیدا نہیں ہوتے اور مسلمان توجہ نہیں کرتے ایسا روپیہ اسلام کے کام میں لگنا حرام نہیں ہے۔

قرآن شریف کے مفہوم کے موافق جو حُرمت ہے وُہ یہی ہے کہ وہ اپنے نفس کے لیے اگر خرچ ہو تو حرام ہے۔ یہ بھی یاد رکھو جیسے سُود اپنے لیے دُرست نہیں کسی اور کو اس کا دینا بھی دُرست نہیں۔ ہاں خدا تعالےٰ کے قبضہ میں ایسے مال کا دینا دُرست ہے اور یہی اس کا طریق ہے کہ وہ صرف اشاعت

---

[1] حاشیہ:۔ سُود کا روپیہ بالکل حرام ہے کہ کوئی شخص اپنے نفس پر خرچ کرے۔ اور کسی قسم کے بھی ذاتی مصارف میں خرچ کرے یا اپنے بال بچے کو دے یا کسی فقیر مسکین کو دے۔ کسی ہمسایہ کو دے یا مسافر کو دے۔ سب حرام ہے۔ سُود کے روپیہ کا لینا اور خرچ کرنا گناہ ہے۔

[2] حاشیہ: اپنا جو حق نہ تھا وہ لیتے ہیں اور خدا تعالےٰ کا جو حق تھا وہ بھی نہیں دیتے اور اپنے اندر دو گناہ ایک ہی وقت میں جمع کرتے ہیں۔

بدر جلد ۱ نمبر ۲۶ صفحہ ۴ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۰۵ء

کوئی کرے۔ کبھی کوئی اشارہ تک نہیں کیا کہ تیری باتیں فضول ہیں۔ جس قسم کا کوئی سودا لاوے۔ اسکی چونی کی نسبت ناراض نہیں اور جو کچھ خرچ کیا اور ہو گیا۔ واپس دیا ہے آنکھ بند کر کے لے لیا۔ اور جیب میں ڈال لیا ہے۔ کبھی کسی سے کہیں اپنی بات پر انکار نہیں کیا۔ اگر کبھی کسی حلف کے سبب کسی چیز کیلئے خاص زور دیتے کی ہے اور عملی انتظار میں کہا بھی نہیں کہا یا اور وہ چیز نہیں ملی تو کیفیت تو سکا کر الگ ہو جاتے ہیں۔ آپ کا پاک وجود بے شوہ بے ضرر ہے۔ کبھی کسی دشمن پر بھی ہاتھ نہیں اٹھایا۔ آپ کی صداقت اور اعلیٰ اخلاق اور تعلیم اور قوت قدسیہ کا یہ بھی ایک اثر ہے کہ آپکی زوجہ محترمہ بھی آپ سے بہت ہے اور آپ کے مخالف اسد ہونے پر صدق دل سے ایمان رکھتی ہے جتنا جتنا آپ کا کوئی گھر اور دوست اور واقفکار جلیس ہے۔ اور کی قدر اسکو دوسروں کی نسبت آپ سے زیادہ محبت اور حسن ظن ہے اگر کوئی بیماری بھی آپ کے کام میں ہرج کرے تو بھی آپکے منہ سے کبھی بیزاری اور تائج کا کلمہ نہیں نکلتا۔ مگر آپ کی فطرت کی لذت میں نزاکت تھی۔ بلغمی۔ سرد ہوا۔ ہوا۔ مزاج۔ سنڈیلی۔ محبت دنیا وغیرہ بالکل نہیں۔ آپ بچوں کو مارنے اور ڈانٹنے کے سخت مخالف ہیں۔ فرماتے ہیں کہ جتنی کوشش بچوں کو سزا دینے میں کیجاتی ہے کاش اتنی ہی کوشش انکے لئے دعا کرنیں کیجائے۔ بایں خدا کا فضل ہے فرماتے ہیں اس شخص کو کبھی کی تکلیف نہیں پہنچی جو اپنے تئیں خدا کے سپرد کر چکا ہے جو اپنے تئیں سوسلین سے غافل رہتا ہے آپ مکان لباس کی آرائش اور زینت سے بالکل غافل بلکہ بے پروا ہیں۔ آپ کو کسی مکان سے کوئی عشق نہیں۔ وقت ضائع نہیں کرتے لباس کی حفاظت کیطرف توجہ نہیں ہوتی۔ جب نئی ضرورت آپڑتی ہے تو اپنے اوپر کپڑا لیا اور سوا ہو گیا اور سوا ہو لیتے ہیں۔ جب تک کہ وہ بالکل ناکارہ نہ ہو جائے۔ فرماتے ہیں۔ ہم دین کے لئے ہیں اور دین کیلئے طرز زندگی بسر کرتے ہیں۔ دین کی راہ میں ہمیں کوئی روک نہیں چاہئے۔ جاڑے کا موسم تھا۔ آپ کے ایک بچے نے آپکی واسکٹ کی ایک جیب میں ایک بڑی اینٹ ڈالدی۔ آپ جب پہنے تو وہ اینٹ نیچے گئی۔ کئی دن ایسا ہی ہوتا رہا۔ ایک دن اپنے ایک خادم کو کہنے لگے کہ سیر کی بیل میں حد سے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کوئی چیز چبھتی ہے وہ حیران ہوا اور آپ کے جسد مبارک پر ہاتھ پھیرنے لگا۔ اسکا ہاتھ جیب پر جا لگا۔ جیب جیب سے نکال لی۔ دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ چند روز ہوئے تھے کسی نے میری جیب میں ڈالی تھی۔ اور کہا تھا کہ اسے نکالنا نہیں۔ میں اس سے کھیلوں گا۔ آپ کے مزاج میں وہ توازن اور انکسار اور عدم نفس ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ آپ زمین پر بیٹھے ہوں اور کوئی شخص پاؤں دبا رہا ہو۔ آپ کا قلب مبارک ان باتوں کو محسوس ہی نہیں کرتا۔ آپ کی نشست کی کوئی خاص وضع نہیں ہوتی۔ ایک نبی آپ کو خاص امتیاز سے پہچان نہیں سکتا۔ آپ کی مجلس عام اور تکلف آزادی اور بے تکلفی اور سادگی ایک ہی حالت میں جمع رہتے ہیں۔ آپ کی مجلس کا رنگ ہو بہو جمعیت کا رنگ ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ میرا یہ منصب نہیں کہ میں ایسا تنہ خواہ مخواہ بنکر لوگوں کو اپنے پاس سے اٹھا دوں جیسے دھتکار سے اور ڈانٹتے ہیں۔ میں بت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں۔ میں اپنے نفس کو دوسروں پر ترجیح نہیں دیتا۔ آپ اپنے خدام کو بڑے ادب و احترام سے پکارتے ہیں۔ اور حاضر و غائب ہر ایک کا نام ادب سے لیتے ہیں۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں کسی کی کوتاہی کے نہیں پکارا۔ آپ کی ملاقات کی جگہ مسجد ہے۔ ہمیشہ پانچ وقت نماز باجماعت پڑھتے ہیں۔ آپ بڑے تہجد گذار ہیں۔ بڑا قائم کہاتے

یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

مسیح موعود کے مختصر حالات ملحقہ براہین احمدیہ حصہ اول تا چہارم صفحہ 53 از معراج الدین عمر قادیانی

Back

۵۸

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے آخری زمانہ میں اکثر دفعہ احباب آپ کے لئے نیا کرتہ بنوا لاتے تھے اور اسے بطور نذر پیش کر کے تبرک کے طور پر حضور کا اترا ہوا کرتہ مانگ لیتے تھے۔ اسطرح ایک دفعہ کسی نے میرے ہاتھ ایک نیا کرتہ بھجوا کر پرانے اترے ہوئے کرتے کی درخواست کی۔ گھر میں تلاش سے معلوم ہوا کہ اسوقت کوئی اترا ہوا بے دھلا کرتہ موجود نہیں جسپر آپنے اپنا مستعمل کرتہ دھوبی کے ہاں کا دُھلا ہوا دیئے جانے کا حکم فرمایا۔ میں نے عرض کیا کہ یہ تو دھوبی کے ہاں کا دُھلا ہوا کرتہ ہے اور وہ شخص تبرک کے طور پر میلا کرتہ لے جانا چاہتا ہے۔ حضور ہنسکر کہنے لگے کہ وہ بھی کیا برکت ہے جو دھوبی کے ہاں دھلنے سے جاتی رہے۔ چنانچہ وہ کرتہ اس شخص کو دیدیا گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ وہ شخص غالباً یہ تو جانتا ہوگا کہ دھوبی کے ہاں دُھلنے سے برکت جاتی نہیں رہتی لیکن محبت کا یہی تقاضا ہوتا ہے کہ انسان اپنے مقدس محبوب کا اترا ہوا میلا بے دھلا کپڑا اپنے پاس رکھنے کی خواہش کرتا ہے اور اسی طبعی خواہش کا احترام کرتے ہوئے گھر میں پہلے میلے کپڑے کی تلاش کی گئی۔ لیکن جب وہ نہ ملا تو دُھلا ہوا کرتہ دیدیا گیا۔

(۳۷۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تھے تو بے توجہی کے عالم میں جس کی ایڑی پاؤں کے تلے کیطرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہو جاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوا ہوتا تھا۔ اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں بائیں بائیں دایں پہن لیتے تھے اور بایاں دایں۔ چنانچہ اسی تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتی پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں تو اسوقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ دانت کے نیچے آجاتا ہے۔

(۳۷۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی وفات سے قبل سالہا سال اسہال کا عارضہ رہا تھا۔ چنانچہ حضور اسی مرض میں فوت ہوئے۔ بارہا دیکھا کہ حضور کو دست آنے کے بعد ایسا ضعف ہوتا تھا کہ حضور فوراً دودھ کا گلاس منگوا کر پیتے تھے۔

سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 58 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 73 پر درج ہے

Back

کپڑے بنتے تھے اور استعمال ہوتے تھے۔ اوسیطرح ساتھ ساتھ خرچ بھی ہوتے جاتے تھے یعنی ہر وقت تبرک مانگنے والے طلب کرتے رہتے تھے بعض دفعہ تو یہ نوبت پہنچ جاتی کہ آپ ایک کپڑا بطور تبرک کے عطا فرماتے تو دوسرا بنوا کر اس وقت پہننا پڑتا۔ اور بعض سمجھدار اس طرح بھی کہتے تھے کہ مثلاً ایک کپڑا اپنا بھیج دیا اور ساتھ عرض کر دیا کہ حضور ایک اپنا اترا ہوا تبرک مرحمت فرماویں۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب آپ کے لباس کی ساخت سنئے۔ عموماً یہ کپڑے آپ زیب تن فرمایا کرتے تھے۔ کرتہ یا قمیص۔ پائجامہ۔ صدری۔ کوٹ۔ عمامہ۔ اسکے علاوہ رومال بھی ضرور رکھتے تھے اور جاڑوں میں جرابیں۔ آپ کے سب کپڑوں میں خصوصیت یہ تھی کہ وہ بہت کھلے کھلے ہوتے تھے۔ اور اگرچہ شیخ صاحب مذکور کے آوردہ کوٹ انگریزی طرز کے ہوتے مگر وہ بھی بہت کشادہ اور لمبے یعنی گھٹنوں سے نیچے ہوتے تھے۔ اور جبتے اور چوغہ بھی جو آپ پہنتے تھے تو وہ بھی ایسے لمبے کہ بعض تو ان میں سے ٹخنے تک پہنچتے تھے۔ اسی طرح کرتے اور صدریاں بھی کشادہ ہوتی تھیں۔

بنیان آپ کبھی نہ پہنتے تھے بلکہ اس کی تنگی سے گھبراتے تھے۔ گرم قمیص جو پہنتے تھے ان کا اکثر اوپر کا بٹن کھلا رکھتے تھے۔ اسی طرح صدری اور کوٹ کا اور قمیص کے کفوں میں اگر بٹن ہوں تو وہ بھی ہمیشہ کھلے رہتے تھے آپکا طرز عمل "ما انا من المتکلفین" کے ماتحت تھا کہ کسی مصنوعی جکڑ بندی میں جو شرعاً غیر ضروری ہے یا بند رہنا آپ کے مزاج کے خلاف تھا اور نہ آپ کو کبھی پرواہ تھی کہ لباس عمدہ ہے یا برش کیا ہوا ہے یا بٹن سب درست لگے ہوئے ہیں یا نہیں۔ صرف لباس کی اصلی غرض مطلوب تھی۔ یہ نہ دیکھا کہ بٹن ہے یا کاج چھوڑ کر دوسرے ہی میں لگے ہوئے ہوتے تھے بلکہ صدری کے بٹن کوٹ کے کاجوں میں لگائے ہوئے دیکھے گئے۔ آپ کی توجہ ہمہ تن اپنے مشن کی طرف تھی اور اصلاح امت میں اتنے محو تھے کہ اصلاح لباس کی طرف توجہ نہ تھی۔ آپ کا لباس آخر عمر میں چند سال سے بالکل گرم وضع کا ہی رہتا تھا یعنی کوٹ اور صدری اور پاجامہ گرمیوں میں بھی گرم رکھتے تھے۔ اور یہ علالت طبع کے باعث تھا۔ سردی آپ کو موافق نہ تھی۔ اسلئے اکثر گرم کپڑے رکھا کرتے تھے۔ البتہ گرمیوں میں نیچے کرتہ ململ کا رہتا تھا۔ بجائے گرم کرتے کے پاجامہ آپ کا معروف شرعی وضع کا ہوتا تھا (یعنی ڈھیلا مردانہ پاجامہ بھی پہنا کرتے تھے۔ مگر آخر عمر میں ترک کر دیا تھا) مگر گھر میں گرمیوں میں کبھی کبھی دن کو اور حادثات کے وقت تہ بند باندھ کر

عموماً جراب بھی پہنے رہتے تھے۔ بلکہ سردیوں میں [illegible] پہن لیتے تھے۔ پاؤں میں آپ ہمیشہ دیسی جوتا پہنتے تھے۔ نیز بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب سے حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے اسوقت سے آپ نے گرمی میں گرم کپڑے کا استعمال شروع فرما دیا تھا۔ ان کپڑوں میں آپ کو گرمی بھی لگتی تھی۔ اور بعض اوقات تکلیف بھی ہوتی تھی مگر جب ایک دفعہ شروع کر دیئے تو پھر آخر تک یہی استعمال فرماتے رہے۔ اور جب سے شیخ رحمت اللہ صاحب گراں ثم لاہور احمدی ہوئے وہ آپ کے لئے کپڑوں کے جوڑے بنوا کر باقاعدہ لاتے تھے اور حضرت صاحب کی عادت تھی کہ جیسا کپڑا کوئی لے آئے پہن لیتے تھے۔ ایکدفعہ کوئی شخص آپ کے لئے گرگابی لے آیا آپ نے پہن لی مگر سکے سیدھے پاؤں کا آپکو پتہ نہیں لگتا تھا کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے ان کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ پتہ آپکی سہولت کیواسطے الٹے سیدھے پاؤں کی شناخت کیلئے نشان لگا دیئے تھے مگر باوجود اسکے آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے اسلئے آپ نے اسے اتار دیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت صاحب نے بعض اوقات انگریزی طرز کی قمیص کے کفوں کے متعلق بھی اسی قسم کی ناپسندیدگی کے الفاظ فرمائے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ شیخ صاحب موصوف آپکے لئے انگریزی طرز کی گرم قمیص بنوا کر لایا کرتے تھے۔ آپ انہیں استعمال تو فرماتے تھے۔ مگر انگریزی طرز کی کفنوں کو پسند نہیں فرماتے تھے کیونکہ اول تو کفنوں کے بٹن لگانے سے آپ گھبراتے تھے دوسرے بٹنوں کے کھولنے اور بند کرنے کا التزام آپ کے لئے مشکل تھا۔ بعض اوقات فرماتے تھے کہ یہ کیا کان سے لٹکے رہتے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ لباس کے متعلق حضرت مسیح موعود کا عام اصول یہ تھا کہ جس قسم کا کپڑا ملجاتا تھا پہن لیتے تھے۔ مگر عموماً انگریزی طریق لباس کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ کیونکہ اول تو اسے اپنے لئے سادگی کے خلاف سمجھتے تھے دوسرے آپ ایسے لباس سے جو اعضاء کو جکڑا ہوا رکھے بہت گھبراتے تھے۔ گھر میں آپکے لئے صرف مل کے کرتے اور پگڑیاں تیار ہوتی تھیں۔ باقی سب کپڑے عموماً ہدیۃً آپ کو آ جاتے تھے۔ شیخ

سیرت المہدی، جلد اول صفحہ 67 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 74 پر درج ہے

Back

جواب فرمایا کرتے تھے۔

صدری گھر میں اکثر پہنے رہتے مگر کوٹ عموماً باہر جاتے وقت ہی پہنتے۔ اور سردی کی زیادتی کے دنوں میں اوپر تلے دو دو کوٹ بھی پہنا کرتے۔ بلکہ بعض اوقات پوستین بھی۔

صدری کی جیب میں یا بعض اوقات کوٹ کی جیب میں آپکا رومال ہوتا تھا۔ آپ ہمیشہ بڑا رومال رکھتے تھے۔ نہ کہ چھوٹا جنٹلمینی رومال جو آجکل کا بہت مروج ہے اسی کے کونوں میں آپ مشک اور ایسی ہی ضروری ادویہ جو آپ کے استعمال میں رہتی تھیں اور ضروری خطوط وغیرہ باندھ رکھتے تھے۔ اور اسی رومال میں نقد وغیرہ جو نذر لوگ مسجد میں پیش کر دیتے تھے باندھ لیا کرتے۔

گھڑی بھی آپ ضرور اپنے پاس رکھا کرتے مگر اس کی کلی دینے میں چونکہ اکثر ناغہ ہو جاتا اسلئے اکثر وقت غلط ہی ہوتا تھا۔ اور چونکہ گھڑی جیب میں سے اکثر نکل پڑتی اسلئے آپ اسے بھی رومال میں باندھ لیا کرتے۔ گھڑی کو ضرورت کے لئے رکھنے نہ زیبائش کے لئے۔

آپ کو دیکھ کر کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس شخص کی زندگی میں یا لباس میں کسی قسم کا بھی تصنع ہے یا زیب و زینت دنیوی کا دلدادہ ہے۔ ہاں البتہ وہ ہر جز فاخر کے ساتھ آپ صاف اور ستھری چیز ہمیشہ پسند فرماتے اور گندی اور میلی چیز سے سخت نفرت رکھتے۔ صفائی کا اس قدر اہتمام تھا کہ بعض اوقات آدمی موجود نہ ہو تو بیت الخلا میں خود فینائل ڈالتے تھے

عمامہ شریف آپ ململ کا باندھا کرتے تھے۔ اور اکثر اگر یا کچھ اوپر لمبا ہوتا تھا۔ شملہ آپ لمبا چھوڑتے تھے کبھی کبھی شملہ کو آگے ڈال لیا کرتے اور کبھی اس کا پلہ دہن مبارک پر بھی رکھ لیتے۔ جبکہ مجلس میں خاموشی ہوتی۔ عمامہ کے باندھنے کی آپ کی خاص وضع تھی۔ نوک تو ضرور سامنے ہوتی مگر سر پر ڈھیلا ڈھالا لپٹا ہوا ہوتا تھا۔ عمامہ کے نیچے اکثر رومی ٹوپی رکھتے تھے اور گھر میں عمامہ اتار کر صرف یہ ٹوپی پہنے رہا کرتے۔ مگر نرم قسم کی دوسری جو سخت قسم کی نہ ہوتی۔

جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر موزے بھی۔ بعض اوقات زیادہ سردی میں دو دو جرابیں اوپر نیچے چڑھا لیتے۔ مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر پر ٹھیک نہ چڑھتی۔ کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ کچھ پشت پر آجاتی۔ کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔ اگر جراب کہیں سے کچھ پھٹ جاتی تو بھی مسح جائز رکھتے بلکہ فرماتے تھے کہ رسول صلعم کے

سالن پر ناپسندیدگی کا اظہار بھی فرمایا تو صرف اسلئے اور یہ کہکر کہ مہمانوں کو یہ کھانا پسند نہ آیا ہوگا۔ روٹی آپ تنوری اور چولہے کی دونوں قسم کی کھاتے تھے۔ ڈبل روٹی چائے کے ساتھ یا بسکٹ اور بکرم بھی استعمال فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ ولائتی بسکٹوں کو بھی جائز فرماتے تھے اسلئے کہ ہمیں کیا معلوم کہ اس میں چربی ہے۔ کیونکہ بنانے والوں کا ادھا تو ممکن ہے۔ پھر ہم ناحق بدگمانی اور شکوک میں کیوں پڑیں۔ مکی کی روٹی بہت مدت آپ نے آخری عمر میں استعمال فرمائی۔ کیونکہ آخری سات آٹھ سال سے آپ کو دستوں کی بیماری ہوگئی تھی اور ہضم کی طاقت کم ہوگئی تھی۔ علاوہ ان روٹیوں کے آپ شیرمال کو بھی پسند فرماتے تھے۔ اور باقرخانی قلچہ وغیرہ غرض جو جو اقسام روٹی کے سامنے آجایا کرتے تھے آپ کسی کو رد نہ فرماتے تھے۔

سالن آپ بہت کم کھاتے تھے۔ گوشت آپکے ہاں دو وقت پکتا تھا مگر دال آپ کو گوشت سے زیادہ پسند تھی۔ یہ دال ماش کی یا اوڑد کی ہوتی تھی جس کے لئے گورداسپور کا ضلع مشہور ہے۔ سالن ہر قسم کا اور ترکاری عام طور پر ہر طرح کی آپکے دسترخوان پر دیکھی گئی ہے اور گوشت بھی ہر حلال اور طیب جانور کا آپ کھاتے تھے۔ پرندوں کا گوشت آپ کو مرغوب تھا اسلئے بعض اوقات جب طبیعت کمزور ہوتی تو تیتر۔ فاختہ وغیرہ کے لئے شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم کو ایسا گوشت مہیا کرنے کو فرمایا کرتے تھے مرغ اور بٹیروں کا گوشت بھی آپ کو پسند تھا۔ مگر بٹیرے جبسے کہ پنجاب میں طاعون کا زور ہوا کھانے چھوڑ دیئے تھے۔ بلکہ منع کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ سکے گوشت میں طاعون پیدا کرنے کی خاصیت ہے۔ اور بنی اسرائیل میں ان کے کھانے سے سخت طاعون پڑی تھی۔ حضور کے سامنے دو ایک دفعہ گورہ کا گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جائز ہے جس کا جی چاہے کھالے۔ مگر رسول کریم نے چونکہ اسکے کراہت فرمائی ہے ہم کو بھی اس سے کراہت ہے۔ اور جیسا کہ وہاں ہوا تھا یہاں بھی لوگوں نے آپکے مہمان خانہ بلکہ گھر میں بھی کچھ بچوں اور لوگوں نے گورہ کا گوشت کھایا مگر آپ نے اسے اپنے قریب آنے دیا۔ مرغ کا گوشت ہر طرح کا آپکو پسند تھا۔ سالن ہو یا بھنا ہوا کباب ہو۔ یا پلاؤ۔ مگر اکثر ایک ران پر ہی گذارہ کر لیتے تھے۔ ران ہی پکوائی ہو جاتی تھی بلکہ کبھی کچھ بچ بھی رہا کرتا تھا۔ پلاؤ بھی آپ کھاتے تھے مگر ہمیشہ نرم اور گداز اور گلے ہوئے چاولوں کا اور سیٹھے چاول تو کبھی خود کہہ کر پکوایا کرتے تھے۔ مگر گلے کے اور وہی آپ کو پسند تھے۔ عمدہ کھانے یعنے کباب مرغ۔ پلاؤ یا انڈے اور اسی طرح فیرنی میٹھے چاول وغیرہ تب ہی آپ کھسکر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے بیان فرمایا کہ قرآن شریف کی جو آیات بظاہر مشکل معلوم ہوتی ہیں۔ اور ان پر بہت اعتراض ہوتے ہیں۔ دراصل ان کے نیچے بڑے بڑے معارف اور حقائق کے خزانے ہوتے ہیں۔ اور پھر مثال دیکر فرمایا کہ ان کی ایسی ہی صورت ہے۔ جیسے خزانہ کی ہوتی ہے۔ جس پر سنگین پہرہ ہتا ہے اور جو بڑے مضبوط کمرے میں رکھا جاتا ہے۔ جس کی دیواریں بہت موٹی ہوتی ہیں اور دروازے بھی بڑے موٹے اور لوہے سے ڈھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور بڑے بڑے موٹے اور مضبوط قفل [illegible] ہیں اور اسکے اندر بھی مضبوط آہنی صندوق ہوتے ہیں۔ جن میں خزانہ رکھا [illegible] اور پھر صندوق بھی [illegible] کے اندر اندھیری کوٹھڑیوں اور تہ خانوں میں رکھے ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہر شخص وہاں تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور نہ اس سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ بمقابلہ نشست گاہوں کے جو کھلے کمرے ہوتے ہیں اور دروازوں پر بھی [illegible] لگے ہوئے ہوتے ہیں۔ جس کیوجہ سے باہر والا شخص بھی اندر نظر ڈال سکتا ہے اور جو اندر آنا چاہے بآسانی آسکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب جب بڑی مسجد میں جاتے تھے۔ تو گرمی کے موسم میں کنوئیں سے پانی نکلوا کر ڈول سے ہی منہ لگا کر پانی پیتے تھے۔ اور مٹی کی تازہ ٹینڈیا تازہ مٹکورہ میں پانی پینا آپ کو پسند تھا۔ اور میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب اچھے تلے ہوئے کرارے پکوڑے پسند کرتے تھے۔ کبھی کبھی مجھ سے منگوا کر مسجد میں ٹہلتے ٹہلتے کھایا کرتے تھے۔ اور سالم مرغ کا کباب بھی پسند تھا۔ چنانچہ ہوشیار پور جاتے ہوئے ہم مرغ پکوا کر ساتھ لے گئے تھے۔ مرغی کی چٹنی اور گوشت میں سونگرے بھی آپ کو پسند تھی۔ گوشت کی خوب بھنی ہوئی بوٹیاں بھی مرغوب تھیں۔ چپاتی خوب سکی ہوئی جسکے کہ سخت ہو جاتی ہے پسند تھی۔ گوشت کا پتلا شوربہ بھی پسند کرتے تھے۔ جو بہت دیر تک پکتا رہا ہو۔ حتیٰ کہ اسکی بوٹیاں خوب گل کر شوربہ میں اس کا عرق پہنچ جاوے مکھنین بھی پسند تھی میاں

جان محمد مرحوم آپکے واسطے سکنجبین تیار کیا کرتا تھا۔ نیز میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب نے ایکدفعہ یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ گوشت زیادہ نہیں کھانا چاہیئے۔ جو شخص چالیس دن لگاتار کثرت کے ساتھ صرف گوشت ہی کھاتا رہتا ہے۔ اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ دال سبزی۔ ترکاری کیساتھ بدل بدل کر گوشت کھانا چاہیئے بھیڑ کا گوشت ناپسند فرماتے تھے۔ میٹھے چاول۔ گڑ یعنی قند سیاہ میں پکے ہوئے پسند فرماتے تھے ابتداء میں چائے میں دیسی شکر (جو گڑ کی طرح ہوتی ہے) ڈال کر استعمال فرماتے تھے شوربہ کے متعلق فرماتے تھے۔ کہ گاڑھا کیچڑ جیسا ہم کو پسند نہیں ایسا پتلا کرنا چاہیئے کہ ایک آنہ کا گوشت آٹھ آدمی کھائیں۔ اسوقت ایک آنہ کا سیر خام گوشت آتا تھا۔

(۱۹۸) بسم الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کوئی شخص حضرت صاحب کے لیئے ایک تسبیح تحفہ لایا وہ تسبیح آپ نے مجھے دیدی اور فرمایا لو اس پر درود شریف پڑھا کرو۔ وہ تسبیح بہت خوبصورت تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ تسبیح کے استعمال کو حضرت مسیح موعود عام طور پر پسند نہیں فرماتے تھے۔

(۱۹۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب بیان فرماتے تھے کہ قیامت کو ایک شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا اور اللہ اس سے دریافت کریگا۔ کہ اگر تو نے کبھی کوئی نیکی کی ہے تو بتا مگر وہ نہیں بتا سکیگا۔ اسپر اللہ فرمائیگا۔ اچھا کیا تو کبھی کسی بزرگ شخص سے ملا تھا وہ جواب دیگا کہ نہیں اسپر خدا فرمائیگا۔ اچھی طرح یاد کر کے جواب دے اسپر وہ بولیگا کہ ہاں ایکدفعہ میں ایک گلی میں سے گذر رہا تھا۔ تو میرے پاس سے ایک شخص گزرا تھا۔ جسکو لوگ بزرگ کہتے تھے اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ جا میں نے تجھے اسی وجہ سے بخشدیا۔ میاں عبداللہ کہتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب نے ایک وقت یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ جو شخص کسی کامل کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو پیشتر اسکے کہ وہ سجدہ سے اپنا سر اٹھائے اللہ اسکے گناہ بخشدیتا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ یہ کوئی منتر جنتر نہیں اخلاص اور صحت نیت شرط ہے (یہ روایت زیادہ تفصیل کے ساتھ حصہ دوم کی روایت ۴۲۵ میں بھی بیان ہوئی ہے)

میں سکنجبین کا شربت بہت استعمال فرمایا تھا۔ مگر پھر چھوڑ دی۔ ایک دفعہ آپ نے ایک لمبے عرصہ تک کوئی پکی ہوئی چیز نہیں کھائی صرف تھوڑے سے دہی کیساتھ روٹی لگا کر کھا لیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی مکی کی روٹی بھی پسند کرتے تھے۔ کھانا کھاتے ہوئے روٹی کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرنے جانے سے کچھ کھاتے تھے کچھ چھوڑ دیتے تھے۔ کھانے کے بعد آپکے سامنے سے بہت سے ریزے اُٹھتے تھے۔ ایک زمانہ میں آپ نے چائے کا بہت استعمال فرمایا تھا۔ مگر پھر چھوڑ دی۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ حضرت صاحب کھانا بہت تھوڑا کھاتے تھے۔ اور کھانے کا وقت بھی کوئی خاص مقرر نہیں تھا۔ صبح کا کھانا بعض اوقات بارہ بارہ ایک ایک بجے بھی کھاتے تھے شام کا کھانا عموماً مغرب کے بعد مگر کبھی کبھی پہلے بھی کھا لیتے تھے۔ غرض کوئی وقت معین نہیں تھا۔ بعض اوقات خود کھانا مانگ لیتے تھے۔ کہ لاؤ کھانا تیار ہے۔ تو دے دو۔ پھر میں نے کام شروع کرنا ہے۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ آپ کس وقت کام کرتے تھے؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ بس سارا دن کام میں ہی گذرتا تھا۔ ۱۰ بجے ڈاک آتی تھی تو ڈاک کا مطالعہ فرماتے تھے۔ اور اس سے پہلے بعض اوقات تصنیف کا کام شروع نہیں فرماتے تھے۔ تاکہ ڈاک کی وجہ سے درمیان میں سلسلہ منقطع نہ ہو۔ مگر کبھی پہلے بھی شروع کر دیتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ روزانہ اخبار عام لاہور منگاتے اور باقاعدہ پڑھتے تھے۔ اسکے علاوہ آخری ایام میں اور کوئی اخبار خود نہیں منگاتے تھے ہاں کبھی کوئی بھیجتا تھا تو وہ بھی پڑھ لیتے تھے۔

(۵۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ پہلے لنگر کا انتظام ہمارے گھر میں ہوتا تھا۔ اور گھر سے سارا کھانا پک کر جاتا تھا۔ مگر جب آخری سالوں میں زیادہ کام ہو گیا۔ تو میں نے کہکر باہر انتظام کروا دیا۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے دریافت کیا۔ کہ کیا حضرت صاحب کسی مہمان کے

۱۸۲

جان محمد مرحوم آپکے واسطے سکنجبین تیار کیا کرتا تھا۔ نیز میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ حضرت صاحب نے ایکدفعہ یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ گوشت زیادہ نہیں کھانا چاہیئے۔ جو شخص چالیس دن لگاتار کثرت کے ساتھ صرف گوشت ہی کھاتا رہتا ہے۔ اس کا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ دال سبزی۔ ترکاری کیساتھ بدل بدل کر گوشت کھانا چاہیئے بھیڑ کا گوشت ناپسند فرماتے تھے۔ میٹھے چاول گڑ یعنی قند سیاہ میں پکے ہوئے پسند فرماتے تھے ابتداء میں چائے میں دیسی شکر (جو گڑ کی طرح ہوتی ہے) ڈال کر استعمال فرماتے تھے شوربہ کے متعلق فرماتے تھے۔ کہ گاڑھا کیچڑ جیسا ہم کو پسند نہیں ایسا پتلا کرنا چاہیئے کہ ایک آنہ کا گوشت آٹھ آدمی کھائیں۔ اسوقت ایک آنہ کا سیر خام گوشت آتا تھا۔

(۱۶۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کوئی شخص حضرت صاحب کے لیئے ایک تسبیح تحفہ لایا وہ تسبیح آپ نے مجھے دیدی اور فرمایا لو اس پر درود شریف پڑھا کرو۔ وہ تسبیح بہت خوبصورت تھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ تسبیح کے استعمال کو حضرت مسیح موعود عام طور پر پسند نہیں فرماتے تھے۔

(۱۶۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب بیان فرماتے تھے کہ قیامت کو ایک شخص اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوگا اور اللہ اس سے دریافت کریگا۔ کہ اگر تو نے کبھی کوئی نیکی کی ہو تو بتا۔ مگر وہ نہیں بتا سکیگا۔ اسپر اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ اچھا کیا تو کبھی کسی بزرگ شخص سے ملا تھا جو جواب دیگا کہ ہاں ایکدفعہ میں ایک گلی میں سے گذرا تھا۔ تو میرے پاس سے ایک شخص گزرا تھا۔ جسکو لوگ بزرگ کہتے تھے اللہ تعالیٰ فرمائیگا۔ جا میں نے تجھے اسی وجہ سے بخشدیا۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں۔ کہ حضرت صاحب نے ایک وقت یہ بھی فرمایا تھا۔ کہ جو شخص کسی کامل کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو بیشمار سجدے کرنے سے اپنا سر اٹھائے اللہ اسکے گناہ بخشدیتا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ یہ کوئی منتر جنتر نہیں اخلاص اور صحت نیت شرط ہے (یہ روایت زیادہ تفصیل کے ساتھ حصہ دوم کی روایت ۴۲۵ میں بھی بیان ہوئی ہے)

اصحاب کیسے موزوں پر بھی مسح کر لیا کرتے تھے جس میں سے ان کی انگلیوں کے پوٹے باہر نکلے رہا کرتے ۔

جوتی آپ کی دیسی ہوتی۔ خواہ کسی وضع کی ہو۔ پشاوری۔ لاہوری۔ لدھیانوی سلیم شاہی ہر وضع کی پہن لیتے مگر ایسی جو کھلی ہو۔ انگریزی بوٹ کبھی نہیں پہنا۔ گرگابی حضرت صاحب کو پہنے نہیں دیکھا۔

جوتی اگر تنگ ہوتی تو اس کی ایڑی بٹھا لیتے۔ مگر ایسی جوتی کے ساتھ باہر تشریف نہیں لیجاتے تھے۔ لباس کے ساتھ ایک چیز کا اور بھی ذکر کر دیتا ہوں وہ یہ کہ آپ عصا ضرور رکھتے تھے۔ گھر میں یا جب مسجد مبارک میں روزانہ نماز کو جانا ہوتا۔ تب تو نہیں مگر مسجد اقصیٰ کو جانے کے وقت یا جب باہر سیر وغیرہ کے لئے تشریف لاتے تو ضرور ہاتھ میں ہوا کرتا تھا۔ اور موٹی اور مضبوط لکڑی کو پسند فرماتے مگر کبھی اس پر سہارا بوجہ دیکر نہ چلتے تھے جیسے اکثر ضعیف العمر آدمیوں کی عادت ہوتی ہے۔

موسم سرما میں ایک دھسہ لیکر آپ مسجد میں نماز کے لئے تشریف لایا کرتے تھے جو اکثر آپ کے کندھے پر پڑا ہوا ہوتا تھا۔ اور اسے اپنے آگے ڈال لیا کرتے تھے جب تشریف رکھتے تو پھر پیروں پر ڈال لیتے۔

کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ۔ صدری۔ ٹوپی۔ عمامہ رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے۔ اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں پہنا ہوا کرتا تھا لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانگ دیتے ہیں وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے آتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہو جاتی کہ اگر کوئی نیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔

موسم گرما میں دن کو بھی اور رات کو تو اکثر آپ کپڑے اتار دیتے اور نہ جانگیا یا تہ بند باندھ لیتے گرمی زیادہ بعض دفعہ بہت نکل آتی تو اس کی خاطر بھی کرتہ اتار دیا کرتے۔ تہ بند اکثر نصف ساق تک ہوتا تھا۔ اور گھٹنوں سے اوپر ایسی حالتوں میں مجھے یاد نہیں کہ آپ برہنہ ہوئے ہوں۔

آپ کے پاس کچھ کنجیاں بھی رہتی تھیں۔ یہ یا تو رومال میں یا اکثر ازار بند میں باندھ کر رکھتے رومال دار کوٹ پہننا آپ کی عادت میں داخل نہ تھا۔ نہ ایسی ردائی اوڑھ کر باہر تشریف لاتے بلکہ چادر یا شملہ یا دھسہ رکھا کرتے تھے اور وہ بھی سر پر کبھی نہیں اوڑھتے تھے بلکہ کندھوں اور

۵۵

تھے تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب اُٹھے اور چاہا کہ ان کو گلے لگا لیں۔ تا کہ ان کا شک دُور ہو مگر وُہ اِس وجہ سے کہ ناک بہ رہا تھا۔ پرے پرے کھنچتے تھے۔ حضرت صاحب سمجھتے تھے۔ کہ شاید اسے تکلیف ہے اسلیئے دُور ہٹتا ہے چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اور وہ پرے پرے کھنچتے تھے اور چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے اسلیئے ہم پاس کھڑے ہنستے جاتے

(۶۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہم بچے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام خواہ کام کر رہے ہوں۔ یا کسی اور حالت میں ہوں ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے۔ کہ ابا پیسہ دو اور آپ اپنے رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر ہم کسی وقت کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تھے۔ تو آپ فرماتے تھے کہ میاں میں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ زیادہ تنگ نہ کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رُومال میں جو بڑے سائز کا مکمل کاٹا ہوا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ بٹلوا لیتے یا کاج میں بند ھوا لیتے تھے۔ اور چابیاں اِزار بند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو بوجہ کسی بعض اوقات تنگ آتا تھا۔ اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اسلیئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تا کہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جائے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی۔ تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔

(۶۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب کو سل ہو گئی اور چھ ماہ تک بیمار رہے۔ اور بڑی نازک حالت ہو گئی۔ حتّٰی کہ زندگی سے ناامیدی ہو گئی۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے چچا آپکے پاس آکر بیٹھے۔ اور کہنے لگے کہ دُنیا میں یہی حال ہے سبھی نے مرنا ہے۔ کوئی آگے گزر جاتا ہے۔ کوئی پیچھے جاتا ہے اس لیئے

اور کسی قدر بیان کی بے احتیاطی کی بھی گنجائش رکھی جائے۔ تو پھر بھی یہ واقعہ بہت تعجب کے قابل ہے۔

۶۵۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بیان کیا۔ ایک دفعہ ایام جلسہ میں سیر سے واپسی پر جہاں اب مدرسہ تعلیم الاسلام ہے۔ حضور علیہ السلام تھوڑی دیر کے لئے ٹھہر گئے۔ ایک دوست نے چادر بچھا دی۔ جس کو پنجابی میں لوئی کہتے ہیں۔ اس پر حضور علیہ السلام بیٹھ گئے۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز جو ابھی بچہ تھے کھڑے رہے اس پر حضور علیہ السلام نے دیکھ کر فرمایا میاں محمود تم بھی بیٹھ جاؤ۔ اس پر آپ چادر پر بیٹھ گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا عام طریق یہ تھا۔ کہ یا تو اپنے بچوں کو صرف نام لیکر بلاتے تھے۔ اور یا خالی میاں کا لفظ کہتے تھے۔ میاں کے لفظ اور نام کو ملا کر بولنا مجھے یاد نہیں مگر ممکن ہے کسی موقعہ پر ایسا بھی کہا ہو۔

۶۵۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے مجھ سے بیان کیا۔ ایک دفعہ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا۔ کہ فلاں غیر احمدی مولوی حضرت صاحبزادہ صاحب (یعنی حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ) کے مضامین رسالہ تشحیذ الاذہان میں پڑھکر لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کے بعد ان کا بیٹا ان کی دکان چلائیگا۔ حضور علیہ السلام نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف نظر اُٹھا کر صرف دیکھا۔ اور زبان سے کچھ نہ فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دُعا فرما رہے ہیں۔

۶۵۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاجاموں میں مَیں نے اکثر ریشمی ازار بند پڑا ہوا دیکھا ہے۔ اور ازار بند میں کنجی یا کنجیوں کا گچھا بندھا ہوتا تھا۔ ریشمی ازار بند کے متعلق بعض اوقات فرماتے تھے۔ کہ ہمیں پیشاب کثرت سے اور جلدی جلدی آتا ہے۔ تو ایسے ازار بند کے کھولنے میں بہت آسانی ہوتی ہے۔

۶۵۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ ایک دفعہ حکیم فضل دین صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا۔ کہ حضور مجھے قرآن پڑھایا کریں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا۔ وہ چاشت کے قریب مسجد مبارک میں آجاتے اور حضرت صاحب انکو

۱۸۰

کہ میں پھر نو گاؤں میں چلا جاؤں اور بڑی بیقراری سے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا۔ جلدی نہیں کرنی چاہیئے اپنے وقت پر یہ خبخود ہو جائیگا۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ کچھ عرصہ بعد میرا تبادلہ غوث گڑھ میں ہو گیا۔ جہاں میرا اتنا دل لگا کہ نو گاؤں کی خواہش دل سے نکل گئی۔ اور میں نے حضرت کے فرمان کی یہ تاویل کر لی کہ چونکہ غوث گڑھ بھی مسلمانوں کا گاؤں ہے اور اسمیں مسجد ہے۔ اور یہاں میرا دل بھی خوب لگ گیا ہے اس لیئے حضرت کے فرمان کے یہی معنی ہونگے۔ جو پورے ہو گئے۔ مگر کچھ عرصہ بعد نو گاؤں کا حلقہ خالی ہوا۔ اور تحصیلدار نے میری ترقی کی سفارش کی اور لکھا کہ ترقی کی یہ صورت ہے کہ مجھے علاوہ غوث گڑھ کے نو گاؤں کا حلقہ بھی جو دہ بھی ۱۵۰ سالانہ کا تھا۔ دیدیا جاوے۔ اور دونوں حلقوں کی تنخواہ یعنے ۱۸۰ مجھے دی جاوے۔ یہ سفارش مہاراج سے منظور ہو گئی اور اس طرح میرے پاس غوث گڑھ اور نو گاؤں دونوں حلقے آگئے۔ اور ترقی بھی ہو گئی۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا ایک خاص اقتداری فعل تھا۔ ورنہ نو گاؤں غوث گڑھ سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر ہے اور درمیان میں کئی غیر حلقے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ غوث گڑھ کا تمام گاؤں میاں عبداللہ صاحب کی تبلیغ سے احمدی ہو چکا ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ یہ تمام دیہات ریاست پٹیالہ میں واقع ہیں۔

(۱۹۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی۔ حضرت صاحب اسکو رومال میں باندھکر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے۔ اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا۔ تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گنکر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسے گنتے تھے۔ اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے اور گھڑی دیکھتے ہی وقت نہ پہچان سکتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اسطرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔

رکھا۔ بیمار ہوگیا۔ مگر اس کے بعد ۲۹ روزے پورے رکھے۔ تکلیف نہیں ہوئی۔ تب میرے لئے خوشی کی عید تھی۔ روزے کے خاص برکات ہوتے ہیں جیسا کہ ہر میوے میں جُدا ذائقہ ہے۔ ایسا ہی ہر عبادت میں جُدا لذت ہے۔ اِن عبادات میں رُوحانیت ہے۔ جس کو انسان بیان نہیں کر سکتا۔ اگر شوق ہو، تو آلام اور تکلیف کم ہو جاتی ہے۔ چاہیئے۔ کہ عبادت میں اِنسان کی رُوح نہایت درجہ قریق ہو کر پانی کی طرح بہ کر خدا سے جا ملے"۔

جماعت کی ترقی

فرمایا:" ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ نیکی میں فرشتوں کی طرح ہو جائے۔ خدا نے اُن کے لئے ترقی کے بہت سے سامان رکھے ہیں۔ اور وعدہ کیا ہے۔ کہ جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ سب سے بہتر یہ جماعت ہے، جس نے ہم کو دیکھا۔ اور ہماری باتوں کو سُنا۔ خدا کی طرف رجوع کر کے کوئی شخص ذلیل نہیں ہوتا۔ بدکاروں کی گالیاں تمہارے لئے کسی ذلت کا موجب نہیں۔ جو شخص سچے دِل سے خدا کی طرف آتا ہے۔ وہی حقیقی عزت حاصل کرتا ہے"۔

مسیح موعودؑ کا کام کیا تھا

۱۸ر جنوری ۱۹۰۵ء کو جبکہ مَیں قادیان کے ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر تھا۔ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت بابرکت میں ایک رقعہ لکھا تھا۔ جس کا اصل بمعہ جواب درج کرنا مناسب ہے۔ امید ہے کہ ناظرین کی دلچسپی کا موجب ہوگا۔

رقعہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت اقدس مُرشدنا ومہدینا مسیح موعودؑ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

صاحبزادہ میاں محمود احمدؐ کا نام برائے امتحان (پڑل) آج ارسال کیا جائیگا۔

۲۴۵

جس فارم کی خانہ پُری کرنی ہے۔ اس میں ایک خانہ ہے۔ کہ اِس لڑکے کا باپ کیا کام کرتا ہے۔ مَیں نے وہاں لفظ نبوت لکھا ہے۔

کان میں طنین ہوتا ہے۔ گولیوں کا کھانا اگر مناسب ہو، تو ارسال فرمائیں حضورؑ کو بار بار تکلیف دیتے بھی شرم آتی ہے۔ اگر مناسب ہو، تو اس کا نسخہ تحریر فرمائیں۔ مَیں خود بنالوں۔ والسلام

حضورؑ کی جوتیوں کا غلام محمد صادق عفا اللہ عنہ ۱۸ جنوری ۱۹۰۵ء

جواب اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ:۔

نبوت کوئی کام نہیں، یہ لکھ دیں۔ کہ فرقہ احمدیہ جو تین لاکھ کے قریب ہے۔ اِس کے پیشوا اور امام ہیں۔ اِصلاح قوم کام ہے۔ غلام احمد عفی عنہ

پس مَیں نے اُس فارم پر حضرتؑ کا نام یوں لکھا۔

National Reformation and leadership of Ahmadiyya as it (300) members.

پُورانی نوٹ بک ۱۹۰۵ء

سارِی اُمّت عیسیٰ بن جائے

فرمایا "آج کل کے مسلمان عیسیٰ کو اُمتی بنانا چاہتے ہیں۔ اور ہم ساری اُمت کو عیسےٰ بنانا چاہتے ہیں۔ یہی فرق ہم میں اور اُن میں ہے۔"

نوٹ۔ ۱؎ ایک دفعہ مَیں بیمار ہوگیا تھا۔ معدہ میں کچھ خرابی تھی۔ بخار ہو جاتا تھا۔ حضرت صاحب (مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام) ایک نسخہ کے تازہ اجزاء ہر روز منگوا کر ایک گولی اپنے دستِ مبارک سے بنا کر مجھے بھیجتے تھے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء دی۔ اِسکے اجزاء مجھے اس وقت معلوم نہ تھے۔ بعد میں حضرت صاحبؑ نے مجھے بتلا دیئے تھے۔ (صادق)

یہاں ایک پنکھا لگا لینا چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ پنکھا تو لگ سکتا ہے۔ اور پنکھا جھلنے والے کا بھی انتظام کیا جا سکتا ہے۔ لیکن جب ٹھنڈی ہوا چلے گی تو بے اختیار نیند آنے لگیگی اور ہم سو جائیں گے تو یہ مضمون کیسے ختم ہوگا؟

(اس وقت حضرت صاحبؑ ایک رسالے کا مضمون لکھ رہے تھے۔)

گرمی میں بھی کام جاری رکھتے

ایک دفعہ جب سخت گرمی پڑی، تو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک مضمون لکھا جس میں گرمی کا اظہار کرتے ہوئے، اور گرمی کے سبب کام نہ کر سکنے کی معذرت کرتے ہوئے یہ الفاظ بھی لکھ دیئے۔ کہ "گرمی ایسی سخت ہے۔ کہ اس کے سبب سے خدا کی مشین بھی بند ہوگئی ہے"۔ اس میں مولوی صاحب مرحوم نے اس امر کی طرف اشارہ کیا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی شدتِ گرمی کے سبب کام چھوڑ دیا ہے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مضمون سُنا۔ تو آپؑ نے فرمایا۔ کہ یہ تو غلط ہے ہم نے تو کام نہیں چھوڑا۔

پہاڑ پر جانا

ایک دفعہ کسی دوست نے عرض کی۔ کہ گرمی بہت ہے۔ حضورؑ کسی پہاڑ پر تشریف لے چلیں۔ فرمایا۔ ہمارا پہاڑ تو قادیان ہی ہے۔ یہاں چند روز دُھوپ تیز ہوتی ہے۔ تو پھر بارش بھی آجاتی ہے۔

سب کا جنازہ پڑھ دیا

قاضی سید امیر حسین صاحب کا ایک چھوٹا بچہ فوت ہونے پر جنازے کیساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی تشریف لیگئے۔ اور خود ہی جنازہ پڑھایا۔ عموماً جنازے کی نمازیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اگر موجود ہوتے، تو خود ہی امامت کرتے۔ اسوقت

۴۴

بڑا ہے میں کیا طلاق لونگی۔ بس مجھے خرچ ملتا ہے۔ میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ چنانچہ پھر ایسا ہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ محمدی بیگم کا سوال اٹھا اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرا دیا اور فضل احمد کی والدہ نے ان سے قطع تعلق نہ کیا۔ بلکہ ان کے ساتھ رہیں۔ تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دیدی خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ طلاق دینا آپ کے اس اشتہار کے مطابق تھا۔ جو آپ نے ۲ مئی ۱۸۹۱ء کو شائع کیا تھا اور جسکی سُرخی تھی "اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین" اس میں آپ نے بیان فرمایا تھا کہ اگر مرزا سلطان احمد اور ان کی والدہ اس امر میں مخالفانہ کوشش سے الگ ہو گئے۔ تو پھر آپ کی طرف سے مرزا سلطان احمد عاق اور محروم الارث ہونگے اور ان کی والدہ کو آپ کی طرف سے طلاق ہو گی والدہ صاحبہ فرماتی تھیں۔ کہ فضل احمد نے اس وقت اپنے آپ کو عاق ہونے سے بچا لیا۔ نیز والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ اس واقعہ کے بعد ایک دفعہ مرزا سلطان احمد کی والدہ بیمار ہوئیں تو چونکہ حضرت صاحب کی طرف سے مجھے اجازت تھی۔ میں انہیں دیکھنے کے لیے گئی۔ واپس آکر میں نے حضرت صاحب سے ذکر کیا۔ کہ بچے کی ماں بیمار ہے۔ اللہ یہ تکلیف ہے۔ آپ خاموش رہے۔ میں نے دوسری دفعہ کہا تو فرمایا میں تمہیں دو گولیاں دیتا ہوں۔ یہ دے آؤ۔ مگر اپنی طرف سے دینا میرا نام نہ لینا۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ اور بھی بعض اوقات حضرت صاحب نے اشارۃً کنایۃً مجھ پر ظاہر کیا کہ میں ایسے طریق پر کہ حضرت صاحب کا نام درمیان میں نہ آئے اپنی طرف سے کبھی کچھ مدد کر دیا کروں سو میں کر دیا کرتی تھی۔

(۴۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز ظہر کے بعد مسجد میں بیٹھ گئے۔ ان دنوں میں آپ نے شیخ سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھا تھا کہ یہ ابتر رہیگا اور اس کا بیٹا جواب موجود ہے۔ وہ نامرد ہے۔ گویا اس کی اولاد آگے نہیں چلیگی

۳۵

(فاکسار عرض کرتا ہے کہ سعد اللہ سمت معاند تھا اور حضرت مسیح موعود کے خلاف بہت بیہودہ گوئی کیا کرتا تھا) مگر ابھی آپ کی یہ تحریر شایع نہ ہوئی تھی۔ اسوقت مولوی محمد علی صاحب نے آپ سے عرض کیا۔ کہ ایک لکھنا قانون کے خلاف ہے۔ اس کا کیس اگر مقدمہ کر دے تو پھر اس بات کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ وہ واقعی نامرد ہے۔ حضرت صاحب پہلے نرمی کے ساتھ مناسب طریق پر جواب دیتے رہے۔ مگر جب مولوی محمد علی صاحب نے بار بار پیش کیا۔ اور اپنی رائے پر اصرار کیا تو حضرت صاحب کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ نے غصے کے لہجہ میں فرمایا۔ "جب نبی ہتھیار لگا کر باہر آ جاتا ہے تو پھر ہتھیار نہیں اُتارتا"

(۴۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے والد صاحب اوائل میں تعلیم کے لیئے باہر گئے۔ تو شاید دو تی کی بات ہے کہ وہ ایک مسجد میں ٹھیرے ہوئے تھے۔ چونکہ زاد ختم ہو گیا تھا۔ کئی وقت فاقے گذر گئے تھے۔ آخر کسی نے ان کو طالب علم سمجھ کر ایک چپاتی دی۔ جو بوجہ باسی ہو جانے کے خشک ہو کر نہایت سخت ہو چکی تھی۔ والد صاحب نے لے لی۔ مگر ابھی کھائی نہ تھی۔ کہ آپ کا ساتھی جو قادیان کا کوئی شخص تھا۔ اور اس پر بھی اسی طرح فاقہ تھا۔ بولا "مرزا جی ساڈا وی خیال رکھنا" یعنے مرزا صاحب ہمارا بھی خیال رہے۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ اسپر والد صاحب نے وہ چپاتی اسکی طرف پھینک دی۔ جو اتفاق سے اسکے ناک کے اوپر لگی۔ اور لگتے ہی وہاں سے ایک خون کی نالی بہ نکلی۔ فاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ والدہ صاحبہ نے بیان کیا۔ کہ ساتھی بھی قادیان کا کوئی معقل تھا۔ مگر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت صاحب سے سُنا ہے کہ وہ کوئی نائی یا میراسی تھا۔ چنانچہ حضرت صاحب الطیفہ کے طور پر بیان فرماتے تھے۔ کہ ان لوگوں کو ایسے موقعہ پر بھی ہنسی کی بات ہی سوجھتی ہے۔

(۴۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ہمارے

پاجامہ اُتار کر تہ بند باندھ لیتے تھے اور عموماً کُرتہ بھی اُتار کر سوتے تھے۔ انیز خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود جب رفع حاجت کے بعد طہارت سے فارغ ہوتے تھے۔ تو اپنا ہاتھ مٹی سے مل کر پانی سے دھوتے تھے۔

(۶۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعض اوقات گھر میں بچوں کو بعض کہانیاں بھی سنایا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک بُرے بھلے کی کہانی بھی آپ عموماً سُناتے تھے جس کا خلاصہ یہ تھا کہ ایک بُرا آدمی تھا اور ایک اچھا آدمی تھا۔ اور دونوں نے اپنے رنگ میں کام کئے اور آخر کار بُرے آدمی کا انجام بُرا ہوا اور اچھے کا اچھا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ ایک بینگن کی کہانی بھی آپ سناتے تھے جس کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ ایک آقا تھا اسنے اپنے نوکر کے سامنے بینگن کی تعریف کی تو اسنے بھی بہت تعریف کی چند دن کے بعد آقا نے مذمت کی۔ تو نوکر بھی مذمت کرنے لگا۔ آقا نے پوچھا یہ کیا بات ہے کہ اگر تو تعریف کرتا تھا۔ اور آج مذمت کرتا ہے۔ نوکر نے کہا۔ میں تو حضور کا نوکر ہوں۔ بینگن کا نوکر نہیں ہوں +

(۶۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ ہم تینوں بھائیوں نے مل کر ایک ہوائی بندوق کے منگانے کا ارادہ کیا۔ مگر ہم فیصلہ نہ کر سکتے تھے کہ کونسی منگوائیں۔ آخر ہم نے قرعہ لکھ کر حضرت صاحب سے قرعہ اُٹھوایا۔ اور جو بندوق نکلی وہ ہم نے منگالی اور پھر اس سے بہت شکار کیا (یہ ۲۲ بور کی بی۔ ایس اے ایئر رائفل تھی)

(۶۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایکدفعہ ہم گھر کے بچے مکرم حضرت صاحبؑ کے سامنے سیاں شریف احمدؐ کو چھیڑنے لگ گئے۔ کہ ابا کو تم سے محبت نہیں ہے اور ہم سے ہے سیاں شریف بہت چڑتے تھے۔ حضرت صاحب نے ہمیں روکا بھی کہ زیادہ تنگ نہ کرو مگر ہم بچے تھے لگے رہے۔ آخر سیاں شریف رونے لگ گئے۔ اور انکی عادت تھی کہ جب روتے

۵۵

تھے تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب اُٹھے اور چاہا کہ ان کے گلے لگا لیں۔ تاکہ ان کا شک دُور ہو مگر دُور اس وجہ سے کہ ناک بہ رہا تھا۔ پرے پرے کھینچتے تھے۔ حضرت صاحب سمجھتے تھے۔ کہ شاید اسے تکلیف ہے اسلیئے دُور ہٹتا ہے چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اور وہ پرے پرے کھینچتے تھے اور چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے اسلیئے ہم پاس کھڑے ہنستے جاتے

(۹۴) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہم بچے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام خواہ کام کر رہے ہوں۔ یا کسی اور حالت میں ہوں ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے۔ کہ ابا پیسہ دو اور آپ اپنے رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر ہم کسی وقت کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تھے۔ تو آپ فرماتے تھے کہ میاں میں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ زیادہ تنگ نہ کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا مثلث کا بنا ہوا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ ہلوا لیتے یا کاج میں بند ھوا لیتے تھے۔ اور چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو بوجہ کسی بعض اوقات لٹک آتا تھا۔ اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اسلیئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جائے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی۔ تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔

(۹۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب کو سِل ہو گئی اور چھ ماہ تک بیمار رہے۔ اور بڑی نازک حالت ہو گئی۔ حتّٰی کہ زندگی سے ناامیدی ہو گئی۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے چچا آپ کے پاس آکر بیٹھے۔ اور کہنے لگے کہ دُنیا میں یہی حال ہے۔ سبھی نے مرنا ہے۔ کوئی آگے گزر جاتا ہے۔ کوئی پیچھے جاتا ہے اس لیئے

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 54، 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے | یہ حوالہ صفحہ 82 پر درج ہے

کہ باوجود صدہا موانع اور موانع کے محض خدا تعالیٰ کی نصرت اور مدد نے اس حصہ کو خلعتِ وجود بخشا۔ چنانچہ اس حصہ کے چند اوائل ورق کے ہر ایک صفحہ کے سر پر نصوت الحق لکھا گیا مگر پھر اس خیال سے کہ تا یاد دلایا جائے کہ یہ وہی براہین احمدیہ ہے جس کے پہلے چار حصے طبع ہو چکے ہیں بعد اسکے ہر ایک سر صفحہ پر براہین احمدیہ کا حصہ پنجم لکھا گیا۔ پہلے پچاس حصے لکھنے کا ارادہ تھا مگر پچاس سے پانچ پر اکتفاء کیا گیا۔ اور چونکہ پچاس اور پانچ کے عدد میں صرف ایک نقطہ کا فرق ہے اسلئے پانچ حصوں سے وہ وعدہ پورا ہو گیا۔

دوسرا سبب اس التوا کا جو تیئیس برس تک حصہ پنجم لکھا نہ گیا یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کو منظور تھا کہ اُن لوگوں کے دلی خیالات ظاہر کرے جن کے دل مرض بدگمانی میں مبتلا تھے اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔ کیونکہ اسقدر دیر کے بعد خدا طبع ہونگ بدگمانی میں بڑھ گئے۔ یہاں تک کہ بعض ناپاک فطرت گالیوں پر اُتر آئے اور چار حصے اس کتاب کے جو طبع ہو چکے تھے کچھ تو مختلف قیمتوں پر فروخت کئے گئے تھے اور کچھ مفت تقسیم کئے گئے تھے۔ پس جن لوگوں نے قیمتیں دی تھیں اکثر نے گالیاں بھی دیں اور اپنی قیمت بھی واپس لی۔ اگر وہ اپنی جلد بازی سے ایسا نہ کرتے تو اُن کے لئے اچھا ہوتا۔ لیکن اس قدر دیر سے اُن کی فطرتی حالت آزمائی گئی۔

اس دیر کا ایک یہ بھی سبب تھا کہ تا خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر ظاہر کرے کہ یہ کاروبار اُس کی مرضی کے مطابق ہے اور یہ تمام الہام جو براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں لکھے گئے ہیں یہ اُسی کی طرف سے ہیں نہ انسان کی طرف سے۔ کیونکہ اگر یہ کتاب خدا تعالیٰ کی مرضی کے مطابق نہ ہوتی اور یہ تمام الہام اُس کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ امر خدائے عادل قدوس کی عادت کے برخلاف تھا کہ جو شخص

براہین احمدیہ حصہ پنجم دیباچہ صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 9 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 83 پر درج ہے

Back

۴۶۷

اور ثابت قدمی اور رُوحانی زندگی اور استقامت اور اخلاق نبوت عطا کرتا ہے۔ اسلئے وہ معمولی دُنیا داروں کی طرح اس مالی صدمہ کی برداشت نہ کرسکے اور اسی غم کے دن بدن کوفتہ ہوکر انکی رُوح تحلیل ہوتی گئی۔ یہانتک کہ یہ مُردار دُنیا جسکو وُہ بڑا مدعا سمجھتے تھے۔ ایک دم میں ان سے جُدا ہوگیا۔ گویا وُہ کبھی دُنیا میں نہیں آئے تھے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ جیساکہ غموم اور صدمۂ مالی کے وقت میں دِلی کمزوری ان سے ظہور میں آئی۔ اور اس مصیبت سے غشی بھی ہوگئی اور آخر اسی میں انتقال فرماگئے۔ ایسا ہی دُوسرے پہلو کی وجہ سے یعنے جب انکو دُنیا کی عزت اور مرتبت اور عروج اور ناموری حاصل ہوئی۔ تو ان ایام میں بھی اُن سے اس دوسرے رنگ میں سخت کمزوری ظہور میں آئی۔ انکے وقت میں خدا نے یہ آسمانی سلسلہ پیدا کیا۔ مگر اُنھوں نے اپنی دُنیوی عزت کی وجہ سے اِس سلسلہ کو ایک ذرہ عظمت کی نظر سے نہیں دیکھا۔ بلکہ اپنے ایک خط میں کسی اپنے رو آشنا کو لکھا کہ یہ شخص جو ایسا دعویٰ کرتا ہے۔ بالکل ہیچ ہے اور اسکی تمام کتابیں لغو اور بے سود اور باطل ہیں۔ اور اس کی تمام باتیں نارراستی سے بھری ہوئی ہیں۔ حالانکہ سرسید صاحب اِس بات سے بکلی محروم رہے کہ کبھی میرے کسی چھوٹے سے رسالہ کو بھی اوّل سے آخر تک دیکھیں۔ وُہ غصے کے وقت میں دُنیوی رعونت سے ایسے مدہوش تھے کہ ہر ایک کو اپنے پیروں کے نیچے کچلتے تھے اور یہ دِکھلاتے تھے کہ گویا انکو دُنیوی حیثیت کے رُو سے ایسا عروج ہے کہ انکا کوئی بھی ثانی نہیں۔ ہنسی اور ٹھٹھا کرنا اکثر انکا شیوہ تھا۔ جب میں ایکدفعہ علیگڈھ میں گیا۔ تو مجھ سے بھی اِسی رعونت کی وجہ سے جس کا محکم بُوہ انکے دِل میں مستحکم ہوچکا تھا ہنسی ٹھٹھا کیا۔ اور یہ کہا کہ آؤ۔ میں مُرید بنتا ہوں اور آپ مُرشد بنیں اور حیدرآباد میں چلیں اور کچھ جھوٹی کرامات

۲۳۹

ترياق القلوب صفحہ 339، 340 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 467، 468 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 85 پر درج ہے

Back

۴۶۸

دکھائیں اور میں تعریف کرتا پھروں گا۔ تب ریاست اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے ایک لاکھ روپیہ دے دیگی۔ اس میں دو حصے میرے اور ایک حصہ آپ کا ہوا۔" گویا اس تقریر میں وہ ٹھگ جو سادھو کہلاتے ہیں مجھے قرار دیا۔ ایسا ہی اور کئی باتیں تھیں جن کا اب انکی وفات کے بعد لکھنا بے فائدہ ہے۔ اس قدر تحریر سے غرض یہ ہے کہ اس پہلو کی کمزوری بھی ان میں موجود تھی جو دولت اور عزت اور ناموری تک پہنچکر تکبر اور رنخوت اور رعونت اور خود پسندی کے رنگ میں ظہور میں آتی ہے۔ اور یہ اُن کا قصور نہیں ہے بلکہ ہر ایک دنیادار کا یہی حال ہے کہ وہ دو قسم کی کمزوری اپنے اندر رکھتا ہے۔ مثلاً ایک شخص جو مولوی کے خطاب سے مشہور ہے۔ وہ اپنے تئیں مولوی کہلا کر نہیں چاہتا کہ دوسرے کا عزت سے نام بھی لے۔ بلکہ اسکی بڑی مہربانی ہوگی۔ اگر وہ دوسرے کو منشی بھی کہدے۔ بہت سے دولتمند رئیس یا مسلمان حکام ہیں۔ وہ اس بات کو اپنے لئے سخت عار سمجھتے ہیں کہ کسی کو السلام علیکم کا جواب دیں اور اگر کوئی السلام علیکم کہے تو بہت بُرا مانتے ہیں۔ اور اگر ممکن ہو تو سزا دیدیں۔ یہ تمام کمزوری کے طریق ہیں۔ اور اس کو چراغ نبوت سے روشنی لینے والے اخلاقی کمزوری سے نامزد کرتے ہیں۔ غرض سید احمد خاں صاحب کی موت بھی آخر کمزوری کی وجہ سے ہوئی۔ خدا اُن پر رحم کرے۔

اب ہم اس اشتہار مورخہ ۱۲۔ مارچ ۱۸۹۷ء کو جس میں سید احمد خاں صاحب کی موت کی نسبت پیشگوئی ہے۔ بعینہٖ اس جگہ درج کر دیتے ہیں۔ اور یہ اشتہار لاکھوں انسانوں میں مشتہر ہو چکا ہے۔ اور ہم بہت سے لوگوں کو قبل از وقت زبانی کہہ چکے ہیں کہ ہمیں خدا تعالیٰ نے معلوم کرا دیا ہے۔ کہ اب عنقریب سید صاحب فوت ہو جائیں گے۔ اور اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

۳۴۰

تریاق القلوب صفحہ 339، 340 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 467، 468 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 85 پر درج ہے

مگر جو وجود لوگوں کے لئے مفید ہے میں اُسکو دیر تک رکھوں گا۔ تجھے ایسا غلبہ دیا جائیگا جس کی تعریف ہوگی اور کاذب کا خدا دشمن ہے اُس کو جہنم میں پہنچائے گا۔ ایک موسیٰ ہے میں اُسکو ظاہر کرونگا۔ اور لوگوں کے سامنے اُس کو عزت دُونگا۔ لیکن جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اُس کو گھسیٹوں گا اور اُسکو دوزخ دکھلاؤں گا۔ میرا دشمن ہلاک ہوگیا اور اب معاملہ اُس کا خدا سے جا پڑا یعنی ہلاک ہو جائیگا۔ اے چاند اور اے سورج تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے عنقریب خدا تجھے وہ انعام دیگا کہ تو راضی ہو جائے گا۔

یہ وہ الہامات ہیں جو عصائے موسیٰ کے الہامات شائع ہونے کے بعد مجھ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے اس چھ برس کی مدت میں ہوئے جب سے کتاب عصائے موسیٰ تصنیف ہو کر شائع ہوئی ہے۔ اسی وقت سے یہ الہامات شروع ہوئے اور یہ سب الہامات بابو صاحب کی موت سے پہلے کے ہیں۔ اب ناظرین عصائے موسیٰ کے الہامات اور اُن الہامات کا مقابلہ کر کے خود ہی بتلاویں کہ انجام کار یہ الہامات سچے ہوئے یا بابو الٰہی بخش صاحب کے الہام سچے ہوئے۔ ایک منصف کیلئے تو یہ مقابلہ کافی ہے۔ اسی سے سچا جھوٹا معلوم ہو جاتا ہے اور اگر نیت میں صفائی نہیں تو ایسے شخص کا فیصلہ خدا تعالیٰ خود کریگا۔ ۱۵۲

نشان نمبر ۱۹۹ و ۲۰۰ و ۲۰۱۔ قادیان کے آریوں نے محض مجھے دُکھ دینے اور بدزبانی کرنے کے لئے ایک اخبار قادیان میں نکالا تھا جس کا نام شبھ چنتک رکھا تھا اور ایڈیٹر اور منتظم اسکے تین آدمی تھے۔ ایک کا نام سوم راج۔ دُوسرے کا نام اچھر چند۔ تیسرے کا نام بھگت رام تھا۔ ان تینوں کی موت سے خدا کے تین نشان ظاہر ہوئے یہ تینوں نہایت درجہ کے موذی اور ظالم تھے۔

جس شخص نے اُن کے اخبار شبھ چنتک کے چند پرچے دیکھے ہونگے وہ اس بات کا اقرار کریگا کہ یہ تمام پرچے بدزبانی اور گندا اور افتراء سے بھرے ہوئے ہیں۔ چنانچہ اخبار مذکور کے پرچہ ۲۲ اپریل ۱۹۰۶ء میں میری نسبت لکھا ہے کہ یہ شخص خود پرست ہے نفس پرست ہے فاسق ہے فاجر ہے۔ اس واسطے گندی اور ناپاک خوابیں اس کو آتی ہیں۔

پھر پرچہ ۱۵ مئی ۱۹۰۶ء میں لکھا ہے۔ قادیانی مسیح کے الہاموں اور اسکی پیشگوئیوں کی

اصلیت طشت از بام کرنے کا ذمہ اُٹھانے والا ایک ہی پرچہ شبہ چنتک ہے۔ مرزا قادیانی بداخلاق۔ شہرت کا خواہاں بیشکم پرور ہے

اور پھر پرچہ ۲۲ مئی ۱۹۰۰ء میں میری نسبت لکھتا ہے۔ کمبخت کمانے سے عار رکھنے والا۔ مکار اور فریب اور جھوٹ میں مشاق۔ اور پھر پرچہ ۲۲ دسمبر ۱۹۰۰ء میں لکھتا ہے ہم انکی چالاکیوں کو ضرور طشت از بام کرینگے اور ہمیں امید بھی ہے کہ ہم اپنے ارادہ میں ضرور کامیاب ہونگے۔ اور پرچہ ۲۲ دسمبر ۱۹۰۰ء میں لکھا ہے مرزا مکار اور جھوٹ بولنے والا ہے مرزائی جماعت کے لوگ بدچلن اور بدمعاش ہیں۔ غرض ہر ایک پرچہ اُن کا ناپاک گالیوں سے بھرا ہوا نکلتا رہا ہے۔ ۱۵۲

میں نے کئی مرتبہ جناب الٰہی میں دُعائیں کیں کہ خدا اس اخبار کے کارکنوں کو نابود کرکے اس فتنہ کو درمیان سے اُٹھادے چنانچہ کئی مرتبہ مجھے یہ خبر دی گئی کہ خدا تعالیٰ ان کی بیخکنی کریگا۔ زیادہ تر میرے پر ناگوار یہ امر تھا کہ چونکہ یہ لوگ قادیان میں رہتے تھے اس لئے ان کے قرب مکانی کی وجہ سے ان کے جھوٹ کو بطور سچ کے دیکھا جاتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے خود بھی اپنے اخبار یکم مارچ ۱۹۰۰ء میں محض دھوکا دینے کے لئے یہ شایع کیا ہے کہ ہم نے ..... پندرہ سال تک متواتر پہلو بہ پہلو ایک ہی قصبہ میں اُن کے ساتھ رہ کر اُن کے حال پر غور کی تو اتنی غور کے بعد ہمیں یہی معلوم ہوا کہ یہ شخص درحقیقت مکار۔ خود غرض۔ عشرت پسند۔ بدزبان۔ وغیرہ وغیرہ ہے"۔ اب ظاہر ہے کہ جو لوگ پندرہ سال کی ہمسایگی کا دعویٰ کرکے یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ شخص درحقیقت مکار اور مفتری ہے ایسے لوگوں کی گواہی کا کس قدر دلوں پر اثر پڑ سکتا ہے۔ پھر اسی پرچہ میں لکھا ہے کہ نشان تو ہم نے اس مدت تک کوئی نہیں دیکھا البتہ یہ دیکھا ہے کہ یہ شخص ہر روز جھوٹے الہام بناتا ہے ایک لاثانی بیوقوف ہے۔

پس یہی باعث تھا کہ مجھے ان لوگوں کے حق میں بددُعائیں کرنی پڑیں۔ آخر میں نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام ہے قادیان کے آریہ اور ہم اس رسالہ کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ قادیان کے دو آریہ جن میں سے ایک کا نام شرمپت اور دوسرے کا نام ہے ملاوامل۔ یہ

حوالہ نمبر 78

کی پیشگوئی پوری ہوئی۔

غافل مشو گر عاقلی دریاب کر صاحبدلی ؎ شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

آئینہ کمالات اسلام کے شائقین کیلئے اطلاع

اس وقت ایک کتاب آئینہ کمالات اسلام نام سے تالیف کی ہے جس میں بڑی تحقیق و تدقیق سے اسلام اور قرآن کریم کی خوبیوں اور کمالات کا بیان ہے۔ اور علاوہ اس کے مخالفین مذہب کے عقاید باطلہ کا رد ہے اور فرقہ نیچریہ کے خیالات باطلہ کا بھی اچھی طرح استیصال کیا گیا ہے ضخامت اس کی ساڑھے چھ سو صفحہ سے زیادہ ہے قیمت دو روپیہ اور محصول علاوہ ہے۔ اور ماسوا اس کے مفصلہ ذیل کتابیں بھی موجود ہیں۔ فتح اسلام۔ توضیح مرام۔ ازالہ اوہام محصول علاوہ ہے اور فتح اسلام اور توضیح مرام کی قیمت آٹھ آٹھ آنہ تھی۔ اب ہم نے چار چار آنہ کم کر دیئے ہیں۔

المشتہر

مرزا غلام احمد قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب

(مطبوعہ ریاض ہند پریس قادیان)

مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 359 طبع جدید از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 86 پر درج ہے

Back

(۴۱)

اشتہار

چونکہ رسالہ سراج منیر جو پیشگوئیوں پر مشتمل ہوگا۔ چودہ سو روپیہ کی لاگت سے چھپے گا۔ اس لیے چھپنے سے پہلے خریداروں کی درخواستیں آنا ضروری ہے۔ تا بعد میں دقتیں پیدا نہ ہوں۔ قیمت اس رسالہ کی ایک روپیہ علاوہ محصول ہوگی۔ لہٰذا اطلاع دی جاتی ہے کہ جو صاحب بہ ارادہ سراج منیر کو خریدنا چاہتے ہیں۔ وہ اپنی درخواست مع پتہ سکونت وغیرہ کے ارسال فرمائیں۔ جب ایک حصہ کافی درخواستوں کا آجائے گا تو طبع امور کتاب کا طبع ہونا شروع ہو جائے گا۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

خاکسار غلام احمد از قادیان

جن صاحبوں کو اس رسالہ کی ضرورت ہو وہ اپنا نام معہ پتہ ونشان نقشہ ذیل میں لکھ دیں

نمبر شمار	نام	پتہ ونشان	العبد
۱			
۲			
۳			
۴			
۵			
۶			
۷			
۸			
۹			
۱۰			

اطلاع ضروری۔ ایک کتاب ۱۔ جواب مسیٔ بہ شحنہ حق جس میں ویدک فلاسفی اور آریہ مذہب کی حقیقت صاف صاف اور کافی طور سے کھول دی گئی ہے۔ چھپ کر تیار ہو چکی ہے۔ قیمت اس کتاب کی ۱۲ علاوہ محصول ڈاک مقرر ہوئی ہے جس صاحب کو منظور ہو بارسال قیمت نقد یا ویلیو پے ایبل پارسل طلب کرے۔

(یہ اشتہار جو تاریخ دہم ماہ ربیع ۱۳۰۰ھ کے ایک صفحہ کا ہے)

۴

اشتہار کتاب آئینہ کمالات اسلام

یا ایھا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم

اے ایمانداروا اگر تم اللہ تعالیٰ کی مدد کرو تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔

اے عزیزاں مدد دین متین آں کارے ست — کہ بصد زہد میسر نہ شود انساں را

واضح ہو کہ یہ کتاب جس کا نام ثانی عنوان میں درج ہے۔ ان دنوں میں اس عاجز نے اس غرض سے لکھی ہے کہ دُنیا کے لوگوں کو قرآن کریم کے کمالات معلوم ہوں اور اسلام کی اعلیٰ تعلیم سے ان کو اطلاع ملے اور میں اس بات سے شرمندہ ہوں کہ میں نے یہ کہا کہ میں نے اسکو لکھا ہے کہ یہ نکتہ میں دیکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اوّل سے آخر تک اسکے لکھنے میں آپ مجھ کو عجیب در عجیب مدد میں دی ہیں اور وہ عجیب لطائف و نکات اس میں بھر دیئے ہیں کہ جو انسان کی معمولی طاقتوں سے بہت بڑھ کر ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ اس نے یہ اپنا ایک نشان دکھلایا ہے تا کہ معلوم ہو کہ وہ کیونکر اسلام کی غربت کے زمانہ میں اپنی خاص تائیدوں کے ساتھ اسکی حمایت کرتا ہے اور کیونکر ایک عاجز انسان کے دل پر تجلی کر کے لاکھوں آدمیوں کے متصلبوں کو خاک میں ملاتا اور انکے حملوں کو پاش پاش کر کے دکھلا دیتا ہے۔ مجھے یہ بڑی خواہش ہو کہ مسلمانوں کی اولاد اور اسلام کے شرفاء کی ذریت جس کے سامنہ نئے علوم کی لغزشیں دن بدن بڑھتی جاتی ہیں۔ اس کتاب کو دیکھیں۔ اگر مجھے وسعت ہوتی تو میں تمام جلدیں کو مفت بلفظہ تقسیم کرتا۔ عزیزو! یہ کتاب قدرت حق کا ایک نمونہ ہے اور انسان کی معمولی کوششیں نہ دیکھو اس قدر ذخیرہ معارف کا پیدا نہیں کر سکتیں۔ اسکی ضخامت چھ سو صفحہ کے قریب ہے اور کاغذ عمدہ اور کتاب خوشخط اور قیمت دو روپیہ اور محصول علاوہ ہے اور یہ صرف ایک حصہ ہے اور دوسرا حصہ الگ طبع ہوگا اور قیمت اُسکی الگ ہوگی۔ سبھی علوم حقائق و معارف قرآنی اور لطائف کتاب رب عزیز کے ایک وافر حصہ اُن پیشگوئیوں کو بھی موجود ہے جن کو آوّل سراج منیر میں شائع کرنے کا ارادہ تھا۔ اور میں اس بات پر راضی ہوں کہ اگر خریداران کتاب میری اس تعریف کو خلاف واقعہ پاویں تو کتاب مجھے واپس کر دیں بھی بلا توقف انکی قیمت واپس بھیجدونگا لیکن یہ شرط ضروری ہے کہ کتاب کو دو ہفتہ کے اندر واپس کریں اور دست مالیدہ اور داغی نہ ہو۔

اخیر میں یہ بات بھی لکھنا چاہتا ہوں کہ اس کتاب کی تحریر کے وقت دو دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مجھ کو ہوئی اور آپ نے اس کتاب کی تالیف پر بہت مسرت ظاہر کی اور ایک رات یہ بھی دیکھا کہ ایک فرشتہ بلند آواز سے لوگوں کے دلوں کو اس کتاب کی طرف بلاتا ہے اور کہتا ہے ھٰذا کتاب مبارک فقوموا للاجلال والاکرام یعنے یہ کتاب مبارک ہے اسکی تعظیم کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔ اب گذارش مدعا یہ ہے کہ جو صاحب اس کتاب کو خریدنا چاہیں وُہ بلا توقف مصمم ارادہ سے اطلاع بخشیں تا کہ کتاب بذریعہ وی پی ایبل اُن کی خدمت میں روانہ کی جائے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

(مطبوعہ ریاض ہند قادیان)

۶۵۲

۲۱۸

تو دوسرا دعویٰ خود چھوڑ دوں گا۔ اور ان تمام نشانوں کی پرواہ نہیں کروں گا جو میرے اس دعوے کے مصدق ہیں کیونکہ قرآن کریم سے کوئی حجت بڑھ کر نہیں۔ وما اوتیتم من شیئ فمتاع الحیوٰۃ الدنیا وما عند اللہ خیر وابقیٰ فردوہ الی اللہ والرسول فبای حدیث بعد اللہ و اٰیاتہ یؤمنون۔ میں ایک ہفتہ تک اس اشتہار کے شایع ہونے کے بعد حضرات موصوف کے جواب باصواب کا انتظار کروں گا۔ اور اگر وہ شرائط مذکورہ بالا کو منظور کر کے مجھے طلب کریں تو جس جگہ چاہیں میں حاضر ہو جاؤں گا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

اور کتاب ازالہ اوہام کے خریداروں پر واضح ہو کہ میں بلی ماروں کے بازار میں کوٹھی نواب لوہارو والی میں فروکش ہوں اور ازالہ اوہام کی جلدیں میرے پاس موجود ہیں۔ جو صاحب تین روپیہ قیمت داخل کریں۔ وہ خرید سکتے ہیں۔

والسلام

المشتہر

خاکسار غلام احمد قادیانی حال وارد دہلی

بازار بیماران کوٹھی نواب لوہارو۔ ۲۰ اکتوبر ۱۸۹۱ء

۵۰

اشتہار ضروری

کتاب براھین احمدیہ حصہ چہارم کی قیمت جو بالفعل دس روپیہ قرار پائی ہے وہ صرف مسلمانوں کے لیے کسی درجہ کی تخفیف اور رعایت ہے کہ جن کو بشرط وسعت اور طاقتِ مالی کے اعانت دینِ متین میں کسی نوع کا دریغ نہیں۔ لیکن جو صاحب کسی اور مذہب یا ملت کے پابند ہو کر اس کتاب کو خریدنا چاہیں تو چونکہ اعانت کی ان سے کچھ توقع نہیں لہٰذا ان سے وہ پوری پوری قیمت لی جائے گی جو حصہ اولیٰ کے اعلان میں شایع ہو چکی ہے۔

المشتہر

مؤلف براھین احمدیہ

اشتہار متمم براہین احمدیہ جلد دوم ۱۸۸۸ء — مطبوعہ سفیر ہند پریس لاہور

بھی پیش کرتے ہیں کہ وہ سچی بھی ہوگئیں۔ تو ایسے تناقض اور باہمی تکذیب اور انکار کو دیکھکر وہ لوگ سخت ٹھوکر کھاتے ہیں۔ کیونکہ جب خدا ایک ہے تو کیونکر ممکن ہے کہ وہ زید کو ایک الہام کرے اور پھر بکر کو اُسکے مخالف کہے اور پھر خالد کو کچھ اور ہی سُنا دے۔ اِس سے تو نادانوں کو خُدا کے وجود میں ہی شک پڑتا ہے۔ غرض یہ امور عام لوگوں کیلئے گھبراہٹ کی جگہ ہیں اور اُنکی نظر میں سلسلہ نبوت اِس سے مشتبہ ہو جاتا ہے اور اس مقام میں عام لوگوں کو حیرت میں ڈالنے والا ایک اور امر بھی ہے اور وہ یہ کہ بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور جوا خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ اُن کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں۔ اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں جن کا پیشہ مُردار کھانا اور رات کا ب جرائم کام تھا۔ اُنہوں نے ہمارے رُوبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اِس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دن رات زناکاری کام تھا اُن کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں اُنہوں نے بیان کیں اور وہ پُوری ہوگئیں۔ اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا کہ نجاست شرک سے مُلوث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں بعض خوابیں اُنکی جیسا کہ دیکھا تھا ظہور میں آگئیں۔ چنانچہ میں اس رسالہ کی تحریر کے وقت ایک قادیان کا ہندو میرے پاس آیا جو قوم کا کھتری تھا اُس نے بیان کیا کہ فلاں سب پوسٹماسٹر کو میں نے دیکھا تھا کہ تبدیلی اُسکی ہو کر پھر ملتوی رہ گئی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اُس ہندو نے مختلف وقتوں میں میرے پاس بیان کیا کہ گئی اور خوابیں بھی میری سچی ہوگئی ہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ ایسے بیانات سے اُسکی کیا غرض تھی اور کیوں وہ بار بار اپنی خوابیں مجھے سُناتا تھا کیونکہ وید کی رُو سے تو خوابوں اور الہاموں پر ٹھہر لگ گئی ہے۔ ایسا ہی ایک بڑا بدذات چور اور زانی بھی جو ہندو تھا اور قید میں ڈالا گیا تھا جیل سے رہائی پاکر کسی اتفاق سے مجھے ملا اور مجھے یاد ہے کہ کسی جُرم سرقہ وغیرہ میں اُس کو کئی سال کی قید ہوئی تھی۔ اُس کا بیان ہے کہ جس صبح کو عدالت سے قید کی سزا کا حکم مجھے دیا جانا تھا جس حکم کی بظاہر کچھ بھی اُمید نہ تھی۔ رات کو خواب میں میرے پر ظاہر کیا گیا کہ میں قید کیا جاؤں گا۔ سو ایسا ہی ظہور

۵

حقیقۃ الوحی صفحہ 3، مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 5 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 88 پر درج ہے

Back

اس لئے دُعا کی گئی۔ ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اُس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اُس کا نام پُوچھا۔ اُس نے کہا نام کچھ نہیں۔ میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہوگا۔ اُس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔ ٹیچی۔ پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنیوالا۔ تب میری آنکھ کھُل گئی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعہ سے اور کیا براہ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال و گمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آگیا چنانچہ جو شخص اسکی تصدیق کیلئے صرف ڈاک خانہ کے رجسٹر ہی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء سے آخیر سال تک دیکھے اُس کو معلوم ہوگا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا۔ ۲۳۳

یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کی مجھ سے یہ عادت ہے کہ اکثر جو نقد روپیہ آنیوالا ہو۔ یا اور چیزیں تحائف کے طور پر ہوں اُن کی خبر قبل از وقت بذریعہ الہام یا خواب کے مجھ کو دیدیتا ہے اور اس قسم کے نشان پچاس ہزار سے کچھ زیادہ ہوں گے۔

۸۴ نشان۔ ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ میں نعمت اللہ ولی کا وہ قصیدہ دیکھ رہا تھا جس میں اُس نے میرے آنے کی بطور پیشگوئی خبر دی ہے اور میرا نام بھی لکھا ہے اور بتلایا ہے کہ تیرھویں صدی کے آخیر میں وہ مسیح موعود ظاہر ہوگا اور میری نسبت یہ شعر لکھا ہے کہ:۔

مہدیٔ وقت و عیسیٰ دوراں ہر دو را شہسوار می بینم

یعنی وہ آنیوالا مہدی بھی ہوگا اور عیسیٰ بھی ہوگا دونوں ناموں کا مصداق ہوگا اور دونوں طور کے دعوے کریگا۔ پس اس اثناء میں میں یہ شعر پڑھ رہا تھا عین پڑھنے کے وقت مجھے یہ الہام ہوا:۔

از پئے آں محمد احسن را تارک روزگار می بینم

یعنی میں دیکھتا ہوں کہ مولوی سید محمد احسن امروہی اسی غرض کیلئے اپنی نوکری سے جو ریاست بھوپال میں تھی علیحدہ ہوگئے تا خدا کے مسیح موعود کے پاس حاضر ہوں اور اُسکے دعوے کی تائید کے لئے خدمت بجالاویں اور یہ ایک پیشگوئی تھی جو بعد میں نہایت صفائی سے ظہور میں آئی۔

۳۴۶

ایسے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ سو ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کرکے اپنی خاص[1] تحریر سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے۔ مگر چاہیئے کہ اس میں لاف گزاف نہ ہو جیسا کہ پہلے بعض سے ظہور میں آیا کہ اپنی زبان پر وہ قائم نہ رہ سکے۔ سو انہوں نے خدا کا گناہ کیا جو عہد کو توڑا۔ اب چاہیئے کہ ہر ایک شخص سوچ کر کچھ کر اس قدر ماہواری چندہ کا اقرار کرے جس کو وہ دے سکتا ہے گو ایک پیسہ ماہواری ہو۔ مگر خدا کے ساتھ فضول گوئی اور دروغ گوئی کا برتاؤ نہ کرے۔ ہر ایک شخص جو مرید ہے اس کو چاہیئے جو اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کر دے خواہ ایک پیسہ ہو اور خواہ ایک دھیلہ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لیے کچھ بھی مدد دے سکتا ہے، وہ منافق ہے۔ اب اس کے بعد وہ سلسلہ میں رہ نہیں سکے گا۔ اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لیے قبول کرتا ہے۔ اور اگر تین ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا اور مشتہر کر دیا جائیگا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کرکے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپرواہی کی اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا، اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہیگا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

المشتہر

میرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان ضلع گورداسپور

۵ مارچ ۱۹۰۲ء

تتمہ

یاد رہے کہ مدرسہ کا قیام اور بقا بھی چونکہ بہت سے مصالح پر مبنی ہے۔ لہٰذا زیں ضروری ہے کہ

---

[1] تعمیم اشتہارات کا یہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک شہر میں چند اشتہار ایک آدمی کی طرف بھیجے جاتے ہیں۔ پس ہر ایک صاحب کو جن کے پاس ان اشتہارات کا پیکٹ پہنچے ادب سے کہ وہ اپنے شہر اور اردگرد کے لوگوں کو جو سلسلہ بیعت میں داخل ہیں اس اشتہار کا مضمون بخوبی سمجھا کر ازمرنو اس سے عہد بیعت کرا لے۔ پھر ان تمام لوگوں کے ناموں کی ایک فہرست مرتب کرکے بھیجدے اگر وہ لوگ خواندہ ہوں تو ان کے دستخط بھی کرا دے۔ منہ

۲؍دسمبر ۱۹۰۵ء

ایک رؤیا اور ایک الہام

رؤیا دیکھا کہ ایک دیوار پر ایک مُرغی ہے۔ وُہ کچھ بولتی ہے۔ سب فقرات یاد نہیں رہے۔ مگر آخری فقرہ جو یاد رہا یہ تھا:

اِنْ کُنْتُمْ مُسْلِمِیْنَ

(ترجمہ) اگر تم مُسلمان ہو۔

اس کے بعد بیداری ہوئی۔ یہ خیال تھا کہ مُرغی نے یہ کیا الفاظ بولے ہیں۔ پھر الہام ہوا:

اَنْفِقُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِنْ کُنْتُمْ مُسْلِمِیْنَ

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرو۔ اگر تم مُسلمان ہو۔

فرمایا کہ:

مُرغی کا خطاب اور الہام کا خطاب ہر دو جماعت کی طرف تھے۔ دونوں فقروں میں ہماری جماعت مخاطب ہے چونکہ آجکل روپیہ کی ضرورت ہے۔ لنگر میں بھی خرچ بہت ہے اور عمارت پر بھی بہت خرچ ہو رہا ہے اس واسطے جماعت کو چاہیئے کہ اس حکم پر توجہ کریں۔

پرندوں میں اِنفاق فی سبیل اللہ کا سبق

فرمایا:

مُرغی اپنے عمل سے دکھاتی ہے کہ کس طرح اِنفاق فی سبیل اللہ کرنا چاہیئے کیونکہ وہ انسان کی خاطر اپنی ساری جان قربان کرتی ہے اور انسان کے واسطے ذبح کی جاتی ہے۔ اسی طرح مرغی نہایت محنت اور مشقت کے ساتھ ہر روز انسان کے واسطے انڈا دیتی ہے۔

ایسا ہی ایک پرند کی مہمان نوازی پر ایک حکایت ہے کہ ایک درخت کے نیچے ایک مسافر کو رات آ گئی۔ جنگل کا ویرانہ اور سردی کا موسم۔ درخت کے اوپر ایک پرند کا آشیانہ تھا۔ خراد مادہ آپس میں گفتگو کرنے لگے کہ یہ غریب الوطن آج ہمارا مہمان ہے اور سردی زدہ ہے۔ اس کے واسطے ہم کیا کریں؟ سوچ کر ان میں یہ صلاح قرار پائی کہ ہم اپنا آشیانہ توڑ کر نیچے پھینک دیں اور وہ اس کو جلا کر آگ تاپے؛ چنانچہ انہوں نے کہا کہ یہ بھوکا ہے اس کے واسطے کیا دعوت تیار کی جائے۔ اور تو کوئی چیز

یہ حوالہ صفحہ 90 پر درج ہے

ملفوظات جلد چہارم، صفحہ 582، طبع جدید، از مرزا قادیانی

Back

کو بھی اِن دنوں میں خارش کی تکلیف ہوگئی تھی۔

(۳۴۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت والدہ صاحبہ کا نام حضرت عبداللہ بیگم ہے اور والدہ صاحبہ فرماتی ہیں کہ ان کا مہر میر صاحب کی تجویز پر گیارہ سو روپیہ مقرر ہوا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ہمارے نانا جان صاحب کا نام میر ناصر نواب ہے۔ میر صاحب خواجہ میر درد صاحب دہلوی کے خاندان سے ہیں اور پنجاب کے محکمہ نہر میں ملازم تھے۔ اور قریباً عرصہ پچیس سال سپرنٹنڈنٹ رہے۔ شروع شروع میں میر صاحب نے حضرت مسیح موعود کی کچھ مخالفت کی تھی۔ لیکن جلد ہی تائب ہو کر بیعت میں شامل ہوگئے۔

(۳۴۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ سنوری نے کہ پٹیالہ میں خلیفہ محمد حسین صاحب وزیر پٹیالہ کے مصاحبوں اور ملاقاتیوں میں ایک مولوی عبدالعزیز صاحب ہوتے تھے۔ جو کوہ ضلع لدھیانہ کے رہنے والے تھے۔ اُن کا ایک لڑکا تھا۔ جو بڑا امیر کبیر اور صاحب جائداد تھا۔ اور لاکھوں روپے کا مالک تھا مگر اُسکے کوئی لڑکا نہ تھا۔ جو اُس کا وارث ہوتا اُسنے مولوی عبدالعزیز صاحب سے کہا کہ مرزا صاحب سے میرے لئے دُعا کرواؤ کہ میرے لڑکا ہو جاوے مولوی عبدالعزیز نے مجھے بُلا کر کہا کہ ہم تمہیں کرایہ دیتے ہیں۔ تم قادیان جاؤ اور مرزا صاحب سے اس بارہ میں خاص طور پر دُعا کے لئے کہو۔ چنانچہ میں قادیان آیا اور حضرت صاحب سے سارا ماجرا عرض کر کے دُعا کیلئے کہا۔ آپ نے اسکے جواب میں ایک تقریر فرمائی۔ جس میں دُعا کا فلسفہ بیان کیا اور فرمایا کہ محض رسمی طور پر دُعا کے لئے ہاتھ اُٹھا دینے سے دُعا نہیں ہوتی بلکہ اسکے لئے ایک خاص قلبی کیفیت کا پیدا ہونا ضروری ہوتا ہے جب آدمی کسی کے لئے دُعا کرتا ہے تو اُسکے لئے ان دو باتوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ یا تو اس شخص کیساتھ کوئی ایسا گہرا تعلق اور رابطہ ہو کہ اُسکی خاطر دل میں ایک خاص درد اور گداز پیدا ہو جائے۔ جو دُعا کے لئے ضروری ہے اور یا اس شخص نے کوئی ایسی دینی خدمت کی ہو کہ جسپر دل اُسکے لئے دُعا کرنے لگے۔ مگر یہاں نہ تو ہم اس شخص کو جانتے ہیں۔ اور نہ اس نے کوئی دینی خدمت کی ہے۔ کہ اس کے لئے ہمارا دل پگھلے۔ پس آپ جا کر اسے یہ کہیں۔ کہ دعا سلسلہ کی خدمت کے لئے ایک لاکھ روپیہ دے یا دینے کا وعدہ کرے۔ پھر ہم اس کیلئے دعا کرینگے۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ بھر اللہ اسے ضرور لڑکا دیدیگا۔ میاں عبداللہ صاحب کہتے ہیں کہ میں نے جا کر یہی جواب دیدیا۔ مگر وہ خاموش ہو گئے۔ اور آخر وہ شخص لاولد ہی مر گیا۔ لہٰذا اسکی جائداد اسکے دور نزدیک کے رشتہ داروں میں کئی جگہوں اور متعدد حصوں کے بعد تقسیم ہو گئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی رحیم بخش صاحب اب کچھ عرصہ ہوا فوت ہو چکے ہیں۔ ان کا گاؤں تھونڈی جسکاں قادیان سے چار میل کے فاصلہ پر جانب غرب واقع ہے۔ اور خدا کے فضل سے اس گاؤں کا بیشتر حصہ احمدی ہے۔

۷۹۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میر شفیع احمد صاحب محقق دہلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک عرب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا فریقہ کے بندروں کے اور افریقن لوگوں کے لطیفے سنانے لگا۔ حضرت صاحب بیٹھے ہوئے ہنستے رہے۔ آپ نہ تو کبیدہ خاطر ہوئے اور نہ ہی اس کو ان لطیفوں کے بیان کرنے سے روکا کہ میرا وقت ضائع ہو رہا ہے۔ بلکہ اس کی دلجوئی کے لئے اخیر وقت تک خندہ پیشانی سے سنتے رہے۔

۷۹۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایام جلسہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طبیعت کچھ علیل تھی۔ مگر جب آپ نے سیر فرماتے وقت دیکھا کہ بہت سے لوگ آگئے ہیں۔ اور سننے کی خواہش سے آئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ چونکہ دوست سننے کی نیت سے آئے ہیں۔ اس لئے اب اگر کچھ بیان نہ کروں تو گناہ ہوگا۔ لہذا آج کچھ بیان کرونگا۔ اور فرمایا۔ لوگوں میں اطلاع کر دیں۔

۷۹۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سوال کیا کہ ہم اپنے گاؤں میں دو شخص احمدی ہیں کیا ہم جمعہ پڑھ لیا کریں۔ حضور نے مولوی محمد احسن صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کیوں مولوی صاحب؟ اس پر مولوی صاحب نے کہا۔ جمعہ کے لئے جماعت شرط ہے۔ اور حدیث شریف سے ثابت ہے کہ دو شخص بھی جماعت ہیں۔ لہذا جائز ہے۔ حضور علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا کہ فقہاء نے کم از کم تین آدمی لکھے ہیں۔ آپ جمعہ پڑھ لیا کریں۔ اور تیسرا آدمی اپنے بیوی بچوں میں سے شامل کر لیا کریں۔

۷۹۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب بی۔ اے نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا۔ کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں شاہ نشین پر رونق افروز تھے۔ میں نے عرض کی کہ بعض لوگوں نے میرے سامنے اعتراض کیا تھا کہ پنڈت لیکھرام اور عبداللہ آتھم کی پیشگوئیاں خدا کی طرف سے نہیں تھیں بلکہ انسانی دماغ اور منصوبہ

کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آخری سفر میں لاہور جانے کا ارادہ فرمایا۔ اور سامان اور سواری وغیرہ کا انتظام ہو چکا۔ تو رات کو میاں شریف احمد صاحب کو بخار ہو گیا حضور کو رات کے وقت یہ الہام ہوا "مُبارک ایمن از بازئ روزگار" جو آپ نے صبح کو سُنایا۔ آپ نے حکم دیا۔ کہ آج کا جانا ملتوی کر دو کل کو دیکھا جائیگا۔ اور حضور علیہ السلام نے پہلے بھی لکھدیا ہوا تھا کہ مجھکو اللہ تعالےٰ سے مطلع کیا جا چکا ہے کہ اب میری عمر قریب الاختتام ہے۔ دوسرے روز حضور تشریف لے گئے اور وہاں لاہور میں ہی حضور کا انتقال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس فارسی الہام کے یہ معنی ہیں کہ زندگی کی چال سے امن میں نہ رہ کہ یہ دھوکہ دینے والی چیز ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ لاہور جا کر حضرت صاحب کو اپنی وفات کے متعلق اس سے بھی زیادہ واضح الہام ہوئے تھے۔ مثلاً ایک الہام یہ تھا کہ "مکن تکیہ بر عمر ناپائدار" یعنی اس ناپائدار عمر پر بھروسہ نہ کر کہ یہ اب ختم ہو رہی ہے۔ اور ایک الہام جو غالباً آخری الہام تھا یہ تھا کہ الرحیل ثم الرحیل یعنی اب کوچ کا وقت آگیا ہے کوچ کا وقت آگیا ہے۔ اس الہام کے چار پانچ روز کے بعد آپ انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۵۳۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ سفر ملتان کے دوران میں حضرت صاحب ایک رات لاہور میں شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم کے ہاں بطور مہمان ٹھہرے تھے۔ ان دنوں لاہور میں ایک کمپنی آئی ہوئی تھی۔ اس میں قدِ آدم موم کے بنے ہوئے مجسمے تھے۔ جن میں بعض پرانے زمانہ کے تاریخی بُت تھے اور بعض میں انسانی جسم کے اندرونی اعضاء طبعی رنگ میں دکھائے گئے تھے۔ شیخ صاحب مرحوم حضرت صاحب کو اور چند احباب کو وہاں لے گئے اور حضور نے وہاں پھر کر تمام نمائش دیکھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ملتان کا سفر ۱۹۰۷ء میں ہوا تھا۔ اور حضور کو وہاں ایک شہادت کے لئے جانا پڑا تھا۔

۵۴۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کی زندگی کے آخری سالوں میں ایک شخص میاں کریم بخش نامی بیعت میں داخل ہوا۔ اور قادیان میں ہی رہ پڑا۔ یہ شخص بڑا کاریگر باورچی تھا۔ حضرت صاحب جب کبھی اُسے کھانے کی فرمائش کرتے۔ تو اس کا کمال

۱۰۵

پس پہلے اس بات کو پیدا کرو۔ پھر اس کے ثمرات خود بخود حاصل ہوں گے۔

ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ بُری چیزیں ہیں یا بُرا طریق ہے۔ نہیں نہیں۔ اصل مطلب یہ ہے کہ بداستعمالی بُری شے ہے۔ بیمار کا فرض یہ ہے کہ وہ اوّل علاج کرائے نہ یہ کہ علاج تو کرائے نہیں اور کہے مجھے الف لیلہ کی سیر کے دو چار ورق سُنا دو۔ اسی طرح کشوف اور رؤیا روحانی سیر ہیں۔ جب رُوحانی بیماریوں کا علاج ہو جاوے گا اور رُوحانی صحت درست ہو گی اس وقت سیر بھی مفید ہو گی۔

جب انسان اپنے نفس کو کھو دیتا ہے اور غیر اللہ کی طرف التفات نہیں رہتی اور کسی کو اپنی نظر میں نہیں دیکھتا اور خدا ہی کو دیکھتا اور اس کو ہی سُناتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ بھی اس کو سُناتا ہے مگر وہ لوگ جن کے باوجود یہ دوکان بوتے ہیں مگر وہ حرص، ہوا، فتنہ، کینہ وغیرہ ہر قسم کی طاقتوں کی باتیں سُنتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی بات کیونکر سُن سکتے ہیں۔ ہاں ایک قوم ہوتی ہے جو باقی سب کو ذبح کر ڈالتے ہیں اور سب طرف سے کانوں کو بند کر لیتے ہیں۔ نہ کسی کی سُنتے ہیں نہ کسی کو سُناتے ہیں۔ نہیں ہی خدا بھی اپنی سناتا ہے اور ان کی سُنتا ہے اور وہی مبارک ہوتا ہے پس اگر اس قوم میں داخل ہونا چاہتے ہو تو ان کے نقشِ قدم پر چلو۔ جب تک یہ بات پیدا نہ ہو اپنی آوازوں اور خوابوں پر ناز نہ کرو۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ رویا میں الصفات اعلام اور حدیث النفس کا ذکر موجود ہے۔ یہ کوئی چیز نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک تو حمل حقیقی ہوتا ہے جب مدتِ مقررہ نو ماہ گذر جاتے ہیں تو لڑکا یا لڑکی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک اس کے مقابلہ میں حمل کاذب ہوتا ہے بعض عورتیں رات دن اولاد کی خواہش کرتی رہتی ہیں جس سے رجاء کی مرض پیدا ہو جاتی ہے اور جھوٹا حمل ہو کر پیٹ پھولنے لگتا ہے اور حمل کی علامات

---

* بدر سے:۔ "خوابوں کے ذریعہ سے کوئی شخص نجات نہیں پا سکتا۔ یہ طریق بُرا نہیں مگر اس کی بداستعمالی نقصان رساں ہے۔" (بدر جلد ۶ نمبر ۱ و ۲ صفحہ ۱۶)

† بدر سے:۔ "بیمار کو چاہیئے کہ اوّل اپنا علاج کرائے۔ اگر بیمار اپنا علاج نہ کرے اور چند قطعے سُننے لگ جاوے تو اس سے وہ اچھا نہ ہو جائے گا۔ ایک شخص جو اپنی خراب صحت کے سبب دو چار روز میں مرنے والا ہے اگر وہ کہے کہ میں ہر یکے کی سیر کے وسطے جاتا ہوں تا کہ دُنیا کے عجائبات دیکھوں تو یہ اس کی نادانی ہے۔ اس کو تو چاہیئے کہ اوّل اپنا علاج کرائے۔ جب تندرست ہو جائے تو پھر سیر بھی کر سکتا ہے۔ حالتِ بیماری میں تو سیر و سیاحت و بھی نقصان رساں ہو گی۔" (بدر حوالہ مذکور)

‡ بدر سے:۔ "ایک کان جو ہزاروں طرف لگا ہوا ہے اور شرک کے ساتھ بھرا ہوا ہے اور جذباتِ نفسانی اور ہوا و ہوس کی تابعیت میں پڑے وہ کیونکر خدا تعالیٰ کے کلام کو سُن سکتا ہے۔" (بدر حوالہ مذکور)

ظاہر ہوتی ہیں لیکن نو ماہ کے بعد پانی کی مشک نکل جاتی ہے۔ ایسا ہی حال ان کشوف اور خوابوں کا ہے جبتک انسان محض خدا ہی کا نہ ہو جاوے۔ یہ کچھ بھی چیز نہیں۔ انسان کی عزت اسی میں ہے اور یہی سب سے بڑی دولت اور نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ جب وہ خدا کا مقرب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہزاروں برکات اس پر نازل کرتا ہے زمین سے بھی اور آسمان سے بھی اس پر برکات اُترتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتکنی کے لیے قریش نے کس قدر زور لگایا۔ وہ ایک قوم تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا۔ مگر دیکھو! کون کامیاب ہوا۔ اور کون نامراد رہے۔

نصرت اور تائید خدا تعالیٰ کے مقرب کا بہت بڑا نشان ہے۔ دوسرے یہ کہ ایسا شخص خزاں کے وقت آتا ہے اور بہار ہو جاتی ہے۔ وہ لوگ جو خدا کی طرف سے نہ ہوں اور اس قسم کی شیخیاں مارنے والے ہوں انکی مثل ایسی ہے جیسے مُردار پر بیٹھے ہوں[1]۔ مگر جو خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے حی و قیوم خدا اس کے ساتھ ہے وہ خود زندہ ہے اُسے زندہ کرے گا۔ وہ اپنے وعدوں کو جو اُس سے کئے ہیں سچا کر دکھائے گا[2]۔

میری نصیحت بار بار یہی ہے کہ جب تک ہو سکے اپنے نفسوں کا بار بار مطالعہ کرو۔ بدی کا چھوڑ دینا یہ بھی ایک نشان ہے اور خدا تعالیٰ ہی سے چاہو کہ وہ تمہیں توفیق دے کیونکہ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ (الصافات: ۹۷) تو تمہیں بھی اس نے ہی پیدا کئے ہیں[3]۔

پھر میں ایک اور نقص بھی دیکھتا ہوں۔ بعض لوگ تھک جاتے ہیں۔ میرے پاس ایسے خطوط آئے ہیں جن میں لکھنے والوں نے ظاہر کیا کہ ہم چار سال یا اتنے سال تک نماز پڑھتے رہے دُعائیں کرتے رہے۔ کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ایسے لوگوں کو میں مُخنّث سمجھتا ہوں تھکنا نہیں چاہیئے۔

گر نبا شد بدست راہ بُردن ؎ شرطِ عشق است در طلب مُردن

میں تو یہاں تک کہتا ہوں اگر تیس چالیس برس گذر جاویں تب بھی تھکے نہیں اور باز نہ آوے خواہ جذبات پڑھتے

---

[1] بدر سے:- "وہ اس مُردار سے کیا حاصل کر سکتا ہے۔" (بدر جلد ۶ نمبر ۱، ۲ صفحہ ۱۶)

[2] بدر سے:- "جبتک خدا تعالیٰ کے وعدے جو اس کے ساتھ ہوتے ہیں پورے نہ ہوں تب تک وہ مرتا نہیں اور اس کے سلسلہ میں کچھ کمی نہیں آتی۔" بدر جلد ۶ نمبر ۱، ۲ صفحہ ۱۶)

[3] بدر سے:- "بدیوں کو چھوڑ دینا کسی کے اختیار میں نہیں۔ اس واسطے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر تہجد میں خدا کے حضور دُعائیں کرو۔ وہی تمہارا پیدا کرنے والا ہے خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ۔ پس وہ کون ہے جو ان بدیوں کو دُور کر کے نیکیوں کی توفیق تم کو دے۔" (بدر حوالہ مذکور صفحہ ۱۶)

اُس کو پیدا کیا جو بموجب قول آریہ سماج کے ہر ایک ابتدا دنیا میں لاکھوں انسان کو یوں ہی مولی گاجر کی طرح زمین میں سے نکالتا ہے جب کہ وید کے بیان کی رو سے کروڑہا مرتبہ بلکہ بے شمار مرتبہ خدا نے اسی طرح دنیا کو پیدا کیا ہے اور اس بات کا محتاج نہیں رہا کہ مرد عورت باہم ملیں تا بچہ پیدا ہو۔ تو پھر اسی طرح اگر یسوع بھی پیدا ہو گیا تو اس میں حرج کیا ہے اس اعتراض کی بڑھ تو صرف اسی قدر ہے کہ بغیر مرد اور عورت کے ملنے کے کیونکر انسان پیدا ہو گیا۔ مگر جو شخص اپنا یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اس سے پہلے کروڑہا بلکہ بے شمار مرتبہ ایسا اتفاق ہو چکا ہے کہ اسی دنیا میں یہی انسان جو اب موجود ہیں بغیر مرد اور عورت کے ملنے کے پیدا ہوتے رہے ہیں وہ کس مُنہ سے کہہ سکتا ہے اور اس کا کیونکر یہ حق ہو سکتا ہے کہ وہ کچھ اعتراض کرے کہ یسوع کی پیدائش خلاف قانون قدرت ہے۔ بڑے بڑے محقق طبیبوں نے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں اس قسم کی پیدائش کی مثالیں لکھی ہیں اور نظیریں دی ہیں اور اُن کی تحقیق کے رُو سے بعض اس قسم کی بھی عورتیں ہوتی ہیں کہ قوت رجولیت اور انثیت دونوں اُن میں جمع ہوتی ہیں اور کسی تحریک سے جب اُن کی منی جوش مارے تو حمل ہو سکتا ہے۔ اور ہندوؤں کی کتابوں میں بھی ایسی قصے پائے جاتے ہیں جیسا کہ خود وید میں یہ شرتی موجود ہے کہ اسے اندر کو سیکارشی کے پوتر جس کو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ پس جب کہ اس قسم کا قصہ وید میں بھی موجود ہے اور سیانا بھاشیکار نے وضاحت سے اس قصہ کو لکھا ہے تو پھر اعتراض کرنا حیا سے دُور ہے۔ نہایت کار تم یہ جواب دو گے کہ ہم اس شرتی کے اس طرح پر معنی نہیں کرتے تو یہ جواب درست نہیں ہے کیونکہ جب کہ ایک پُرانا بھاشیکار یعنی سیانا ہی معنی کر چکا ہے تو تمہاری کیا مجال کہ اُس سے رُوگردانی کرو۔ کیا سیانا بھاشیکار کے مقابل پر دیانند کی کچھ حقیقت ہے؟ کوئی دانا سیانا بھاشیکار کے مقابل پر دیانند کو فضل کتب بھی نہیں کہہ سکتا اور پھر وہ بھاشیکار پرانے زمانہ کا ہے اور پھر بطریق تنزل کہتے ہیں کہ جب کہ وید کی مذکورہ بالا شرتی کے سیانا بھاشیکار یہ معنے کر چکا ہے خواہ تم اب ان معنوں کو قبول کر دیانہ کرو تو بہرحال ۲۱۸

بات پر ناراض ہو کر اس کو مارتا ہے اور کسی نازک مقام پر چوٹ لگی ہے اور بیوی مر گئی ہے، اس لیے اُن کے واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء: ۲۰) ہاں اگر وہ بے جا کام کرے، تو تنبیہ ضروری چیز ہے۔

انسان کو چاہیے کہ عورتوں کے دل میں یہ بات جمادے کہ وہ کوئی ایسا کام جو دین کے خلاف ہو کبھی بھی پسند نہیں کر سکتا اور ساتھ ہی وہ ایسا جابر اور ستم شعار نہیں کہ اس کی کسی غلطی پر بھی چشم پوشی نہیں کر سکتا۔

خاوند عورت کے لیے اللہ تعالیٰ کا مظہر ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے سوا کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا، تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ پس مرد میں جلالی اور جمالی رنگ دونوں موجود ہونے چاہئیں۔ اگر خاوند عورت کو کہے کہ تُو انیسوں کا ڈھیر ایک جگہ سے اُٹھا کر دُوسری جگہ رکھ دے۔ تو اس کا حق نہیں ہے کہ اعتراض کرے۔

مُرشد اور مرید کا تعلق

ایسا ہی قرآن کریم اور حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ مرشد کے ساتھ مُرید کا تعلق ایسا ہونا چاہیے۔ جیسا عورت کا تعلق مرد سے ہو۔ مُرشد کے کسی حکم کا انکار نہ کرے اور اُس کی دلیل نہ پوچھے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ (الفاتحہ: ۶، ۷) فرمایا ہے کہ منعم علیہ کی راہ کے مقید رہیں۔ انسان چونکہ طبعاً آزادی کو چاہتا ہے پس حکم کر دیا کہ اس راہ کو اختیار کرے۔ تجربہ کار ڈاکٹر اگر غلطی بھی کرے، تو جاہل کے علاج سے بہتر ہے۔

ایک جاہل کے پاس اگرچہ اعلیٰ درجہ کے تیز اوزار ہیں، لیکن ہاتھ حاذق ڈاکٹر کا نہ ہو تو وُہ اوزار کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں۔ کسی نے کہا ہے ؎

اگر دستِ سلیمانی نہ باشد
چہ خاصیت دہد نقشِ سلیماں

پس قرآن کریم ایک تیز ہتھیار ہے، لیکن اس کے استعمال کے لیے اعلیٰ درجہ کے ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی تائیدات سے فیض یافتہ ہو۔

یہ ضروری بات ہے کہ دل پاک ہو، لیکن ہر جگہ یہ دولت میسر نہیں آ سکتی تھی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو پیدا کیا، مگر ہر شخص نبی نہیں ہوتا اور وہ تعداد کم ہے۔

آدم کہلانے کی حقیقت

آدم ہی ایک ہے جو نُطفہ کے بغیر پیدا ہوا ہے۔ اسی طرح میرا یہ الہام ہے۔
اَرَدْتُ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ۔
یہ اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ اس کو کسی کی بیعت اور مُریدی کی ضرورت نہ ہوگی، بلکہ جیسے آدم کو خدا نے اپنے

اس وقت قلم کی ضرورت ہے

اس وقت جو ضرورت ہے وہ یقیناً سمجھ لو۔ سیف کی نہیں بلکہ قلم کی ہے۔ ہمارے مخالفین نے اسلام پر جو شبہات وارد کیے ہیں اور جو مخالف سائنسوں کے ہتھیار کی مدد سے اللہ تعالیٰ کے سچے مذہب پر حملہ کرنا چاہا ہے۔ اُس نے مجھے متوجہ کیا ہے کہ میں قلمی اسلحہ پہن کر اس سائنس اور علمی ترقی کے میدان کارزار میں اُتروں اور اسلام کی روحانی شجاعت اور باطنی قوت کا کرشمہ بھی دکھاؤں۔ میں کب اس میدان کے قابل ہو سکتا تھا یہ تو صرف محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس کی بے حد عنایت ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ میرے جیسے عاجز انسان کے ہاتھ سے اُس کے دین کی عزت ظاہر ہو۔ میں نے ایک وقت اُن اعتراضات اور حملات کو شمار کیا تھا جو اسلام پر ہمارے مخالفین نے کیے ہیں تو اُن کی تعداد میرے خیال اور اندازہ میں تین ہزار ہوئی تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ اب تو تعداد اور بھی بڑھ گئی ہوگی۔ کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ اسلام کی بنا ایسی کمزور باتوں پر ہے کہ اس پر تین ہزار اعتراض وارد ہو سکتا ہے نہیں ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ اعتراضات تو کوتاہ اندیشوں اور نادانوں کی نظر میں اعتراض ہیں، مگر میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ میں نے جہاں ان اعتراضات کو شمار کیا وہاں یہ بھی غور کیا ہے کہ ان اعتراضات کی تہ میں دراصل بہت ہی معمولی قسم کی باتیں موجود ہیں۔ جو مدم بصیرت کی وجہ سے معترضین کو دکھائی نہیں دیں اور درحقیقت یہ خدا تعالیٰ کی حکمت ہے کہ جہاں نابینا معترض آنکھ کا ہے وہیں حقائق و معارف کا مخفی خزانہ رکھا ہے۔

مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض

اور اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا کہ تا میں ان خزائن مدفونہ کو دُنیا پر ظاہر کر دوں اور ناپاک اعتراضات کا کیچڑ جو اُن پر خس و خاشاک جو اسرار پر تھوپا گیا ہے۔ اس سے اُن کو پاک صاف کر دوں۔ خدا تعالیٰ کی غیرت اس وقت بڑی جوش میں ہے کہ قرآن شریف کی عزت کو ہر ایک خبیث دشمن کے داغ اعتراض سے منزہ و مقدس کرے۔

الغرض ایسی صورت میں کہ مخالفین قلم سے ہم پر وار کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کس قدر بیوقوفی ہوگی کہ ہم اُن سے تلوار لے کر مقابلہ کو تیار ہو جائیں۔ میں تمہیں کھول کر بتاتا ہوں کہ ایسی صورت میں اگر کوئی اسلام کا نام لیکر جنگ و جدال کا طریق جواب میں اختیار کرے۔ تو وہ اسلام کا بدنام کرنے والا ہوگا۔ اور اسلام کا کبھی ایسا منشاء نہ تھا کہ بے مطلب اور بلا ضرورت تلوار اُٹھائی جائے۔ اب لڑائیوں کی اغراض جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ فی کی شکل میں اگر دین نہیں رہیں۔ بلکہ دنیوی اغراض ان کا موضوع ہو گیا ہے پس کس قدر ظلم ہوگا اگر اعتراض کرنے والوں کو جواب دینے کی بجائے تلوار دکھائی جائے۔ اب زمانہ کے ساتھ حربہ کا پہلو بدل گیا ہے۔ اس لیے ضرورت ہے کہ سب سے پہلے اپنے دل اور دماغ سے کام لیں اور نفوس کا تزکیہ کریں۔ راستبازی اور تقویٰ سے خدا تعالیٰ سے امداد اور فتح چاہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا ایک اٹل قانون اور مستحکم اصول ہے اور اگر مسلمان صرف قیل و قال اور باتوں سے مقابلہ میں کامیابی اور فتح پانا چاہیں تو یہ ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ لاف و گزاف اور فضولیوں کو نہیں چاہتا۔ وہ تو حقیقی تقویٰ کو چاہتا اور وہی طہارت کو پسند

عورت کا بغیر اسکے کہ اُس پر شبنم کی طرح آسمان کی فضا سے رُوح گرے رُوح پیدا ہونے کی اپنے اندر استعداد رکھتا ہے۔ پھر جب مرد اور عورت کا نطفہ باہم مل جاتا ہے تو وُہ استعداد بہت قوی ہو جاتی ہے اور آہستہ آہستہ وُہ استعداد بڑھتی جاتی ہے یہانتک کہ جب بچہ کا پُورا قالب طیار ہو جاتا ہے تو خدا تعالیٰ کی قُدرت اور امر سے اُسی قالب میں سے رُوح پیدا ہو جاتی ہے یہ وُہ واقعات ہیں جو مشہود اور محسوس ہیں۔ اِسی کو ہم کہتے ہیں کہ نیستی سے ہستی ہوئی۔ کیونکہ ہم رُوح کو جسم اور جسمانی نہیں کہہ سکتے۔ اور یہ بھی ہم دیکھتے ہیں کہ رُوح اُسی مادّہ میں سے پیدا ہوتی ہے جو بعد اجتماع دونوں نطفوں کے رحم مادر میں آہستہ آہستہ قالب کی صورت پیدا کرتا ہے اور اس مادّہ کے لئے ضروری نہیں کہ ساگ پات کی کسی قسم پر رُوح شبنم کی طرح گرے بعد اس سے رُوح کا نطفہ پیدا ہو۔ بلکہ وُہ مادّہ گوشت سے بھی پیدا ہو سکتا ہے خواہ وہ گوشت بکرہ کا ہو۔ یا مچھلی کا۔ یا ایسی مٹی ہو جو زمین کی نہایت عمیق تہ کے نیچے ہوتی ہے جس سے مینڈکیں وغیرہ کیڑے مکوڑے پیدا ہوتے ہیں۔ ہاں بلاشبہ یہ خدا کی قدرت کا ایک راز ہے کہ وہ جسم میں سے ایک ایسی چیز پیدا کرتا ہے کہ وہ نہ جسم ہے اور نہ جسمانی۔ پس واقعات موجودہ مشہودہ محسوسہ ظاہر کر رہے ہیں کہ آسمان سے رُوح نہیں گرتی بلکہ یہ ایک نئی رُوح ہوتی ہے جو ایک مرکب نطفہ میں سے بقدرت قادر پیدا ہو جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ ۭ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ[1] یعنی جب رحم میں قالب انسانی تیار ہو جاتا ہے تو پھر ہم ایک نئی پیدائش سے اُسکو مکمل کرتے ہیں یعنے ہم اس مادّہ کے اندر سے جس سے قالب تیار ہوا ہے رُوح پیدا کر دیتے ہیں۔

۱۱۶

پھر ایک اور جگہ یعنی سورۃ الدھر میں جو جزو اُنتیس[29] میں ہے اللہ جلشانہ فرماتا ہے اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ[2] یعنے ہم انسان کو ملے ہوئے نطفہ سے پیدا کرتے ہیں یعنی مرد اور عورت کے نطفہ سے۔ پس جیسا کہ ان آیات میں خدا تعالےٰ نے ظاہر فرمایا ہے۔ اِسی طرح کروڑہا انسانوں کا مشاہدہ گواہ ہے کہ اِسی طرز سے رُوح پیدا

[1] المومنون: ۱۵ [2] الدھر: ۳

ہوتی ہے اور جبکہ محض گوشت سے بھی نطفہ پیدا ہوتا ہے اور اُس سے اولاد پیدا ہوتی ہے تو کیا ہم گمان کر سکتے ہیں؟ کہ مثلاً روح کسی بکری پر بھی پڑتی ہے اور اس کی کھال میں دھنس کر اُس کے گوشت میں رچ جاتی ہے اور پھر بعد اس کے کسی خاص بوٹی میں وہ رُوح داخل ہوتی ہے اور اُسکے اندر سرایت کر جاتی ہے اور پھر اُس بوٹی کے دو ٹکڑے ہو کر ایک ٹکڑا مرد کھا لیتا ہے اور دُوسرا ٹکڑا عورت۔ گو وُہ عورت اس مرد سے کتنے ہی فاصلہ پر ہو۔ اور خواہ وُہ گوشت بھی نہ کھاتی ہو۔ اور کیا ہم گمان کر سکتے ہیں کہ وُہ درندے جو صرف گوشت ہی کھاتے ہیں جیسے شیر۔ بھیڑیا۔ چیتا ان کی پیدائش کی رُوح بکریوں اور گائیوں وغیرہ حیوانات کی کھال پر بطور شبنم پڑتی ہے اور کیا یہ خیال گذر سکتا ہے؟ کہ پانی کی مچھلیوں کی روح اور دُوسرے تمام جاندار جو پانی کے اندر غرق رہتے ہیں اُن کی رُوح شبنم کی طرح ہو کر پانی میں پڑتی ہے اور سب سے غور کے لائق وُہ کیڑے مکوڑے ہیں جو بیس بیس تیس تیس ہاتھ زمین کو کھود کر اُس کے عمیق پردہ کے اندر سے نکلتے ہیں اور ایسا ہی وُہ نہایت چھوٹے کیڑے جو اس کنوئیں کے پانی سے نکلتے ہیں جو نیا کھودا جاتا ہے اور ایک ایک قطرہ میں ہزار ہا کیڑے ہوتے ہیں کہاں سے اور کس راہ سے یہ شبنمی رُوح ان کے اندر داخل ہو جاتی ہے۔ پس اگر کوئی شخص مذہبی تعصب سے دیوانہ اور سودائی اور پاگل ہو جائے تو یہ اور بات ہے ورنہ ان تمام مثالوں کی رُو سے جو ذکر ہو چکی ہیں ماننا پڑتا ہے کہ یہ عقیدہ آریوں کا کہ گویا رُوح آسمان سے شبنم کی طرح ہو کر کسی گھاس پات پر پڑتی ہے بالکل جھوٹا ہے۔ اگر تم مثلاً دُودھ کو جو باسی ہو کر سڑنے کو ہے ہاتھ میں لو اور خوب اس دُودھ میں نظر لگائے رکھو۔ تو تمہارے دیکھتے دیکھتے ہزار ہا کیڑے بن جائیں گے۔ ایسا ہی اگر کوئی دال ماش یا چنے وغیرہ کی جو خوب پکائی جائے جس کے اندر کے کیڑے بھی مر گئے ہوں جب وہ دال باسی ہو جائے اور سڑ جائے تو اس میں بھی ہزار ہا کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔

اب عقلمند کیلئے یہ سوچنے کا مقام ہے کہ اگر کسی مادّہ میں جان پڑنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ

چشمہ معرفت صفحہ 117 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 125 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 94 پر درج ہے

Back

۱۲۲ ایک قطرہ سے انسان کیونکر پیدا ہو جاتا ہے اور ہم سمجھ نہیں سکتے کہ دیکھنے والی آنکھیں کیونکر اس میں پیدا ہو جاتی ہیں اور ہم اس بات کی تہ تک نہیں پہنچ سکتے کہ سُننے والے کان کیونکر اس میں بنائے جاتے ہیں اور ہمارے خیال میں نہیں آتا کہ انسان کی صورت اور ہاتھ اور پیر اور دل اور دماغ اور جگر اور تمام اعضا کیونکر اس میں بن جاتے ہیں۔ پس بلاشبہ یہ تمام امور ہمارے نزدیک ایسے ہی محال ہیں جیسے نیست سے ہست ہونا۔ کیونکہ ہم اُن کے بنانے پر قادر نہیں اور ہماری عقل کوئی فلسفی دلیل اس بات پر قائم نہیں کر سکتی کہ کیونکر یہ تمام اعضا بن جاتے ہیں۔ پس جیسا کہ ان تمام اعضاء کا بننا ہماری عقل سے برتر ہے ایسا ہی رُوح کا بھی پیدا ہونا ہماری عقل سے برتر ہے اور جبکہ ہم واقعی طور پر ثابت کر چکے ہیں اور بچشم خود دیکھ چکے ہیں کہ رُوح پیدا ہوتی ہے تو پھر امور مشہودہ و محسوسہ سے ہم انکار کیوں کریں؟ ہمارے عقل اور فہم سے جیسا کہ روح کا پیدا ہونا برتر ہے۔ ایسا ہی ایک قطرہ سے انسان کا اپنی تمام قوتوں کے ساتھ بننا برتر ہے۔ پس یہ کمال بے حیائی ہے کہ جو ایک محال ہمارے نزدیک ہے اس کو تو جائز سمجھ لینا اور جو دوسرا امر یعنی روحوں کا پیدا ہونا ہماری عقل اور فہم سے برتر ہے اس کو محال اور ممتنع قرار دینا۔ خدا کے کارخانہ قدرت میں انسان کی مجال نہیں کہ کچھ دست اندازی کر سکے۔ ہزارہا اسرار ربوبیت ہیں جو ہمیں سمجھ نہیں آتے۔ اور پھر مشاہدات کے ذریعہ سے ہمیں ماننے ہی پڑتے ہیں۔ پس کیا ابھی تک اس میں کچھ شک ہے کہ مشاہدات ہمیں اس بات کے ماننے کیلئے مجبور کرتے ہیں کہ روحیں پیدا ہوتی ہیں اُوپر سے نیچے نہیں آتیں۔ مثلاً زمین کے نیچے کا طبقہ جو ستر اسّی ہاتھ تک کھود کر پھر دکھائی دیتا ہے اس میں جاندار پائے جاتے ہیں۔ پس کیا کوئی عقل تجویز کر سکتی ہے کہ رُوح شبنم بن کر نیچے چلی جاتی ہے۔ پس جبکہ سچا واقعہ یہی ہے کہ رُوح پیدا ہوتی ہے تو اس نفس الامر کے برخلاف وید کے پرمیشر کا یہ بیان کہ رُوح شبنم کی طرح آسمان سے گرتی ہے یہ ایسا جھوٹا اور خلاف واقعہ بیان ہے کہ ایک بچہ بھی اس پر ہنسے گا۔ کیا وہ جانور جو صرف گوشت کھاتے

پر باقی نہ رہتا۔ پس خدا کی اسی قدرت نے جو نیست سے ہست کرتا ہے تمام دنیا کو بچا رکھا ہے انسان کی سخت بدذاتی ہے جو اس کو اپنی قدرت نمائی میں عاجز سمجھے اور اس کو نیست سے ہست کرنے پر قادر خیال نہ کرے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی ایجادیں بھی بعض ایسے کام دکھاتی ہیں کہ گویا نیست سے ہست کرتی ہیں مثلاً فونوگراف میں جو آواز بند کی جاتی ہے اور وہ اس انسان کے ٹھیک ٹھیک لہجہ پر جس کی آواز بند کی گئی ہے نکلتی ہے کیا اس ایجاد سے پہلے کسی کو سمجھ آسکتا تھا کہ آواز میں یہ بھی خاصیت ہے کہ وہ خاص قسم کے ظروف میں بند ہو سکتی ہے اور پھر اصل آواز کی طرح پیدا ہو کر سنائی دیتی ہے اور سالہا سال اور مدتہائے دراز تک بند رہ سکتی ہے اور پھر جب اس آواز کا سُنانا منظور ہو تو ایسے طور سے نکلتی ہے کہ گویا وہ انسان بس کی آواز بند کی گئی ہے بول رہا ہے کیا یہ نیست سے ہست نہیں مگر اس طبعی راز کا کسی کو علم نہ ہو تو وہ ایسی آواز سے ڈریگا اور خیال کرے گا کہ شاید اس میں کوئی جن بول رہا ہے۔ ص۱۶۳

اسی طرح اس زمانہ میں ہزارہا سائنس کے اسرار کا پردہ کھلتا جاتا ہے جو کسی زمانہ میں نیست کے طور پر سمجھے جاتے تھے اور وہ عمیق در عمیق علم طبعی کے خواص نئی ایجادوں کے ذریعہ سے ظاہر ہوتے جاتے ہیں کہ انسان کی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ پھر تعجب آتا ہے کہ ایسے زمانہ میں وہ نادان بھی ہیں کہ جو خدا تعالےٰ کے اسرارِ قدرت پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ روح نیست سے کیونکر ہست ہو جاتی ہے اور دیکھتے ہیں کہ دُنیا میں ہزاروں چیزیں نیست سے ہست ہو رہی ہیں مثلاً ایک دھات جو بالکل نیست ہو جاتی اور مرجاتی ہے وہ شہد اور سہاگہ اور گھی میں جوش دینے سے پھر زندہ ہو جاتی ہے کسی نے پنجابی میں کہا ہے **شہد سہاگہ گھی۔ موئی دھات دا ایہو جی** یعنی شہد سہاگہ اور گھی جو ہے مری ہوئی دھات کی یہی جان ہے۔ اور اسرار قدرت الٰہی میں سے ایک یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب ایک ٹھہری کو پتھر یا سوٹے سے مارا جائے اور وہ بظاہر بالکل مرجائے مگر ابھی تازہ ہو تو اگر اس کے سر کو گوبر میں دبایا جائے تو چند منٹ میں وہ زندہ ہو کر بھاگ جاتی ہے کبھی بھی اگر پانی میں مرجائے تو وہ بھی زندہ ہو کر پرواز کر جاتی ہے اور بعض جانور

چشمہ معرفت صفحہ 163 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 171 از مرزا قادیانی
یہ حوالہ صفحہ 94 پر درج ہے
Back

پر باقی نہ رہتا۔ پس خدا کی اسی قدرت نے جو نیست سے ہست کرنا ہے تمام دنیا کو بچا رکھا ہے انسان کی سخت بدذاتی ہے جو اس کو اپنی قدرت نمائی میں عاجز سمجھے اور اس کو نیست سے ہست کرنے پر قادر خیال نہ کرے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ انسانی ایجادیں بھی بعض ایسے کام دکھاتی ہیں کہ گویا نیست سے ہست کرتی ہیں مثلاً فونوگراف میں جو آواز بند کی جاتی ہے اور وہ اُس انسان کے ٹھیک ٹھیک لہجہ پر جس کی آواز بند کی گئی ہے نکلتی ہے کیا اس ایجاد سے پہلے کسی کو سمجھ آسکتا تھا کہ آواز میں یہ بھی خاصیت ہے کہ وہ خاص قسم کے ظروف میں بند ہو سکتی ہے اور پھر اصل آواز کی طرح پیدا ہو کر سنائی دیتی ہے اور سالہا سال اور مدتہائے دراز تک بند رہ سکتی ہے اور پھر جب اُس آواز کا سُنانا منظور ہو تو ایسے طور سے نکلتی ہے کہ گویا وہ انسان جس کی آواز بند کی گئی ہے بول رہا ہے کیا یہ نیست سے ہست نہیں مگر اس طبعی راز کا کسی کو علم نہ ہو تو وہ ایسی آواز سے ڈریگا اور خیال کرے گا کہ شاید اس میں کوئی جن بول رہا ہے۔ ص۱۶۳

اسی طرح اس زمانہ میں ہزارہا سائنس کے اسرار کا پردہ کھلتا جاتا ہے جو کسی زمانہ میں نیست کے طور پر سمجھے جاتے تھے اور وہ عمیق در عمیق علم طبعی کے نواحی نئی ایجادوں کے ذریعہ سے ظاہر ہوتے جاتے ہیں کہ انسان کی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ پھر تعجب آتا ہے کہ ایسے زمانہ میں وہ نادان بھی ہیں کہ جو خدا تعالےٰ کے اسرارِ قدرت پر اعتراض کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رُوح نیست سے کیونکر ہست ہو جاتی ہے اور دیکھتے ہیں کہ دُنیا میں ہزاروں چیزیں نیست سے ہست ہو رہی ہیں مثلاً ایک دھات جو بالکل نیست ہو جاتی اور مر جاتی ہے وہ شہد اور سہاگہ اندگھی میں جوش دینے سے پھر زندہ ہو جاتی ہے کسی نے پنجابی میں کہا ہے **شہد سہاگہ گھی۔ موئی دھات دا ایہو جی** یعنی شہد سہاگہ اور گھی جو ہے مری ہوئی دھات کی یہی جان ہے۔ اور اسرار قدرت الٰہی میں سے ایک یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ جب ایک مکھی کو پتھر یا سوٹے سے مارا جائے اور وہ بظاہر بالکل مر جائے مگر ابھی تازہ ہو تو اگر اس کے سر کو گوبر میں دبایا جائے تو چند منٹ میں وہ زندہ ہو کر بھاگ جاتی ہے مکھی بھی اگر پانی میں مر جائے تو وہ بھی زندہ ہو کر پرواز کر جاتی ہے اور بعض جانور

Back

چشمہ معرفت صفحہ 163 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 171، 172 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 95 پر درج ہے

جیسے زنبور اور دوسرے حشرات الارض سخت سردی کے ایام میں مرجاتے ہیں اور زمین میں یا دیواروں کے سوراخوں میں چھپے رہتے ہیں اور جب گرمی کا موسم آتا ہے تو پھر زندہ ہو جاتے ہیں ان اسرار کو بجز خدا تعالیٰ کے کون سمجھ سکتا ہے؟ ایسا ہی بعض نباتی اور معدنی چیزیں علیحدہ علیحدہ ہونے کی حالت میں تو ایک خاصیت نہیں رکھتیں مگر ترکیب کے بعد ان میں ایک نئی خاصیت پیدا ہو جاتی ہے مثلاً شورہ اور گندھک اور کوئلہ ایک خاص ترکیب سے بارود بن جاتا ہے اور اگرچہ ہیں کہ صرف شورہ یا صرف گندھک یا صرف کوئلہ سے بارود بنایا جائے تو یہ غیر ممکن ہوتا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ترکیب سے ایک نئی چیز پیدا ہو سکتی ہے اور شاید اسی بنا پر کیمیا کے طالب سونا اور چاندی بنانے کے سودا میں لگے رہتے ہیں مگر کوئی کیمیا ایسی نہیں جیسا کہ خدا کی محبت اور خدا کی طرف ایسا جھکنا جیسا کہ شیر خوار بچہ اپنی ماں کی طرف جھکتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ تمام دنیا پر نظر ڈال کر ہر ایک طرف سے گواہی ملتی ہے کہ غیست سے ہست ہوتا ہے پس اسی طرح خدا مرد اور عورت کے نطفہ سے رُوح کو پیدا کر دیتا ہے سچا فلسفہ یہی ہے اور سچا علم یہی ہے جس پر ہزارہا تجارب گواہی دے رہے ہیں۔ پس وید جو اس کے مخالف تعلیم دیتا ہے اسی بات سے سمجھ لینا چاہئے کہ وہ سرچشمہ علوم ہرگز نہیں ہے بلکہ گمراہیوں اور غلطیوں کا سرچشمہ ہے۔ عجیب بات ہے کہ وید نے ہر ایک پہلو سے راہ راست کو چھوڑ دیا ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ خدائے عزّ وجلّ کی عبادت دو قسم کی ہے۔ (۱) ایک تو بدیں استغفار یعنی اس کے آستانہ پر جھک کر اپنے گناہوں کا اقرار کرنا اور نہایت تذلل اور انکسار اور فنا کی حالت بنا کر اُس سے اپنے گناہوں کی معافی چاہنا اور طہارت و تقوے کے حصول کے لئے اس کی مدد کی درخواست کرنا اور سچے دل سے اس کی جناب میں عہد کرنا کہ پھر ایسا گناہ نہ کریں گے (۲) دوسری قسم کی عبادت یہ ہے کہ اُس کی تمام خوبیوں اور کمالات کا ذکر کر کے اس کو یاد کرنا اور اس کی صفات ذاتیہ اور اضافیہ کا اقرار کر کے اس کی حمد و ثنا میں مشغول رہنا۔ صفاتِ ذاتیہ یہ کہ وہ اپنے کمال ذات اور ابدیت اور ازلیت اور تمام قدرتوں اور طاقتوں اور علم میں واحد لاشریک

۱۶۴

چشمہ معرفت صفحہ 163 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 171، 172 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 95 پر درج ہے

مشاہدہ ہے کہ کئی عجائب قُدرتیں خدا تعالےٰ کی ایسے طور پر میرے دیکھنے میں آئی ہیں کہ بجز اس کے کہ اُن کو نیستی سے ہستی کہیں اور کوئی نام اُن کا ہم رکھ نہیں سکتے جیسا کہ ان نشانوں کی بعض مثالیں بعض موقعہ پر میں نے لکھ دی ہیں جس نے یہ کرشمۂ قدرت نہیں دیکھا اُس نے کیا دیکھا؟ ہم ایسے خدا کو نہیں مانتے جس کی قدرتیں صرف ہماری عقل اور قیاس تک محدود ہیں اور آگے کچھ نہیں بلکہ ہم اُس خدا کو مانتے ہیں جس کی قدرتیں اُس کی ذات کی طرح غیر محدود اور نامعلوم اور غیر متناہی ہیں۔ ایسا ہی اُس کی قدرت کا یہ راز ہے کہ وہ نیست سے ہست کرتا ہے جیسا کہ اس بات پر ہزارہا نمونے ہماری نظر کے سامنے ہیں۔ بعض درخت ایسے ہیں کہ اُن کے پھل جیسے جیسے پکتے جاتے ہیں وہ پردار کیڑوں کی طرح بنتے جاتے ہیں اور بعض درخت ایسے ہیں کہ اُن کے پتوں میں سے بڑے بڑے پرندے پیدا ہو جاتے ہیں اُن میں سے ایک انگ کا درخت بھی ہے اور اُس کی نظیریں ہزارہا ہیں نہ صرف ایک دو۔ پس اس جگہ بجز اس کے کیا کہہ سکتے ہیں کہ وہ نیستی سے ہستی ہے اور یہ ایک ایسا رازِ قدرت ہے کہ ہم اس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے اور کیا یہ بھی ضروری ہے کہ ایک ناچیز انسان خدا کے تمام اسرار پر اطلاع بھی پا جائے اور اس کی تمام قدرتوں پر محیط ہو جائے۔ یہ ایک فیصلہ شدہ بات ہے کہ اگر علم سائنس یعنی طبعی خدا تعالےٰ کے تمام عمیق کاموں پر احاطہ کر لے تو پھر وہ خدا ہی نہیں جس قدر انسان اُس کی باریک حکمتوں پر اطلاع پاتا ہے وہ انسانی علم اس قدر بھی نہیں کہ جیسے ایک سُوئی کو سمندر میں ڈبویا جائے اور اُس میں کچھ سمندر کی پانی کی تری باقی رہ جائے اور یہ کہنا کہ اُس کی تمام باریک قدرتوں پر اطلاع پانے کے لئے ہمارے لئے راہ کشادہ ہے اس سے زیادہ کوئی حماقت نہیں باوجودیکہ ہزارہا قرن اس دُنیا پر گذر چکے ہیں پھر بھی انسان نے صرف اس قدر خدا کی حکمتوں پر اطلاع پائی ہے جیسا کہ ایک عالمگیر بارش میں سے صرف اس قدر تری جو ایک بال کی نوک کو بمشکل تر کر سکے۔ پس اس جگہ اپنی حکمت اور دانائی کا دم مارنا جھوٹی شیخی اور حماقت ہے۔ انسان باوجودیکہ ہزارہا برسوں سے اپنے علوم طبعیہ اور ریاضی کے

صفحہ ۲۸۰

۴۸۳

مقابلہ کی تحریروں میں مدد دیتا رہا ہے کہ اکثر اوقات حضرت اقدس بیمار تھے اور میعاد مقابلہ نزدیک آ گئی تو پھر اسی حالت میں بڑی سختیوں سے راتوں کو بیٹھ بیٹھ کر کتابیں لکھیں حضور نے فرمایا کہ میں تو ایک حرف بھی نہیں لکھ سکتا اگر خدا تعالیٰ کی طاقت میرے ساتھ نہ ہو۔ بارہا لکھتے دیکھا ہے ایک خدا کی روح ہے جو تیر رہی ہے قلم تھک جایا کرتی ہے مگر اندر جوش نہیں تھکتا طبیعت محسوس کیا کرتی ہے کہ ایک ایک حرف خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔

ڈوئی کا ذکر

پھر ڈوئی کی کسی بات پر فرمایا کہ
اس کے وجود سے شیطان کا وجود ثابت ہوتا ہے وہ بھی انسان کو اسی طرح فریفتہ کرتا ہے۔[1]

۴ نومبر ۱۹۰۲ء بروز شنبہ
(البقیہ)

علاقہ جہلم سے دو شخص بہت ضعیف العمر حضرت اقدس کی زیارت کے لئے تشریف لائے ہوئے تھے بوجہ ضعیف العمری کے وہ چل نہیں سکتے تھے حضرت اقدس ان کی خاطر ٹھہر گئے اور ان کے حالات دریافت فرماتے رہے۔

آیت مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا کی تفسیر

پھر حضور مشرق کی طرف سیر کو چلے سید سرور شاہ صاحب نے حضرت اقدس سے سوال کیا کہ قرآن شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک رسول اپنی امت کے حالات سے لاعلمی ظاہر کرے گا جیسے قرآن شریف میں ہے یَوْمَ یَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَیَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا (المائدہ : ۱۰۹) تو پھر اس آیت کے مفہوم کے مطابق اگر مسیح بھی اپنی امت کے حالات سے لاعلمی ظاہر کریں اگرچہ وہ آخر زمانہ میں پھر آکر چالیس برس ان لوگوں میں گذار بھی جائیں تو آیت لَنَا تَوَفَّیْتَنِیْ کے لحاظ سے وہ اللہ تعالیٰ کے رو برو کاذب کیسے ٹھہر سکتے ہیں؟ حضرت اقدس نے فرمایا کہ
یہ لاعلمی انبیاء کی ان کی اس امت کے بارے میں ہوتی ہے جو ان کی وفات کے بعد ہوتی

[1] البدر جلد ۱ نمبر ۳ صفحہ ۲۰-۲۱ مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۰۲ء

Back

۷۵

الاسلامیۃ لیکون بلاغًا تامًّا للطالبین۔ فاعلموا یا معشر الکرام جمیع
تا برائے طالبان ایں تبلیغ بمرتبہ کمال رسد۔ پس بدانید اے گروہ بزرگان و جماعتہائے صاحبا
اولی الابصار والافہام ان اللہ قد بعثنی مجددًا علی راس ھذہ المائۃ
بصیرت و فہم کہ خدائے عزوجل مرا بر سر ایں صدی محمدی مبعوث فرمودہ است و بندہ را برائے مصلحت عام
واختص عبدہ المصالح العامۃ واعطانی علومًا ومعارف تجیب لاصلاح
خاص گردانیدہ است۔ و مرا آں علوم و معارف بخشید کہ برائے اصلاح ایں امت اند اجابت
ھذہ الامۃ ووھب لی من لدنہ علمًا حیًّا لاتمام الحجۃ علی الکفرۃ الفجرۃ۔ و
اند۔ و مرا علم زندہ بخشید تا کہ بر کافران و فاسقان حجت تمام شود۔ و مرا معرفت تازہ و
اعطانی ثمرًا غضًّا طریًّا لتغذیۃ جیاع الملۃ۔ وکاسًا ھنیًّا لعطاشی
تر عنایت کرد تا گرسنگان ملت را غذا دادہ شود۔ و جامہائے پر خشید تا تشنگان ہدایت و
الھدایۃ والمعرفۃ وجعلنی امامًا لکل من یرید صلاح نفسہ ویحب
معرفت را نوشانیدہ شود۔ و مرا برائے ہر آں شخصے کہ صلاحیت نفس خود میخواہد و رضائے رب خود مے خواہد
رضاء ربہ وجعلنی من المکلمین الملہمین۔ واکمل علیّ نعمہ واتم تفضلہ
امام گردانید و مرا از آنان گردانید کہ بشرف مکالمہ الٰہیہ مشرف میباشند۔ و بر من نعمتہا خود کامل کرد و تفضلہا
وسمانی المسیح ابن مریم بالفضل والرحمۃ۔ وقد رأیتنی وبیئۃ تشابہ الفطرۃ
خود باتمام رسانیدہ نام من از فضل خود مسیح ابن مریم نہاد۔ و در من و مسیح ابن مریم تشابہ فطرت مقدر
کالجوھر من مادۃ واحدۃ ووھب لی علومًا مقدسۃ نقیۃ ومعارف
کرد۔ چنانچہ دو جوہر از یک مادہ می باشند و مرا علوم مقدس و مصفا بخشید و معارف صاف و روشن
صافیۃ جلیۃ وعلمنی مالم یعلم غیری من المعاصرین۔ وصب فی
عطا کرد و مرا چیزہا بیاموخت کہ غیر من از مردم ہم زمانہ من ازاں بے خبر اند۔ و در دل من معارف
قلبی مالم یحیطوا بھا علمًا۔ ونورًا لم یمسہ احدٌ منھم وجعلنی من
پر بخت کہ علم آں از ایشاں اصلے رانیست و در دل من نورے ریخت کہ ہیچ کس از ایشاں بدل آں شمائی ندارد

تو ثابت ہے اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونیوالے مرگئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہیں مریگا۔ یہ زندگی بخش باتیں جو میں کہتا ہوں۔ اور وہ حکمت جو میرے مُنہ سے نکلتی ہے اگر کوئی اور بھی اس کی مانند کہہ سکتا ہے تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آیا۔ لیکن اگر یہ حکمت اور معرفت جو مُردہ دلوں کے لئے آبِ حیات کا حکم رکھتی ہے دوسری جگہ سے نہیں مل سکتی تو تمہارے پاس اس جرم کا کوئی عذر نہیں کہ تم نے اس سرچشمہ سے انکار کیا جو آسمان پر کھولا گیا زمین پر اس کو کوئی بند نہیں کر سکتا۔ سو تم مقابلہ کے لئے جلدی نہ کرو اور بیدہ و دانستہ اس الزام کے نیچے اپنے تئیں داخل نہ کرو جو خدائے تعالیٰ فرماتا ہے لا تقف ما لیس لك به علم ان السمع والبصر والفؤاد كل اولئك كان عنه مسئولاً[1] بدظنی اور بدگمانی میں حد سے زیادہ مت بڑھو ایسا نہ ہو کہ تم اپنی باتوں سے پکڑے جاؤ اور پھر اس دُکھ کے مقام میں تمہیں یہ کہنا پڑے کہ مالنا لا نرى رجالاً كنا نعدهم من الاشرار[2]

آں نہ دانائی بود کز تا شکیبائی فتد — خویشتن را زود تر بر ضد و انکار آورد
صبر باید طالب حق را کہ تخم اندر جہاں — ہر چہ پنہاں خاصیت دارد بہ بال بار آورد
اندکے نورِ فراست باید ایں جا مرد را — تا صداقت خویشتن را خود بہ اظہار آورد
صادقاں را صدق پنہانی نے ماند نہاں — نورِ پنہاں بر جبینِ مرد انوار آورد
ہر کرا زدست کے خود دست کاساتِ وصال — ہر زماں رویش بسوئے دیدۂ دلدار آورد

اے مسلمانو! اگر تم سچے دل سے حضرت خداوند تعالیٰ اور اُس کے مقدس رسول علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہو اور نصرت الٰہی کے منتظر ہو تو یقیناً سمجھو کہ نصرت کا وقت آگیا اور یہ کاروبار انسان کی طرف سے نہیں اور نہ کسی انسانی منصوبہ نے اس کی بنا ڈالی۔ بلکہ یہ وہی صبح صادق ظہور پذیر ہوگئی ہے جس کی پاک نوشتوں میں پہلے سے خبر دی گئی تھی۔ خدائے تعالیٰ نے بڑی ضرورت کے وقت تمہیں یاد کیا قریب تھا کہ تم کسی مہلک گڑھے میں جا پڑتے مگر اُس کے

[1] بنی اسرائیل ۳۷ [2] ص ۶۲

ہو گیا تھا؟ کیا وہ جو درحقیقت خدا سے ہے اسکو کہہ سکتے ہیں کہ وہ درحقیقت شیطان سے ہے؟

ماسوا اس کے جبکہ یہ حقیقت بھی کھل گئی کہ حضرت مسیحؑ ہرگز مصلوب نہیں ہوئے اور کشمیر میں اُن کی قبر ہے تو اب راستی کے بھوکے اور پیاسے کیونکر عیسائی مذہب پر قائم رہ سکتے ہیں۔ یہ سامان کسر صلیب کا ہے جو خدا نے آسمان سے پیدا کیا ہے نہ یہ کہ مار مار کر لوگوں کو مسلمان بناویں ہماری قوم کے علماء اسلام کو ذرہ ٹھہر کر سوچنا چاہیئے کہ کیا جبر سے کوئی مسلمان ہو سکتا ہے اور کیا جبر سے کوئی دین دل میں داخل ہو سکتا ہے اور جو لوگ مسلمانوں میں سے فقراء کہلاتے ہیں اور مشائخ اور صوفی بنے بیٹھے ہیں اگر وہ اب بھی اس باطل عقیدہ سے باز نہ آویں اور ہمارے دعویٰ مسیحیت کے مصدق نہ ہو جائیں تو طریق سہل یہ ہے کہ ایک مجمع مقرر کر کے کوئی ایسا شخص جو میرے دعویٰ مسیحیت کو نہیں مانتا اور اپنے تئیں ملہم اور صاحب الہام جانتا ہے مجھے مقام بٹالہ یا امرتسر یا لاہور میں طلب کرے اور ہم دونوں جناب الٰہی میں دُعا کریں کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جناب الٰہی میں سچا ہے ایک سال میں کوئی عظیم الشان نشان جو انسانی طاقتوں سے بالاتر اور معمولی انسانوں کے دسترس سے بلند تر ہو۔ اس سے ظہور میں آوے۔ ایسا نشان کہ جو اپنی شوکت اور طاقت اور چمک میں عام انسانوں اور مختلف طبائع پر اثر ڈالنے والا ہو خواہ وہ پیشگوئی ہو۔ یا اور کسی قسم کا اعجاز ہو جو انبیاء کے معجزات سے مشابہ ہو۔ پھر اس دُعا کے بعد ایسا شخص جس کی کوئی خارق عادت پیشگوئی یا اور کوئی عظیم الشان نشان ایک برس کے اندر ظہور میں آجائے اور اس عظمت کے ساتھ ظہور میں آئے جو اس مرتبہ کا نشان حریف مقابل سے ظہور میں نہ آسکے تو وہ شخص سچا سمجھا جائے گا جس سے ایسا نشان ظہور میں آیا۔ اور پھر اسلام میں سے تفرقہ دُور کرنے کے لئے شخص مغلوب پر لازم ہوگا کہ اس شخص کی مخالفت چھوڑ دے اور بلا توقف اور بلا تامل اُس کی بیعت کر لے۔ اور اُس خدا سے جس کا غضب کھا جانے والی آگ ہے ڈرے۔

اکثر جاہلوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ الہام شیطانی بھی ہوا کرتے ہیں۔ اُمت کے تمام اکابر اس عقیدہ پر متفق ہیں۔ پس ہر ایک شخص کا الہام جو نرے الفاظ ہوں اور کوئی فوق العادت امر

۴۲

Back

تریاق القلوب صفحہ 42، 43 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 170، 171 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 96 پر درج ہے

اُن میں نہ ہو خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہو سکتا۔ اور کوئی الہام ہرگز قابلِ پذیرائی نہیں جبتک کہ اس میں الٰہی شوکت نہ ہو۔ اور الٰہی شوکت یہ ہے کہ فوق العادت اور عظیم الشان پیشگوئیاں جو الوہیت کی قدرت اور علم سے بھری ہوئی ہوں اُس الہام میں پائی جائیں یا دوسرے الہاموں میں ہو اسی شخص کے مُنہ سے نکلے ہوں۔ اور بالاِیں ہمہ یہ شرط بھی ہوگی کہ اِس مجلس کے انعقاد سے دس دن پہلے بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے مجھ کو خبر کر دی جائے کہ ان تینوں مقامات متذکرہ بالا میں سے فلاں مقام اور نیز فلاں تاریخ اور وقت اِس کام کیلئے تجویز کیا گیا ہے۔ اِس اطلاع دہی کے اشتہار پر بیس معزز اور نامور علماء اور شہر کے رئیسوں کے دستخط ہونے چاہئیں تا ایسا نہ ہو کہ کوئی سفلہ محض ہنسی اور شرارت سے ایسا اشتہار شائع کر دے +۔ اور نیز یہ ضروری ہوگا کہ اِس دُعا کے بعد اگر کوئی نشان پیشگوئی کی قسم میں سے کسی پر ظاہر ہو تو وہ پیشگوئی بذریعہ کسی اشتہار مطبوعہ کے شائع کر دی جائے۔ ہاں یہ کچھ ضروری نہیں کہ وہ کوئی نئی پیشگوئی ہو بلکہ اگر کوئی پُرانی پیشگوئی ہو جو ابھی پُوری نہ ہوئی ہو۔ یا ایسی پیشگوئی ہو جو علیم نے عام طور پر لوگوں کو اس سے اطلاع نہ دی ہو تو ایسی پیشگوئی بھی لیجائیگی۔ اور سب سے بہتر وہ پیشگوئی گنی جائے گی جو کسی دُعا کے قبول ہونے پر خدا تعالیٰ سے ملی ہو۔ کیونکہ دعا کا قبول ہونا اوّل علامت اولیاء اللہ میں سے ہے۔ اب میں اِس آیت پر اِس رسالہ کو ختم کرتا ہوں کہ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ آمِين وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِين[1]

المؤلف خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان یکم اگست ۱۸۹۹ء

+ کوئی قلمی خطا ہمارے نام نہیں آنا چاہیئے بلکہ اگر سیدھی نیت سے مقابلہ کا ارادہ ہو۔ تو چھپا ہوا اطلاعنامہ جس پر بیس معزز مین کی گواہی ہو۔ بتعیین وقت اور تاریخ اور مقام اور تصریح نام شخص مقابل دستخط ہونے سے پہلے میرے نام آنا چاہیئے۔ منہ

[1] الاعراف : ۹۰

تریاق القلوب صفحہ 42، 43 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 170، 171 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 96 پر درج ہے

۶۱۹

اور سب گذشتہ زمانوں سے زیادہ جوش مارا اور مجھے اُسنے مسیح موعود کر کے بھیجا تاکہ مَیں اُسکی نبوت کے لئے تمام دُنیا میں گواہی دُوں۔ اگر مَیں بے دلیل یہ دعویٰ کرتا ہوں تو جھوٹا ہوں لیکن اگر خُدا اپنے نشانوں کے ساتھ اس طور سے میری گواہی دیتا ہے کہ اِس زمانہ میں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک اسکی نظیر نہیں تو انصاف اور خُدا ترسی کا مقتضا یہی ہے کہ مجھے میری اس تمام تعلیم کے ساتھ قبول کریں۔ خُدا نے میرے لئے وُہ نشان دکھلائے کہ اگر وُہ اُن اُمتوں کے وقت نشان دکھلائے جاتے جو پانی اور آگ اور ہوا سے ہلاک کی گئیں تو وُہ ہلاک نہ ہوتیں مگر اِس زمانہ کے لوگوں کو مَیں کس سے تشبیہ دُوں وُہ اُس بد قسمت کی طرح ہیں جسکی آنکھیں بھی ہیں پر دیکھتا نہیں۔ اور کان بھی ہیں پر سُنتا نہیں اور عقل بھی ہے پر سمجھتا نہیں۔ مَیں اُن کیلئے روتا ہوں اور وُہ مجھ پر ہنستے ہیں۔ اور مَیں اُنکو زندگانی کا پانی دیتا ہوں۔ اور وُہ مجھ پر آگ برساتے ہیں۔ خدا میرے پر نہ صرف اپنے قول سے ظاہر ہوا ہے بلکہ اپنے فعل کے ساتھ بھی اُس نے میرے پر تجلّی کی اور میرے لئے وُہ کام دکھلائے اور دکھلائیگا کہ جبتک کسی پر خُدا کا خاص فضل نہ ہو اس کیلئے یہ کام دکھلائے نہیں جاتے۔ لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا لیکن خُدا نے مجھے قبول کیا۔ کون ہے جو اِن نشانوں کے دکھلانے میں میرے مقابل پر آسکتا ہے۔ مَیں ظاہر ہُوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔ وُہ ایک مخفی خزانہ کی طرح تھا۔ مگر اَب اُس نے مجھے بھیجکر ارادہ کیا کہ تمام دہریوں اور

حقیقۃ الوحی صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 619 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 97 پر درج ہے

Back

صـ ۱۴۸ اَب ہم اُن چند وساوس کا جواب دیتے ہیں جن کا جواب بعض حق کے طالبوں نے مجھ سے دریافت کیا ہے اور اکثر ان میں وہ وساوس ہیں جو عبدالحکیم خان اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے تحریراً یا تقریراً لوگوں کے دلوں میں ڈالے اور اپنے مُرتد ہونے پر ایسی مُہر لگا دی کہ اب غالباً اُس کا خاتمہ اسی پر ہوگا۔ مَیں نے اِن چند وساوس کا جواب منشی برہان الحق صاحب شاہجہان پور کے اصرار سے لکھا ہے جو اُنہوں نے نہایت انکسار سے اپنے خط میں ظاہر کیا ہے۔ چنانچہ مَیں ذیل میں منشی برہان الحق کے خط کی اصل عبارت ہر ایک سوال میں لکھ کر اُس کا جواب دیتا ہوں۔ وباللہ التوفیق۔

سوال (۱)

تریاق القلوب کے صفحہ ۱۵۰ میں (جو میری کتاب ہے) لکھا ہے۔ اِس جگہ کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ مَیں نے اِس تقریر میں اپنے نفس کو حضرت مسیح پر فضیلت دی ہے کیونکہ یہ ایک جُزئی فضیلت ہے کہ جو غیر نبی کو نبی پر ہو سکتی ہے۔ پھر ریویو جلد اوّل نمبر ۱ صفحہ ۲۵، ۲۷ میں مذکور ہے خدا نے اِس اُمّت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اُس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے۔ پھر ریویو صفحہ ۴۷۸ میں لکھا ہے۔ مجھے قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہوئے ہیں وہ ہرگز دِکھلا نہ سکتا۔ خلاصہ اعتراض یہ کہ ان دونوں عبارتوں میں تناقض ہے۔

الجواب۔ یاد رہے کہ اِس بات کو اللہ تعالیٰ خُوب جانتا ہے کہ مجھے اِن باتوں سے نہ کوئی خوشی ہے نہ کچھ غرض۔ کہ مَیں مسیح موعود کہلاؤں یا مسیح ابن مریم سے اپنے تئیں بہتر ٹھیراؤں۔ خدا نے میرے ضمیر کی اپنی اس پاک وحی میں آپ ہی خبر دی ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے قُلْ اُجَرِّدُ نفسی من ضروب الخطاب۔ یعنی ان کو کہدے کہ میرا تو یہ حال ہے کہ مَیں کسی خطاب کو اپنے لئے نہیں چاہتا یعنی میرا مقصد اور میری مُراد ان خیالات سے برتر ہے اور کوئی خطاب دینا یہ خدا کا فعل ہے میرا اِس میں دخل نہیں ہے۔ رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا۔ سو اِس بات کو تو یہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اُسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین احمدیہ

لہ یہ عبارت۔ ریویو کے صفحہ ۴۷۸ میں ہے اس لئے ۴۷۵ کی بجائے ۴۷۸ کر دیا گیا ہے۔ (مصحح)

ص ۱۴۹ میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم آسمان سے نازل ہوگا مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنیوالا مسیح میں ہی ہوں۔ اس تناقض کا بھی یہی سبب تھا کہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی۔ مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان پر سے نازل ہونگے اسلئے میں نے خدا کی وحی کو ظاہر پر حمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی اور اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براہین احمدیہ میں شائع کیا۔ لیکن بعد اسکے اس بارہ میں بارش کی طرح وحی الٰہی نازل ہوئی کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا تھا تُو ہی ہے۔ اور ساتھ اسکے صدہا نشان ظہور میں آئے اور زمین و آسمان دونوں میری تصدیق کیلئے کھڑے ہوگئے اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان میرے پر جبر کر کے مجھے اس طرف لے آئے کہ آخری زمانہ میں مسیح آنے والا میں ہی ہوں ورنہ میرا اعتقاد تو وہی تھا جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھ دیا تھا اور پھر میں نے اسپر کفایت نہ کر کے اس وحی کو قرآن شریف پر عرض کیا تو آیات قطعیۃ الدلالت سے ثابت ہوا کہ درحقیقت مسیح ابن مریم فوت ہوگیا ہے اور آخری خلیفہ مسیح موعود کے نام پر اسی اُمت میں سے آئیگا۔ اور جیسا کہ جب دن چڑھ جاتا ہے تو کوئی تاریکی باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح صدہا نشانوں اور آسمانی شہادتوں اور قرآن شریف کی قطعیۃ الدلالت آیات اور نصوص صریحہ حدیثیہ نے مجھے اس بات کے لئے مجبور کر دیا کہ میں اپنے تئیں مسیح موعود مان لوں۔ میرے لئے یہ کافی تھا کہ وہ میرے پر خوش ہو مجھے اس بات کی ہرگز تمنا نہ تھی۔ میں پوشیدگی کے حجرہ میں تھا اور کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور نہ مجھے یہ خواہش تھی کہ کوئی مجھے شناخت کرے۔ اُس نے گوشۂ تنہائی سے مجھے جبراً نکالا۔ میں نے چاہا کہ میں پوشیدہ رہوں اور پوشیدہ مروں مگر اُس نے کہا کہ میں تجھے تمام دُنیا میں عزت کے ساتھ شہرت دُوں گا پس یہ اُس خدا سے پوچھو کہ ایسا تُو نے کیوں کیا؟ میرا اس میں کیا قصور ہے۔ اسی طرح اوائل میں میرا یہی عقیدہ تھا کہ مجھ کو مسیح ابن مریم سے کیا نسبت ہے وہ نبی ہے اور خدا کے بزرگ مقربین میں سے ہے۔ ص ۱۵۰ اور اگر کوئی امر میری فضیلت کی نسبت ظاہر ہوتا تو میں اُسکو جزئی فضیلت قرار دیتا تھا مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی اُس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا اور

Back

یہ حوالہ صفحہ 97 پر درج ہے

حقیقۃ الوحی صفحہ 150 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 153 از مرزا قادیانی

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں خود فرمایا ہے۔ علاوہ اس کے جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی
نہیں مانتا کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیشگوئی موجود ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ ۱۶۴
وسلم نے خبر دی تھی کہ آخری زمانہ میں میری اُمت میں سے ہی مسیح موعود آئیگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے یہ بھی خبر دی تھی کہ میں معراج کی رات میں مسیح ابن مریم کو اُن نبیوں میں دیکھ آیا ہوں جو اس دُنیا
سے گذر گئے ہیں اور یحییٰ شہید کے پاس دُوسرے آسمان میں اُنکو دیکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن شریف
میں خبر دی کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گیا ہے اور خدا نے میری سچائی کی گواہی کیلئے تین لاکھ سے زیادہ
آسمانی نشان ظاہر کئے اور آسمان پر کسوف خسوف رمضان میں ہوا۔ اب جو شخص خدا اور رسول
کے بیان کو نہیں مانتا اور قرآن کی تکذیب کرتا ہے اور عمداً خدا تعالیٰ کے نشانوں کو رد کرتا ہے اور مجھ کو
باوجود صدہا نشانوں کے مفتری ٹھیراتا ہے تو وہ مومن کیونکر ہو سکتا ہے اور اگر وہ مومن ہے تو
میں بوجہ افتراء کرنے کے کافر ٹھیرا کیونکہ میں اُنکی نظر میں مفتری ہوں اور اللہ تعالیٰ قرآن شریف
میں فرماتا ہے۔ قالت الاعراب اٰمنا قل لم تؤمنوا ولکن قولوا اسلمنا ولما
یدخل الایمان فی قلوبکم[1] یعنی عرب کے دیہاتی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے۔ اُن سے کہہ دو کہ تم
ایمان نہیں لائے۔ ہاں یوں کہو کہ ہم نے اطاعت اختیار کر لی ہے اور ایمان ابھی تمہارے
دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ پس جبکہ خدا اطاعت کرنیوالوں کا نام مومن نہیں رکھتا۔ پھر وہ لوگ
خدا کے نزدیک کیونکر مومن ہو سکتے ہیں جو کھلے کھلے طور پر خدا کے کلام کی تکذیب کرتے ہیں اور
خدا تعالیٰ کے ہزارہا نشان دیکھ کر جو زمین اور آسمان میں ظاہر ہوئے پھر بھی میری تکذیب سے
باز نہیں آتے۔ وہ خود اس بات کا اقرار رکھتے ہیں کہ اگر میں مفتری نہیں اور مومن ہوں۔ تو
اس صورت میں وہ میری تکذیب اور تکفیر کے بعد کافر ہوئے۔ اور مجھ کو کافر ٹھیرا کر اپنے کفر پر
مُہر لگا دی۔ یہ ایک شریعت کا مسئلہ ہے کہ جو مومن کو کافر کہنے والا آپ کافر ہو جاتا ہے۔ پھر جب کہ
دو سو مولوی نے مجھے کافر ٹھیرایا اور میرے پر کفر کا فتویٰ لکھا گیا اور انہیں کے فتوے سے یہ
بات ثابت ہے کہ مومن کو کافر کہنے والا کافر ہو جاتا ہے اور کافر کو مومن کہنے والا بھی کافر ہو جاتا

[1] الحجرات: ۱۵

Back
یہ حوالہ صفحہ 97 پر درج ہے
حقیقۃ الوحی صفحہ 168 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 168 از مرزا قادیانی

محض جاہل اس سے دھوکا بھی کھا لیتے ہیں۔ لیکن حکیم مطلق نے سونے میں ایک امتیازی نشان رکھا ہے جس کو عرّاف فی الفور شناخت کر لیتے ہیں۔ اور بہتیرے سفید اور چمکتے ہوئے پتھر ایسے ہیں کہ جو ہیرے سے بہت ہی مشابہ ہیں اور بعض نادان اُن کو ہیرا سمجھ کر ہزارہا روپیہ کا نقصان اٹھا لیتے ہیں۔ لیکن صانع عالم نے ہیرے کے لئے ایک امتیازی نشان رکھا ہوا ہے جس کو ایک دانشمند جوہری شناخت کر سکتا ہے۔ ایسا ہی دنیا کے کل جواہرات اور عمدہ چیزوں کو دیکھ لو کہ اگرچہ بظاہر نظر کئی ردی اور ادنیٰ درجہ کی چیزیں اُن سے مشکل میں مل جاتی ہیں مگر ہر ایک پاک اور قابلِ قدر جوہر اپنے امتیازی نشان سے اپنی خصوصیت کو ظاہر کر دیتا ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ اور خود انسان کو دیکھو کہ اگرچہ وہ صورت میں بہت سے حیوانات سے مشابہت رکھتا ہے جیسا کہ بندر سے تاہم اُس میں ایک امتیازی نشان ہے جس کی وجہ سے ہم کسی بندر کو انسان نہیں کہہ سکتے۔ پھر جبکہ اس مادی دنیا میں جو نا پائیدار اور بے ثبات ہے اور جس کا نقصان بھی بمقابل آخرت کے کچھ چیز نہیں ہے ہر ایک عمدہ اور نفیس جوہر کیلئے حکیم مطلق نے امتیازی نشان قائم کر دیا ہے جس کی وجہ سے وہ جوہر بسہولت شناخت کیا جاتا ہے۔ تو پھر مذہب جس کی غلطی جہنم تک پہنچاتی ہے اور ایسا ہی ایک راستباز اور اہل اللہ کا وجود جس کا انکار مقلوبت ابدی کے گڑھے میں ڈالتا ہے کیونکر یقین کیا جائے کہ اُن کی شناخت کے لئے کوئی بھی یقینی اور قطعی نشان نہیں پس ایسے شخص سے زیادہ کون احمق اور نادان ہے کہ جو خیال کرتا ہے کہ سچے مذہب اور سچے راستباز کے لئے کوئی امتیازی نشان خدا نے قائم نہیں کیا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں آپ فرماتا ہے کہ کتاب اللہ جو مذہب کی بنیاد ہے امتیازی نشان اپنے اندر رکھتی ہے جس کی نظیر کوئی پیش نہیں کر سکتا۔ اور نیز فرماتا ہے کہ ہر ایک مومن کو فرقان عطا ہوتا ہے یعنی امتیازی نشان جس سے وہ شناخت کیا جاتا ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ سچا مذہب اور حقیقی راستباز ضرور اپنے ساتھ امتیازی نشان رکھتا ہے اور اسی کا نام دوسرے لفظوں میں معجزہ اور کرامت اور خارق عادت امر ہے۔

Back

یہ حوالہ صفحہ 98 پر درج ہے

براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 50 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 63 از مرزا قادیانی

۱۸۴۔ **نشان**۔ ایک دفعہ میری بیوی کے حقیقی بھائی سید محمد اسمٰعیل کا جو اسوقت اسسٹنٹ سرجن ہے پٹیالہ سے خط آیا جس میں لکھا تھا کہ میری والدہ فوت ہوگئی ہے اور خط کے اخیر میں یہ بھی لکھا تھا کہ اسحاق میرا چھوٹا بھائی بھی فوت ہوگیا ہے اور تاکید کی تھی کہ خط کو دیکھتے ہی چلے آویں۔ اور اتفاق ایسا ہوا کہ ایسے وقت میں وہ خط پہنچا کہ جب خود میرے گھر کے لوگ سخت تپ سے بیمار تھے اور مجھے خوف تھا کہ اگر اُن کو اس خط کے مضمون سے اطلاع دی جائے گی تو اندیشہ جان ہے۔ تب میرا دل نہایت اضطراب میں پڑا اُس اضطراب کی حالت میں مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع دی گئی کہ یہ خبر وفات صحیح نہیں اور مَیں نے اِس الہام سے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم اور شیخ حامد علی اور بہت سے لوگوں کو اطلاع دی اور پھر بعد اس کے شیخ حامد علی کو جو میرا ملازم ہے پٹیالہ میں بھیجا تو معلوم ہوا کہ درحقیقت خلاف واقعہ تھی۔ سوچنے کا مقام ہے کہ بغیر خدا تعالیٰ کے کسی کو اُمور غیبیہ پر اطلاع نہیں ہوتی۔ اور یہ خدا تعالیٰ نے ایک ایسی غیب کی خبر دی جس نے خط کے مضمون کو ردّ کر دیا۔ ۳۸۴

۱۸۵۔ **نشان**۔ بعض نشان اِس قسم کے ہوتے ہیں کہ اُن کے وقوع میں ایک منٹ کی تاخیر بھی نہیں ہوتی۔ کہ فی الفور واقع ہو جاتے ہیں اور اس میں گواہ کا پیدا ہونا کم میسّر آتا ہے اِسی قسم کا یہ ایک نشان ہے کہ ایک دن بعد نماز صبح میرے پر کشفی حالت طاری ہوئی اور مَیں نے اُس وقت اس کشفی حالت میں دیکھا کہ میرا لڑکا مبارک احمد باہر سے آیا ہے اور میرے قریب جو ایک چٹائی پڑی ہوئی تھی اُس کے ساتھ پَیر پھسل کر گر پڑا ہے اور اُس کو بہت چوٹ لگی ہے اور تمام کُرتہ خون سے بھر گیا ہے۔ مَیں نے اُس وقت مبارک احمد کی والدہ کے پاس جو اُس وقت میرے پاس کھڑی تھیں یہ کشف بیان کیا۔ تو ابھی مَیں بیان ہی کر چکا تھا کہ مبارک احمد ایک طرف سے دوڑا آیا۔ جب چٹائی کے پاس پہنچا۔ تو چٹائی سے پَیر پھسل کر گر پڑا۔ اور سخت چوٹ آئی اور تمام کُرتہ خون سے بھر گیا۔ اور

Back

یہ حوالہ صفحہ 98 پر درج ہے

حقیقۃ الوحی صفحہ 384 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 398، 399 از مرزا قادیانی

ایک منٹ کے اندر ہی یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ ایک نادان کہے گا کہ اپنی بیوی کی گواہی کا کیا اعتبار ہے اور نہیں جانتا کہ ہر ایک شخص طبعًا اپنے ایمان کی حفاظت کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر پھر جھوٹ بولے۔ سو اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر معجزات کے گواہ آنجناب کے دوست اور آنجناب کی بیویاں تھیں۔ اس صورت میں وہ معجزات بھی باطل ہوتے ہیں اور اکثر نشانوں کے دیکھنے والے یہی لوگ ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہر وقت ساتھ رہنے کا انہیں کو اتفاق ہوتا ہے۔ دشمنوں کو کہاں نصیب ہو سکتا ہے کہ وہ ان نشانوں کو دیکھ سکیں کہ جو ایک طرف بذریعہ پیشگوئی بتلائے جاتے اور دوسری طرف معًا پورے ہو جاتے ہیں۔ دشمن کا تو دل بھی دُور ہوتا ہے اور جسم بھی دُور۔

۲۸۵ ۱۸۶۔ نشان۔ ایسا ہی عرصہ قریبًا تین سال کا ہُوا ہے کہ صبح کے وقت کشفی طور پر مجھے دکھایا گیا کہ مبارک احمد سخت مبہوت اور بدحواس ہو کر میرے پاس دوڑا آیا ہے اور نہایت بے قرار ہے اور حواس اُڑے ہُوئے ہیں اور کہتا ہے کہ ابّا پانی یعنی مجھے پانی دو۔ یہ کشف میں نے نہ صرف گھر کے لوگوں کو بلکہ بہتوں کو سُنا دیا تھا۔ کیونکہ اسکے وقوع میں ابھی قریبًا دو گھنٹے باقی تھے۔ اس کے بعد اُسی وقت ہم باغ میں گئے اور قریبًا ۸ بجے صبح کا وقت تھا اور مبارک احمد بھی ساتھ تھا اور مبارک احمد کئی دوسرے چھوٹے بچوں کے ساتھ باغ کے ایک گوشہ میں کھیلتا تھا اور عمر قریبًا چار برس کی تھی اُسوقت میں ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا میں نے دیکھا کہ مبارک احمد زور سے میری طرف دوڑتا چلا آتا ہے اور سخت بدحواس ہو رہا ہے میرے سامنے آکر اتنا اُسکے مُنہ سے نکلا کہ ابّا پانی۔ بعد اسکے نیم بیہوش کی طرح ہو گیا اور وہاں سے کنواں قریبًا پچاس قدم کے فاصلہ پر تھا۔ میں نے اُسکو گود میں اُٹھا لیا اور جہاں تک مجھ سے ہو سکا میں تیز قدم اُٹھا کر اور دَوڑ کر کنوئیں تک پہنچا اور اُسکے مُنہ میں پانی ڈالا۔ جب اُس کو ہوش آئی اور کچھ آرام آیا تو میں نے اُس سے اِس حادثہ کا سبب دریافت کیا تو اُسنے کہا کہ بعض بچوں کے کہنے سے میں نے بہت پسا ہُوا

حقیقۃ الوحی صفحہ 384 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 398، 399 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 98 پر درج ہے

ایک منٹ کے اندر ہی یہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ ایک نادان کہے گا کہ اپنی بیوی کی گواہی کا کیا اعتبار ہے اور نہیں جانتا کہ ہر ایک شخص طبعًا اپنے ایمان کی حفاظت کرتا ہے اور نہیں چاہتا کہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر پھر جھوٹ بولے۔ سو اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر معجزات کے گواہ آنجناب کے دوست اور آنجناب کی بیویاں تھیں۔ اِس صورت میں وہ معجزات بھی باطل ہوتے ہیں اور اکثر نشانوں کے دیکھنے والے یہی لوگ ہوتے ہیں۔ کیونکہ ہر وقت ساتھ رہنے کا انہیں کو اتفاق ہوتا ہے۔ دشمنوں کو کہاں نصیب ہو سکتا ہے کہ وہ ان نشانوں کو دیکھ سکیں کہ جو ایک طرف بذریعہ پیشگوئی بتلائے جاتے اور دوسری طرف معًا پورے ہو جاتے ہیں۔ دشمن کا تو دل بھی دُور ہوتا ہے اور جسم بھی دُور۔

۱۸۶۔ **نشان**۔ ایسا ہی عرصہ قریبًا تین سال کا ہوا ہے کہ صبح کے وقت کشفی طور پر مجھے دکھایا گیا کہ مبارک احمد سخت مبہوت اور بدحواس ہو کر میرے پاس دوڑا آیا ہے اور نہایت بے قرار ہے اور حواس اُڑے ہوئے ہیں اور کہتا ہے کہ ابا پانی یعنی مجھے پانی دو۔ یہ کشف میں نے نہ صرف گھر کے لوگوں کو بلکہ بہتوں کو سُنا دیا تھا۔ کیونکہ اسکے وقوع میں ابھی قریبًا دو گھنٹے باقی تھے۔ اِس کے بعد اُسی وقت ہم باغ میں گئے اور قریبًا ۸ بجے صبح کا وقت تھا اور مبارک احمد بھی ساتھ تھا اور مبارک احمد کئی دوسرے چھوٹے بچوں کے ساتھ باغ کے ایک گوشہ میں کھیلتا تھا اور عمر قریبًا چار برس کی تھی اُسوقت میں ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا میں نے دیکھا کہ مبارک احمد زور سے میری طرف دوڑتا چلا آتا ہے اور سخت بدحواس ہو رہا ہے میرے سامنے آکر اتنا اُسکے مُنہ سے نکلا کہ ابا پانی۔ بعد اسکے نیم بیہوش کی طرح ہو گیا اور وہاں سے کنواں قریبًا پچاس قدم کے فاصلہ پر تھا۔ میں نے اُسکو گود میں اُٹھا لیا اور جہاں تک مجھ سے ہو سکا میں تیز قدم اُٹھا کر اور دَوڑ کر کنوئیں تک پہنچا اور اُسکے مُنہ میں پانی ڈالا۔ جب اُس کو ہوش آئی اور کچھ آرام آیا تو میں نے اُس سے اِس حادثہ کا سبب دریافت کیا تو اُسنے کہا کہ بعض بچوں کے کہنے سے میں نے بہت پسا ہوا

حقیقۃ الوحی صفحہ 385 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 399 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 98 پر درج ہے

Back

منجانب اللہ الہام ہوا:۔

چل رہی ہے نسیم رحمت کی جو دُعا کیجئے قبول ہے آج

صفحہ ۳۸۰ اس دُعا کے بعد خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے وُہ مشکلات اُن کے دُور کر دیئے اور انہوں نے شکر گذاری کا خط لکھا۔ اس واقعہ کا وُہی خط گواہ ہے جو میرے کسی بستہ میں موجود ہوگا اور کئی اور لوگ گواہ ہیں بلکہ اُس وقت صدہا آدمیوں میں یہ میرا الہام شہرت پا گیا تھا اور نواب علی محمد خان مرحوم رئیس جھجر نے بھی اس کو اپنی یادداشت میں لکھ لیا تھا۔

۱۷۹۔ نشان۔ مولوی کرم دین کے مقدمہ میں جو گورداسپور میں دائر تھا کرم دین مذکور اِس بات پر زور دیتا تھا کہ لئیم کے لفظ کے معنی ولد الزنا ہیں اور کذّاب کے یہ معنی ہیں جو ہمیشہ جھوٹ بولتا ہو یہی معنی پہلی عدالت نے قبول کئے۔ اُن دنوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا۔ معنیٔ دیگر نہ پسندیم۔ جس سے یہ فہیم ہوئی کہ دُوسری عدالت میں یہ معنی قائم نہیں رہیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور اپیل کی عدالت میں صاحب ڈویژنل جج نے اِن تمام عُذرات کو ردّ کر دیا اور یہ لکھا کہ کذّاب اور لئیم کے الفاظ کرم دین کے مناسب حال ہیں بلکہ وُہ اس سے بڑھ کر الفاظ کا بھی مستحق ہے سو صاحب ڈویژنل جج نے وُہ پُر تکلف معنے کرم دین کے پسند نہ کئے جو پہلی عدالت میں پسند کئے گئے تھے دیکھو اخبار الحکم نمبر ۱، جلد ۸۔ ۲۴ مئی ۱۹۰۴ء جس میں یہ الہام موجود ہے

۱۸۰۔ نشان۔ ایک دفعہ ۱۹۰۱ء میں مجھے الہام ہوا یریدون ان یطفؤا نورک ویخطفوا عرضک وانی معک ومع اھلک یعنی دشمن لوگ ارادہ کرینگے کہ تیرے نُور کو بجھا دیں۔ اور تیری آبروریزی کریں مگر میں تیرے ساتھ ہوں گا۔ اور اُن کے ساتھ جو تیرے ساتھ ہیں اور اُنہی دنوں میں مَیں نے دیکھا کہ میں ایک کوچہ میں ہوں جو آگے سے بند ہے اور بہت تنگ کوچہ ہے کہ بمشکل ایک آدمی اس میں سے گذر سکتا ہے۔ مَیں بند کوچہ کے آخری حصہ میں جس کے آگے کوئی راہ نہ تھا۔ دیوار کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور جو واپس جانے کی طرف راہ تھی اُسکی طرف جب نظر اُٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ تین قوی ہیکل سنڈے وہاں کھڑے ہیں جو خونی ہیں اور گذرنے کی

۳۹۴ ۔ اصل میں جلد کا نمبر درج نہیں شاید سہو کر دیا گیا ہو۔ ناشر

Back

یہ حوالہ صفحہ 99 پر درج ہے

حقیقۃ الوحی صفحہ 381 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 394، 395 از مرزا قادیانی

راہ بند کر رکھی ہے۔ ایک اُن میں سے میری طرف حملہ کر کے دوڑا۔ اُس کو میں نے ہاتھ سے ہٹا دیا۔ پھر دوسرا حملہ آور ہوا اور اُسکو بھی میں نے ہاتھ سے ہٹا دیا۔ پھر تیسرا اس شدت اور جوش سے آیا کہ اُسے دیکھکر یقین ہوتا تھا کہ اب خیر نہیں لیکن جب میرے قریب آیا تو دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا اور میں اُسکے ساتھ رگڑ کر اُسکے پاس سے گذر گیا۔ اسی اثناء میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے چند کلمات میرے دل پر القا ہوئے جن کو میں پڑھتا جاتا اور دوڑتا تھا اور وہ یہ ہیں رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ۔ اس واقعہ کے دیکھنے کے ساتھ ہی مجھ کو تفہیم ہوئی کہ کوئی دشمن مقدمہ برپا کریگا اور اُسکے تین وکیل ہونگے اور یہ الہام اور کشف قبل ظہور اس مقدمہ کے پرچہ اخبار الحکم ۱۹۰۲ء یعنی الحکم نمبر ۲۴ میں درج ہو کر شائع کی گئی بعد میں کرم دین نے جہلم میں میرے پر مقدمہ کیا اور میری طلبی ہوئی اور وہ مقدمہ فوجداری اور سخت مقدمہ تھا اور جیسا کہ کشفی حالت میں ظاہر کیا گیا تین وکیل اُسکے تھے۔ آخر کار بموجب وعدہ الٰہی وہ مقدمہ اُس کا خارج ہوا۔ دیکھو پرچہ اخبار الحکم ۱۹۰۲ء نمبر ۲۴ جلد ۶ ✤

۱۸۱* **نشان**۔ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ ایک لڑکی تمہارے گھر میں پیدا ہوگی اور مر جائیگی اور اُس کا نام غاسق رکھا یعنی غروب ہونیوالی۔ اور یہ اِس بات کی طرف اشارہ تھا کہ طفولیت

✤ مولوی کرم دین کے متعلق ایک پیشگوئی مفصل طور پر اخبار الحکم میں قبل از وقت شائع ہو چکی ہے جس کا مختصر یہ ہے کہ ایک فوجداری مقدمہ میں عدالت ماتحت میرے برخلاف فیصلہ کریگی اور پھر عدالت عالیہ سے میری برئیت ہو جائیگی چنانچہ کرم دین نے جب گورداسپور میں میرے پر فوجداری مقدمہ کیا تو عدالت ماتحت یعنی آتھام کے محکمہ سے پانسو روپیہ جرمانہ میرے پر ہوا۔ پھر عدالت عالیہ یعنی صاحب ڈویژنل جج کے محکمہ سے وہ حکم منسوخ ہو کر عزت کے ساتھ میری برئیت ہوئی اور حاکم مجوز نے لکھا کہ لفظ کذاب اور لئیم جو کرم دین کی نسبت استعمال کئے گئے ہیں وہ محل پر ہیں اور کرم دین ان الفاظ کا مستحق ہے بلکہ اگر ان الفاظ سے بڑھ کر اور سخت الفاظ کرم دین کی نسبت لکھے جاتے تب بھی وہ ان الفاظ کا مستحق تھا ایسے الفاظ سے کرم دین کی کوئی ازالہ حیثیت عرفی نہیں ہوئی۔ یہ پیشگوئی وقت سے بہت پہلے شائع کی گئی تھی۔ منہ

* یہ نشان پہلے بھی لکھا جا چکا ہے مگر اب اس جگہ موجہ تشریح کے لئے دوبارہ درج کیا گیا۔ منہ

حقیقۃ الوحی صفحہ 381 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 394، 395 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 99 پر درج ہے

وارث نہیں تھا اس لئے اُس کی زمین میں سے آدھی تو ہمارے حصہ میں آئی اور آدھی زمین ہمارے چچازاد بھائیوں کے حصہ میں گئی اور اس طرح پر وہ پیشگوئی پوری ہوگئی جس کے پورے ہونے اور بیان کرنے پر ایک جماعت گواہ ہے اور نیز شیخ حامد علی بھی جو زندہ موجود ہے۔

۹۵۔ پچانوےں نشان۔ ایک دفعہ مجھے لدھیانہ سے پٹیالہ جانے کا اتفاق ہوا اور میرے ساتھ وہی شیخ حامد علی اور دوسرا شخص فتح خان نام ساکن ایک گاؤں متصل ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور کا اور تیسرا شخص عبدالرحیم نام ساکن انبالہ چھاؤنی تھا اور بعض اور بھی تھے جو یاد نہیں رہے۔ جس صبح ہم نے ریل پر سوار ہونا تھا مجھے الہام کے ذریعہ سے بتایا گیا تھا کہ اس سفر میں کچھ نقصان ہوگا اور کچھ حرج بھی۔ میں نے اپنے ان تمام ہمراہیوں کو کہا کہ نماز پڑھ کر دُعا کرو کیونکہ مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ چنانچہ سب نے دُعا کی اور پھر ہم ریل پر سوار ہو کر ہر ایک طور کی عافیت سے پٹیالہ میں پہنچ گئے۔ جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو وزیر اعظم ریاست کا خلیفہ محمد حسن مع اپنے تمام ارکان ریاست کے جو شاید اٹھارہ گاڑیوں پر سوار ہونگے پیشوائی کے لئے موجود دیکھے اور جب آگے بڑھے تو شاید سات ہزار کے قریب دوسرے عام و خاص شہر کے رہنے والے ملاقات کیلئے موجود تھے اس حد تک تو خیر گذری نہ کوئی نقصان ہوا اور نہ کوئی حرج۔ لیکن جب واپس آنے کا ارادہ ہوا۔ تو وہی وزیر صاحب مع اپنے بھائی سید محمد حسین صاحب کے جو شاید ان دنوں میں ممبر کونسل ہیں مجھے ریل پر سوار کرنے کیلئے اسٹیشن پر میرے ہمراہ گئے اور اُن کے ساتھ نواب علی محمد خان صاحب مرحوم جھجر والے بھی تھے۔ جب ہم اسٹیشن پر پہنچے تو ریل کے چلنے میں کچھ دیر تھی۔ میں نے ارادہ کیا کہ عصر کی نماز یہیں پڑھ لوں اس لئے میں نے چوغہ اتار کر وضو کرنا چاہا اور چوغہ وزیر صاحب کے ایک ملازم کو پکڑا دیا اور پھر چوغہ پہن کر نماز پڑھ لی۔ اور اس چوغہ میں زادِ راہ کے طور پر کچھ روپیہ تھے اور اسی میں ریل کا کرایہ بھی دینا تھا۔ جب ٹکٹ لینے کا وقت آیا تو میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا کہ ٹکٹ کیلئے روپیہ دوں تو معلوم ہوا کہ وہ رومال جس میں روپیہ تھا گم ہوگیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ چوغہ اُتارنے کے وقت کہیں گر پڑا۔ مگر مجھے بجائے غم کے خوشی ہوئی کہ ایک ۲۴۷

حقیقۃ الوحی صفحہ 257 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 557,556 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 99 پر درج ہے

Back

حصہ پیشگوئی کا پُورا ہوگیا۔ پھر ہم ٹکٹ کا انتظام کرکے ریل پر سوار ہوگئے۔ جب ہم دوراہہ کے اسٹیشن پر پہنچے تو شاید اُس وقت دس بجے رات کا وقت تھا اور وہاں صرف پانچ منٹ کیلئے ریل ٹھہرتی تھی۔ میرے ایک ہمراہی شیخ عبدالرحیم نے ایک انگریز سے پُوچھا کہ کیا لودہانہ آگیا؟ اُس نے شرارت سے یا کسی اپنی خود غرضی سے جواب دیا کہ ہاں آگیا۔ تب ہم مع اپنے تمام اسباب کے جلد جلد اُتر آئے۔ اتنے میں ریل روانہ ہوگئی۔ اُترنے کے ساتھ ہی ایک ویرانہ اسٹیشن دیکھ کر پتہ لگ گیا کہ ہمیں دھوکہ دیا گیا۔ وہ ایسا ویرانہ اسٹیشن تھا کہ بیٹھنے کے لئے چارپائی بھی نہیں ملتی تھی اور نہ روٹی کا سامان ہو سکتا تھا مگر اس امر کے خیال سے کہ اس حرجہ کے پیش آنے سے دُوسرا حصہ پیشگوئی کا بھی پُورا ہوگیا۔ اِس قدر مجھے خوشی ہوئی کہ گویا اِس مقام میں کسی نے ہمیں بھاری دعوت دی اور گویا ہر ایک قسم کا خوش مزہ کھانا ہمیں مل گیا۔ بعد اس کے اسٹیشن ماسٹر اپنے کمرہ سے نکلا۔ اُس نے افسوس کیا کہ کسی نے ناحق شرارت سے آپکو حرج پہنچایا اور کہا کہ آدھی رات کو ایک مال گاڑی آئے گی۔ اگر گنجائش ہوئی تو میں اُس میں بٹھا دونگا۔ تب اُس نے اِس امر کے دریافت کے لئے تار دی اور جواب آیا گنجائش ہے۔ تب ہم آدھی رات کو سوار ہوکر لودہانہ میں پہنچ گئے۔ گویا یہ سفر اسی پیشگوئی کے لئے تھا۔

۹۶۔ چھیانوواں نشان۔ ایک دفعہ نواب علی محمد خان مرحوم رئیس لودھیانہ نے میری طرف خط لکھا کہ میرے بعض امور معاش بند ہوگئے ہیں آپ دُعا کریں کہ تا وہ کھل جائیں۔ جب میں نے دُعا کی تو مجھے الہام ہوا کہ کھل جائیں گے۔ میں نے بذریعہ خط اُنکو اطلاع دے دی۔ پھر صرف دو چار دن کے بعد وہ وجوہ معاش کھل گئے اور اُنکو بشدت اعتقاد ہوگیا۔ پھر ایک دفعہ انہوں نے بعض اپنے پوشیدہ مطالب کے متعلق میری طرف ایک خط روانہ کیا۔ اور جس گھڑی اُنہوں نے خط ڈاک میں ڈالا اُسی گھڑی مجھے الہام ہوا کہ اس مضمون کا خط اُنکی طرف سے آنے والا ہے۔ تب میں نے بلا توقف اُنکی طرف یہ خط لکھا کہ اس مضمون کا خط آپ روانہ کرینگے

یہ حوالہ صفحہ 99 پر درج ہے

حقیقۃ الوحی صفحہ 257 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 556, 557 از مرزا قادیانی

حصہ پیشگوئی کا پورا ہو گیا۔ پھر ہم ٹکٹ کا انتظام کر کے ریل پر سوار ہو گئے۔ جب ہم دوراہہ کے اسٹیشن پر پہنچے تو شاید اس وقت دس بجے رات کا وقت تھا اور وہاں صرف پانچ منٹ کیلئے ریل ٹھہرتی تھی۔ میرے ایک ہمراہی شیخ عبدالرحیم نے ایک انگریز سے پوچھا کہ کیا لودہانہ آگیا؟ اُس نے شرارت سے یا کسی اپنی خوبۂ غرضی سے جواب دیا کہ ہاں آگیا۔ تب ہم مع اپنے تمام اسباب کے جلد جلد اُتر آئے۔ اتنے میں ریل روانہ ہو گئی۔ اُترنے کے ساتھ ہی ایک ویرانہ اسٹیشن دیکھ کر پتہ لگ گیا کہ ہمیں دھوکہ دیا گیا۔ وہ ایسا ویرانہ اسٹیشن تھا کہ بیٹھنے کے لئے چارپائی بھی نہیں ملنی تھی اور نہ روٹی کا سامان ہو سکتا تھا مگر اس امر کے خیال سے کہ اس حرج کے پیش آنے سے دُوسرا حصہ پیشگوئی کا بھی پُورا ہو گیا۔ اِس قدر مجھے خوشی ہوئی کہ گویا اِس مقام میں کسی نے ہمیں بھاری دعوت دی اور گویا ہر ایک قسم کا خوش مزہ کھانا ہمیں مل گیا۔ بعد اس کے اسٹیشن ماسٹر اپنے کمرہ سے نکلا۔ اُس نے افسوس کیا کہ کسی نے ناحق شرارت سے آپکو حرج پہنچایا اور کہا کہ آدھی رات کو ایک مال گاڑی آئے گی۔ اگر گنجائش ہوئی تو مَیں اُس میں بٹھا دونگا۔ تب اُس نے اِس امر کے دریافت کے لئے تار دی اور جواب آیا گنجائش ہے۔ تب ہم آدھی رات کو سوار ہو کر لودہانہ میں پہنچ گئے۔ گویا یہ سفر اسی پیشگوئی کے لئے تھا۔ ۲۴۶ صـ

۹۶۔ چھیانوےں نشان۔ ایک دفعہ نواب علی محمد خان مرحوم رئیس لودھیانہ نے میری طرف خط لکھا کہ میرے بعض امور معاش بند ہو گئے ہیں آپ دُعا کریں کہ تا وہ کھُل جائیں۔ جب مَیں نے دُعا کی تو مجھے الہام ہُوا کہ کھُل جائیں گے۔ مَیں نے بذریعہ خط اُنکو اطلاع دے دی۔ پھر صرف دو چار دن کے بعد وہ وجوہ معاش کھُل گئے اور اُنکو بشدت اعتقاد ہو گیا۔ پھر ایک دفعہ انہوں نے بعض اپنے پوشیدہ مطالب کے متعلق میری طرف ایک خط روانہ کیا۔ اور جس گھڑی اُنہوں نے خط ڈاک میں ڈالا اُسی گھڑی مجھے الہام ہُوا کہ اس مضمون کا خط اُنکی طرف سے آنے والا ہے۔ تب مَیں نے بلا توقف اُنکی طرف یہ خط لکھا کہ اس مضمون کا خط آپ روانہ کرینگے

یہ حوالہ صفحہ 101 پر درج ہے

حقیقۃ الوحی صفحہ 257 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 257 از مرزا قادیانی

Back

اور قدر کو دیکھ کے ہم کسی کو منع نہیں کرتے۔

اسباب پرستی، پتھر پرستی سے بڑھ کر ہے۔ پتھروں کی پوجا اگر محرقہ ہے، تو اسباب پرستی تپ دق ہے جس نے دُنیا کو ہلاک کر دیا ہے۔ یاد رکھو جو اسباب میں دل لگاتا ہے، وُہ شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

دارالامان والوں کی سخاوت کا قوی نمونہ خدا تعالیٰ نے لیا ہے۔ مگر ایک دار وُہ ہے جو خس و خاشاک کی خاکی کا بنا ہوا دروازہ والا گھر ہے اور ایک وہ جو ہمارے منشاء کے موافق رُوحانی طور پر اپنی تبدیلی کرتا ہے۔ وُہ بھی ہمارے دار میں ہے۔

برکت کا نشان میرے پاس ایک شیشی مُشک کی ہے جس میں سے مَیں کھایا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کے سلسلہ کو منقطع کرنا نہیں چاہتا، تو جس طرح چاہے اس کو برکت دیدے۔ مَیں نے گھر والوں سے کہا کہ لاؤ اس شیشی کو میں برکت دیتا ہوں۔ چنانچہ مَیں نے اُس میں پھونک ماردی۔ ڈاک کے وقت فضل الٰہی ایک شیشی لایا۔ مَیں نے سمجھا کہ کوئی دوائی ہے اور رکھ دی۔ مگر فوراً جب اسے کھول کر دیکھا، تو وہ مُشک نکلا۔ مَیں نے اس کو بُلا کر پُوچھا کہ کس نے بھیجی ہے۔ اس نے کہا کہ وہ کاغذ گم ہو گیا اس شیشی پر بھی مُرسل و فرستندہ کا نام نہیں۔ یہ نمونہ خدا تعالیٰ نے برکت کا دیا ہے۔ مَیں نے گھر میں خود پھونک ماری اور دُوسرے دن وُہ شیشی آگئی۔ یہ خُدا کے عجیب کام ہیں، جو اب کھل ظاہر ہو رہے ہیں۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

---

۳۰ ستمبر ۱۹۰۲ء

رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ دراصل دونوں ایک ہی ہیں۔ آدم زاد کی پرستش کرنے میں کوئی ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہے۔ ایک بیٹے کی پرستش کرتا ہے تو دوسرا ماں کو بھی خدا بناتا ہے اور اس معاملہ میں وہ شرمندگی سے کام لیتا ہے جب بیٹا خدا ہے تو ماں تو ضرور خدا ہونی چاہیے۔ مگر اب وقت آگیا ہے کہ انسان پرستی کا شہتیر ٹوٹ جاوے۔

ملفوظات جلد دوم صفحہ 286 طبع جدید، از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 101 پر درج ہے

Back

اُٹھا اور امتحان کیلئے چلنا شروع کیا تو ثابت ہُوا کہ مَیں بالکل تندرست ہوں۔ تب مجھے اپنے قادر خدا کی قدرت عظیم کو دیکھ کر رونا آیا کہ کیسا قادر ہمارا خدا ہے اور ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ اُس کی کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور اُسکے رسول کی پیروی کی۔ اور کیا بدنصیب وُہ لوگ ہیں جو اس ذوالعجائب خدا پر ایمان نہیں لائے۔

۸۵۔ نشان۔ ایک مرتبہ مَیں قولنج زعیری سے سخت بیمار ہُوا اور سولہ دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے انہیں دنوں میں شیخ رحیم بخش صاحب مرحوم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے والد ماجد بٹالہ سے میری عیادت کیلئے آئے اور میری نازک حالت انہوں نے دیکھی اور مَیں نے سُنا کہ وہ بعض لوگوں کو کہہ رہے تھے کہ آجکل یہ مرض وبا کی طرح پھیل رہی ہے بٹالہ میں ابھی مَیں ایک جنازہ پڑھ کر آیا ہوں جو اسی مرض سے فوت ہُوا ہے اور ایسا اتفاق ہُوا کہ کہ محمد بخش نام ایک حجام قادیان کا رہنے والا اُسی دن اُسی مرض سے بیمار ہُوا اور آٹھویں دن مر گیا۔ ۲۳۵ ص
اور جب سولہ دن میری مرض پر گذرے تو آثار نومیدی کے ظاہر ہو گئے اور مَیں نے دیکھا کہ بعض عزیز میرے اردگرد کھڑے روتے تھے اور مسنون طور پر تین مرتبہ سُورہ یٰسٓ سنائی گئی۔ جب میری مرض اس نوبت پر پہنچ گئی تو خدا تعالیٰ نے میرے دل پر القاء کیا کہ اور علاج چھوڑ دو اور دریا کی ریت جس کے ساتھ پانی بھی ہو تسبیح اور درود کے ساتھ اپنے بدن پر ملو۔ تب بہت جلد دریا سے ایسی ریت منگوائی گئی اور مَیں نے اس کلمہ کے ساتھ کہ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم اور درود شریف کے ساتھ اُس ریت کو بدن پر ملنا شروع کیا۔ ہر ایک دفعہ جو جسم پر وُہ ریت پھیرتی تھی تو گویا میرا بدن آگ میں سے نجات پاتا تھا صبح تک وُہ تمام مرض دُور ہو گئی اور صبح کے وقت الہام ہُوا۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فأتوا بشفاءٍ من مثلہٖ۔

۸۶۔ نشان۔ ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی۔ ایک دم قرار نہ تھا کسی شخص سے مَیں نے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج ہے۔ اُس نے کہا کہ علاج دندان استراج دندان۔ اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرا۔ تب اُسوقت مجھے غنودگی آگئی اور مَیں زمین پر بیتابی کی حالت میں بیٹھا ہُوا تھا اور چلہ پانی

حقیقۃ الوحی صفحہ 246، 247 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 246، 247 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 102 پر درج ہے

Back

پاس بھی تھی۔ مَیں نے بیتابی کی حالت میں اُس چارپائی کی پائینتی پر اپنا سر رکھ دیا اور تھوڑی سی نیند آگئی۔ جب مَیں بیدار ہوا تو درد کا نام و نشان نہ تھا اور زبان پر یہ الہام جاری تھا۔ اذا مرضت فھو یشفین یعنی جب تُو بیمار ہوتا ہے تو وُہ تجھے شفا دیتا ہے فالحمد للہ علیٰ ذالک

۸۷۔ ستاسیواں نشان۔ یہ پیشگوئی ہے کہ میری اس شادی کے بارے میں جو دہلی میں ہوئی تھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے یہ الہام ہوا تھا۔ الحمد للہ الذی جعل لکم المصھر والنسب یعنی اُس خدا کو تعریف ہے جس نے تمہیں دامادی اور نسب دونوں طرف سے عزت دی یعنی تمہاری نسب کو بھی شریف بنایا اور تمہاری بیوی بھی سادات میں سے آئیگی یہ الہام شادی کیلئے ایک پیشگوئی تھی جس سے مجھے یہ فکر پیدا ہوا کہ شادی کے اخراجات کو کیونکر مَیں انجام دونگا کہ اِس وقت میرے پاس کچھ نہیں اور نیز کیونکر مَیں ہمیشہ کیلئے اس بوجھ کا متحمل ہو سکونگا۔ تو مَیں نے جناب الٰہی میں دُعا کی کہ ان اخراجات کی مجھ میں طاقت نہیں۔ تب یہ الہام ہوا کہ ؎ ۲۳۶

ہر چہ باید نو عروسی را ہمہ ساماں کنم ٭ وآنچہ در کار شما باشد عطائے آں کنم

یعنی جو کچھ تمہیں شادی کے لئے درکار ہوگا۔ تمام سامان اُس کا مَیں آپ کرونگا۔ اور جو کچھ تمہیں وقتاً فوقتاً حاجت ہوتی رہے گی۔ آپ دیتا رہونگا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا شادی کے لئے جو کسی قدر مجھے روپیہ درکار تھا۔ اُن ضروری اخراجات کے لئے منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ لاہور نے پانسو روپیہ مجھے قرضہ دیا اور ایک اور صاحب حکیم محمد شریف نام ساکن کلانور نے جو امرتسر میں طبابت کرتے تھے دو سو روپیہ یا تین سو روپیہ مجھے بطور قرض دیا۔ اُس وقت منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ نے مجھے کہا کہ ہندوستان میں شادی کرنا ایسا ہے جیسا کہ ہاتھی کو اپنے دروازہ پر باندھنا۔ مَیں نے اُن کو جواب دیا کہ ان اخراجات کا خدا نے خود وعدہ فرما دیا ہے۔ پھر شادی کرنے کے بعد سلسلہ فتوحات کا شروع ہو گیا۔ اور یاوہ زمانہ تھا کہ بباعث تفرقہ و جوہ معاش پانچ سات آدمی کا خرچ بھی میرے پر ایک بوجھ تھا۔ اور اب وہ وقت آگیا کہ بحساب اوسط تین سو آدمی ہر روز مع عیال و اطفال اور ساتھ اسکے

۲۴۷

ہیں ہی مرجائے گی۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق لڑکی پیدا ہوئی اور پیشگوئی کے مطابق طفولیت میں ہی مرگئی۔ دیکھو اخبار الحکم نمبر ۴ جلد ۷۔

۱۸۲۔ نشان۔ مولوی محمد فضل صاحب احمدی مقام چنگا تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی سے لکھتے ہیں کہ ایک روز ماہ مئی ۱۹۰۳ء کو مقام چنگا تحصیل گوجرخاں ضلع راولپنڈی جبکہ میں کچھ آدمیوں کے ساتھ جن میں بعض احمدی اور چند غیر احمدی شامل تھے نماز جمعہ ادا کر کے مسجد میں بیٹھا ہوا تھا تو ایک شخص مسمی فضل داد خان نمبردار چنگا جو میرا ہمقوم اور رشتہ میں سے تھا ایک شخص کے ورغلانے سے مسجد میں آکر مجھے معہ دیگر احمدیوں کے ملامت کرنے لگا۔ اور کہا کہ تم لوگ مسجد میں نماز نہ پڑھا کرو مسجد کو بھرشٹ کر دیا ہے۔ پھر فروعی مسائل کا جو احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مختلف فیہ ہیں ذکر چھیڑ کر میرے ساتھ مجادلہ شروع کر دیا ۳۸۲ میں نے اُس کو معقولاً و منقولاً سمجھایا اور خوب ملزم کیا مگر وہ تکذیب پر اڑا رہا۔ اور اُس کے بہکانے سے عوام کو میں نے احمدیوں پر مشتعل پایا اور دیکھا کہ وہ شخص فتنہ اور فساد سے باز نہیں آتا اُس وقت میرے دل پر سخت قلق و اضطراب پیدا ہوا کہ خدایا اب اس امر کا کیا علاج ہو۔ اس شخص کے ذریعہ بڑا فتنہ ہونے والا ہے۔ تب میں نے اس کو اپنا مخاطب بنا کر کہا کہ اگر میں جو مسائل بیان کر رہا ہوں اُن میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالیٰ تجھ سے پہلے مجھے ہلاک کرے اور اگر تو جھوٹا ہے تو خدا تعالیٰ تجھے ہلاک کرے۔ تب فضل داد خان نے ان لفظوں کے ساتھ مجھے جواب دیا کہ خدا تجھے ہلاک کرے۔ پھر میں اُسی وقت مسجد سے باہر آگیا اور لوگ منتشر ہو گئے۔ پھر چند روز کے بعد شخص مذکور (یعنی فضل داد خاں) درد شکم کی سخت مرض میں مبتلا ہو گیا اور دس ماہ کے اندر ۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء کو مر گیا اور اپنی موت سے سلسلہ احمدیہ کی صداقت کا نشان بطور یادگار چھوڑ گیا۔ کچھ مدت تک مجلس مباہلین حاضرین میں اس کے مرنے سے ایک دہشت اور رعب پھیل گیا تھا۔ اور میں نے اپنے بعض مخالفین سے بھی اپنے کانوں کے ساتھ یہ ذکر سنا کہ اس شخص کی

یہ حوالہ صفحہ 102 پر درج ہے

حقیقۃ الوحی صفحہ 396 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 396 از مرزا قادیانی

Back

	نہ خُدا تعالیٰ کا خوف ہے اور نہ اِنسانوں سے شرم ہے۔
۷۱	منجملہ ان پیشگوئیوں کے جو پُوری ہو چکی ہیں اور خُدا تعالیٰ کی طرف سے میری سچائی پر ایک نشان ہے۔ یہ ہے کہ جب میری لڑکی مبارکہ پیٹ میں تھی۔ اور قریباً پچیس روز اِس کی پیدائش میں باقی رہتے تھے تو اس لڑکی کی والدہ نہایت تکلیف میں مبتلا تھی۔ اور حساب کی غلطی سے یہ غم بھی ان کو لاحق ہُوا کہ شاید یہ حمل نہ ہو کوئی اور بیماری ہو۔ کیونکہ انھوں نے ٹھیک ٹھیک یاد نہ رہنے کی وجہ سے خیال کیا کہ یہ گیارھواں مہینہ جاتا ہے اور علم دستور کے لحاظ سے یہ مُدت حمل کی نہیں ہو سکتی۔ اِس لئے دوہری تکلیف دامنگیر ہو گئی۔ اور جب ایسے ایسے خیالات سے اُن کا غم حد سے بڑھ گیا۔ تو مَیں نے اُن کے لئے دُعا کی۔ تب مجھے یہ الہام ہُوا۔ آید آں روز ے کہ مستخلص شود۔ یعنے وہ دِن چلا آتا ہے کہ چھٹکارا ہو جائیگا۔ اور اِس الہام کے معنوں کی مجھے یہ تفہیم ہُوئی۔ کہ لڑکی پیدا ہوگی اور اسی وجہ سے کوئی لفظ بشارت کا اِس الہام میں استعمال نہیں کیا گیا بلکہ چھٹکارا کا لفظ استعمال کیا گیا۔ چنانچہ مَیں نے اِس الہام سے اپنی جماعت میں سے بہتوں کو اطلاع دیدی۔ آخر ۲۷ رمضان ۱۳۱۴ھ کو لڑکی پیدا ہو گئی جس کا نام مبارکہ رکھا گیا۔ کیونکہ انہی دِنوں میں مجھے معلوم کرایا گیا تھا کہ ایک نشان ظاہر ہوگا چنانچہ ایسا ہی ہُوا۔ اور جس روز لڑکی کا عقیقہ تھا۔ اُسی روز ہمیں اطلاع پہنچی کہ وہ لیکھرام جس کے مارے جانے کی نسبت پیشگوئی کی گئی تھی وہ ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو اس غدار دُنیا سے عالم مجازات کی طرف کھینچا گیا۔ تمام گواہ اس پیشگوئی کے زندہ ہیں جو حلفاً بیان کر سکتے ہیں۔
۷۲	اور منجملہ میرے نشانوں کے جو میری تائید میں خُدا تعالیٰ نے ظاہر فرمائے

۳۲۳

Back

تریاق القلوب صفحہ 323 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 451 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 102 پر درج ہے

نمک پھانک لیا اور دماغ پر بخار چڑھ گئے اور سانس رُک گیا اور گلا گھونٹا گیا۔ پس اس طرح پر خدا نے اُس کو شفا دی اور کشفی پیشگوئی پوری کی۔

۱۸۷۔ نشان۔ میرے بڑے بھائی جن کا نام میرزا غلام قادر تھا کچھ مُدت تک بیمار رہے جس بیماری سے آخر اُن کا انتقال ہوا جس دن اُن کی وفات مقدر تھی صبح مجھے الہام ہوا کہ جنازہ۔ اور اگرچہ کچھ آثار اُن کی وفات کے نہ تھے مگر مجھے سمجھایا گیا کہ آج وہ فوت ہو جائیں گے اور میں نے اپنے خاص ہم نشینوں کو اِس پیشگوئی کی خبر دے دی جو اَب تک زندہ ہیں۔ پھر شام کے قریب میرے بھائی کا انتقال ہو گیا۔ ۳۸۶ھ

اِن تمام پیشین گوئیوں میں جو اِس جگہ لکھی گئی ہیں۔ مَیں نے اختصار کے خیال سے بہت کم گواہوں کا ذکر کیا ہے مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے کئی ہزار گواہ ہیں جن کے رُوبرو یہ پیشین گوئیاں کی گئیں اور پوری ہوئیں۔ بلکہ بعض پیشگوئیوں کے تو کئی لاکھ گواہ ہیں۔

میرا ارادہ تھا کہ ان نشانوں کو تین سو تک اِس کتاب میں لکھوں اور وہ تمام نشان جو میری کتاب نزول المسیح اور تریاق القلوب وغیرہ کتابوں میں لکھے گئے ہیں اور دُوسرے نئے نشان اِس تذکرہ میں لکھ دوں کہ تین سو کا عدد پُورا ہو جائے مگر تین روز سے مَیں بیمار ہو گیا ہوں اور آج اُنتیس ۲۹ ستمبر ۱۹۰۶ء کو اِس قدر غلبہ مرض اور ضعف اور نقاہت ہے کہ مَیں لکھنے سے مجبور ہو گیا ہوں اگر خدا نے چاہا تو حصّہ پنجم براہین احمدیہ میں یہ تین سو نشان یا زیادہ اِس سے لکھے جاویں گے۔ بالآخر اِس قدر لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر ان نشانوں سے کسی کا دل تسلی پذیر نہ ہوا اور ایسا شخص اُن لوگوں میں سے ہو جو الہام اور وحی کا دعوےٰ کرتے ہیں تو اُس کے لئے یہ دُوسری راہ کھُلی ہے کہ وہ میرے مقابل پر اپنے الہام اپنی قوم کے دو اخباروں میں ایک سال تک شائع کرتا رہے۔ اور دُوسری طرف مَیں وہ تمام

Back

یہ حوالہ صفحہ 103 پر درج ہے

حقیقۃ الوحی صفحہ 400 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 400 از مرزا قادیانی

۶۴۲

اور وہ واقعی اخلاص سے لکھا تھا کیونکہ اس وقت اس کی یہ حالت تھی کہ بعض اوقات میرے جوتے اٹھا کر جھاڑ کر آگے رکھ دیا کرتا تھا اور ایک بار مجھے اپنے مکان میں اس غرض سے لے گیا کہ خدا مبارک ہو جاوے اور ایک بار اصرار کر کے مجھے وضو کرایا۔ غرض بڑا اخلاص ظاہر کیا کرتا تھا۔ کئی بار اس نے ارادہ کیا کہ میں قادیان ہی میں آکر رہوں۔ مگر میں نے اس وقت اسے یہی کہا تھا کہ ابھی وقت نہیں آیا۔ اس کے بعد اسے یہ ابتلاء پیش آگیا۔ کیا تعجب ہے کہ اس اخلاص کے جذبے میں خدا تعالیٰ نے اس کا انجام اچھا رکھا ہو۔[1]

اس پر ایک بھائی نے سوال کیا کہ حضور اب اسے کیا سمجھیں۔ فرمایا۔

اب تو حکم حالت موجودہ ہی پر ہوگا۔ وہ دشمن ہی اس سلسلہ کا ہے۔ دیکھو جب تک خلقہ ہوتا ہے اس کا نام خلقہ رکھتے ہیں گو اس کا انسان بن جاوے مگر جوں جوں اس کی حالتیں بدلتی جاتی ہیں اس کا نام بدلتا جاتا ہے۔ مضغہ علقہ وغیرہ ہوتا ہے۔ آخر اپنے وقت پر جا کر انسان بنتا ہے۔ یہی حال اس کا ہے۔ سردست تو وہ اس سلسلہ کا مخالف اور دشمن ہے اور یہی اس کو سمجھنا چاہیے۔

پھر اس ضمن میں فرمایا کہ

سزا اور عذاب صرف کفر ہی کے باعث نہیں آتا۔ بلکہ فسق و فجور بھی عذاب کا موجب ہو جاتا ہے۔

خدا تعالیٰ ہمیشہ صادقوں ہی کی نصرت اور تائید کرتا ہے

- فرمایا:- کبھی کوئی جھوٹ اس قدر چل نہیں سکتا۔ آخر دنیا میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ بدی کرنے والے جھوٹے اور فریبی اپنے جھوٹ میں تھک کر رہ جاتے ہیں۔ پھر کیا کوئی ایسا مفتری ہو سکتا ہے جو برابر پچیس برس سے خدا تعالیٰ پر افترا کر رہا ہو اور خدا کو بھی اس کے لئے غیرت نہ آوے بلکہ اس کی تائید میں نشانات ظاہر کرتا رہے۔ یہ عجیب بات ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ ہمیشہ صادقوں ہی کی نصرت اور تائید کرتا ہے۔

دیکھو یہ جو میری پیشگوئی ہے کہ میری عمر اسی برس کے قریب ہوگی کیا کوئی مفتری اس قسم کی

---

[1] البدر میں جو یوں لکھا ہے :-

"یہ خدا تعالیٰ کی رحمت کے کام ہوتے ہیں۔ ایک کتاب میں میں نے دیکھا کہ موسیٰ کے زمانہ میں ایک سامری تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کی شکل پر سونا بنایا کرتا تھا جس وقت سب قوم فرعون کی غرق ہوئی تو وہ بچا رہا۔ حضرت موسیٰ نے خدا تعالیٰ سے اس کا باعث دریافت کیا تو فرمایا کہ چونکہ یہ تجھ جیسے جیسا چاہتا بنایا کرتا تھا اس لئے ہماری رحمت نے تقاضا نہ کیا کہ تجھ جیسی شکل کو غرق کریں"۔ (البدر جلد ۱ نمبر ۳۰ صفحہ ۲۳۳)

والسلام۔ مرزا غلام احمد عفی عنہ۔ ۲۲ مارچ ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مجی اخویم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج کے خط سے واقعہ مصومہ نہ سبب پراطلاع ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا تعالیٰ آپ کو۔ مدعا کی والدہ کے صبر بخشے۔ اور بعد میں ہر یک بلا سے بچاوے۔ آمین دعا تو بہت کی گئی تھی مگر تغیر مبرم کا کب علاج ہے میں نے پہلے اس سے دیکھا تھا۔ یعنی الہام ہوا تھا کہ لاہور سے ایک خوفناک خبر آئی ہے۔ اس الہام کو میں نے اخبار میں شائع کر دیا تھا۔ سو وہ بات پوری ہوئی ..... اور اب صبر کریں۔ خدا تعالیٰ صبر پاس کا اجر دیگا + والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۷ مارچ ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب قریشی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ براہ مہربانی ایک تولہ مشک خالص جسمیں ریشہ اور جھلی اور صوف نہ ہوں اور تازہ خوشبودار ہو۔ بذریعہ ویلو پے۔ بھیل پارسل ارسال فرمادیں۔ کیونکہ پہلی مشک ختم ہو چکی ہے۔ اور باعث دورہ مرض ضرور رہتی ہے۔ یہ لحاظ رکھیں کہ اکثر مشک میں ایک قسم جیسے ملا دیتے ہیں۔ باسی پرانی اور ردی ہوتی ہے اور خوشبو نہیں رکھتی۔ ان باتوں کا لحاظ رہے۔ تلاش کریں کہ جہاں تک ممکن ہو جلد بھیجدیں۔ سے سئی کو انشاء اللہ گورداسپور جاؤنگا۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ ۲۸ اپریل ۱۸۹۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک ضروری کام تھا کہ جس ملاقات کے وقت اسکا ذکر کرنا بھول گیا۔ وہ یہ ہے کہ پہلی مشک جو آپ نے بھیجی تھی وہ اب نہیں رہی۔ آپ جانتے ہی ایک تولہ مشک خالص جسمیں چھوٹا نہ ہو اور بخوبی جیسا کہ چاہئے خوشبودار ہو ضرور روانہ کریں۔ ویلو پے ایبل کرا کر بھیجیں۔ جس قدر قیمت ہو مضائقہ نہیں۔ مگر مشک اعلیٰ درجہ کی ہو چھوٹا نہ ہو۔ اور جب کہ عمدہ اور تازہ مشک میں تیز خوشبو ہوتی ہے وہی اُسمیں ہو۔ اور ساتھ ہی انگوٹھی کا نگ سے ایک روپیہ کا شنگرف نوٹ بند جو ایک سبز رنگ طرف ہے بہت احتیاط سے بند کر کے بذریعہ ٹاک روانہ کریں۔ پی کر کے بھیجدیں اور جہاں تک ممکن ہو پرسوں تک یہ دونو چیزیں روانہ کر دیں۔ کیونکہ مجھ کو اپنی بیماری کے دورہ میں انکی ضرورت ہوتی ہے۔ زیادہ خیریت۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب قریشی سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اشیاء مفصلہ ذیل ہمراہ بیتے آویں۔ اور اگر خدا تعالیٰ استہ ایسی مجبوری ہو تو کسی اور آنے والے کے ہاتھ بھیجدیں۔ وائی بیوٹر جو ایک رحم کے متعلق دوائی ہے بذریعہ روکان سے (ملیم)۔ مشک خالص عمدہ جس میں چھوٹا نہ ہو ایک تولہ حصہ پان عمدہ بنگلی (مقدم)۔ اور ایک انگریزی وضع کا پاخانہ جو ایک چوکی ہوتی ہے۔ اور اُسمیں ایک برتن ہوتا ہے اسکی صورت معلوم نہیں آپ ساتھ لاویں۔ بقیت یہاں سے دیجاویگی۔ مجھے دوران سر کی بہت شدت سے مرض ہو گئی ہے۔ پیروں پر بوجھ دیکر پاخانہ پھرنے سے مجھے سر کو چکر آتا ہے۔ اسلئے ایسے پاخانہ کی ضرورت پڑی۔ اگر شفا صاحب کی دوکان میں ایسا پاخانہ ہو تو وہ دیدیجئے۔ مگر ضرور لانا چاہئے۔ اور پتہ کا منی آرڈر آپ کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے۔ باقی سب خیریت ہے۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد

خطوط امام بنام غلام صفحہ 6 از حکیم محمد حسین قریشی قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 103 پر درج ہے

Back

قابل اعتراض ٹھہریگا۔ ایسا ہی اُدباء کو یہ اتفاق بھی پیش آجاتا ہے کہ گو بیس شخص ایک مضمون کے ہی لکھنے والے ہوں جو بیش ہی ادیب اور بلیغ ہوں مگر بعض صورتوں کے ادائے بیان میں ایک ہی الفاظ اور ترکیب کے فقرہ پر اُن کا توارد ہو جائیگا اور یہ باتیں ادباء کے نزدیک مسلمات میں سے ہیں جن میں کسی کو کلام نہیں۔ اور اگر غور کر کے دیکھو تو ہر ایک زبان کا یہی حال ہے۔ اگر اُردو میں بھی مثلاً ایک فصیح شخص تقریر کرتا ہے اور اُس میں کہیں مثالیں لاتا ہے کہیں دلچسپ فقرے بیان کرتا ہے تو دُوسرا فصیح بھی اُسی رنگ میں کہدیتا ہے اور بجز ایک پاگل آدمی کے کوئی خیال نہیں کریگا کہ یہ سرقہ ہے انسان تو انسان خدا کے کلام میں بھی یہی پایا جاتا ہے۔ اگر بعض پُر فصاحت فقرے اور مثالیں جو قرآن شریف میں موجود ہیں شعرائے جاہلیت کے قصائد میں دیکھی جائیں تو ایک لمبی فہرست ملیار ہوگی اور ان امور کو محققین نے جائے اعتراض نہیں سمجھا بلکہ اسی غرض سے ائمہ راشدین نے جاہلیت کے ہزارہا اشعار کو حفظ کر رکھا تھا اور قرآن شریف کی بلاغت فصاحت کے لئے انکو بطور سند لاتے تھے۔

یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ میں خاص طور پر خدا تعالےٰ کی اعجاز نمائی کو انشاء پردازی کے وقت بھی اپنی نسبت دیکھتا ہوں کیونکہ جب میں عربی میں یا اُردو میں کوئی عبارت لکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ کوئی اندر سے مجھے تعلیم دے رہا ہے اور ہمیشہ میری تحریر گو عربی ہو یا اُردو یا فارسی دو حصہ پر منقسم ہوتی ہے (۱) ایک تو یہ کہ بڑی سہولت سے سلسلہ الفاظ اور معانی کا میرے سامنے آتا جاتا ہے اور میں اُسکو لکھتا جاتا ہوں اور گو اُس تحریر میں مجھے کوئی مشقت اُٹھانی نہیں پڑتی مگر دراصل وہ سلسلہ میری دماغی طاقت سے کچھ زیادہ نہیں ہوتا یعنی الفاظ اور معانی ایسے ہوتے ہیں کہ اگر خدا تعالیٰ کی ایک خاص رنگ میں تائید نہ ہوتی تب بھی اسکے فضل کے ساتھ ممکن تھا کہ اسکی معمولی تائید کی برکت سے جو لازمہ فطرت خواص انسانی ہے کسی قدر مشقت اُٹھا کر اور بہت سا وقت لیکر ان مضامین کو میں لکھ سکتا۔ واللہ اعلم (۲) دُوسرا حصہ میری تحریر کا محض خارق عادت کے طور پر ہے[1] اور وہ یہ ہے کہ جب میں مثلاً ایک عربی عبارت

[1] جیسا کہ بارہا بمقابل اعتراض کے علماء کے لکھے گئے ہیں بعض اوقات یہ بذریعہ وحی معلوم ہوئی ہیں قطع نظر اس سے کہ وہ پہلے مجھ سے یا مخالفوں کی کتاب میں لکھی گئی ہیں یا بغیر اطلاع کی کتاب میں۔ ایسا ہی میری انشاء پردازی کا حال ہے۔ جو جو باتیں تائید کے طور پر مجھے خدا تعالیٰ سے معلوم ہوتی ہیں مجھے نہیں معلوم کہ کچھ بھی پرواہ انہیں کہ وہ کسی اور کتاب میں ہو گئی بلکہ وہ میرے لئے اور ہر ایک کے لئے جو میرے حال سے ۴۴

یہ حوالہ صفحہ 104 پر درج ہے

نزول المسیح صفحہ 56 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 434 از مرزا قادیانی

Back

اور خیانت سے۔ رشوت سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دُعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بدرفیق کو نہیں چھوڑتا جو اُس پر بد اثر ڈالتا ہو وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امورِ معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں اُنکی بات کو نہیں مانتا اور اُنکی تعہدِ خدمت سے لاپروا ہو وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنی اہلیہ اور اسکے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیسے بھی محروم رکھتا ہو وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہو وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک مرد جو بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اُس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص مجھے فی الواقع مسیح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص
۱۵ امورِ معروفہ میں میری اطاعت کرنے کیلئے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہو اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی۔ فاسق۔ شرابی۔ خونی۔ چور۔ قمار باز۔ خائن۔ مرتشی۔ غاصب۔ ظالم۔ دروغگو۔ جعلساز اور انکا ہمنشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تہمتیں لگانیوالا جو اپنے افعالِ شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ یہ سب زہریں ہیں۔ تمہاں زہروں کو کھا کر کسی طرح بچ نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اُس برکت کو ہرگز نہیں پا سکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے کیا ہی خوش قسمت وہ لوگ ہیں جو اپنے

کشتی نوح صفحہ 21 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 19 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

Back

حوالہ نمبر 123

پھر دو تین زینے چڑھے پھر چکر آیا اور اسی چکر کے ساتھ جان نکل گئی۔ ایسا ہی غلام محی الدین کو نسل کشمیر کا سمبر یکہ فصہ ہی مر گیا۔ غرض موت کے آجانے کا ہم کو کوئی وقت معلوم نہیں کہ کس وقت آجاوے۔ اسی لیے ضروری ہے کہ اس سے بے فکر نہ ہوں۔ پس دین کی خواری ایک بڑی چیز ہے جو سکرات الموت میں سرغرور رکھتی ہے۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ (الحج ۲) ساعت سے مراد قیامت بھی ہوگی۔ ہم کو اس سے انکار نہیں، مگر اس میں سکرات الموت ہی مراد ہے۔ کیونکہ انقطاع تام کا وقت ہوتا ہے۔ انسان اپنے محبوبات اور مرغوبات سے یک دفعہ الگ ہوتا ہے اور ایک عجیب قسم کا زلزلہ اُس پر طاری ہوتا ہے۔ گویا اندرہی اندر وہ ایک شکنجہ میں ہوتا ہے۔ اس لیے انسان کی تمام تر سعادت یہی ہے کہ وہ موت کا خیال رکھے اور دُنیا اور اُس کی چیزیں اس کی ایسی محبوبات نہ ہوں جو اس آخری ساعت میں علیحدگی کے وقت اُس کی تکالیف کا موجب ہوں۔ دنیا اور اس کی چیزوں کے متعلق ایک شاعر نے کہا ہے ؎

ایں ہمہ را بہ کشتنت آہنگ
گاہ بصلح کشند و گاہ بجنگ

قرآن کریم نے اس مضمون کو اس آیت میں ادا کر دیا ہے اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ (الانفال: ۲۹) اموالکم میں عورتیں داخل ہیں۔ عورت چونکہ پردہ میں رہتی ہے، اس لیے اس کا نام بھی پردہ ہی میں رکھا ہے اور اس لیے بھی کہ عورتوں کو انسان مال خرچ کر کے لاتا ہے۔ مال کا لفظ مائل سے بنا گیا ہے۔ یعنی جس کی طرف طبعاً توجہ اور رغبت کرتا ہے۔ عورت کی طرف فطرۃً بھی چونکہ طبعاً توجہ کرتا ہے۔ اس لیے اس کو مال میں داخل فرمایا ہے۔ مال کا لفظ اس لیے رکھا تاکہ عام محبوبات پر حاوی ہو اور نہ اگر صرف نساء کا لفظ ہوتا، تو اولاد اور عورت دو چیزیں قرار دی جاتیں۔ اور اگر محبوبات کی تفصیل کی جاتی، تو پھر دس جزو میں بھی ختم نہ ہوتا۔ غرض مال سے مراد کُلُّ مَا يَمِيْلُ اِلَيْهِ الْقَلْبُ ہے۔ اولاد کا ذکر اس لیے کیا کہ انسان اولاد کو جگر کا ٹکڑا اور اپنا وارث سمجھتا ہے۔

مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ اور انسان کے محبوبات میں عناد ہے۔ دونوں باتیں ایک جا جمع نہیں ہو سکتیں۔

بیوی سے حُسنِ سلوک

اس سے یہ مت سمجھو کہ پھر عورتیں ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو بہت ذلیل اور حقیر قرار دیا جاوے۔ نہیں نہیں۔ ہمارے ہادی کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ بیوی کے ساتھ جس کا عمدہ چال چلن اور معاشرت اچھی نہیں۔ وہ نیک کہاں۔ دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی تب کر سکتا ہے۔ جب وہ اپنی بیوی کے ساتھ عمدہ سلوک کرتا ہو۔ اور عمدہ معاشرت رکھتا ہو۔ نہ یہ کہ ہر اونی بات پر زدوکوب کرے۔ ایسے واقعات ہوتے ہیں کہ بعض دفعہ ایک غصہ سے بھرا ہوا انسان بیوی سے ادنیٰ سی

ملفوظات جلد اوّل صفحہ 403 طبع جدید از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

Back

بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا۔ (عزت کے خطاب سے مراد یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے کہ اکثر لوگ پہچان لیں گے اور عزت کا خطاب دیں گے اور یہ تب ہوگا جب ایک نشان ظاہر ہوگا۔) اور پھر فرمایا۔ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تیرا نام بڑھاوے اور آفاق میں تیرے نام کی خوب چمک دکھاوے۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اور قدرت نمائی سے تجھے اٹھاؤں گا۔ آسمان سے کئی تخت اُترے مگر سب سے اونچا تیرا تخت بچھایا گیا۔ دشمنوں سے ملاقات کرتے وقت فرشتوں نے تیری مدد کی۔ آپ کے ساتھ انگریزوں کا نرمی کے ساتھ ہاتھ تھا۔ اسی طرف خدا تعالیٰ تھا جو آپ تھے۔ آسمان پر دیکھنے والوں کو ایک رائی برابر غم نہیں ہوتا۔ یہ طریق اچھا نہیں اس سے روک دیا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو ✤ خذوا الرفق الرفق فان الرفق راس الخیرات نرمی کرو نرمی کرو کہ تمام نیکیوں کا سر نرمی ہے۔ (اخویم مولوی عبدالکریم صاحب نے اپنی بیوی سے کسی قدر زبانی سختی کا برتاؤ کیا تھا اس پر حکم ہوا کہ اس قدر سخت گوئی نہیں چاہیئے۔ حتی المقدور پہلا فرض مومن کا ہر ایک کے ساتھ نرمی اور حسن اخلاق ہے اور بعض اوقات تلخ الفاظ کا استعمال بطور تلخ دوا کے جائز ہے۔ اما بحکم ضرورت و بقدر ضرورت۔ منہ)

✤ اس الہام میں تمام جماعت کیلئے تعلیم ہے کہ اپنی بیویوں سے رفق اور نرمی کے ساتھ پیش آویں وہ اُن کی کنیزکیں نہیں ہیں۔ درحقیقت نکاح مرد اور عورت کا باہم ایک معاہدہ ہے۔ پس کوشش کرو کہ اپنے معاہدہ میں دغاباز نہ ٹھیرو۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وعاشروھن بالمعروف[1] یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ اور حدیث میں ہے خیرکم خیرکم لاھلہ یعنی تم میں سے اچھا وہی ہے جو اپنی بیوی سے اچھا ہے۔ خوروحانی اور جسمانی طور پر اپنی بیویوں سے نیکی کرو۔ اُن کے لئے دُعا کرتے رہو۔ اور طلاق سے پرہیز کرو۔ کیونکہ نہایت بد خدا کے نزدیک وہ شخص ہے جو طلاق دینے میں جلدی کرتا ہے جس کو خدا نے جوڑا ہے اس کو ایک گندے برتن کی طرح جلدی توڑ دو۔ منہ

[1] النساء: ۲۰

Back
تحفہ گولڑویہ صفحہ 39 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 75 از مرزا قادیانی
یہ حوالہ صفحہ 110 پر درج ہے

۳۳

اور میں نے بہت استغفار پڑھا۔ یہ قصہ سنا کر مینے خواجہ صاحب سے کہا کہ خواجہ صاحب آپ کی عزت بھی کہیں اسی طریق کی نہ ہو۔ چنانچہ میں آپ کو سناتا ہوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی آتا ہے کہ آپ کمزور ایمان والوں اور منافقوں کی بہت خاطر تواضع کیا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک دفعہ آپ نے کچھ مال تقسیم کیا۔ مگر ایک ایسے شخص کو چھوڑ دیا جسکے متعلق سعدؓ بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ وہ میرے خیال میں مومن تھا۔ اور ان لوگوں کی نسبت زیادہ حقدار تھا۔ جن کو آپ نے مال دیا چنانچہ سعدؓ نے اسکی طرف آپ کو توجہ دلائی۔ مگر آپ خاموش رہے۔ پھر توجہ دلائی۔ مگر آپ پھر خاموش رہے۔ سعدؓ نے پھر تیسری دفعہ توجہ دلائی۔ اس پر آپ نے فرمایا سعدؓ تو ہم سے جھگڑا کرتا ہے۔ خدا کی قسم بات یہ ہے کہ بعض وقت میں کسی کو کچھ دیتا ہوں۔ حالانکہ غیر اس کا مجھے اس سے زیادہ عزیز ہوتا ہے۔ مگر میں اسے اسلیئے دیتا ہوں کہ کہیں وہ منہ کے بل آگ میں نہ جا پڑے۔ یعنی تالیف قلب کے طور پر دیتا ہوں۔ کہ کہیں اسے ابتلاء نہ آجاوے قاضی صاحب نے بیان کیا کہ جسکے ایمان کی حالت مطمئن ہو اسے ظاہری عزت اور خاطر مدارات کی ضرورت نہیں ہوتی اسکے ساتھ اور طریق پر معاملہ ہوتا ہے۔

(۴۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اوائل سے ہی مرزا فضل احمد کی والدہ سے جن کو لوگ عام طور پر تپ چھے دی ماں کہا کرتے تھے بے تعلقی سی تھی جس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت صاحب کے رشتہ داروں کو دین کی سخت بے رغبتی تھی اور انکا انکی طرف میلان تھا اور وہ اسی رنگ میں رنگین تھیں۔ اسلیئے حضرت مسیح موعودؑ نے ان سے مباشرت ترک کر دی تھی ہاں آپ اخراجات وغیرہ باقاعدہ دیا کرتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میری شادی کے بعد حضرت صاحب نے انہیں کہلا بھیجا کہ آجتک تو جس طرح ہوتا رہا ہوتا رہا اب میں نے دوسری شادی کر لی ہے اسلیئے اب اگر دونوں بیویوں میں برابری نہیں کرونگا تو میں گنہگار ہونگا۔ اسلیئے اب دو باتیں ہیں۔ یا تو تم مجھ سے طلاق لے لو اور یا مجھے اپنے حقوق چھوڑ دو۔ میں تم کو خرچ دیئے جاؤنگا۔ انہوں نے کہلا بھیجا کہ اب میں

۴۴

بڑا پے میں کیا طلاق دونگی۔ بس مجھے خرچ ملتا ہے۔ میں اپنے باقی حقوق چھوڑتی ہوں۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ چنانچہ پھر ایسا ہی ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ محمدی بیگم کا سوال اُٹھا اور آپ کے رشتہ داروں نے مخالفت کر کے محمدی بیگم کا نکاح دوسری جگہ کرا دیا اور فضل احمد کی والدہ نے ان سے قطع تعلق نہ کیا۔ بلکہ ان کے ساتھ رہیں۔ تب حضرت صاحب نے ان کو طلاق دیدی خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ طلاق دینا آپ کے اس اشتہار کے مطابق تھا۔ جو آپ نے ۲ مئی ۱۸۹۱ء کو شائع کیا تھا اور جسکی سُرخی تھی "اشتہار نصرت دین و قطع تعلق از اقارب مخالف دین" اس میں آپ نے بیان فرمایا تھا کہ اگر مرزا سلطان احمد اور ان کی والدہ اس امر میں مخالفانہ کوشش سے الگ نہ ہو گئے۔ تو پھر آپ کی طرف سے مرزا سلطان احمد حق اور محروم الارث ہونگے اور ان کی والدہ کو آپ کی طرف سے طلاق ہو گی والدہ صاحبہ فرماتی تھیں۔ کہ فضل احمد نے اس وقت اپنے آپ کو حق ہونے سے بچا لیا۔ نیز والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ اس واقعہ کے بعد ایک دفعہ مرزا سلطان احمد کی والدہ بیمار ہوئیں تو چونکہ حضرت صاحب کی طرف سے مجھے اجازت تھی۔ میں انہیں دیکھنے کے لئے گئی۔ واپس آکر میں نے حضرت صاحب سے ذکر کیا۔ کہ بچے کی ماں بیمار ہے۔ اور یہ تکلیف ہے۔ آپ خاموش رہے۔ میں نے دُوسری دفعہ کہا تو فرمایا میں تمہیں دو گولیاں دیتا ہوں۔ یہ دے آؤ۔ مگر اپنی طرف سے دینا میرا نام نہ لینا۔ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ اور بھی بعض اوقات حضرت صاحب نے اشارۃً کنایۃً مجھ پر ظاہر کیا کہ میں ایسے طریق پر کہ حضرت صاحب کا نام درمیان میں نہ آئے اپنی طرف سے کبھی کچھ مدد کر دیا کروں سو میں کر دیا کرتی تھی۔

(۴۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نماز ظہر کے بعد مسجد میں بیٹھ گئے۔ ان دنوں میں آپ نے شیخ سعد اللہ لدھیانوی کے متعلق لکھا تھا کہ یہ ابتر رہیگا اور اس کا بیٹا جو اب موجود ہے۔ وہ نامرد ہے۔ گویا اس کی اولاد آگے نہیں چلیگی

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 33، 34 از مرزا بشیر احمد ایم اے	یہ حوالہ صفحہ 111 پر درج ہے

اور رسول کے نزدیک لعنتی ہیں۔ ان کا نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہیں۔ اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہوسکتی جب تک پوری پوری اپنے خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے اور دلی محبت سے اس کی تعظیم بجا نہ لائے اور پس پُشت یعنی اس کے پیچھے اس کی خیر خواہ نہ ہو۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے مردوں کی تابعدار رہیں۔ ورنہ ان کا کوئی عمل منظور نہیں۔ اور نیز فرمایا ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم کرتا کہ عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے حق میں کچھ بدزبانی کرتی ہے یا اہانت کی نظر سے اس کو دیکھتی ہے اور حکم زبانی سُنکر پھر بھی باز نہیں آتی تو وہ لعنتی ہے۔ خدا اور رسول اس سے ناراض ہیں۔ عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ بگاڑیں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچاویں۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مرد ہیں ان سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں شیطان ان کے ساتھ ساتھ ہے۔ عورتوں پر یہ بھی لازم ہے کہ بدکار اور بدوضع عورتوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں اور ان کو اپنی خدمت میں نہ رکھیں کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو۔

(۷) عورتوں میں یہ بھی ایک بدعادت ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند کسی اپنی مصلحت کے لیے کوئی دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت اور اس کے اقارب سخت ناراض ہوتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں اور شور مچاتے ہیں اور اس بندہ خدا کو ناحق ستاتے ہیں۔ ایسی عورتیں اور ایسے ان کے اقارب بھی نابکار اور خراب ہیں۔ کیونکہ اللہ جلشانہ نے اپنی حکمت کاملہ سے جس میں صدہا مصالح ہیں۔ مردوں کو اجازت دے رکھی ہے کہ وہ اپنی کسی ضرورت یا مصلحت کے وقت چار تک بیویاں کریں۔ پھر جو شخص اللہ رسول کے حکم کے مطابق کوئی نکاح کرتا ہے تو اس کو کیوں بُرا کہا جائے۔ ایسی عورتیں اور ایسے ہی اس عادت والے اقارب جو خدا اور اس کے رسول کے حکموں کا مقابلہ کرتی ہیں۔ نہایت مردود اور شیطان کی بہنیں اور بھائی ہیں کیونکہ وہ خدا اور رسُول کے فرمودہ سے منہ پھیر کر اپنے رب کریم سے لڑائی کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر کسی نیک دل مسلمان کے گھر میں ایسی بدذات بیوی ہو تو اُسے مناسب ہے کہ اس کو سزا دینے کے لیے دوسرا نکاح ضرور کرے۔

(۷) بعض جاہل مسلمان اپنے نادرشتہ کے وقت یہ دیکھ لیتے ہیں کہ جس کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کرنا منظور ہے اس کی پہلی بیوی بھی ہے یا نہیں۔ پس اگر پہلی بیوی موجود ہو تو ایسے شخص سے ہرگز نکاح کرنا نہیں چاہتے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے لوگ بھی صرف نام کے مسلمان ہیں اور ایک طور سے وہ ان عورتوں کے مددگار ہیں جو اپنے خاوندوں کے دوسرے نکاح سے ناراض ہوتی ہیں۔ سو ان کو بھی خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے۔

(۸) ہماری قوم میں یہ بھی ایک نہایت بدرسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ سراسر تکبر اور نخوت کا طریق ہے جو سراسر احکام شریعت کے برخلاف ہے۔ بنی آدم سب خدا تعالیٰ کے بندے ہیں۔ نادرشتہ ناطہ میں صرف یہ دیکھنا چاہیئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے

۹۸

مئی ۱۸۸۴ء

"ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ نواب صاحب کی حالت غم سے خوشی کی طرف مبدّل ہوگئی ہے اور آسودہ حال اور شگفتہ دل ہیں اور نہایت عمدگی اور صفائی سے یہ خواب آئی اور یہ خواب بطور کشف تھی چنانچہ اسی جمع کو نواب صاحب کو اس خواب سے اطلاع دی گئی۔"

(مکتوب بنام میر عباس علی شاہ صاحب مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۸۴ء مندرجہ الحکم جلد ۴ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۸)

مئی ۱۸۸۴ء

"پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک صاحب الٰہی بخش نام اکونٹنٹ نے کہ جو اس کتاب[1] کے معاون ہیں کسی اپنی مشکل میں دعا کے لئے درخواست کی اور بطور خدمت پچاس روپیہ بھیجے۔ اور جس روز یہ خواب آئی اُس روز سے دو چار دن پہلے ان کی طرف سے دعا کے لئے الحاح ہو چکا تھا مگر یہ عاجز نواب[2] صاحب کے لئے مشغول تھا اس لئے جن کے لئے دعا کرنے کو کسی آمد وقت پر موقوف رکھا اور جس روز نواب صاحب کے لئے بشارت دی گئی تھی تو اُس دن خیال آیا کہ آج مُنشی الٰہی بخش کے لئے توجہ سے دعا کریں۔ سو بعد نمازِ عصر جب وقتِ رضا پایا اور دعا کا ارادہ کیا تو پھر بھی دل نے یہی چاہا کہ اس دعا میں بھی نواب صاحب کو شامل کر لیا جائے۔ سو اس وقت نواب صاحب اور مُنشی الٰہی بخش دونوں کے لئے دعا کی گئی۔ بعد دعا اسی جگہ الہام ہوا:

نُنَجِّيهِمَا مِنَ الْغَمِّ

یعنی ہم ان دونوں کو غم سے نجات دیں گے ... پھر چند روز کے بعد نواب صاحب کا خط آگیا کہ مرنے کا کام جاری ہو گیا ہے۔"

(مکتوب بنام میر عباس علی شاہ صاحب مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۸۴ء مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۳۱ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۸ و نمبر ۳۲ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۶)

نومبر ۱۸۸۴ء

"ایک ابتلا مجھ کو اس شادی[3] کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا..... میری حالت مَرَض کا العدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا..... کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے ..... غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جنابِ الٰہی میں دعا کی اور مجھے اُس نے دفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے

---

[1] مراد نواب علی محمد خان صاحب آف جھجر۔ (مرتب)
[2] براہین احمدیہ۔ (مرتب)
[3] نواب علی محمد خان صاحب آف جھجر۔ (مرتب)
[4] جو ۱۷ نومبر ۱۸۸۴ء کو دہلی میں ہوئی۔ (مرتب)

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 98، 99 طبع چہارم، از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 113 پر درج ہے

Back

۹۹

مُنہ میں ڈال رہا ہے چنانچہ وہ دوائیں نے تیار کی اور اس میں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ میں نے دِلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ پُرصحت طاقت جو ایک پُورے تندرست انسان کو دُنیا میں مل سکتی ہے وہ مجھے دی گئی اور چار لوٹے مجھے عطا کئے گئے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۳۵، ۳۶۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳)

سنہ ۱۸۸۴ء اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُنِیْ فِیْ اَبْنَائِیْ بَشَارَۃً بَعْدَ بَشَارَۃٍ۔ حَتّٰی بَلَغَ عَدَدُھُمْ اِلٰی ثَلٰثَۃٍ وَّاَنْبَاَنِیْ بِھِمْ قَبْلَ وُجُوْدِھِمْ بِالْاِلْھَامِ[1]

(انجام آتھم صفحہ ۱۸۲۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۲)

۳۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۴ء اِنِّیْ فَضَّلْتُکَ عَلَی الْعَالَمِیْنَ قُلْ اُرْسِلْتُ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا[2]

(مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مورخہ ۳۰ دسمبر سنہ ۱۸۸۴ء مندرجہ الحکم جلد ۱۹ نمبر ۳ مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۱۵ء صفحہ ۳)

اوائل مارچ سنہ ۱۸۸۵ء "مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اسکے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے اور اس کو خواص انبیاء و رُسل کے نمونہ پر محض بہ برکتِ متابعت حضرتِ خیر البشر افضل الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن بعثوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اُس سے پہلے گذر چکے ہیں اور اُس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بُعد و حرمان ہے۔"

(اشتہار ضمیمہ سُرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۱۹)

۸ مارچ سنہ ۱۸۸۵ء "عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادرِ مطلق جل شانہٗ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی (مسیح) کی طرز پر کمال مسکینی، فروتنی، غربت و تذلل و تواضع سے اصلاحِ خلق کے لئے کوشش کرے

---

[1] (ترجمہ از مرتب) اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے بیٹوں کے بارہ میں بشارت کے بعد بشارت دی یہاں تک کہ ان کی تعداد تین تک پہنچائی اور مجھے ان کی پیدائش سے پہلے الہام کے ذریعہ ان کی خبر دی۔ (نوٹ از مرتب) اس کے متعلق حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے۔ فرمایا "جب میری شادی ہوئی اور میں ایک مہینہ قادیان ٹھیر کر پھر واپس دہلی گئی تو ان ایام میں حضرت مسیح موعود نے مجھے ایک خط لکھا کہ میں نے خواب میں تمہارے تین جن لڑکے دیکھے ہیں۔" (سیرۃ المہدی حصہ اوّل صفحہ ۴۲)

[2] (ترجمہ از مرتب) میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی۔ کہہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

خدا نے خود وعدہ فرما دیا ہے۔ پھر شادی کرنے کے بعد سلسلہ فتوحات کا شروع ہو گیا۔ اور یا وہ زمانہ تھا کہ باعث تفرقہ وجوہ معاش پانچ سات آدمی کا خرچ بھی میرے پر بوجھ تھا یا اب وہ وقت آگیا کہ بحساب اوسط تین سو آدمی ہر روز عید عیال و اطفال اور ساتھ اس کے کئی غرباء اور درویش اس لنگر خانہ میں روٹی کھاتے ہیں۔ اور یہ پیشگوئی الہ شریعت آدمیہ اور ملاوامل گریہ ساکنان قادیان کو بھی قبل از وقت سنائی گئی تھی اور شیخ حامد علی اور چند اور واقف کاروں کو اس سے اطلاع دے دی گئی تھی۔"[1]

محترم عرفانی صاحب لکھتے ہیں کہ حضور شادی کے لئے لاہور تشریف لے گئے تو براتیوں میں حافظ صاحب ایک تھے جو سب سے نمایاں تھے۔ آپ ہی اس شادی میں تمام انتظامات کرنے والے تھے اور حضرت نہایت بے تکلفی سے ہر ایک بات موقعہ کے مناسب حال آپ سے کرتے تھے۔ حضرت اقدس کا کوئی سفر ایسا نہیں ہوا جس میں حافظ صاحب بشرطیکہ وہ یہاں موجود ہوں ساتھ نہ ہوں۔ اور اس سفر کا سارا اہتمام و انتظام انہی کے سپرد ہوتا تھا۔[2]

مکرم مولوی عبدالرحمن صاحب جٹ حافظ صاحب سے روایت کرتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے (گویا نومبر ۱۸۸۳ء میں) ایک روز مجھے فرمایا۔ میاں حامد علی! سفر پر جانا ہے۔ چنانچہ یکہ کرایہ پر لیا۔ جب خاکروبوں کے محلہ کے قریب پہنچے تو مرزا اسمٰعیل بیگ صاحبؓ سے فرمایا کہ میں پہلی شادی کرنے کے لئے جا رہا ہوں۔ میں خفیہ نہ اور ویسہ ہوگا۔ یہ بات کسی کو نہ بتائیں۔ میں جا کر خط لکھوں گا۔ اس وقت سلطان احمد کی والدہ کو بتا دینا۔ تکہ میری واپسی تک وہ رو دھو بیٹھے۔ میں حضور کی یہ بات سنکر سخت حیرت زدہ ہو گیا۔ کیونکہ مجھے بخوبی معلوم تھا کہ حضور اس وقت ازدواجی زندگی کے قابل نہ تھے۔ اور عرصہ سے میں مختلف حکیموں اور طبیبوں سے نسخے معلوم کر کے نوٹ کیا کرتا تھا اور حضور کو کھلاتا تھا لیکن کسی کا بھی اثر نہ ہوتا تھا۔ مرزا اسمٰعیل بیگ صاحب کی موجودگی میں تو میں نے اپنے تئیں بمشکل ضبط کیا لیکن سہسرے پہنچے تو عرض کیا۔ آپ کی حالت آپ پر اور نہ مجھ پر مخفی ہے۔ پھر آپ نے شادی کا کیوں وعدہ فرمایا ہے فرمایا کہ آپ کی بات درست ہے۔ لیکن میں کیا کروں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ چل تو میں چلتا ہوں۔ بس جواب پر میں کیا عرض کرتا۔ سو میں خاموش ہو گیا۔

---

[1] حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۲۵، ۲۲۶۔ نشان ۸۷۔ [2] الحکم ۳۰ صفحہ ۹۔ حضرت ام المومنینؓ بیان کرتی ہیں یہ شیخ حامد علی صاحب اور اللہ ملاوامل صاحب بھی حضور کے ساتھ تھے (سیرۃ المہدی حصہ اوّل روایت ۶۹) اللہ جی نے فاکسار مؤلف اصحاب احمدؑ کے استفسار پر بتایا تھا کہ وہ بطور براتی ساتھ گئے تھے اور شادی کی صحیح تاریخ بھی مجھے بتائی تھی۔ حضرت ام طاہرؓ کی روایت میں تاریخ نکاح ۲۷ محرم ۱۳۰۲ھ مذکور ہے۔

اصحاب احمد جلد سیزدہم صفحہ 31 تا 33 از ملک صلاح الدین قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 113 پر درج ہے

Back

ہی میں حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ کے ہاں پہنچے تو حسبِ معمول مجھے ٹھہرایا گیا۔ چند روز قبل ہی بیوی صاحبہ (حضرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ) ایام سے پاک ہوئی تھیں۔ مگر یہ ہی رخصتانہ عمل میں آیا۔ رخصتانہ کی رات میں نہایت بیقرار تھا کہ کیا ہوگا۔ چنانچہ شدتِ اضطراب کی وجہ سے میری نیند کافور ہوگئی۔ اور میں رات بھر حضور کے لئے نہایت تضرع سے دعا میں مصروف رہا۔ صبح کی اذان ہوئی تو حضور میرے پاس تشریف لائے اور ہم نے نماز فجر ادا کی۔ جس کے بعد فرمایا۔ آؤ اوّل قبلہ کی طرف سیر کر آئیں۔ چنانچہ راستہ میں خود ہی فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کی ذات کتنی پردہ پوشی اور یاوفا ہے کہ رات بیوی صاحبہ کو پھر ایام شروع ہوگئے اور ہمیں چھٹی ہوگئی چنانچہ اسی حالت میں حضور حضرت ام المومنینؓ کو لیکر قادیان تشریف لے آئے۔

کچھ عرصہ بعد حضرت میر صاحبؓ نے حضور کو لکھا کہ آپ لڑائی کو چھوڑ جائیں۔ حضور نے ایک سو روپیہ بھجوا کر لکھا کہ مجھے تصنیف کے کام کی وجہ سے فرصت نہیں آپ آکر لے جائیں۔ چنانچہ میر صاحب آکر لے گئے پھر دو تین ماہ بعد حضور کو لکھا کہ آپ آکر بچی کو لے جائیں۔ حضور نے ایک سو روپیہ بھجوا دیا اور لکھا کہ آپ آکر چھوڑ جائیں۔ چنانچہ میر صاحب آکر چھوڑ گئے۔ حضرت ام المومنینؓ کے اخلاق عالیہ قابلِ تعریف ہیں کہ آپ نے اپنے والدین کے ہاں اور سہیلیوں سے اس بارہ میں کوئی شکوہ نہیں کیا[1]

میں حضور کے علاج میں پہلے ہی معروف تھا۔ بیوی صاحبہ کی واپسی پر آٹھ دس ماہ گذر گئے لیکن علاج بے اثر رہا۔ ایک روز سیر میں حضور نے ہمیں فرمایا کہ تم لوگ دعوٰی محبت کرتے ہو۔ میں تمہارا امتحان کرنا چاہتا ہوں۔ ہم حیران ہوئے کہ نہ معلوم کیا امتحان ہوگا۔ تو فرمایا۔ میرے دل میں ایک بات ہے اس کے متعلق دعا کرو۔ اور جو پتہ لگے بتلاؤ۔ چنانچہ حضور روزانہ ہم سے دریافت کرتے تھے کہ کیا خواب آئی ہے۔ دیگر احباب اپنی خوابیں سناتے تو حضور فرماتے کہ یہ اس امر کے متعلق نہیں۔ مجھے کوئی خواب نہ آئی تھی۔ ایک روز موضع ننھ غلام نبی اپنے اہل وعیال کے پاس جانے کی میں نے اجازت لی اور ابھی قادیان سے نکلا ہی تھا کہ غیر اختیاری طور پر میری زبان پر درود شریف جاری ہوگیا۔ اور تین گاؤں تک درود شریف ہی پڑھتا گیا اور گھر پہنچا اور بچوں سے ملا کھانا کھایا۔ لیکن میری یہ خاص کیفیت اسی طرح قائم تھی۔ تھکا ماندہ تھا۔ سو گیا۔ رات خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام ملے اور فرمایا۔ حامد علی! تمہاری کاپی میں جو فلاں نسخہ ہے وہ مرزا صاحب کو کیوں نہیں دیتے؟ اس پر میں

---

[1] بلکہ حضور کے سلوک کی آپ نے اور آپ کی خادمہ نے تعریف کی (روایت حضرت نانی اماںؓ۔ سیرۃ المہدی حصہ دوم روایت ۴۳۵ شادی کے متعلق سیرۃ المہدی حصہ اوّل میں حضرت ام المومنینؓ کی روایت نمبر ۶۷ پر حاشیہ میں حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ راقم مؤلف اصحاب احمدؑ آپ کا خط شناخت کرتا ہے اور مرزا سے مراد مرزا سلیم ہے جو بعض جگہ آپ اپنے نام کا مختصف تحریر کرتے تھے میں بلاشبہ یہ ہے نیم مقتر ست ۱۹۳۰ء عفرات کو قادیان سے بیع بلاد اہل شہر ست حامد علی وداعہ ہوئے۔ مرتسر پہ بابو اپنی بخش و منشی عبدالحق ملی گئے (بلاد اہل) یعنی ۳ دسمبر ۱۹۳۰ء اور یہی صحیح ہے۔ م۔ ا۔ کیونکہ میری پیدائش ۱۸۸۶ء کی ہے ۱۸۸۶ شروع میں اور یکم مقتر ۱۹۳۰ء ۱۵ نومبر ۱۹۳۰ء کے۔

بیدار ہوگیا۔ اور صحن میں نکل کر دیکھا تو رات چاندنی ہونے کی وجہ سے یہ سمجھا کہ صبح ہوگئی ہے۔ اور میں قادیان کو روانہ ہوگیا۔ جب میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ والے مکان کی نیچی جگہ پر پہنچا تو حضور بیت الفکر میں ٹہل رہے تھے اور اس وقت فجر کی اذان کا وقت ہوگیا تھا۔ میں نے کوچہ سے السلام علیکم عرض کیا۔ تو حضور نے جواب دے کر پوچھا۔ کون ہے؟ عرض کیا۔ حامد علی۔ فرمایا۔ خیر ہے؟ عرض کیا کہ خیر ہے۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنی خواب بیان کی۔ فرمایا۔ یہی بات تھی جس کے لئے میں نے آپ دوستوں کو دعا کے لئے کہا تھا۔ چنانچہ میں نے اپنی کاپی میں تحریر کردہ وہ دوا ٹائی پیسے کا معمولی نسخہ بنا کر حضور کو استعمال کروایا تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسا مفید ثابت ہوا کہ کچھ عرصہ تک حضور ہر نماز غسل کرکے پڑھتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعد میں ایک اور نسخہ بھی بتا دیا جو بے حد مفید ثابت ہوا۔ چنانچہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ کی روایت ہے:۔

"حافظ حامد علی صاحب مرحوم خادم مسیح موعود علیہ السلام بیان کرتے تھے کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی تو ایک عرصہ تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے قویٰ میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو "ذوجام عشق" کے نام سے مشہور ہے بنوا کر استعمال کیا۔ چنانچہ وہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہوا۔ حضرت خلیفۃ اولؓ بھی فرماتے تھے کہ میں نے یہ نسخہ ایک بے اولاد امیر کو کھلوایا تو خدا کے فضل سے اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس پر اس نے بہت سے کپڑے ہمیں خلعت دیئے۔"[1]

یہ ساری تفصیل فضل الٰہی کے نشان کی خاطر دی گئی ہے۔ حضور تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس وقت میرا دل و دماغ اور جسم نہایت کمزور تھا اور علاوہ ذیابیطس اور دوران سر اور تشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر بھی بکلی دور نہیں ہوا تھا۔ اس نہایت درجہ کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے افسوس کیا کیونکہ میری حالت مردمی کالعدم تھی۔ اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے مجھے خط لکھا تھا۔ . . . . . ؟ کہ آپ کو شادی نہیں کرنی چاہیئے تھی ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلاء پیش آوے۔ مگر باوجود ان کمزوریوں کے خدا نے مجھے پوری قوت صحت اور طاقت بخشی اور چار لڑکے عطا کئے۔"[2]

---

[1] سیرۃ المہدی حصہ سوم۔ روایت ۵۶۹۔ کتاب میں نسخہ درج ہے۔

[2] تذکرہ (نسخہ) صفحہ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ اور اس کے گواہوں میں بھی شیخ حامد علی صاحب کا نام درج ہے (ملاحظہ ہو حاشیہ صفحہ ۲۰۹)

سحاب احمد جلد سیزدہم صفحہ 31 تا 33 از ملک صلاح الدین قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 113 پر درج ہے

۲۰۳

شادی میں تجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہیئے۔ ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ رہیگا۔ سو قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے اپنے وعدہ کے موافق اس شادی کے بعد ہر ایک بارِ شادی سے مجھے سُبکدوش رکھا اور مجھے بہت آرام پہنچایا۔ کوئی باپ دُنیا میں کسی بیٹے کی پرورش نہیں کرتا جیسا کہ اُس نے میری کی۔ اور کوئی والدہ پوری ہوشیاری سے دن رات اپنے بچہ کی ایسی خبر نہیں رکھتی جیسا کہ اُسنے میری رکھی۔ اور جیسا کہ اُسنے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ میں یہ وعدہ کیا تھا کہ یا احمد اسکن انت و زوجك الجنة۔ ایسا ہی وہ بجالایا۔ معاش کا غم کرنے کے لئے کوئی گھڑی اُس نے میرے لئے خالی نہ رکھی۔ اور خانہ داری کے اہتمامات کے لئے کوئی اضطراب اُس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا۔ ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اِس کے کہ میرا دِل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرض یعنے ذیابیطس اور درد سمع دوران سر قدیم سے میرے شاملِ حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اِس لئے میری حالت مرمی کالعدم تھی۔ اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اِس لئے میری اِس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا۔ اور ایک خط جس کو میں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگوں کو دِکھلا دیا ہے۔ جیسے اخویم مولوی نور الدین صاحب اور اخویم مولوی برہان الدین وغیرہ۔ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ آپ نے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اِس لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر آپکی روحانی قوت سے تعلق رکھتا ہے تو میں اعتراض نہیں کرسکتا۔ کیونکہ میں اولیاء اللہ کے خوارق اور رُوحانی قوتوں کا مُنکر نہیں ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے ایسا نہ ہو کہ

۷۵

ترياق القلوب صفحہ 36 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203، 204 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 116 پر درج ہے

Back

کوئی ابتلا پیش آوے" یہ ایک چھوٹے سے کاغذ پر رُقعہ ہے جو ابتک اتفاقاً میرے پاس محفوظ رہا ہے۔ اور میری جماعت کے پچاس کے قریب دوستوں نے بچشم خود اسکو دیکھ لیا اور خط پہچان لیا ہے۔ اور مجھے امید نہیں کہ مولوی محمد حسین صاحب اس سے انکار کریں۔ اور اگر کریں تو پھر حلف دینے سے حقیقت کھل جائیگی۔ غرض اس ابتلا کے وقت مَیں نے جناب الٰہی میں دُعا کی۔ اور مجھے اس نے رفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں۔ اور مَیں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے مُنہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ وہ دوا میں نے طیار کی۔ اور اسمیں خدا نے اس قدر برکت ڈال دی کہ مَیں نے دِلی یقین سے معلوم کر لیا کہ وہ پُورے صحت طاقت جو ایک پُورے تندرست انسان کو دُنیا میں مل سکتی ہے وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کئے گئے۔ اگر دُنیا اِس بات کو مبالغہ نہ سمجھتی تو مَیں اِس جگہ اس واقعہ حقّہ کو جو اعجازی رنگ میں ہمیشہ کے لئے مجھے عطا کیا گیا بہ تفصیل بیان کرتا تا معلوم ہوتا کہ ہمارے قادر قیوم کے نشان ہر رنگ میں ظہور میں آتے ہیں اور ہر رنگ میں اپنے خاص لوگوں کو وہ خصوصیت عطا کرتا ہے جس میں دُنیا کے لوگ شریک نہیں ہو سکتے۔ مَیں اس زمانہ میں اپنی کمزوری کی وجہ سے ایک بچہ کی طرح تھا۔ اور پھر اپنے تئیں خداداد طاقت میں پچاس مرد کے قائم مقام دیکھا۔ اسلئے میرا یقین ہے کہ ہمارا خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

۱۲ ایک صاحب نواب محمد علی خاں نام جھجر کے نوابوں میں سے لُدھیانہ میں رہتے تھے اور اُنہوں نے لُدھیانہ میں اِس غرض سے ایک سرائے بنائی تھی کہ تا جسقدر غلّہ باہر سے آتا ہے اسکی اسی سرائے میں خرید و فروخت ہو۔ اور اسی سرائے میں غلّہ بیچنے والے اپنا مال اُتاریں۔ پھر ایسا ہوا کہ ایک اور شخص اِس کام میں انکا رہزن

یہ حوالہ صفحہ 116 پر درج ہے

یاق القلوب صفحہ 36 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203، 204 از مرزا قادیانی

صحیح ہے۔ خدا تعالیٰ مؤاخذہ نہیں کرتا۔ دیکھو مصلحت الٰہی نے یہی چاہا کہ حضرت رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کا پتہ گمنام ہو اور کئی بزرگوں کے مقبرے پتہ ہیں۔ مثلاً نظام الدین، فخر الدین، قطب الدین، معین الدین رحمۃ اللہ علیہم یہ سب صُلحاء تھے۔

رسُومات ایک شخص کا تحریری سوال پیش ہوا کہ محرم کے دنوں میں ماتمیوں کی رُوح کو ثواب دینے کے واسطے روٹیاں وغیرہ دینا جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا:

"عام طور پر یہ بات ہے کہ طعام کا ثواب میت کو پہنچتا ہے، لیکن اُس کے ساتھ شرک کی رسُومات نہیں چاہئیں۔ رافضیوں کی طرح رسُومات کا کرنا ناجائز ہے۔"

بیعت کی حقیقت ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ اگر آپ کو ہر طرح سے بزرگ مانا جائے اور آپ کے ساتھ صدق اور اخلاص ہو، مگر آپ کی بیعت میں انسان شامل نہ ہووے، تو اس میں کیا حرج ہے؟

فرمایا: "بیعت کے معنے ہیں اپنے تئیں بیچ دینا اور یہ ایک کیفیت ہے جس کو قلب محسوس کرتا ہے جبکہ انسان اپنے صدق اور اخلاص میں ترقی کرتا کرتا اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اس میں یہ کیفیت پیدا ہو جائے، تو وہ بیعت کے لیے خود بخود مجبور ہو جاتا ہے اور جبتک یہ کیفیت پیدا نہ ہو جائے، تو انسان سمجھے کہ ابھی اس کے صدق اور اخلاص میں کمی ہے۔"

کشوف والہامات میں شیطان کا دخل اس بات کا ذکر آیا کہ لاہوری علماء نے اہلی بخش ہم سے یہ سوال کیا ہے کہ آیا تمہارا الہام تلبیسِ ابلیس سے معصوم ہے یا نہیں۔ جس کے جواب میں اہلی بخش نے کہا کہ میرا الہام دخلِ شیطان سے پاک نہیں۔ اس پر حضرتِ اقدس امام معصومؑ نے فرمایا:

"یہ لوگ نہیں جانتے کہ اس میں کیا سِرّ ہے اور کسی کا الہام یا کشف شیطان کے دخل سے کہاں تک پاک ہوتا ہے۔ انسان کے اندر دو قسم کے گناہ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جن سے انسان خدا کی نافرمانی دیدہ دانستہ کرتا ہے اور بے باکی سے گناہ کرتا ہے۔ ایسے لوگ مجرم کہلاتے ہیں۔ یعنی خدا سے ان کا بالکل قطع تعلق ہو جاتا ہے اور وہ شیطان کے ہو جاتے ہیں۔ اور دوسرے وہ لوگ جو ہر چند بدی سے بچتے ہیں، مگر بعض وقت بسبب کمزوری کے کوئی غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ سو جس قدر انسان گناہوں کو چھوڑتا اور خدا کی طرف آتا ہے

کا لفظ ہے۔ جو غالباً سر درد ہی کی ایک قسم ہے جس میں سر میں چکر آتا ہے اور گردن وغیرہ کے پٹھوں میں کھچاوٹ محسوس ہوتی ہے۔ اور اس حالت میں بیمار کے لیئے چلنا یا کھڑے ہونا مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن ہوش و حواس پر قطعاً کوئی اثر نہیں پڑتا۔ چنانچہ خاکسار راقم الحروف نے متعدد دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کو دورے کی حالت میں دیکھا ہے۔ اور کبھی بھی ایسی حالت نہیں دیکھی۔ جس میں ہوش و حواس پر کوئی اثر پڑا ہو اور حضرت مسیح موعود کی یہ بیماری بھی دراصل آنحضرت صلعم کی ایک پیشگوئی کے مطابق تھی۔ جس میں بتایا گیا تھا کہ مسیح موعود دو زرد چادروں (یعنی دو بیماریوں) میں لپٹا ہوا نازل ہوگا۔ دیکھو مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ بحوالہ مسلم وغیرہ۔ اور روایت میں جو یہ لفظ آتے ہیں۔ کہ پہلے دورے کے وقت آپ نے کوئی کالی کالی چیز آسمان کی طرف اٹھتی دیکھی۔ سو دوران سر کے عارضہ میں یہ ایک عام بات ہے۔ کہ سر چکر کی وجہ سے اردگرد کی چیزیں گھومتی ہوئی اوپر کو اٹھتی نظر آتی ہیں۔ اور بوجہ اسکے کہ ایسے دورے کے وقت مریض کا میلان آنکھیں بند کر لینے کی طرف ہوتا ہے۔ عموماً یہ چیزیں سیاہ رنگ اختیار کر لیتی ہیں اور دورے میں غشی کی سی حالت ہو جانے سے جیسا کہ خود الفاظ بھی اسی حقیقت کو ظاہر کر رہے ہیں۔ حقیقی غشی مراد نہیں بلکہ بوجہ زیادہ کمزوری کے آنکھیں نہ کھول سکنا یا بول نہ سکنا مراد ہے۔ واللہ اعلم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلی بیعت لدھیانہ میں لی تھی۔ پہلے دن چالیس آدمیوں نے بیعت کی تھی پھر جب آپ گھر میں آئے تو بعض عورتوں نے بیعت کی۔ سب سے پہلے مولوی صاحب (حضرت مولوی نورالدین صاحب) نے بیعت کی تھی۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ آپ نے کب بیعت کی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ میرے متعلق مشہور ہے کہ میں نے بیعت سے توقف کیا اور کئی سال بعد بیعت کی۔ یہ غلط ہے۔ بلکہ میں کبھی بھی آپ سے الگ نہیں ہوئی۔ ہمیشہ

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 18، 19 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 117 پر درج ہے

Back

19

آپکے ساتھ رہی اور شروع سے ہی اپنے آپ کو بیعت میں سمجھا اور اپنے لیئے باقاعدہ الگ بیعت کی ضرورت نہیں سمجھی۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ ابتدائی بیعت کے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسیحیت اور مہدویت کا دعوٰے نہ تھا۔ بلکہ عام مجددانہ طریق پر آپ بیعت لیتے تھے۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ حضرت مولوی صاحب کے علاوہ اور کس کس نے پہلے دن بیعت کی تھی؟ والدہ صاحبہ نے میاں عبداللہ صاحب سنوری اور شیخ حامد علی صاحب کا نام لیا۔

(۲۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام دعوٰی مسیحیت شایع کرنے لگے تو اس وقت آپ قادیان میں تھے۔ آپ نے اسکے متعلق ابتدائی رسالے یہیں لکھے۔ پھر آپ لدھیانہ تشریف لے گئے اور وہاں نے دعوٰے شایع کیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ دعوٰے شایع کرنے سے پہلے آپ نے مجھ سے فرمایا تھا۔ کہ میں ایسی بات کا اعلان کرنے لگا ہوں جس سے ملک میں مخالفت کا بہت شور پیدا ہوگا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ اس اعلان پر بعض ابتدائی بیعت کرنیوالوں کو بھی ٹھوکر لگ گئی۔

(۲۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیالکوٹ میں میر حامد شاہ صاحب کے مکان پر تھے۔ اور سو رہے تھے۔ میں نے آپکی زبان پر ایک فقرہ جاری ہوتے سنا۔ میں نے سمجھا کہ الہام ہوا ہے پھر آپ بیدار ہو گئے۔ تو میں نے کہا۔ کہ آپ کو یہ الہام ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں تم کو کیسے معلوم ہوا؟ میں نے کہا مجھے آواز سنائی دی تھی۔ خاکسار نے دریافت کیا کہ الہام کے وقت آپکی کیا حالت ہوتی تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور ماتھے پر پسینہ آجاتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ اپنے مکان کے چھوٹے

خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا جنہوں نے میرے آنے کی پیشگوئی کی اسی طرح وہ عبارت بھی جو معترض کو دھوکا لگا ہے درحقیقت اسی مطلب کے لئے ہے چنانچہ اصل عبارت کو دیکھنے سے سب معاملہ صاف ہو جائیگا۔ حضرت مسیح موعودؑ تحریر فرماتے ہیں کہ:-

"اگر دوسرے لوگوں میں تخم دیانت اور ایمان ہے اور وہ منافق نہیں ہیں تو انکو چاہیئے کہ ان مولویوں کے بارے میں ایک لمبا اشتہار ہر ایک مولوی کے نام کی تصریح سے شائع کردیں کہ یہ سب کافر ہیں کیونکہ انہوں نے ایک مسلمان کو کافر بنایا تب میں انکو مسلمان سمجھ لونگا۔ بشرطیکہ ان میں کوئی نفاق کا شعبہ نہ پایا جاوے اور خدا کے کھلے کھلے معجزات کے مکذب نہ ہوں" (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۶۵)

یہ ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ جو ہمارے سامنے بار بار پیش کئے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اس تحریر میں آپنے اس بات کی امکان ضرور رکھی ہے کہ ایک شخص آپکا انکار کرکے بھی مسلمان رہ سکتا ہے۔ مگر معترض نے غور نہیں کیا کہ یہ بات تعلیق بالمحال کے طور پر ہے جس طرح قرآن میں بھی آتا ہے قل ان کان للرحمٰن ولدٌ فانا اول العابدین یعنی کہو کہ اگر کوئی رحمٰن کا بیٹا ہے تو میں اس کا سب سے پہلا عبادت کرنیوالا ہوں۔ کیا اس تحریر کو پیش کرکے ہم سے کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امکان تو بات کا ضرور رکھا ہے کہ رحمٰن کا لڑکا ہو سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں کیونکہ یہاں تو یہ اشارہ کیا گیا ہے کہ نہ خدا کا بیٹا ثابت ہو سکیگا اور نہ میں اسکی عبادت کرونگا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ نے تعلیق بالمحال کے طور پر اس بات کو پیش کیا ہے کہ اگر کوئی شخص غیر احمدیوں میں سے ہمارے مکفر مولویوں کے نام لیکر اشتہار کے ذریعہ ان کے کافر ہونیکا اعلان کرے اور مسیح موعودؑ کو سچا مسلمان جانے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ان نشانوں کو بھی سچا جانتا ہو جو اس نے مسیح موعودؑ کے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں اور یہ سب کچھ نفاق سے نہ ہو تب ہم ایسے شخص کو مومن مان لیں گے۔ اب یہ ظاہر بات ہے کہ جو شخص حضرت مسیح موعودؑ کو واقعی سچا مسلمان جانتا ہے اور آپکے مکذبین کو کافر سمجھتا ہے اور آپکے الہامات اور نشانات کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مانتا ہے اور پھر آپکی بیعت نہیں

کلمۃ الفصل صفحہ 162، 163، 165 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 118 پر درج ہے

Back

کرتا ایسا شخص یقیناً منافق ہے اور صرف زبانی دعویٰ کرتا ہے ورنہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ حضرت صاحب تو یہ کہیں کہ میری بیعت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر ایک شخص پر فرض ہے اور وہ باوجود آپ کو راستباز جاننے اور آپکے نشانات اور الہامات پر ایمان لانے کے آپ کی بیعت میں داخل نہ ہو۔ اسلئے اگر کوئی شخص ایسا اشتہار دے بھی دے جس میں حضرت صاحب کے مکفرین کو کافر لکھا گیا ہو اور یہ بھی اعلان کرے کہ میں حضرت مرزا صاحب کو راستباز مسلمان سمجھتا ہوں اور آپکے نشانات پر ایمان لاتا ہوں لیکن بیعت نہ کرے تو تب بھی ہم اسکو مسلمان نہیں کہیں گے کیونکہ وہ منافق ہے اور صرف زبان سے دعویٰ کرتا ہے۔ پس حضرت صاحب نے تو ایک محال بات پیش کر کے مخالفین پر حجت قائم کی ہے نہ کہ انکے لئے راستہ کھولا ہے۔ میں حضرت مسیح موعودؑ کی مقرر کردہ شرائط کو پڑھکر اندر ہی اندر بہت لطف اٹھاتا ہوں کہ آپنے ایسی شرائط رکھدی ہیں جن کا لازمی نتیجہ بیعت کرنا ہے۔ پہلی شرط تو یہ ہے کہ مکفرین کو کافر کہکر غیروں سے قطع تعلق کرے اور حضرت مسیح موعودؑ کو سچا مسلمان سمجھ کر آپ سے ایک گونہ تعلق پیدا کرے یہ پہلا زینہ ہے جو غیر احمدیت سے احمدیت کی طرف انسان کو لیجاتا ہے دوسری شرط حضرت صاحب نے یہ رکھی ہے کہ خدا کے ان کھلے کھلے نشانات پر ایمان لائے جو اس نے آپ کو عطا فرمائے ہیں۔ یہ دوسرا زینہ ہے جو مخالف کو غیروں سے قطعی طور پر الگ کر کے حضرت مسیح موعودؑ کے پاس لا کھڑا کرتا ہے۔ تیسری شرط حضرت صاحب نے یہ رکھی ہے کہ ان تمام باتوں میں نفاق ہرگز نہ ہو بلکہ یہ سب کچھ دل کے ایمان سے کرے اور یہ ظاہر ہے کہ جو شخص باوجود اس دعویٰ کے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے نشانات پر ایمان لاتا ہے آپ کی بیعت میں داخل نہیں ہوتا وہ منافق ہے صرف زبانی دعویٰ کرتا ہے پس اب یہ تیسرا زینہ ہوگا جو انسان کو مجبور کریگا کہ آگے بڑھکر مسیح موعودؑ کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دیدے اور آپ کی جماعت میں داخل ہو کاش ہمیں نکتہ کو ہمارے مخالف بھائی سمجھتے اور ٹھوکر کھانے سے بچتے۔ علاوہ ازیں ہم کہتے ہیں کہ جب ابھی تک ایسا شخص کوئی پیدا ہی نہیں ہوا جس نے حضرت مسیح موعودؑ کی مقرر کردہ شرائط کے ماتحت کوئی اشتہار نکالا ہو تو اس معاملہ پر بحث کرنا ہی فضول ہے اور اگر کوئی ایسا شخص ہے تو اسے پیش کیا جاوے ہم انشاء اللہ ضرور حضرت مسیح موعودؑ

کلمۃ الفصل صفحہ 162، 163، 165 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 118 پر درج ہے

Back

بن گئے اس لیے آپنے تحریر مندرجہ بالا میں سب سے پہلی یہ شرط لگائی کہ مخالف میرے مسلمان ہونے کا اعلان کرے۔ دوسری دلیل آپکی یہ ہوا کرتی تھی کہ چونکہ وہ لوگ جو مجھ کو کافر نہیں کہتے ان تمام لوگوں کو مسلمان سمجھتے ہیں جنہوں نے مجھ پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے اور اس طرح کافروں کو مومن سمجھنے سے خود کافر ہو جاتے ہیں اس لیے دوسری شرط آپنے یہ لگائی کہ وہ میرے تمام مکفرین کو کافر کہے اور اس بات کا بذریعہ اشتہار اعلان کرے۔ تیسری دلیل حضرت مسیح موعودؑ یہ دیا کرتے تھے کہ چونکہ ہر ایک وہ شخص جو مجھ کو قبول نہیں کرتا مجھے مفتری علی اللہ قرار دیتا ہے اور مفتری علی اللہ نہ صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہوتا ہے اس لیے وہ میری تکفیر کرکے خود کافر ہو جاتا ہے علاوہ اس کے چونکہ میرا مخالف آیات اللہ کی تکذیب کرتا اور آیات کی تکذیب کرنے والا بموجب آیت ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او کذب بایٰتہ نہ صرف کافر بلکہ بڑا کافر ہے اس لیے حضرت مسیح موعودؑ نے اس دلیل کے مقابل اس شرط کو رکھا کہ ایسا اشتہار دینے والا ان کھلے کھلے نشانوں کو بھی سچا جانے جو اللہ تعالیٰ نے آپکے ہاتھ پر ظاہر کیے۔ چوتھی دلیل حضرت مسیح موعودؑ یہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ چونکہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مرسل ہوں اس لیے ہر ایک جسکو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھ کو نہیں مانا وہ مسلمان نہیں ہاں مجھ پر خدا کے نزدیک اتمام حجت نہیں ہوا اور وہ مکذب اور منکر ہے تو گو شریعت نے (جسکی بنا ظاہر پر ہے) اس کا نام بھی کافر ہی رکھا ہے اور ہم بھی اسکو باتباع شریعت کافر کے نام سے ہی پکارتے ہیں مگر پھر بھی وہ خدا کے نزدیک بموجب آیت لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا قابل مواخذہ نہیں ہوگا۔" (دیکھو حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۸۰) اس دلیل کے مقابل حضرت صاحب نے یہ شرط رکھی کہ اشتہار دینے والا منافق نہ ہو جس سے مراد یہ ہے کہ وہ ظاہر طور پر بیعت[1] بھی کرے جیسا کہ میں اوپر بتا آیا ہوں۔ خلاصہ کلام یہ کہ حضرت مسیح موعودؑ نے بڑے احسن طریقہ پر اپنے مخالفین پر اتمام حجت کی ہے اور انکو ایک ایسی بات پر آمادہ کرنا چاہا ہے جو درجہ بدرجہ انکو احمدیت کے قریب کرنیوالی تھی فتدبروا۔

نواں اعتراض یہ ہے کہ جب حضرت مسیح موعودؑ کا نبوت کا بھی دعویٰ تھا تو کیوں آپنے اس امر پر اس بات کو نہیں لکھا کہ میرے نہ ماننے سے چونکہ خدا کے رسولوں میں تفریق ہوتی ہے اس لیے

[1] نشانات کو ماننے کا دعویٰ کرکے حقیقۃ کو نہ ماننے والے کا نام اپنے منافق رکھا کہ نشانات کو اللہ تعالیٰ نے حضرت

اور راہ مبدردی اپنی رائے پر اصرار کیا ہوگا کہ مبادا یہ بات خلافت اعداکا موجب نہ ہو جائے۔ مگر ان سے یہ غلطی ہوئی کہ انہوں نے صرف ایک قانون (دین کی حیثیت میں غور کیا اور اس بات کو نہیں سوچا کہ خدائی تصرفات سب طاقتوں پر غالب ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ اب خدا کے کارخانہ کا بھی لحاظ

(۳۸۸) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی سفیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن حضرت صاحب کی مجلس میں عورتوں کے لباس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ ایسا تنگ پاجامہ جو بالکل بدن کے ساتھ لگا ہوا ہو اچھا نہیں ہوتا۔ کیونکہ اس سے عورت کے بدن کا نقشہ ظاہر ہو جاتا ہے جو ستر کے منافی ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ صوبہ سرحد میں اور اسکے اثر کے ماتحت پنجاب میں بھی عورتوں کا عام لباس سلوار ہے لیکن ہندوستان میں تنگ پاجامہ کا دستور ہے اور ہندوستان کے اثر کے ماتحت پنجاب کے بعض خاندانوں میں بھی تنگ پاجامے کا رواج قائم ہو گیا ہے چنانچہ ہمارے گھروں میں بھی بوجہ حضرت والدہ صاحبہ کے اثر کے جو دلی کی ہیں، زیادہ تر تنگ پاجامے کا رواج ہے لیکن سلوار بھی استعمال ہوتی رہتی ہے۔ مگر اس میں شک نہیں کہ ستر کے نکتہ نگاہ سے تنگ پاجامہ ضرور ایک حد تک قابل اعتراض ہے اور سلوار کا مقابلہ نہیں کرتا۔ ہاں زینت کے لحاظ سے دونوں اپنی اپنی جگہ اچھے ہیں یعنی بعض بدنوں پر تنگ پاجامہ سجتا ہے اور بعض پر سلوار۔ اور یہ حالات اگر بحیثیت مجموعی سلوار کو رواج دیا جائے تو بہتر ہے۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ عورت نے تو اپنے گھر کی چار دیواری میں ہی رہنا ہے اور اگر باہر بھی جاتا ہے تو عورتوں میں ہی ملنا جلنا ہے تو اس صورت میں تنگ پاجامہ اگر ایک حد تک ستر کے خلاف بھی ہو تو قابل اعتراض نہیں لیکن یہ خیال درست نہیں کیونکہ اول تو ایک قسم کا ستر شریعت نے عورتوں کا خود عورتوں سے بھی رکھا ہے اور اپنے بدن کے حسن کو بیجا طور پر بر ملا ظاہر کرنے سے مستورات میں بھی منع فرمایا ہے۔ علاوہ ازیں گھروں میں علاوہ خاوند کے بعض ایسے مردوں کا بھی آنا جانا ہوتا ہے جن سے مستورات کا پردہ تو نہیں ہوتا لیکن یہ بھی نہایت معیوب بلکہ ناجائز ہوتا ہے کہ عورت ان کے سامنے اپنے بدن کی نقشہ اور ساخت کو بر ملا ظاہر کرے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایسے تنگ پاجامہ کو جس سے بدن کا نقشہ اور ساخت ظاہر ہو جاوے ناپسند کرنا نہایت حکیمانہ و دانشمندی پر مبنی اور عین شریعت اسلامی کے منشاء کے مطابق ہے۔ ہاں خاوند کے سامنے عورت بے شک جس قسم کا

۳۹

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عادت غضِ بصر کی جو وہ ہر وقت مشاہدہ کرتی تھی۔ اس کا اثر اُس دیوانی عورت پر بھی ایسا تھا۔ کہ وہ خیال کرتی تھی۔ کہ حضورؑ کو کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ اِس واسطے حضورؑ سے کسی پردہ کی ضرورت ہی نہیں ؂

اِستعمال خطاب "تُو"

مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کبھی نہیں سُنا کہ آپؑ نے کبھی کسی کو "تُو" کے لفظ سے مخاطب کیا ہو۔ سوائے ایک دفعہ کے جبکہ ایک شخص جو مولوی ثناء اللہ کا وکیل ہو کر آپؑ کے سامنے آیا۔ اور بہت گستاخی سے اور چالاکی سے جلدی جلدی باتیں کرتا تھا۔ حضورؑ نے ایک دفعہ اُسے "تُو" کے لفظ سے مخاطب کیا تھا ؂

غرارہ

آخری ایام میں حضورؑ ہمیشہ ایسے پاجامے پہنا کرتے تھے۔ جو نیچے سے تنگ اُوپر سے کھلے گاؤدم طرز کے اور شرعی کہلاتے ہیں۔ لیکن شروع میں ۱۸۹۰ء ۱۸۹۵ء میں مَیں نے حضورؑ کو بعض دفعہ غرارہ پہنے ہُوئے بھی دیکھا ہے ؂

ماتم میں چیخنے چلّانے سے منع فرمایا

جب صاحبزادہ حضرت مبارک احمدؑ کی وفات ہُوئی۔ اور نعش مبارک اُوپر کے صحن میں پڑی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت بیوی صاحبہ کو الگ دُوسری چھت پر لے گئے۔ تاکہ نعش کے پاس بیٹھ کر رونے چلّانے کی تحریک نہ ہو۔ اور دُوسری عورتوں کو بھی چیخنے چلّانے سے منع فرمایا ؂

حضورؑ کا دایاں ہاتھ

حضورؑ کی دائیں کلائی (ہاتھ اور کہنی کے درمیان کا حصّہ) کمزور تھی۔ فرمایا کرتے تھے کہ

قبل مسجد میں تشریف لائے تو آپ کے چہرے پر ناراضگی کے آثار تھے اور آپ مسجد میں ادھر ادھر ٹہلنے لگے۔ اسوقت حضرت مولوی عبدالکریم صاحب بھی موجود تھے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس طرح کسی کو مار نا بہت ناپسندیدہ فعل ہے اور یہ بہت بُری حرکت کی گئی ہے۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے فلاسفر کے گستاخانہ رویہ اور اپنی بریت کے متعلق کچھ عرض کیا مگر حضرت صاحب نے غصہ سے فرمایا کہ نہیں تم بہت ناواجب بات ہوئی ہے جب خدا کا رسول آپ لوگوں کے اندر موجود ہے تو آپ کو خود بخود اپنی رائے سے کوئی فعل نہیں کرنا چاہئے تھا بلکہ مجھ سے پوچھنا چاہئے تھا۔ وغیرہ وغیرہ۔ حضرت صاحب کی اس تقریر پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رو پڑے اور حضرت صاحب سے معافی مانگی اور عرض کیا کہ حضور میرے لئے دعا فرمائیں۔ اور اس کے بعد مارنے والوں نے فلاسفر سے معافی مانگ کر اسے راضی کیا اور اسے دودھ وغیرہ پلایا۔

(۴۳۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میاں فخر الدین صاحب ملتانی ثم قادیانی نے مجھ سے بیان کیا کہ جب ۱۹۰۰ء میں حضرت بیوی صاحبہ لاہور تشریف لے گئیں تو ان کی واپسی کی اطلاع آنے پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کو لانے کے لئے بٹالہ تک تشریف لے گئے۔ میں بھی مولوی سید محمد احسن صاحب مرحوم کے ذریعہ سے حضرت صاحب سے آپ کے ساتھ جانے کی اجازت حاصل کی اور حضرت صاحب نے اجازت عطا فرمائی۔ مگر مولوی صاحب نے فرمایا کہ فخر الدین سے کہدیں کہ وہ کسی کو خبر کئے بغیر اور خاموشی سے ساتھ چلا چلے۔ بعض اور لوگ بھی حضرت صاحب کے ساتھ ہمرکاب ہوئے۔ حضرت صاحب پالکی میں بیٹھ کر روانہ ہوئے جسے آٹھ کہار باری باری اُٹھاتے تھے۔ قادیان سے نکلتے ہی حضرت صاحب نے قرآن شریف کھول کر اپنے سامنے رکھ لیا اور سورہ فاتحہ کی تلاوت شروع فرمائی اور میں غور کے ساتھ دیکھتا گیا کہ بٹالہ تک حضرت صاحب سورہ فاتحہ ہی پڑھتے چلے گئے اور دوسرا ورق نہیں اُلٹا۔ بہتیرے ایک دفعہ ظہر حضرت صاحب نے اتر کر پیشاب کیا اور پھر وضو کے بعد پالکی میں بیٹھ گئے اور اسکے بعد پھر اسی طرح سورۃ فاتحہ کی تلاوت میں مصروف ہو گئے۔ بٹالہ پہنچ کر حضرت صاحب نے سب خدام کی معیت میں کھانا کھایا اور پھر سٹیشن پر تشریف لے گئے۔ جب حضرت صاحب سٹیشن پر پہنچے تو گاڑی آچکی تھی۔ اور حضرت بیوی صاحبہ گاڑی سے اتر کر آئی ہوئی تھیں اور حضرت صاحب کو ادھر دیکھ کر وہی تھیں۔ حضرت صاحب بھی بیوی صاحبہ کو دیکھتے

پھرتے تھے کہ اتنے میں لوگوں کے مجمع میں حضرت بیوی صاحبہ کی نظر حضرت صاحب پر پڑ گئی اور انھوں نے محمود کے ابا کہکر حضرت صاحب کو اپنی طرف متوجہ کیا اور پھر حضرت صاحب نے سیشن پر ہی سب لوگوں کے سامنے بیوی صاحبہ کے ساتھ مصافحہ فرمایا اور ان کو ساتھ لے کر فرودگاہ پر واپس تشریف لے آئے۔

(۴۳۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آج بتاریخ ۷ اکتوبر ۱۹۲۷ء بروز جمعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک بہت بڑی یادگار اور خداوند علم کی ایک زبردست آیت مقبرہ بہشتی میں سپرد خاک ہوگئی۔ یعنے میاں عبداللہ صاحب سنوری کے ساتھ حضرت مسیح موعود کا وہ کُرتہ جس پر خدائی رکشائی کے چھینٹے پڑے تھے دفن کر دیا گیا۔ خاکسار نے سیرۃ المہدی حصہ اوّل میں میاں عبداللہ صاحب کی زبانی وہ واقعہ قلمبند کیا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کرتہ پر چھینٹے پڑنے کے متعلق ہے۔ حضرت صاحب نے میاں عبداللہ صاحب کے اصرار پر ان کو یہ کرتہ عنایت کرتے ہوئے ہدایت فرمائی تھی کہ یہ کرتہ میاں عبداللہ صاحب کی وفات پر ان کے ساتھ دفن کر دیا جاوے تاکہ بعد میں کسی زمانہ میں شرک کا موجب نہ بنے سو آج میاں عبداللہ صاحب کی وفات پر وہ ان کے ساتھ دفن کر دیا گیا۔ مجھے یہ کرتہ میاں عبداللہ صاحب نے اپنی زندگی میں کئی دفعہ دکھایا تھا اور مجھے وہ چھینٹے بھی دکھائے تھے جو خدائی ہاتھ کی رکشائی سے اس پر پڑے تھے۔ اور جب آج آخری وقت میں غسل کے بعد یہ کرتہ میاں عبداللہ صاحب کو پہنایا گیا تو اس وقت بھی خاکسار وہاں موجود تھا۔ میاں عبداللہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ کا دیا ہوا ایک صابن کا ٹکڑا اور ایک بالوں کو لگانے کے تیل کی چھوٹی بوتل اور ایک عطر کی چھوٹی سی شیشی بھی رکھی ہوئی تھی اور غسل کے بعد جو اسی صابن سے دیا گیا۔ یہی تیل اور عطر میاں عبداللہ صاحب کے بالوں وغیرہ کو لگایا گیا۔ اور کرتہ پہنائے جانے کے بعد خاکسار نے خود اپنے ہاتھ سے کچھ عطر اس کرتہ پر بھی لگایا۔ نماز جنازہ سے قبل جب تک حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کی آمد کا انتظار رہا لوگ نہایت شوق اور درد و رقت کے ساتھ میاں عبداللہ صاحب کو دیکھتے رہے جو اس کرتہ میں ملبوس ہو کر عجیب شان میں نظر آتے تھے اور جنازہ میں اس کثرت کے ساتھ لوگ شریک ہوئے کہ اس سے قبل میں نے قادیان میں کسی جنازہ میں

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 106، 107 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 119 پر درج ہے

اس زمانہ میں چونکہ مجھے ہوشیار اور فکرمند ہو کر سونا پڑتا تھا تاکہ ایسا نہ ہو حضرت صاحب مجھ کو کوئی آواز دیں اور میں جاگنے میں دیر کروں اسلئے اس وقت سے میری نیند بہت ہلکی ہو گئی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اگر کبھی مجھے آواز دیتے تھے اور میری آنکھ نہ کھلتی تھی تو حضور آہستہ سے اٹھ کر میری چارپائی پر آکر بیٹھ جاتے تھے اور میرے بدن پر اپنا دست مبارک رکھ دیتے تھے جس سے میں جاگ پڑتا تھا اور سب سے پہلے حضور وقت دریافت فرماتے تھے اور حضور کو جو الہام ہوتا تھا حضور مجھے جگا کر نوٹ کروا دیتے تھے۔ چنانچہ ایک رات ایسا اتفاق ہوا کہ حضور نے مجھے الہام لکھنے کے لئے جگایا مگر اسوقت اتفاق سے میرے پاس کوئی قلم نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے ایک کوئلہ کا ٹکڑا لیکر اس سے الہام لکھا لیکن اسوقت کے بعد سے میں باقاعدہ پنسل یا فونٹین پن اپنے پاس رکھنے لگ گیا۔

(۴۲۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عموماً صبح کے وقت سیر کے لئے تشریف لیجایا کرتے تھے اور عموماً بہت سے اصحاب حضور کے ساتھ ہو جاتے تھے۔ تعلیم الاسلام ہائی اسکول قادیان کے بعض طالب علم بھی حضور کے ساتھ جانے کے شوق میں کسی بہانہ وغیرہ سے اپنے کلاس روم سے نکل کر حضور کے ساتھ ہو لیتے تھے۔ اساتذہ کو پتہ لگتا تھا تو تعلیم کے حرج کا خیال کر کے بعض اوقات ایسے طلبہ کو بلا اجازت چلے جانے پر سزا وغیرہ بھی دیتے تھے مگر بچوں کو کچھ ایسا شوق تھا کہ وہ عموماً موقعہ لگا کر نکل ہی جاتے تھے۔

(۴۲۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مکرمی مفتی محمد صادق صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں کسی وجہ سے اپنی بیوی مرحومہ پر کچھ خفا ہوا جس پر میری بیوی نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کی بڑی بیوی کے پاس جا کر میری ناراضگی کا ذکر کیا۔ اور حضرت مولوی صاحب کی بیوی نے مولوی صاحب سے ذکر کر دیا۔ اسکے بعد میں جب حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے ملا تو انہوں نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ "مفتی صاحب آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ یہاں ملکہ کا راج ہے"۔ بس اسکے سوا اور کچھ نہیں کہا۔ مگر میں ان کا مطلب سمجھ گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے یہ الفاظ عجیب معنی خیز ہیں۔ کیونکہ ایک طرف تو ان دنوں میں برطانیہ کے تخت پر ملکہ وکٹوریا متمکن تھیں اور دوسری طرف حضرت مولوی صاحب کا اس طرف اشارہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خانگی معاملات میں حضرت ام المومنین کی بات بہت مانتے ہیں۔

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 102 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 120 پر درج ہے

Back

۶۳

پورا زور لگایا اسپر نگہبان بیٹے دیکھ کر وہی شیر میرے اوپر کو دکر حملہ آور ہوا ہے اسوقت بیٹے بیخود ہو کر چیخ ماری اور وہاں سے بھاگ اٹھا۔ حضرت خلیفہ ثانی بیان فرماتے تھے کہ وہ شخص پھر حضرت صاحب کا بہت معتقد ہو گیا تھا اور ہمیشہ جب تک زندہ رہا آپ سے خط و کتابت رکھتا تھا۔

(۶۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ منشی محمد اروڑا صاحب مرحوم کپورتھلوی حضرت مسیح موعودؑ کے ذکر کیا کرتے تھے کہ ہم تو آپ کے منہ کے جوکے تھے یہ بھی ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ دیکھنے سے اچھے ہوتے تھے [illegible] کہ منشی صاحب مرحوم پرانے مخلصین میں سے تھے۔ [illegible] مسیح موعود میں کہ تین سو تیرہ اول میں شمار ہوتا ہے۔

(۶۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کسی سفر میں سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے۔ یہ دیکھکر مولوی عبدالکریم صاحب جنکی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ ادھر ادھر پھرتے ہیں آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہکر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے میں نے کہا مولوی صاحب! جواب لے آئے

(۶۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جن دنوں میں ہمارا چھوٹا بھائی مبارک احمد بیمار تھا ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول کو اسکے دیکھنے کے لئے گھر میں بلایا۔ اسوقت آپ صحن میں ایک چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور صحن میں کوئی فرش وغیرہ نہیں تھا۔ مولوی صاحب آئے ہی آپ کی

مولوی محمد علی صاحب یہاں ڈھاب میں کنارے پر نہانے لگے۔ مگر پاؤں پھسل گیا۔ اور وہ گہرے پانی میں چلے گئے۔ اور پھر لگے ڈوبنے۔ کیونکہ تیرنا آتا نہیں تھا۔ کئی لوگ بچانے کیلئے پانی میں کودے۔ مگر جب کوئی شخص مولوی صاحب کے پاس جاتا تھا۔ تو وہ اُسے ایسا پکڑتے تھے۔ کہ وہ خود بھی ڈوبنے لگتا تھا۔ اس طرح مولوی صاحب نے کئی غوطے کھائے۔ آخر شاید قاضی امیر حسین صاحب نے پانی میں غوطہ لگا کر نیچے سے انکو کنارے کی طرف دھکیلا تب وہ باہر آئے۔ جب مولوی صاحب حضرت صاحب سے اس واقعہ کے بعد ملے۔ تو آپ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ مولویصاحب آپ گھڑے کے پانی سے ہی نہا لیا کریں۔ ڈھاب کیطرف نہ جائیں۔ پھر فرمایا۔ کہ میں بچپن میں اتنا تیرتا تھا۔ کہ ایک وقت میں ساری قادیان کے اردگرد تیر جاتا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ برسات کے موسم میں قادیان کے اردگرد اتنا پانی جمع ہو جاتا ہے۔ کہ سارا گاؤں ایک جزیرہ بن جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ جاننے کیلئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کیسا معاملہ تھا۔ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم مغفور کی تصنیف سیرت مسیح موعود کے مندرجہ ذیل فقرات ایک عمدہ ذریعہ ہیں۔ مولویصاحب موصوف فرماتے ہیں:۔

"عرصہ قریب پندرہ برس کا گذرتا ہے۔ جبکہ حضرت صاحب نے بار دیگر خدا تعالےٰ کے امر سے معاشرت کے بھاری اور نازک فرض کو اُٹھایا ہے۔ اس اثنار میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا۔ کہ خانہ جنگی کی آگ مشتعل ہوئی ہو۔ وہ ٹھنڈا دل اور بطیٔ قلب قابل غور ہے۔ جسے اتنی مدت میں کسی قسم کے رنج اور تنغص عیش کی آگ کی آنچ تک نہ چھوئی ہو۔ اس بات کو اندرون خانہ کی خدمتگار عورتیں۔ جو عوام الناس سے ہیں۔ اور فطری سادگی اور انسانی جامہ کے سوا کوئی تکلف اور تصنع زیرکی اور استنباطی قوت نہیں رکھتیں۔ بہت عمدہ طرح محسوس کرتی ہیں۔ وہ تعجب سے دیکھتی ہیں۔ کہ اور زمانہ اور گرد و پیش کے عام عرف اور برتاؤ کے بالکل برخلاف دیکھ کر بڑے تعجب سے کہتی ہیں۔ اور میں نے بارہا انہیں خود حیرت سے کہتے ہوئے سنا ہے۔ کہ:۔

"میرجا ہویی دی گل بڑی نمدا اے"

Back

صاحب کی طرف سے مندرجہ ذیل الفاظ درج ہیں:-

"اقرار یہ ہے کہ عرصہ تیس سال تک فک الرہن مرہونہ نہیں کراؤں گا۔ بعد تیس سال کہنے کے ایک سال میں جب چاہوں زر رہن دوں تب فک الرہن کرالوں ورنہ بعد انفصال میعاد بالا یعنی اکتیس سال کے بتیسویں سال میں مرہونہ بالا لان ہی روپیوں میں بیع بالوفا ہو جائیگا اور مجھے کسی ملکیت کا نہیں رہیگا۔ قبضہ اس کا آج سے کرا دیا ہے اور داخل خارج کرا دونگا اور منافع مرہونہ بالا کی قائمی رہن تک مرتہنہ مستحق ہے اور معاملہ سرکاری فصل خریف ۱۲۹۵ھ (بکرمی) سے مرتہنہ دے گی اور پیدا وار لے گی۔"

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ عبارت ظاہر کرتی ہے کہ اس کے الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تجویز کردہ نہیں ہیں بلکہ کسی وثیقہ نویس نے حضرت صاحب کے منشاء کو اپنے الفاظ میں لکھ دیا ہے۔

(۳۶۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم کا نکاح حضرت صاحب نے نواب محمد علی خان صاحب کے ساتھ کیا تو مہر چھپن ہزار روپیہ مقرر کیا گیا تھا اور حضرت صاحب نے مہرنامہ کو باقاعدہ رجسٹری کرا کے سپرد بہت سے لوگوں کی شہادتیں ثبت کروائی تھیں اور جب حضرت صاحب کی وفات کے بعد ہماری چھوٹی ہمشیرہ امۃ الحفیظ بیگم کا نکاح خان محمد عبداللہ خان صاحب کے ساتھ ہوا تو مہر ۱۰۰۰/- روپیہ مقرر کیا گیا اور یہ مہرنامہ بھی باقاعدہ رجسٹری کرایا گیا تھا لیکن ہم تینوں بھائیوں میں سے جن کی شادیاں حضرت صاحب کی زندگی میں ہو گئی تھیں کسی کا مہرنامہ تحریر ہو کر رجسٹری نہیں ہوا اور مہر ایک ایک ہزار روپیہ مقرر ہوا تھا۔ دراصل مہر کی تعداد زیادہ تر خاوند کی موجودہ حیثیت اور کسی قدر بیوی کی حیثیت پر مقرر ہوا کرتی ہے اور مہرنامہ کا باقاعدہ لکھا جانا اور رجسٹری ہونا شخصی حالات پر موقوف ہے۔ چونکہ نواب محمد علی خان صاحب کی جائداد سرکار انگریزی کے علاقہ میں واقعہ نہ تھی بلکہ ایک ریاست میں تھی اور اس کے متعلق بعض تنازعات کے پیدا ہونے کا احتمال ہو سکتا تھا اسلئے حضرت صاحب نے مہرنامہ کو باقاعدہ رجسٹری کروانا ضروری خیال کیا اور ویسے بھی دیکھا جاوے تو عام حالات میں یہی بہتر ہوتا ہے کہ مہرنامہ اگر رجسٹری نہ بھی ہو تو کم از کم باقاعدہ طور پر تحریر میں آجاوے اور معتبر لوگوں کی شہادتیں اس پر ثبت ہو جاویں۔ کیونکہ دراصل مہر بھی ایک قرضہ ہوتا ہے جس کی ادائگی خاوند پر

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 53 از مرزا بشیر احمد

یہ حوالہ صفحہ 122 پر درج ہے

Back

کھول کر بیان کر دیا ہے۔ آپ نے اپنے اس دعویٰ سے کبھی انکار نہیں کیا۔ البتہ اس کا وہ مفہوم اور منطوق بھی کبھی قرار نہیں دیا جو آپ کے معاندین و منکرین نے آپ کی طرف منسوب کیا۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۴۷ ملفوف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں بدست مرزا خدا بخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں اور کسی قدر اس وقت دے دوں گا۔ جب آپ قادیان آئیں گے یہ دوا تریاق الٰہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے۔ اس میں بڑی بڑی قابل قدر دوائیں پڑی ہیں۔ جیسے مشک۔ عنبر۔ زبسی۔ مروارید۔ سونے کا کشتہ۔ فولاد۔ یاقوت احمر۔ کونین۔ فاسفورس۔ کہربا۔ مرجان۔ صندل۔ کیوڑہ۔ زعفران۔ یہ تمام دوائیں قریب سو کے ہیں اور بہت سا فاسفورس اس میں داخل کیا گیا ہے۔ یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ مقوی دماغ۔ مقوی جگر۔ مقوی معدہ۔ مقوی باہ اور مراق کو فائدہ کرنے والی۔ مصفّی خون ہے۔ مجھ کو اس کے تیار کرنے میں اوّل تامل تھا کہ بہت سے روپیہ پر اس کا تیار کرنا موقوف تھا۔ لیکن چونکہ حفظ صحت کے لئے یہ دوا مفید ہے۔ اس لئے اس قدر خرچ گوارا کیا گیا۔ چالیس تولہ سے کچھ زیادہ اس میں یاقوت احمر ہے۔ اگر خریدا جاتا تو شاید کئی سو روپیہ سے آتا۔ بہرحال یہ دوا خدا تعالیٰ کے فضل سے تیار ہو گئی ہے گو بہت ہی تھوڑی ہے۔ لیکن اس قدر بھی محض خدا تعالیٰ کی عنایت سے تیار ہوئی۔ خوراک اس کی اوّل استعمال میں دو رتی سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔ تا گرمی نہ کرے۔ نہایت درجہ مقوی اعصاب ہے اور خارش اور ثبورات اور جذام اور ذیابیطس اور انواع و اقسام کے زہرناک امراض کے لئے مفید ہے اور قوت باہ میں اس کو ایک عجیب اثر ہے۔ سرخ گولیاں میں نے نہیں بھیجیں۔ کیونکہ صرف بواسیر اور جذام کے لئے ہیں اور ذیابیطس کو بھی مفید ہے۔ اگر ضرورت ہوگی تو وہ بھی بھیج دوں گا، موجود ہیں۔

مرزا خدا بخش کو نصیحت میں بھیجنے کی پختہ تجویز ہے۔ خدا تعالیٰ کے راضی کرنے کے کئی موقعے

مرزا قادیانی کا اپنے داماد نواب محمد علی کے نام، مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 250 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 123 پر درج ہے

Back

۲۲

چنانچہ حضرت صاحب نے تمہارے تایا صاحب کی تمام جائداد مرزا سلطان احمدؐ کے نام کرادی۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ حضرت صاحب نے متبنّٰے کی صورت کس طرح منظور فرمائی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ یہ تو یونہی ایک بات تھی۔ ورنہ وفات کے بعد متبنّٰے کیسا۔ مطلب تو یہ تھا۔ کہ تمہاری تائی کی خوشی کے لئے حضرت نے تمہارے تایا کی جائداد مرزا سلطان احمدؐ کے نام داخل خارج کرادی۔ اور اپنے نام نہیں کرائی۔ کیونکہ اس وقت کے حالات کے ماتحت ویسے بھی مرزا سلطان احمدؐ کو آپ کی جائداد سے نصف حصہ جانا تھا۔ اور باقی نصف مرزا فضل احمدؐ کو۔ پس آپ نے سمجھ لیا۔ کہ گویا آپ نے اپنی زندگی میں ہی مرزا سلطان احمد کا حصہ الگ کر دیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب مرزا فضل احمدؐ فوت ہوا۔ تو اسکے کچھ عرصہ بعد حضرت صاحب نے مجھے فرمایا۔ کہ تمہاری اولاد کے ساتھ جائداد کا حصہ بٹانے والا ایک فضل احمدؐ ہی تھا۔ سو وہ بیچارہ بھی گزر گیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ ہمارے دادا صاحب کے دو لڑکے تھے ایک حضرت صاحب جن کا نام مرزا غلام احمدؐ تھا اور دوسرے ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب جو حضرت صاحب سے بڑے تھے۔ ہمارے دادا نے قادیان کی زمین میں دو گاؤں آباد کر کے انکو اپنے دونوں بیٹوں کے نام موسوم کیا تھا۔ چنانچہ ایک کا نام قادر آباد رکھا۔ اور دوسرے کا احمد آباد۔ احمد آباد بعد میں کسی طرح ہمارے خاندان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اور صرف قادر آباد رہ گیا۔ چنانچہ قادر آباد حضرت صاحب کی اولاد میں تقسیم ہوا اور اسی میں مرزا سلطان احمدؐ صاحب کا حصہ آیا۔ لیکن خدا کی قدرت کہ اب قریباً چالیس سال کے عرصہ کے بعد احمد آباد جو ہمارے خاندان کے ہاتھ سے نکل کر غیر خاندان میں جا چکا تھا۔ واپس ہمارے پاس آگیا ہے۔ اور اب وہ کلیتہً صرف ہم تین بھائیوں کے پاس ہے۔ یعنی مرزا سلطان احمدؐ صاحب کا اس میں حصہ نہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ قادر آباد قادیان سے مشرق کی جانب واقع ہے۔ اور احمد آباد جانب شمال ہے۔

(۳۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا ہم سے ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے جو خاکسار کے حقیقی ماموں ہیں۔ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ میں دعوٰی مسیحیت شروع کیا۔ تو میں غالباً چھوٹا بچہ تھا اور

حوالہ نمبر 142

پٹیالہ سے خط آیا کہ میری والدہ فوت ہو گئی ہے اور اسحٰق میرے چھوٹے بھائی کو کوئی سنبھالنے والا نہیں ہے اور پھر خط کے اخیر میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ اسحٰق بھی فوت ہو گیا ہے اور بڑی جلدی سے بلایا کہ دیکھتے ہی چلے آویں۔ اِس خط کے پڑھنے سے بڑی تشویش ہوئی کیونکہ اس وقت میرے گھر کے لوگ بھی سخت تپ سے بیمار تھے ..... تب مجھے اس تشویش میں یک دفعہ غنودگی ہوئی اور یہ الہام ہوا۔

اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ

یعنی اے عورتو! تمہارے فریب بہت بڑے ہیں ..... اس کے ساتھ ہی تفہیم ہوئی کہ یہ ایک خلافِ واقعہ بہانہ بنایا گیا ہے تب میں نے ..... شیخ حامد علی کو جو میرا نوکر تھا پٹیالہ روانہ کیا جس نے واپس آکر بیان کیا کہ اسحٰق اور اس کی والدہ ہر دو زندہ موجود ہیں۔" (نزول المسیح صفحہ ۲۲۲، ۲۲۳۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۶۰۰، ۶۰۱)

۱۳؍ستمبر ۱۸۹۲ء ظُلُمَاتُ الْاِبْتِلَاءِ۔ ھٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ۔ یُوْلَدُ لَکَ الْوَلَدُ وَیُدْنٰی مِنْکَ الْفَضْلُ۔ اِنَّ نُوْرِیْ قَرِیْبٌ۔ اَجِیْئُ مِنْ حَضْرَۃِ الْوِتْرِ۔[1]

(رجسٹر متفرق یادداشتیں از حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۵۰)

۱۴؍اکتوبر ۱۸۹۲ء عَفَا اللّٰہُ عَنْکَ لِمَ اَذِنْتَ لَھُمْ۔ اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتَ شَیْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ اَنْتَ بِنَا مُلْحِقٌ۔ اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتَ شَیْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ اٰتِیْکَ غَدًا۔ جَآءَکَ رَبُّکَ الْاَعْلٰی۔ اَنْتَ بِنَا مُلْحِقٌ۔ اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتَ شَیْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ اَنْتُمْ مِنْ مَّآئِنَا وَھُمْ مِّنْ فَشَلٍ۔ اَنْتَ بِنَا مُلْحِقٌ۔ اِنَّمَا اَمْرُکَ اِذَا اَرَدْتَ شَیْئًا اَنْ تَقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ تَوْحِیْدِیْ[2]

---

[1] (ترجمہ از مرتب) ابتلاء کے اندھیرے۔ یہ سخت دن ہے۔ تجھے ایک بیٹا عطا ہوگا اور فضل تیرے نزدیک ہوگا۔ میرا نور قریب ہے۔ میں جنابِ باری سے آتا ہوں۔

[2] (ترجمہ از مرتب) اللہ تجھے معاف کرے ان کو تُو نے کیوں اجازت دی۔ تیرا کام یہ ہے کہ جب تُو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اُسے کہے کہ ہو جا تو ہو جائے گی۔ تُو ہم سے ملنے والا ہے۔ تیرا کام یہ ہے کہ جب تُو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اُسے کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔ میں تیرے پاس کل آؤں گا۔ تیرا ربِّ اعلیٰ تیرے پاس آیا۔ تُو ہم سے ملنے والا ہے۔ تیرا کام یہ ہے کہ جب تُو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اسے کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔ تُو ہمارے پانی سے ہے اور وہ بزدلی سے۔ تُو ہم سے ملنے والا ہے۔ تیرا کام یہ ہے کہ جب تُو کسی چیز کا ارادہ کرے تو اُسے کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جائے گی۔ تُو مجھ سے ایسا ہے جیسے میری توحید اور

یہ حوالہ صفحہ 124 پر درج ہے

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 164 طبع چہارم از مرزا قادیانی

Back

پڑگیا ہے کہ یہ کھاؤ پیو ہے اس سے کس تقویٰ اور نیک بختی کی امید ہو سکتی ہے

ہمارے سیّد و مولیٰ افضل الانبیاء خیر الاصفیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کا تقویٰ دیکھئے کہ وہ ان عورتوں کے ہاتھ سے بھی ہاتھ نہیں ہلاتے تھے جو پاکدامن اور نیک بخت ہوتی تھیں اور بیعت کر لینے کے لئے آتی تھیں بلکہ دور بٹھا کر صرف زبانی تلقین توبہ کرتے تھے مگر کون عقلمند اور پرہیزگار ایسے شخص کو پاک باطن سمجھے گا جو جوان عورتوں کے چھونے سے پرہیز نہیں کرتا ایک کنجری خوبصورت ایسی قریب بیٹھی ہے گویا بغل میں ہے کبھی ہاتھ لمبا کر کے سر پر عطر مل رہی ہے کبھی پیروں کو پکڑتی ہے اور کبھی اپنے خوشنما اور سیاہ بالوں کو پیروں پر رکھ دیتی ہے۔ اور گود میں تماشہ کر رہی ہے یسوع صاحب اس حالت میں وجد میں بیٹھے ہیں اور کوئی اعتراض کرنے لگے تو اس کو جھڑک دیتے ہیں اور طرفہ یہ کہ عمر جوان اور شراب پینے کی عادت اور پھر مجرد۔ اور ایک خوبصورت کسبی عورت سامنے پڑی ہے جسم کے ساتھ جسم لگا رہی ہے۔ کیا یہ نیک آدمیوں کا کام ہے اور اس پر کیا دلیل ہے کہ اس کسبی کے چھونے سے یسوع کی شہوت نے جنبش نہیں کی تھی۔ افسوس کہ یسوع کو یہ بھی میسر نہیں تھا کہ اس فاسقہ پر لعنت ڈالنے کے بعد اپنی کسی بیوی سے صحبت کر لیتا۔ بدبخت زانیہ کے چھونے سے اور ناز و ادا کرنے سے کیا کچھ نفسانی جذبات پیدا ہوئے ہوں گے۔ اور شہوت کے جوش نے پورے طور پر کام کیا ہوگا۔ اسی وجہ سے یسوع کے منہ سے یہ بھی نہ نکلا کہ اے حرام کار عورت مجھ سے دور رہ۔ اور یہ بات انجیل سے ثابت ہوتی ہے کہ وہ عورت طوائف میں سے تھی۔ اور زنا کاری میں سارے شہر میں مشہور تھی۔

۷۴

درخت کی طرف دوڑے گئے۔ کیا آپ ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ درخت ان کا یا ان کے والد صاحب کی ملک میں سے تھا۔ پس جو شخص بیگانہ درخت کو دیکھ کر اپنے نفس پر غالب نہ آسکا اور پیٹ کو بھینٹ چڑھانے کے لئے اس کی طرف دوڑ گیا وہ خدا تو کیا بلکہ قول آپ کے فرد اکمل بھی نہیں۔

الغرض کسی کے دل میں یہ خیال گذرنا کہ یہ چیز خوبصورت ہے یہ ایک علیحدہ امر ہے جس کو خدا نے آنکھیں دی ہیں جیسے وہ کانٹے اور پھول میں فرق کر سکتا ہے ایسا ہی وہ خوبصورت اور بدصورت میں فرق کر سکتا ہے۔ آپ کے خدا صاحب کو شاید یہ قوت ممیزہ فطرت سے نہیں ملی ہوگی کہ پیٹ کی شہوت کے لئے تو انجیر کے درخت کی طرف دوڑے یہ بھی نہ سوچا کہ یہ کس کا انجیر ہے؟

تعجب کہ ایک شرابی اور کھاؤ پیو شہوت پرست دکھایا جائے اور وہ پاک ذات جس کی زندگی اور جس کا ہر یک فعل خدا کے لئے تھا۔ اس کا نام اس زمانہ کے پلید طبع شہوت پرست رکھیں عجب ناریکی کا زمانہ ہے۔ یہ اسلام کی اعلیٰ تعلیم کا ایک نمونہ ہے کہ ہرگز قصداً کسی عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو کہ یہ بدنظری کا پیش خیمہ ہے۔ اور اگر اتفاقاً کسی خوبصورت عورت پر نظر پڑے اور وہ خوبصورت معلوم ہو تو اپنی عورت سے صحبت کر کے اس خیال کو ٹال دو۔ خوب یاد رکھو کہ یہ تعلیم اور یہ حکم حفظ ماتقدم کے طور پر ہے جو شخص مثلاً حیضہ کے دنوں میں حیضہ سے بچنے کے لئے حفظ ماتقدم کے طور پر کوئی دوا استعمال کرتا ہے تو کیا کہہ سکتے ہیں کہ اس کو حیضہ ہو گیا ہے۔ یا حیضہ کے آثار اس میں ظاہر ہو گئے ہیں۔ بلکہ یہ بات اس کی دانشمندی میں محسوب ہوگی اور سمجھا جائے گا کہ وہ اس بیماری سے طبعاً نفرت رکھتا ہے اور اس سے

نور القرآن صفحہ 72 مندرجہ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 447 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 128 پر درج ہے

Back

اور رسول کے نزدیک لعنتی ہیں۔ ان کا نماز روزہ اور کوئی عمل منظور نہیں۔ اللہ تعالیٰ صاف فرماتا ہے کہ کوئی عورت نیک نہیں ہوسکتی جب تک پوری پوری اپنے خاوند کی فرمانبرداری نہ کرے اور دلی محبت سے اس کی تعظیم بجا نہ لائے اور پس پُشت یعنی اس کے پیچھے اس کی خیر خواہ نہ ہو۔ اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عورتوں پر لازم ہے کہ اپنے مَردوں کی تابعدار رہیں۔ ورنہ ان کا کوئی عمل منظور نہیں۔ اور نیز فرمایا ہے کہ اگر غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم کرتا کہ عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں۔ اگر کوئی عورت اپنے خاوند کے حق میں کچھ بدزبانی کرتی ہے یا ابانت کی نظر سے اس کو دیکھتی ہے اور حکم زبانی سُنکر پھر بھی باز نہیں آتی تو وہ لعنتی ہے۔ خدا اور رسول اس سے ناراض ہیں۔ عورتوں کو چاہیئے کہ اپنے خاوندوں کا مال نہ چُراویں اور نامحرم سے اپنے تئیں بچاویں۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ بغیر خاوند اور ایسے لوگوں کے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں اور جتنے مَرد ہیں اُن سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ جو عورتیں نامحرم لوگوں سے پردہ نہیں کرتیں شیطان ان کے ساتھ ساتھ ہے۔ عورتوں پر یہ بھی لازم ہے کہ بدکار اور بدوضع عورتوں کو اپنے گھروں میں نہ آنے دیں اور ان کو اپنی خدمت میں نہ رکھیں کیونکہ یہ سخت گناہ کی بات ہے کہ بدکار عورت نیک عورت کی ہم صحبت ہو۔

(۶) عورتوں میں یہ بھی ایک بدعادت ہے کہ جب کسی عورت کا خاوند کسی اپنی مصلحت کے لیے کوئی دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہے تو وہ عورت اور اس کے اقارب سخت ناراض ہوتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں اور شور مچاتے ہیں اور اس بندہ خدا کو ناحق ستاتے ہیں۔ ایسی عورتیں اور ایسے ان کے اقارب بھی نابکار اور خراب ہیں۔ کیونکہ اللہ جلشانہ نے اپنی حکمت کاملہ سے جس میں صدہا مصالح ہیں۔ مردوں کو اجازت دے رکھی ہے کہ وہ اپنی کسی ضرورت یا مصلحت کے وقت چار تک بیویاں کریں۔ پھر جو شخص اللہ رسول کے حُکم کے مطابق کوئی نکاح کرتا ہے تو اس کو کیوں بُرا کہا جائے۔ ایسی عورتیں اور ایسے ہی اس عادت والے اقارب جو خدا اور اس کے رسول کے حکموں کا مقابلہ کرتی ہیں۔ نہایت مردود اور شیطان کی بہنیں اور بھائی ہیں کیونکہ وہ خدا اور رسُول کے فرمودہ سے منہ پھیر کر اپنے رب کریم سے لڑائی کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر کسی نیک دل مسلمان کے گھر میں ایسی بدذات بیوی ہو تو اُسے مناسب ہے کہ اس کو سزا دینے کے لیے دُوسرا نکاح ضرور کرے۔

(۷) بعض جاہل مسلمان اپنے نادرشتہ کے وقت یہ دیکھ لیتے ہیں کہ جس کے ساتھ اپنی لڑکی کا نکاح کرنا منظور ہے اس کی پہلی بیوی بھی ہے یا نہیں۔ پس اگر پہلی بیوی موجود ہو تو ایسے شخص سے ہرگز نکاح کرنا نہیں چاہتے۔ سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے لوگ بھی صرف نام کے مسلمان ہیں اور ایک طور سے وہ ان عورتوں کے دوگھر ہیں جو اپنے خاوندوں کے دوسرے نکاح سے ناراض ہوتی ہیں۔ سو ان کو بھی خدا تعالیٰ سے ڈرنا چاہیئے۔

(۸) ہماری قوم میں یہ بھی ایک نہایت بدرسم ہے کہ دوسری قوم کو لڑکی دینا پسند نہیں کرتے بلکہ حتی الوسع لینا بھی پسند نہیں کرتے۔ یہ سراسر تکبّر اور نخوت کا طریق ہے جو سراسر احکام شریعت کے برخلاف ہے۔ بنی آدم سب خدا تعالیٰ کے بندے ہیں۔ نادرشتہ نامہ میں صرف یہ دیکھنا چاہیئے کہ جس سے نکاح کیا جاتا ہے وہ نیک بخت اور نیک وضع آدمی ہے

Back

یہ حوالہ صفحہ 128 پر درج ہے

مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ 86 طبع جدید از مرزا قادیانی

اپنی جگہ بدل دے۔ چنانچہ یہ تجویز کارگر ہوئی اور اس کی اصلاح ہوگئی۔ علم توجہ جسے انگریزی میں ہپناٹزم کہتے ہیں وہ بھی اسی مخفی قلبی رد کا نتیجہ ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ ہپناٹزم میں توجہ ڈالنے والا ارادہ اور شعور کے ساتھ اپنی توجہ کا ایک مرکز قائم کرتا ہے لیکن اس قسم کی عام حالت میں بلا ارادہ ہر شخص کے قلب سے ایک رو جاری رہتی ہے اور اسی لئے یہ رو ہپناٹزم کی رو کی نسبت بہت کمزور اور بطئی الاثر ہوتی ہے۔

(۴۰۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب مرحوم نے حضرت مسیح موعود سے عرض کیا کہ میرے ساتھ شفاخانہ میں ایک انگریز لیڈی ڈاکٹر کام کرتی ہے اور وہ ایک بڈھی عورت ہے وہ کبھی کبھی میرے ساتھ مصافحہ کرتی ہے اسکے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں ہے۔ آپ کو عذر کر دینا چاہئے کہ ہمارے مذہب میں یہ جائز نہیں۔

(۴۰۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی سید سرور شاہ صاحب بیان کرتے تھے کہ ایک دفعہ قادیان کے قصابوں نے کوئی خلاف معاہدہ تو اسپر حضرت صاحب نے حکم دیا کہ ان سے گوشت خریدنا بند کر دیا جاوے۔ چنانچہ کئی دن تک گوشت بند رہا اور سب لوگ دال وغیرہ کھاتے رہے۔ ان دنوں میں میں نے (مولوی سید سرور شاہ صاحب نے) حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ میرے پاس ایک بکری ہے اور میں حضور کی خدمت میں پیش کرتا ہوں حضور اسے ذبح کروا کے اپنے استعمال میں لائیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ ہمارا دل اسبات کو پسند نہیں کرتا کہ ہمارے دوست والیں کھائیں اور ہمارے گھر میں گوشت پکے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ حضرت صاحب اسبات کے قائل تھے کہ سب مومنوں کے گھر میں ایک سا کھانا پکنا چاہئے اور سب کا تمدن و طریق ایک سا ہونا چاہئے۔ بلکہ غالباً صرف یہ ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ گوشت خریدنے کی ممانعت کی گئی تھی آپ کے اخلاق نے گوارا نہیں کیا کہ آپ اپنے لئے تو کوئی خاص انتظام کریں اور دوسرے ذی استطاعت احباب جو گوشت خریدنے کی طاقت تو رکھتے تھے مگر بوجہ ممانعت کے رکے ہوئے تھے والیں۔ ہاں والا دیسے اپنے گھروں میں ہر شخص کو اختیار ہے کہ اعتدال کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی حیثیت کے مطابق

دعا اور ذکر الٰہی کے طریق پر بعض فقرات کی تلقین فرماتے تھے۔

۴۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ بعض خاص فقرات حضور کی زبان پر اکثر جاری رہتے تھے۔ چنانچہ فرمایا کرتے تھے۔ الدعاء مخ العبادۃ۔ لایلدغ المومن من جحر واحد مرتین۔ یہ سیاست و ہر چہ خواہی کن۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فقرہ ۲ کا ترجمہ بھی اکثر سنا ہے یعنی مومن ایک سوراخ سے دو دفعہ نہیں کاٹا جاتا۔

۴۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام عورتوں سے بیعت صرف زبانی لیتے تھے۔ ہاتھ میں ہاتھ نہیں لیتے تھے نیز آپ بیعت ہمیشہ اردو الفاظ میں لیتے تھے مگر بعض اوقات دہقانی لوگوں یا دیہاتی عورتوں سے پنجابی الفاظ میں بھی بیعت لے لیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث سے یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم بھی عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے اُن کے ہاتھ کو نہیں چھوتے تھے۔ دراصل قرآن شریف میں جو یہ آیا ہے کہ عورت کو کسی غیر محرم پر اظہار زینت نہیں کرنا چاہیئے۔ اسی کے اندر لمس کی ممانعت بھی شامل ہے۔ کیونکہ ہم کے چھونے سے بھی زینت کا اظہار ہو جاتا ہے۔

۴۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب مرحوم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جو استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ پڑھنے کا کثرت سے حکم آیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسانی کمزوریوں اور غلطیوں کی وجہ سے انسان کو گویا ایک دُنب یعنی دم لگ جاتی ہے جو کہ حیوانی عضو ہے اور یہ انسان کے لئے بدنما اور اس کی خوبصورتی کے لئے ناموزوں ہے۔ اس واسطے حکم ہے کہ انسان بار بار یہ دُعا مانگے اور استغفار کرے۔ تاکہ اس حیوانی دم سے بچکر اپنی انسانی خوبصورتی کو قائم رکھ سکے۔ اور ایک مکرم انسان بنا رہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس روایت میں غالباً یہ لفظی لطیفہ بھی مدنظر ہے کہ ذنب یعنی گناہ حقیقی ذنب یعنی دُم ہے۔ جو انسان کی اصلی فطرت کے خلاف اس کے ساتھ لاحق ہو جاتی ہے گویا جس طرح ذنب اور ذنب یعنی دُم کے الفاظ اپنی ظاہری صورت میں ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ اسی طرح ان میں معنوی مشابہت بھی ہے۔ واللہ اعلم۔

حصہ پر خود قابض ہو گئے۔ مرزا غلام حسین کی چونکہ نسل نہیں چلی اسلئے ان کا حصہ پسران مرزا غلام مرتضےٰ صاحب و پسران مرزا غلام محی الدین کو آگیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اس وقت مرزا تصدق جیلانی اور مرزا قاسم بیگ کی تمام شاخ معدوم ہو چکی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس مرزا غلام حیدر کی بھی شاخ معدوم ہے۔ ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب اور مرزا امام الدین اور مرزا کمال الدین بھی لاولد فوت ہوئے۔ ہاں مرزا نظام الدین کا ایک لڑکا مرزا کل محمد موجود ہے۔ مگر وہ احمدی ہو کر حضرت صاحب کی روحانی اولاد میں داخل ہو چکا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ ینقطع آباءك ویبدأ منك اور یہ الہام اس وقت کا ہے۔ جب آپکے شجرہ خاندانی کی یہ تمام شاخیں سرسبز تھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایکدفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلا گیا۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی۔ تو وہ آپکو پھسلا کر اور دھوکہ دیکر بجائے قادیان لانے کے باہر لیگیا اور ادھر اُدھر پھراتا رہا پھر جب اُسنے سارا روپیہ اُڑا کر ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا حضرت مسیح موعودؑ اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے۔ اور چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں اس لیئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔ اور کچھ عرصہ تک وہاں ملازمت پر رہے۔ پھر جب تمہاری دادی بیمار ہوئیں۔ تو تمہارے دادا نے آدمی بھیجا۔ کہ ملازمت چھوڑ کر آجاؤ۔ جسپر حضرت صاحب فوراً روانہ ہو گئے۔ امرتسر پہنچکر قادیان آنے کے واسطے یکہ کرایہ پر لیا۔ اس موقعہ پر قادیان سے ایک اور آدمی بھی آپ کے لینے کے لیئے امرتسر پہنچ گیا۔ اس آدمی نے کہا یکہ جلدی چلاؤ کیونکہ ان کی حالت بہت نازک تھی پھر تھوڑی دیر کے بعد کہنے لگا۔ بہت ہی نازک حالت تھی جلدی کرو کہیں فوت نہ ہو گئی ہوں۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی تھیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ میں اسی

۴۴

وقت سمجھ گیا۔ کہ دراصل والدہ فوت ہو چکی ہیں۔ کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتیں تو وہ شخص ایسے الفاظ نہ بولتا۔ چنانچہ قادیان پہنچے تو پتہ لگا کہ واقعی وہ فوت ہو چکی تھیں۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین ادھر اُدھر پھرتا رہا۔ آخر اُسنے جائے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری وجہ سے ہی اسے قید سے بچا لیا ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا ہمارے مخالف یہی کہتے کہ ان کا ایک چچا زاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیالکوٹ کی ملازمت ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء کا واقعہ ہے۔

(اس روایت سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سیالکوٹ میں ملازم ہونا اس وجہ سے تھا۔ کہ آپ سے مرزا امام الدین نے دادا صاحب کی پنشن کا روپیہ دھوکا دے کر اُڑا لیا تھا۔ کیونکہ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات میں تصریح کی ہے۔ آپ کی ملازمت اختیار کرنیکی وجہ صرف یہ تھی۔ کہ آپکے والد صاحب ملازمت کے لیئے زور دیتے رہتے تھے۔ ورنہ آپکی اپنی رائے ملازمت کے خلاف تھی۔ اسی طرح ملازمت چھوڑ دینے کی بھی اصل وجہ یہی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ملازمت کو ناپسند فرماتے تھے۔ اور اپنے والد صاحب کو ملازمت ترک کر دینے کی اجازت کے لیئے لکھتے رہتے تھے۔ لیکن دادا صاحب ترک ملازمت کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ مگر بالآخر جب دادی صاحبہ بیمار ہوئیں۔ تو دادا صاحب نے اجازت بھجوا دی۔ کہ ملازمت چھوڑ کر آجاؤ۔)

(۵۰) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ طبابت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے۔ اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان اس علم میں ماہر رہا ہے۔ دادا صاحب نہایت ماہر اور مشہور حاذق طبیب تھے۔ تایا صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ حضرت مسیح موعود بھی علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے۔ اور گھر میں ادویہ کا ایک ذخیرہ رکھا کرتے تھے

سیرت المہدی، جلد اوّل صفحہ 43، 44 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 129 پر درج ہے

۱۸

یہی مسئلہ پیش کیا۔ کہ آپؑ کی بعض تحریروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپؑ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اِس لئے لوگوں کو ٹھوکر لگتی ہے۔ حضرت صاحبؑ نے اسکی تشریح فرمائی۔ کہ میری مُراد اس سے کیا ہے۔ جسپر اُن مولوی صاحبؑ نے کہا۔ کہ اچھا آپؑ تحریر کر دیں۔ کہ آپؑ کی تحریرات میں جہاں کہیں نبوت کا لفظ ہے، وہ ایسا نہیں۔ کہ جو ختم نبوت کے منافی ہو۔ اور اس سے مراد محدثیت ہے۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔ کہ بیشک میں لکھدیتا ہوں۔ چنانچہ اُسی وقت حضورؑ نے ایک تحریر لکھکر مولوی صاحب کو دیدی۔ جو کہ اُنہوں نے اپنے پاس رکھ لی۔ تاکہ اُن لوگوں کو دکھائیں۔ جو اس وجہ سے حضرت صاحبؑ پر کُفر کا فتویٰ لگاتے تھے۔ انہی دنوں میں ایک دن بعض شریر لوگ مخالف مولویوں کے بہکانے سے اُس مکان پر حملہ کر کے آگئے۔ جہاں پر ہم ٹھیرے ہُوئے تھے۔ اور مکان کے اُوپر زنانہ میں گھسنا چاہتے تھے۔ مگر چند احمدیوں نے جو ساتھ تھے۔ بڑی ہمت سے سیڑھیوں میں کھڑے ہوکر اُن لوگوں کو روکا۔ اور بعد میں پولیس کے پہنچ جانے سے وہ لوگ منتشر ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امرتسر جانے کی خبر سے بعض اور احباب بھی مختلف شہروں سے وہاں آگئے۔ چنانچہ کپورتھلہ سے محمد خاں صاحب مرحوم اور منشی ظفر احمد صاحب بہت دنوں وہاں ٹھیرے رہے۔ گرمی کا موسم تھا۔ اور منشی صاحب اور میں ہر دو نحیف البدن اور چھوٹے قد کے آدمی ہونے کے سبب ایک ہی چارپائی پر دونوں لیٹ جاتے تھے۔ ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیٹر میں چلا گیا۔ جو مکان کے قریب ہی تھا۔ اور تماشہ ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا صبح منشی ظفر احمد صاحب نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحبؑ کے پاس میری شکایت کی۔ کہ مفتی صاحب رات تھیٹر چلے گئے تھے۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔ تاکہ معلوم ہو۔ کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ اِس کے سوا اور کچھ نہیں فرمایا منشی ظفر احمد صاحب نے خود ہی مجھ سے ذکر کیا۔ کہ میں تو حضرت صاحبؑ کے پاس آپکی شکایت لیکر گیا تھا۔ اور میرا خیال تھا۔ کہ حضرت صاحبؑ آپکو بُلا کر تنبیہ کریں گے۔ مگر حضورؑ نے تو صرف یہی فرمایا۔ کہ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔ اور اس سے معلومات حاصل ہوتے ہیں۔ میں نے کہا کہ

Back

سے زیادہ نہ ہو۔ اور گوٹہ لگا ہوا ہو۔ عید سے پہلے بھیجدیں۔ قیمت اسکی کسی کے ہاتھ بھیجدیں گے۔ یا آپ کے آنے پر آپ کو دیجاویگی۔ رنگ کونسی ہو مگر ہلکا چرخی یا جالی ہو۔ اندازہ قمیص کا آپ کی لڑکی زینب کے اندازہ پر ہو۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

۴، فروری ۸۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت یہاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اسشیار خرید فی خود خرید دیں اللہ ایک بوتل ٹانک ایچ کی بلور کی دوکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائین چاہیئے۔ اسکا خیال رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام
مرزا غلام احمد عفی عنہ

نامل کا خط کچھ اب مدت ایک عریضہ کے ہے جبکہ ہمراہ عیال و طفال قادیان میں تھے ورد اپسی کے وقت جو کہ برسات کے دن تھے راستہ سخت خطرناک تھا۔ اور میں نے اپنے گھر کے لوگوں کے لئے یعنی برخوردار محمد یوسف کی والدہ کے لئے ضرورتاً حضرت سے ڈھکی پینس طلب کی سیٹ بھی کے ساتھ سواری دولت حمل میں خطرناک ہوتی ہے اسپر حضور نے کمال مہربانی و شفقت سے نامل کا خط لکھا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ آج مولوی یار محمد لاہور بھی گئے۔ مگر امید ہے نہایت ضروری کام یاد نہ رہا ہے لکھدوں گا کہ ایک نوکر ساتھ جائے جس میں چھیڑ نہ ہو۔ اور اول درجہ کی خوشبو دار ہو۔ اگر سرشار بھی ہو تو بہتر ہو۔ ورنہ اپنی نوسہ داری پر بھیجدیں۔ اور دودھ یا سرد دودھ کی بکیاں جیسی تیاشہ کی طرح لٹکیا ہوتی ہیں۔ مگر بڑی شکل ہو۔ دو تولہ مد بدوی پیلی روانہ فرماویں زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دو تار یہ پہنچیں نہایت فکر رہا۔ بیت الدعا میں بہت دعا کی گئی۔ خدا تعالیٰ شفا بخشے۔ پہلے اس سے الہام ہوا تھا کہ لاہور سے افسوسناک خبر آئی۔ وہی خبر ہو گئی۔ خدا تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ آمین۔ پھر بھی میں فکر رہونگا

دستی خط معرفت مولوی یار محمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں چند روز سے سخت بیمار ہوں۔ بعض وقت جب دورہ دوران سر شدت سے ہوتا ہے تو خانہ زندگی محسوس ہوتا ہے۔ ساتھ ہی سردرد بھی ہے۔ ایسی حالت میں رونق بادام سوراور پیروں کی ہتھیلیوں پر ملنا اور پنیا فائیڈ سند محسوس ہوتا ہے۔ اس لئے میں مولوی یار محمد صاحب کو بھیجتا ہوں کہ آپ خاص تلاش سے ایسا رونق بادام کہ جو تازہ ہو۔ اور کہنہ نہ ہو اور نیز مجھ کے ساتھ کوئی ملونی نہ ہو ایک پونس خرید کر بھیجدیں۔ باقی روپیہ قیمت اسکی ارسال ہے۔ اور نیز ہمارا پہلا کلاک بسلی گھنٹہ گر گیا ہے۔ اسلئے ایک کلاک عمدہ و سوا خرید کرنے کے لئے مبلغ لہ بھیجتا ہوں یہ کلاک کوئی امتحان کر کے ارسال فرماویں اسمیں یہ بھی شرط ہے کہ اسکے ساتھ نیم گھنٹہ کی آواز دینے والی کل ہو مگر نہ صرف گھنٹوں کی آواز سے کہ اس صورت میں سا وقات دھوکہ ہو جاتا ہے۔ اور اسکے ساتھ کوئی دوسری چیزیں بھی خریدنی ہیں..... اُن چیزوں کی تفصیل نیل میں ہے۔ والسلام + مرزا غلام احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب قریشی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج مولوی یار محمد لاہور بھی گئے۔ مگر امید ہے نہایت ضروری کام یاد نہ رہا ہے لکھدوں گا کہ ایک نوکر ساتھ جائے جس میں چھیڑ نہ ہو۔ اور اول درجہ کی خوشبو دار ہو۔ اگر سرشار بھی ہو تو بہتر ہو۔ ورنہ اپنی نوسہ داری پر بھیجدیں۔ اور دودھ یا سرد دودھ کی بکیاں جیسی تیاشہ کی طرح لٹکیا ہوتی ہیں۔ مگر بڑی شکل ہو۔ دو تولہ مد بدوی پیلی روانہ فرماویں زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دو تار یہ پہنچیں نہایت فکر رہا۔ بیت الدعا میں بہت دعا کی گئی۔ خدا تعالیٰ شفا بخشے۔ پہلے اس سے الہام ہوا تھا کہ لاہور سے افسوسناک خبر آئی۔ وہی خبر ہو گئی۔ خدا تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ آمین۔ پھر بھی میں فکر رہونگا

خطوط نام بنام غلام، صفحہ 5، مرزا قادیانی، بنام حکیم محمد حسین قریشی قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 131 پر درج ہے

Back

اور اچھی روٹی رکھتا تھا۔ مگر حضرت مولوی صاحب بکمال بے نفسی و مسکینی مدتوں اسی کھانے کو کھاتے رہے اور کوئی اشارہ تک اس کی اس حرکت کے متعلق نہ کیا۔ پھر اس کے بعد وہ زمانہ آیا کہ لوگ اپنے گھروں میں انتظام کھانے کا کرنے لگے تو ان دنوں میں چند دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت مولوی صاحب اگر کبھی بیمار ہوتے اور حضرت صاحب کو معلوم ہوتا کہ مولوی صاحب کے کھانے کا انتظام ٹھیک نہیں ہے تو آپ اپنے ہاں سے ان کے لئے کھانا بھجوانا شروع کر دیتے تھے۔ جو مدت تک باقاعدہ ان کے لئے جاتا رہتا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے لاہور کی پہلی شادی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گورداسپور میں کرائی تھی۔ جب رشتہ ہونے لگا۔ تو لڑکی کو دیکھنے کے لئے حضور نے ایک عورت کو گورداسپور بھیجا تا کہ وہ آکر رپورٹ کرے کہ لڑکی صورت و شکل وغیرہ میں کیسی ہے اور مولوی صاحب کے لئے موزوں بھی ہے یا نہیں۔ چنانچہ وہ عورت گئی۔ جاتے ہوئے اسے ایک یادداشت لکھ کر دی گئی۔ یہ کاغذ میں نے لکھا تھا اور حضرت صاحب نے بمشورہ حضرت ام المؤمنین لکھوایا تھا۔ اس میں مختلف باتیں نوٹ کرائی تھیں۔ مثلاً یہ کہ لڑکی کا رنگ کیسا ہے۔ قد کتنا ہے۔ اس کی آنکھوں میں کوئی نقص تو نہیں۔ ناک۔ ہونٹ۔ گردن۔ دانت۔ چال ڈھال وغیرہ کیسے ہیں۔ غرض بہت سادی باتیں ظاہری شکل و صورت کے متعلق لکھوادی تھیں۔ کہ ان کی بابت خیال رکھے۔ اور دیکھکر واپس آکر بیان کرے۔ جب وہ عورت واپس آئی اور اس نے ان سب باتوں کی بابت اچھا یقین دلایا۔ تو رشتہ ہو گیا۔ اسی طرح جب خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے اپنی بڑی لڑکی حضرت میاں صاحب (یعنی خلیفۃ المسیح الثانی) کے لئے پیش کی۔ تو ان دنوں میں یہ خاکسار ڈاکٹر صاحب موصوف کے پاس پکا تہ پہاڑ پر جہاں وہ متعین تھے۔ بطور تبدیل آب و ہوا کے گیا ہوا تھا۔ واپسی پر مجھ سے لڑکی کا حلیہ وغیرہ تفصیل سے پوچھا گیا۔ پھر حضرت میاں صاحب سے بھی شادی سے پہلے کئی لڑکیوں کا نام لے کر حضور نے ان کی والدہ کی معرفت دریافت کیا کہ ان کی کہاں مرضی ہے چنانچہ حضرت میاں صاحب نے بھی والدہ ناصر احمد کو انتخاب فرمایا اور اس کے بعد شادی ہو گئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلعم بھی تاکید فرمایا کرتے تھے کہ شادی سے

Back

یہ حوالہ صفحہ 132 پر درج ہے

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 296 از مرزا بشیر احمد

(۲۹۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ مجھے وہ لوگ جو دنیا میں سادگی سے زندگی بسر کرتے ہیں بہت ہی پیارے لگتے ہیں۔

(۲۹۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے۔ کہ مرضیٔ مولا از ہمہ اولیٰ (یعنی خدا کی رضا سب سے مقدم ہونی چاہیئے)

(۲۹۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ مت کی بات ہے جب میاں ظفر احمد صاحب کپورتھلوی کی پہلی بیوی فوت ہو گئی اور اُن کو دوسری بیوی کی تلاش تھی۔ تو ایک دفعہ حضرت صاحب نے اُن سے کہا کہ ہمارے گھر میں دو لڑکیاں رہتی ہیں۔ اُن کو میں لاتا ہوں آپ اُن کو دیکھ لیں۔ پھر اُن میں سے جو آپ کو پسند ہو اُس سے آپکی شادی کر دی جاوے۔ چنانچہ حضرت صاحب گئے اور ان دو لڑکیوں کو بُلا کر کمرہ کے باہر کھڑا کر دیا اور پھر اندر آکر کہا کہ وہ باہر کھڑی ہیں آپ چِک کے اندر سے دیکھ لیں چنانچہ میاں ظفر احمد صاحب نے اُن کو دیکھ لیا اور پھر حضرت صاحب نے اُن کو رخصت کر دیا۔ اور اسکے بعد میاں ظفر احمد صاحب سے پُوچھنے لگے۔ کہ اب بتاؤ۔ تمہیں کونسی لڑکی پسند ہے؟ وہ نام تو کسی کا جانتے نہ تھے۔ اس لیئے انہوں نے کہا کہ جس کا منہ لمبا ہے۔ وہ اچھی ہے اسکے بعد حضرت صاحب سے سیری رائے لی۔ جس پر میں نے عرض کیا۔ کہ حضور میں نے تو نہیں دیکھا۔ پھر آپ خود فرمانے لگے۔ کہ ہمارے خیال میں تو دوسری لڑکی بہتر ہے۔ جس کا منہ گول ہے۔ پھر فرمایا جس شخص کا چہرہ لمبا ہوتا ہے۔ وہ بیماری وغیرہ کے بعد عموماً بدنما ہو جاتا ہے۔ لیکن گول چہرہ کی خوبصورتی قائم رہتی ہے۔ میاں جمال صاحب نے بیان کیا۔ کہ اس وقت حضرت صاحب اور میاں ظفر احمد صاحب اور میرے سوا اور کوئی شخص وہاں نہ تھا۔ اور نیز یہ کہ حضرت صاحب ان لڑکیوں کو کسی اور طرف سے وہاں لائے تھے اور پھر ان کو مناسب طریق پر رخصت کر دیا تھا جس سے ان کو کچھ معلوم نہیں ہوا۔ اگر ان میں سے کسی کے ساتھ میاں ظفر احمد صاحب کا شادی نہیں ہوا۔ یہ مت کی بات ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ اللہ کے نبیوں میں خوبصورتی کا احساس بھی بہت ہوتا ہے۔ دراصل جو شخص حسنِ حقیقی کو پہچانتا اور اسکی قدر کرتا ہے۔ وہ مجازی حسن کو بھی صنوبر پہچانتا اور

سنہ ۱۸۹۲ء "بارہا اس عاجز کا نام مکاشفات میں غازی رکھا گیا ہے۔"

(نشانِ آسمانی صفحہ ۱۵۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۷۵)

سنہ ۱۸۹۲ء "یہ عاجز خدائے تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا نہیں کر سکتا کہ اس تکفیر کے وقت میں کہ ہر یک طرف سے اس زمانہ کے علماء کی آوازیں آ رہی ہیں کہ لَسْتَ مُؤْمِنًا۔ اللہ جلّ شانہٗ کی طرف سے یہ ندا ہے کہ

قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ[1]

ایک طرف حضرات مولوی صاحبان کہہ رہے ہیں کہ کسی طرح اس شخص کی تباہی کی کرو۔ اور ایک طرف الہام ہوتا ہے

یَتَرَبَّصُوْنَ عَلَیْكَ الدَّوَآئِرَ عَلَیْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ[2]

اور ایک طرف وہ کوشش کر رہے ہیں کہ اس شخص کو سخت ذلیل اور رسوا کریں اور ایک طرف خدا وعدہ کر رہا ہے:۔

اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ۔ اَللّٰهُ اَجْرَكَ۔ اَللّٰهُ یُعْطِیْكَ جَلَالَكَ[3]

اور ایک طرف مومنوں کو فوج در فوج لکھ رہے ہیں کہ اس شخص کی ہم عقیدگی اور پیروی سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور ایک طرف خدا تعالیٰ اپنے اس الہام پر تواتر زور دے رہا ہے۔

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"[4]

غرض یہ تمام مولوی صاحبان خدا تعالیٰ سے لڑ رہے ہیں۔ اب دیکھئے کہ فتح کس کی ہوتی ہے۔"

(نشانِ آسمانی صفحہ ۳۸، ۳۹۔ روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۹۸، ۳۹۹)

۲۵ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء "۲۵ جولائی سنہ ۱۸۹۲ء مطابق ۲۰ ذی الحجہ ۱۳۰۹ھ روز دوشنبہ۔ آج میں نے بوقت

---

[1] (ترجمہ از مرتب) کہہ مجھے (امر کیا گیا ہے اور میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔

[2] (ترجمہ از مرتب) وہ تجھ پر حوادث کے نزول کا انتظار کر رہے ہیں۔ بُری گردش انہی پر پڑے گی۔

[3] (ترجمہ از مرتب) جو تیری ذلت چاہے میں اُسے ذلیل کروں گا۔ اللہ تیرا اجر ہے۔ اللہ تجھے تیرا جلال عطا کرے گا۔

نوٹ از مرتب: الہام اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَكَ حضرت اقدس کو ۱۸۹۲ء میں بمقام لاہور شیخ محمد حسین بٹالوی کی نسبت بھی ہوا تھا۔ (دیکھئے الحکم جلد ۱ نمبر ۶ مورخہ ۳۰ نومبر ۱۸۹۷ء صفحہ ۲)۔

[4] (ترجمہ از مرتب) کہہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو۔ اسی طرح وہ بھی تم سے محبت کرے گا۔

۱۵۹

صبح صادق ساڑھے چار بجے دن کے خواب میں دیکھا کہ ایک حویلی ہے اس میں میری بیوی والدہ محمود اور ایک عورت بیٹھی ہے۔ تب میں نے ایک مشک سفید رنگ میں پانی بھرا ہے اور اس مشک کو اُٹھا کر لایا ہوں اور وہ پانی لاکر ایک اپنے گھڑے میں ڈال دیا ہے۔ میں پانی کو ڈال چکا تھا کہ وہ عورت جو بیٹھی ہوئی تھی یکایک سُرخ اور خوشنما رنگ لباس پہنے ہوئے میرے پاس آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جوان عورت ہے۔ پیروں سے سر تک سُرخ لباس پہنے ہوئے شاید جالی کا کپڑا ہے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ وہی عورت ہے جس کے لئے استخارہ دئے تھے لیکن اس کی صورت میری بیوی کی صورت معلوم ہوئی۔ مگر اس لئے کہا یا دل میں کہا کہ میں آگئی ہوں میں نے کہا یا اللہ آجاوے اور پھر وہ عورت مجھ سے بغلگیر ہوئی۔ اس کے بغلگیر ہوتے ہی میری آنکھ کھل گئی۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

اس سے دو چار روز پہلے خواب میں دیکھا تھا کہ روشن بی بی میرے دالان کے دروازہ پر آکھڑی ہوئی ہے اور میں دالان کے اندر بیٹھا ہوں۔ تب میں نے کہا کہ آ روشن بی بی! اندر آجا۔"

(چشمہ معرفت یادداشتیں صفحہ ۳۳ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

ماہ اگست ۱۸۹۲ء "مجھے تین چار روز ہوئے ایک متوحش[1] خواب آئی تھی جس کی یہ تعبیر تھی کہ ہمارے ایک دوست پر دشمن نے حملہ کیا ہے اور کچھ ضرر پہنچا ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ دشمن کا بھی کام تمام ہو گیا۔"

(مکتوب بنام حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل مورخہ ۲۶ اگست ۱۸۹۲ء مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۹۲)

---

[1] (نوٹ از مرتب) یہ متوحش خواب حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے متعلق تھی اور اس میں ایک دوست سے مراد بھی آپ ہی ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ اسی مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:-

"کل کی ڈاک میں آں مکرم کا خط نامہ پہنچ کر موجب بشارت اس کے پڑھنے سے ایک حیرت دل پر طاری ہوئی مگر ساتھ ہی دل پھر تحمل گیا۔ یہ خداوند کریم کی طرف سے ایک ابتلاء ہے۔ انشاء اللہ تقدیر کوئی خوف کی جگہ نہیں ..... مجھے معلوم نہیں کہ ایسا پُر اشتعال حکم کس اشتعال کی وجہ سے دیا گیا۔ کیا بدقسمت وہ ریاست ہے جس سے ایسے مبارک قدم بیک بخت اور بے تقریب نکالے جاتے ہیں اور معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔"

(مکتوب مذکور۔ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم نمبر ۲ صفحہ ۱۲۱ تا ۱۲۳)

حضرت مولانا یعقوب علی صاحب عرفانیؓ اس پُر اشتعال حکم کے سبب پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضرت حکیم الامت اور مولوی محمد علی پشتی مرحوم پر یک سیاسی الزام آپ کے دشمنوں نے لگایا تھا۔ راجہ امر سنگھ صاحب کو حضرت حکیم الامت سے بہت محبت تھی اور وہ آپ کی عملی زندگی اور صداقت پسندی کا عاشق تھا اور وہ ایک مدبر اور صائب الرائے نوجوان تھا وہ سیاسی

۸۴۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خواجہ عبدالرحمٰن صاحب متوطن کشمیر نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گھر میں جب رفع حاجت کے لئے پاخانہ میں جاتے تھے تو پانی کا لوٹا لازماً ساتھ لے جاتے تھے اور اندر طہارت کرنے کے علاوہ پاخانہ سے باہر آکر بھی ہاتھ صاف کرتے تھے خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا طریق تھا کہ طہارت سے فارغ ہو کر ایک دفعہ صابن پانی سے ہاتھ دھوتے تھے۔ اور پھر مٹی مل کر دوبارہ صاف کرتے تھے۔

۸۴۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک شخص پیر سنگھ ریاست جموں کے تھے۔ وہ قادیان آکر مسلمان ہو گئے۔ نام ان کا شیخ عبدالعزیز رکھا گیا۔ ان کو لوگ اکثر کہتے تھے کہ ختنہ کرالو۔ وہ بچپن سے چونکہ بڑی عمر کے ہو گئے تھے۔ اس لئے ہچکچاتے تھے۔ اور تکلیف سے بھی ڈرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ذکر کیا گیا۔ کہ آیا ختنہ مردوں ہے فرمایا بڑی عمر کے آدمی کے لئے ستر عورت فرض ہے مگر ختنہ صرف سنت ہے۔ اس لئے ان کے لئے ضروری نہیں کہ ختنہ کروائیں۔

۸۴۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کے خادم میاں جمال مرحوم کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہوا جسے میں نے غیر روایت سنی تو بہت تعجب ہوا۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔ پھر بعد فکر کرنے کے اور طبی طور پر اس مسئلہ پر غور کرنے کے میں اس نتیجہ پر پہونچا۔ کہ احتلام تین قسم کا ہوتا ہے ایک فطرتی۔ دوسرا شیطانی خواہشات اور خیالات کا نتیجہ اور تیسرا مرض کی وجہ سے۔ انبیاء کو فطرتی اور بیماری والا احتلام ہو سکتا ہے۔ مگر شیطانی نہیں ہوتا۔ لوگوں نے سب قسم کے احتلام کو شیطانی سمجھ رکھا ہے جو غلط ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر صاحب مکرم کا یہ خیال درست ہے کہ انبیاء کو بھی بعض اقسام کا احتلام ہو سکتا ہے اور میرا ہمیشہ سے یہی خیال رہا ہے۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ جب میں نے بچپن میں اس حدیث کو پڑھا تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا۔ تو اس وقت بھی میں نے دل میں یہی کہا تھا کہ اس سے شیطانی تقاضا والا احتلام مراد ہے نہ کہ ہر قسم کا احتلام۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر صاحب نے جو فطرتی احتلام اور بیماری کے احتلام کی اصطلاح لکھی ہے یہ غالباً ایک ہی قسم ہے جس میں فرق

Back

یہ حوالہ صفحہ 134 پر درج ہے

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 242 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی

پورا زور لگایا اسپر گمان یہ ہے دیکھا کہ وہی شیر میرے اوپر کود کر حملہ آور ہوا ہے اسوقت اپنے بیخود ہو کر چیخ ماری اور وہاں سے بھاگ اٹھا۔ حضرت خلیفہ ثانی بیان فرماتے تھے کہ وہ شخص پھر حضرت صاحب کا بہت معتقد ہو گیا تھا اور ہمیشہ جب تک زندہ رہا آپ سے خط و کتابت رکھتا تھا۔

(۷۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ منشی محمد اروڑا صاحب مرحوم کپورتھلوی حضرت مسیح موعودؑ کے ذکر پر کہا کرتے تھے کہ ہم تو آپ کے منہ کے ہوکے تھے۔ یہ تھے ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ دیکھنے سے اپنے ہوجاتے تھے [illegible] ہے کہ منشی صاحب مرحوم پرانے مخلصین میں سے تھے۔ [illegible] موعود میں ان کا نام صحابہ رضوان میں شمار ہونا چاہیے۔

(۷۸) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کسی سفر سے سٹیشن پر پہنچے تو ابھی گاڑی آنے میں دیر تھی آپ بیوی صاحبہ کے ساتھ سٹیشن کے پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگ گئے۔ یہ دیکھکر مولوی عبدالکریم صاحب جنکی طبیعت غیور اور جوشیلی تھی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ بہت لوگ اور پھر غیر لوگ اوہر اُدہر پھرتے ہیں آپ حضرت صاحب سے عرض کریں کہ بیوی صاحبہ کو کہیں الگ بٹھا دیا جاوے مولوی صاحب فرماتے تھے کہ میں نے کہا میں تو نہیں کہتا آپ کہکر دیکھ لیں۔ ناچار مولوی عبدالکریم صاحب خود حضرت صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ حضور لوگ بہت ہیں بیوی صاحبہ کو الگ ایک جگہ بٹھا دیں۔ حضرت صاحب نے فرمایا جاؤ جی میں ایسے پردے کا قائل نہیں ہوں۔ مولوی صاحب فرماتے تھے کہ اس کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب سر نیچے ڈالے میری طرف آئے میں نے کہا مولوی صاحب! جواب آیا؟

(۷۸) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جن دنوں میں ہمارا چھوٹا بھائی مبارک احمد بیمار تھا ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول کو اسکے دیکھنے کے لئے گھر میں بلایا۔ اسوقت آپ صحن میں ایک چارپائی پر تشریف رکھتے تھے اور صحن میں کوئی فرش وغیرہ نہیں تھا۔ مولوی صاحب آئے تو آپکی

خاکسار عرض کرتا ہے کہ پیر کا مرید کی نذر رد کرنا مرید کے لئے موت سے بڑھکر ہوتا ہے اس لئے بسا اوقات اس کے کہ کسی پر کوئی خاص ناراضگی ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سب کی نذر قبول فرما لیتے تھے اور سب کے لئے دعا کرتے تھے اور ہر ایک کو اپنے اپنے رنگ میں دعا فائدہ پہونچاتی تھی۔ کسی کو فتح کے رنگ میں اور کسی کو اور رنگ میں۔

۷۸۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مائی رسول بی بی صاحبہ بیوہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم نے راقم مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ مولوی فاضل سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں میں اور اہلیہ بابو شاہ دین رات کو پہرہ دیتی تھیں۔ اور حضرت صاحب نے فرمایا ہوا تھا کہ اگر میں سونے میں کوئی بات کیا کروں تو مجھے جگا دینا۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں نے آپ کی زبان پر کوئی الفاظ جاری ہوتے سُنے اور آپ کو جگا دیا۔ اس وقت رات کے بارہ بجے تھے۔ ان ایام میں عام طور پر پہرہ پر مائی مجو منشیانی اہلیہ منشی محمد دین گوجرانوالہ اور اہلیہ بابو شاہ دین ہوتی تھیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی رسول بی بی صاحبہ میری رضاعی ماں ہیں اور حافظ حامد علی صاحب مرحوم کی بیوہ ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے خادم تھے۔ مولوی عبدالرحمٰن صاحب ان کے داماد ہیں۔

۷۸۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب میں قادیان میں تھا اور اُوپر سے رمضان شریف آگیا۔ تو میں نے گھر آنے کا ارادہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ نہیں سارا رمضان یہیں رہیں۔ میں نے عرض کی۔ حضور ایک شرط ہے کہ حضور کے سامنے کا جو کھانا ہو۔ وہ میرے لئے آجایا کرے۔ آپ نے فرمایا۔ بہت اچھا۔ چنانچہ دونوں وقت حضور برابر اپنے سامنے کا کھانا مجھے بھجواتے رہے۔ دوسرے لوگوں کو بھی یہ خبر تھی اور وہ مجھ سے چھین لیتے تھے یہ کھانا بہت سا ہوتا تھا۔ کیونکہ حضور بہت کم کھاتے تھے۔ اور بیشتر حصہ سامنے سے اسی طرح اٹھکر آجاتا تھا۔

۷۸۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کبھی کبھی دل کی تکلیف ہو جاتی تھی۔ جو بعض اوقات اچانک پیدا ہو جاتی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب گھر میں ایک چارپائی کو کھینچکر ایک طرف کرنے لگے۔ تو اس وقت آپ کو اچانک چکر آگیا

نہیں ہوسکتا۔ اس کے سوا آپ نے اُسے کچھ نہیں کہا۔

۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم گھر کی چند لڑکیاں تربوز کھا رہی تھیں۔ اس کا ایک چھلکا مائی تابی کو جا لگا جس پر مائی تابی بہت ناراض ہوئی۔ اور ناراضگی میں بددعائیں دینی شروع کر دیں۔ اور پھر خود ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جا کر شکایت بھی کر دی۔ اس پر حضرت صاحب نے ہمیں بلایا اور پوچھا کہ کیا بات ہوئی ہے۔ ہم نے سارا واقعہ سُنا دیا جس پر آپ مائی تابی پر ناراض ہوئے کہ تم نے میری اولاد کے متعلق بددعا کی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی تابی قادیان کے قریب کی ایک بوڑھی عورت تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں رہتی تھی اور اچھا اخلاص رکھتی تھی۔ مگر ناراضگی میں عموماً بددعائیں دینے لگتی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے گھر سے خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب پشاوری کی لڑکی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے صحابی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مولوی صاحب موصوف کو خلافت ثانیہ کے موقعہ پر ٹھوکر لگی۔ اور وہ غیر مبایعین کے گروہ میں شامل ہو گئے۔ لیکن الحمدللہ کہ میرے گھر سے بدستور جماعت میں شامل ہیں اور وابستگانِ خلافت میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے والد ماجد کو بھی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

۸۴۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مائی امیر بی بی عرف مائی کاکو ہمشیرہ میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیشتر طور پر عورتوں کو یہ نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ نماز باقاعدہ پڑھیں۔ قرآن شریف کا ترجمہ سیکھیں اور خاوندوں کے حقوق کو ادا کریں جب کبھی کوئی عورت بیعت کرنی تو آپ عموماً یہ پوچھا کرتے تھے کہ تم قرآن شریف پڑھی ہوئی ہو یا نہیں۔ اگر وہ نہ پڑھی ہوئی ہوتی تو نصیحت فرماتے تھے کہ قرآن شریف پڑھنا سیکھو۔ اور اگر صرف ناظرہ پڑھی ہوتی۔ تو فرماتے کہ ترجمہ بھی سیکھو۔ تاکہ قرآن شریف کے احکام سے اطلاع ہو۔ اور ان پر عمل کرنے کی توفیق ملے۔

۸۵۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے سامنے میاں عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھوانی کی بیوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کچھ تازہ مکھیاں

نہیں ہوسکتا۔ اس کے سوا آپ نے اُسے کچھ نہیں کہا۔

۸۴۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میرے گھر سے یعنی والدہ عزیز مظفر احمد نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ہم گھر کی چند لڑکیاں تربوز کھا رہی تھیں اس کا ایک چھلکا مائی تابی کو جا لگا جس پر مائی تابی بہت ناراض ہوئی۔ اور ناراضگی میں بددعائیں دینی شروع کر دیں۔ اور پھر خود ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جا کر شکایت بھی کر دی۔ اس پر حضرت صاحب نے ہمیں بلایا اور پوچھا کہ کیا بات ہوئی ہے۔ ہم نے سارا واقعہ سُنا دیا جس پر آپ مائی تابی پر ناراض ہوئے کہ تم نے میری اولاد کے متعلق بددعا کی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی تابی قادیان کے قریب کی ایک بوڑھی عورت تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر میں رہتی تھی اور اچھا اخلاص رکھتی تھی۔ مگر ناراضگی میں عادتاً بددعائیں دینے لگتی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میرے گھر سے خان بہادر مولوی غلام حسن صاحب پشاوری کی لڑکی ہیں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے صحابی ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ مولوی صاحب موصوف کو خلافت ثانیہ کے موقعہ پر ٹھوکر لگی۔ اور وہ غیر مبایعین کے گروہ میں شامل ہو گئے۔ لیکن الحمد للہ کہ میرے گھر سے بدستور جماعت میں شامل ہیں اور وابستگانِ خلافت میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے والد ماجد کو بھی ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین۔

۸۴۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مائی امیر بی بی عرف مائی کاکو ہشیار پور میاں امام الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیشتر طور پر عورتوں کو نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ نماز باقاعدہ پڑھیں۔ قرآن شریف کا ترجمہ سیکھیں اور خاوندوں کے حقوق کو ادا کریں جب کبھی کوئی عورت بیعت کرتی تو آپ عموماً یہ پوچھا کرتے تھے کہ تم قرآن شریف پڑھی ہوئی ہو یا نہیں۔ اگر وہ نہ پڑھی ہوئی ہوتی تو نصیحت فرماتے تھے کہ قرآن شریف پڑھنا سیکھو۔ اور اگر صرف ناظرہ پڑھی ہوتی۔ تو فرماتے کہ ترجمہ بھی سیکھو۔ تاکہ قرآن شریف کے احکام سے اطلاع ہو۔ اور ان پر عمل کرنے کی توفیق ملے۔

۸۵۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے سامنے میاں عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھواں کی بیوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے کچھ تازہ جلیبیاں

لائی حضرت صاحب نے ان میں سے ایک چلیسی اٹھا کر منہ میں ڈالی۔ اس وقت ایک راولپنڈی کی عورت پاس بیٹھی تھی۔ اس نے گھبرا کر حضرت صاحب سے کہا۔ حضرت یہ تو ہندو کی بنی ہوئی ہیں۔ حضرت صاحب نے کہا۔ تو پھر کیا ہے۔ ہم جو سبزی کھاتے ہیں۔ وہ گوبر اور پاخانہ کی کھاد سے تیار ہوتی ہے۔ اور اسی طرح بعض اور مثالیں دے کر اُسے سمجھایا۔

۸۵۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میرے بھائی خیروین کی بیوی نے مجھ سے کہا کہ شام کا وقت گھر میں بڑے کام کا وقت ہوتا ہے اور مغرب کی نماز عموماً قضا ہو جاتی ہے۔ تم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کرو کہ ہم کیا کیا کریں۔ میں نے حضرت صاحب سے دریافت کیا۔ کہ گھر میں کھانے وغیرہ کے انتظام میں مغرب کی نماز قضا ہو جاتی ہے۔ اس کے متعلق کیا حکم ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ اور فرمایا کہ صبح اور شام کا وقت خاص طور پر برکات کے نزول کا وقت ہوتا ہے۔ اور اس وقت فرشتوں کا پہرہ بدلتا ہے۔ ایسے وقت کی برکات سے اپنے آپ کو محروم نہیں کرنا چاہیئے۔ ہاں کبھی مجبوری ہو تو عشاء کی نماز سے ملا کر مغرب کی نماز جمع کی جا سکتی ہے۔ مائی کاکو نے بیان کیا کہ اس وقت سے ہمارے گھر میں کسی نے مغرب کی نماز قضا نہیں کی اور ہمارے گھروں میں یہ طریق عام طور پر رائج ہو گیا ہے کہ شام کا کھانا مغرب سے پہلے ہی کھا لیتے ہیں تاکہ مغرب کی نماز کو صحیح وقت پر ادا کر سکیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مائی کاکو نے جو قضا کا لفظ استعمال کیا ہے یہ عرف عام میں غلط طور پر استعمال ہونے لگا ہے۔ ورنہ اس کے اصلی معنے پورا کرنے ادا کرنے کے ہیں نہ کہ کھونے اور ضائع کرنے کے۔ مجھے اس کا اس لئے خیال آیا کہ مجھے یاد ہے کہ حضرت صاحب نے بھی ایک جگہ اس لفظ کے غلط استعمال کے متعلق ذکر کیا ہے۔

۸۵۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مائی کاکو نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے جماعت میں بکروں کی قربانی کا حکم دیا تھا۔ تو ہم نے بھی اس ارشاد کی تعمیل میں بکرے قربان (صدقہ) کروائے تھے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد میں نے خواب دیکھا۔ کہ ایک بڑا بھاری جلوس آ رہا ہے اور اس جلوس کے آگے کوئی شخص رتھ میں سوار ہو کر چلا آ رہا ہے۔ جس کے ارد گرد پردے پڑے ہوئے ہیں اور لوگوں میں شور ہے کہ محمد مسلم آ گئے محمد مسلم آ گئے۔ میں نے آگے بڑھ کر رتھ کا

جو تم میرے بیٹے ہو گئے تو ناول نہیں پڑھو گے۔"

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھے یہ واقعہ یاد نہیں۔ مگر اس روایت سے مجھے ایک خاص سرور حاصل ہوا ہے کیونکہ میں بچپن سے محسوس کرتا آیا ہوں کہ مجھے ناول خوانی کی طرف کبھی توجہ نہیں ہوئی۔ نہ بچپن میں نہ جوانی میں اور نہ اب۔ بلکہ ہمیشہ اس کی طرف سے بے رغبتی رہی ہے حالانکہ اکثر نوجوانوں کو اس میں کافی شغف ہوتا ہے اور خاندان میں بھی بعض افراد کبھی کبھی ناول پڑھتے رہے ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت حضرت صاحب نے کسی کو ناول پڑھتے دیکھا ہوگا۔ یا کسی اور وجہ سے ادھر توجہ ہوئی ہوگی جس پر بطریق انتباہ مجھے یہ نصیحت فرمائی۔ اور الحمد للہ میں حضرت صاحب کی توجہ سے خدا کے فضل کے ساتھ اس لغو فعل سے محفوظ رہا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت ام المومنین نے ایک دن سنایا کہ حضرت صاحب کے ہاں ایک بوڑھی ملازمہ سماۃ بھانو تھی۔ وہ ایک رات جبکہ خوب سردی پڑ رہی تھی۔ حضور کو دبانے بیٹھی۔ چونکہ وہ لحاف کے اوپر سے دباتی تھی۔ اس لئے اُسے یہ پتہ نہ لگا کہ جس چیز کو میں دبا رہی ہوں۔ وہ حضور کی ٹانگیں نہیں ہیں بلکہ پلنگ کی پٹی ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا۔ بھانو آج بڑی سردی ہے۔ بھانو کہنے لگی: "ہاں جی تتے تے تہاڈی لتاں لکڑی دانگر ہویاں ہویاں ایں" یعنی جی ہاں جبھی تو آج آپ کی لاتیں لکڑی کی طرح سخت ہو رہی ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب نے جو بھانو کو سردی کی طرف توجہ دلائی تو اس میں بھی غالباً یہ جتانا مقصود تھا کہ آج شاید سردی کی شدت کی وجہ سے تمہاری جس کمزور ہو رہی ہے اور تمہیں پتہ نہیں لگا کہ کس چیز کو دبا رہی ہو۔ مگر اس نے سامنے سے اور ہی لطیفہ کر دیا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ بھانو مذکورہ قادیان کے ایک قریب کے گاؤں بسراکی رہنے والی تھی۔ اور اپنے ماحول کے لحاظ سے اچھی مخلصہ اور دیندار تھی۔

۱۱۹۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قریباً ۱۸۹۵ء یا ۱۸۹۶ء کا واقعہ ہے کہ کہیں سے ایک بہت بڑا لوہے چینی کا پیالہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس آیا جس کی بڑائی کی وجہ سے معلوم نہیں اہل بیت نے یا خود حضرت صاحب نے اس کا نام

Back

کس خیال میں پھر رہے تھے۔ ورنہ حضور کو اکیلے پھرتے لدھیانہ میں نہ دیکھا تھا۔ اور خاکسار بھی اسی خیال سے سامنے نہ ہوا کہ شاید کوئی بھید ہوگا۔ پھر اسی لدھیانہ میں خاکسار نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ جب حضرت اقدس علیہ السلام دہلی سے واپس لدھیانہ تشریف لائے۔ تو حضور کی زیارت کے لئے اس قدر اسٹیشن پر ہجوم ہو گیا تھا کہ بڑے بڑے معزز لوگ آدمیوں کی کثرت اور دھکا پیل سے زمین پر گر گئے تھے اور پولیس والے بھی عاجز آ گئے تھے گرد و غبار آسمان کو جا رہا تھا۔ اور حضور اقدس علیہ السلام نے بھی بڑی محبت سے لوگوں کو فرمایا کہ ہم تو یہاں چوبیس گھنٹے ٹھہریں گے۔ ملنے والے وہاں قیامگاہ پر آ جائیں۔ ایک وقت اکیلے یہاں پھرتے دیکھا اور پھر یہ بھی دیکھا کہ اس قدر ہجوم آپ کی زیارت کے لئے جمع ہو گیا تھا۔

اس موخر الذکر سفر میں حضور علیہ السلام نے لدھیانہ میں ایک لیکچر دیا جس میں ہندو عیسائی مسلمان اور بڑے بڑے معزز لوگ موجود تھے۔ تین گھنٹے حضور اقدس نے تقریر فرمائی۔ حالانکہ بوجہ سفر دہلی کچھ طبیعت بھی درست نہ تھی۔ رمضان کا مہینہ تھا۔ اس لئے حضور اقدس نے بوجہ سفر روزہ نہ رکھا تھا۔ اب حضور اقدس نے تین گھنٹہ تقریر جو فرمائی تو طبیعت پر منعف سا طاری ہوا مولوی محمد احسن صاحب نے اپنے ہاتھ سے دودھ پلایا۔ جس پر نادان مسلمانوں نے اعتراض کیا کہ مرزا رمضان میں دودھ پیتا ہے۔ اور شور کرنا چاہا۔ لیکن چونکہ پولیس کا انتظام اچھا تھا۔ فوراً یہ شور کرنے والے مسلمان وہاں سے نکال دیئے گئے۔ اس موقعہ پر یہاں پر تین تقاریر ہوئیں۔ اوّل مولوی محمد احسن صاحب کی دوسرے حضرت مولوی نورالدین صاحب کی۔ تیسرے حضور اقدس علیہ السلام کی پھر یہاں سے حضور امرتسر تشریف لے گئے۔ وہاں سنا ہے کہ مخالفوں کی طرف سے سنگباری بھی ہوئی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بازار میں اکیلے پھرنے کی بات تو خیر ہوئی مگر مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ حضور بازار کے اندر عرف عام میں پھر رہے تھے۔ اور جبہ پر کوٹ نہیں تھا۔ کیونکہ حضرت صاحب کا طریق تھا کہ گھر سے باہر ہمیشہ کوٹ پہنکر نکلتے تھے۔ پس اگر میر صاحب کو کوئی غلطی نہیں لگی تو اس وقت کوئی خاص بات ہوگی یا جلدی میں کسی کام کی وجہ سے نکل آئے ہوں گے۔ یا کوٹ کا خیال نہیں آیا ہوگا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ مجھ سے میری لڑکی زینب بیگم نے بیان کیا کہ کہ تین ماہ کے قریب حضرت اقدس علیہ السلام کی خدمت

میں رہی ہوں۔ گرمیوں میں پنکھا وغیرہ اور اسی طرح کی خدمت کرتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ نصف رات یا اس سے زیادہ مجھکو پنکھا ہلاتے گذر جاتی تھی۔ مجھکو اس اثنا میں کسی قسم کی تھکان و تکلیف محسوس نہیں ہوتی تھی۔ بلکہ خوشی سے دل بھر جاتا تھا۔ دُو دفعہ ایسا موقعہ آیا کہ عشاء کی نماز سے لے کر صبح کی اذان تک مجھے ساری رات خدمت کرنے کا موقعہ ملا۔ پھر بھی اس حالت میں مجھکو نہ نیند، غنودگی اور نہ تھکان معلوم ہوئی۔ بلکہ خوشی اور سرور پیدا ہوتا تھا۔ اسی طرح جب مبارک احمد صاحب بیمار ہوئے۔ تو مجھکو ان کی خدمت کے لئے بھی اسی طرح کئی راتیں گذارنی پڑیں۔ تو حضور نے فرمایا کہ ؤنجب اس قدر خدمت کرتی ہے کہ ہمیں اس سے شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ اور آپ کئی دفعہ اپنا تبرک مجھے دیا کرتے تھے۔

۹۱۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خلیفۃ اول کے درس میں جب آیت وما ابرئ نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی۔ ان ربی غفور رحیم آیا کرتی۔ تو آپ کہا کرتے تھے کہ یہ عزیز مصر کی بیوی کا قول ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کے سامنے بھی یہ بات کسی دوست نے پیش کر دی۔ کہ مولوی صاحب اسے العزیز کا قول کہتے ہیں۔ حضرت صاحب فرمانے لگے۔ کیا کسی کافر یا بدکار عورت کے منہ سے بھی ایسی معرفت کی بات نکل سکتی ہے۔ اس فقرہ کا تو لفظ لفظ کمال معرفت پر دلالت کرتا ہے۔ یہ تو سوائے نبی کے کسی کا کلام نہیں ہو سکتا۔ یہ عجز اور اعتراف کمزوری کا اور اللہ تعالےٰ پر توکل اور اس کی صفات کا ذکر یہ انبیاء ہی کی شان ہے۔ آیت کا مضمون ہی بتا رہا ہے۔ کہ یوسف کے سوا اور کوئی اسے نہیں کہہ سکتا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس واقعہ کا ذکر روایت ۲۰۲ میں بھی آچکا ہے۔

۹۱۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ کسی تکلیف کے علاج کے لئے اس عاجز کو یہ حکم دیا۔ کہ ڈاکٹر محمد حسین صاحب لاہوری ساکن بھاٹی دروازہ سے (جو مدت ہوئے فوت ہو چکے ہیں) نسخہ لکھوا کر لاؤ۔ اور اپنا حال بھی لکھدیا۔ اور بتا بھی دیا۔ چنانچہ میں ڈاکٹر صاحب موصوف کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان سے نسخہ لا کر حضرت صاحب کو دیا۔ ڈاکٹر صاحب سے معلوم ہوا۔ کہ حضرت صاحب ان سے پہلے

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 272، 273 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 137 پر درج ہے

چارپائیوں پر مفتی محمد صادق صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ایک بوری نیچے پڑی ہوئی تھی۔ اس پر میں دو چارآدمیوں سمیت بیٹھا ہوا تھا۔ میرے پاس مولوی عبدالستار خان صاحب بزرگ بھی تھے۔ حضرت صاحب کھڑے تقریر فرما رہے تھے کہ اچانک حضور کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا۔ کہ ڈاکٹر صاحب آپ میرے پاس چارپائی پر آکر بیٹھ جائیں۔ مجھے شرم محسوس ہوئی۔ کہ میں حضور کے ساتھ برابر ہو کر بیٹھوں۔ حضور نے دوبارہ فرمایا کہ شاہ صاحب آپ میرے پاس چارپائی پر آجائیں۔ میں نے عرض کی کہ حضور میں یہیں اچھا ہوں۔ تیسری بار حضور نے خاص طور پر فرمایا کہ آپ میری چارپائی پر آکر بیٹھ جائیں۔ کیونکہ آپ سید ہیں اور آپ کا احترام ہم کو منظور ہے۔ حضور کے اس ارشاد سے مجھے بہت فرحت ہوئی۔ اور میں اپنے سید ہونے کے متعلق حق الیقین تک پہونچنے کے لئے جو آسمانی شہادت چاہتا تھا۔ وہ مجھے مل گئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کو تو اپنے سید ہونے کا ثبوت ملنے پر فرحت ہوئی اور مجھے اس بات سے فرحت ہوئی ہے کہ چودہ سو سال گذر جانے پر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلعم کی اولاد کا کس قدر پاس تھا۔ اور یہ پاس علم تو ہمانہ رنگ میں نہیں تھا۔ بلکہ بصیرت اور محبت پر مبنی تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میری لڑکی زینب بیگم نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضور علیہ السلام سیالکوٹ تشریف لے گئے تھے۔ تو میں رعیہ سے ان کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ ان ایام میں مجھے مراق کا سخت دورہ تھا۔ میں شرم کے مارے آپ سے عرض نہ کر سکتی تھی۔ مگر میرا دل چاہتا تھا کہ میری بیماری سے کسی طرح حضور کو علم ہو جائے تاکہ میرے لئے حضور دعا فرمائیں۔ میں حضور کی خدمت کر رہی تھی کہ حضور نے اپنے انکشاف اور صفائی قلب سے خود معلوم کر کے فرمایا۔ زینب تم کو مراق کی بیماری ہے ہم دعا کریں گے۔ تم کچھ ورزش کیا کرو۔ اور پیدل چلا کرو۔ مگر میں ایک قدم بھی پیدل نہ چل سکتی تھی۔ اگر دو چار قدم چلتی بھی۔ تو دورہ مراق و خفقان بہت تیز ہو جاتا تھا۔ میں نے اپنے مکان پر جانے کے لئے جو حضور کے مکان سے قریباً ایک میل دور تھا۔ تانگے کی تلاش کی۔ مگر نہ ملا۔ اس لئے مجبوراً مجھکو پیدل جانا پڑا۔ مجھکو یہ پیدل چلنا سخت مصیبت اور ہلاکت معلوم ہوتی

جب سُنا تو حضرت خلیفہ اول کو تاکید اکہلا بھیجا۔ کہ اسے فوراً رخصت کر دیں۔ چنانچہ مولوی صاحب نے اُسے کچھ دے دلا کر رخصت کر دیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں مکڑی کے شہتیر ہوتے تھے۔ جن سے یہ غلط ہوتا تھا۔ کہ اگر شہتیر ٹوٹے تو ساری چھت گر جائے گی۔ مگر آجکل لوہے کے گرڈر نکل آئے ہیں۔ جو بہت محفوظ ہوتے ہیں۔

۶۸۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب ارکان اسلام میں سب سے زیادہ نماز پر زور دیتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ نمازیں سنوار کر پڑھا کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ سنوار کر پڑھنے سے یہ مراد ہے کہ دل لگا کر پوری توجہ کے ساتھ ادا کی جاوے۔ اور نماز میں خشوع خضوع پیدا کیا جائے۔ اور اس میں کیا شبہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز میں ایسی کیفیت پیدا کر لے۔ تو وہ گویا ایک مضبوط قلعہ میں آجاتا ہے۔

۶۸۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ڈاکٹر نور محمد صاحب لاہوری کی ایک بیوی ڈاکٹرنی کے نام سے مشہور تھی۔ وہ دونوں قادیان آکر حضور کے مکان میں رہے اور حضور کی خدمت کرتی تھی۔ اس بیچاری کو سل کی بیماری تھی۔ جب وہ فوت ہوگئی۔ تو اس کا ایک دوپٹہ حضرت صاحب نے دعا کے لئے یاد دہانی کے لئے بیت الدعا کی کھڑکی کی ایک آہنی سلاخ سے بندھوا دیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ ڈاکٹرنی مرحومہ بہت مخلصہ تھی اور اس کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کا اخلاص بھی ترقی کر گیا تھا۔

۶۸۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ قریباً ۱۹۰۱ء تک گول کمرہ ہی مہمانخانہ ہوتا تھا۔ پھر اس میں پریس آگیا جب یہاں مہمانخانہ تھا تو یہیں کھانا وغیرہ کھلایا جاتا تھا۔ اور کاتب بھی اسی جگہ مسودات کی کاپیاں لکھا کرتا تھا۔ اور حضرت صاحب کا ملاقات کا کمرہ بھی یہی تھا۔ ان دنوں میں مہمان بھی کم ہوا کرتے تھے۔ ۱۹۰۳ء میں حضرت والد صاحب یعنی میر ناصر نواب صاحب پنشن لیکر قادیان آگئے۔ اور چونکہ اس وقت پریس اور مہمانوں کے لئے فصیل قصبہ کے قریب مکانات بن چکے تھے۔ اس لئے میر صاحب گول کمرہ میں رہنے لگے۔ اور انہوں نے اس کے آگے دیوار

۲۵۶

مے آیند و اشک حسرت ریزے شود ؎

کمن تکیہ بر عمر ناپائدار مباش ایمن از بازی روزگار

و نیز ایں دو مصرع ثانی از دیوان فرخ قادیانی نمک پاش جراحت دل میشود ؎

بفلک کوہ دل مبند آسیواں کہ وقت اجل میرسد ناگہاں

لہذا مے خواہم کہ بقیہ عمر در گوشۂ تنہائی نشینم و دامن از صحبت مردم بچینم و بیاد و سجادہ مشغول شوم عمر گذشتہ را عذرے و دقائق را تدارکے شود ؎

عمر گذشت و زندانست جوانے چند بہ کہ در یاد کسے صبح کنم شامے چند

کہ دنیا را اساسے محکم نیست و زندگی را اعتبارے نے والسلام من اتبع الھدیٰ علیہ والسلام۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جس شخص صاحب سے دریافت کیا تھا کہ آپ نے یہ روایت کہاں سے لی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ مرزا سلطان احمد صاحب نے مجھے چند پرانے کاغذات دیئے تھے جن میں سے حضرت کی یہ تحریر نکلی تھی لیکن خاکسار کی رائے میں اگر حضرت صاحب کی صرف تحریر ملی ہو تو اس سے استدلال ضروری نہیں ہوتا کہ آپ نے خط اپنی والدہ صاحب کے پیش بھی کیا تھا بلکہ خط کے نیچے دستخط اور تاریخ کا نہ ہونا اس شبہ کو قوی کرتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت صاحب کی دائی سکھاں لاڈو تھا۔ اور وہ ہمارے نانا کی برادری سکنہ قادیان کی ماں تھی جب میں نے اسے دیکھا تھا تو بہت بوڑھی ہو چکی تھی۔ مرزا سلطان احمد بلکہ عزیز احمد کو بھی اسی نے جنایا تھا۔ ایک دفعہ حضرت صاحب نے اس سے اپنی پیدائش کے متعلق کچھ شہادت بھی لی تھی۔ اپنے فن میں ماہر ہوشیار عورت تھی چنانچہ ایک دفعہ یہاں کسی عورت کے بچہ پھنس گیا اور پیدا نہ ہوتا تھا تو حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ لاڈو کو بلاؤ کسی وہ بہت ہوشیار ہے چنانچہ اسے بلایا گیا تو اللہ کے فضل سے بچہ آسانی سے پیدا ہو گیا۔ مگر والدہ صاحبہ کہتی تھیں کہ تم میں سے کسی کی پیدائش کے وقت اسے نہیں بلایا گیا۔ کیونکہ بعض وجوہات سے اس پر کوشبہ پیدا ہو گیا تھا۔ نیز والدہ صاحبہ نے بیان کیا کہ عزیز احمد کی پیدائش کے وقت جب لاڈو آئی۔ تو ان دنوں میں بے خوابی کی مرض تھی چنانچہ اس سے عزیز احمد کو خارش ہو گئی۔ اور پھر آہستہ آہستہ تمہارے سایہ کے گھر میں اکثر لوگوں کو خارش ہو گئی۔ اور آس پاس دھرے ہمارے گھر میں بھی خارش کا اثر پہنچا چنانچہ حضرت صاحب

سیرت المہدی جلد اوّل از مرزا بشیر احمد صفحہ 256

یہ حوالہ صفحہ 138 پر درج ہے

Back

الفضل

روزنامہ

قادیان

THE DAILY

ALFAZL, QADIAN

جلد ۲۶ | مورخہ ۵ رجب ۱۳۵۷ھ | یوم چہارشنبہ | مطابق ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء | نمبر ۲۰۰

مدینۃ المسیح

[illegible]

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اولیاء اللہ کے دشمنوں کے پاس صرف لفظی و زبانی قیل و قال رہ جاتی ہے

[illegible]

[illegible]

روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ 31 اگست 1938ء

یہ حوالہ صفحہ 139 پر درج ہے

Back

اور جس وجہ وہ صادق غلط قرار دے رہے ہیں۔ اس نے آپ ہی آپ ایک بات قرآن کریم میں کہہ دی۔ حالانکہ اسے چاہئے تھا۔ وہ پہلے ان سے الفاظ سے مفہوم لیتا اور پوچھتا کہ صادق کون ہوتا ہے۔ پھر جو تعریف بتاتے اسے قرآن میں نازل کرتا۔ لیکن اس قدر اعتراضات کرنے کے باوجود ہر شخص میں بڑا، خلاص بھی ظاہر کیا ہوا ہوتے۔ اور لکھا ہوتا ہے۔ بھسلسلہ کے خلاف ہیں۔ مگر

اس کی سلسلہ سے محبت کا اندازہ

اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ ایک خط میں جس کے متعلق اس نے تسلیم کیا ہے کہ وہ اس کا لکھا ہوا ہے۔ اس پر یہ تحریر کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے ایام میں سیالکوٹ کے ایک زمیندار دوست سے میرے ہاتھ پر چوٹی رکھ دی تھی یاد ہے۔ کہ اس وقت شرم کے مارے میرا جسم پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اور میں اس مجلس سے بھاگا۔ اور اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غدمت میں حاضر ہوں اور وہ چوٹی آپ کے سامنے پیش کر دی۔ اور شکر کیا کہ ایک شخص نے آج میرے ہاتھ پر یہ چوٹی رکھ دی ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محسوس کرتے ہوئے۔ کہ مجھے اس کا فعل اچھا نہیں لگا۔ فرمایا۔ نہیں اس کے بدلے کی تدبیر کرنی چاہئے۔ اور یہ جو کیا ہے۔ محبت کے ساتھ کیا ہے۔ قدر ہی ہنگ کرنے کے لیے نہیں سے نہیں کیا۔ حدیث میں بھی آیا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے کچھ دے۔ تو وہ لے لو۔ چنانچہ اب اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے کچھ دے دے۔ تو میں لے لیتا ہوں۔ ورنہ مانگنے کے لفظ سے کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا۔ میں نے کبھی کسی سے کچھ مانگا۔ باقی رہے چندے سو اگر میں نے اپنے کو جوخط میں نے لکھا ہے۔ کسی انسان نے نہیں بنایا اس طرح آپ ہی فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے خدا نے طیفہ بنایا ہے۔ اور کسی انسان کی یہ طاقت نہیں۔ کہ مجھے خلافت سے معزول کرے۔ پھر آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص میری مخالفت پر اصرار کرے گا۔ وہ ابلیس بن جائے گا۔ اور جب میں مر جاؤں گا۔ تو پھر وہی کھڑا ہوگا۔ جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دیگا۔

اس پر اب انہوں نے یہی پہلی باتیں کہی ہیں۔ تو سوچنے اپنے دل میں سوچنا اور کہنا ہے۔ اگر حضرت خلیفہ اول رضہ کی باتیں صحیح تھیں۔ تو پھر وہ خلافت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ہر وہ مخالفت قابل اعتراض ہے۔ تو حضرت خلیفہ اول رضہ کی خلافت کو باطل ہے۔ اور چونکہ اس کے دل میں بغض ہوتا ہے۔ اس لئے وہی اعتراض جو وہ مجھ پر کرتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول پر بھی کر دیتا ہے۔ اس طرح ان کو خلافت کا بھی شکر پورا ہو جاتا ہے۔ پھر اس سے اور بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کی بیعت میں شامل نہیں کو دیکھتا ہے جو آپ نے میرے متعلق فرمائیں۔ آپ کی ان باتوں کو پڑھتا ہے جو آپ نے میرے لئے اور اپنی باقی تمام اولاد کے لئے کہیں۔ تو اسے کہنا پڑتا ہے۔ یہ بھی غلط ہی ہیں۔ وہ پیشگوئیاں سنتا اور پڑھتا ہے۔ یہ پوری نہیں ہوئیں۔ اور دونوں کا ذکر سنتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ ان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعائیں بیشمار کی تھیں مگر وہ قبول نہیں ہوئیں۔ ان کی بہتوں کی دعائیں تو قبول ہو جاتیں۔ لیکن اگر دعائیں قبول نہ ہوں۔ تو خدا کے مسیح اور اس کے نبی کی۔ اپنے متعلق تو ہو کا یہ دعوے ہے۔ کہ وہ بادبار کہتے ہیں۔ ہم دعا کریں گے۔ اللہ ہمیں قبول دیگا۔ اللہ مجھ کو سنتا ہے۔ مگر مسیح موعود ہی خود باشہ احادیث کے قول کے مطابق کذاب اور دجال تھا۔ کہ خدا نے اس کی دعاؤں کو رد کر دیا۔ وہ سنتا ہے۔ تو بھی

سنا نہیں۔ اور جدا بھلوں کی۔

پھر یہ لکھنے والا مجھے لکھتا ہے کہ

جماعت سے نذرانے

وصول کر کر کے اسے فریب کر رہا ہے۔ حالانکہ ہزاروں کی تعداد میں موجود ہو۔ کیا ان میں سے کوئی ایک شخص بھی فکر کھا کر کہہ سکتا ہے۔ کہ میں نے کبھی ایک پیسے کا بھی اس سے فائدہ اٹھایا ہو۔ میرا طریق ہمیشہ یہ ہے کہ بعض دوست میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہم خلاں چیز آپ کے لئے لاتا چاہتے ہیں۔ وہ کس سا کوئی ہو۔ مثلاً بوٹ کا کپڑا سا تو یا چوغہ میں کہتا ہوں کہ نہیں۔ مگر میں کبھی انہیں نہ تو اب نہیں دیتا۔ سوائے اس کے کہ میں دام کوئی پیچھے پڑ کر بوٹ کا ناپ لے لے۔ فریب دوسری بات ہے۔ اور نہ میں نے کبھی کسی کو ایسی باتوں کا جواب نہیں دیا۔ بلکہ بعض تو کئی کئی خط لکھتے ہیں۔ اور جب میں جواب نہیں دیتا تو وہ ناراض کہتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں شائد میں ان کے خطوں کا اس لئے جواب نہیں دیتا۔ کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہوں۔ حالانکہ میں جواب نہ دینا اس لئے ہوتا ہے۔ کہ یا تو بات میری طبیعت کے خلاف ہے۔ اور میں اسے کسی سوال کا ایک مگن سمجھتا ہوں۔ مگر کوئی دوست خود بخود کوئی تحفہ دے جائے تو میں اسے رد نہیں کرتا۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے یہ امر ثابت ہے کہ آپ ایسے تحائف قبول فرمایا کرتے تھے آپ نے فرمایا بھی ہے۔ کہ پختہ مومن نہیں بغیر نفس کی خواہش کے تحفہ قبول کرنے والا ہوتا ہے۔ اور یہ بھی ثابت ہے کہ آپ نے قبول فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اللہ خلائق کے اس میں برکت دی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی بننے تحائف قبول کیا کرتے تھے۔ خود میں نے بھی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے آپ کی کوئی بنائی دیکھی ہے۔ پھر آپ ہی فرمایا کرتے تھے کہ میں قبول اجر نہیں مانگتا۔ اور جس حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی عمر بھی کسی سے کچھ نہیں مانگا۔ اور اپنی مرضی سے بغیر مانگے دیا۔ اس کی سنت پر عمل کرتے ہوئے۔ میں نے کبھی کسی سے کچھ نہیں مانگا۔ اور اگر کوئی شخص اپنی مرضی سے خدمت کرتا اور پھر اس کا احسان جتاتا ہے۔ تو اس سے زیادہ گدھا اور کمینہ شخص اور کون ہو سکتا ہے۔ اور کب سے کہا گیا تھا۔ کہ کچھ دینا بھی طریق ہیں جیسے کہنا رہتا ہوں۔ کہ کسی کو مت دو۔ اور اگر کوئی مجھ سے کچھ لانے کے لئے پوچھتا بھی ہے تو میں اسے جواب نہیں دیتا۔ اپنی حالت میں بغیر میری خواہش کے کوئی شخص کچھ نہ دیتا ہے۔ تو وہ اپنی مرضی سے دیتا ہے۔ میں نے کبھی کسی سے نہیں مانگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے ایام میں سیالکوٹ کے ایک زمیندار دوست نے میرے ہاتھ پر چوٹی رکھ دی تھی یاد ہے۔ کہ اس وقت شرم کے مارے میرا جسم پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اور میں اس مجلس سے بھاگا۔ اور اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوں اور وہ چوٹی آپ کے سامنے پیش کر دی۔ اور شکر کیا کہ ایک شخص نے آج میرے ہاتھ پر یہ چوٹی رکھ دی ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محسوس کرتے ہوئے۔ کہ مجھے اس کا فعل اچھا نہیں لگا۔ فرمایا۔ نہیں اس کے بدلے کی تدبیر کرنی چاہئے۔ اور یہ جو کیا ہے۔ محبت کے ساتھ کیا ہے۔ قدر ہی ہنگ کرنے کے لیے نہیں سے نہیں کیا۔ حدیث میں بھی آیا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے کچھ دے۔ تو وہ لے لو۔ چنانچہ اب اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے کچھ دے دے۔ تو میں لے لیتا ہوں۔ ورنہ مانگنے کے لفظ سے کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا۔ میں نے کبھی کسی سے کچھ نہیں مانگا۔ باقی رہے چندے سو اگر میں نے اپنے کو جو خط میں نے لکھا ہے۔ کسی انسان نے نہیں بنایا اس طرح آپ ہی فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے خدا نے طیفہ بنایا ہے۔ اور کسی انسان کی یہ طاقت نہیں۔ کہ مجھے خلافت سے معزول کرے۔ پھر آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص میری مخالفت پر اصرار کرے گا۔ وہ ابلیس بن جائے گا۔ اور جب میں مر جاؤں گا۔ تو پھر وہی کھڑا ہوگا۔ جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کر دیگا۔

اس پر اب انہوں نے یہی پہلی باتیں کہی ہیں۔ تو سوچنے اپنے دل میں سوچنا اور کہنا ہے۔ اگر حضرت خلیفہ اول رضہ کی باتیں صحیح تھیں۔ تو پھر وہ خلافت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور اگر ہر وہ مخالفت قابل اعتراض ہے۔ تو حضرت خلیفہ اول رضہ کی خلافت کو باطل ہے۔ اور چونکہ اس کے دل میں بغض ہوتا ہے۔ اس لئے وہی اعتراض جو وہ مجھ پر کرتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول پر بھی کر دیتا ہے۔ اس طرح ان کو خلافت کا بھی شکر پورا ہو جاتا ہے۔ پھر اس سے اور بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کرتا ہے۔ کیونکہ وہ اس کی بیعت میں شامل نہیں کو دیکھتا ہے جو آپ نے میرے متعلق فرمائیں۔ آپ کی ان باتوں کو پڑھتا ہے جو آپ نے میرے لئے اور اپنی باقی تمام اولاد کے لئے کہیں۔ تو اسے کہنا پڑتا ہے۔ یہ بھی غلط ہی ہیں۔ وہ پیشگوئیاں سنتا اور پڑھتا ہے۔ یہ پوری نہیں ہوئیں۔ اور دونوں کا ذکر سنتا ہے۔ تو کہتا ہے۔ ان حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعائیں بیشمار کی تھیں مگر وہ قبول نہیں ہوئیں۔ ان کی بہتوں کی دعائیں تو قبول ہو جاتیں۔ لیکن اگر دعائیں قبول نہ ہوں۔ تو خدا کے مسیح اور اس کے نبی کی۔ اپنے متعلق تو ہو کا یہ دعوے ہے۔ کہ وہ بادبار کہتے ہیں۔ ہم دعا کریں گے۔ اللہ ہمیں قبول دیگا۔ اللہ مجھ کو سنتا ہے۔ مگر مسیح موعود ہی خود باشہ احادیث کے قول کے مطابق کذاب اور دجال تھا۔ کہ خدا نے اس کی دعاؤں کو رد کر دیا۔ وہ سنتا ہے۔ تو بھی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

آریہ سماج کا جلسہ اور انکی شرافت کا نمونہ

اور

اُن ویدکے تعلیم اور اُنکے ویدوں کا ازالہ

آریہ سماج لاہور کا جلسہ ۴ دسمبر ۱۹۰۷ء کے بعد جو رات تھی اس میں ختم ہوگیا۔ جو لوگ ہمارے مضمون کے پڑھے جانے کے وقت حاضر تھے اُن کو معلوم ہوگا کہ کس تہذیب اور نرمی اور صلحکاری کا وہ مضمون تھا اور کس ادب سے ہم نے اُن کے رشیوں اور اوتاروں اور اُن لوگوں کے نام لئے جن کی طرف وید منسوب کئے جاتے ہیں اور جو اُن کی قوم کے پیشوا اور رہبر خیال کئے جاتے ہیں لیکن بقول شخصیکہ ہر ایک برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اُس کے اندر ہے۔ آریہ صاحبوں نے اپنے مضمون میں وہ گند ظاہر کیا اور اس قدر توہین اور تحقیر انبیاء علیہم السلام کی کی جو اس سے بڑھ کر متصور نہیں ہو سکتی۔ بالخصوص ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت وہ دلآزار اور گندے لفظ اور توہین اور تحقیر کے کلمے اور سراسر دروغ اور جھوٹی تہمتیں اور بے جا الزام جو سراسر گالیاں تھیں اس قدر

چشمہ معرفت صفحہ 1 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 9 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 145 پر درج ہے

Back

مسیح اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دیا اور وہ مماثلت پوری ہو گئی اور آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اس امت میں بروزی طور پر وہی کرتوت یہودیوں والی پوری ہونی تھی اور یہ اس طرف اشارہ کرتی تھیں کہ آنے والا وہی رنگ لے کر آوے گا۔ اسی لئے مہدی اور مسیح کے زمانہ کی علامات ایک ہی ہیں اور ان دونوں کا فعل بھی ایک ہی

(البدر جلد ۲ نمبر ۳۳ صفحہ ۲۵۸-۲۵۹ مورخہ ۴ ستمبر ۱۹۰۳ء)

---

۲۲ اگست ۱۹۰۳ء

مومنوں کو چاہئیے کہ اشاعت فحش سے پرہیز کریں

عام طور پر یہ ایک مرض لوگوں میں دیکھی جاتی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مرد یا عورت کی نسبت یہ بیان کرے کہ وہ بدکار ہے یا اس کا دوسرے سے تعلق بدکاری کا ہے تو جھٹ نفس ایسے معلومات کی دعوت سے لذت پاتا ہے۔ اس نے اس راوی کے بیان پر بلا تحقیق یہ خیال کر لیا جاتا ہے کہ یہ واقعہ بالکل سچا ہے اور اُسے شہرت دینے میں سعی کی جاتی ہے۔ اور اس طرح سے نیک مرد اور نیک عورتوں کی نسبت ناپاک خیال لوگوں کے دلوں میں مشکوک ہو جاتے ہیں اور جن کی شہرت ہوتی ہے اُن کے دلوں پر اس سے کیا صدمہ گذرتا ہے اس کو ہر ایک محسوس نہیں کر سکتا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے ایسی شہرت دینے والوں کے لئے اسی درّے سے سزا مقرر فرمائی ہے۔

اس مضمون کے متعلق حضرت اقدس نے فرمایا کہ

خدا تعالیٰ نے اپنی پاک کلام میں شہرت دینے والوں کے لئے بشرطیکہ وہ اُسے ثابت نہ کر سکیں ۸۰ درّے سزا رکھی ہے اس لئے کہ جو شہرت دیتا ہے اسے اس مقدمہ میں مدعی گردانا گیا ہے اور اسی سے چار گواہ طلب کئے گئے ہیں کہ اگر وہ سچا ہے تو اپنے علاوہ چار گواہ رؤیت کے لاوے۔ یہ فعلی ہے کہ ایسے شخص کو بھی گواہوں میں شمار کیا جاوے۔

کے لیے نمازیں جمع کی جاویں گی۔ تو یہ علیم الشان پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں، پھر بھی آج کل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا ہوں، حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی جاتی ہے اور دورانِ سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ مگر میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کیے جاتا ہوں، چونکہ دن چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور مجھے معلوم بھی نہیں ہوتا کہ وہ دن کدھر جاتا ہے۔ اسی وقت عصر ہوتی ہے جب شام کی نماز کے لیے وضو کرنے کے واسطے پانی کا لوٹا رکھ دیا جاتا ہے۔ اس وقت مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کاش اتنا دن اور ہوتا! حالانکہ اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں، مگر جب پاخانے کی حاجت بھی ہوتی ہے تو مجھے رنج ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی اور ایسا ہی روٹی کے لیے جب کئی مرتبہ کہتے ہیں تو بڑا جبر کر کے جلد جلد چند لقمے کھا لیتا ہوں۔ بظاہر تو میں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں، مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھاتا ہوں۔ میری تو جہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔ پس یہ کام بہت ضروری ہے اور خدا چاہے تو ایک نشان ہوگا جس کی نظیر لانے پر کوئی قادر نہ ہوگا۔"

[ناظرین! حضرت اقدس کے اس جوش کا کسی قدر پتہ ان الفاظ سے مل سکتا ہے جو آپ کو اعلائے کلمۃ الاسلام کے لیے حق نے عطا فرمایا ہے۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہم کس دھن میں ہیں اور وہ کس خیال میں۔ پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمانے لگے کہ:]

"اگرچہ یہ کتاب بظاہر کوئی عجیب اور اعجاز نظر نہ آتی ہو، مگر اس کی اشاعت پر دنیا کو معلوم ہو جائے گا جب ہم نے ہیوتسو کے لیے مضمون لکھنا شروع کیا تو ہمارے ایک دوست نے اپنے خیال کے موافق کچھ خوشی ظاہر کی مگر خدا تعالیٰ نے الہاماً خوشخبری دی کہ وہ مضمون بالا رہا، چنانچہ یہ اشتہار جلسہ سے پہلے ہی شائع کر دیا گیا۔ آخر جب وہ جلسہ میں پڑھا گیا تو اس کی غلطت اور اس کے حقائق کو سب نے تسلیم کیا یہاں تک کہ لاہور کے انگریزی اور دوسرے اخبارات نے اس کے بالا رہنے کا اعتراف کیا۔ اسی طرح پر جب یہ کتاب شائع ہو کر باہر نکلے گی، تب پتہ لگے گا۔ میں نے ایک بار ایک شخص کو دہلی سے عطر لانے کے لیے کہا وہ کہنے لگا کہ جب میں عطار کی دوکان پر گیا تو جو عطر وہ دکھاتا تھا، میں اس کو ہی واپس کر دیتا تھا۔ آخر عطار نے کہا، میاں تم یہاں دوکان میں بیٹھے ہو تمہیں پتہ نہیں لگتا۔ جب دوکان سے باہر نکلو گے، تب اس عطر کی حقیقت معلوم ہوگی! چنانچہ جب وہ عطر لے کر آیا تو اس نے بیان کیا کہ جو گاڑیاں ہم سے پیچھے آتی تھیں ان کے سوار کہتے تھے کہ کس کے پاس عطر ہے۔ گویا اس کی اتنی خوشبو تھی۔"

[اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں اپنے دعویٰ کی صداقت اور اپنے مامور من اللہ ہونے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ

کے ملنگنے میں کچھ قصور نہیں ہے بلکہ حسب آیت تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ[1] ان کی طبیعت ہی اُن بدبخت کفار کے مشابہ واقع ہوئی ہے جو خدا تعالیٰ کے نشانوں کو قبول نہیں کرتے تھے اور اپنی طرف سے اختراع کرکے درخواستیں کرتے تھے کہ ایسے ایسے نشان دکھاؤ۔ لیکن اگر افسوس ہے تو صرف یہ ہے کہ ان لوگوں نے مولوی کہلاکر ہنسی ٹھٹھا اپنا شیوہ بنالیا ہے۔ جو شخص عبدالحق کے اشتہار کو غور سے پڑھے گا اس کو قبول کرنا پڑے گا کہ انہوں نے اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کا شرارت اور بے ادبی سے ذکر کرکے ان کی ٹانگ کی درستی یا آنکھ کی نظر کی نسبت جو نشان مانگا ہے یہ ایک اوباشانہ طریق پر ٹھٹھا کیا ہے جو کسی پرہیزگار اور نیک بخت کا کام نہیں ہے۔ پلید دل سے پلید باتیں نکلتی ہیں اور پاک دل سے پاک باتیں۔ انسان اپنی باتوں سے ایسا ہی پہچانا جاتا ہے جیسا کہ درخت اپنے پھلوں سے۔ جس حالت میں اللہ تعالےٰ نے قرآن شریف میں صاف فرما دیا کہ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ[2] یعنے لوگوں کے ایسے نام مت رکھو جو ان کو بُرے معلوم ہوں تو پھر برخلاف اس آیت کے کرنا کن لوگوں کا کام ہے۔ لیکن اب تو نہ ہم عبدالحق پر افسوس کرتے ہیں نہ اس کے دوسرے رفیقوں پر کیونکہ ان لوگوں کا ظلم اور ناانصافی اور دروغ گوئی اور افترا حد سے گذر گیا ہے اسی اشتہار کو پڑھ کر دیکھ لو کہ کس قدر جھوٹ سے کام لیا ہے کیا کسی جگہ بھی خدا تعالےٰ سے حیا کی ہے چنانچہ ہم بطور نمونہ بطرز قول و اقوال اس ظالم شخص کے جھوٹوں کا ذخیرہ ذیل میں لکھ دیتے ہیں جو اسی اشتہار میں اس نے استعمال کئے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

قولہ میرزا بارہا متفرق مواضع کے مباحثات میں شرمندہ اور لاجواب ہوا اور ہر مجمع میں خائب اور خاسر اور نامراد رہا۔

[1] البقرۃ: ۱۱۹ [2] الحجرات: ۱۲

کے پیدا کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تھا۔ جس نے خود انسان کو بغیر باپ اور ماں کے

۳۳۴

حاشیہ نمبر ۱۱

ان امور کا جمع ہونا نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے۔ کیونکہ جیسا کہ خدا مثیل و مانند ہے اسی طرح جو چیز اُسی کی طرف سے صادر ہے وہ بھی مثیل و مانند چاہیئے جس کی نظیر بنانے پر انسان قادر نہ ہو سکے۔ پس قرآن شریف نے جو اپنے کمالات میں بے مثیل ہونے کا دعویٰ کیا ہے یہ کوئی بے موقعہ دعویٰ نہیں۔ یہ بھی قانونِ قدرت کا مسئلہ ہے جس پر چلنا انسان کی دانشمندی ہے۔ جس سے انحراف کرنا حماقت کی نشانی ہے۔ خدا اپنے ہی دل میں سوچ کر آپ انصافاً فرمائے کہ خدا کے کلام کا بے نظیر ہونا قانونِ قدرت کے لحاظ سے لازم ہے یا نہیں۔ اگر آپ کے نزدیک لازم نہیں۔ اور خدا کے کاموں میں شرکتِ غیر بھی جائز ہے تو پھر صاف یہی کیوں نہیں کہتے کہ ہم کو خدا کے واحد لاشریک ہونے میں ہی کلام ہے۔ کیا آپ اس بدیہی بات کو سمجھ نہیں سکتے کہ خدا کی وحدانیت تب ہی تک ہے جب تک اس کی تمام صفات شرکتِ غیر سے منزہ ہیں۔ اگر خدا کے کلام کی یہ حیثیت ہو کہ انسان بھی ایسا ہی کلام بنا سکے۔ تو گویا خدا کی ساری حیثیت معلوم ہو گئی۔ گویا اس کی خدائی کا سارا بھید ہی کھل گیا۔ ✝

حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲

اس بات پر عیسائیوں کو بھی نہایت توجہ سے غور کرنی چاہیئے کہ خدائے بے مثیل و مانند اور کامل کی کلام میں کن کن نشانیوں کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ ان کی انجیل بوجہ محرف و مبدل ہو جانے کے ان نشانیوں سے بالکل بے بہرہ اور بے نصیب ہے۔ بلکہ الٰہی نشان تو یکطرف رہے معمولی راستے اور صداقت بھی کہ جو ایک منصف اور دانشمند متکلم کے کلام میں ہونی چاہیئے انجیل کو نصیب نہیں۔ کم بخت مخلوق پرستوں نے خدا کے کلام کو، خدا کی ہدایت کو، خدا کے نور کو اپنے ظلمانی خیالات سے ایسا ملا دیا۔ کہ اب وہ کتاب بجائے رہبری کے رہزنی کا ایک پکا ذریعہ ہے۔ ایک عالم کو کس نے توحید سے برگشتہ کیا؟ اسی مصنوعی انجیل نے ایک دُنیا کا کس نے خون کیا؟ انہیں تالیفاتِ اربعہ نے جن اعتقادوں کی طرف مخلوق پرست کا نفسِ امّارہ جھکتا گیا۔ اُسی طرف ترجمہ کرنے کے وقت اُن کے الفاظ بھی جھکتے گئے۔ کیونکہ انسان کے الفاظ ہمیشہ اس کے خیالات کے تابع ہوتے ہیں۔ غرض انجیل کی ہمیشہ کایا پلٹ کرتے رہنے سے اب وہ کچھ اور ہی چیز ہے۔ اور خدا بھی اس کی تعلیم

نسبت ہے جو ہجرت کرکے قادیان میں آگئے۔ موجس کا جی چاہے آکر دیکھ لے۔

یہ سات قسم کے نشان ہیں جن میں سے ہر ایک نشان ہزارہا نشانوں کا جامع ہے۔ مثلاً یہ پیشگوئی کہ یَاْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ جس کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک جگہ سے اور دُور دراز ملکوں سے نقد اور جنس کی امداد آئیگی اور خطوط بھی آئیں گے۔ اب اس صورت میں ہر ایک جگہ سے جواب تک کوئی روپیہ آتا ہے یا پارچات اور دوسرے ہدیے آتے ہیں یہ سب بجائے خود ایک ایک نشان ہیں کیونکہ ایسے وقت میں ان تمام باتوں کی خبر دی گئی تھی جبکہ انسانی عقل اس کثرتِ مدد کو دُور از قیاس و محال سمجھتی تھی۔ ایسا ہی یہ دوسری پیشگوئی یعنی یَاْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ جس کے یہ معنے ہیں کہ دُور دُور سے لوگ تیرے پاس آئیں گے یہاں تک کہ وہ سڑکیں ٹوٹ جائینگی جن پر وہ چلیں گے۔ پاس زمانہ میں یہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی چنانچہ اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں آچکے ہیں اور اگر خطوط بھی اس کے ساتھ شامل کئے جائیں جنکی کثرت کی خبر بھی قبل از وقت مگسی کی حالت میں دی گئی تھی تو شاید یہ اندازہ کروڑ تک پہنچ جائیگا مگر ہم صرف مالی مدد اور بیعت کنندوں کی آمد پر کفایت کرکے ان نشانوں کو تخمیناً دس لاکھ نشان قرار دیتے ہیں۔ بے حیا انسان کی زبان کہ قابو میں لانا تو کسی نبی کے لئے ممکن نہیں ہوا لیکن وہ لوگ جو حق کے طالب ہیں وہ سمجھ سکتے ہیں کہ ایسے گمنامی کے زمانہ میں جس کو قریباً پچیس ۲۵ برس گذر گئے جبکہ میں کچھ بھی چیز نہ تھا اور کسی قسم کی شہرت نہ رکھتا تھا اور کسی بزرگ خاندان میں پیرانہ سالی سے نہ تھا رجوع خلائق سہل ہوتا۔ اسقدر کھلے طور پر آئندہ زمانہ کے عروج اور ترقیات کی خبر دینا اور پھر اُن چیزوں کا اسی طرح بعد زمانہ دراز وقوع میں آجانا کیا کسی انسان سے ہو سکتا ہے اور کیا ممکن ہے کہ کوئی کذّاب اور مفتری ایسا کر سکے۔ میں باور نہیں کر سکتا کہ جو شخص پہلے انصاف کی نظر سے اُس زمانہ کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھے جبکہ براہین احمدیہ تالیف کی گئی تھی اور ابھی شائع بھی نہیں ہوئی تھی اور ایک جوڈیشل تحقیقات کے طور پر خصوصیت پر اگر دریافت کرے کہ اُس زمانہ میں میں کیا چیز تھا اور کس قدر خمول اور گمنامی کے زاویہ میں پڑا ہوا تھا

59

Back

ہے کہ تم نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دجّال کہا تھا سو تم اگر اس لفظ سے رجوع نہیں کرو گے تو
پندرہ مہینہ میں ہلاک کئے جاؤ گے۔ سو آتھم نے اسی مجلس میں رجوع کیا اور کہا کہ معاذ اللہ میں نے
آنجناب کی شان میں ایسا لفظ کوئی نہیں کہا اور دونوں ہاتھ اُٹھائے اور زبان منہ سے نکالی
اور لرزتے ہوئے زبان سے انکار کیا جس کے نہ صرف مسلمان گواہ بلکہ چالیس۴۰ سے زیادہ عیسائی
بھی گواہ ہونگے۔ پس کیا یہ رجوع نہ تھا! اور کیا اُس کا ڈرنا اور میعاد پیشگوئی میں اُس بحث کو
بکلّی ترک کر دینا جو ہمیشہ میرے ساتھ کرتا تھا اور نیز شیخ غلام حسن صاحب مرحوم رئیس اعظم امرتسر
کے ساتھ بھی اور میاں غلام نبی صاحب برادر میاں اسد اللہ صاحب مرحوم وکیل امرتسر کے ساتھ بھی
کیا کرتا تھا۔ کیا یہ دلیل اِس بات کی نہیں ہے کہ وہ ضرور ڈرا۔ اور کیا اس کا امرتسر کو چھوڑنا اور غربت میں
خاموش زندگی بسر کرنا اور اکثر وقتے رہنا اِس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اُس کا دل ترسان اور
لرزان ہُوا۔ اور کیا اُس کا باوجود چار ہزار روپیہ دینے کے قسم نہ کھانا حالانکہ ثابت کر دیا گیا تھا کہ
عیسائی مذہب میں جواز قسم ہے اور خود مسیح نے بھی قسم کھائی اور پولوس نے بھی۔ اِس بات کی
دلیل نہیں ہے کہ وہ ڈر گیا؟ پس کیا اب تک دجّال کہنے کے قول سے اُس کا رجوع ثابت نہیں ہُوا؟
اور کون ثابت کر سکتا ہے کہ بعد اسکے اُس نے پیشگوئی کی میعاد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجّال
کر کے پکارا۔ اور پھر باوجود اِس کے جیسا کہ میری پیشگوئی میں تھا کہ کاذب صادق کی زندگی میں
مرجائے گا۔ کیا وہ میری زندگی میں نہیں مرا۔ اگر پیشگوئی یہی نہیں نکلی تو مجھے دکھلاؤ کہ تم کہاں ہو۔
اس کی عمر تو میری عمر کے برابر تھی یعنے قریب ۶۴ سال کے۔ اگر شک ہو تو اسکی پینشن کے
کاغذات دفتر سرکاری میں دیکھ لو کہ کب اور کس عمر میں اُس نے پینشن پائی۔ پس اگر پیشگوئی
صحیح نہیں تھی تو وہ کیوں میرے پہلے مرگیا۔ خدا کی لعنت اُن لوگوں پر جو جھوٹ بولتے ہیں۔
جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے بکے۔ کون اُس کو روکتا ہے۔

دیکھو لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی تھی اس میں صاف بتلایا گیا تھا کہ وہ چھ برس کے
اندر قتل کے ذریعہ سے ہلاک کیا جائیگا اور عید کے دن سے وہ دن ملا ہُوا ہوگا۔ وہ کیسی صفائی

۵

اب مختصر کلام یہ ہے کہ علاوہ لنگر خانہ اور مہمانوں کے جو انگریزی اور اُردو میں نکلتا ہے جس کے لئے اکثر دوستوں نے سرگرمی ظاہر کی ہے ایک مدرسہ بھی قادیان میں کھولا گیا ہے۔ اس سے یہ فائدہ ہے کہ نوعمر بچے ایک طرف تو تعلیم پاتے ہیں۔ اور دوسری طرف ہمارے سلسلہ کے اصولوں سے واقفیت حاصل کرتے جاتے ہیں۔ اصلح پر بہت آسانی سے ایک جماعت طیار ہو جاتی ہے۔ بلکہ بسا اوقات اُن کے ماں باپ بھی اس سلسلہ میں داخل ہو جاتے ہیں۔ لیکن ان دنوں میں ہمارا یہ مدرسہ بڑی مشکلات میں پڑا ہوا ہے۔ اور باوجودیکہ مخدومی عزیزی اخویم نواب محمد علی خاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ اپنے پاس سے اسّی روپیہ ماہوار اس مدرسہ کی مدد کرتے ہیں۔ مگر پھر بھی اُستادوں کی تنخواہیں ماہ بماہ ادا نہیں ہو سکتیں۔ صدہا روپیہ قرض سر پر رہتا ہے۔ علاوہ اس کے مدرسہ کے متعلق کئی عمارتیں ضروری ہیں جو اب تک طیار نہیں ہو سکیں۔ یہ غم علاوہ اور غموں کے میری جان کو کھا رہا ہے اس کی بابت میں نے بہت سوچا کہ کیا کروں آخر یہ تدبیر میرے خیال میں آئی کہ میں اس وقت اپنی جماعت کے مخلصوں کو بڑے زور کے ساتھ اس بات کی طرف توجہ دلاؤں کہ وہ اگر اس بات پر قادر ہوں کہ پوری توجہ سے اس مدرسہ کیلئے بھی کوئی ماہانہ چندہ مقرر کریں تو چاہئے کہ ہر ایک اُن میں سے ایک مستقل چندہ کے ساتھ کچھ نہ کچھ مقرر کرے جس کیلئے وہ ہرگز تخلف نہ کرے۔ مگر کسی مجبوری سے جو قضاء و قدر سے واقع ہو۔ اور جو صاحب ایسا نہ کر سکیں ان کیلئے بالضرورت یہ تجویز سوچی گئی ہے۔ کہ جو کچھ وہ لنگر خانہ کیلئے بھیجتے ہیں۔ اس کا چہارم حصہ براہ راست مدرسہ کیلئے نواب صاحب موصوف کے نام بھیج دیں۔ لنگر خانہ میں شامل کر کے ہرگز نہ بھیجیں۔ بلکہ علیحدہ منی آرڈر کرا کر بھیجیں۔ مجھ پر لنگر خانہ کا فکر ہر روز مجھے کرنا پڑتا ہے۔ اور اس کا غم براہ راست میری طرف آتا ہے۔ اور میری اوقات کو مشوش کرتا ہے۔ لیکن یہ غم بھی مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ اس لئے میں لکھتا ہوں کہ اس سلسلہ کے جو افراد لوگ جن سے میں ہر طرح امید رکھتا ہوں کہ وہ میری اس التماس کو ردی کی طرح نہ پھینکدیں اور پوری توجہ سے اس پر کاربند ہوں۔ میں اپنے نفس سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالےٰ میرے دل میں ڈالتا ہے۔ میں نے خوب سوچا ہے۔ اور بار بار مطالعہ کیا ہے میری دانست میں اگر یہ مدرسہ قادیان کا قائم رہ جائے تو بڑی برکات کا موجب ہوگا اور اس کے ذریعہ سے ایک فوج نئے تعلیم یافتوں کی ہماری طرف آسکتی ہے۔ اگرچہ میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ اکثر طالب علم

۷۹

۵۸

آگ کو ٹھنڈا کر دینے کی خاصیت اسکے اندر قائم رہے گی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ ایک نہایت ہی لطیف نکتہ ہے جسے نہ سمجھنے کی وجہ سے عیسائی اور ہندو مذہب تباہ ہو گئے اور لاکھوں مسلمان کہلانے والے انسان بھی بدعتی کا شکار ہو گئے۔

(۴۰۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان مبارک پر بعض فقرے کثرت کے ساتھ رہتے تھے مثلاً آپ اپنی گفتگو میں اکثر فرمایا کرتے تھے دست در کار دل با یار۔ خدا داری چہ غم داری۔ الاعمال بالنیات۔ ما عند اللہ جد ہے۔ آپ اپنی شمائل زود کر آئینہ خاندان۔ گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی۔ ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ الطریقۃ کلہا ادب۔ ادب تابیست از لطف الٰہی۔ بندہ بر سر ہر جا کہ خوابی۔

(۴۰۷) بسم اللہ الرحمٰن۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہئے کہ کم از کم تین دفعہ ہماری کتابوں کا مطالعہ کریں اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اسکے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔

(۴۰۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک بچہ نے گھر میں ایک چھپکلی ماری اور پھر اسے مذاقاً مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی چھوٹی اہلیہ پر پھینک دیا جس پر اسے فٹ کی آ گئیں نکل گئیں اور چونکہ مسجد اقصیٰ قریب تھا ان کی آواز مسجد میں بھی سنائی دی۔ مولوی عبدالکریم صاحب گھر گئے تو انہوں نے غیرت کے جوش میں اپنی بیوی کو بہت کچھ سخت سست کہا حتیٰ کہ یہ بھی کہا کہ تجھ کی آواز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نیچے اپنے مکان میں بھی سن لی۔ چنانچہ اس واقعہ کے متعلق اسی شب حضرت صاحب کو یہ الہام ہوا کہ "یہ طریق اچھا نہیں۔ اس سے کہا جائے مسلمانوں کے لیڈر عبدالکریم کو"۔ الہام یہ ہوا کہ صبح مولوی صاحب مرحوم تو اپنی اس بات پر شرمندہ تھے۔ اور لوگ انہیں مبارکبادیں دے رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا نام مسلمانوں کا لیڈر رکھا ہے۔

(۴۰۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شہادت کے لئے ملتان تشریف لے گئے تو وہ تھے میں

وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا ۚ يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۙ

اور انسان کہے گا کہ اسے کیا ہو گیا ہے ۵ اُس دن وہ اپنی (ساری ہی پوشیدہ) خبریں بیان کر دیگی ۵

۴ تفسیر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے زمین اپنے اَثْقَال کو نکال باہر کرے گی یہاں تک کہ ان سب چیزوں کو دیکھ کر انسان حیرت سے کہے گا کہ مَا لَهَا اسے کیا ہو گیا ہے ہو گیا ہے اس دنیا میں کیا کچھ راز پوشیدہ تھے جو ظاہر ہو رہے ہیں اور کیا کیا چیزیں مخفی تھیں جن کو زمین اُگل رہی ہے۔

دوسرے معنے یہ ہو سکتے ہیں کہ اَلْاِنْسَانُ سے ہر انسان مراد نہ ہو بلکہ کامل انسان مراد ہو۔ اس صورت میں آیت کا یہ مفہوم ہو گا کہ کامل انسان دنیا کی عُریانی اور لاشے بیت کی حالت دیکھ کر کہے گا کہ اس دنیا کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ سے اس قدر دُور چلی گئی ہے۔

۵ تفسیر۔ یہ نیا مضمون بھی ہو سکتا ہے اور اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا کی تشریح بھی ہو سکتا ہے۔ نئے مضمون کے لحاظ سے میرے نزدیک اس کے یہ معنے ہیں کہ پیدائش زمین کے بارہ میں اس سے پہلے دنیا کو ایک مجمل اور ناقص علم حاصل ہو گا مگر فرماتا ہے اُس زمانہ میں علم سائنس جیالوجی کی شکل میں اس قدر ترقی کر جائے گا کہ زمین کی بناوٹ اور شاخوں اور نہروں وغیرہ کے ذریعہ سے زمین کی پیدائش کے متعلق بہت کچھ روشنی پڑنے لگے گی گویا اَخْبَارَ هَا سے مراد یہ ہے کہ زمین اپنی حقیقت اور کیفیت پیدائش کے بارہ میں بہت کچھ باتیں بتانے لگ جائے گی۔ یہ اس لئے فرمایا کہ علم جیالوجی کا بڑا مدار خود مٹی کی ماہیت اور اُس کے رنگوں اور اُس کی تہوں پر ہے۔ یہ نہیں کہ کسی اور ذریعہ سے وہ اِن معلومات کو حاصل کرتے ہیں بلکہ علم جیالوجی کے ماہر مٹی کا رنگ دیکھ کر بتا دیتے ہیں کہ اس اس قسم کے تغیرات زمین پر گذرے ہیں اُس کی تہوں سے اندازہ لگا کر بتا دیتے ہیں کہ اس تہہ پر یہ شکل ہے اور اُس تہہ پر یہ شکل ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے فلاں تغیر واقعہ ہُوا اور پھر فلاں تغیر پیدا ہُوا۔ اسی طرح مٹیوں کے رنگوں اور اُن کی بُوؤں سے اب کانوں وغیرہ کے پتہ لگانے کا علم نکل آیا ہے۔ اس علم کے ماہر انجینئر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چلے جاتے ہیں اور پتھروں کو اُٹھا اُٹھا کر دیکھتے یا زمین کو سونگھتے ہیں اور بتاتے جاتے ہیں کہ یہاں فلاں قسم کی کانیں دفن ہیں۔ اسی طرح بجلی کی رَو کے ذریعہ سے کانوں کی اقسام اور اُن کی گہرائیوں کا پتہ لیا جاتا ہے یہ پتہ لگایا جاتا ہے کہ زمین میں کس چیز کی کان ہے۔ لوہے کی ہے یا پیتل کی ہے۔ اور پھر یہ پتہ لگایا جاتا ہے کہ وہ سونا گہرائی پر ہے یا وہ سونا گہرائی پر نیچے ہے یا چار سو گز نیچے ہے۔ غرض اس ذریعہ سے زمین اپنی خبریں بتا رہی ہے۔ وہ زمین جو پہلے گونگی تھی اب کلام کرنے لگ گئی ہے۔ عالم لوگ گذرتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ زمین خاموش ہے وہ کچھ کہہ نہیں رہی۔ لیکن ایک انجینئر گذرتا ہے تو وہ سُنتا ہے کہ زمین اُسے یہ کہہ رہی ہوتی ہے کہ میرے نیچے مٹی کا تیل ہے اور وہ یہ کہہ رہی ہوتی ہے کہ وہ اتنی گز نیچے ہے یا یہ بتا رہی ہوتی ہے میرے نیچے سونے کی کان ہے۔ اور یہ بھی بتا رہی ہوتی ہے کہ وہ سونے کی کان اتنی دُور ہے یا یہ بتا رہی ہوتی ہے کہ میرے نیچے پتھر کا کوئلہ ہے اور یہ بھی بتا رہی ہوتی ہے کہ وہ پتھر کا کوئلہ اتنی دُور ہے۔ اسی طرح بتا رہی ہوتی ہے کہ میرے نیچے یورینیم یا پلاٹینم یا فلاں دھات ہے اور یہ بھی بتا رہی ہوتی ہے کہ یہ دھاتیں اتنی گہرائیوں پر ہیں۔

[اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا کے پیچھے جو یہ معنے بتائے گئے تھے کہ لوگ اپنے گندے خیالات بیان کرنے لگ جائیں گے۔ اُن کے لحاظ سے اس آیت کے یہ معنے بھی چل گئے کہ نہ صرف لوگوں کے دبے ہوئے خیالات اُس زمانہ میں ظاہر ہونے لگ جائیں گے۔ بلکہ ابھی زمین اپنے اُن عیوب کا بھی تشریح کرنے میں لذت محسوس کریں گے یا دوسروں کے عیوب شائع کرنے میں

بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰى لَهَا ؕ

اِس لئے کہ تیرے رب نے اس (زمین) کے حق میں وحی کر چھوڑی ہے ۵ے

دیکھا گیا، ہم حیران ہیں کہ وہ وہاں کیوں گئے؟ اور کیوں انکی گاڑی اُس درواڑہ پر کھڑی دیکھی گئی؟ میں سمجھتا ہوں حدیث میں اسی طرف اشارہ ہے مفسرین نے اِس فعل سے قیامت پر چسپاں کر دیا ہے حالانکہ قیامت کے ذکر میں قرآن کریم میں یہ کہیں بیان نہیں کیا گیا کہ اُس روز زمین بھی کلام کرے گی۔ یہ تو آتا ہے کہ ہاتھ بولیں گے یا پاؤں بولیں گے اور وہ انسان کے خلاف شہادت دیں گے مگر یہ کہیں ذکر نہیں آتا کہ اُس روز زمین بھی بولے گی۔ لیکن مسیح موعودؑ کے زمانہ کے متعلق بکثرت احادیث میں ذکر آتا ہے کہ اُس وقت زمین کلام کرے گی۔ چنانچہ حدیثوں میں آتا ہے مسیح موعودؑ کے زمانہ میں وہ پتھر جس کے پیچھے کافر چھپا ہوا ہوگا بول اُٹھے گا اور کہے گا اے نبی اللہ یہ کافر چھپا ہوا ہے۔ غرض زمین کے بولنے کا حدیثوں میں جہاں بھی ذکر آتا ہے مسیح موعودؑ کے زمانہ کے متعلق ہے اور قرآن کریم میں جہاں قیامت کے دن شہادت دینے کا ذکر آتا ہے وہاں انسان اور ہاتھوں کے بولنے کا تو ذکر آتا ہے مگر زمین کا نہیں۔ اِس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت موجودہ زمانہ کے متعلق ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی خبر دی گئی ہے کہ لوگ اپنے گندے افکار وں میں ظاہر کریں گے۔ کتابوں اور ڈائریوں میں اُن کو شائع کریں گے اور خوش ہوں گے کہ انہوں نے بہت بڑا کارنامہ سر انجام دیا ہے گویا جن امور کو لوگ پہلے چھپایا کرتے تھے اُن کو مزے لے لے کر بیان کریں گے اور شرم اور حیا کا مفہوم اُس زمانہ میں بالکل بدل جائے گا چنانچہ یہ اخبار ہر ایک مرد و عورت کے پیچھے آدمی لگاتے ہیں اور اُن کے مخفی حالات اخبار ملک میں چھاپتے اور لوگوں کی بکری سے لاکھوں روپے کماتے ہیں۔ بعض ادنیٰ اخبار بلیک میلنگ سے روپے کماتے ہیں۔ اسی طرح عورتیں۔ شریف کہلانے والی بعض بڑے بڑے معزز اور باوسیع خاندانوں کی عورتیں ڈائریاں لکھتی ہیں جن میں نہایت بے حیائی سے باتیں کرتی ہیں اور پھر وہ ڈائریاں ہزاروں کی تعداد میں چھپتی اور لوگوں کے مطالعہ میں آتی ہیں۔ غرض ایک اندھیر مچا ہوا ہے اور ایک زلزلہ عظیمہ ہے جو دنیا پر آیا ہوا ہے۔ گذشتہ تاریخ پر غور کر کے دیکھ لو اس کی نظیر پہلے کسی زمانہ میں نہیں ملے گی۔ یہی وہ زمانہ ہے جس میں یہ زلزلۂ عظیمہ آیا اور جس میں اللہ تعالیٰ کی یہ پیشگوئی بڑی شان سے پوری ہوئی کہ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۔

اَوْحٰى

۵ے حل لغات۔ اَوْحٰی اِلَیْہِ اِیْحَاءً کے معنے ہوتے ہیں بَعَثَہٗ۔ اُس کو کسی مقصد کے لئے کھڑا کیا اور اَوْحٰی بِکَذَا کے معنے ہیں اَلْھَمَہٗ بِہٖ کسی کے دل میں کوئی بات ڈالی۔ اور وَحٰی بھی انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ وَحٰی اِلَیْہِ (یَحِیْ وَحْیًا) کے معنے ہیں اَشَارَ اُس نے اشارہ کیا۔ اَرْسَلَ اِلَیْہِ رَسُوْلًا اُس کی طرف اپنا سفیر بھیجا۔ اور وَحَی اللّٰہُ فِیْ قَلْبِہٖ کے معنے بھی اَلْھَمَہٗ کے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے اُس کے دل میں فلاں بات ڈال دی۔ اور اَوْحٰی اِلٰی فُلَانٍ اَلْکَلَامَ کے معنے ہیں کَلَّمَہٗ خُفْیَۃً اُس کے ساتھ دوسروں سے علیحدہ ہو کر مخفی رنگ میں بات کی۔ وَفِی الْاَسَاسِ وَحَیْتُ اِلَیْہِ وَاَوْحَیْتُ اِلَیْہِ اَکَلَّمْتُہٗ بِمَا تُخْفِیْہِ عَنْ غَیْرِہٖ۔ زمخشری کی کتاب اساس میں لکھا ہے کہ وَحَیْتُ اِلَیْہِ یا اَوْحَیْتُ اِلَیْہِ اُس وقت بولتے ہیں جب تم کسی سے کوئی ایسی بات کرو جو تم دوسروں سے چھپانا چاہتے ہو۔ وَفِی الْمِصْبَاحِ وَبَعْضُ الْعَرَبِ یَقُوْلُ وَحَیْتُ اِلَیْہِ بِوَحَیْتُ لَہٗ وَاَوْحَیْتُ اِلَیْہِ وَاَوْحَیْتُ لَہٗ۔ اور مصباح میں لکھا ہے کہ بعض عرب صرف وَحَیْتُ اِلَیْہِ اور اَوْحَیْتُ اِلَیْہِ ہی استعمال نہیں کرتے بلکہ وَحَیْتُ لَہٗ اور اَوْحَیْتُ لَہٗ بھی استعمال کرتے

حاشیہ ۱۰۶

تو مناسب تھا کہ وہ اس بحث میں اپنے تئیں نہ ڈالتے اور چُپ ہی رہتے اور خواہ نخواہ اپنے موجودہ وید کی پردہ دری نہ کراتے۔ جو کچھ وید نے اپنا فلسفہ اور علم طبعی ظاہر کیا ہے وہ یہی ہے کہ ہندوؤں کے پرمیشر کو ایک انسان کا فرزند قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ [illegible] آریوں کا پرمیشر کشتیا کا بیٹا ہے۔

اور نیز یہ کہ عناصر اور اجرام سماویہ سب پرمیشر ہی ہیں اور نیز وہ تعلیم دیتا ہے کہ ان تمام چیزوں سے مرادیں مانگی جائیں اور نیز یہ تعلیم جو نہایت گندی اور قابل شرم تعلیم ہے یعنے یہ کہ پرمیشر ناف سے دس انگلی نیچے ہے (سمجھنے والے سمجھ لیں)

ہم یہ نہیں کہتے کہ کسی پہلے زمانہ میں یہی وید تھا۔ بلکہ ہمارا مدعا یہ ہے کہ یہ ایک محرف مبدل کتاب ہے کچھ تو باعتبار الفاظ کے اور کچھ باعتبار معنوں کے۔ اور ہمارے نزدیک ممکن اور اغلب ہے کہ کوئی اصل کتاب خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگی پھر کچھ کم کی گئی ہے اور کچھ زیادہ کی گئی۔ اور صورت بدلائی گئی ہے اور موجودہ وید بلاشبہ ایک گمراہ کرنیوالی کتاب ہے۔ جس میں پرمیشر کا بھی پتہ نہیں لگتا اور اس قدر مخلوق چیزوں کی اس میں پرستش کی تعلیم ہے کہ گویا وہ مخلوق پرستی کی ایک دوکان ہے پس جس جگہ ہم وید پر کوئی حملہ کرتے ہیں یا اُسکی تکذیب کے دلائل پیش کرتے ہیں اُس جگہ یہی موجودہ وید مراد ہے جو سراسر محرف مبدل ہے نہ وہ اصل وید جو کسی زمانہ میں خدا کی طرف سے آیا تھا اور ہم خدا کی تمام کتابوں پر ایمان لاتے ہیں اور ایسا ہی اُس وید پر جو کسی زمانہ میں ملک ہند کے کسی نبی پر نازل ہوا ہوگا مگر موجودہ وید کی نسبت ہم اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہہ سکتے کہ جس قدر گندے فرقے مخلوق پرستوں کے اس ملک میں پھیلے ہوئے ہیں یہ سب وید کی ہی مہربانی ہے اور انسانی پاکیزگی کی نسبت جو کچھ وید نے سکھایا ہے اس کا عمدہ نمونہ نیوگ ہے۔ یہ نیوگ کی ہی پاک کارروائیوں میں سے ہے کہ آریہ قوم میں اس بات کا ثبوت ملنا مشکل ہے کہ کون آریہ صاحب اصل باپ کے نطفہ میں سے ہے۔ اور کون آریہ

چشمہ معرفت صفحہ 106 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 114 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 148 پر درج ہے

Back

ایک[1] معتبر آدمی کے گھر میں اولاد نہیں ہوتی دوسری شادی کرنہیں سکتا کہ وید کی رو سے حرام ہے آخر سوگ کی ٹھہرتی ہے یار دوست مشورہ دیتے ہیں کہ لالہ صاحب نیوگ کرالے لالہ بہت ہوشیار آدمی ایک بول اُٹھتا ہے کہ مہر سنگ جو اسی محلہ میں رہتا ہے اس کام کے بہت لائق ہے لالہ بہاری لال نے اس سے نیوگ کرایا تھا لڑکا پیدا ہو گیا۔ لالہ لڑکا پیدا ہونے کا نام سُنکر باغ باغ ہو گیا۔ لالہ صاحب آپ ہی نے سب کام سمجھ لئے ہیں مگر مہر سنگ کا واقف بھی نہیں۔ مہاراج شرم نہ فرمائیے کہ ہاں ہم سمجھا دیں گے رات کو بلالے گا۔ مہر سنگ کو خبر دی گئی وہ محلہ میں ایک مشہور قمار باز اول نمبر کا بدمعاش اور تمار کار تھا۔ سنتے ہی بہت خوش ہو گیا اور انہیں کاموں کو وہ چاہتا تھا پھر اس سے زیادہ اُس کو کیا چاہیئے تھا۔ ایک تو جوان عورت اور پھر خلوت شام ہوتے ہی آموجود ہوا۔ لالہ صاحب نے پہلے ہی دالان عورتوں کی طرح ایک کوٹھری میں نرم بستر بچھوا رکھا تھا اور کچھ دودھ اور حلوا بھی دو برتنوں میں اسپر لانے کی طاق میں رکھوا دیا تھا تاکہ بیچارا کوشت ہو تو کھا پی لیوے۔ پھر کیا تھا آتے ہی سیر چ دالنے والا رنڈوے کے نام زناموس کا شیشہ توڑ دیا اور وہ بدبخت عورت تمام رات اُس سے منہ کالا کراتی رہی اور اس پلید نے جو شہوت کا مارا تھا نہایت قابل شرم اس عورت سے حرکتیں کیں اور لالہ باہر کے دالان میں سوئے اور تمام رات اپنے کانوں سے بیحیائی کی باتیں سنتے رہے بلکہ تختوں کی دراڑوں سے مشاہدہ بھی کرتے رہے صبح دو خبیث اچھی طرح لالہ کی ناک کاٹ کر کوٹھڑی سے باہر نکلا لالہ تو منتظر ہی تھے دیکھ کر اُس کی طرف دوڑے اور بڑے غور سے اس پلید بدمعاش کو کہا سردار صاحب رات کیا کیفیت گذری اُس نمکسرا کر مبارک باد دی اور شادیوں میں جتا دیا کہ حمل ٹھہر گیا لالہ رنڈوا سُنکر بہت خوش ہوئے اور کہا کہ مجھے تو اسی دن سے آپ پر یقین ہو گیا تھا جبکہ میں نے بہاری لال کے گھر کی کیفیت سُنی تھی اور پھر کہا وید حقیقت میں ودیا سے بھرا ہوا ہے کیا عمدہ تدبیر لکھی ہے جو خوب نتیجہ نکلی۔ مہر سنگ نے کہا کہ ہاں لالہ صاحب سب سچ ہے کیا وید کی آگیا کبھی خطا بھی جاتی ہے میں تو انہی باتوں کے خیال سے وید کو ست ودیاؤں کا پستک مانتا ہوں۔ اور در اصل مہر سنگ ایک شہوت پرست آدمی تھا۔ اُس کو کسی وید شاستر اور شرتی سمرتی شلوک کی پروا نہ تھی اور نہ اُن

[1] نوٹ یہ جو ہم نے لکھا ہے ہم نے کسی کی ہتک نہیں کی نہ کسی کی پروا کی ہے اس لئے ہم نے نام کسی کا نہیں لکھا کہ کہیں ہتک

آریہ دھرم صفحہ 31 تا 34 مندرجہ ذیل روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 31 تا 34 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 149 پر درج ہے

Back

کچھ اعتقاد رکھتا تھا اُس نے صرف لالہ دیوث کی حماقت کی باتیں سُنکر اُس کے خوش کرنے کے لئے ہاں میں ہاں ملا دی مگر اپنے دل میں بہت ہنسا کہ اس دیوث کی پیشوائی کے لئے کہاں تک نوبت پہنچ گئی پھر اس کے بعد مہر سنگھ تو رخصت ہوا اور لالہ گھر کی طرف خوش خوش آیا اور اُسے یقین تھا کہ اُس کی مسمی رام دئی بہت ہی خوشی کی حالت میں ہوگی کیونکہ مراد پوری ہوئی۔ لیکن اُس نے اپنے گمان کے برخلاف اپنی عورت کو روتے پایا اور اس کو دیکھ کر تو وہ بہت ہی روئی یہانتک کہ چیخیں نکل گئیں۔ اور چیخ کی آواز شروع ہوئی۔ لالہ نے حیران سا ہو کر اپنی عورت کو کہا کہ "ہے بھاگوان آج تو خوشی کا دن ہے کہ دل کی مرادیں پوری ہوئیں اور بیچ ٹھہر گیا پھر تو روتی کیوں ہے" وہ بولی میں کیوں نہ روؤں تو نے سارے کنبے میں میری مٹی پلید کی اور اپنی ناک کاٹ ڈالی اور ساتھ ہی میری بھی اس سے بہتر تھا کہ میں پہلے ہی مرجاتی لالہ دیوث بولا کہ یہ سب کچھ ہوا مگر اب بچہ ہونے کی بھی کس قدر خوشی ہوگی وہ خوشیاں بھی تو تو ہی کرے گی مگر رام دئی شاید کوئی نیک۔ اصل کی تھی اُس نے فوراً جواب دیا کہ حرام کے پیچھے کوئی حرام کا ہی ہو تو خوشی منانے والا تیز ہو کر بولا کہ ہے ہے کیا کہدیا یہ تو وید اگیا ہے عورت کو یہ بات سُن کر آگ لگ گئی بولی میں نہیں سمجھ سکتی کہ یہ کیسا وید ہے جو بدکاری سکھلاتا اور زنا کاری کی تعلیم دیتا ہے یوں تو دُنیا کے مذاہب ہزاروں باتوں میں اختلاف رکھتے ہیں مگر یہ کبھی نہیں سُنا کہ کسی مذہب نے وید کے سوا یہ تعلیم بھی دی ہو کہ اپنی پاک دامن عورتوں کو دوسروں سے ہمبستر کراؤ۔ آخر مذہب اچھی سکھانے کے لئے ہوتا ہے نہ بدکاری اور حرامکاری میں ترقی دینے کے لئے۔ جب رام دئی یہ سب باتیں کہہ چکی تو لالہ نے کہا کہ چُپ رہو اب جو ہوا سو ہوا۔ ایسا نہ ہو کہ شریک سُنیں اور میرا ناک کاٹیں۔ رام دئی نے کہا کہ اے بیحیا کیا ابھی تک تیرا ناک نیرے مُنہ پر باقی ہے ساری رات تیرے شریک نے جو تیرا ہمسایہ اور تیرا پکا دشمن ہے تیری سہروں کی بیاہتا اور عزت کے خاندان والی سے تیرے ہی بستر پر چڑھ کر تیرے ہی گھر میں خرابی کی اور ہر یک ناپاک حرکت کے وقت جتا بھی دیا کہ میں نے خوب بدلا لیا۔ سو کیا اس بے غیرتی کے بعد بھی تو جیتا ہے۔ کاش تو اس سے پہلے ہی مرا ہوتا اب وہ شریک اور پھر دشمن باتیں بنانے اور ٹھٹھا کرنے سے کب باز رہے گا بلکہ وہ تو کہہ گیا ہے

آریہ دھرم صفحہ 31 تا 34 مندرجہ ذیل روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 31 تا 34 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 149 پر درج ہے

گر میں اس فتح عظیم کو چھپا نہیں سکتا کہ جو آج وساوا سنگھ کے مقابل پر مجھے حاصل ہوئی۔ میں ضرور رام دئی کا سارا نقشہ محلہ کے لوگوں پر ظاہر کروں گا سو یاد رکھ کہ وہ ہر یک مجلس میں تیرا ناک کاٹے گا اور ہر یک لڑائی میں یہ قصہ تجھے جتائے گا اور اُس سے کچھ تعجب نہیں کہ وہ دعوے کر دے کہ رام دئی میری ہی عورت ہے کیونکہ وہ اشارہ سے یہ کہہ بھی گیا ہے کہ آیندہ بھی میں تجھے کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ لالہ دیوت نے کہا کہ نکاح کا دعویٰ ثابت ہونا تو مشکل ہے بلکہ یارانہ کا اظہار کرے تو کرے تاہماری اور بھی رسوائی ہو بہتر تو یہ ہے کہ ہم دیش ہی چھوڑ دیں۔ بیٹا ہونے کا خیال تھا وہ تو ایشر نے دے ہی دیا بیٹے کا نام سُنکر عورت زہر خندہ ہنسی اور کہا کہ تجھے کس طرح اور کیونکر یقین ہوا کہ ضرور بیٹا ہوگا اول تو پیٹ ہونے میں ہی شک ہے اور پھر اگر ہو بھی تو اس بات پر کوئی دلیل نہیں کہ لڑکا ہی ہوگا کیا بیٹا ہونا کسی کے اختیار میں رکھا ہے کیا ممکن نہیں کہ حمل ہی خطا جائے یا لڑکی پیدا ہو لالہ دیوت بولے کہ اگر حمل خطا گیا تو میں کہتک سنگھ کو جو اسی محلہ میں رہتا ہے نیوگ کے لئے بُلا لاؤں گا عورت نہایت غصہ سے بولی کہ اگر کہتک سنگھ بھی کچھ نہ کر سکا تو پھر کیا کریگا لالہ بولا کہ تو جانتی ہے کہ نرائن سنگھ بھی ان دنوں سے کہ نہیں اس کو بلا لاؤں گا۔ پھر اگر ضرورت پڑی تو جیمل سنگھ۔ لہنا سنگھ۔ بوٹا سنگھ۔ جیون سنگھ ٹھاکر سنگھ۔ بھوان سنگھ۔ ارجن سنگھ۔ رام سنگھ۔ کشن سنگھ۔ دیال سنگھ سب اس محلہ میں رہتے ہیں اور زور اور قوت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں میرے کہنے پر سب حاضر ہو سکتے ہیں عورت بولی کہ میں اس سے بہتر تجھے صلاح دیتی ہوں کہ مجھے بازار میں ہی بٹھا دے تب دیکھ میں کیا ہزاروں لاکھوں آ سکتے ہیں منہ کالا جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا مگر یاد رکھ کہ بیٹا ہونا پھر بھی اپنے بس میں نہیں اور اگر ہوا بھی تو تجھے اُس سے کیا جس کا وہ نطفہ ہے آخر وہ اُسی کا ہوگا اور اُسی کی خو بو لائے گا کیونکہ درحقیقت وہ اُسی کا بیٹا ہے اس کے بعد رام دئی نے کچھ سوچ کر پھر رونا شروع کیا اور دُور دُور تک آواز گئی اور آواز سُن کر ایک پنڈت نہال چند نام دوڑا آیا اور آتے ہی کہا کہ لالہ شکھ تو ہے یہ کیسی رونے کی آواز آئی۔ لالہ ناک کٹا چاہتا تو نہیں تھا کہ نہال چند کے آگے قصہ بیان کرے مگر اس خوف سے کہ رام دئی اس وقت غصہ میں ہے اگر میں بیان نہ کروں تو وہ ضرور بیان کر دے گی کچھ کھسیانا سا ہو کر زبان دبا کر

کہنے لگا کہ مہاراج آپ جانتے ہیں کہ وید میں وقت ضرورت نیوگ کیلئے آگیا ہے سو میں نے بہت دنوں سوچ کر رات کو نیوگ کر لیا تھا مجھ سے یہ غلطی ہوئی کہ میں نے نیوگ کے لئے مہر سنگھ کو بلا لیا پیچھے معلوم ہوا کہ وہ میرے دشمن کرم سنگھ کا بیٹا اور نہایت شریر آدمی ہے وہ مجھے اور میری استری کو ضرور خراب کریگا اور وہ وعدہ کر گیا ہے کہ میں یہ ساری کیفیت خوب شایع کروں گا نہال چند بولا کہ درحقیقت بڑی غلطی ہوئی اور پھر بولا کہ وسادامل تیری سمجھ پر نہایت ہی افسوس ہے کیا تجھے معلوم نہ تھا کہ نیوگ کے لئے پہلا حق برہمنوں کا ہے اور غالباً یہ بھی تجھ پر پوشیدہ نہیں ہوگا کہ اس محلہ کی تمام کھترانی عورتیں مجھ سے ہی نیوگ کراتی ہیں اور میں دن رات اسی سیوا میں لگا ہوا ہوں پھر اگر تجھے نیوگ کی ضرورت تھی تو مجھے بُلا لیا ہوتا سب کام بند ہو جاتا اور کوئی بات نہ نکلتی اس محلہ میں اب تک تین ہزار کے قریب ہندو عورتوں نے نیوگ کرایا ہے مگر کیا کبھی تم نے اس کا ذکر بھی سُنا ہے پردہ کی باتیں ہیں سب کچھ ہوتا ہے پھر ذکر نہیں کیا جاتا لیکن مہر سنگھ تو ایسا نہیں کریگا ذرہ دو چار گھنٹوں تک دیکھنا کہ سارے شہر میں رام دئی کے نیوگ کا شور و غوغا ہوگا۔ لالہ دیوٹ بولا کہ درحقیقت مجھ سے سخت غلطی ہوئی اب کیا کروں۔ اس وقت شری پنڈت نے جو بیاعث نہ ہونے رسم پردہ کے رام دئی کو دیکھ چکا تھا کہ جوان اور خوش شکل ہے نہایت بیحیائی کا جواب دیا کہ اگر اسی وقت رام دئی مجھ سے نیوگ کرے تو میں ذمہ دار ہوتا ہوں کہ مہر سنگھ کے فتنہ کو میں سنبھال لوں گا اور پہلا حمل ایک کی بات ہے اب بہرحال یقینی ہو جائے گا تب وسادامل دیوٹ تو اس بات پر بھی راضی ہو گیا مگر رام دئی نے سُنکر سخت گالیاں اُس کو نکالیں تب وسادامل نے پنڈت کو کہا کہ مہاراج اس کا بھی حل ہے ہر گز نیوگ کرنا نہیں چاہتی پہلے بھی مشکل سے کرایا تھا جس کو یاد کے بیٹک رو رہی ہے کہ میرا مُنہ کالا کیا اسی سے تو اس نے چیخیں ماری تھیں جن کو آپ سُنکر دوڑے گئے تب وہ شہوت پرست پنڈت وسادامل کی یہ بات سُن کر رام دئی کی طرف متوجہ ہوا اور کہا نہیں بھاگوان نیوگ کو بُرا نہیں ماننا چاہیئے یہ وید آگیا ہے مسلمان بھی تو عورتوں کو طلاق دیتے ہیں اور وہ عورتیں کسی دوسرے سے نکاح کر لیتی ہیں سو جیسے طلاق ویسے نیوگ بات ایک ہی ہے

آریہ دھرم صفحہ 31 تا 34 مندرجہ ذیل روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 31 تا 34 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 149 پر درج ہے

۱۸۹۸ء (الف) "وَاَوْحٰی اِلٰی رَبِّیْ وَوَعَدَنِیْ اَنَّہٗ سَیَنْصُرُنِیْ حَتّٰی یَبْلُغَ اَمْرِیْ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَھَا۔ وَتَتَمَوَّجُ بِھُوْرُ الْحَقِّ حَتّٰی یُعْجِبَ النَّاسَ حُبَابُ غَوَارِبِھَا۔" (تحفۂ الندوہ صفحہ ۶۷۔ روحانی خزائن جلد ۱۹ صفحہ ۴۰۸)

(ب) حضرت اقدس امام الزمان سلمہ الرحمٰن کو اللہ کریم نے وعدہ دیا ہے کہ

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

میں دیکھتا ہوں کہ اس مقدس الہام کے پورا ہونے کی بہت سی صورتیں نکلتی آتی ہیں۔"

(الحکم جلد ۲ نمبر ۵، ۶ مورخہ ۲۷ مارچ و ۳ اپریل ۱۸۹۸ء صفحہ ۱۳)

و

(الحکم جلد ۲ نمبر ۳۴، ۳۵ مورخہ ۲۰، ۲۷ اگست ۱۸۹۸ء صفحہ ۱۳)

۲۱ جنوری ۱۸۹۸ء "میں نے تہجد میں اس کے متعلق دعا کی تو الہام ہوا:۔

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

اب خیال ہوتا ہے کہ وہ الہام جو ہوا تھا کہ

کون کہہ سکتا ہے، اے بجلی! آسمان سے مت گر

شاید اسی سے متعلق ہو۔"

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲۷ مورخہ ۲۴ جولائی ۱۹۰۱ء صفحہ ۱)

---

[1] (ترجمہ از مرتب) میرے رب نے میری طرف وحی بھیجی اور وعدہ فرمایا کہ وہ مجھے مدد دے گا یہاں تک کہ میرا کلام مشرق و مغرب میں پہنچ جائے گا اور راستی کے دریا موج میں آئیں گے یہاں تک کہ اس کی موجوں کے حباب لوگوں کو تعجب میں ڈالیں گے۔

[2] یعنی ایڈیٹر الحکم۔ (مرتب)

[3] یعنی طاعون کے متعلق۔ (مرتب)

[4] نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ کی ڈائری سے معلوم ہوتا ہے کہ اس الہام کے نزول کی تاریخ ۳ جنوری ہے۔ دیکھئے اصحاب احمد ج ۱۲ ص ۵۲۵۔ (مرتب)

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 260 طبع چہارم از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 152 پر درج ہے

Back

مثلاً دانت توڑ دے۔ یا آنکھ پھوڑ دے تو اس کی سزا اسی قدر بدی ہے جو اس نے کی۔ لیکن اگر تم ایسی صورت میں گناہ معاف کر دو۔ کہ اس معافی کا کوئی نیک نتیجہ پیدا ہو۔ اور اس سے کوئی اصلاح ہو سکے۔ یعنی مثلاً مجرم آئندہ اس عادت سے باز آجائے۔ تو اس صورت میں معاف کرنا ہی بہتر ہے۔ اور اس معاف کرنے کا خدا سے اجر ملے گا۔

اب دیکھو۔ اس آیت میں دونوں پہلو کی رعایت رکھی گئی ہے اور عفو اور انتقام کو مصلحتِ وقت سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔ سو یہی حکیمانہ مسلک ہے جس پر نظام عالم کا چل رہا ہے۔ رعایت محل اور وقت سے گرم اور سرد دونوں کا استعمال کرنا ہی معتدل دی ہے جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ہم ایک ہی قسم کی غذا پر ہمیشہ زور نہیں ڈال سکتے۔ بلکہ حسب موقعہ گرم اور سرد غذائیں بدلتے رہتے ہیں۔ اور جاڑے اور گرمی کے وقتوں میں کپڑے بھی مناسب حال بدلتے رہتے ہیں۔ پس اسی طرح ہماری اخلاقی حالت بھی حسب موقع تبدیلی کو چاہتی ہے۔ ایک وقت رعب دکھلانے کا مقام ہوتا ہے۔ وہاں نرمی اور درگذر سے کام بگڑ جاتا ہے۔ اور دوسرے وقت نرمی اور تواضع کا موقع ہوتا ہے۔ اور وہاں رعب دکھلانا سفلہ پن سمجھا جاتا ہے۔ غرض ہر ایک وقت اور ہر ایک مقام ایک بات کو چاہتا ہے۔ پس جو شخص رعایت مصالح اوقات نہیں کرتا وہ حیوان ہے۔ نہ انسان۔ اور وہ وحشی ہے نہ مہذب۔

اب ہم آریہ مذہب میں کلام کرتے ہیں۔ کہ اس میں انسانی پاکیزگی اور انسانی نیک چلنی کیلئے کیا تعلیم ہے۔ پس واضح ہو۔ کہ آریہ سماج کے اصولوں میں سے نہایت قبیح اور قابل شرم نیوگ کا مسئلہ ہے۔ جس کو پنڈت دیانند صاحب نے بڑی جرأت کے ساتھ اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں درج کیا ہے۔ اور وید کی قابل فخر تعلیم اس کو ٹھہرایا ہے۔ اور اگر وہ اس مسئلہ کو صرف بیوہ عورتوں تک محدود رکھتے۔ تب بھی ہمیں کچھ غرض نہیں تھی کہ ہم اس میں کلام کرتے۔ مگر انہوں نے تو اس اصول، انسانی فطرت کے دشمن کو،

۴۸

نسیم دعوت صفحہ 78 تا 80 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 438 تا 440 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 153 پر درج ہے

Back

انتہا تک پہنچا دیا۔ اور حیا اور شرم کے جامہ سے بالکل علیحدہ ہو کر یہ بھی لکھ دیا کہ ایک عورت جو خاوند زندہ رکھتی ہے۔ اور وہ کسی بدنی عارضہ کی وجہ سے اولاد نرینہ پیدا نہیں کر سکتا۔ مثلاً لڑکیاں ہی پیدا ہوتی ہیں۔ یا بباعث رقت منی کے اولاد ہی نہیں ہوتی۔ یا وہ شخص گو جماع پر قادر ہے۔ مگر بانجھ عورتوں کی طرح ہے۔ یا کسی اور سبب سے اولاد نرینہ ہونے میں توقف ہو گئی ہے۔ تو ان تمام صورتوں میں اس کو چاہیئے۔ کہ اپنی عورت کو کسی دوسرے سے ہم بستر کرا دے۔ اور اس طرح پر وہ غیر کے نطفہ سے گیارہ* بچے حاصل کر سکتا ہے گویا قریباً بیس برس تک اس کی عورت دوسرے سے ہم بستر ہوتی رہیگی۔ جیسا کہ ہم نے مفصل کتاب کے حوالہ سے یہ تمام ذکر اپنے رسالہ آریہ دھرم میں کر دیا ہے اور حیا مانع ہے کہ ہم اس جگہ وہ تمام تفصیلیں لکھیں۔ غرض اسی عمل کا نام نیوگ ہے۔

اب ظاہر ہے کہ یہ اصول انسانی پاکیزگی کی بیخکنی کرتا ہے اور اولاد پر ناجائز ولادت کا داغ لگاتا ہے۔ اور انسانی فطرت اس بیحیائی کو کسی طرح قبول نہیں کر سکتی۔ کہ ایک انسان کی ایک عورت منکوحہ ہو۔ جس کے بیاہنے کے لئے وہ گیا تھا۔ اور والدین نے صدہا یا ہزارہا روپیہ خرچ کر کے اس کی شادی کی تھی جو اُس کے ننگ و ناموس کی جگہ تھی۔ اور اس کی عزت و آبرو کا مدار تھا۔ وہ باوجودیکہ اس کی بیوی ہے۔ اور وہ خود زندہ موجود ہے۔ اس کے سامنے رات کو دوسرے سے ہم بستر ہووے اور غیر انسان اس کے ہوتے ہوئے اسی کے مکان میں اُس کی بیوی سے منہ کالا کرے۔ اور وہ آوازیں سُنے اور خوش ہو۔ کہ اچھا کر رہا ہے۔ اور یہ تمام ناجائز حرکات اس کی آنکھوں کے سامنے ہوں۔ اور اس کو کچھ بھی جوش نہ آوے۔ اب بتلاؤ کہ کیا ایسا شخص جس کی منکوحہ اور سہرو دل

* مجھے ٹھیک معلوم نہیں کہ نیوگ میں یعنی اپنی بیوی کو دوسرے سے ہم بستر کروا کر صرف گیارہ بچوں تک لینے کا حکم ہے یا زیادہ۔ مدت ہوئی کہ میں نے ستیارتھ پرکاش میں پڑھا تو تھا۔ مگر حافظہ اچھا نہیں یاد نہیں رہا۔ آریہ صاحبان خود مطلع فرما دیں۔ کیونکہ باوجود روز کی مشق کرانے کے اُن کو خوب یاد ہوگا۔ منہ

نسیم دعوت صفحہ 78 تا 80 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 438 تا 440 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 153 پر درج ہے

کے ساتھ بیاہی ہوئی بیوی اسکی آنکھوں کے سامنے دوسرے کے ساتھ خراب ہو۔ کیا اسکی انسانی غیرت اِس بےحیائی کو قبول کریگی۔ دیکھو راجہ رامچندر نے اپنی بیوی سیتا کیلئے کس قدر غیرت دکھلائی۔ حالانکہ راون ایک برہمن تھا۔ اور سیتا کی ابھی کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔ اور بموجب اس قاعدہ کے برہمن سے نیوگ جائز تھا۔ تاہم رامچندر کی غیرت نے اپنی پاکدامن بیوی کیلئے راون کو قتل کیا۔ اور لنکا کو جلا دیا۔ وہ شخص انسان کہلانے کا مستحق نہیں جس کو اپنی بیوی کیلئے بھی غیرت نہیں۔ اور کیا وجہ کہ اس کا نام دیوث نہ رکھا جاوے۔ حیوانوں میں بھی یہ غیرت مشاہدہ کی گئی ہے۔ پرندوں میں بھی دیکھا گیا ہے کہ ایک پرندہ روا نہیں رکھتا کہ دوسرا پرندہ اس کی مادہ سے تعلق پیدا کرے۔ پھر انسان ہو کر یہ حیا سے دُور حرکت کیا کوئی پاک فطرت اِس کو قبول کریگی۔ اور دیانند کا یہ لکھنا کہ یہ وید کی شرتی ہے ہم نہیں قبول کر سکتے کہ ایسی کوئی شرتی وید میں ہوگی۔ نادانوں میں پنڈت دیانند نے جس قدر چاہا لافیں ماریں۔ ورنہ کامل علمی فضیلت حاصل کرنا جو انسان کے دل کو روشن کرتی ہے۔ ہر ایک کا کام نہیں۔ بعض الفاظ کے بہت سے معنے ہوتے ہیں۔ اور ایک جاہل اپنی جلد بازی اور جہالت سے ایک معنے کو پسند کر لیتا ہے۔ پس ایسا شخص جس میں مادہ حیا کا کم ہو۔ اُسے محسوس نہیں ہوتا کہ یہ میرا قول شرافت اور طہارت سے بعید ہے۔ مگر اِس جگہ طبعًا یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے قابلِ شرم امر پر دیانند نے کیوں زور دیا۔ اور کیوں دلیری کر کے یہ گندی تعلیم اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں لکھدی۔ پس جہانتک میں نے سوچا ہے۔ میرے خیال میں اس کا یہ جواب ہے کہ چونکہ پنڈت دیانند تمام عمر مجرد رہا ہے۔ اور بیوی نہیں کی۔ لہذا اس کو اس غیرت کی خبر نہیں تھی کہ جو ایک شریف اور غیور انسان کو اپنی بیوی کی نسبت ہوا کرتی ہے۔ اسی وجہ سے اس کی ناتجربہ کار فطرت نے محسوس نہ کیا۔ کہ میں کیا لکھ رہا ہوں۔ دیانند کو معلوم نہیں تھا کہ اپنی بیویوں کی نسبت تو کنجروں کو بھی غیرت ہوتی ہے۔ بلکہ بہت سے لوگ جو بازاری عورتوں

۴۰

نسیم دعوت صفحہ 78 تا 80 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 438 تا 440 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 153 پر درج ہے

قانون دکھائی

ولایت سے تبدیل ہوتے ہی ولایت کے ناصح اور مربی آنریبل مسٹر ٹامسن نے جس زور شور سے قانون دکھائی کو پھر جاری کرنے کے سلسلہ میں بیانات کی ہے وہ ناظرین پر ظاہر کی جا چکی ہے۔ کنسرویٹو وزارت سے جو سرکاری عہدہ داران کی رائے کو ہمیشہ بڑی وقعت سے دیکھتی ہے امید ہو سکتی ہے کہ بالضرور وہ اس معاملہ پر اچھی طرح غور کرے گی۔ کیونکہ اس قانون کی منسوخی کے وقت مسٹر جارج وائیٹ صاحب کمانڈر انچیف افواج ہند نے جو پرزور مخالفانہ رائے ظاہر کی تھی وہ اس قابل ہے کہ ضرور کنسرویٹو گورنمنٹ اس پر توجہ کرے گورنمنٹ ہند بھی اس قانون کے منسوخ کرنے پر رضامند نہ تھی پس ان واقعات کی رو سے پورے طور پر خیال ہو سکتا ہے کہ قانون دکھائی پھر جاری کیا جاوے اس میں شک نہیں ہے کہ قانون دکھائی کے منسوخ ہونے کے دن سے گورے سپاہیوں کی حالت بہت خراب ہو گئی ہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ ریشس کے بہادر سپاہی بازاروں میں آتشک کی مریض عورتوں کے ساتھ خراب ہوتے پھرتے ہیں جس کا نتیجہ جب لاعلاج ٹھہرا تو انچیف صاحب بہادر بہت خوفناک نتیجے کی امید رکھتے ہیں افسوس ہے کہ سرکاری طور پر انہیں اس بات کی خبر نہیں ملی کہ سال ۱۸۶۳ء میں کتنے گورے سپاہی مرض آتشک میں مبتلا ہوئے۔ گو مخالفان قانون دکھائی نے ہم چتھل کی گورہ فوج کی صحت کو دیکھ کر نہایت مسرت ظاہر کی تھی اور کہا تھا کہ موید ان قانون دکھائی کی یہ رائے کہ اس قانون کے منسوخ ہونے سے تمام گورے سپاہی مرض آتشک وغیرہ میں مبتلا ہو جاویں گے غلط ٹھہرتی ہے۔ مگر یہ واقعہ اس قابل نہیں ہے کہ جس سے تشفی ہو سکے کیونکہ ہم چترال میں چیدہ اور تندرست جوان بھیجے گئے تھے نیز لڑائی اور جنگلی ملک کی وجہ سے وہ کہیں خراب ہو کر بیمار نہیں ہو سکتے تھے۔ اس امر کا دریافت کرنا ضروری نہیں کہ گورے سپاہی جو تمام بالکل کم تعلیم یافتہ اور دیہاتی نوجوان ہیں نیز بوجہ گوشت خور ہونے کے وہ زیادہ گرم مزاج کے ہیں۔ اس لئے اُن سے نفسانی خواہش روکے رکھنے کی امید رکھنا محض لاحاصل ہے۔ قانون دکھائی کے جاری ہونے کے دنوں میں ہر ایک گورہ پلٹن کے لئے کسی عورت کی ملازم رکھی جاتی تھیں جن کا ہمیشہ ڈاکٹری معائنہ ہوتا رہتا تھا اور تمام گورہ لوگوں کو ان ملازم رنڈیوں کے علاوہ اور جگہ

آریہ دھرم صفحہ 72 تا 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 72 تا 75 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 154 پر درج ہے

Back

جانے کی بھی شاید ممانعت تھی اس طریق سے ان کی صحت میں کسی قسم کا خلل واقع نہیں ہوتا تھا نیز
اس طریق کے بند ہونے کی وجہ سے اور بھی کئی ایسی وارداتیں ہوئی ہیں جن سے اہل ہندکی طرف سے
بہت ناراضی پھیلتی جاتی ہے جن میں سے میانہ کا مقدمہ زنا بالجبر جو گورہ سپاہیوں کی طرف سے ایک
بدصورت بڈھی اور اندھی عورت سے کیا گیا تھا۔ قابل غور ہے۔ ایسا ہی ایک واقعہ مدراس کے صوبہ میں
ہوا جہاں ایک دریوے پھانسہ کے چھ گورا نے ہندوستانی عورتوں کی عصمت بچانے میں اپنی جان دے
دی تھی۔ اگر چند ے گورے سپاہیوں کے لئے انتظام سرکاری طور پر نہ کیا گیا تو علاوہ اس کے کہ تمام فوج
بیماری سے ناکارہ ہو جائے ملک میں بڑی بیماری بددلی پھیلنے کا اندیشہ ہے اور سے دونوں امور قیام
سلطنت کے لئے مفید ہیں۔ اس وقت جبکہ قانون دکھائی کو پھر جاری کرنے کی کوشش کی جارہی
ہے۔ ہمیں یہ ظاہر کر دینا بھی نہایت ضروری ہے کہ اگر اب پھر قانون مذکور جاری کیا جاوے تو گورنمنٹ ہند
اور خصوصاً کمانڈر انچیف افواج ہند کو یہ بھی ضرور انتظام کر لینا چاہئے کہ بجائے ہندوستانی عورتوں کے یورپین
عورتیں ملازم رکھی جاویں کیونکہ قانون دکھائی کے متعلق ہندوستانی اور انگریز مخالفین کا سب سے بڑا اعتراض
یہی تھا کہ ہندوستان کی غریب عورتوں کو دلالہ عورتوں کے ذریعہ سے اس فحش ملازمت کی ترغیب دی
جاتی ہے اور بعض اوقات نہایت کمینہ فریبوں سے دیہی گھروں کی یتیم لڑکیوں کو اس پیشہ کے لئے مجبور
کیا جاتا ہے اور یہی وجہ تھی جس سے ہندکے بہت سے باشندگان نے قانون دکھائی کی منسوخی میں
معمول سے بڑھ کر انٹرسٹ لیا تھا۔ اور کسی معمولی سمجھ کے آدمی کو بھی ان بدمعاش عورتوں سے ہرگز ہمدردی
نہیں ہو سکتی تھی۔ قانون دکھائی کے مکرر اجرا کی کوشش محض اسی غرض سے کی جاتی ہے کہ گورا سپاہیوں
کی خواہش نفسانی کو پورا کرنے کے لئے سرکاری طور پر انتظام کیا جاوے ورنہ دیسی لوگوں کی بہتری کا اس
میں ذرا بھی خیال نہیں۔ اس لئے اگر مخالفین قانون مذکور کی دلوئی گورنمنٹ کو منظور ہو۔ تو یہی ایک طریق
ہے جس سے یہ قانون مذکور کے جاری کرنے کے مقصد مطلوب حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر حسب تجویز ہماری
گورنمنٹ سپاہیوں کے لئے یورپین عورتیں بہم پہنچائی جائیں تو ان سے مرض آتشک کا خدشہ نہیں رہ
سکتا کیونکہ یورپ میں مرض مذکور شاید ہوگا ہی نہیں دوم ان عورتوں کو بروقت بھرتی ہونے کے لئے

آریہ دھرم صفحہ 72 تا 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 72 تا 75 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 154 پر درج ہے

ڈاکٹروں کے ذریعہ مثل فوجی سپاہیوں کے ملاحظہ کرایا جاوے گا اس سے فریقین کے مرض مذکور سے پاک ہونے کی وجہ سے ڈاکٹری معاینہ کی ہمیشہ کے لئے ضرورت ہی نہ رہے گی۔ اس طرح بغیر قانون دکھائی جاری کرنے کے سپاہیوں کی خواہش نفسانی کے لئے عمدہ طور سے انتظام ہو سکتا ہے۔

اس بات سے تو کوئی انکار ہی نہیں کر سکتا کہ ولایت میں مثل ہندوستان کے فاحشہ عورتیں موجود ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ کو اس انتظام میں ذرا بھی دقت نہ ہوگی بلکہ ہمیں یقین ہے کہ یورپ کی تہذیب کے سپاہی بہادر سپاہیوں کو خوش رکھنے کے لئے نہایت خوشی سے اپنی خدمات سپرد کریں گی اور یہ بات کہ ان عورتوں کے ہندوستان آنے اور واپس لے جانے میں گورنمنٹ کو رقم کثیر خرچ کرنی پڑے گی۔ اس کا ہندوستان کے باشندوں کو ذرا بھی رنج نہ ہوگا جہاں وہ ملٹری ڈیپارٹمنٹ کے اخراجات کے لئے پہلے سے ہی لاکھہا روپیہ خوشی سے دیتے ہیں اس رقم کے اضافہ سے بھی ہرگز انہیں اختلاف نہ ہوگا بلکہ وہ اس تجویز کو جس سے ہندوستان کی بدبخت عورتوں کی عفت بچ رہے گی اور برٹش گورنمنٹ کے بہادر گورے سپاہی تندرست اور خوش رہ سکیں گے۔ نہایت خوشی سے پسند کریں گے۔

اگر گورنمنٹ بند کو یہ مطلوب ہے کہ ہندوستان کے نوجوان بھی جن میں دیسی پلٹنوں اور رسالوں کے سپاہی بھی شامل ہیں بازاری عورتوں کے ذریعہ مریض ہونے سے بچ رہیں تو ہم تمام ہندوستانی فاحشہ عورتوں کے لئے قانون دکھائی کے جاری ہونے کو صدق دل سے پسند کرتے ہیں۔ کسی شریف ہندوستانی کو ان بدکار فاحشہ عورتوں کے ساتھ جو تمام قسم کے لوگوں کے لئے باعث خرابی ہیں۔ ذرا بھی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ ہم قبل ازیں بارہا کہہ چکے ہیں کہ ایسی عورتوں کے لئے جنہوں نے اپنے خاندان کے ناموس کو خیرباد کہہ دی ہے قانون دکھائی کی آمایش باعث شرم نہیں ہو سکتی ہے وہ عورتیں جو تھوڑے سے پیسوں میں بھنگی کے ساتھ منہ کالا کرنے کو تیار ہیں۔ معزز ڈاکٹر کے معاینہ سے کب شرمسار ہو سکتی ہیں۔ بے شک یہ افسوسناک امر ہے کہ عورتوں کی عفت کا مردوں کے ذریعہ امتحان کیا جائے۔ مگر کیا ہو سکتا ہے ان بے شرم بدذات عورتوں کے لئے جنہوں نے دنیا کی شرم کو الائے طاق رکھ دیا ہے سخت بات تو یہ ہے کہ قانون دکھائی کی ہندوستان میں سخت ضرورت ہے جب یہ قانون جاری تھا تو ہر

آریہ دھرم صفحہ 72 تا 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 72 تا 75 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 154 پر درج ہے

ایک بدکار عورت کو خوف ہوتا ہے کہ کہیں وہ فحش پیشہ اختیار کرے گی تو اُسے قانون دکھائی کی سخت آزمایش بھی پڑے گی اور ذلت کرنی پڑے گی۔ یہ بھی ہم مانتے ہیں کہ اسی خوف کی وجہ سے اپنی زندگی خراب کرنے سے بچی رہتی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ دکھائی کا طریق بند ہے۔ مرض آتشک کے ادویات کے اشتہارات کثرت سے شائع ہوتے ہیں۔ جو اس امر کا کافی ثبوت ہیں کہ ملک میں مرض آتشک بہت پھیلا ہوا ہے اول تو ہیں اس خراب فرقہ کے وجود سے ہی سخت اخلاق ہے مگر ایسے زمانہ میں جبکہ اخلاق اور مذہب کی سخت کمزوری ہو رہی ہے یہ امید کرنا فضول ہے کہ یہ شیطانی فرقہ نیست و نابود ہو جائے گا اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اُن کے لئے کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس سے یہ اخلاق اور مذہب کو بگاڑنے کے علاوہ عوام کی صحت کو ہمیشہ کے لئے خراب کرنے کے قابل نہ رہ سکیں اور وہ قانون صرف قانون دکھائی ہی ہے۔ ہم نہایت شکر گزار ہوں گے اگر دوبارہ ہند میں قانون دکھائی جاری کیا جاوے گا۔ مگر یہ شرط ضرور ساتھ ہے کہ گورہ لوگوں کے لئے یورپین رنڈیاں بہم پہونچائی جاویں۔ یقین ہے کہ گورنمنٹ ہند اور معزز ہمعصران اس معاملہ پر ضرور توجہ اور غور فرماویں گے۔

جن کو رسم نیوگ پیاری ہے — دین دونیا میں ان کی خواری ہے
جس کے دیں میں ہے ایسی بے شرمی — عقل و تہذیب سے وہ عاری ہے
جن کو آتی نہیں نیوگ سے عار — اُن کی شیطان نے عقل ماری ہے
بید کی کھُل گئی حقیقت کل — اب تو ناحق کی پردہ داری ہے
جس کے باعث یہ گندگی پھیلی — وہ تو اک خبث کی پٹاری ہے
دوسرا بیاہ کیوں حرام نہو — جبکہ رسم نیوگ جاری ہے
کیوں نہ پوشیدہ ہو نیوگ کی رسم — اس کے اظہار میں تو خواری ہے
چھپکے چھپکے حرام کرواتا — آریوں کا اصول بھاری ہے
آدمے یہ خبیث اور بدرسم — بید کے خاصوں میں ساری ہے

آریہ دھرم صفحہ 72 تا 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 72 تا 75 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 154 پر درج ہے

وہ اس تخم کی طرح ہے جس نے ہنوز زمین سے کوئی تعلق نہیں پکڑا۔ اور ابھی وہ رحم کی کشش سے بہرہ
نہیں ہوا۔ ممکن ہے کہ وہ اندام نہانی میں پڑ کر ضائع ہو جائے۔ جیسا کہ تخم بعض اوقات پتھریلی زمین
پر پڑ کر ضائع ہو جاتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ وہ نطفہ بذاتہا ناقص ہو یعنی اپنے اندر ہی کچھ نقص رکھتا
ہو اور قابلِ نشوونما نہ ہو۔ اور یہ استعداد اس میں نہ ہو کہ رحم اس کو اپنی طرف جذب کرے
اور صرف ایک مُردہ کی طرح ہو جس میں کچھ حرکت نہ ہو۔ جیسا کہ ایک بوسیدہ تخم زمین میں ۳۳
بویا جائے۔ اور گو زمین عمدہ ہو مگر تاہم تخم بوجہ اپنے ذاتی نقص کے قابلِ نشوونما نہیں ہوتا
اور ممکن ہے کہ بعض اور عوارض کی وجہ سے جن کی تفصیل کی ضرورت نہیں نطفہ رحم میں
تعلق پذیر نہ ہو سکے اور رحم اس کو اپنی کشش سے محروم رکھے۔ جیسا کہ تخم بعض اوقات پیروں
کے نیچے کچلا جاتا ہے۔ یا پرندے اس کو چگ جاتے ہیں یا کسی اور حادثہ سے تلف
ہو جاتا ہے۔

یہی صفات مومن کے روحانی وجود کے اوّل مرتبہ کے ہیں اور اوّل مرتبہ مومن کے روحانی
وجود کا وہ خشوع اور رقّت اور سوز و گداز کی حالت ہے جو نماز اور یادِ الٰہی میں مومن کو میسّر
آتی ہے یعنی گدازش اور رقّت اور فروتنی اور عجز و نیاز اور رُوح کا انکسار اور ایک تڑپ
اور قلق اور تپش اپنے اندر پیدا کرنا۔ اور ایک خوف کی حالت اپنے پر وارد کر کے خدائے عزّوجلّ
کی طرف دل کو جھکانا جیسا کہ اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ
هُمْ فِيْ صَلٰوتِهِمْ خٰشِعُوْنَ۔ یعنی وہ مومن مراد پا گئے جو اپنی نمازوں میں اور ہر ایک طور کی
یادِ الٰہی میں فروتنی اور عجز و نیاز اختیار کرتے ہیں۔ اور رقّت اور سوز و گداز اور قلق اور کرب
اور دلی جوش سے اپنے رب کے ذکر میں مشغول ہوتے ہیں۔ یہ خشوع کی حالت جس کی تعریف
کا اوپر اشارہ کیا گیا ہے روحانی وجود کی تیاری کے لئے پہلا مرتبہ ہے یا یوں کہو کہ وہ پہلا
تخم ہے جو عبودیت کی زمین میں بویا جاتا ہے اور وہ اجمالی طور پر ان تمام قویٰ اور صفات
اور اعضاء اور تمام نقش و نگار اور حسن و جمال اور خط و خال اور شمائلِ روحانیہ پر مشتمل ہے

یہ حوالہ صفحہ 157 پر درج ہے

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 188 تا 190 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 188 تا 190 از مرزا قادیانی

Back

جو پانچویں اور چھٹے درجہ میں انسان کامل کے لئے نمودار طور پر ظاہر ہوتے اور اپنے اکمل پیرایہ میں تجلی فرماتے ہیں۔ اور چونکہ وہ نطفہ کی طرح روحانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے اس لئے وہ آیت قرآنی میں نطفہ کی طرح پہلے مرتبہ پر رکھا گیا ہے۔ اور نطفہ کے مقابل پر دکھایا گیا ہے یا وہ لوگ جو قرآن شریف میں غور کرتے ہیں سمجھ لیں کہ نماز میں خشوع کی حالت روحانی وجود کے لئے ایک نطفہ ہے اور نطفہ کی طرح روحانی طور پر انسان کامل کے تمام قویٰ اور صفات اور تمام نقش و نگار اس میں مخفی ہیں۔ اور جیسا کہ نطفہ اُس وقت تک معرض خطر میں ہے جب تک کہ رحم سے تعلق نہ پکڑے۔ ایسا ہی روحانی وجود کی یہ ابتدائی حالت یعنی خشوع کی حالت اُس وقت تک خطرہ سے خالی نہیں جب تک کہ رحیم خدا سے تعلق نہ پکڑلے۔ یاد رہے کہ جب خدا تعالیٰ کا فیضان بغیر توسط کسی عمل کے ہو تو وہ رحمانیت کی صفت سے ہوتا ہے۔ جیسا کہ جو کچھ خدا نے زمین و آسمان وغیرہ انسان کے لئے بنائے یا خود انسان کو بنایا یہ سب فیض رحمانیت سے ظہور میں آیا۔ لیکن جب کوئی فیض کسی عمل اور عبادت اور مجاہدہ اور ریاضت کے عوض میں ہو وہ رحیمیت کا فیض کہلاتا ہے۔ یہی سنت اللہ بنی آدم کے لئے جاری ہے پس جبکہ انسان نماز اور یاد الٰہی میں خشوع کی حالت اختیار کرتا ہے تب اپنے تئیں رحیمیت کے فیضان کے لئے مستعد بناتا ہے۔ سو نطفہ میں اور روحانی وجود کے پہلے مرتبہ میں جو حالت خشوع ہے صرف فرق یہ ہے کہ نطفہ رحم کی کشش کا محتاج ہوتا ہے اور یہ رحیم کی کشش کی طرف احتیاج رکھتا ہے اور جیسا کہ نطفہ کے لئے ممکن ہے کہ وہ رحم کی کشش سے پہلے ہی ضائع ہو جائے

+ پانچویں درجہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وہ ہے جو اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے یعنی وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ۔ اور چھٹا درجہ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں وہ ہے جو اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے یعنی وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ۔ اور یہ پانچواں درجہ جسمانی درجات کے پنجم درجہ کے مقابل پر ہوتا ہے جس کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے یعنی فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا۔ اور چھٹا درجہ جسمانی درجات کے ششم درجہ کے مقابل پر پڑا ہے جس کی طرف یہ آیت اشارہ کرتی ہے ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ۔ منہ

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 188 تا 190 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 188 تا 190 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 157 پر درج ہے

ایسا ہی رُوحانی وجود کے پہلے مرتبہ کے لئے یعنی حالت خشوع کے لئے ممکن ہے کہ وہ رحیم کی کشش اور تعلق سے پہلے ہی برباد ہو جائے۔ جیسا کہ بہت سے لوگ ابتدائی حالت میں اپنی نمازوں میں روتے اور وجد کرتے اور نعرے مارتے اور خدا کی محبت میں طرح طرح کی دیوانگی ظاہر کرتے ہیں اور طرح طرح کی عاشقانہ حالت دکھلاتے ہیں اور چونکہ اس ذات ذوالفضل سے جس کا نام رحیم ہے کوئی تعلق پیدا نہیں ہوتا اور نہ اس کی خاص تجلی کے جذبہ سے اس کی طرف کھینچے جاتے ہیں اس لئے ان کا وہ تمام سوز و گداز اور تمام وہ حالت خشوع بے بنیاد ہوتی ہے اور بسا اوقات ان کا قدم پھسل جاتا ہے یہاں تک کہ پہلی حالت سے بھی بدتر حالت میں جا پڑتے ہیں۔ پس یہ عجیب دلچسپ مطابقت ہے کہ جیسا کہ نطفہ جسمانی وجود کا اوّل مرتبہ ہے اور جب تک رحم کی کشش اُس کی دستگیری نہ کرے وہ کچھ چیز ہی نہیں ایسا ہی حالت خشوع روحانی وجود کا اوّل مرتبہ ہے اور جب تک رحیم خدا کی کشش اُسکی دستگیری نہ کرے یہ حالت خشوع کچھ بھی چیز نہیں۔ اسی لئے ہزارہا ایسے لوگوں کو پاؤ گے کہ اپنی عمر کے کسی حصہ میں یادِ الٰہی اور نماز میں حالت خشوع سے لذت اٹھاتے اور وجد کرتے اور روتے تھے اور پھر کسی ایسی لعنت نے اُن کو پکڑ لیا کہ یک مرتبہ نفسانی امور کی طرف گر گئے اور دنیا اور دنیا کی خواہشوں کے جذبات سے وہ تمام حالت کھو بیٹھے۔ یہ نہایت خوف کا مقام ہے کہ اکثر وہ حالت خشوع رحیمیت کے تعلق سے پہلے ہی ضائع ہو جاتی ہے اور قبل اس کے رحیم خدا کی کشش اس میں کچھ کام کرے وہ حالت برباد اور نابود ہو جاتی ہے اور ایسی صورت میں وہ حالت جو روحانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے اس نطفہ سے مشابہت رکھتی ہے کہ جو رحم سے تعلق پکڑنے سے پہلے ہی ضائع ہو جاتا ہے۔ غرض روحانی وجود کا پہلا مرتبہ جو حالت خشوع ہے اور جسمانی وجود کا پہلا مرتبہ جو نطفہ ہے باہم اس بات میں تشابہ رکھتے ہیں کہ جسمانی وجود کا پہلا مرتبہ یعنی نطفہ بغیر کشش رحم کے ہیچ ہے اور روحانی وجود کا پہلا مرتبہ یعنی حالت خشوع بغیر جذب رحیم کے ہیچ اور جیسا کہ دنیا میں ہزارہا نطفے تباہ ہوتے ہیں

۳۵

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 188 تا 190 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 188 تا 190 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 157 پر درج ہے

کردہ ہیں اس لئے وہ باوجود اپنے طور کے وجد اور رقص اور اشعار خوانی اور سرود وغیرہ کے رحیم خدا کے تعلق سے سخت بے نصیب ہوتے ہیں اور اُس نطفہ کی طرح ہوتے ہیں جو آتشک کی بیماری یا جذام کے عارضہ سے جل جائے اور اس قابل نہ رہے کہ رحم کے تعلق پکڑ سکے۔ پس رحم اور رحیم کا تعلق یا عدم تعلق ایک ہی بنا پر ہے صرف روحانی اور جسمانی عوارض کا فرق ہے۔ اور جیسا کہ نطفہ بعض اپنے ذاتی عوارض کی رُو سے اس لائق نہیں رہتا کہ رحم اس سے تعلق پکڑ سکے اور اس کو اپنی طرف کھینچ سکے ایسا ہی حالت خشوع جو نطفہ کے درجہ پر ہے بعض اپنے عوارض ذاتیہ کی وجہ سے جیسے تکبّر اور عُجب اور ریا یا اور کسی قسم کی ضلالت کی وجہ سے یا شرک سے اس لائق نہیں رہتی کہ رحیم خدا اس سے تعلق پکڑ سکے پس نطفہ کی طرح تمام فضیلت روحانی وجود کے اوّل مرتبہ کی جو حالت خشوع ہے رحیم خدا کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے جیسا کہ تمام فضیلت نطفہ کی رحم کے ساتھ تعلق پیدا کرنے سے وابستہ ہے۔ پس اگر اس حالت خشوع کو اس رحیم خدا کے ساتھ حقیقی تعلق نہیں اور نہ حقیقی تعلق پیدا ہو سکتا ہے تو وہ حالت اس گندے نطفہ کی طرح ہے جس کو رحم کے ساتھ حقیقی تعلق پیدا نہیں ہو سکتا اور یاد رکھنا چاہیئے کہ نماز اور یادِ الٰہی میں جو کبھی انسان کو حالت خشوع میسّر آتی ہے اور وجد اور ذوق پیدا ہو جاتا ہے یا لذت محسوس ہوتی ہے یہ اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اُس انسان کو رحیم خدا سے حقیقی تعلق ہے جیسا کہ اگر نطفہ اندام نہانی کے اندر داخل ہو جائے اور لذت بھی محسوس ہو تو اس سے یہ نہیں سمجھا جاتا کہ اُس نطفہ کو رحم سے تعلق ہو گیا ہے بلکہ تعلق کے لئے خلوہ آثار اور علامات ہیں۔ پس یادِ الٰہی میں ذوق شوق جس کو دوسرے لفظوں میں حالت خشوع کہتے ہیں نطفہ کی اُس حالت سے مشابہ ہے جب وہ ایک عورت انزال پکڑ کر اندام نہانی کے اندر گر جاتا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ وہ جسمانی علم میں ایک کمال لذت کا وقت ہوتا ہے لیکن تاہم فقط اُس قطرہ منی کا اندر گر جانا اس بات کو مستلزم نہیں

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 192 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 192 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 158 پر درج ہے

Back

کہ رحم سے اس نطفہ کا تعلق بھی ہو جائے اور وہ رحم کی طرف کھینچا جائے۔ پس ایسا ہی روحانی ذوق شوق اور حالت خشوع اس بات کو مستلزم نہیں کہ رحیم خدا سے ایسے شخص کا تعلق ہو جائے اور اس کی طرف کھینچا جائے بلکہ جیسا کہ نطفہ کبھی حرامکاری کے طور پر کسی رنڈی کے اندام نہانی میں پڑتا ہے تو اس میں بھی وہی لذت نطفہ ڈالنے والے کو حاصل ہوتی ہے جیسا کہ اپنی بیوی کے ساتھ۔ پس ایسا ہی بت پرستوں اور مخلوق پرستوں کا خشوع و خضوع اور حالت ذوق و شوق رنڈی بازوں سے مشابہ ہے یعنی خشوع اور خضوع مشرکوں اور ان لوگوں کا جو محض اغراض دنیویہ کی بنا پر خدا تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اس نطفہ سے مشابہت رکھتا ہے جو حرامکار عورتوں کے اندام نہانی میں جا کر باعث لذت ہوتا ہے۔ بہرحال جیسا کہ نطفہ میں تعلق پکڑنے کی استعداد ہے حالت خشوع میں بھی تعلق پکڑنے کی استعداد ہے مگر صرف حالت خشوع اور رقت اور سوز اس بات پر دلیل نہیں ہے کہ وہ تعلق ہو بھی گیا ہے جیسا کہ نطفہ کی صورت میں جو اس روحانی صورت کے مقابل پر ہی مشاہدہ ظاہر کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے صحبت کرے اور کسی عورت کے اندام نہانی میں داخل ہو جائے اور اس کو اس فعل سے کمال لذت حاصل ہو تو یہ لذت اس بات پر دلالت نہیں کریگی کہ حمل ضرور ہو گیا ہے۔ پس ایسا ہی خشوع اور سوز و گداز کی حالت گو وہ کیسی ہی لذت اور سرور کے ساتھ ہو خدا سے تعلق پکڑنے کیلئے کوئی لازمی علامت نہیں ہے یعنی کسی شخص میں نماز اور یاد الٰہی کی حالت میں خشوع اور سوز و گداز پیدا ہونا اس بات کو

+ ابتدائی حالت میں خشوع اور رقت کے ساتھ بطور کشف کے لغو کام جمع ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ بچہ میں رونے کی عادت ہوتی ہے اور بات بات میں ضد کرنا اور اچھلنا ہی اس کو پسند آتا ہے جس میں بسا اوقات اپنے جسم کو بھی کوئی صدمہ پہنچا دیتا ہے اس کا باعث یہ ہے کہ انسان کی زندگی کی راہ میں فطرتاً پہلے لغویات ہی آتے ہیں اور غیر اس مرتبہ کے طے کر لینے کے دوسرے مرتبہ تک وہ پہنچ ہی نہیں سکتا۔ پس طبعاً یہ لازمہ بلوغ کا بچپن کے لغویات سے پرہیز کرنا ہے سو اس کی علت یہ ہے کہ سب سے پہلا تعلق انسانی فطرت کو لغویات سے ہی ہوتا ہے۔ منہ

شعروں کے سُننے اور سرود کی تاثیر سے رقص اور وجد اور گریہ وزاری شروع کر دیتے ہیں اور اپنے رنگ میں لذت اُٹھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ ہم خدا کو مل گئے ہیں۔ مگر یہ لذت اُس لذت سے مشابہ ہے جو ایک زانی کو حرامکار عورت سے ہوتی ہے۔

اور پھر ایک اور مشابہت خشوع اور نطفہ میں ہے اور وہ یہ کہ جب ایک شخص کا نطفہ اس کی بیوی یا کسی اور عورت کے اندر داخل ہوتا ہے تو اس نطفہ کا اندام نہانی کے اندر داخل ہونا اور انزال کی صورت پکڑ کر رواں ہو جانا بعینہٖ رونے کی صورت پر ہوتا ہے جیسا کہ خشوع کی حالت کا نتیجہ بھی رونا ہی ہوتا ہے۔ اور جیسے بے اختیار نطفہ اچھل کر صورت انزال اختیار کرتا ہے۔ یہی صورت کمال خشوع کے وقت رونے کی ہوتی ہے کہ رونا آنکھوں سے اُچھلتا ہے اور جیسے انزال کی لذت کبھی حلال طور پر ہوتی ہے جبکہ اپنی بیوی سے انسان صحبت کرتا ہے اور کبھی حرام طور پر جبکہ انسان کسی حرام کار عورت سے صحبت کرتا ہے۔ یہی صورت خشوع اور سوز گداز اور گریہ وزاری کی ہے یعنی کبھی خشوع اور سوز گداز محض خدائے واحد لاشریک کے لئے ہوتا ہے جس کے ساتھ کسی بدعت اور شرک کا رنگ نہیں ہوتا۔ پس وہ لذت سوز و گداز کی ایک لذت حلال ہوتی ہے مگر کبھی خشوع اور سوز و گداز اور اس کی لذت بدعات کی آمیزش سے یا مخلوق کی پرستش اور بتوں اور دیویوں کی پوجا میں بھی حاصل ہوتی ہے مگر وہ لذت حرامکاری کے جماع سے مشابہ ہوتی ہے۔ غرض مجرد خشوع اور سوز و گداز اور گریہ وزاری اور اس کی لذتیں تعلق باللہ کو مستلزم نہیں بلکہ جیسا کہ بہت سے ایسے نطفے ہیں جو ضائع جاتے ہیں اور رحم اُن کو قبول نہیں کرتا۔ ایسا ہی بہت سے خشوع اور تضرع اور زاری ہیں جو محض آنکھوں کو کھونا ہے اور رحیم خدا ان کو قبول نہیں کرتا۔ غرض حالت خشوع کو جو روحانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے نطفہ ہونے کی حالت سے جو جسمانی وجود کا پہلا مرتبہ ہے ایک کھلی کھلی مشابہت ہے جس کو ہم تفصیل سے لکھ چکے ہیں اور یہ مشابہت کوئی معمولی امر نہیں ہے بلکہ صانع قدیم جلشانہ کے خاص ارادہ سے ان دونوں میں اکمل اور اتم مشابہت ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی کتاب میں بھی لکھا گیا ہے کہ

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ 196 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 196 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 159 پر درج ہے

Back

ایک بدکار عورت کو خوف ہوتا تھا کہ اگر وہ حمل پیدا نہ ہونے کا علاج کرے گی تو اُسے قانون دکھائی کی سخت آزمایش بھی برداشت کرنی پڑے گی۔ بہت سی عورتیں اسی خوف کی وجہ سے اپنی زندگی خراب کرنے سے بچی رہتی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ دکھائی کا طریق بند ہے۔ مرض آتشک کے ادویات کے اشتہارات کثرت سے شائع ہوتے ہیں۔ جو اس امر کا کافی ثبوت ہیں کہ ملک میں مرض آتشک بہت پھیلا ہوا ہے اول تو ہمیں اس خراب فرقہ کے وجود سے ہی سخت اختلاف ہے مگر ایسے زمانہ میں جبکہ اخلاق اور مذہب کی سخت کمزوری ہو رہی ہے یہ امید کرنا فضول ہے کہ یہ شیطانی فرقہ نیست و نابود ہو جائے گا۔ اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اُن کے لئے کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس سے یہ اخلاق اور مذہب کو بگاڑنے کے علاوہ عوام کی صحت کو ہمیشہ کے لئے خراب کرنے کے قابل نہ رہ سکیں اور وہ قانون صرف قانون دکھائی ہی ہے۔ ہم نہایت شکر گزار ہوں گے اگر دوبارہ ہند میں قانون دکھائی جاری کیا جاوے گا۔ مگر یہ شرط ضرور ساتھ ہے کہ گورہ لوگوں کے لئے لیڈی ڈاکٹریں ہم پہونچائی جاویں۔ یقین ہے کہ گورنمنٹ ہند اور معزز ممبران اس معاملہ پر ضرور توجہ اور غور فرماویں گے۔

جن کو رسم نیوگ پیاری ہے — دین و دنیا میں ان کی خواری ہے
جس کے دیں میں ہے ایسی بے شرمی — عقل و تہذیب سے وہ عاری ہے
جن کو آتی نہیں نیوگ سے حاد — اُن کی شیطان نے عقل ماری ہے
بید کی کھل گئی حقیقت کل — اب تو ناحق کی پردہ داری ہے
جس کے باعث یہ گندگی پھیلی — وہ تو اک نجیث کی پٹاری ہے
دوسرا بیاہ کیوں حرام نہو — جبکہ رسم نیوگ جاری ہے
کیوں نہ پوشیدہ ہو نیوگ کی رسم — اس کے اظہار میں تو خواری ہے
چھپکے چھپکے حرام کروانا — آریوں کا اصول بھاری ہے
کد سے یہ نجیث اور بد رسم — بید کے خاندوں میں ساری ہے

آریہ دھرم صفحہ 75، 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 75، 76 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 160 پر درج ہے

Back

۷۶

زن بیگانہ پر یہ شیدا ہیں
جس کو دیکھو وہی شکاری ہے

لاچی سوختن ہیں اُن کے مرد
اُن کی ناری ہر ایک ناری ہے

واہ کیا دھرم ہے کیا ایمان
جس میں واجب حرامکاری ہے

آریو! دل میں غور سے سوچو
شرم و غیرت کہاں تمہاری ہے

جس کو کہتے ہیں آریوں میں نیوگ
ناک کے کاٹنے کی آری ہے

کچھ نہیں سوچتے یہ دشمن شرم
کہ یہ پوشیدہ ایک یاری ہے

مرتکب اس کا ہے بڑا دلوث
اعتقاد اس پہ بد شعاری ہے

غیر مردوں سے مانگنا نطفہ
سخت خبث اور نابکاری ہے

غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے
وہ نہ بیوی زن بزاری ہے

ہے وہ چنڈال وشٹ اور پاپی
جفت اس کی کوئی چماری ہے

ہیں کروڑوں نیوگ کے بچے
آریہ دیس میں یہ خواری ہے

ایسی اولاد پر خدا کی مار
یہ نہ اولاد قہر باری ہے

نام اولاد کے حصول کا ہے
ساری شہوت کی بیقراری ہے

بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط
یار کی اس کو آہ و زاری ہے

دس سے کروا چکی زنا لیکن
پاک دامن ابھی بچاری ہے

کالہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں
اُن کی لالی نے عقل ماری ہے

گھر میں لاتے ہیں اس کے یار کو
ایسی جورو کی پاسداری ہے

اس کے یاروں کو دیکھنے کے لئے
سر بازار اُن کی باری ہے

جورو جی پر فدا ہیں یہ جی سے
وہ نیوگی پہ اپنے واری ہے

شرم و غیرت ذرا نہیں باقی
کس قدر اُن میں بردباری ہے

ہے قوی مرد کی تلاش انہیں
خوب جورو کی حق گذاری ہے

آریہ دھرم صفحہ 75، 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 75، 76 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 160 پر درج ہے

فکان بکلماتی یجز قلوبھم	الیہ ولم یسحر ولم یتملق
پس وہ میرے کلموں کے ساتھ انکے دلوں کو کھینچتا تھا	اور نہ کوئی سحر تھا اور نہ کوئی دلجوئی تھی
و اضحی یصب الماء ماء فصاحۃ	علیٰ کل قلب مستعد مجفق
اور اُس نے شروع کیا کہ ہر ایک مستعد	دل پر جو طیار ہو فصاحت کا پانی گراتا تھا
وکلٌّ اراعوا من اساریر وجھھم	سرورا وذوقا ماینا فی التآزق
اور ہر ایک نے اپنے چہرہ کے نقشوں سے	یہ سرور ظاہر کیا جو تنگ دلی کے منافی تھا
ومن سمع قولا غیر ماقرء فاشتکی	کما تشتکی ابل عقیب التبرق
اور جس نے میرے قول کے سوا کوئی اور قول سُنا۔ پس اُس نے گلہ کیا جیسا کہ اونٹ برق کی بولی کھا کر زحمت کی شکایت کرتا ہے	
وکانوا کمحو بعالم سکتۃ	فیا عجبا من میلھم کالتعشق
اور وہ لوگ عالم سکتہ میں محو کی طرح تھے	پس کیا عجیب انکی میل تھی جو عشق کے مانند ساتھ تھی
وکم حکم کانت بلغت کلامنا	وکم درر کانت تلوح وتبرق
اور بہت سی حکمتیں ہمارے کلام میں تھیں	اور بہت سے موتی ستارہ کیطرح چمک رہے تھے
جرائد اقوام تصدت لذکرھا	لمار غبوا فی وصف قول کمنشق
کلموں کے اخباروں نے اُس کا ذکر کیا ہے	کیونکہ انہوں نے بانگ چھٹنے والی کی طرح میرے قول کیطرف رغبت کی ہے
تری زمرا لاد باء فی اخبارھم	اشاعوا کلامی للانام کمشفق
تو انکو دیکھتا ہو کہ انہوں نے اپنے اخباروں میں	میرے کلام کو لوگوں میں مشفق کی طرح شائع کیا
وکانت مضامینی کغید بلطفھا	فاصبت بمحسن ثم لحن کیلمق
اور میرے مضامین نازک اندام عورتوں کی طرح تھے	پس میں نے ساتھ اُس آواز کیساتھ جو بطور رقص کے تھی دال کی طرف جھکائے
ولما رأھا اھل رای تمایلت	علیہ عیون قلوبھم بالتومق
اور جب اُس مضمون کو اہل الرائے لوگوں نے دیکھا	تو انکے دلونکی آنکھیں دوستی کیساتھ اسی طرف جھک گئیں
ومر علی الاعداء بعض رشاشھا	فنفیاتھا قد غسل او ساخ خنبق
اور بعض رشحات اُس کے دشمنوں پر گرے	پس اُسکا ڈالنے والا قطروں نے تکبر بخیل کے میلوں کو دھو دیا
الیٰ ھذہ الایام لم ینس ذکرھا	وکل لطیف لا محالۃ یسرق
ان دنوں تک اُن کا ذکر فراموش نہیں ہوا	اور ہر ایک لطیف ناچار ہمیشہ دیکھا جاتا ہو اور نظریں اُس کی طرف لگی رہتی ہیں

حجۃ اللہ صفحہ 100 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 227، 238، 247 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 161 پر درج ہے

Back

أتنكر اية خالق الارض والسماء	أأنت تحارب قدرة ايها الشقي
کیا تو خدا کے نشانوں سے انکار کرے گا	کیا تو اے شقی اُس کی تقدیر سے جنگ کرے گا
اتذعرنا كالذئب يا كلب جيفة	وانا توكلنا على حافظ يقي
اے مُردار کے کُتے کیا تو ہمیں بھیڑیئے کی طرح ڈراتا ہے	اور ہمیں اُس نگہبان پر توکل ہے جو نگہ رکھنے والا ہے
رضينا بربّ يظهر الخير والهدى	رضينا بعشير ان قضى او تفنق
ہم خدا سے جو خیر اور ہدایت کو ظاہر کرتا ہے راضی ہو گئے	اور ہم تنگدستی پر راضی ہو گئے اگر وہ چاہے اور یا تنعم پر
انت تؤيّد فاسقا غير صالح	احلت بجهلك ايها الغول فانق
کیا تو فاسق ہونے کی حالت میں مدد کیا جائے گا	یہ تو کلہ محل سُنہ پر لایا پس توبہ کر
وانى اذا ما قمت لله مخلصا	فايّدنى ربّى معينى مُوفّقى
اور میں جب اخلاص سے خدا کے لئے کھڑا ہوا	پس خدا توفیق دہندہ نے میری مدد کی۔
وكان لى الرحمٰن فى كل مَوْطِنٍ	فمزّقتكم بالله كل المُمزّقِ
اور خدا میرے لئے ہر میدان میں تھا	پس میں نے خدا کے ساتھ تم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا
واُعطيت قلمًا مثل مِنجرد الوغى	فيسعر نيرانا و كالبرق يخفق
اور میں قلم لڑائی کے گھوڑے کی طرح دیا گیا ہوں۔	پس آگ کو سُلگاتی ہے اور برق کی طرح چمکتی ہے
مُكرّ مفرّ مُقبل مُدبرٌ معًا	كذاب اجار دعند مَزقد مَازِقِ
حملہ کرنیوالے بھاگنے والے آگے ہونیوالے پیچھے ہونیوالے	جیسا کہ لڑائی کے میدانوں میں عمدہ گھوڑوں کی عادت ہے
وان يراعى صارم يحرق العدا	كنار وما النيران منه بأشرق
اور میرا قلم ایک تلوار ہے جو دشمنوں کو جلاتا ہے	اور آگ اُس سے کچھ زیادہ جلانے والی نہیں
وان كلامي مثل سيفٍ مقطعٍ	يجذ رؤس المفسدين ويفرق
اور میرا کلام تیغ بُرّان کی طرح ہے	مُفسدوں کا سر کاٹتی اور جُدا کرتی ہے
وانّى اذا حاولتُ كلما فصيحة	فتاولنى ربّى افانين منطقى
اور جب میں نے خدا سے کلمات فصاحت طلب کئے	پس میں اپنے رب سے گوناگوں فصاحت کلام دیا گیا
واُعطيتُ فى سُبل الكلام قريحةً	كعوجاء مرقال تزجّ و تدبق
اور کلام کی راہوں میں ایسی طبیعت دیا گیا ہوں	جو اُس اونٹنی کی طرح ہے جلد اور ہر ایک منزل پر مقدم رہتی ہے

۱۰۰

وقد صُقلت کلمی کمثل سبنجل — فترنو الیھا مقلۃ المتامق

اور میرے کلمے آئینہ کی طرح صاف کئے گئے ہیں — پس تعجب کرنیوالے کی نظر اُسکو ٹکٹکی لگا کر دیکھتی ہے

اری غیدا سراری نضضن لرمقنا — ومن غیرنا یا عدن کالمتابق

میں دیکھتا ہوں کہ نرم اندام عورتیں اسرار کی جگہ سے نکلی ہوگئیں — اور غیروں سے وہ چھپنے والیوں کی طرح دور ہوگئیں

اذا ما خرجن من الغبیط بزینۃ — فاصبی رشاقتھن قلب مُرمّقِ

اور جب کہ وہ ہودہ سے زینت کے ساتھ نکلیں — پس اُن کا حُسن اندام دیکھنے والوں کا دل لے گیا

اذا ما تجلّی حسنھن بنورہ — فرحلت بجالیۃ ظلوم یَغسقِ

اور جب اُن کا حُسن اپنے نُور کے ساتھ چمکا — پس اندھیرا دل چلا گیا جیسا کہ وہ لوگ جو اپنے گھوڑے آوارہ پھرتے ہیں

وکل من الاخدان من کان حُسنہ — کحسن عذارانا وخدّ ابارقِ

اور ہر دوست جس کا حُسن ہو گا — ان باکرہ مضامین کی طرح ہوگا اور رخسار روشن ہونگے

وانستُ دھمُ الجائرین کصملق — فجعلت بہ ذات الکسور لنا السُوا

اور میں نے ظلم کرنیوالوں کے گروہ کو برباد کر دیا جیسا کہ کیا — پس ہمارے لئے اُنکے ساتھ نشیب فراز کی راہ سیدھی کر دی گئی

ولیس کشرح الصدر للمرء نعمۃ — ومن اُرّدہ الا وقات وقت التازق

اور انسان کیلئے شرح صدر جیسی اور کوئی نعمت نہیں — اور سب وقتوں سے زیادہ وہ وقت تنگدلی کا وقت ہے

ونفس کموماۃ السباع مبیدۃ — بھا الذئب یعوی کالا سیر الملحق

اور بہت سی نفس ہیں کہ جنگل کے درندوں کی طرح ہلاک کرنیوالے — انہیں بھیڑیا چیختا ہوا جاتا ہے جیسا کہ قیدی جس کا گلا گھونٹا گیا ہو

فما خفتُ صولتھم وحقرت امرھم — بما صانني ربی بعین التومق

پس میں اُنکے حملہ سے نہ ڈرا اور اُنکے کاروبار کو حقیر جانا — کیونکہ خدا نے اپنی محبت کی آنکھ سے مجھے بچا لیا

وکائن تری من مفسد ھو صائل — علیّ فیدفعہ الحفیظ ویغلق

اور بہت مفسد تو دیکھے گا کہ وہ مجھ پر حملہ کرنیوالے ہیں — پس خدا اُسکے دشمن کو دفع کرتا اور اُسکو ناامید ہٹا دیتا ہے۔

تجلّت من الرحمٰن انوار حجتی — فما الخوف ان تعرض وان تتعرق

خدا کی طرف سے میری حجت کے نور ظاہر ہوگئے ہیں — پس کچھ خوف کی جگہ نہیں اگر توکنارہ کرے یا بخل کرے

سینصرنی ربی ویُعلی عمارتی — فھذّ وا وارضوا من اکفّ و اشوق

عنقریب خدا مجھے مدد دیگا اور میری عمارت کو بلند کریگا — پس اگر تمکن ہے تو اُس عمارت کو ہتھیلیوں اور پنڈلیوں سے مسمار کرو

حجۃ اللہ صفحہ 100 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 237، 238، 247 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 161 پر درج ہے

پچونتیسویں پیشگوئی۔ یہ پیشگوئی کتاب براہین احمدیہ کے ۱۲۱ھ میں درج ہے اور وہ یہ ہے وہ تجھے بہت برکت دیگا یہانتک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور اسی کے متعلق ایک کشف ہے اور وہ یہ ہے کہ عالم کشف میں مَیں نے دیکھا کہ زمین نے مجھ سے گفتگو کی اور کہا یَا وَلِیَّ اللّٰہِ کُنْتُ کَاَخْرَفِکَ یعنی اے خدا کے ولی مَیں تجھ کو پہچانتی نہ تھی۔

پینتیسویں پیشگوئی شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب رسالہ اشاعت السنۃ جو بانی مبانی تکفیر ہے اور جس کی گردن پر نذیر حسین دہلوی کے بعد تمام کفروں کے گناہ کا بوجھ ہے اور جس کے آثار بظاہر نہایت ردی اور یاس کی حالت کے ہیں۔ اُسکی نسبت تین مرتبہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ اپنی اس حالت پر ضلالت سے رجوع کریگا اور پھر خدا اُسکی آنکھیں کھولے گا۔ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۰۰

اور ایک مرتبہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ گویا مَیں محمد حسین کے مکان پر گیا ہوں اور میرے ساتھ ایک جماعت ہے اور ہم نے وہیں نماز پڑھی اور مَیں نے امامت کرائی اور مجھے خیال گذرا کہ مجھ سے نماز میں غلطی ہوئی ہے کہ مَیں نے ظہر یا عصر کی نماز میں سورۂ فاتحہ کو بلند آواز سے پڑھنا شروع کر دیا تھا پھر مجھے معلوم ہوا کہ مَیں نے سورۂ فاتحہ بلند آواز سے نہیں پڑھی بلکہ صرف تکبیر بلند آواز سے کہی پھر جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ محمد حسین ہمارے مقابل پر بیٹھا ہے اور اُس وقت مجھے اُس کا سیاہ رنگ معلوم ہوتا ہے اور بالکل برہنہ ہے پس مجھے شرم آئی کہ مَیں اُسکی طرف نظر کروں پس اُسی حال میں وہ میرے پاس آگیا مَیں نے اُسے کہا کہ کیا وقت نہیں آیا کہ تو صلح کرے اور کیا تو چاہتا ہے کہ تجھ سے صلح کیجائے اُس نے کہا کہ ہاں پس وہ بہت نزدیک آیا اور بغلگیر ہوا اور وہ اُسوقت چھوٹے بچہ کیطرح تھا پھر مَیں نے کہا کہ اگر تو چاہے تو اُن باتوں سے درگذر کر جو مَیں نے تیرے حق میں کہیں جن سے تجھے دُکھ پہنچا اور خوب یاد رکھ کہ مَیں نے کچھ نہیں کہا مگر صحت نیت سے اور ہم ڈرتے ہیں خدا کے اُس بھاری دن سے جبکہ ہم اُسکے سامنے کھڑے ہونگے اُس نے کہا کہ مَیں نے درگذر کی تب مَیں نے کہا کہ گواہ رہ کہ مَیں نے

۷۸

سراج منیر صفحہ 78 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 80 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 162 پر درج ہے

Back

ایک برس تک انتظار کریں۔ اور یا مباہلہ کرلیں۔ ششم۔ اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی نہ کریں تو مجھ سے

کیا تم میں ایک بھی سوچنے والا نہیں جو اس بات کو سوچے۔ کیا تم میں ایک بھی دل نہیں جو اس بات کو سمجھے۔ زمین نے عزت دی۔ آسمان نے عزت دی اور قبولیت پھیل گئی۔

پانچواں وہ امر جو مباہلہ کے بعد میرے لئے عزت کا موجب ہوا۔ علم قرآن میں اتمام حجت ہے۔ میں نے یہ علم پاکر تمام مخالفوں کو کیا عبدالحق کا گروہ اور کیا بطالوی کا گروہ۔ غرض سب کو بلند آواز سے اس بات کے لئے مدعو کیا کہ مجھے علم حقائق اور معارف قرآن دیا گیا ہے۔ تم لوگوں میں سے کسی کی مجال نہیں کہ میرے مقابل پر قرآن شریف کے حقائق و معارف بیان کر سکے۔ سو اس اعلان کے بعد میرے مقابل ان میں سے کوئی بھی نہ آیا۔ اور اپنی جہالت پر جو تمام ذلتوں کی جڑ ہے انہوں نے مُہر لگا دی۔ سو یہ سب کچھ مباہلہ کے بعد ہوا۔ اور اسی زمانہ میں کتاب کرامات الصادقین لکھی گئی۔ اس کرامت کے مقابل پر کوئی شخص ایک حرف بھی نہ لکھ سکا۔ تو کیا اب تک عبدالحق اور اس کی جماعت ذلیل نہ ہوئی۔ اور کیا اب تک یہ ثابت نہ ہوا۔ کہ مباہلہ کے بعد یہ عزت خدا نے مجھے دی۔

چھٹا امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت اور عبدالحق کی ذلت کا موجب ہوا۔ یہ ہے کہ عبدالحق نے مباہلہ کے بعد اشتہار دیا تھا کہ ایک فرزند اُس کے گھر میں پیدا ہوگا۔ اور میں نے بھی خدا تعالےٰ سے الہام پاکر یہ اشتہار انوار الاسلام میں شائع کیا تھا کہ خدا تعالےٰ مجھے لڑکا عطا کرے گا۔ سو خدا تعالےٰ کے فضل اور کرم سے میرے گھر میں تو لڑکا پیدا ہوگیا۔ جس کا نام شریف احمد ہے اور قریباً پونے دو برس کی عمر رکھتا ہے۔ اب عبدالحق کو ضرور پوچھنا چاہیئے۔ کہ اس کا وہ مباہلہ کی برکت کا لڑکا کہاں گیا۔ کیا اندر ہی اندر پیٹ میں تحلیل پا گیا یا پھر رجعت قہقری کر کے نطفہ بن گیا۔ کیا اس کے سوا کسی اور چیز کا نام ذلت ہے کہ جو کچھ اس نے کہا وہ پورا نہ ہوا۔ اور جو کچھ میں نے خدا کے الہام سے کہا خدا نے اس کو پورا کر دیا۔ چنانچہ ضیاء الحق میں بھی اسی لڑکے کا ذکر لکھا گیا ہے۔

ساتواں امر جو مباہلہ کے بعد میری عزت اور قبولیت کا باعث ہوا خدا کے راستباز بندوں کا وہ مخلصانہ جوش ہے جو انہوں نے میری خدمت کے لئے دکھلایا۔ مجھے کبھی یہ طاقت نہ ہوگی کہ میں خدا کے ان احسانات کا شکر ادا کر سکوں۔ جو روحانی اور جسمانی طور پر مباہلہ کے بعد میرے وارد حال ہوگئے۔ روحانی انعامات کا نمونہ میں لکھ چکا

حاشیہ صفحہ

۲۷

انجام آتھم صفحہ 311، 317 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 311، 317 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 162 پر درج ہے

Back

یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جس سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے

نقشہ حاشیہ

کہ عبدالحق نے مباہلہ کے بعد کونسی عزت دنیا میں پائی۔ کونسی قبولیت اس کی لوگوں میں پھیلی۔ کونسے مالی فتوحات کے دروازے اس پر کھلے۔ کون سی علمی فضیلت کی پگڑی اس کو پہنائی گئی صرف فضول گوئی کے طور سے ایک دیندار ہونے کا دعویٰ کیا تھا کہ تا یہی مباہلہ کا اثر سمجھا جائے۔ مگر اس کی بدبختی سے وہ دعوے بھی باطل نکلا۔ اور اب تک اس کی صورت کے پیٹ میں سے ایک چوہا بھی پیدا نہ ہوا۔ مگر اس کے مقابل پر خدا تعالیٰ نے میرے الہام کو پورا کر کے مجھے لڑکا عطا کیا ۔

یہ دس برکتیں مباہلہ کی ہیں جو میں نے لکھی ہیں۔ پھر کیسے خبیث وہ لوگ ہیں جو اس مباہلہ کو بے اثر سمجھتے ہیں۔ فعلیہم ان یبتہروا ویفکروا فی ھذہ العشرۃ الکاملۃ۔

بالآخر ہم ہر بد ہر ایک مخالف مکفر مکذب پر ظاہر کرتے ہیں کہ وہ مباہلہ کے میدان میں آوے اور یقیناً سمجھے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے عبدالحق کے مباہلہ کے بعد یہ دس قسم کا ہم پر انعام واکرام کیا۔ اور اس کو فضیلت کی۔ اور اس کا بیٹے کا دعویٰ بھی جھوٹا نکلا۔ اور کوئی عزت اس کو حاصل نہ ہوئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اس کے تمام دعاوی کو رد کیا۔ اس سے بڑھ کر اس مباہلہ میں ہوگا۔ میں نے کس روز بد دعا نہیں کی کیونکہ وہ ناسمجھ اور غبی تھا۔ اور اس کی جہالت اس کو قابل رحم ٹھہراتی تھی مگر اب میں بد دعا کروں گا۔ سوچاہیئے کہ ہر یک مباہلہ کی درخواست کرنے والا اپنی طرف سے چھپا ہوا اشتہار شائع کرے۔ اور یہ ضروری ہوگا کہ مباہلہ کرنے والا صرف ایک نہ ہو۔ بلکہ کم سے کم دس ہوں۔ اور چونکہ مباہلہ کے لئے ہر یک شخص بُلایا گیا ہے خواہ پنجاب کا ہو یا ہندوستان کا۔ یا بلاد عرب کا یا فارس کا۔ اس لئے یہ مشقت مخالفوں پر جائز نہیں رکھی گئی کہ وہ دور دراز سفر کر کے یہیں بلکہ حسب منطوق وما جعل علیکم فی الدین من حرج۔ یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ ہر ایک شخص اشتہارات کے ذریعہ سے مباہلہ کرے۔ مگر یہ شرط ضروری ہے کہ جو الہامات میں نے رسالہ انجام آتھم میں صفحہ ۱۱ سے صفحہ ۲۰ تک لکھے ہیں۔ وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ میں لکھے۔ اور بعض حوالہ نہ دے بلکہ کل الہامات صفحات مذکورہ کے اشتہار میں درج کرے۔ اور پھر بعد اس کے عبارت ذیل کی دعا اس اشتہار میں لکھے۔ اور وہ یہ ہے

دُعا

اے خدائے علیم و خبیر میں جو فلاں ابن فلاں ساکن قصبہ فلاں ہوں اس شخص کو

✦ عبدالحق غزنوی نے اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۱۰ کو اس لعنت کی سیاہی کو دھونے کیلئے جو اس کے منہ پر مچ گئی ہے ایک اشتہار دیا ہے اس اشتہار کو جواب میں نمبر ۱ بنا کر پیش کیا ہے۔ ناظرین قابل ذکر ہیں اول تو یہ کہ اس میں مقابلہ کرنے کیلئے اپنے تئیں تیار ظاہر کرتا ہے۔ بہت خوب یہی نشان دیکھے

۳۱۳

انجام آتھم صفحہ 311، 317 مندرجہ روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 311، 317 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 162 پر درج ہے

۱۳ نہ اُٹھایا مگر پادریوں کی اطاعت کا جُوا اُٹھا لیا۔ پس اِن معنوں کے رُو سے بھی وہ اَبتر ٹھیرا پھر جیسا کہ بیان کر چکا ہوں اِن معنوں کے رُو سے بھی اَبتر ہُوا کہ اُسوقت سے جو اُسکی نسبت خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنّ شانئک ھوالابتر گویا اُسی دم سے خدا تعالیٰ نے اُسکی بیوی کے رحم پر مُہر لگادی اور اُسکو یہ الہام کھلے کھلے لفظوں میں سُنایا گیا تھا کہ اب موت کے دن تک تیرے گھر میں اولاد نہ ہوگی اور نہ آگے سلسلہ اولاد کا چلے گا اور یقیناً اُسنے اِس الہام کو توڑنے کے لئے اولاد حاصل کرنے کی غرض سے بہت کوشش کی ہوگی مگر وہ کوشش ضائع گئی۔ آخر نامُراد مرا۔ اور ابتر کے ہر ایک معنی اُسپر صادق آگئے۔ اور دُوسری طرف جو میری نسبت وُہ بار بار بددُعائیں کرتا تھا کہ یہ شخص مفتری ہے ہلاک ہو جائیگا اور اولاد بھی مریگی اور جماعت متفرق ہو جائیگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا کہ اِس الہام کے بعد یعنے الہام اِنّ شانئک ھوالابتر کے بعد تین لڑکے میرے گھر میں پیدا ہوئے اور تین لاکھ سے زیادہ جماعت ہوگئی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور کئی علیسائی اور ہندو میری دعوت سے مسلمان ہوئے۔ پس کیا یہ نشان نہیں اور کیا یہ پیشگوئی پُوری نہیں ہوئی! اور یہ کہنا کہ سعد اللہ کے لڑکے کی عبدالرحیم کی دختر سے نسبت ہوگئی ہے اور شادی ہو جائے گی اور اولاد بھی ہوگی یہ ایک خیالی پلاؤ ہے اور محض ایک گپ ہے۔ جو ہنسی کے لائق ہے اور اس کا جواب بھی یہی ہے کہ خدا کے وعدے ٹل نہیں سکتے۔ یہ بات تو اُس وقت پیش کرنی چاہیئے کہ جب شادی ہو جائے اور اولاد بھی ہو جائے۔ بالفعل تو ایمانداری کا یہ تقاضا ہے کہ اِس بات کو منظور کیا جائے کہ جیسا کہ قرآن شریف کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ اِنّ شانئک ھوالابتر

✝ یہ اُسی شخص کی امید ہے جیسا کہ عنقریب عربی نمبر ۴ مرقسری نے مباہلہ کے بعد اپنی نسبت مباہلہ کا اثر یہ ظاہر کیا تھا کہ میرا داماد مرگیا ہے اب اسکی بیوی نے مجھ سے خلع کیا ہے اور اسکو حمل ہو گیا ہے اور اب اسکو لڑکا پیدا ہوگا اور وہ مباہلہ کا اثر سمجھا جائیگا مگر اُن پر یہ ظاہر ہُوا کہ کچھ بھی پیدا نہ ہُوا اور اب تک وُہ باوجود گذرے ہوئے دو برسوں کے نامراد ہی اور ذلت کی زندگی بسر کر رہا ہے اور برخلاف اسکے مباہلہ کے بعد میرے گھر میں کئی لڑکے پیدا ہوئے اور کئی لاکھ انسان نے بیعت کی اور کئی لاکھ روپیہ آیا اور دُنیا کے کناروں تک عزت کے ساتھ میرا نام شہرت ہوگئی اور اکثر دشمن مباہلہ کے بعد مرگئے اور جو اب تک زندہ ہیں آسمانی نشان اُنہیں پر ظاہر ہوئے۔ منہ

تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ 444 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 444 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 162 پر درج ہے

Back

مولوی محمد حسین کے والد کو اگر مسلم ہوتا

حضرت مسیح موعود کے والد کا پیغام

کہے گا۔ ورنہ خود یہ لوگ جو پکار رہا ہے۔ سمجھ جائیں گے کہ جھوٹا ہے۔ کون منصف اس عذر کو سن سکتا ہے۔ کہ ایک مدعی کہتا ہے کہ تمہارا وید ناقص ہے۔ تم یہ احکام دیدسے نکالو۔ اگر ناقص نہیں تم یہ جواب دیتے ہو ہیں فرصت نہیں۔ وید یہاں موجود نہیں۔ بھلا یہ بھی جواب ہے؟ اس جواب سے تو تم جھوٹے ٹھیرتے ہو۔ جس حالت میں ہم پانسو روپیہ نقد دینا کرتے ہیں۔ تو نمونہ کے دیتے ہیں۔ رجسٹری کرا دیتے ہیں۔ تو پھر اگر تمہارا وید بھی کچھ چیز ہے۔ تو کس دن کے واسطے رکھا ہوا ہے۔ اس تین روز کی ہم سے مہلت لے لو۔ پنڈت دیانند کو اپنا مددگار بنالو ہم کو وہ احکام نکالدو جو ہم نیچے قرآن مجید سے نکالکر لکھیں گے۔ یا یہ اقرار کر دو۔ کہ یہ احکام ہمارے نزدیک ناجائز ہیں۔ تب پھر ہمکو ناجائز ہونیکا نمبوار وید سے حوالہ دو۔ ورنہ تم ہمارے ہاتھ سے کہاں بھاگ سکتے ہو۔ اور یہ جو تم محض شرارت سے بارادہ توہین حضرت خاتم الانبیاءؐ کی نسبت بدزبانی کرتے ہو۔ یہ محض تمہاری بداصلی ہے۔ اپنے پر میں ہی تم نے اسطرح کی امانت سب پیغمبروں کی نسبت لکھی ہے۔

ہم کو خدا نے یہ شرف بخشا ہے کہ ہم سب پیغمبروں کی تعظیم کرتے ہیں

اور جیسا کہ خدا نے ہم کو فرمایا ہے۔ نجات سب مخلوقات کی اسلام میں سمجھتے ہیں۔ تم کو اگر حضرت خاتم الانبیاءؐ پر کچھ اعتراض ہے۔ تو زبان تہذیب سے وہ اعتراض جو سب سے بھاری ہو تحریر کر کے پیش کرو۔ ہم تحریر کر دیتے ہیں۔ کہ اگر وہ اعتراض تمہارا صحیح ہوا۔ تو ہزار روپیہ (۱۰۰۰) ہم تم کو دینگے۔ اور تم ایک لاکھ نمونہ کا لکھدو کہ اگر وہ اعتراض جھوٹا نکلا۔ تو سو روپیہ بطور جرمانہ تم ہم کو دو گے۔ اور اب اگر ہماری یہ تحریر سنکر چپ ہو جاؤ۔ اور اس شرط پر بحث شروع نہ کرو۔ تو ہر ایک منصف سمجھ جائیگا۔ کہ وہ سب توہین تم نے بے ایمانی سے کی تھی۔ اکثر لوگوں کا اکثر قاعدہ ہے کہ خفا ہو پڑتے ہیں۔ اور بجھا ہوا چراغ لئے بیٹھے ہو۔ دنیا کو بڑی چیز محمد کہا ہے۔ کہ موت سے ڈرتے نہیں۔ ورنہ ایسے آفتاب کی توہین کرنا جو لوز دنیا کا ہے زہر مرگ ہے۔ جیسے کوئی آدمی کی یہ نشانی ہے۔ کہ جاہلوں کے درود ایسے لوگ گواہ مارتے ہیں۔ مگر جب کوئی دامن پکڑ کر پوچھے کہ ذرا ثبوت دیجو جاؤ تو جہاں سے نکلے تھے وہیں داخل ہو جاتے ہیں۔ اب ہم نیچے وہ احکام قرآن مجید کے لکھتے ہیں۔ کہ جن میں ہمارا یہ دعویٰ ہے۔ کہ وید میں یہ تمام احکام ضرور یہ ہرگز موجود نہیں۔ اسلئے وید ناقص تعلیم ہے۔ اور تم کہتے ہو کہ ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ ہرگز نہیں

اور لعنت اس شخص پر کہ جھوٹا ہے۔

اوّل۔ خدا تعالیٰ کی نسبت جو احکام قرآن مجید کے ہیں۔ خلاصہ آیات کا نیچے لکھتا ہوں۔

(۱) تم خدا کو اپنے جسموں اور روحوں کا رب سمجھو۔ جس نے تمہارے جسموں کو بنایا۔ اُسی نے تمہاری روحوں کو پیدا کیا۔ وہی تم سب کا خالق ہے۔ اس بن کوئی چیز موجود نہیں ہوئی۔

(۲) آسمان اور زمین اور سورج اور چاند اور جتنی نعمتیں زمین آسمان میں نظر آتی ہیں۔ یہ کسی عمل کنندہ کے عمل کی پاداش

حیات احمد، حضرت مسیح موعود کے سوانح حیات جلد دوم نمبر اول صفحہ 25 از یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان

یہ حوالہ صفحہ 163 پر درج ہے

Back

کیا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انکار مکہ کے قریش نے کیا۔ یہودیوں نے کہا کہ یہ وہ مسیح نہیں ہے جس کی آمد کی خبر ہے کہ وہ کسی آئندہ زمانہ میں آویگا۔ بلکہ یہود تو ابتک مسیح کے انتظار میں ہیں۔

اُس شخص نے کہا کہ کیا ہم یہودی ہیں۔ میں نے کہا کہ تم اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھو کہ ہمارے قول و فعل کیسے ملتے جلتے ہیں۔ اسبات پر وہ شخص سخت غضبناک ہوکر کہنے لگا۔ دیکھو جی مرزا رات کو لگائی سے بدکاری کرتا ہے اور صبح کو بے غسل لوڑا بھرا ہوا ہوتا ہے اور کہدیتا ہے کہ مجھے یہ الہام ہوا اور وہ الہام ہوا میں مہدی ہوں مسیح ہوں۔ مجھ جیسا انسان غیرت مند کب روا رکھ سکتا تھا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام (فداہ جانی و روحی و نفسی و اُمی و ابی) کی نسبت ایسا گندہ جملہ سُن سکے۔ بس میں نے اُسکے ایک ایسا تھپڑ مارا کہ اُسکی ٹوپی پگڑی سر پر سے اُتر کر دور جا پڑی اور کہا او مردود دشمن مقبول الٰہی تو ایسا جملہ ناپاک ایسے صادق مصدوق طاہر و مطہر انسان کی نسبت اور میرے سامنے بکتا ہے۔ اور نہیں جانتا کہ میں اُنکا خادم اور مرید ہوں اور وہ میرے آقا اور مرشد اور رہنما ہیں۔ خبردار جو آج سے میرے پاس آیا۔ اور یا مجھ سے ملا مینے

لہ یہ مینہ وہی الفاظ ہیں جو اوس مردود کے مُنہ سے نکلتے ہیں نے وہی الفاظ نقل کر دیئے ہیں۔ تاکہ اُس کا انجام سُنکر لوگوں کو بھی عبرت ہو۔ منہ

یہ حوالہ صفحہ 163 پر درج ہے

تذکرہ المہدی صفحہ 157 از پیر سراج الحق نعمانی قادیانی

Back

محدود معین ہے۔ خاوندوں کی حاجت براری کے بارے میں جو عورتوں کی فطرت میں ایک انقطاعی پایا جاتا ہے جیسے ایام حمل اور حیض نفاس میں یہ طریق بابرکت اُس انقطاع کا تدارک تام کرتا ہے اور جس حق کا مطالبہ مرد اپنی فطرت کی رُو سے کر سکتا ہے وہ اُسے پہنچتا ہے۔ ایسا ہی مرد اور کئی وجوہات اور موجبات سے ایک سے زیادہ بیوی کرنے کیلئے مجبور ہوتا ہے۔ مثلاً اگر مرد کی ایک بیوی تغیرِ عمر یا کسی بیماری کی وجہ سے بدشکل ہو جائے تو مرد کی قوتِ فاعلی جس پر سارا مدار عورت کی کارروائی کا ہے بیکار اور معطل ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر مرد بدشکل ہو تو عورت کا کچھ بھی حرج نہیں کیونکہ کارروائی کی کل مرد کو دی گئی ہے اور عورت کی تسکین کرنا مرد کے ہاتھ میں ہے۔ ہاں اگر مرد اپنی قوتِ مردی میں قصور یا عجز رکھتا ہے تو قرآنی حکم کے رُو سے عورت اُس سے طلاق لے سکتی ہے۔ اور اگر پوری پوری تسلی کرنے پر قادر ہو تو عورت یہ عُذر نہیں کر سکتی کہ دُوسری بیوی کیوں کی ہے۔ کیونکہ مرد کی ہر روزہ حاجتوں کی عورت ذمہ دار اور کاربرار نہیں ہو سکتی۔ اور اس سے مرد کا استحقاق دُوسری بیوی کرنے کے لئے قائم رہتا ہے۔ جو لوگ قوی الطاقت اور متقی اور پارسا طبع ہیں اُن کیلئے یہ طریق نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ بعض اسلام کے مخالف نفس امّارہ کی پیروی سے سب کچھ کرتے ہیں مگر اس پاک طریق سے سخت نفرت رکھتے ہیں کیونکہ ہو جہ اندرونی بے قیدی کے جو اُن میں پھیل رہی ہے اُن کو اس پاک طریق کی کچھ پروا اور حاجت نہیں۔ اس مقام میں عیسائیوں پر سب سے بڑھ کر افسوس ہے کیونکہ وہ اپنے مُسلّم الثبوت انبیاء کے حالات سے آنکھ بند کر کے مسلمانوں پر ناحق دانت پیسے جاتے ہیں۔ شرم کی بات ہے کہ جن لوگوں کا اقرار ہے کہ حضرت **مسیح** کے جسم اور وجود کا خمیر اور اصل بجز اپنی ماں کی جہت سے وُہی کثرتِ ازدواج ہے جس کی حضرت **داؤد** (مسیح کے باپ) نے نہ دو نہ تین بلکہ سو بیوی تک نوبت پہنچائی تھی وہ بھی ایک سے زیادہ بیوی کرنا زنا کرنے کی مانند سمجھتے ہیں اور اس پُر خُبث کلمہ کا نتیجہ جو حضرت **مریم**

آئینہ کمالات اسلام صفحہ 282 مندرجہ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 282 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 164 پر درج ہے

Back

جاہلیہ کا زمانہ ہے یہ وہی زمانہ تھا اور جس ساعت کے یہ لوگ منتظر ہیں اس کا تو ابھی کہیں پتہ بھی نہیں ہے ایک پہلو سے اول مسیح کے وقت یہودیوں نے بدبختی لے لی اور دوسرے وقت میں نصاریٰ نے بدبختی کا حصہ لے لیا مسلمانوں نے بھی پوری مشابہت یہود سے کرلی۔ اگر ان کی سلطنت یا اقتدار ہوتا تو وہ بھی اسی کے ساتھ بھی مسیح والا معاملہ کرتے۔

نشانوں کے ظہور کا وقت

جس طرح کھاگلو بھینس کا دودھ نکالنا بہت مشکل ہے اسی طرح خدا کے نشان بھی سخت تکلیف کی حالت میں اترا کرتے ہیں جیسے حضرت موسیٰ کو بنی اسرائیل نے کہا تھا کہ اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ (الشعراء : ۶۲) وہ ایسا سخت مشکل کا وقت تھا کہ آگے سے بھی اور پیچھے سے بھی ان کو موت ہی موت نظر آتی تھی سامنے سمندر اور پیچھے فرعون کا لشکر۔ اس وقت موسیٰ نے جواب دیا كَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ (الشعراء : ۶۳)

پس ایسی ضرورتوں اور ابتلا کے اوقات میں نشان ظاہر ہوا کرتے ہیں جبکہ ایک قسم کی جان کندنی پیش آجاتی ہے چونکہ خدا کا نام غیب ہے اس لئے جب نہایت ہی اشد ضرورت آپڑتی ہے تو امور غیبیہ ظاہر ہوا کرتے ہیں لیکھرام کے قتل کی طرز اور وضع اور وقت اور تاریخ وغیرہ سب کچھ کس صفائی سے بتلایا گیا۔ مگر بے ایمانوں کے واسطے تھوڑا سا شبہ اور ایمان والوں کے واسطے تھوڑی سی بات ایمان کے لئے باقی رکھ لی تھی بے ایمانی کی بات ہی ہوئی جو کہا کہ شاید ان کی جماعت میں سے کسی نے اس کو قتل کردیا ہو۔

(بعد از نماز مغرب)

بعد ادائے نماز مغرب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حسب معمول اجلاس فرما ہوئے تو قادیان میں جو چوڑھوں میں چند عورتیں مرگئے ہیں بہ ایں وجہ کہ ان ایام میں انہوں نے کچی بلاک شدہ بھینسیں کھائی تھیں ان کا ذکر ہو کرتے ہوئے آخر طاعون کا تذکرہ ہو پڑا فرمایا :-

خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہو

ایک بار مجھے الہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا اپنے وعدہ کے موافق اور بھر یہ بھی تھا۔ "اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ"

ملفوظات جلد دوم صفحہ 428 طبع جدید از مرزا قادیانی	یہ حوالہ صفحہ 165 پر درج ہے

Back

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ عید الفطر

خوشی میں غم اور غم میں خوشی کا خیال رہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۷ جنوری ۱۹۳۴ء

ما بہ الامتیاز

ایک حد تک اشتراک

اجمالی رنگ

تفصیلات اور ان کی اہمیت

زمین و آسمان میں

جسم کا ہر حصہ بالکل ننگا

نام دونوں کا لباس ہے

امیر غریب الگ الگ

سب سے زیادہ عابد تختیوں والے

روزنامہ اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ 24 جنوری 1934ء

یہ حوالہ صفحہ 165 پر درج ہے

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

ٹیلیفون نمبر ۱

روزنامہ

الفضل قادیان

خطبہ نمبر ۲۸

THE DAILY ALFAZL, QADIAN

شرح چندہ پیشگی

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

جلد ۲۶ مورخہ ۵ رجب ۱۳۵۷ھ یوم چہارشنبہ مطابق ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء نمبر ۲۰۰

مدینۃ المسیح

قادیان ۳۰ اگست ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ... شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ ... آج حضور ... اور سر درد کی تکلیف رہی۔ ... خدا تعالیٰ کے فضل سے طبیعت اچھی ہے۔

حضرت ام المومنین اطال اللہ بقاءہا کے متعلق آج کی ... رپورٹ مظہر ہے کہ حضرت ممدوحہ کو سر درد کی ... آپ کو ... مسہل دیا گیا ہے ... احباب دعائے صحت کریں۔

صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لاء ... مرزا شریف احمد صاحب کے متعلق آج ... اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ان کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

[illegible]

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اولیاء اللہ کے دشمنوں کے پاس صرف لفاظی اور زبانی قیل و قال رہ جاتی ہے

... انکار اولیاء اور ان سے دشمنی رکھنا اصل انسان کو غفلت اور دنیا پرستی میں ڈالتا ہے اور پھر اعمال حسنہ اور اقوال صدق اور اخلاص کی راہ سے توفیق چھین لیتا ہے ... سلب ایمان کا موجب ہو کر دینداری کی اصل حقیقت اور مغز سے اس کو بے نصیب اور بے بہرہ کر دیتا ہے اور یہی معنے ہیں اس حدیث کے ... خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو میرے ولی کا دشمن بنتا ہے تو میں اس کو کہتا ہوں کہ بس اب میری لڑائی کے لئے تیار ہو جا۔ اگرچہ اول عداوت میں ... [illegible]

[illegible]

اور اس باغ کو جلانا چاہتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے طیار کیا ہے۔ تو اس صورت میں ... نبوت کی بنیاد ... دشمن ہو جاتا ہے اور سب سے پہلے دولت ایمان اس سے چھین لیا جاتا ہے تب ... کی طرح صرف لفظی اور زبانی قیل و قال اس کے پاس رہ جاتی ہے ... [illegible]

روزنامہ اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ 31 اگست 1938ء

Back

۶ نمبر | روزنامہ الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء | جلد ۲۶

اور مجھے بھروسہ منافق غلط قرار دے سکتے ہیں۔ اس لئے آپ ہی آپ ایک بات قرآن کریم میں لکھ دی۔ حالانکہ اسے چاہئے تھا۔ وہ پہلے ان منافقوں سے مشورہ لیتا اور پوچھتا کہ منافق کون ہوتا ہے۔ پھر جو قرینے یہ بتاتے اسے قرآن میں نازل کرتا۔ لیکن اس قدر اعتراضات کرنے کے باوجود ہر خط میں بڑا اخلاص بھی ظاہر کیا ہوتا ہے۔ اور لکھا ہوتا ہے۔ بھسلسلہ کے خادم ہیں۔ مگر

اس کی سلسلہ سے محبت کا اندازہ اسی سے ہو سکتا ہے۔ کہ ایک خط میں جس کے متعلق اس نے تسلیم کیا ہے کہ وہ اس کا لکھا ہوا ہے۔ اس پر یہ تحریر لکھا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ اور اول المؤمنین کہہ کر بھی یاد کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے یہ بھی فرمایا ہو تو ناراضگی۔ تو اس میں خرچ کیا ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض نہیں۔ کیونکہ وہ تو بھی بھی یہ کہا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض تو رجوع خلیفہ پر ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت نہ نیا رہتا ہے۔ اس اعتراض سے پتہ لگتا ہے۔ کہ یہ شخص سلسلہ کا ہمدرد ہے۔ اس لئے کہ ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ اعتقاد ہے۔ کہ آپ نبی اللہ تھے۔ کہ یہ بیماری اس بات کو نہیں مانتے اور وہ آپ کو صرف رسول سمجھتے ہیں۔

تو جب کوئی شخص ایک سچائی پر اعتراض کرتا ہے۔ تو اسے تائید دوسری سچائیوں پر بھی کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً میری صاحب کو سب سے پہلے میری خلافت میں خامیں نظر آئیں۔ اب اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ پر بھی ان کا حملہ ہو۔ کیونکہ جس طرح میں نے خلیفہ ہوں وہ بھی خلیفہ تھے۔ جس طرح میں یہ کہتا ہوں۔ کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا۔ اسی طرح آپ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور کسی انسان کی یہ طاقت نہیں۔ کہ مجھے خلافت سے معزول کر دے۔ پھر آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص میری خلافت پر اعتراض کرے گا۔ وہ ابلیس بن جائے گا۔ اور جب میں مر جاؤں گا۔ تو پھر وہی کھڑا ہوگا۔ جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کرے گا۔

پس جب انہوں نے بھی یہی باتیں کہی ہیں۔ تو حضرت اپنے دل میں سوچتا وہ کہتا ہے۔ اگر حضرت خلیفہ اول رضؓ کی باتیں صحیح تھیں۔ تو موجودہ خلافت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور اگر موجودہ خلافت قابلِ اعتراض ہے۔ تو حضرت خلیفہ اول رضؓ کی خلافت بھی باطل ہے۔ اور چونکہ اس کے دل میں بغض بھرا ہوا ہے۔ اس لئے وہی اعتراض جو وہ پہلے کرتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ پر بھی کر دیتا ہے۔ اور اس طرح ان کی خلافت کا بھی مضر ہو جاتا ہے۔ پھر اس سے اور سب وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آئی ہوئی نیوں کو دیکھتا ہے جو آپ نے میرے سلسلہ فرمائیں۔ آپ کی ان دعاؤں کو پڑھتا ہے۔ جو آپ نے میرے لئے اور اپنی باقی تمام اولاد کے لئے کیں۔ تو اسے کہنا پڑتا ہے۔ یہ بھی غلط ہی ہیں۔ وہ پیشگوئیاں سنتا اور کہتا ہے۔ یہ پوری نہیں ہوئیں۔ اور دعاؤں کا کوکھتا ہے تو کہتا ہے۔ ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعائیں بیشک کی تھیں مگر وہ قبول نہیں ہوئیں۔ ان کو بھتوں کی دعائیں تو قبول ہو جائیں۔ لیکن اگر وہ دعائیں قبول نہ ہوں۔ تو خدا کے مسیح اور اس کے نبی کی! اپنے خلق تو ہی کا یہ دعوے ہے۔ کہ وہ بار بار کہتے ہیں۔ ہم دعا کریں گے۔ اللہ ہمیں قبول فرمائے گا۔ اللہ مسیحیوں کی منتا ہے۔ مگر وہ مسیح جو ہی نعوذ باللہ اللہ کے قانون کے مطابق کذاب اور دجال تھا۔ کہ خدا نے اس کی دعاؤں کو رد کر دیا۔ وہ دعا جو قابلِ

بناتوں اور یہ باتوں کی۔

بصیرہ کہنے والا مجھے کہتا ہے تو بہ جماعت سے نذرانے

وصول کر کر کے اسے غریب کر دیا۔ تم اسوقت یہاں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہو۔ کیا تم میں سے کوئی ایک شخص بھی قسم کھا کر کہہ سکتا ہے۔ کہ میں نے کبھی ایک پیسے کا بھی اس سے فائدہ اٹھایا ہو۔ میرا طریق ہمیشہ یہ ہے کہ بعض دوست میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہم فلاں چیز آپ کے لئے لانا چاہتے ہیں۔ وہ کسی سائل کو دی ہو۔ مثلاً برف کا کیا سائل ہو۔ یا چمڑا ہیں کہتا ہوں کی ہوں۔ مگر میں کبھی انہیں جواب نہیں دیتا۔ سوائے اس کے کہ بعض وقت کوئی پیچھے پڑ کر پاؤں کا ناپ لے لے تو یہ دوسری بات ہے۔ ورنہ میں نے کبھی کسی کو ایسی باتوں کا جواب نہیں دیا۔ بلکہ بعض تو کئی کئی خط لکھتے ہیں۔ اور جب میں جواب نہیں دیتا تو وہ شکایت کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں شاید میں ان کے خطوں کا اس لئے جواب نہیں دیتا۔ کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہوں۔ حالانکہ کبھی جواب اسلئے نہیں دیتا۔ کہ یہ بات میری طبیعت کے خلاف ہے۔ اور میں اسے بھی سوال کا ایک جھگ سمجھتا ہوں۔ ہاں اگر کوئی دوست خود بخود کوئی تحفہ دے جائے تو میں اسے رد بھی نہیں کرتا۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے یہ ثابت ہے۔ کہ آپ ایسے تحائف قبول فرمایا کرتے تھے۔ فرمایا بھی ہے۔ کہ بغیر سوال نفس بغیر نفس کی خواہش کے اگر کوئی شخص تحفہ دے تو اسے قبول کر لو۔ پس اگر اللہ تعالیٰ فیہ اللہ تعالیٰ کے اس میں برکت ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ایسے تحائف قبول کر لیا کرتے تھے۔ تو خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جو تحائف قبول کیا کرتے تھے آپ کی کوئی مثال بھی نہیں ملتی۔ پھر آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں کوئی اجر نہیں مانگتا۔ ایسی صورت میں مجھا میں سے اگر کوئی اپنی مرضی سے بطور ہدیہ کچھ پیش کرے۔ تو آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔ تو آپ اسے قبول فرمالیتے۔ اور اگر کوئی شخص اپنی مرضی سے خدمت کرتا تھا۔ پھر اس کا احسان مانتا ہے۔ تو دلی بے ایمان ہے اور گمراہ شخص اور کون ہو سکتا ہے۔ جب اسے کہا گیا تھا۔ کہ کچھ روپیہ بھی طرما میں ہمیشہ کہتا رہتا ہوں۔ کہ مجھے کچھ نہیں ہے۔ اور اگر کوئی مجھ سے کچھ لانے کے لئے پوچھتا بھی ہے تو میں اسے جواب نہیں دیتا۔ ایسی حالت میں بغیر میری خواہش کے اگر کوئی شخص مجھے نذرانہ دیتا ہے۔ تو وہ اپنی مرضی سے دیتا ہے۔ میں نے کبھی کسی سے نذرانہ نہیں مانگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے ایام میں سیالکوٹ کے ایک زمیندار دوست نے میرے ہاتھ پر کچھ روپے رکھ دیئے۔ مجھے یاد ہے۔ کہ میں بہت شرم کے مارے میرا جسم پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اور میں اس مجلس سے بھاگا۔ اور سیدھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہنچا۔ اور وہ روپے آپ کے سامنے پیش کر دیئے۔ اور شکایت کی کہ ایک شخص نے آداب میرے ہاتھ پر یہ روپے رکھ دیئے ہیں۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے محسوس کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ مجھے اس کا فعل اچھا نہیں لگا۔ فرمایا نہیں اس کے ہدیے کی رد نہ کرنی چاہئے۔ اس نے جو کچھ کیا ہے۔ بہتر سمجھ کر ہی کیا ہے۔ آپ نے ہنگ کر لے کے حوالہ نہیں کیا۔ حدیث میں بھی آیا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے کچھ دے۔ تو وہ لے لو۔ چنانچہ اب اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے مجھے کچھ دے دیتا ہے۔ تو میں لے لیتا ہوں۔ وہ مانگنے کے الفاظ سے کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا۔ میں نے کبھی کسی سے کچھ نہیں مانگا۔ باقی رہے۔ چندے ۳ اگر میں نے اپنے لئے جائداد نذر کے لیتے ہوتے تو پھر شاید

روزنامہ

الفضل

قادیان

ایڈیٹر ڈاکٹر بشیر احمد صاحب

جلد ۲۵ | ۲۰ ماہ امان ۱۳۱۷ ہش | ۲۶ ربیع الثانی ۱۳۵۷ ہجری | ۲۰ مارچ ۱۹۳۸ء | نمبر ۶۷

مدینۃ المسیح

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ

تازہ رویا و کشوف

از حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب

فرمایا۔ جمعہ کا دن ہوا ہے۔ میں نے رویا میں دیکھا کہ میں کسی انگریز ڈاکٹر کے پاس جاتا ہوں۔ میرا سلام ہوتا ہے کہ کیسے آنا ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ آپ سے دوا لینی ہے۔ اس سلسلے میں عادت رہی ہے کہ میں بعض دفعہ ڈاکٹر یعنی بعض عزیزوں کو لے جاتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں ضروری ہے کہ میں ساتھ جاؤں۔ میں نے جاکر بتاتی ہیں کہ فلاں قسم کی دوا استعمال کی جائے۔ اور فلاں فلاں باتوں کی طرف خاص خیال رکھا جائے۔ بیان کرنے کے بعد میں نے اسے کہا کہ میں آپ سے کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا کہ ہاں پوچھو۔ میں نے کہا کہ دیکھو بیماری ہے۔ لیکن ایک بات رکھنی ہے۔ میں نے کہا ہوں کہ ایک بات پوچھنی ہے۔ اور اس کے سامنے رکھا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک ضروری بات پوچھنی ہے۔ اس نے کہا کہ ایک ضروری بات پوچھنی ہے۔ اس کے سامنے ایک فہرست ہے۔ جو کہ ایک مطلب ہے۔ یہ کہ آپ کو مطلب ہے۔ یہ کہ ان باتوں کو مکمل کرنے کے لئے علاوہ نوٹ بک جو اس کے متعلق آپ کے اطلاع ہے۔

اس وقت میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ بھی ہے۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ بھی ہے۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ بھی ہے۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ بھی ہے۔

حضرت نے تعبیر کرتے ہوئے فرمایا۔ سلام ہوتا ہے کہ کسی دوا کے بھیجنے کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ کوئی دوا بھیجی جا رہی ہے۔ اس کے متعلق ہدایات دی جا رہی ہیں۔ اس کے متعلق ہدایات دی جا رہی ہیں۔ اس کے متعلق ہدایات دی جا رہی ہیں۔

ایڈیٹر ڈاکٹر بشیر احمد صاحب قادیان

جو کہ ایک دوسرے کے قریب ہوتے جا رہے ہیں۔ اس میں سے ایک دوسرے پر اس طرح گر رہے ہیں جیسے طرح کہ حوا جو تھی کے جمع ہوتے ہیں جب ایک دوسرے پر کودنے کی کوشش کرتے ہیں تو میں نے دیکھا کہ دوسرے لے اوپر گرنے والے بچھو کو زور سے ڈنگ مار رہا تھا۔ وہ اچھل کر مارنا چاہتا تھا۔ پھر اس نے دوسرے کی طرف توجہ کی جو اسے چمٹا ہوا تھا۔ اور دوسرے نے بھی اس کے جواب میں آگ کا شعلہ نکلنا شروع کر دیا۔ اور وہ دونوں شعلوں کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ لڑائی کرنے لگ گئے۔ اس کے بعد کچھ اور بچھو پیدا ہو گئے۔ ان کے قد بھی اسی طرح ساتھ کے قریب ہیں۔ بعد ازیں نے بھی آگ کے شعلوں سے لڑائی شروع کر دی۔ اور ان کے شعلوں کا نظارہ نہایت ہی ہولناک ہے۔ میں نے دیکھا کہ کیا ہم ایک بچھو کے پیٹ کھولا۔ اور آدمی کی شکل دکھائی کوئی۔ اور اس نے اسی طرح کی طرف چڑھنا شروع کیا جہاں میں بیٹھا تھا۔ میں گھبرا کر وہاں سے چل پڑا جو۔ اس وقت مجھے پیچھے کی طرف سے آواز آئی ہے معلوم نہیں کہ وہ فرشتے کی آواز ہے یا کسی کی۔ قرآن پڑھو۔ قرآن پڑھو۔ اس آواز نے مجھے آگے ہی بڑھنے پر مجبور کر دیا جس کے قرآن شریف بلند اور سریلی آواز سے پڑھنا شروع کر دیا۔ میں نے محسوس کیا کہ میری آواز نہایت شریلی اور بلند ہے دوسرے اس طرف سے گذرتا ہوں۔ میری آواز بہادر بچوں اور بچیوں میں سے پھیل گئی ہے۔ گویا سارے ہی پھیل رہی ہے۔ اور جس کے کانوں میں وہ آواز پڑی ہے اور جس نے قرآن شریف پڑھنے لگ جاتا ہے۔ اور وہ آواز جاری طرف سے قرآن کریم پڑھنے کی صدائیں میرے کانوں میں آ رہی ہیں۔ میری آواز کے بعد میں نے محسوس کیا کہ کوئی عورت بھی قرآن کریم پڑھ رہی ہے۔ اور وہ عورت میرے بائیں طرف ہے۔ اور وہ میرے ساتھ ساتھ پڑھ رہی ہے۔ اور جب میں نے اس کی طرف دیکھا تو وہ ایک بڑھیا عورت تھی۔ اور اس کے منہ میں دانت نہیں تھے۔ اور اس کی آواز بہت ہی بلند تھی۔ اور وہ میرے ساتھ ساتھ پڑھ رہی تھی۔ اور میں نے اس کو دیکھا کہ وہ بہت ہی خوبصورت ہے۔ اور اس کے چہرہ پر نور برس رہا ہے۔ اور اس کے کپڑے بہت ہی صاف ستھرے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پڑھتی ہے۔ اور میں نے اس کو دیکھا کہ وہ بہت ہی خوبصورت ہے۔ اور اس کے چہرہ پر نور برس رہا ہے۔ اور اس کے کپڑے بہت ہی صاف ستھرے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پڑھتی ہے۔ اور میں نے اس کو دیکھا کہ وہ بہت ہی خوبصورت ہے۔ اور اس کے چہرہ پر نور برس رہا ہے۔ اور اس کے کپڑے بہت ہی صاف ستھرے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ پڑھتی ہے۔

یہ حوالہ صفحہ 166 پر درج ہے

۱۱۔ کیا حضرت مسیح موعود نے بھی کبھی کسی کا بائیکاٹ و مقاطعہ کیا۔ یا مخالفین آپ کو دکھ و تکالیف دیتے رہے۔ آپ کے ماننے والوں پر عرصہ زمین کو وسیع کر کے راستوں عام راستوں پر گزرنے سے روکتے رہے۔ آپ کے ماننے والوں کا بائیکاٹ و مقاطعہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ بعض احمدیوں کو سرزمین کابل میں بڑی بے رحمی سے سخت سے سخت تکالیف کا نشانہ بنا کر سنگسار کیا گیا۔

۱۲۔ پھر کیا حضرت خلیفہ اول نے بھی کبھی اپنے معترضین کا بائیکاٹ کیا یا خلفاء راشدین کے نقش قدم پر چل کر اپنی بریت کرتے رہے۔

بائیکاٹ و مقاطعہ سے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی لازم آتی ہے اس لئے خدا تعالیٰ کے ماننے والے کفار اور باطل پرستوں کے خلاف بائیکاٹ و مقاطعہ کو اختیار نہیں کر سکتے۔

مباہلہ جائز ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تین حوالجات پیش خدمت ہیں۔ اس میں زنا کے الزام پر مباہلہ کرنے کی پوری پوری وضاحت موجود ہے۔ اس سے یہ ثابت ہے کہ زنا کے الزام لگانے والے خواہ چار گواہ پیش نہ بھی کریں۔ تو وہ میدان مباہلہ میں نکل آئیں۔ تو ان سے مباہلہ کرنا چاہیئے چنانچہ حضرت کا حکم ملاحظہ فرمائیے۔

"مباہلہ صرف ایسے شخص سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع

اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو سخت اور زانی قرار دیتے ہیں۔"

(الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء)

۲۔ "دوم اس خیال کے ساتھ جو بے ثبوت کسی پر تہمت کسی پر لگا کر اور اس کو ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً ایک مستور عورت کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ عورت زانیہ ہے۔ کیونکہ میں نے بچشم خود اس کو زنا کرتے دیکھا ہے یا مثلاً ایک شخص کو کہتا ہے کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شراب خور ہے کیونکہ بچشم خود اسے شراب پیتے دیکھا ہے۔ تو اس حالت میں بھی مباہلہ جائز ہے کیونکہ اس جگہ کوئی اجتہادی اختلاف نہیں۔ کیونکہ ایک شخص اپنے یقین اور رؤیت پر بنا رکھ کر ایک مومن بھائی کو ذلت پہنچانا چاہتا ہے۔"

(الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء)

۳۔ "یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا ہے۔ اگر میں اس بے بنیاد افتراء کے لئے مباہلہ نہ کرتا تو اور کیا کرتا؟"

(تبلیغ رسالت جلد ۶ صـ)

خلیفہ صاحب کی عیاری

خلیفہ صاحب ربوہ نے جب یہ دیکھا کہ میری بدچلنی کا بھانڈا چوراہے میں پھوٹ رہا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نوسو کی نوچن میں چار گواہوں کی بھی ضرورت نہیں اور کہیں احمدی جماعت کے افراد

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین بلتانی
یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

Back

۲۵

مجھے مباہلہ کے لئے تیاری شروع نہ کروا دیں۔ فوراً کل چاہکدستی سے بیترا یوں بلا کر میں مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ مگر گمنام شخص دعوت مباہلہ دے رہا ہے۔ اس لئے اس سے مباہلہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اور ۹ ۵ء کے الفضل میں گواہیوں کو رد کرتے ہوئے میاں زاہد کی گواہی کو سراہا اور یوں فرمایا۔

"کہ مجھے کسی اور سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ میرے لئے میاں زاہد کی گواہی اپنا حافظہ کافی ہے"

(الفضل ۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۵۵ء)

الفضل ۱۴ جولائی ۱۹۵۶ء میں میاں محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ نے یہ بھی شکوہ فرمایا ہے کہ ہر عقل مند انسان سمجھ سکتا ہے کہ گمنام شخص سے مباہلہ کون کر سکتا ہے"

(الفضل ۱۴ جولائی ۱۹۵۶ء)

میاں زاہد سے میری بیویاں پردہ نہیں کرتیں۔

چونکہ خلیفہ صاحب کو اپنے حافظہ پر ناز ہے۔ سبحان اللہ ان کے اس کی کیا بات ہے۔ حفظ ماتقدم کے طور پر یاد کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔ ہاں! یہ بھی میاں زاہد ہیں جن کو آپ نے مورخہ الفضل میں فرمایا تھا کہ میری بیویاں میاں زاہد سے پردہ نہیں کرتیں۔ الفضل ہی عرض کر دیا تھا۔ یہ دونوں صورتیں میاں اپنے ہو ہی کریں جن کے میاں بنے ظاہر ہے اس لئے تم سے ملاحظہ کیجئے۔

۳۶

شہادت ہمبرا

فاستشہدوا شہیدین من رجالکم

چیلنج مباہلہ

بنام میاں محمود احمد خلیفہ قادیان

صدق و کذب میں فیصلہ کا آسان طریق

اب میاں زاہد صاحب کا بیان مباہلہ بغیر تبصرہ کے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اور میاں محمود احمد صاحب ان کی گواہی از خود تسلیم کر چکے ہیں اس لئے آپ بغیر کسی تاویل کے حضرت مسیح موعود کے فتویٰ کی روشنی میں اس مباہلہ کو قبول فرمائیے۔ "مباہلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین کی بنا کر دوسرے کو مفتری اور دروغ گو قرار دیتے ہیں۔ (اخبار الحکم)

یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین بلتانی

کیونکہ آپ عجیب وغریب تفرقہ انگیز فتوی شائع کیا کہ تمام روئے زمین کے کلمہ گو مسلمان کافر ہیں۔ ان کے پیچھے نماز قطعی حرام ہے۔ ان کے اذان کے معصوم بچوں کا جنازہ تک پڑھنا جائز اذان سے کوشت۔ ذبائح حرام ہے صادر فرمانے کی وجہ سے مسلمانوں میں خصوصاً۔ اور باقی دنیا میں عموماً کافی شہرت رکھتے ہیں۔ آنجناب کا دعویٰ ہے۔ کہ آپ خدا کے مقرر کردہ خلیفۃ المسلمین ہیں۔ اور خدا نے ہی آپ کو دنیا کی ہدایت واصلاح کے لئے مامور فرمایا ہے اور اگر فی زمانہ کوئی روحانیت کا مجسم نمونہ اور اسلام کا سچا حامی علمبردار ہے۔ تو وہ آپ کی ذات والاصفات ہے۔

خلافت مآب کے اس عظیم الشان دعاوی نے ایک دنیا کو حیرت میں ڈال رکھا تھا۔ لیکن یہ کیونکر ممکن تھا کہ اس قادر مطلق خبیر وعلیم جس سے کوئی نہاں در نہاں فعل پوشیدہ نہیں۔ اور جس نے ابتدائے عالم سے مخلوق کو گمراہی سے بچانے کے سامان پیدا کئے اور بالآخر ہمارے سرورِ انبیاء سید الکونین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا۔ کسی ایسے شخص کو زیادہ مہلت دیتا جو اس کے اور اسکے پاک رسولؐ کے نام کی آڑ میں بندگان خدا کو گمراہ کر رہا ہو۔ آج اس سبب تلاسب کے پیدا کردہ یہ سامان ہیں کہ خود خلیفہ قادیان کے مخلص مرید آنجناب کے چشیدہ رازوں کا انکشاف کر رہے ہیں اور عرصہ سے خلافت مآب کو اب پشتر ازیں ہر مخالف کو مباہلہ کے لئے بلایا کرتے تھے ان سے مشتبہ چال چلن پر مباہلہ کی دعوت دے رہے ہیں

مگر آج تک ہی دعا قبول پاکیزگی اور تعلق باللہ کے مدعی کو میدان میں آنے کی جرأت نہیں

خاکسار اپنے فرض سے سبکدوش ہونے کے لئے اور دنیا پر حقیقت کو بے نقاب اور جملہ برادرانِ اسلامی کی آگاہی کے لئے بذریعہ اشتہار ہذا اس امر کی اطلاع دیتا ہوں۔ کہ یہ عاجز بھی عرصہ سے خلافت مآب کو یہی چیلنج دے رہا ہے کہ اگر ان کی ذات پر عائد کردہ الزامات غلط ہیں تو وہ میدان مباہلہ میں آکر اپنی روحانیت صداقت کا ثبوت دیں مگر خلافت مآب نے آج تک ہی چیلنج کو قبول ہی نہیں کیا۔ آج پھر اتمام الحجت بذریعہ اعلان ہذا ہیں خلیفہ قادیان کو چیلنج دیتا ہوں کہ ان کے دعاوی میں ذرہ بھر بھی صداقت ہے تو اپنے چال چلن پر الزامات کے خلاف دعا مباہلہ کریں تاکہ فریقین میں سے جو جھوٹا اور کاذب ہو وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جائے اور دنیا اس مباہلہ کے نتیجے سے حق و باطل میں فیصلہ کر سکے۔

کیا میں امید کروں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مماثلت کا دعویٰ کرکے۔ اہل اسلام کے دلوں کو مجروح کرنے والا اور تمام انبیاء کی پیش گوئیوں کا مصداق ہونے کا دعوے دار اس دعوتِ مباہلہ کو قبول کرکے اپنی صداقت کا ثبوت دے گا

ذیل میں یہ عاجز اس ہستی کا فتویٰ درج کرتا ہے جس کے قائم مقام ہونے کا خلافت مآب کو دعویٰ ہے اور جس کو آپ بعد آنحضرت صلی

یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین ملتانی

۲۹

اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تسلیم کرتے ہیں۔ تاکہ خلیفہ صاحب یہ کہنے کی جرأت نہ کرسکیں کہ ایسا مباہلہ جائز نہیں۔

مباہلہ ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر دوسرے کو مفتری اور زانی قرار دیتے ہیں

(اخبار الحکم)

خاکسار خلیفہ قادیان کا ایک سابق مرید محمد اسحاق (اخبار مباہلہ قادیان)

شہادت نمبر ۲

چونکہ شریعت نے عورتوں کو پردے کی اجازت دی ہے اس لئے اس نام کو بے پردہ نہیں کہا گیا۔ اس کی فی الحال ضرورت تو نہ تھی۔ لیکن اس خوف سے کہ خلیفہ صاحب کو مثال سوال کا موقع نہ ملے کہ عورتوں کی گواہی کسی کی بھی نہیں اسلئے مباہلہ نامی اخبار قادیان میں بیان شائع ہوا ہے وہ ایک احمدی قادیانی خاتون کا ہے۔ وہ پیش خدمت ہے۔

ایک احمدی[1] خاتون کا بیان

میں میاں صاحب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں اور لوگوں میں میں ظاہر کر دینا چاہتی ہوں۔ کہ وہ کیسی روحانیت رکھتے ہیں۔ میں کشائی

---

[1] مباہلہ قادیان نے ساتھ ہی یہ لکھ دیا کہ ہمارے نزدیک قادیانی خاتون کی بہت قابل اعتماد ہے۔ جس نے میں لکھ دیا ہے اگر خلیفہ صاحب مباہلہ پر آمادہ ہوں تو نام کا اظہار تو کوئی اچھی بات ہے

سیلیوں سے سُنا کرتی تھی کہ وہ بڑے زبانی شخص ہیں۔ مگر غلبہ نہیں آج تھا کیونکہ ان کی موسمانہ صورت اعلیٰ نہیں ہوتی تھی۔ ہر گز یہ اجازت نہ دیتی تھیں کہ ان پہ ایسا الزام لگایا جاسکے۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ میرے والد صاحب نے جو ہر کام کے لئے حضرت سے اجازت حاصل کیا کرتے تھے اور بہت مخلص احمدی ہیں۔ ایک رقعہ حضرت صاحب کو پہنچانے کے لئے دیا۔ میں نے اپنے ایک کام کے لئے اجازت مانگی تھی خیر میں رقعہ لے کر گئی۔ اس وقت میاں صاحب نئے مکان (قصر خلافت) میں مقیم تھے۔ میں نے اپنے ہمراہ ایک لڑکی لی جو وہاں تک میرے ساتھ گئی۔ اور ساتھ ہی واپس آگئی۔ چند دن بعد مجھے پھر ایک رقعہ لے کر جانا پڑا۔ اس وقت بھی وہی لڑکی میرے ہمراہ تھی۔ جونہی ہم دونوں میاں صاحب کی نشست گاہ میں پہنچیں تو اس لڑکی کو کسی نے دھچکے سے آواز دی۔ میں اکیلی رہ گئی۔ میں نے رقعہ پیش کیا۔ اور جواب کے لئے عرض کیا۔ مگر انہوں نے فرمایا کہ میں تم کو جواب دے دوں گا مگر اوّل۔ باہر ایک دو آدمی میرا انتظار کر رہے ہیں۔ ان سے مل آؤں۔ مجھے یہ کہہ کر اس کمرے کے باہر کی طرف چلے گئے اور چند منٹ بعد مجھے کہ تمام کمروں کو اچھا طرح کھنگال دیا اور اس کا بھی باہر والا دروازہ بند کر دیا اور پھر تنہائی میں جس کمرے میں میں تھی وہ اندر کا ہوتا تھا۔ میں یہ حالت دیکھ کر سخت گھبرائی اور طرح طرح کے خیال دل میں آنے لگے۔ آخر میاں صاحب نے مجھ سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مجھ سے بُرا فعل کرانے

کو کہا۔ میں نے انکار کیا۔ آخر زبردستی انہوں نے مجھے پلنگ پر گرا کر میری عزت برباد کر دی اور ان کے منہ سے اس قدر بُو آ رہی تھی کہ مجھ کو چکر آ گیا اور وہ گھنٹہ بھی ایسی کرتے تھے کہ بازاری آدمی بھی ایسی نہیں کرتے ممکن ہے۔ جسے لوگ شراب کہتے ہیں۔ انہوں نے پی ہو۔ کیونکہ ان کے ہوش و حواس بھی درست نہیں تھے۔ مجھ کو دھمکایا کہ اگر کسی سے ذکر کیا تو تمہاری بدنامی ہوگی۔ مجھ پر کوئی شک بھی نہ کرے گا۔"

الفضل حضرت مرزا غلام احمد (مسیح موعود) کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تصویر

شہادت نمبر ۳

خاکسار پرانا قادیان ہے اور قادیانی کا ہر فرد بشر مجھے خوب جانتا ہے۔ ہجرت کا شوق مجھے بھی دامنگیر ہوا۔ اور میں قادیان ہجرت کر آیا قادیان میں حکومت انتظار کی بغلیفۃ قادیان کے محکمہ قضاء میں بھی کچھ عرصہ کام کیا۔ مگر دل میں آزاد روزگار کی تھی اور اخلاص مجبور کرتا تھا کہ اپنا کاروبار شروع کر کے خدمت دین بجا لاؤں۔ چنانچہ خاکسار نے احمدیہ دفاتر کے نام ایک دواخانہ کھولا۔ جس کے اشتہارات عموماً اخبار الفضل میں شائع ہوتے رہے ہیں۔ مگر میں یہ کہوں تو بجا ہوگا کہ قادیان کی رہائش میری حیثیت کو زائل کرنے کا باعث ہوئی۔ اور قادیانی جماعت کی طرح دور دور ہی رہتا تھا۔ آج مجھے اس تجلی کی

یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین القاسمی

کے ایکسرے کے سربستہ رازوں کا انکشاف نہ ہوتا۔ یا اگر میں خاص قادیان میں اپنا مکان بنا لیتا یا خلیفہ قادیان کا ملازم ہو جاتا۔ تو بھی مجھے آج اس اعلان کی جرأت نہ ہوتی.....

خاکسار۔ شیخ مشتاق احمد۔ احمدیہ دواگھر قادیان

شہادت نمبر ۴

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اسی کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ یہ شہادت دیتا ہوں۔ کہ میں اس ایمان اور یقین پر ہوں۔ کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمود احمد۔ دنیا دار، بدچلن، عیش پرست انسان ہے۔ میں ان کی بدچلنی کے متعلق خدا خواہ وہ مسجد ہو یا بیت اللہ شریف یا کوئی اور مقدس مقام ہو۔ میں حلف مگکر بعذاب اٹھانے کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔ مگر خلیفہ صاحب مباہلہ کے لئے نکلیں۔ تو میں مباہلہ کے لئے حاضر ہوں۔

یہ الفاظ میں نے دلی ارادہ سے لکھ دیئے ہیں۔ تاکہ دوسروں کے کے لئے ان کی حقیقت کا انکشاف ہو سکے۔ والسلام

خاکسار

(ڈاکٹر محمد عبداللہ آنکھوں کا ہسپتال قادیان حال لائلپور)

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر یہ تحریر کرتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ مرزا محمد احمد دنیا دار، عیش پرست، اور بدچلن انسان ہے۔ میں ہر وقت اس سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔ مستری اللہ بخش، احمدی قادیان

شہادت نمبر ۶

بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبداللطیف صاحب مرحوم ہم زلف خلیفہ ربوہ فرماتی ہیں۔ "مرزا محمود احمد خلیفہ ربوہ بدچلن، زناکار انسان ہیں۔ میں نے ان کو خود زنا کرتے دیکھا۔ اور میں اپنے دونوں بیٹوں کے سر پر ہاتھ رکھ کر بحکم بعذاب حلف اٹھاتی ہوں۔"

بے خوف مجاہد

خان عبدالرحیم خانصاحب برہم صدر انجمن کے دفتر بیت المال میں کام کرتے اور سر محمد ظفر اللہ کی کوٹھی کے ایک حصہ میں رہائش پذیر تھے آپ نے مرزا محمود کی ہمشیرہ کا دودھ بھی پیا ہوا ہے۔ اس سے آپ گہرے مراسم کا اندازہ لگا لیجئے۔ باوجود اس قدر گہرے تعلقات کے جب حق کی بات کا لفظ آیا حق کو مقدم کر کے خدا کو خوش کر لیا۔

تاریخ احمدیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین ملتانی

یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

امر واقعہ یہ ہے کہ آپ نے ایک شخص قادیانی درست کو مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کی آلودہ زندگی کے متعلق ذرا مخفی حقائق سنائے اس پر اس مخلص احمدی دوست نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھ بھیجا کہ خان صاحب موصوف نے آپ کی بدچلنی کے واقعات سنا کر مجھے محو حیرت کر دیا ہے اور دلائل اس نے ایسے دیئے ہیں۔ جو میرے دل و دماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس شکایت کے چند گھنٹے بعد مرزا البشیر احمد ایم اے (المعروف قمر الانبیاء) نے خانصاحب موصوف کو بلا کر سمجھایا کہ اگر تھوڑے کچھ باتیں دریافت کریں تو اس سے فاطمی کا اظہار کر دینا آپ خاموش ہو گئے۔

مرزا البشیر احمد صاحب کے دل میں خیال آیا اب بس کام ہو گیا۔

اس کے ایک آدھ گھنٹہ بعد برہم صاحب کو قصر خلافت میں مرزا محمود احمد صاحب نے بلایا جب آپ وہاں گئے تو وہ مخلص احمدی دوست بھی موجود تھا اور خانصاحب موصوف کے والد محترم بھی وہیں تھے اور دو تین تنخواہ دار ایجنٹ بھی تھے اور سب کو اکٹھے کرنے کا مطلب یہ تھا۔ تاکہ رعب ڈال کر حق کو بدلا جا سکے۔ میں عرض کر رہا تھا کہ خلیفہ صاحب نے جب خانصاحب موصوف سے دریافت کیا تو اس بے خوف مجاہد نے کہا جو کچھ میں نے آپ کے بدچلنی کے متعلق ان صاحب سے کہا وہ حرف بحرف درست ہے۔ آخر جب کام نہ بنا تو مکر مرے پر کر خلیفہ صاحب نے احسان گھنٹہ شروع کر دیئے۔ اور ساتھ ہی یہ کہا کہ تم نے میری بہت شیرہ کا دودھ بھی پیا ہوا۔ خان صاحب موصوف نے کہا یہ درست ہے

لیکن یہ حق کا معاملہ ہے۔ دنیاداری کے مقابلہ میں حق مقدم ہے اور اس حق کے لئے ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مانا ہے۔ اس لئے آپ نے قصر خلافت سے آکر از خود بیعت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ آپ نے ایک کتاب بلائے درشت بھی لکھی ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالوں سے ثابت کیا ہے کہ خلیفہ قادیان غیر صالح ہے اس کا اشتہار اس کتاب کے حاشیہ پر لگا کر کریں۔ خانصاحب کا حلفیہ بیان درج ذیل ہے

شہادت نمبر ۷

حلفیہ شہادت

میں شرح طہ پورا پورا اطمینان حاصل کرنے کے بعد خدا کو حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب یعنی مرزا محمود احمد کا چال چلن نہایت خراب ہے اگر وہ مباہلہ کے لئے آمادگی کا اظہار کریں اور میں خدا کے فضل سے ان کے مقابل مباہلہ کے لئے ہر وقت تیار ہوں۔

والسلام

عبدالرب خاں برہم

شہادت نمبر ۸

حلفیہ شہادت

میری قادیانی جماعت سے علیحدگی کے وجوہات منجملہ دیگر دلائل و کے براہین ایک وجہ اعظم جناب خلیفہ صاحب کی سیاہ کاریاں اور بدکاریاں

۳۶

میں یہ حقیقت ہے کہ خلیفہ صاحب مقدس اور پاکیزہ انسان نہیں۔ بلکہ نہایت ہی سیاہ کار اور بدکار ہے۔

مگر خلیفہ صاحب اس امر کے تصفیہ کے لئے مباہلہ کرنا چاہئیں تو میں بلیب خاطر میدان مباہلہ میں آنے کے لئے تیار ہوں۔ فقط

(خاکسار رفیق احمد فاروقی سابق مبلغ جماعت احمدیہ (قادیان)

شہادت نمبر ۹

حلفیہ شہادت

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ مندرجہ ذیل شہادت لکھتا ہوں بیان کیا مجھے میری والدہ نے کہ۔ میں حضرت خلیفہ مرزا محمود احمد صاحب کے ہاں گئی تو میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب بعض نامحرم لڑکیوں پر عمل مسمریزم کرکے انہیں سلا دیا کرتے تھے۔ پھر آپ ان کو کسی جگہ سے ہاتھ سے کاٹتے۔ تب بھی انہیں ہوش نہ ہوتی تھی۔

۲۔ ایک دفعہ حضرت صاحب کے گھر میں سیڑھیاں چڑھ رہی تھی کہ اوپر سے حضرت صاحب انہیں سیڑھیوں پر اترتے آ رہے تھے۔ جیسے ہی میرے مقابل پہنچے۔ تو انہوں نے میری چھاتی پکڑ لی۔ میں نے زور سے چھڑائی۔

خاکسار۔ مل مسیح

۳۷

شہادت نمبر ۱۰

جناب ملک عزیز الرحمٰن صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ تحقیقت پسند پارٹی لاہور قادیانی جماعت کے مشہور و معروف سرگرم مبلغ ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم گجراتی مصنف احمدیہ پاکٹ بک کے حقیقی برادر ہیں آپ وقف زندگی ہو کر ربوہ میں عرصہ تک قیام پذیر رہے اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بطور سپرنٹنڈنٹ کے فرائض سرانجام دیتے رہے اور آپ نے ان حلقہ احباب سے انکشاف کیا نیز آج بھی مصدق کی شہادت پیش خدمت ہے۔

حلفیہ شہادت

میں اس قہار خدا کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے یہ بیان کرتا ہوں کہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض واقف زندگی ربوہ (حال راولپنڈی) نے میرے سامنے میرے مکان واقعہ لاہور پر کئی ایک دفعہ بیان کئے ہیں جس سے خلیفہ صاحب ربوہ کے کامل و مجید بدکار ہونے کا یقین ہو جاتا ہے۔ اس نے میرے اور چند دوستوں کے سامنے بالوضاحت یہ بیان دیا کہ خلیفہ صاحب ربوہ معہ اپنی بیویوں کے باقاعدہ پروگرام کے تحت بدکاری کرتے ہیں ڈاکٹر صاحب نے مزید فرمایا کہ میں نے اس تمام بدکاری کو بچشم خود دیکھا اگر ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض اس بیان مذکورہ بالا سے انحراف کریں۔ تو میں ان سے حلف مؤکد بعذاب کا مطالبہ کروں گا۔ عزیز الرحمٰن

مجھ پر خلیفہ صاحب کے دفتر پراپیگنڈا میں سیکرٹری میں بلڈنگ سپرنٹنڈنٹ کام کرنے اور خلیفہ صاحب کو نزدیک سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے میں بھی خلیفہ صاحب سے اس معنی میں اور ان کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے بارہ میں مباہلہ کرنے کو ہر وقت تیار ہوں۔ فقط

عبد عزیز الرحمٰن منزل بگوڑی احمدیہ حقیقت پسند پارٹی واہو

شہادت نمبر ۱۱

حلفیہ شہادت

مگر چونکہ میں نے خلیفہ صاحب ..... کا مطالبہ پورا کر دیا ہے ہو سکتا ہے کہ ان تحریروں میں کسی نقص کا حوالہ نکال لیں۔ میں ممکن ہے کہ یہ کہیں کہ میری زنا کاری کی وضاحت نہیں کی گئی۔ اس لئے مباہلہ نہیں کر سکتا۔ وقت کی بچت کی خاطر محمد یوسف صاحب ناز کا بیان ہدیہ ناظرین ہے

محمد یوسف ناز کا حلفیہ بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے نبی اور خاتم النبیین

ہیں۔ اور اسلام سچا مذہب ہے۔ میں احمدیت کو برحق سمجھتا ہوں اور حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے دعویٰ پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور مسیح موعود مانتا ہوں۔ اور اس کے بعد میں بگوڑ اور مذہب حلف اٹھاتا ہوں۔

میں اپنے علم شہادت اور سماعت یعنی اور آنکھوں دیکھی بات کی بنا پر شہادت کو حاضر خاطر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ربوہ نے خود اپنے سامنے بڑی زوری کے ساتھ جنید مرد سے زنا کرایا۔ اگر میں اس حلف میں جھوٹا ہوں۔ تو خدا کی لعنت اور عذاب مجھ پر نازل ہو۔ اس بات پر مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ساتھ بالتقابل حلف اٹھانے کو تیار ہوں۔

دستخط محمد یوسف ناز صفت عبد مقدار و بیرنگ ہے ملوائی رد و مکتب شاہ اسماعیل بنوں کراچی۔ از حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود کی تحریر میں مرزا محمود احمد کی تفسیر

شہادت نمبر ۱۲

خلیفہ صاحب کے رفیق کار جن کو ۱۹۳۲ء میں انگلستان ہمراہ لے گئے تھے یعنی فاضل جلیل حضرت شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری مولوی فاضل بی اے کا مکمل بیان۔ آگے دیکھا آپ کی خلیفہ صاحب بیت کی خلیفہ گی کے متعلق کیا بیان صدر ہے

موجودہ خلیفہ سخت بدظن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں محمد تھو کا شکار

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین بٹالوی
یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

کھیتے ہے۔ اس کام کے لئے اس نے بعض مرد اور بعض عورتوں کو تنخواہ پر رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے۔ جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں۔ اس سوسائٹی میں زنا جائز ہے۔ دورِ حاضر کا مذہبی آمر

جناب عبدالمجید صاحب اکبر احمدی مخلص نوجوان ہیں۔ قادیان کی [illegible] سرزمین میں آپ پیدا ہوئے اور مختلف طریق سے جماعت کی خدمت [illegible] سعادت ہے اس خدمت کی وجہ سے آپ اس قدر مقبول ہو گئے۔ آپ کو [illegible] خدام الاحمدیہ حلقہ مسجد اقصیٰ منتخب کر لیا گیا۔ آپ ہر کس و ناکس سے تعاون اور خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ ان اوصاف حمیدہ کی وجہ سے مزید [illegible] حاصل ہو گئی اور صدر مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ لاہور کی رکنیت بھی خدمت کے اصول کے پیش نظر و عزائی طور پر قبول فرمائی۔ ان کا حلفیہ بیان پیش ہے۔

شہادت نمبر ۱۳

حلفیہ شہادت

قسم ہے مجھ کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی، قسم ہے مجھ کو قرآن [illegible] کی سچائی کی، قسم ہے مجھ کو حبیب کبریا کی مصدریت کی، کہ میں اپنے [illegible] علم کی بنا پر جناب خلیفۃ المسیح الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کو ایک

ناپاک انسان سمجھنے میں حق الیقین پر ہوں۔ نیز مجھے اس بات پر بھی شرح صدر حاصل ہے کہ آپ جیسے شدید بیان ابنی (سلطان البیان) مقرر سے قوت بیان کا چھن جانا اور دیگر بہت سی امراض کا شکار ہونا مثلاً نسیان فالج وغیرہ یقیناً خدائی عذاب ہیں جو کہ خدائے عزیز کی طرف سے اسکی قدیم سنت کے مطابق مفتریان کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

علاوہ دیگر دلائل کے آپ کے مخلص ترین مریدوں کی زبانی وقتاً فوقتاً آپ کے گھناؤنے کردار کے بارہ میں عجیب و غریب انکشافات میں ماہر پر ہوئے۔ مثال کے طور پر آپ کے ایک مخلص مرید جناب محمد صدیق صاحب شرقی نے بارہا میرے سامنے جناب خلیفہ صاحب کے چال چلن اور غیر شرعی افعال کے مرتکب ہونے کے بارہ میں بہت سے دلائل و ثبوت اور خلیفہ صاحب کے پرائیویٹ خط پیش کئے۔

اس جگہ میں بتقاضا یہ لکھ دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ اگر محترم صدیق صاحب کو میرے بیان بالا کی صحت کے بارہ میں کوئی اعتراض ہو تو میں ہر دم ان کے ساتھ اپنے اس بیان کی صداقت پر مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔

احقر العباد
عبدالمجید اکبر مکان نمبر ۵۔ بلاک ڈی سمن پورہ روڈ
لاہور

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین قادیانی
یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

شہادت نمبر۱۴

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو جبار و قہار ہے۔ جس کی جھوٹی قسم کھانا سختی اور مردود کا کام ہے حسب ذیل شہادت دیتا ہوں۔

میں ۱۹۳۷ء سے لے کر ۱۹۴۳ء تک مرزا علی محمد صاحب رئیس قادیان کے گھر میں رہا۔ اس دوران میں کئی مرتبہ ایک عورت سمانا عزیزہ بیگم صاحبہ کے خلوت خفیہ طریقہ سے ان ہدایت پر عمل کرتے ہوئے کہ "ان خلوں کا کسی سے بھی ذکر نہ کرنا" خلیفہ محمود کے پاس لے جاتا رہا خلیفہ مذکور بھی اس طریقہ سے اور ہدایت بالا کو دہراتے ہوئے جواب دیتا رہا رخصت ہو گئی۔

اس کے علاوہ اس عورت کو رات کے دس بجے بیرونی راستہ سے لے جاتا رہا۔ جبکہ اس کا خاوند کہیں باہر ہوتا۔ عورت غیر معمولی بناؤ سنگھار کر کے خلیفہ کے دفتر میں آتی تھی۔ میں بموجب ہدایت اسے گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد لے آتا تھا۔

ان واقعات کے علاوہ بعض اور واقعات سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں۔ کہ خلیفہ صاحب کا چال چلن خراب ہے اور میں ہر وقت ان سے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔

حافظ عبدالسلام پسر حافظ سلطان حامد خانصاحب استاد میاں ناصر احمد

شہادت نمبر۱۵

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھ سے حضرت صاحب و یعنی مرزا محمود احمد کو خلیفہ کے ساتھ زنا کرتے دیکھا۔ اگر میں جھوٹ لکھ رہا ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

غلام حسین احمدی

شہادت نمبر۱۶

حلفیہ شہادت

مجھے دلی یقین ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نہایت بدچلن اور کٹیر انسان ہے بے شمار ایسی شہادتیں جو مجھ تک پہنچ چکی ہیں بھی کی بنا پر میں یہ جاننے کے لئے تیار ہوں کہ واقعی خلیفہ صاحب قادیان زانی اور اغلام باز دخاصل و مفعول بھی ہیں۔

اس دلی یقین کا ثبوت میں بیا تک دے سکتا ہوں اگر خلیفہ صاحب قادیان اپنے کو کٹیر چال چلن کی صفائی کے لئے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں تو ہر طرح سے قبول کرنے کو تیار ہوں

(مرزا نسیر احمد قصیر)

شہادت نمبر۱۷

حلفیہ شہادت

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے اگر میں جھوٹ بولا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو

(شیخ بشیر احمد مقصری)

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از منظر الدین فانی
یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

تاریخ کی مظلوم بیٹی کے چہرہ سے نقاب اٹھانے والی تاریخی دستاویز

یہ سوال صفحہ 168 پر درج ہے

مرزا محمود کی اپنی گواہی

حکیم عبدالعزیز صاحب سابق پریذیڈنٹ انجمن انصار احمدیہ قادیان پنجاب نے خلیفہ صاحب کی بیعتی کے پیش نظر مسجد اقصیٰ میں جب خلیفہ صاحب مجمع عام کے سامنے تقریر کر رہے تھے۔ علی الاعلان لکھ کر دیا کہ آپ زناکار اور بدچلن ہیں۔ اس لئے میں آپ کی بیعت نہیں کر سکتا۔ آپ پر بھی ۱۹۳۰ء پر چھ کر دیا گیا۔ پندرہ بیس دن ہسپتال میں رہے اور خلیفہ صاحب کو للکارتے رہے۔

آپ نے مرزا محمود احمد صاحب کو ایک خط لکھا جس میں آپ نے تحریر کیا کہ سنا ہے کہ آپ نے چار گواہوں کا ذکر لوگوں سے کیا ہے اگرچہ ہم سے تو نہیں کیا مگر یہ بات درست ہے تو پھر آپ اسی کے لئے تیاری فرمائیں۔ ہم صرف چار ہی نہیں۔ بلکہ بہت سی شہادتیں علاوہ عورتوں لڑکیوں اور لڑکوں کی شہادت کے خود جناب عالی کی اپنی شہادت بھی پیش کریں گے۔ اگر ہم ثبوت نہ دے سکے تو آپ کی بریت ہو جائے گی اور ہم ہمیشہ کے لئے ذلیل ہونے کے علاوہ ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لئے بھی تیار ہیں

حکیم صاحب موصوف کا حلفیہ بیان درج ذیل ہے

شہادت نمبر ۱۸

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی

قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں مرزا محمود احمد صاحب کی بیعت سے اس لئے علیحدہ ہوا تھا کہ میرے پاس ان کے خلاف احمدی لڑکوں۔ لڑکیوں اور عورتوں کے صحیح واقعات پہنچے تھے۔ جن کے ساتھ مرزا محمود احمد نے بدکاری کی تھی۔ اسی بنا پر میں نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کے خلاف احمدی لڑکے لڑکیاں اور عورتیں اپنے واقعات بیان کرتی ہیں۔ ایسی صورت میں آپ باجماعت کمیشن کے سامنے معاملہ پیش ہونے دیں۔

یا سیدنا مباہلہ کے لئے تیار ہوں باحلف مؤکد بعذاب اخفائیں یا ہمیں موقعہ دیں کہ ہم تمام واقعات پیش کر کے جلسہ سالانہ کے موقع پر تمام احمدیوں کی موجودگی میں آپ کے سامنے حلف مؤکد بعذاب اٹھائیں تاکہ روز بروز کا جھگڑا ختم ہو کر سچ کا بول بالا ہو۔ لیکن مرزا محمود احمد صاحب کو کسی طریق پر بھی عمل پیرا ہونے کی جرأت نہیں ہوئی۔ سوائے گھبراہٹ اور بوکھلاہٹ مقاطع استعمال کرنے کے

۱۹۳۰ء سے لے کر آج تک میں اسی عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں کہ یہاں محمود احمد ایک زناتی اور بدچلن انسان ہے۔ جس کو خدا رسول اور اس کے خادم حضرت مسیح موعود سے کسی قسم کی کوئی نسبت نہیں۔ اگر میں اپنے اسی عقیدہ میں باطل پر ہوں۔ تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔

حکیم عبدالعزیز سابق پریذیڈنٹ
انجمن انصار احمدیہ قادیان

یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

شہادت نمبر ۴۱

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر ناظر جان کر حق کی سچائی قسم کھا کر یہ بیان دے رہا ہوں یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا محمود احمد صاحب قادیان کو اپنی آنکھ سے زنا کرتے دیکھا ہے

اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نے میرے ساتھ بھی بدفعلی کی ہے اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔

میں کمپنی سے، میں رہتا تھا — دستخط احمد

شہادت نمبر ۴۲

حلفیہ شہادت

مصری عبدالرحمٰن صاحب کے بڑے لڑکے حافظ بشیر احمد نے میرے سامنے ہاتھ میں قرآن شریف لے کر یہ لفظ کہے، خدا تعالیٰ مجھے پارہ پارہ کرے اگر میں جھوٹ بولتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب نے میرے ساتھ بدفعلی کی ہے

"میں خدا کی قسم کھا کر یہ واقعہ لکھ رہا ہوں"

دستخط خود محمد عبداللہ احمدی سینٹ فرنیچر ہاؤس مسلم ٹاؤن لاہور

شہادت نمبر ۴۳

حلفیہ شہادت

مرزا گل محمد صاحب مرحوم (آپ قادیان کے رئیس اعظم تھے اور وہاں بڑی جائیداد کے مالک تھے) اور مرزا نظام احمد صاحب کے خاندان کے رکن تھے، ان کی دوسری بیوہ (چھوٹی بیگم) نے مجھے بیان کیا کہ خلیفہ صاحب کو میں نے اپنی آنکھوں سے بی کی حاضری میں اور بعض دوسری عورتوں کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے خلیفہ صاحب سے ایک دفعہ عرض کی حضور یہ کیا معاملہ ہے۔؟

آپ نے فرمایا کہ قرآن و حدیث میں اس کی اجازت ہے البتہ اس کو حرام میں پھیلانے کی ممانعت ہے۔

نعوذ باللہ من ذالک

میں خداوند تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان تحریر کر رہی ہوں۔ شاید میری مسلمان بہنیں اور بھائی اس سے کوئی سبق حاصل کریں

فقط — سیدہ ام صالحہ بنت سید ابراہیم حسین

گلبرگ آباد - لاہور

شہادت نمبر ۴۴

حلفیہ شہادت

چوہدری علی محمد صاحب واقف زندگی اپنے خاندان میں صرف اکیلے ہی احمدی ہیں جنہوں نے سب کچھ قربان کر کے احمدیت حسین لعنت

کھیتا ہے۔ اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو ایلچی مقرر کر رکھا ہوا ہے۔ انہی کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو قابو کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے۔ جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں اور اس سوسائٹی میں زنا ہوتا ہے۔ دورِ حاضر کا غلیظ آمر۔

جناب عبدالمجید صاحب اکبر احمدی مخلص نوجوان ہیں۔ نقاب پوشی کی عادت سے بری ہیں۔ آپ پیدا ہوئے اور مختلف طریق سے جماعت کی خدمت میں مشغول ہے ہیں خدمت کی وجہ سے آپ ہی قدر مقبول ہو گئے۔ آپ کو یکے بعد دیگرے حلقہ اوجلہ مسجد قصے منتخب کر لیا گیا۔ آپ ہر کس و ناکس سے نہایت درجہ خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ ان اوصاف حمیدہ کی وجہ سے مزید مقبولیت حاصل ہو گئی اور بعد میں حلقہ خدام احمدیہ لاہور کی رکنیت بھی خدمت کے اعمال کے پیش نظر اعزازی طور پر قبول فرمائی۔ ان کا حلفیہ بیان پیش خدمت ہے۔

شہادت نمبر ۲

حلفیہ شہادت

قسم ہے مجھ کو خدا تعالیٰ کی وحدانیت کی، قسم ہے مجھ کو قرآن پاک کی سچائی کی، قسم ہے مجھ کو حبیب کبریا کی معصومیت کی، کہ میں اپنے قلمی علم کی بنا پر جناب شیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ربوہ کو ایک

ناپاک انسان سمجھتے ہیں۔ حق الیقین پر قائم ہوں۔ نیز مجھے اس بات پر بھی شرح صدر حاصل ہے کہ آپ جیسے شخص بیان بھی (سلطان البیان) حضرت آفت بیان کا ہمیں جانشین اور دیگر بہت سی امراض کا شکار ہونا مثلاً لنبیان فالج وغیرہ یقیناً خدائی عذاب ہیں۔ جو کہ خدائے عزیز کی طرف سے اسکی غیرت سنت کے مطابق مفتریان کے لئے مقرر کئے گئے ہیں۔

علاوہ ازیں حالات کے آپ کے مخلص مربیان کی زبانی وقتاً فوقتاً آپ کے گھناؤنے کردار کے بارہ میں عجیب و غریب انکشافات میں حاضر ہوئے۔ مثال کے طور پر آپ کے ایک مخلص مربی جناب محمد صدیق صاحب نسخ نے بارہا میرے سامنے جناب خلیفہ صاحب کے چال چلن اور غیر شرعی افعال کے مرتکب ہونے کے بارہ میں بہت سے مائل دبوبت اور خلیفہ صاحب کے پرائیویٹ خط پیش کئے۔

اس جگہ میں احتیاطاً یہ لکھ دینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ اگر محترم صدیق صاحب کو میرے بیان بالا کی صحت کے بارہ میں کوئی عذر ہو تو میں ہر دم ان کے ساتھ اپنے اس بیان کی صداقت پر مباہلہ کے لئے تیار ہوں۔

احقر العباد
عبدالمجید اکبر۔ مکان نمبر ۵۔ بلاک جی ماڈل ٹاؤن لاہور

تاریخ محضر نامہ کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین صفحہ 168 پر درج ہے

شہادت نمبر۱۴

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو بتبار و قہار ہے جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی اور ہر دو کا کام ہے حسب ذیل شہادت دیتا ہوں۔

میں ۱۹۳۳ء سے لے کر ۱۹۳۸ء تک مرزا کامل محمد صاحب کے گھر میں رہا ہوں اس عرصہ میں کئی مرتبہ ایک عورت کھاتا عزیزہ بیگم صاحبہ کے خصوصی خفیہ طریقہ سے ان ہدایت پر عمل کرتے ہوئے کہ ان باتوں کا کسی سے بھی ذکر نہ کرنا خلیفہ محمود کے پاس سے جاتا رہا خلیفہ مذکور بھی اس طریقہ سے اور ہدایت بالا کو دہراتے ہوئے جواب دیتا رہا رخصت ہوا انگریزی میں تھے

اس کے علاوہ اس عورت کو رات کے وقت بڑے بیرونی راستہ سے لے جاتا رہا۔ جبکہ اس کا خاوند کہیں باہر ہوتا۔ عورت غیر معمولی بناؤ سنگھار کر کے خلیفہ کے دفتر میں آتی تھی۔ میں بموجب ہدایت اسے گھنٹہ یا دو گھنٹہ بعد لے آتا تھا۔

ان واقعات کے علاوہ بعض اور واقعات سے اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خلیفہ صاحب کا چال چلن خراب ہے اور میں ہر وقت ان سے مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔

حافظ عبدالسلام ابن حافظ سلطان حامد خانصاحب تساکن میاں ناصر احمد

شہادت نمبر۱۵

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اور اس کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے اپنی آنکھ سے حضرت صاحب دینی مرزا محمود احمد کو حالت زنا کے ساتھ زنا کرتے دیکھا۔ اگر میں جھوٹ لکھ رہا ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔

غلام حسین احمدی

شہادت نمبر۱۶

حلفیہ شہادت

مجھے دلی یقین ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان متعدد بار علی الاعلان کر چکے ہیں انسان ہے بے شمار یعنی شہادتیں جو مجھ تک پہنچ چکی ہیں بھی کی بنا پر میں یہ جاننے کے لئے تیار ہوں کہ واقعی خلیفہ صاحب قادیان زانی اور اغلام باز و فاعل و مفعول بھی ہیں۔

اس دلی یقین کا ثبوت میں بہا تک دے سکتا ہوں اگر خلیفہ صاحب قادیان اپنے کریکٹر چال چلن کی صفائی کے لئے مباہلہ کرنے کو تیار ہوں تو ہر طرح سے قبول کرنے کو تیار ہوں۔

(مرزا ناصر احمد قصیر)

شہادت نمبر۱۷

حلفیہ شہادت

میں خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو بچشم خود زنا کرتے دیکھا ہے اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو

محمد بشیر احمد قصری

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین صدیقی
یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

۴۴

مرزا محمود کی اپنی گواہی

حکیم عبدالعزیز صاحب سابق پریذیڈنٹ انجمن انصار احمدیہ قادیان پنجاب نے خلیفہ صاحب کی بدچلنی کے پیش نظر مسجد اقصیٰ میں جب خلیفہ صاحب مجمع عام کے سامنے تقریر کر رہے تھے۔ علی الاعلان کہہ کر دیا کہ آپ زناکار اور بدچلن ہیں۔ اس لئے میں آپ کی بیعت نہیں کر سکتا۔ آپ پر ۱۹۳۸ء میں حملہ کیا گیا۔ چند روز ہسپتال میں رہے اور خلیفہ صاحب کو للکارتے رہے۔

آپ نے مرزا محمود احمد صاحب کو ایک خط لکھا جس میں آپ نے تحریر کیا کہ سنا ہے کہ آپ نے چار گواہوں کا ذکر لوگوں سے کیا ہے اگرچہ ہم نے تو نہیں کہا مگر یہ بات درست ہے تو پھر آپ اس کے لئے تیاری فرمائیں۔ ہم صرف چار ہی نہیں۔ بلکہ بہت سی شہادتیں علاوہ عورتوں لڑکیوں اور لڑکوں کی شہادت کے خود جناب والا کی اپنی شہادت بھی پیش کریں گے۔ اگر ہم ثبوت نہ دے سکے تو آپ کی بریت ہو جائے گی اور ہم ہمیشہ کے لئے ذلیل ہونے کے علاوہ ہر قسم کی سزا بھگتنے کے لئے بھی تیار ہیں

حکیم صاحب موصوف کا حلفیہ بیان درج ذیل ہے

شہادت نمبر ۱۸

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس کی قسم کھا کر جس کی جھوٹی

۴۵

قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے۔ یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں مرزا محمود احمد صاحب کی بیعت سے اس لئے علیحدہ ہوا تھا کہ میرے پاس ان کے خلاف احمدی لڑکوں۔ لڑکیوں اور عورتوں کے صحیح واقعات پہنچے تھے۔ جن کے ساتھ مرزا محمود احمد نے بدکاری کی تھی۔ اسی بنا پر میں نے مرزا محمود احمد صاحب کو لکھا تھا کہ آپ کے خلاف احمدی لڑکے لڑکیاں اور عورتیں اپنے واقعات بیان کرتی ہیں۔ ایسی صورت میں آپ یا جماعتی کمیشن کے سامنے معاملہ پیش ہونے دیں۔

یا میدان مباہلہ کے لئے تیار ہوں یا حلف مؤکد بعذاب اٹھائیں یا ہمیں موقعہ دیں کہ ہم تمام واقعات پیش کر کے جلسہ سالانہ کے موقع پر تمام احمدیوں کی موجودگی میں آپ کے سامنے حلف مؤکد بعذاب اٹھائیں تاکہ روز بروز کا جھگڑا ختم ہو کر حق کا بول بالا ہو۔ لیکن مرزا محمود احمد صاحب کو کسی طریق پر بھی عمل پیرا ہونے کی جرأت نہیں ہوئی۔ سوائے کفار مکہ والا حربہ بائیکاٹ مقاطعہ استعمال کرنے کے

سنہ ۱۹۳۶ء سے لے کر آج تک میں اسی عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں کہ میاں محمود احمد ایک زانی اور بدچلن انسان ہے جس کو خدا رسول اور اس کے خادم حضرت مسیح موعود سے کسی قسم کی کوئی نسبت نہیں۔ اگر میں اپنے اس عقیدہ میں باطل پر ہوں تو اللہ تعالیٰ کی مجھ پر لعنت ہو۔

حکیم عبدالعزیز سابق پریذیڈنٹ
انجمن انصار احمدیہ قادیان

۴۶

شہادت نمبر ۴۱

حلفیہ شہادت

میں خدا کو حاضر ناظر جان کر جس کی جھوٹی قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے یہ تحریر کرتا ہوں کہ میں نے حضرت مرزا محمود احمد صاحب قادیان کو اپنی آنکھ سے زنا کرتے دیکھا ہے

اور میں اقرار کرتا ہوں کہ اس نے میرے ساتھ بھی بدفعلی کی ہے اگر میں جھوٹ بولوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔

میں یمنی سے ہوں رہتا تھا — وسیر احمد

شہادت نمبر ۴۲

حلفیہ شہادت

مصری عبدالرحمٰن صاحب کے بڑے لڑکے حافظ بشیر احمد نے میرے سامنے ہاتھ میں قرآن شریف لے کر یہ لفظ کہے، خدا تعالیٰ مجھے پارا پارا کردے اگر میں جھوٹ بولتا ہوں کہ موجودہ خلیفہ صاحب نے میرے ساتھ بدفعلی کی ہے

میں خدا کی قسم کھا کر یہ واقعہ لکھ رہا ہوں

(قلم خود) محمد عبداللہ احمدی سینٹ فرینسیز ہائی سکول ٹاؤن لائبریری

۴۷

شہادت نمبر ۴۳

حلفیہ شہادت

مرزا گل محمد صاحب مرحوم راقم قادیان کے رئیس اعظم تھے اور وہاں بڑی جائیداد کے مالک تھے، اور مرزا نظام احمد صاحب کے خاندان کے رکن تھے، ان کی دوسری بیوی "چھوٹی بیگم" نے مجھے بیان کیا۔ کہ خلیفہ صاحب کو میں نے اپنی آنکھوں سے ان کی حاضر باشی اور بعض دوسری عورتوں کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ میں نے خلیفہ صاحب سے ایک دفعہ عرض کی حضور یہ کیا معاملہ ہے۔؟

آپ نے فرمایا کہ قرآن و حدیث میں اس کی اجازت ہے البتہ اس کو عوام میں پھیلانے کی ممانعت ہے۔

نعوذ باللہ من ذٰلک

میں خداوند تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر حلفیہ بیان تحریر کر رہی ہوں۔ شاید میری مسلمان بہنیں اور بھائی اس سے کوئی سبق حاصل کریں

فقط — سیدہ ام صالحہ بنت سید ابراہیم حسین

سمن آباد - لاہور

شہادت نمبر ۴۴

حلفیہ شہادت

چوہدری علی محمد صاحب واقف زندگی اپنے خاندان میں صرف اکیلے ہی احمدی ہیں جنہوں نے سب کچھ قربان کر کے احمدیت یعنی لغت

یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین ایم اے

کو پالیا۔ آپ فطری ہی حوالدار تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے مطالعہ کے بعد آپ نے احمدیت قبول کی۔ اللہ بخش صاحب تسلیم کے برادر میر محمد بخش ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ گوجرانوالہ کے ذریعہ ۱۹۰۳ء کو جماعت احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اور کچھ ہی بعد اپنے آپ کو خدمت دین کے لئے وقف کر دیا۔ مئی ۱۹۰۳ء میں قادیان سے بلاوا آیا۔ تو آپ بلا تامل و بجبت پورے اخلاص و عقیدت مندی کے ساتھ قادیان تشریف لے گئے۔ اور خدمت کی ابتداء دفتر وکیل التصنیف تحریک جدید سے کی اور پھر مختلف شعبہ جات میں تعینات کئے گئے۔ ف۱

سندھ جنگ لیگیری کنٹری میں بطور اکونٹنٹ مقرر کیا گیا۔ پھر اس دوران میں نمائندہ خصوصی بنا کر دی آشیو افریقین لمیٹڈ کمپنی میں سپیشل آڈٹ کرنے کی غرض سے بھیجا گیا، اور سندھی گوجرہ میں بھی تحریک جدید کے حصوں کی نگرانی کے لئے نمائندہ خاص مقرر کیا گیا۔ ف۲ میں انڈسٹریل کمرشل ٹی پلانٹ کمپنی کے دفتر میں اکونٹنٹ مقرر کیا گیا۔ نباتات اور صنعت کے دفتر میں پیڈ اکونٹنٹ مقرر کیا گیا اور دی بورڈ آف ڈائریکٹرز کا سیکرٹری مرزا محمود احمد کی ذاتی منظوری سے کیا گیا۔ جس کا پیڑہ میں مرزا مبارک احمد ہے۔ بدستور سالہا سال سندھ کی زمینوں۔ سلسلہ کے تجارتی کارخانوں۔ اور فضل عمر فیکٹوٹ کا حساب آڈٹ کرتے رہے۔ بسا اوقات قیام رہوہ

بقیہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

میں اکثر مالی خیانتوں کے متعلق پر آپ کو بطور کمشن مقرر کیا جاتا رہا۔ بعض دفعہ دار القضاء بھی فیصلوں کے لئے آپ کو ہی کمیشنر مقرر کرتے۔ آپ بطور حساب خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں بھی کام کرتے رہے۔ اور خلیفہ صاحب چوہدری صاحب موصوف سے خاص قانونی امور بھی کیا کرتے تھے۔ مکرم بشیر اسلام وکیل لکھتے ہیں جب کسی بات پر چوہدری صاحب کی شکایت خلیفہ صاحب سے کی۔ خلیفہ صاحب نے بالوضاحت جواب میں کہا۔ جو درج ذیل ہے میرے نزدیک تو یہ محنت امانتداری سے کام کرتے ہیں۔

افسر جوبلی چوہدری صاحب موصوف نے مختلف شعبہ جات میں اکونٹنٹ اور بطور نائب آڈیٹر کے کام کئے ان کے علم اور یقین کے پختہ نظریوں کو تمام صحفی راز نہ بھی ہا دیں۔ کہ روپیہ کیسے اور کس طریق سے ہتم کیا جاتا ہے۔ پھر آپ نے ایک کتاب میں حساب بنا کر پیش کیا ہے۔ اور سیکھ بھی دیا ہے۔ کہ یہاں مالی بد عنوانیوں، خیانتوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کے رکھنے میں کتنی مشاہدہ ہیں۔

بہر حال چوہدری صاحب موصوف کی خدمت جلیلہ قابل قدر ہیں جو تھے پڑنے پر وقت کے تقاضوں کو ضرور پورا کریں گے۔ قیام ربوہ میں ان سے جو حالات پیش آئے۔ ان کے ذریعہ سے ان کا حلفیہ بیان پیش خدمت ہے۔

میں خدا کو حاضر و ناظر جان کر اس پاک ذات کی قسم کھاتا ہوں

۵۰

... کی محبوبی نہیں لوگوں کا کام ہے۔ کہ صوفی برکت اللہ صاحب جو ریلوے میں انجن کی چکنی پر بوسہ تک بطور مستری کام کرتے رہے اور وہ ... بیان کے پرانے رہنے والوں میں سے ہیں۔ اور عظیم احمدی ہیں۔ اور جن کے مرزا محمود احمد صاحب اور ان کے خاندان کے بعض افراد سے قریبی تعلقات تھے۔ اور خصوصاً مرزا خلیف احمد ابن مرزا محمود احمد کے صوفی صاحب موصوف کے ساتھ نہایت عقیدت مندانہ مراسم تھے۔ اور ذاتی عقیدت کی بنا پر مرزا خلیف احمد گھنٹوں صوفی صاحب کے پاس روزانہ ان کے گھر جاکر بیٹھتے اور لمبا اوقات صوفی صاحب کو تصریح خلافت میں، اپنے ایک کرما خاص میں بھی لے جاکر ان کی خاطر مدارات کرتے۔ انہوں نے مجھ سے باربا بیان کیا۔ کہ مرزا خلیف احمد اکثر یہ قسم کھاکر کہتا ہے کہ جس کو تم لوگ خلیفہ اور مصلح الموعود سمجھتے ہو وہ زنا کرتا ہے۔ اور یہ کہ مرزا خلیف نے اپنی آنکھوں سے اپنے والد کو ایسا کرتے دیکھا۔ صوفی صاحب نے یہ بھی کہا کہ انہوں نے کئی دفعہ مرزا خلیف احمد سے کہا کہ تم ایسا سنگین الزام لگانے سے قبل بھی طرح اپنی یادداشت پر زور ڈالو۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ جس کو تم کوئی غیر سمجھے ہو۔ وہ اصل تمہارا نانی والد ہی تھیں۔ مبادا خدا کے قہر و غضب کے نیچے آجاؤ۔ تو اس پر مرزا خلیف احمد اپنی روایت پر ہی بضد رہا کہ ان کا والد پاک سیرت نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہا۔ کہ انہوں نے اپنے والد کی کبھی کوئی گواہت خانہ نہیں کی۔ البتہ یہ تلاب مختلف

۵۱

کے ساتھ پائی ہے۔ کہ کسی طرح انہیں جلد از جلد دنیاوی غلبہ حاصل ہو جائے۔

اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں۔ تو خدا تعالیٰ مجھ پر اور میری بیوی پر ایسا ہولناک عذاب نازل فرمائے جو غلیظ اور ہر دیدہ بینا کے لئے ازدیاد ایمان کا موجب ہو۔

اس قسم نام نہاد خلیفہ کی مالی جعلسازیوں، خیانتوں اور دھاندلیوں کے ریکارڈ کی رو سے میں عینی شاہد ہوں۔ کیونکہ فاکسار نے ساڑھے نو سال تحریک جدید اور انجمن احمدیہ کے مختلف شعبوں میں اکونٹنٹ اور آڈیٹر کی حیثیت سے کام کیا ہے۔

خاکسار

چوہدری علی محمد عفی عنہ عاقبت زرگی

جماں نامہ خدمتی کوہستانی، ایبٹ آباد

شہادت نمبر ۳

حلفیہ شہادت

جناب مولوی محمد صالح صاحب مدت زندگی سابق کارکن کمپنی تحریک جدید ربوہ۔ مولانا محمد یامین صاحب تاجر کتب کے چشم دید گواہ ہیں۔ احمدی ہونے کے علاوہ سلسلہ احمدیہ کا بے شمار

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین ملتانی
یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

۵۴

سنت کے لئے ہی اپنے گھر میں بسانے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ تو پھر میں کہاں جاؤں گی۔ اس واقعہ پر امتہ الرشید بی کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور یہ لرزہ خیز بات سکتہ میں بھی ضبط نہ کر سکا۔ اور وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ اس وقت میں ان واقعات کی بنا پر جو میں ڈاکٹر نذیر احمد ریاض، محمد یوسف تائب، ماسٹر بشیر احمد راقمی سے سن چکا ہوں۔ حق الیقین کی بنا پر خلیفہ صاحب کو ایک بدکردار اور بدعمل انسان سمجھتا ہوں۔ اور اسی کی بنا پر وہ آج خدا کے عذاب میں گرفتار ہیں۔

خاکسار

محمد مالک قدہ عاقف زندگی، سابق کارکن۔ کالت تعلیم

(تحریک جدید ربوہ)

شہادت نمبر ۲

حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض کی شہادت

خلیفہ صاحب کا اصل

حضرت ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض، مولوی فاضل واقف زندگی خلیفہ ربوہ کے خاص ڈاکٹر تھے۔ اور خلیفہ صاحب نے اپنے خود سلسلہ کے خرچ سے حکمت اور ڈاکٹری کی تعلیم دلوائی۔ ڈاکٹر صاحب موصوف علاج معالجہ میں کافی سے زیادہ مہارت رکھتے ہیں۔ اور عرصہ دراز تک خلافت آب کے چرنوں میں رہے۔ آپ نے حضرت

۵۵

مولوی شیر علی صاحب کی سوانح حیات مرتب کر کے شائع کی ہے جو قریباً ۲ صد صفحات پر مشتمل ہے۔ آپ جامعۃ المبشرین میں پروفیسر بھی تھے۔ آپ ہنس مکھ دادو، ملنسار اخلاق کی وجہ سے خلیفہ صاحب کی آنکھ کا تارہ ہی نہیں بلکہ زنان خانہ کے ہر شعبہ سے پوری طرح واقف راز بھی ہیں۔ یعنی بہت سے پیغام خود از راز خصوصی کے علاوہ آپ خلیفہ صاحب کے اصل کے مشق فرماتے ہیں۔

آپ کو یاد ہوگا۔ جب تک ہم ربوہ میں رہے ہماری آپس میں کچھ ایسی قلبی مجانست رہی کہ باہم فکر طبیعت بے حد خوش ہوتی تھی کبھی کبھی شعر و شاعری کے سلسلہ میں تو کبھی قصص کے مضامین تقدس پر نکتہ چینی کرنے میں طبع دلت آتا تھا۔ وہ اصل خلیفہ صاحب کا اصول ہے کہ

ست رکھ ذکر تنگ صبح گاہی میں انہیں
اور پختہ تر کر دو مزاج خانقاہی میں انہیں (جوش)

اور خوب خوب رنگ رلیاں مناؤ۔ عیش و عشرت میں بسر کرو۔

ہم نے تو جانی کھوئی دل سے وقف کیا تھا۔ خدا ہمیں ضرور اس کا اجر دیگا انہیں یہ خلوص پسند نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ بہتر سمجھ و عمل سے خود فیصلہ کرے گا ٹھکرائے ہوئے بیبرے کتنے قیمتی اور کتنے عزیز تھے۔

شروع شروع میں میرے دل کی عجیب کیفیت تھی، ہر وقت دل مختلف افکار کی آماجگاہ بنا رہتا تھا، ماں باپ کی یاد، عزیز و اقارب کی جدائی کا احساس دوستوں کے بچھڑنے کا غم اور عدالتوں کے تیروں کی چبھن سبھی کچھ تھا لیکن ت

ہر داغ تھا اس دل میں بجز داغ ندامت

سب سے بڑا ستر انسان کی غلاظت ہے جس کی نمائش میں انسان اپنے تنوں کو استوار رکھتا ہے اور ہر اقدار پر ڈنگا نے سے بچاتا ہے۔ اگر یہ کل طور پر ننگ ہو جائے تو پھر کسی بے لباسی کا احساس دل میں نہیں رہتا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی رضا کی راہ پر چلائے ہمیں آپکا پریس

اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر

شہادت نمبر ۱۵ حلفیہ شہادت

جناب غلام حسین صاحب احمدی .... فرماتے ہیں:-

میں نے اپنی شہادت کے علاوہ حبیب احمد کا بھی ذکر کیا تھا۔ وہ مجھے تاریخ میں مل گئے۔ میں نے ان سے قسم وکھ صیافت کہا تو انہوں نے .... قسم کھا کر مجھے بتلایا کہ حضرت صاحب سے مرزا محمود نے دو مرتبہ ان سے بوقت دوپہر سنڈے باجی کی ہے ایک دفعہ قصر خلافت میں اور دوسری دفعہ ڈلہوزی میں۔ میں نے اس سے تحریری شہادت مانگی تو پوری تفصیل کے ساتھ نہیں لکھی لیکن مکمل لکھ کر دی حبیب احمد صاحب البانکی پر پری کی تفصیل فرمائی ہیں جو درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم وعلی عبدہ المسیح الموعود نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

خدمت شریف جناب جائی غلام حسین صاحب السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کے بعد التماس ہے کہ جو میں نے آپ کو ... کو جو بات بتائی تھی میں خدا کو حاضر ناظر جانکر کہتا ہوں کہ وہ بات بالکل صحیح ہے اگر میں جھوٹ بولوں تو خدا کی لعنت ہو مجھ پر....

خاکسار حبیب احمد احمدی

میں علی وجہ البصیرت شاہد ناطق ہوں

شہادت نمبر ۱۶ راجہ بشیر احمد صاحب رازی

خلاصہ

کرنل قزلباش راجہ علی محمد صاحب ریٹائرڈ آنریری مجسٹریل ہیرجماعت احمدیہ گجرات کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے خدمت دین کے لئے ۱۹۳۸ء میں اپنے آپ کو وقف کیا اور پورے خلوص کے ساتھ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا۔

اور خلیفہ ربوہ کے بلاوے پر آپ ربوہ تشریف لے آئے اور نائب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے کام پر مامور کیا گیا آپ نے اس کام کو یا جو کام بھی آپ کے سپرد کئے جاتے نہایت ہی استقلال اور محنت اور دیانتداری سے سرانجام دیتے رہے۔ آپ ربوہ کے کچھ کونسلوں میں رہائش پذیر تھے۔ اور دوستی کے علاوہ آپ کے ساتھ جناب شیخ نور الحق صاحب احمدیہ سٹاکیٹ سے ہوئے۔ تاہم نے خلیفہ صاحب کی آوہ زندگی کا ایسا جیا نک منظر پیش کیا آپ ششدر رہ گئے۔ آپ کا ذہن اس آوہ زندگی کو تسلیم نہیں کرتا تھا کہ ایسا متقی انسان ایسا بدکار نہیں ہو سکتا۔ بالآخر رفتہ رفتہ آپ کے سامنے اور خصوصی ڈاکٹر زید حمد صاحب سیالکوٹ سے ہو گئے تو انہوں نے بھی اس ناپاک انسان کے عشرت کدہ کی گھنی بھانڈا کا نکر فرمایا۔ اور اس کی مزید رنگینی کے لئے اس رنگین اور سنگین مجالس کے لئے جانے کا وعدہ کر کے ان مجلس میں شامل کر لیا۔ رازی صاحب

بقیہ صفحہ 168 پر درج ہے

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین شاہ

۵۸

موصوف نے جب اس مجالس خاص میں ہلۂ رسائی حاصل کر لی۔ اور اپنی آنکھوں سے یہ منظر کو دیکھا تو آپ محو حیرت ہو گئے بعد ازیں آپ نے علی الاعلان پوری دیانتداری سے اس نقشہ خصوصی کو جو بلا دہم خلیفہ پر سے اطمینان کے ساتھ دیکھ چکے تھے اپنے دوستوں سے کھلم کھلا اظہار کرتے رہے۔ مازی صاحب موصوف کا مجواب خط بیان مندرج ذیل ہے آپ فرماتے ہیں

ارشاد گرامی پہنچا۔ خلیفہ صاحب سے عدم وابستگی کی اصل وجہ تو یہی ہے جو

ہمارے مکرم بھائی مرزا محمد حسین صاحب بی کام

فرمایا کرتے ہیں کہ جو معاملہ ہم نے نامور یت سے شروع کیا۔ اسے نامور یت پر ختم کرنا ہمیں گوارا نہیں۔

مگر یہ اجمال شاید آپ کے لئے وجہ تسلی نہ بن سکے۔ لیجئے مختصراً ہماری روئداد بھی سن لیجئے۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جب ہم ربوہ کے بچے کھڑیا میں خلیفہ صاحب ربوہ کے بچے تصور خلافت کے ساتھ رہائش پذیر تھے۔ قرب مکانی کے سبب

شیخ نور الحق احمد احمدیہ سٹینڈرڈ

سے راہ رسم بڑھی۔ تو انہوں نے خلیفہ صاحب کی زندگی کے ایسے مشاغل کا تذکرہ کیا جن کی بدولت ہمارا وقار اعتماد نظر آنے لگا۔ اتنے بڑے دعویٰ کے لئے شیخ صاحب کی روایت کافی نہ تھی۔ خدا بھلا کرے۔

۵۹

ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ریاض

کا جن کی ہم رکابی میں مجھے خلیفہ صاحب کے ایک

ذیلی عشرتکدہ

میں چند ایسی ساعتیں گزارنے کا موقعہ ہاتھ آیا۔ جس کے بعد میرے لئے خلیفہ صاحب ربوہ کی پاک دامنی کی کوئی سی بھی تاویل و تعریف کافی نہ تھی۔ وہیں اب بفضل ایزدی علی وجہ البصیرت خلیفہ صاحب ربوہ کی بداعمالیوں پر مشرف ہو گیا ہوں۔ میں صاحب تجربہ ہوں کہ یہ سب بداعمالیاں ایک سوچی سمجھی ہوئی سکیم کے تحت وقوع پذیر ہوتی ہیں۔ اور ان میں اتفاق یا بھول کا کوئی دخل نہیں جیسی دونوں ہم تھے۔

محاسب کا گھڑیال

اس رنگین مجالس کے لئے دسترخوان کا (Table Clock) کی حیثیت رکھتا تھا۔ اب نہ جانے کون سا طریقہ رائج ہے۔ میرے ان بیانوں کو مگر کوئی صاحب مذکورہ چیلنج کرے تو میں حلف مؤکد بعذاب الٰہی دینے کو تیار ہوں

والسلام

بشیر رازی بی کام سابق نائب اڈیٹر صدائے مجلس احمدیہ ربوہ

نوٹ:۔ حساب کا گھڑیال سے مراد ہر گز یہ نہیں کہ رات کے نو بجے کا وقت مقرر کرنے کے لئے بتایا گیا ہے تو اس کی گھڑیوں میں بیٹری بھی چکی ہے جبکہ صاحب کہہ گئے ہیں کہ اس وقت وہ شخص اندر نہیں آسکتا

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین ملتانی

یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

نیابت نبوت
چودھری صلاح الدین صاحب ناصر بنگالی
مخالف

خدا بیدار ہو باطل شکن ہو جائے گا مومن
چلے چرخ کہن کتنی چلے یہ آسماں کب تک

خدا بیدار ہو باطل شکن ہو جائے گا مومن
چلے چرخ کہن کتنی چلے یہ آسماں کب تک

یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین ملتانی

آپ نے اس وقت بھی صداقت کو پہلے خود سے روشن کیا۔ کہ ہم نے تقدس کے پردے میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ وہی ہماری اس سے طلبگی کا باعث ہوا۔ چنانچہ چوہدری صاحب فرماتے ہیں۔

"احمدی انساں چودھری صلاح الدین صاحب جو مشرقی پاکستان کے رہنے والے ہیں۔ بنگالی میں تقریر کی اور بتایا کہ ہم نے تقدس کے پردے میں جو کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہی اس جماعت سے طلبگی کا موجب ہے۔ انہوں نے بتایا۔ میں مشرقی پاکستان کے ایک معزز خاندان کا نوجوان ہوں احمدیہ امام جماعت احمدیہ کی وعائد لیوں کی وجہ سے طلبگار ہو گیا ہوں سادہ دیانتداری سے سمجھتا ہوں۔ کہ ان کے خلافت آسمانیت کا ایک زندہ نمونہ ہے"

نوائے پاکستان ۵۷۔۴۔۲۸

شہادت نمبر ۲۸

امام جماعت احمدیہ ربوہ کے متعلق

حضرت ڈاکٹر سید میر محمد اسماعیل صاحب مرحوم سابق رکن

کی

شہادت

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب خلیفہ صاحب کے سالے اور خسر بھی ہیں۔ آپ کی قطعی رائے ہے کہ خلیفہ عیاش ہو۔ تو میں ڈاکٹر ہوں۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ عیاشی کی وجہ سے نہ دماغ کام کرتا ہے۔ اور نہ عقل۔ وہ نہ ہی حرکات بھی طور پر کر سکتا ہے سب قویٰ برباد ہو جاتے ہیں۔ جس کو انگریزی میں (WINE) کہتے ہیں۔ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے حضرت ڈاکٹر صاحب موصوف فرماتے ہیں۔

"..... بڑا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ خلیفہ عیاش ہے اس کے متعلق میں

یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین بقائی

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین پٹانی
یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

کہتا ہوں۔ میں ڈاکٹر ہوں۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ وہ لوگ جو چند ماہ ہی ہوا شی میں پڑھ جائیں۔ وہ ہو جاتے ہیں جنہیں انگریزی میں Half Baked کہتے ہیں ایسے انہی کا دماغ کام کرتا ہے۔ نہ عقل درست رہتی ہے نہ حواس سمیع ملاہر کرتا ہے۔ غرض سب قویٰ ان کے برباد ہو جاتے ہیں۔ اور سر سے لے کر پیر تک ان پر نظر ڈالنے سے فوراً معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ عیاشی میں پڑھ کر اپنے آپ کو برباد کر چکا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں۔

اَلزِّنَا یُخْرِجُ الْبَشَرَ

کرنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے

الفضل ۱۰ر جولائی ۱۹۱۳ء

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

خلیفہ ربوہ بھینسے اسی امراض میں مبتلا ہیں...

..... ان کا دماغ ماؤف ہو چکا ہے۔ نہ عقل کام کرتی ہے نہ حواس صحیح طور پر کام کرتے ہیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ زنا انسان کو بنیاد سے نکال دیتا ہے۔ میں وہی حالت طاری ہے خبیث مرض یعنی۔ فالج کا شکار ہیں۔ خصوصاً آپ نے ان کی عقل فہم کا اندازہ جلسہ سالانہ پر بخوبی لگایا ہوگا۔ کہ کس طرح وہ اپنی عقل کو ٹھکانے لگاتے رہے اور حاشیہ بردار درمیان میں تقریر دیتے رہے۔ مگر یہ تقریر بے سود ثابت ہوا لاکھ پیوند لگاؤ

حق پسند اصحاب کی توجہ کے لئے

اپنی طرف سے نہایت انتظام کے ساتھ کچھ حوالجات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیش کر دیئے ہیں۔ تاکہ فیصلہ میں آسانی رہے اہل دانش اور طالبان حق کے لئے نہایت ضروری ہے کہ ٹھنڈے دل سے ان تمام واقعات کو جو خلیفہ کے چال چلن پر سالہا سال سے بیان کئے جا رہے ہیں اور وہ انہیں ٹال رہے ہیں۔ آپ نے دلائل کی روشنی میں موازنہ کر کے خلیفہ صاحب کا احتساب کرنا ہے تاکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصول جو بدچلن اور بدکار کے متعلق موجود ہے۔ کسی بے عزتی نہ ہو۔ اگر آپ نے اس اصول کو جرأت مندانہ اقدام سے اجاگر کر دیا۔ تو آنے والی نسلیں آپ کی اس جسارت کو جو اصول کے لئے برتی جائے گی قدر منزلت کی نگاہوں سے دیکھیں گی۔

علاوہ ازیں انسان غلطی کا پتلا ہے۔ بھول جانا کوئی بات نہیں ہوتی چونکہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مفتدہ جو اہر پارے دیگر تنخواہ دار علماء اس امر کے لئے کوشاں رہتے ہیں کہ اس خلافت کو مضبوطی سے پکڑا جائے۔ بعض حوالے ان سے چھپ جاتے ہیں۔ لیکن حضرت اقدس نے زانی، بدکار، عیاش کے متعلق ایک قطعی فیصلہ دیا ہے جو درج ذیل ہے

اے سمجھ صرف ایسے لوگوں سے ہوتا ہے جو اپنے قول کی قطع اور یقین پر بنا رکھ کر کسی دوسرے کو مفتری، اور زانی قرار دیتے ہیں۔ الحکم ۲۴ مارچ ۱۹۰۷ء

۴۔ یہ تو اسی قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسے بچشم خود زنا کرتے دیکھا یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا۔ اگر میں اس بے بنیاد افترا کا جواب نہ دیتا تو اور کیا کرتا۔ (تبلیغ رسالت جلد ۲ صفحہ نمبر ۲)

تو اس کی طرف آنے میں ہچکچاہٹ کیوں؟ جب آپ کا دعویٰ ہے کہ خلیفہ صاحب سے خدا خلوت اور جلوت میں باتیں کرتا ہے۔ ان عدالت میں حضرت اقدس کا حوالہ بھی یہی سلسلہ کرتا ہے پھر ڈرتے کیوں ہو۔ ہاں میں عرض کر رہا تھا۔ حضرت اقدس کا قطعی فیصلہ ہے یا آپ کی نگاہ میں حضرت اقدس کی کتابوں میں ایسا حوالہ موجود ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ بدکار میں کبھی بھی مصلح موعود ہو سکتا ہے تو خدا کی قسم اگر یہ حوالہ میرے میرے علم اللہ کچھ میں آگیا تو میں سر تسلیم خم کروں گا۔ عدہ نصوص دیگر آپ پر فرض ہوگا۔ کہ حضرت اقدس کے ان حوالوں کی موجودگی میں جو بدکار کے لئے آپ نے لکھا ہے۔ عمل کرنا ہوگا۔ اور جماعت کے ہر فرد کو احتساب کرنا پڑے گا۔

بدکردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا

یہ بات ظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ خلیفہ صاحب بدکار۔ عیاش بدچلن انسان ہیں۔ بدکردار مصلح موعود نہیں ہو سکتا اور اپنی اس بدچلنی کو چھپانے کی خاطر مختلف بہانے اور حیل و حجت۔ قتل و غارت و بائیکاٹ

اور صدر انجمن احمدیہ کا روپیہ مقدمے میں ضائع کیا جاتا ہے۔ پھر انصاف میں یوں کہہ دینا ہے کہ زنا کرنا جرم نہیں اسکی تشہیر جرم ہے۔ زنا تو آپ عین شریعت کے مطابق کرتے ہیں۔ اس لئے اس کا تو جرم نہیں۔ مگر صاحبہ حضرت اقدس کے فرمان کے مطابق کیا جاتا ہے۔ وہ جرم ہے۔ خلیفہ صاحب نے حضرت اقدس کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر اپنا سدھ جانے کی کوشش کی مقدس اصطلاحوں سے اپنے آپ کو نوازا کبھی صحابہ کرام کے متعلق بدتمیزی کا مظاہرہ کیا اور کبھی آنحضرت صلعم سے بھی آگے بڑھنے کا قدم اٹھایا۔ انشاء اللہ ایسے شخص کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ اس کو اس دنیا میں جو سزا مل رہی ہے وہ ایک زندہ مثال ہے۔ چلئے پھر نے سے بھی عاری ہے۔ دماغ کسی قدر ماؤف ہو چکا ہے فالج نے اس کو اپنا نشانہ بنا لیا ہے والفضل ما شہدت بہ الاعداء

ایسے شخص کو اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے قادیان کی مقدس سرزمین میں بھی جگہ نصیب نہیں ہوئی۔ وہ اصل اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ گندی مچھلی سب کو خراب کرتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس ناپاک وجود کو وہاں سے نکال کر مقدس بستی کو محفوظ کر لیا ——

میں عرض کر رہا تھا۔ کہ آپ حاشیہ بردار ہیں اس کو سہارا دیئے ہوئے ہیں۔ کبھی ٹیکہ کے زور اس کو ہوش میں لایا جاتا ہے۔ کبھی ٹیپ ریکارڈ سنا کر صحابہ کو فسق دی جاتی ہے۔ بار بار عربی سے اس میں پیوند لگائے گئے۔ لیکن جب ایک عمارت بوسیدہ ہو جاتی ہے۔ اس کے پیوند کہاں تک سہارا دے سکتے ہیں۔ بالآخر اس بوسیدہ عمارت کو طشت نشیں

کر کے از سر نو جانی پڑتی ہے۔ یہی حال خلیفہ کا ہے۔ اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے قعر مذلت میں گر چکا ہے۔ اس وقت مہما با بے سود ہے۔ یہ غلط سلسلہ سے دیکھنے والوں کے لئے اس شخص کی بدکرداری کا ناقابل ثبوت ہے۔ یہ ناپاک وجود ختم ہو کر رہے گا۔ اور حضرت اقدس کا اصلی چہرہ آئے اب سے پہلے کا خدا کے گھر میں دیر ضرور ہے اندھیر نہیں۔

میرے احمدی بزرگو! بھائیو! اور بہنو! جملہ احمدیہ کا ہر فرد جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصولوں کو اپنانے کے لئے بے تاب ہے۔ ان سے امید ہے کہ خلیفہ صاحب اس وقت زندہ ہیں۔ ان کی موجودگی میں جس اسلامی شریعت کو آپ پسند فرمائیں فیصلہ کی راہ نکالیں۔ انسان کی سوجھ بوجھ کے مطابق تین ہی صورتیں قابل عمل ہیں۔

عدالت　　کمیشن　　مباہلہ

اظہار واقعہ کو بدزبانی نہیں کہا جاسکتا

حضرت اقدس ازالہ اوہام میں فرماتے ہیں۔

"درشتنام دہی اور چیز ہے اور بیان واقعہ کا گو وہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو۔ ذرا بھی شبہ نہیں ہر ایک محقق اور سچی گو کا یہ فرض ہوتا ہے۔ کہ جس بات کو پورے پورے طور پر مخالف کے گفت کے کانوں تک پہنچا دے

پھر اگر وہ سچ سچ کا فرفتہ ہو۔ تو ہو اکرے (ازالہ اوہام صفحہ)

خلیفہ صاحب کی بداعمالیوں کے متعلق مختلف اقوال اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملہمات اور شہادتیں درج ہیں

میں عفاف پسند اور فہیدہ اصحاب سے التماس کرتا ہوں۔ ہمیں مستند پیش کر دیں۔ جو صورت آپ کے لئے آسان ہو۔ اس پر عمل کریں۔ ورنہ بصورت دیگر اگر اس میں لیت ولعل کیا گیا۔ تو وہ اپنے متعلق شکوک میں اضافہ کر جائیں گے۔ لیکن یاد رکھیں۔ خلیفہ صاحب اپنی بدکرداری اور کرتوتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ وہ کبھی بھی مباہلہ کے لئے میدان میں نہیں نکلیں گے۔

ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ۝

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بھی مرزا محمود احمد صاحب پر کفین مقرر کیا گیا اور سنا ہے کہ جرم ثابت تھا۔ مگر بدنامی کے خوف سے اس کو دفن کیا گیا۔ اگر جماعت کے بزرگان وقت اس وقت اس خوف کو بالائے طاق رکھ کر اس کو گندے پیشرو کی طرح نکال دیتے تو آج اس بدنما داغ اور لعنت سے محفوظ رہتے۔

بس آپ اپنے فرضوں کو پہچانیں۔ اس بدنما دھبہ کو مباہلہ کی صورت میں خدا کی عدالت میں لائیں۔ تاکہ تقدس اور پاکبازی الم نشرح ہو کر جماعت احمدیہ کے لئے خصوصاً ہدایت کا موجب ہو۔

طالب دعا۔ (خادم قلت مظہر لمانی)

بقیہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

تاریخ محمودیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین لمانی

۷۷

اِنتباہ!

جملہ شہادتیں اور سلفیہ بیانی کتاب ہذا میں درج ہیں۔ ان کی اصل تحریرات موجود ہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو اصل تحریرات کے عکس شائع کر دیئے جائیں گے۔ تاہم اگر کوئی صاحب کسی دباؤ کے ماتحت یا جماعت احمدیہ ربوہ کے سربراہ یا بالخصوص مرزا بشیر احمد صاحب، ایم اے "قمر الانبیاء" (انکے کیریکٹر کے متعلق بھی شہادتیں موجود ہیں۔ جو کسی وقت منظر عام پر لائی جا سکتی ہیں) اپنے حلیفانہ اور فلسفیانہ لاطائل اغماضیں ان بیانات کی تردید کرنی چاہیں تو اس موقع پر بھی انہیں قہار وجبار کی عدالت میں آنا ہوگا۔ اور مؤکدہ بعذاب حلف اٹھانا ہوگا۔ جو صاحب تردید کریں۔ ان کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ بالمقابل کم از کم دو معتمد اشخاص کے سامنے سچ میں کھڑے ہو کر برملا شہادۃ مندرجہ ذیل مؤکدہ بعذاب حلف اٹھائیں

میں اس خدائے ذوالجلال حی وقیوم اور قہار وجبار کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اور جس کی جھوٹی قسم کھانا نقیضوں کا کام ہے۔ اور میں اپنے جملہ بیٹوں، بیٹیوں، بیوی، بہنوں، ماں باپ کے وقت بھی جو زندہ یا موجود نہ ہوں۔ ان کا نام کاٹ دیا جائے۔ سر پر ہاتھ رکھ کر مؤکد بعذاب حلف اٹھاتا ہوں کہ جناب مرزا محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ربوہ نے کبھی زنا یا

۷۸

لواطت نہیں کی۔ اور میری طرف جو یہ بات منسوب کی گئی ہے کہ میں نے اُن کے دامن کو ایسی بدکاری سے داغ دار قرار دیا ہے۔ بالکل غلط ہے۔ میں نے کبھی نہ انہیں بدکار اور نہ زانی سمجھا اور نہ کہا۔ اور نہ ہی کوئی ایسی بات ان کی طرف منسوب کی۔ اور نہ ہی میں نے کوئی تحریر لکھ کر دی۔

اے میرے خدا میں تجھے حاضر و ناظر جان کر یہ کہتا ہوں۔ کہ میرا یہ بیان بالکل سچ اور واقعات کے مطابق ہے اور میں نے کسی ترغیب یا ترہیب یا کسی بھی قسم کے دباؤ کے ماتحت یہ بیان نہیں دیا۔ میں جانتا ہوں۔ کہ تیرے ہاتھ کے برابر کوئی ہاتھ نہیں۔ تیری قوت سے بڑھ کر کوئی قوت نہیں۔ تو ہی جسے چاہے عزت دیتا اور جسے چاہے ذلیل کرتا ہے۔

اے میرے خدا اگر اوپر کے سارے بیان میں جھوٹا ہوں اور فریب دغا، مکاری، اچالسازی لفظوں کے ہیر پھیر، فقرہ بازی اور خیانت سے کام لے رہا ہوں۔ تو تیرا قہر تلوار کی مانند مجھ پر پڑے۔ تیرا غضب مجھے بھسم کر دے۔ ذلت تباہی۔ غربت، بیماری عزیزوں، رشتہ داروں۔ بیوی بچوں کی موت اور مصائب و آلام کی مار۔ مجھ پر مار اور اپنے ہیبت ناک ہاتھ کے ساتھ مجھے تباہ و برباد کر کے رکھ دے — میرے در و دیوار پر آگ برسے۔ میرے دشمنوں کو خوش

یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

تاریخ مسعود بیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین قادری
یہ مضمون صفحہ 168 پر درج ہے

۷۹

کر دے ۔ میں ذلیل اور رسوا ہو جاؤں ۔ اور میری اور میرے باپ کی نسل منقطع ہو جائے ۔ اور ابد آباد کے لئے مجھ پر لعنتیں برستی رہیں ۔ اور تیرے غضب کی چادر مجھے کبھی نہ ڈھانپے

لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ ۔

۸۱

فیصلہ عدالت عالیہ ہائیکورٹ لاہور

بہ نگرانی شیخ عبدالرحمٰن مصری قادیاں

ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے جو حکم سلیم عبدالرحمٰن مصری کی اپیل کے خلاف دیا ہے اور بالواسطہ کیے سوال نامہ درخواست ہے شیخ عبدالرحمٰن مصری سے جسٹریٹ فسٹ کلاس کے حکم کے واقعت حاضری مشکلہ کو منسلک ملفوظ اس طلب کی گئی تھی اور اس حکم کے

خلاف ڈپٹی کمشنر نے ۲ مرئی مشکلہ کو اپیل کو مسترد کر دیا تھا۔ فلہٰذا اب عدالت ہذا میں نظرثانی کی درخواست دے رہا ہے۔ چنانچہ اس عدالت کے ایک فاضل جج نے حکومت کو اطلاع کا نوٹس دیا۔

مقدمہ کامدعائی کی طرف سے اصل باعث استغاثہ ہے جو جماعت احمدیہ قادیان کے اور عائد ہوا ہے۔ درخواست کنندہ اس انجمن کا صدر ہے جو طلبیہ سے شدید اختلاف کے باعث طلبیہ ہو چکی ہے۔ درخواست کنندہ کے خلاف اصل الزام یہ ہے کہ اس نے دو پوسٹر شائع کئے۔ اتھارٹی۔ اے اگوسٹ جو مورخہ ۱۰ جون مشکلہ کو شائع ہوا اور ثانیاً آگسٹ پی۔ جی جو مورخہ ۱۱ جون مشکلہ کو شائع کیا گیا۔ ان پوسٹروں کے ذریعے درخواست کنندہ نے اپنا مالی الضمیر بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور یہ پوسٹر بظاہر عود قابل اعتراض نہیں ہیں

ہے کی نے انگریزی جی میں سے ایک پیرا کی بناء پر اپنا دعویٰ قائم کیا ہے جو اس طرح شروع ہوتا ہے۔

"میرے موکل میرے بزنگ آپ نے اپنے ایک بے قصور بھائی۔ اس اسس بھائی کو جو محض آپ کے لئے کو ایک خطرناک قتل کے پھندے سے چھڑانے کے لئے جان عزت اپنے مال اپنے ذریعہ معاش تھا اپنے آرام کو قربان کر دیا ہے۔۔۔۔"

مدعی کا مقدمہ ایک سیدھا سادا ہے۔ جس کا خلاصہ یوں دیا جا سکتا ہے موجودہ خلیفہ میں ایسے سخت عیوب ہیں کہ اُسے معزول کرنا ضروری ہے اور میں نے اپنے آپ کو جماعت سے اس لئے علیحدہ کیا ہے تاکہ میں ایک نئے خلیفہ کے انتخاب کے لئے جدوجہد کر سکوں۔"

میری رائے میں مدعی کا بالا قسم کے بیانات بھائے خود ایسے نہیں ہیں کہ اُن کی بناء پر کسی شخص کی حفظ امن کی ضمانت طلب کی جائے۔ مگر مسلات میں درخواست کنندہ نے ایک تحریری بیان دیا ہے۔ جس کے بعد میں اس نے کہا ہے۔

"موجودہ خلیفہ سخت بدچلن ہے۔ یہ تقدس کے پردہ میں عورتوں کا شکار کھیلتا ہے۔ اس کام کے لئے اس نے بعض مردوں اور بعض عورتوں کو بلیو اسٹنٹ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ یہ معصوم لڑکیوں اور لڑکوں کو تباہ کرتا ہے۔ اس نے ایک سوسائٹی بنائی ہوئی ہے۔ جس میں مرد اور عورتیں شامل ہیں جو اس سوسائٹی میں فساد ہوتا ہے۔"

درخواست کنندہ نے آگے چل کر بیان کیا ہے کہ اس کا مقصد یہ ہے کہ

وہ قسم کر اس قسم کے گندے شخص سے آزاد کرائے۔

اب اگر پٹیشنر کو جس کا خلاصہ میں نے اوپر بیان کیا ہے۔ درخواست کنندہ کے اس بیان کی روشنی میں جو اُس نے عدالت میں دیا ہے پڑھا جائے۔ جیسا کہ بہت سے پڑھنے والے ایسا کریں گے تو میں کا نگ کچھ اور ہی ہو جائے گا۔ اور میری طے میں یہ امر قابلِ اعتراض ہو جاتا اور حفظ امن کی ضمانت طلبی کا متقاضی ہے۔

ایک اور امر بھی ہے۔ مورخہ ۲۳ جولائی کو خلیفہ نے ایک خطبہ دیا۔ جو بعد میں یکم اگست کے اخبار الفضل میں بوکر جماعت کا سرکاری پرچہ ہے چھپا۔

اس خطبہ میں خلیفہ نے جماعت سے علیحدہ ہونے والوں شخصوں پر حملے کئے ہیں اور ایسے الفاظ ان کی نسبت استعمال کئے ہیں جن کی نسبت میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ وہ موہن [illegible] اور انتہائی سنگ تھے

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فریقین نے جو اس انجمن کا سیکرٹری تھا جس کے صدر شیخ عبدالرحمان مصری ہیں۔ ان کا مقاطعہ کیا۔ جس میں اس نے یہ کہا۔

"اسی لئے تو ہم بار بار جماعت سے اللہ کشن کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ تاکہ اس کے ذریعہ تمام امور اور شبہات دور ہوں اور مخفی اور مخفی حقائق پیش ہو کر اس قضیہ کا جلد فیصلہ ہو جائے۔ کہ کس کا خاندان "فش" کا مرکز ہے یا الفاظ دیگر وہ ہے جو خلیفہ نے بیان کیا۔"

اب اس بیان میں خلیفہ کے خطبہ کے بیان کی طرف اشارہ ہے جس میں

یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

اس نے اپنے دشمنوں اور مخبرین کے خاندانوں کے متعلق یہ کہا تھا کہ ان میں سے جو اسلحہ اکٹھا کیا جائے گا وہ ضبط کر لیا جائے گا اور وہ فرش کا اڈا بن جائیں گے۔ میری رائے میں فوجداری کے اس پراسیکیوٹر کا مطلب صاف اور واضح ہے اور ایسا ہی قانون میں اس کا مطلب سمجھا گیا ہے کیونکہ صرف دو دن بعد سات اگست کو ایک متعصب مذہبی جنون نے فوجداری کو دھکا دے کر ظلم لگایا۔

میاں محمد امین خان نے جو درخواست گزندہ کا وکیل ہے اس امر پر اعتماد کیا ہے کہ شیخ عبدالرحمان مصری اس مقدمہ پراسیکیوٹر کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ واقعات یہ ہیں کہ انجمن ایک فوجداری حیثیت رکھتی تھی جس کا سیکرٹری عبدالرحمان اور سیکرٹری فوجداری تھے۔ اصل پراسیکیوٹر کا لکھا ہوا خط اب دستیاب نہیں ہو سکتا۔ البتہ جس کی نقل ایک کانسٹیبل نے کی تھی جس کا بیان ہے کہ اس کے پیچھے فوجداری سیکرٹری محمد احمد کے دستخط تھے۔ مگر اس پر کے بالمقابل فوجداری کے لڑکے نے اصل مسودہ پیش کیا ہے۔ جو اس کے باپ نے اس کی نگرانی میں لکھا تھا۔ اور جس کے نیچے صرف اس قدر مسطور ہے فوجداری ملتانی۔ میں کانسٹیبل کے بیان کو قابل قبول سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اسے جھوٹ کہنے کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ جو وجہ صفائی کے گواہ میں پائی جاتی ہے۔ یعنی یہ کہ اس کا مقصد اپنے ہیڈ کو بچانا ہے۔

یہ امر کہ فوجداری نے اصل مسودہ پر سیکرٹری کے الفاظ نہ لکھے تھے۔ ظاہر نہیں کرتا کہ صاف کردہ اور شائع کنندہ کا بھی یہی الفاظ میں لکھے گئے تھے۔ میری رائے میں شیخ عبدالرحمان پر بھی اس پراسیکیوٹر کی ذمہ داری

عائد ہوتی ہے۔ خصوصاً اس بیان کے سامنے جو انہوں نے عدالت میں دیا ہے۔

ان حالات میں مقامی حکام نے شیخ عبدالرحمان کے بارے میں جو کچھ کارروائی حفظ امن کی ضمانت کی کی وہ مناسب تھی۔

ایک ہزار روپیہ کی ضمانت کچھ بھاری ضمانت نہیں ہے اور یہ ضمانت دی جا چکی ہے۔ ۱۰ نصف سے زائد عرصہ گزر بھی چکا ہے۔ لہٰذا درخواست مسترد کی جاتی ہے۔

دستخط

ایف ڈبلیو سکیمپ جج

عدالت عالیہ انگلاکوٹ لاہور مورخہ ۲۸ ستمبر ۱۹۳۲ء

تاریخ محمود بیت کے چربہ شدہ اوراق از مظہر الدین پاکستانی

یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ

قادیان کا ترجمان اور احمدیہ جماعت کا نمائندہ

واحمداہ واحمداہ

مباہلہ

ادارۃ المجلہ

مجلس ادارت مباہلہ

ناظم عبدالکریم سیالکوٹی

جلد ۲ | قادیان ۱۵ محرم الحرام ۱۳۴۸ھ مطابق جون ۱۹۲۹ء | نمبر ۶

خلیفہ قادیان کا کچا چٹھا

حیا سوز افعال کا ارتکاب

ایک قادیانی خاتون کا سنسنی خیز بیان

مجھے پلنگ پر گرا کر زبردستی میری عزت برباد کر دی

صفحہ ۸، ۹ پر ملاحظہ کیجئے

فہرست مضامین

دعوت مباہلہ از ایڈیٹر ۔۔۔ صفحہ
قسم ہے قادیان کے ہر احمدی باشندہ کی
قادیان میں احمدیوں کی حالت ۔۔۔ صفحہ
مسلمانان ہند کو دعوت کرنا اتحاد ۔۔۔
اپنے پیٹھ میں الفاظ ۔۔۔ صفحہ
قادیان کی ہر احمدی عورت کا نمونہ ۔۔۔
قصر خلافت میں تزول ۔۔۔
خدا تعالیٰ قادیان اور خلیفہ کی فعل میں
انشائے راز ۔۔۔ صفحہ
قادیان کے پتاج اور خدا کا شکر ۔۔۔ صفحہ
خلیفہ قادیان کی ہر احمدی کو ہر مسلمان
خلافت پر حملہ ۔۔۔
خلیفہ قادیان کی ۔۔۔ رنگی ۔
قادیانی جماعت کے عوام کالانعام ۔۔۔ صفحہ

مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر میں چھپ کر ادارہ مباہلہ قادیان کے لئے شائع ہوا

خلیفہ قادیان کا کیا حشر ہوا

حیا سوز افعال کا ارتکاب

ایک قادیانی خاتون کا سنسنی خیز بیان

قادیانی خاتون کا بیان جسے سن کر اس جھوٹ کا طلسم ٹوٹ گیا

تاریخ احمدیت کے چند پوشیدہ اوراق از مظہر الدین ملتانی

یہ حوالہ صفحہ 168 پر درج ہے

(۲) ایک خاندان کی بیماری دوسرے خاندان میں (یعنی اولاد وغیرہ) میں آجاتی سنی ہوگی دودھ کو ایک دفعہ جاگ لگا دی جائے تو پھر وہی جاگ کام آتی رہتی ہے۔ بعینہٖ اسی طرح اب یہ جاگ آخر (یعنی عیاشیوں کی رنگ رلیاں) انہی مغلیہ خاندان کی نسل ہوتے اس خاندان میں بھی لگنی ضروری تھی سو لگی اور خوب لگی اور غالباً انکی طرز عیاشیوں کو بھی مات کر دیا ہوگا۔

جناب سیکرٹری صاحب ہوشیار باش جاگتے رہیئے نظارہ جلوہ قریب آرہا ہے دل مضبوط کر لیجئے ہوش وحواس قائم رکھئے گا۔ قادیان کے عوام ہماری اس خاندان سے وابستگی چولی دامن کا ساتھ سمجھتے تھے۔ ایک دن ہوتا کیا ہے غور فرمائیے گا۔ حضرت خلیفہ ثانی حکم فرماتے ہیں عشاء کے بعد ام طاہر کے صحن والی سیڑھیوں کی طرف سے آنا چنانچہ حاضر ہو کر دستک دی حضور خود دروازہ کھول کر اپنے ساتھ صحن میں لے گئے کیا دیکھتا ہوں کہ دو بڑی چارپائیاں ہیں جن پر بستر لگے ہیں جنکی پوزیشن یوں تھی سرہانہ شمال قبلہ رُخ والی چارپائی کے پاس لے جا کر اس پر بیٹھنے کا حکم دیا تو دوسری پر حضور لیٹ گئے مقام خلیفہ کے تقدس کے خیال سے کبھی برابری میں بیٹھنے کا وہم وخیال بھی نہ ہوتا تھا اسی شش وپنج میں حیران پریشان کھڑا بت بنا رہا الٰہی کیا شامتِ اعمال

۲۲

ہے کیا مصیبت آنے والی ہے کہ اتنے میں حضور تشریف لائے پکڑ کر بٹھلاتے
ہوئے فرمایا فکر نہ کرو شرماؤ نہیں جس کے چند ہی سیکنڈ بعد چارپائی پر بچھی
چادر کے نیچے سے کچھ حرکت معلوم ہوئی۔ سکڑا۔ سنبھلا کہ ایک چٹکی
پیٹھ پر کٹتی ہے۔ گھبرایا ہوش و حواس گم ہی تھے کہ اب چادر کے نیچے سے
کوئی ذرا زیادہ ہلتا معلوم ہوا دراصل کروٹ لی گئی تھی کروٹ لیتے پھر
دو چار۔ چٹکیاں کٹتی ہیں میں پھر بھی صمٌ بکمٌ بنا بیٹھا تھا۔ کہ پھر حضور آئے
شرماؤ نہیں لیٹ جاؤ فرماتے چادر کے اندر منہ کر کے اس صاحبہ سے
کچھ کہا جس نے نصف اٹھتے ہوئے اپنے بازو میری کمر کے گرد حمائل
کرتے کھینچ کر اپنے اوپر لٹا لیا اس کھینچنے کے نتیجہ میں سر ہاتھ اچانک
جو اس جسم نفیس سے لگے تو حیرانی ہوئی کہ محترمہ الف ننگی پڑی ہیں اُدھر
میں بے حس و حرکت پتھر بنا پڑا تھا مجھے علم نہ ہو سکا۔ کس وقت میرے
بھی کپڑے اتار پھینکے اور کیسے پوری طرح اپنے اُوپر لٹانے لگیں بدمستی
کی شرارتیں کرنے "آخر جیت ان کی ہوئی ہار میری" گویا ان ٹرینڈ
کو ٹرینڈ کر کے مستقل ممبر سپر روحانی (یہ نام میرا دیا ہُوا ہے) کا اعزاز
بخشا گیا ہاں یہ صاحبہ آخر کون تھیں آپ جستجو تو ضرور کر رہے ہونگے
لیکن فی الحال بغیر نام بتائے اتنا عرض کئے دیتا ہوں کہ وہ صاحبہ حضور
خلیفہ ثانی کی بیٹی صاحبہ تھیں بس پھر کیا تھا پانچوں گھی میں سر کڑاہی

میں والا معاملہ آئے دن بلاوے دن ہو یا رات دفتر یا چوکیدار کی گو پہلے بھی روک ٹوک نہ تھی مگر اب تو بالکل ہی ختم سید سے اوپر بیٹیوں سے بڑھتے اب بیگمات کے پیش ہونے یا کئے جانے لگے پہلے پہل تو گھروں میں پھر قصر خلافت کے ایک کمرہ ملحقہ باتھ روم میں جو دراصل مستقل داد عیش کی رنگ رلیوں کے لئے مخصوص فرمایا ہوا تھا۔ جہاں بیک وقت ایک ہی بیٹی اور یا بیگم صاحبہ سے خود بھی اکثر شریک رنگ رلیاں ہو جاتے گویا تینوں ایک ہی چارپائی پر پڑے محو مستیاں ہوتے (محترم سیکرٹری صاحب امور عامہ اسلام میں پردہ کا حکم سخت بتایا جاتا ہے لیکن یہاں دیکھتے ہیں آپ کا امور عامہ خلیفہ کے اس پردہ زادہ پر کیا نوٹس لیتا ہے کونسی جماعت سے خارج کرتا ہے) خیر یہ آپ کی دردسری ہے۔

ناراض تو نہیں ہو گئے ابھی تو ابتدائے عشق ہے آگے دیکھئے کیا ہوتا ہے بقول کہاوت "پانہ ٹریا متھا سڑیا" ابھی تو سنسنی خیز جلوؤں کی روشنائی ہونی باقی ہے لہٰذا دل تھام کے رکھئے جناب ہوشیار رہیں غور فرمائیں ایک عرصہ جبکہ ایک بیٹی سے دونوں ہی رنگ رلیاں منا تے محو مستیاں تھے کہ موذن نے آکر نماز کی اطلاع دی مجھے یوں فرمایا تم مزے کرتے چلو میں نماز پڑھا کر ابھی آیا۔ چنانچہ اسی حالت

میں جبکہ میں شراب پورے تھے وضو تو درکنار اعضا بھی نہ دھوئے نماز پڑھی اور سنتیں نوافل پھر بیٹی کے سینہ پر پڑے غرق عیش و عشرت ہو گئے کیا خوب کہا ہے ؎

"تیرا دل تو ہے صنم آشنا تجھے کیا ملے گا نماز میں"

(جس کسی نے بھی یہ کہا خوب بامو قع اور اغلباً انہی کی ذات مبارک کا نقشہ اللہ نے کھنچوایا ہے) مختصر کہنے کے لئے اللہ کو حاضر ناظر کرتے جن سے یہ رنگ رلیاں منائی منوائی گئیں فی الحال تعداد لکھ دیتا ہوں بوقت کارروائی اسمائے گرامی سے مطلع کروں گا۔ بیگمات تین صاحبزادیاں بھی تین ان دو صاحبزادیوں سے دو دو دفعہ ایک تو قریباً مستقل۔

یہاں لگے ہاتھوں ایک بیگم صاحبہ (بڑی) ام ناصر کی حسرت جو قبر میں ساتھ لے گئے یوں فرمایا دیکھو ام ناصر ہیں کہ یہ شریک محفل نہیں ہوتیں تبھی تو موٹی بھینس ہوتی جاتی ہیں اس کے مقابل غور فرمایا جائے ام مظفر کو دیکھو کیسی خوبصورت نازک سی چلتی پھرتی ہیں کیونکہ یہ کرواتی رہتی ہیں گویا بھاوجوں کو بھی نہ بخشا گیا یہ خیال ذہن نشین ہونا ضروری ہے جن سے یا صاحب مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہوا۔ وہ پاک وصاف ہیں اور الفاظ "رنگ یا مطلب" جس کی نسبت بیان کئے یا کہے گئے وہی تحریر بنا کر رہا ہوں کسی کا بلا وجہ مبالغۃً قطعاً قطعاً اشارہ بھی نہ

کروں گا انشاء اللہ،

انسان گنہگار ہے اور ضرور ہے لیکن حد سے تجاوز ارکانِ اسلام سے استہزاء شاید کوئی نام کا مسلمان بھی نہ کرے گا چہ جائیکہ جو خود کو مقام خلیفہ پر کھڑا کرے استغفر اللہ ربی جناب عالی یہ تو رہی نماز اور اس کا احترام اب ذرا اچھی طرح سے سنبھل کر اپنی غیرت کے جوش کو دبا کر قرآن پاک کی عظمت پر اس اولوالعزم خلیفہ کے اس چاند سے مکھڑے کی زبان مبارک سے ادا کئے ہوئے بولے ہوئے خواہ ایک دفعہ دوسرے کی نسبت کہ وہ یوں کہتا ہے اوّل تو اگر کسی نے ان کے سامنے کہے بھی تو غیرت کا تقاضا اس کو ڈانٹ تھا چہ جائیکہ ان الفاظ کو اپنی زبان مبارک سے نہ صرف ایک دفعہ بلکہ ڈھٹائی کی حد یوں کہ پھر دوسری دفعہ وہی دہرائے جاتے ہیں۔ جناب عالی یقین جانیں ان کے لکھنے کی مجھ میں نہ ہمت نہ ہی سکت ہے سمجھانے کی کوشش کروں گا یوں کہا نعوذ باللہ نعوذ باللہ قرآن پاک کا نام لیتے ہیں میں اس کو اپنے . . . . . پر مارتا ہوں استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ شرم کے مارے میری آنکھیں زمین میں گڑ گئیں کاٹو تو جسم میں خون کا قطرہ نہیں کیا یہی مقام خلیفہ ہے اور یہی وہ بلند بانگ پرچار ہے کہ ہم ہی ہیں جو خدمت قرآن فلاں فلاں زبانوں میں کر رہے ہیں اور ادھر

اسی قرآن پاک کی فضیلت وعظمت کا عمل بجاورہ "صورت مومناں کرتوت کافراں" سے دیا جاتا ہے توبہ توبہ۔

یہ بھی بتائے جاؤں کہ یکس موڈ میں کہے گئے ایک بیگم صاحبہ کو حضور کے ہر طرح کے قرب صلاح مشورے وغیرہ وغیرہ کی بنا پہ جہیتی کہا جاتا اور مانا جاتا تھا اور اہل قادیان کی مستورات خصوصاً جانتی تھیں بعد منانے رنگ رلیاں حضور کی خوشنودی کے لئے کھڑے محو گفتگو تھے کہ ان بیگم صاحبہ نے مجھے اپنے سینہ سے لگاتے کہا "آپ مجھے اپنی جہیتی کہتے ہیں یہ میرا جہیتا ہے" باموقع خوب مذاق ہوا جس میں نعوذ باللہ وہ الفاظ دو مرتبہ کہے گئے یہ الفاظ پنجابی میں نام لیتے کہے گئے جو ان کی خلافت کی جیتی جاگتی حقیقت و اصلیت اسلام اور رسول مقبول صلعم سے وابستگی کی نمایاں جھلک دیتی ہے اب ان کی اصلیت ضمیر کی نصیحت و وصیت بھی لگے ہاتھوں ملاحظہ فرما ہی لئے جاویں فرمایا

"میں نے تمام بچوں کو کہہ دیا ہوا ہے کہ جس کے اولاد نہ ہو ایک دوسرے سے کر لی جائے۔ سبحان اللہ کیا یہ نصیحت و وصیت خلیفہ کو زیب دیتی ہے۔ گویا اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ یہ رنگ رلیاں صرف حضور کی ذات مبارک تک ہی محدود نہیں بلکہ کل اولاد کیا لڑکے اور کیا لڑکیاں جن کو

پہلے ہی استعمال کرنا کرانا شروع کر دیا ہوا ہے

تو بھلا اس صورت میں لڑکے کہاں متقی و پرہیزگار ہو سکتے ہیں تبھی تو یہ رونا حق بجانب ہے کہ ماؤں بہنوں بیٹیوں بھاوجوں کی عزت و ناموس ہر وقت خطرے میں ہے۔ اب ان ملفوظات میں سے ایک اور فرمان ملاحظہ فرما لیا جائے۔

فرمایا لوگ باہر سے تبرک کے لئے اپنی بیویاں۔ بیٹیاں بہویں بھیجتے رہتے ہیں لیکن پھر بھی جنون عشق بازی سے تسلی نہیں ہوتی مجبوراً پنجابی کہاوت "جتنے لاٹی لوٹی کرے کی کوئی" کے مطابق بے شرموں کے ساتھ بے شرم ہونا ہی پڑے گا۔ مجبوراً حقیقت حال بیان کرنا پڑے گی وہ یہ کہ لونڈے بازی کروانے کا بھی شوق باقی تھا۔ چنانچہ یہ چکر میرے ساتھ بھی ہو چکا ہے لیکن چونکہ مجھے اس قبیح عادت سے نفرت تھی مجبوراً خود ہی کروٹ لیتے اعضاء پکڑ کے اپنے میں ڈالنے کی ناکام عیاشی تو اس پر ایک دفعہ یوں فرمایا کہ خلیفہ صلاح الدین کا رجورشتہ میں سالا تھا ..... (وہی پنجابی لفظ اعضاء کتنا موٹا اور لمبا ہے اب اس سے غور کریں کہ ان کی عادات رنگ رلیاں اور عشق مزاجی میرے اس لفظ ممبر محفل سیر روحانی سے بالکل صحیح اور سچ ثابت ہو گیا ابھی اور بھی ممبر اور ممبرات محفل ہیں جن کی تعداد جو میرے علم میں ہے پندرہ بیس ہے

۲۸

اور ان سے آگے جاگ لازمی لگے گی جاگ کا کام ہی یہی ہے۔ اب واقعات کہ سچیئن استانیوں کے ایک کا ذکر لاہور کے اخبارات میں ہوا خبریوں لگی کہ "مرزا قادیانی ہوٹل سے ایک لڑکی لے اڑے" یہ برگنیزا ہوٹل لاہور کا واقعہ ہے ایک دوسرے کو بھیجنے پر ناکامی کے بعد مجھے حکم ملا بعد کامیابی شاباش ملی الغرض اسے لے کر سینما جو ملکہ کے بُت کے پاس ریڈ کراس آفس کے بالمقابل ہے (پلازا سینما ناقل) مع عملہ گئے انٹرول کے قریب یکدم بھاگم بھاگ کاروں میں بیٹھ یہ جا وہ جا بعد میں علم ہوا کہ کیبن میں یہ کرسچیئن لڑکی بغل میں لئے ہوئے پیار وغیرہ کرتے تھے باہر سے کسی کی نظر کا نظارہ ہو گیا گویا نام کو استانی اندر خانہ عیاشی۔ اب یہاں اصل معاملہ یوں بیٹھتا ہے کہ قادیان پہنچکر سینما بینی میں کل دنیا جہان کی خرابیاں گنوائیں خطبہ جمعہ کے سٹیج سے اخبارات رسائل تقاریر کے ذریعہ سینما بینی سے سختی سے منع فرمایا جاتا ہے مگر اس سے پہلے جب بھی لاہور گئے سینما ضرور دیکھا جاتا آیا خیال شریف میں۔

جناب سیکرٹری صاحب امور عامہ معلوم ہوتا ہے سینما بینی سختی سے منع ہونے پر آپ کا حلق خشک ہو گیا ہے فکر نہ کریں میرے پاس تری کا بھی سامان موجود ہے۔ سو محترم من وہ یوں قادیان سے کار لاہور جاتی وہاں سے محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ

بعد جج کے ذریعہ شراب کار کی پچھلی سیٹ کے نیچے چھپا کر لائی جاتی تاکہ عیاشی میں کوئی کمی نہ رہ سکے (حلق ٹھیک ہو گیا ہوگا) مگر صاحب میں میں معافی چاہوں گا اوپر لکھا تو "وجہ مظالم" تھا لیکن مظالم کی بجائے عیاشیوں کی داستانوں میں پڑ گئے مگر جناب مجبور ہوا تھا سو چلئے میرے ساتھ قصر خلافت کے اس مخصوص کمرہ رنگینیوں میں جسے اس اولوالعزم خلیفہ نے مغلوں کی عیاشیوں کا گہوارہ بنا رکھا تھا ملاحظہ ہو بحیثیت فن فوٹو گرافی ایسے ایسے رنگیں نظاروں سے بھلا نظر کیونکر چوک سکتی تھی لہذا ہر ہی پہلو سے اچھی طرح محفوظ ہوئے بس اور بس یہی ۲۴ سالہ وجہ مظالم ہے جن کی تلاش کے لئے چوریاں خانہ تلاشیاں تالے ڈیکٹیڑی میں توڑے تڑوائے گئے۔ سر توڑ کوششیں فرماتے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ناکام و نامراد ہوتے ذلت کے اتھاہ گڑھے میں ڈبکیاں ہی کھاتے رہے۔ اب جبکہ خاموش بیٹھے بھی صبر نہ آیا مجبور کر دیا "تم صبر کرو وقت آنے دو" سو وقت آ گیا ہے ڈبکیوں کی بجائے ڈوبنے کا بھلا ان عقل کے اندھوں سے کوئی پوچھے ایسی ایسی رنگینیوں کی تصاویر بھلا کوئی گھروں میں رکھتا ہے خصوصاً جبکہ تلاش میں ہر قسم ذلالت کے حربے استعمال کئے کروائے جاتے ہوں اب وقت آیا ہے ان کے منظر عام پر لانے کا جو پیش

۳۰

کئے جائیں گے تا ان کی عیاشیوں کو حقیقی رنگ میں ننگا کرنے کے لئے بوقت کارروائی ممد و معاون ہوں۔ جناب والا شاید جو وجہ مظالم درج کی ہے اس سے غلط مفہوم اخذ کریں کہ اس خاکسار کا سارا وقت انہی مشاغل میں مبتلا رکھا جاتا تھا زیادہ نہیں صرف تین واقعات گوش گذار کر دوں جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں کہ ہمارا اس خاندان سے عقیدۃً گہرا تعلق رہا ہے جس کی وجہ سے حضور کے ذاتی باڈی گارڈ کے طور پر ہر وقت ہی حاضر خدمت رہتے جس کی وجہ سے نہ صرف قادیان بلکہ حضور کی ہمرکابی میں قادیان سے باہر جانے کا شرف نصیب رہا چنانچہ اور مواقع کے علاوہ تین اہم واقع پیش کرتا ہوں۔

۱۔ دہلی کے ایک جلسہ میں تلاوت کے لئے حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کو حکم ہوا تلاوت میں زیر زبر کی غلطی بسا اوقات سہواً ہو ہی جاتی ہے مگر وہاں تو مقصد دراصل جلسہ کو درہم برہم کرنے کا تھا ایک ملنٹے نے کھڑے ہو کے شور مچانا شروع کیا ہی تھا کہ اس کے دوسرے ساتھی بھی اس کے ساتھ مل کر لگے بکواس کرنے نتیجہ میں ہلا گلا ہوا ایسا میدان صاف کہ ان کو ہمیشہ یاد رہے گا۔

۲۔ دوسرے سیالکوٹ میں حضور کی تقریر بھولی نہ ہو گی جہاں

۴۱

دوڑے جاتے ہیں بآہید بنائے باب
شاید آجائے نظر روئے دل آرائے نقاب

غافلو کیوں ہو رہے ہو عاشقِ چنگ و رباب
آسماں پر کھل رہے ہیں آج سب عرفاں کے باب

مست ہو کیوں اس قدر اخبار کے اقوال پر
اس شہِ خوباں کی تم کیوں چھوڑ بیٹھے ہو کتاب

کیا ہوا کیوں عقل پر ان سب کے پتھر پڑ گئے
چھوڑ کر دیں عاشقِ دنیا بنے ہیں شیخ و شاب

اپنے بچے چھوڑے جاتے ہیں یہ اک حسنِ یقیں
بھاگے جاتے ہیں یہ احمق کیوں بھلائے خوشنما

امر بالمعروف کا بیڑا اٹھاتے ہیں جو لوگ
ان کو دینا چاہتے ہیں ہر طرح کا یہ عذاب

پر جو مولیٰ کی رضا کے واسطے کرتے ہیں کام
اور ہی ہوتی ہے انکی عزت و شان و آب و تاب

وہ شجر ہیں سنگباروں کو بھی جو دیتے ہیں پھل
ساری دنیا سے نرالا اُن کا ہوتا ہے جواب

لوگ اُن کے لاکھ دشمن ہوں و سب کے دوست ہیں
خاک کے بدلے میں ہیں وہ پیسکتے مشک و گلاب

یا الٰہی آپ ہی اب میری نصرت کیجئے
کام ہیں لاکھوں مگر ہے زندگی مثلِ حباب

کیا بتاؤں کس قدر مجبوریوں میں ہوں پھنسا
سب جہاں بیزار ہو جائے جو ہوں میں بے نقاب

میں ہوں خالی ہاتھ مجھ کو یونہی جانے دیجئے
شاہ ہو کر آپ کیا لیں گے فقیروں سے حساب

کشتی بڑھتی گئی جتنا کیا دنیا سے پیار
پانی سمجھے تھے جسے وہ تھا حقیقت میں سراب

رسالہ تشحیذ الاذہان۔ ماہ فروری ۱۹۱۳ء

کلام محمود از مرزا بشیر الدین محمود صفحہ 78

یہ حوالہ صفحہ 204 پر درج ہے

Back

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ جہاں قرآن پڑھا جائے وہاں ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔[1]

پس یہ بات یاد رکھو کہ جو کام بھی نیک کرتا ہے جب وہی کام انسان کرے گا تو اس سے ملائکہ کا تعلق پیدا ہو جائے گا۔

چھٹا طریق۔ جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحبؑ کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحبؑ کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں۔ اور جب پڑھو جیب ہی خاص نکات اور برکات کا نزول ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ خاص فیضان الٰہی کے ماتحت لکھی گئی ہے۔ اس کے متعلق میں نے دیکھا ہے کہ جب کبھی میں اس کو لے کر پڑھنے کے لئے بیٹھا ہوں۔ دس صفحے بھی نہیں پڑھ سکا کیونکہ اس قدر نئی نئی باتیں اور معرفت کے نکتے کھلنے شروع ہو جاتے ہیں کہ دماغ انہیں میں مشغول ہو جاتا ہے۔

تو حضرت صاحبؑ کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں۔ ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور ان کے ذریعہ نئے نئے علوم کھلتے ہیں۔ دوسری اگر کوئی کتاب پڑھو تو اتنا ہی مضمون سمجھ میں آئے گا۔ جتنا الفاظ میں بیان کیا گیا ہوگا مگر حضرت صاحب کی کتابیں پڑھنے سے بہت زیادہ مضمون کھلتا ہے۔ بشرطیکہ خاص شرائط کے ماتحت پڑھی جائیں۔ اس سے بھی بڑھ کر قرآن کریم کے پڑھنے سے معارف کھلتے ہیں اگرچہ ان شرائط کا بتانا جن کے ساتھ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب پڑھنی چاہئیں اس مضمون سے بے تعلق ہے جو میں بیان کر رہا ہوں مگر پھر بھی ایک شرط کا ذکر کر دیتا ہوں۔

اسی وقت دوسری چیز داخل ہو سکتی ہے جبکہ پہلی نکال دی جائے۔ مثلاً ایک جگہ لوگ بیٹھے ہوں تو جب تک وہ نہ نکلیں تب تک اور آدمی نہیں آ سکتے۔ اس کے سوا نہیں۔ پس حضرت صاحبؑ کی کوئی کتاب پڑھنے سے پہلے چاہئے کہ اپنے اندر سے سب خیالات نکال دیئے جائیں اور اپنے دماغ کو بالکل خالی کر کے پھر ان کو پڑھا جائے۔ اگر کوئی اس طرح ان کو پڑھے گا تو بہت زیادہ اور صحیح علم حاصل ہوگا۔ لیکن اگر اپنے کسی عقیدہ کے ماتحت رکھ کر ان کو پڑھے گا تو یہ نتیجہ نہ نکلے گا۔

پس حضرت صاحبؑ کی کتابیں بالکل خالی الذہن ہو کر پڑھنی چاہئیں۔ اگر کوئی اس طرح کرے گا تو اسے بہت سی برکات نمایاں طور نظر آئیں گے۔

ساتواں طریق ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا یہ ہے کہ جس مقام پر ملائکہ کا خاص نزول ہوا ہو۔

[1] بخاری کتاب فضائل القرآن باب نزول السکینۃ والملائکۃ عند قراءۃ القرآن

کریم کی ایک ایک آیت قلب میں وہ تغیر پیدا کر دیتی ہے جو دنیا کی ہزاروں کتابیں نہیں کر سکتیں۔

قرآن کریم پڑھنے کا بہترین طریق یہ ہے کہ درس جاری کیا جائے۔ بہت سی ٹھوکریں لوگوں کو اس لئے لگتی ہیں کہ وہ قرآن کریم پر تدبر نہیں کرتے۔ پس ضروری ہے کہ ہر جگہ قرآن کریم کا درس جاری کیا جائے اگر روزانہ درس میں لوگ شامل نہ ہو سکیں تو ہفتہ میں تین دن سہی اگر تین دن بھی نہ آسکیں تو دو دن ہی سہی۔ اگر دو دن بھی نہ آسکیں تو ایک ہی دن سہی مگر درس ضرور جاری ہونا چاہئے تا کہ قرآن کریم کی محبت لوگوں کے دلوں میں پیدا ہو۔ اس کے لئے بہترین صورت یہ ہے کہ جہاں جہاں، سیر مقرر ہیں وہاں وہ درس دیں۔ اگر کسی جگہ کا امیر درس نہیں دے سکتا تو وہ مجھ سے اس بات کی منظوری لے کہ میں درس نہیں دے سکتا درس دینے کے لئے فلاں آدمی مقرر کیا جائے یہ نہیں کہ وہ خود ہی اپنے متعلق فیصلہ کر لے۔ کئی لوگ اپنے متعلق آپ ہی فتویٰ دے لیتے ہیں اور اپنا بوجھ دوسرے پر ڈال دیتے ہیں۔ ہر جگہ کے امیر کا فرض ہے کہ وہ خود درس دے اگر نہیں دے سکتا تو مجھے لکھے میں اور آدمی مقرر کر دیتا ہوں اسے ہی درس دینے کے قابل سمجھوں گا تو کہوں گا وہ خود دے۔ تمام امراء کو جنوری کے مہینہ کے اندر اندر مجھے اطلاع دینی چاہئے کہ درس کے متعلق انہوں نے کیا فیصلہ کیا ہے اور درس روزانہ ہو گا یا دوسرے دن یا ہفتہ میں دو بار یا ایک بار۔ میں سمجھتا ہوں درس کے ذریعہ لوگوں کے دلوں میں قرآن کریم کی محبت راسخ ہو جائے گی اور بہت سے فتن کا آپ ہی آپ ازالہ ہو جائے گا۔

دوسری تجویز یہ ہے کہ ایک دفعہ میں نے اعلان کیا تھا قرآن کریم کا درس دیا جائے گا اور اس کے مطابق اگست ۱۹۲۲ء میں دس پاروں کا درس دیا گیا جس میں باہر سے ساٹھ ستر کے قریب دوست شامل ہوئے تھے۔ اب اعلان کرتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے توفیق دی صحت اور زندگی بخشی تو اس دفعہ جولائی کے مہینہ میں پھر دس پاروں کا گیارہویں سے لے کر بیسویں تک کا درس دوں گا جو لوگ شامل ہونا چاہیں جنوری میں ہی اطلاع دے دیں۔ کم از کم پچاس دوست باہر سے آئیں گے تو درس دوں گا۔ اس طرح تین سال کے اندر اندر باہر کی جماعتوں کے امراء اور دوسرے لوگ قرآن کریم کی موٹی موٹی باتیں سیکھ سکتے ہیں۔

اصلاح نفس کے لئے دوسری چیز یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کا مطالعہ کیا جائے۔ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ لوگ باقاعدہ حضرت صاحب کی کتب کا مطالعہ نہیں کرتے۔ اگر ہر ایک احمدی یہ فیصلہ کر لے کہ حضرت صاحب کی کسی کتاب کا روزانہ کم از کم

تقریر دلپذیر صفحہ 25 مندرجہ انوار العلوم جلد 10 صفحہ 92، 93 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 205 پر درج ہے

Back

ایک صفحہ کا مطالعہ کیا کروں گا تو اس کا بہت بڑا فائدہ ہو سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کُتب میں وہ روشنی اور وہ معارف ہیں جو قرآن کریم میں مخفی طور پر بیان ہوئے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی اپنی کُتب میں تشریح فرمائی ہے حتیٰ کہ ایک ادنیٰ لیاقت کا آدمی بھی انہیں سمجھ سکتا ہے۔ اس وجہ سے آپ کی کُتب میں بھی وہ نور اور ہدایت ہے جو قرآن کریم میں ہے۔ قرآن کریم کو یہ فوقیت ہے کہ وہ خود خدا تعالیٰ کے الفاظ میں ہے۔

پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ ہر ایک احمدی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کُتب میں سے کم از کم ایک صفحہ روزانہ پڑھا کرے۔ عیسائی انجیل کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان لوگوں کو چھوڑ کر جو علی الاعلان دہریہ ہیں باقی سب اسے پڑھتے ہیں۔ وہ رات کو اپنے بچوں کو سونے نہیں دیتے جب تک کہ دعا نہ کرالیں پھر کتنے افسوس کی بات ہے کہ جن کو دہریہ اور بے دین اور کیا کیا کہا جاتا ہے وہ تو اپنی اس مذہبی کتاب کا مطالعہ نہیں چھوڑتے جس میں بہت کچھ تغیر و تبدل ہو چکا ہے مگر آپ لوگ جن کو تازہ کتابیں ملی ہیں آپ انہیں نہیں پڑھتے کم از کم ایک صفحہ روزانہ ضرور پڑھنا چاہئے۔

دوسری بات اس سال کے پروگرام میں یہ رکھی جاتی ہے کہ منافقین کا اس سال مقابلہ کرنا چاہئے جو کئی جگہ پائے جاتے ہیں وہ ظاہر میں جماعت کے ساتھ ملے رہتے ہیں مگر باطن میں دشمن ہیں لیکن یاد رکھنا چاہئے اسلام یہ اجازت نہیں دیتا کہ شر کا مقابلہ شر سے کیا جائے اور جھوٹ کے مقابلہ میں جھوٹ اختیار کیا جائے۔ خواہ کچھ ہو جائے حتیٰ کہ جان بھی چلی جائے تو بھی شرارت کے مقابلہ میں شرارت نہیں کرنی چاہئے۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ منافقوں کا مقابلہ کرنا چاہئے تو اس کا یہ مطلب ہے کہ ان کے حالات اور ان کی شرارتیں معلوم کی جائیں اور ان سے جماعت کو آگاہ کیا جائے۔

منافق کی ایک موٹی علامت یہ یاد رکھو جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتائی ہے کہ وہ جماعت کی عیب گیری کرے گا وہ کھلے طور پر کہے گا کہ جماعت خراب ہو گئی ہے جماعت بگڑ گئی ہے جو شخص بھی یہ کہتا ہو کہ جماعت خراب ہو گئی ہے سمجھ لو کہ وہ منافق ہے اگر کسی کے پاس ثبوت ہو تو اسے یہ تو حق ہے کہ کہے زید بگڑ گیا ہے یا بکر بگڑ گیا ہے اور اگر سنی سنائی بات ہے تو زید و بکر کے متعلق بھی کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے۔ اول تو اخلاقی لحاظ سے یہ بھی جائز نہیں کہ کسی کے متعلق اس طرح کہا جائے لیکن جو زید و بکر کا نام نہیں لیتا اور نہ کوئی واقعہ پیش کرتا ہے بلکہ یونہی کہتا

تقریر و پیشگوئی صفحہ 25 مندرجہ انوار العلوم جلد 10 صفحہ 92، 93 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 205 پر درج ہے

جیسا کہ میں ابھی کہہ آیا ہوں۔ مومن جاہل نہیں ہو سکتا۔ مگر جاہل نہ ہونے سے میری یہ مراد نہیں کہ خط پڑھ سکتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی خط نہ پڑھ سکتے تھے مگر ان سے بڑا عالم کون تھا یا کون ہوگا؟ ساری دُنیا کے عالم آپؐ کی جوتیاں اُٹھا کر رکھنے کے بھی قابل نہ تھے۔ تم بے شک ظاہری علوم پڑھو مگر دین کا علم ضرور حاصل کرو اور اپنے اندر دین کی باتیں سمجھنے اور اخذ کرنے کا ملکہ پیدا کرو۔ اس کے لئے ایک تو قرآن کریم سیکھو اور دوسرے حضرت صاحبؑ کی کتابیں پڑھو! اور خوب یاد رکھو کہ حضرت صاحبؑ کی کتابیں قرآن کی تفسیر ہیں۔ کل میں ان کے متعلق ایک خاص نکتہ بتاؤں گا آج صرف اتنا ہی کہتا ہوں کہ وہ قرآن کی تفسیر ہیں ان کو پڑھو۔

خدا کی محبت دل میں پیدا کرو

چوتھی نصیحت میں آپ لوگوں کو یہ کرنی چاہتا ہوں کہ خدا اور اس کی محبت کے مقابلہ میں باقی سب کچھ ہیچ ہے۔ آپ لوگ کہیں گے ہم مسلمان ہیں پھر خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کیوں نہ ہوگی۔ مگر بہت لوگ ہوتے ہیں جن میں حقیقی محبت بہت کم ہوتی ہے۔ ان کا اعتقاد خدا تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عقلی یا رسمی ہوتا ہے۔ مگر احمدیوں کا ایسا اعتقاد نہیں ہونا چاہئے۔ تمہارا خدا تعالیٰ سے محبت کا وہ تعلق ہونا چاہئے جو ماں کو بچہ سے ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کو بھی عقلی کہا جا سکتا ہے مگر یہ عقلی سے اوپر کا درجہ رکھتا ہے۔

پس تمہیں اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا محبت کا تعلق ہو کہ جب ان کے خلاف کوئی بات سنو تو یہ نہ ہو کہ عقلی اور رسمی لحاظ سے تمہارے اندر جوش پیدا ہو۔ بلکہ اس طرح جوش اور محبت پیدا ہو جس طرح تمہارے ماں باپ کو جب کوئی نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو اس وقت ان کی محبت تمہارے دل میں جوش مارتی ہے۔ یہ تو ضروری بات ہے کہ جس کا باپ مارا جائے گا اس کو نقصان پہنچے گا۔ مگر کوئی شخص اس نقصان کی وجہ سے اپنے باپ کے دشمن سے نہیں لڑتا بلکہ اس سے لڑتا ہے کہ وہ اس کا باپ ہے۔ پس تم ان اعتراضات کا جو خدا تعالیٰ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسیح موعودؑ پر کئے جائیں اس لئے دفاع نہ کرو کہ تمہیں ان سے عقلی یا رسمی لحاظ سے تعلق ہے۔ بلکہ اس لئے کرو کہ تمہیں ان سے الفت اور محبت ہے۔ دراں کی محبت تمہارے رُوآں رُوآں میں رچی ہوئی ہے۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم لوگوں کو گالیاں دیتے پھرو یا ان سے لڑنا شروع کر دو۔ میں تمہیں پہلے بتا چکا ہوں کہ کسی سے درشتی نہ کرو۔ ہاں میں یہ کہوں گا کہ جب تم خدا یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حوالہ نمبر 204

روزنامہ الفضل 5 8 ستمبر 2007ء

کتب حضرت مسیح موعود کے متعلق حضرت مصلح موعود کی تحریکات

مطالعہ کرنے، پھیلانے، طرز تحریر اختیار کرنے اور ان سے اردو سیکھنے کی تلقین

عبدالسمیع خان

[illegible]

مطالعہ کی تحریک

27 دسمبر 1920ء کو حضور نے جلسہ سالانہ ... [illegible]

(447 ...)

ایک خاص نکتہ

[illegible]

(980 ...)

روزانہ ایک صفحہ پڑھو

[illegible]

مطالعہ کتب مسیح موعود کا

انتظام ترتیب

[illegible]

کتب کے پھیلاؤ کی تحریک

[illegible]

حضرت مسیح موعود کی طرز تحریر اختیار کرنے کی تحریک

[illegible]

قادیانی روزنامہ الفضل چناب نگر، 8 ستمبر 2007ء

یہ حوالہ صفحہ 205 پر درج ہے

Back

کی طرف سے ہو چکی ہے۔ میں نے بجز گھر کے لوگوں کے کسی پر اس کو ظاہر نہیں کیا۔ اس پیشگوئی کے ایک حصہ کا حادثہ ہم میں اور آپ میں مشترک ہے۔ بہت دُعا کرتا ہوں کہ خدا اس کو ٹال دے اور دوسرے حصہ کا حادثہ خاص ہم سے اور ہمارے گھر کے کسی شخص سے متعلق ہے۔" (مکتوب ۳۳/۹۷ مکتوبات احمدیہ جلد پنجم حصہ اوّل صفحہ ۴۵)

۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء "ایک وبا پڑے گی"

(نشہ دایا)۔ معلوم نہیں یہ کس قسم کی وبا ہوگی۔"

(بدر جلد ۶ نمبر ۴۶ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

نومبر ۱۹۰۷ء "(۱) قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِھِمُ الرُّعْبَ (۲) وَعْدٌ غَیْرُ مَکْذُوْبٍ"

(بدر جلد ۶ نمبر ۴۶ مورخہ ۱۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۲۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۲ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

۲۶ نومبر ۱۹۰۷ء "(۱) بلاجوتا گھانی۔

(۲) ایک عربی لفظ الہام ہوا جس کے معنے ہیں تُو اُن کی چیخیں سُنے گا۔

(۳) یا اللہ فتح۔"

(بدر جلد ۶ نمبر ۴۸ مورخہ ۲۸ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۲)

۲۹ نومبر ۱۹۰۷ء "اِنَّا سَمِعْنَا مُوَکِّیْدَ سَاجِرٍ۔ وَلَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰی۔

(فرمایا) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی قوم یا گروہ اپنے دقیق مکر سے دیدانِ مقابلہ میں سلسلہ کی عظمت کو مٹانا چاہتی ہے مگر خدا تعالیٰ اسے بامراد نہیں کرے گا بلکہ حق کی عظمت ظاہر ہوگی۔"

(الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۳ مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۱)

۱۹۰۷ء "ایک دفعہ مجھے بعض محقق اور حاذق طبیبوں کی بعض کتابیں کشفی رنگ میں دکھلائی گئیں جو طبّ

لہ یعنی نواب محمد علی خان صاحب آف مالیر کوٹلہ۔ (مرتب)

سہ (ترجمہ) خدا تعالیٰ نے اُن کے دلوں میں رُعب ڈال دیا۔ (۲) یہ ایسا وعدہ ہے جو جھوٹا نہ ہوگا۔

سہ (ترجمہ) تحقیق جو کچھ انہوں نے بنایا ہے یہ ایک دھوکے کا منصوبہ ہے اور دھوکہ باز کامیاب نہیں ہو سکتا جس راہ سے بھی وہ آئے۔

سہ چونکہ نزولِ الہام کی صحیح تاریخ معلوم نہیں ہو سکی اس لئے اسے سنہ تصنیف کتاب چشمہ معرفت ۱۹۰۸ء کے ساتھ درج کیا گیا۔ (مرتب)

۶۲۹

جسمانی کے قواعد کلیہ اور اصولِ طبیہ اور سنۃ ضروریہ وغیرہ کی بحث پر مشتمل اور متضمن تھیں جن میں طبیب حاذق قرشی کی کتاب بھی تھی اور اشارہ کیا گیا کہ یہی تفسیر قرآن ہے..... اور جب میں نے اُن کتابوں کو پیشِ نظر رکھ کر جو طبِ جسمانی کی کتابیں تھیں، قرآن شریف پر نظر ڈالی تو وہ عمیق در عمیق طبِ جسمانی کے قواعد کلیہ کی باتیں نہایت بلیغ پیرایہ میں قرآن شریف میں موجود پائیں۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۹۵۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۱۰۳)

۲۰ دسمبر ۱۹۰۷ء (الف) "اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ النَّجْمِ الثَّاقِبِ۔

(۲) اِنَّهُمْ مَا صَنَعُوْا هُوَ كَيْدُ سَاحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى۔

(۳) اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ رُوْحِیْ۔

(۴) اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ النَّجْمِ الثَّاقِبِ۔

(۵) جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ۔"[۳]

(بدر جلد ۶ نمبر ۵۰ مورخہ ۲۱ دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۳۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۴ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۸ ضمیمہ چشمہ معرفت صفحہ ۶۸۔ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۳۶)

(ب) "جب میں مضمون ختم کر چکا تو ساتھ ہی مجھ کو یہ الہام خدا کی طرف سے ہوا تھا۔

اِنَّهُمْ مَا صَنَعُوْا هُوَ كَيْدُ سَاحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ النَّجْمِ الثَّاقِبِ۔

(ترجمہ) آریہ لوگوں نے جو یہ جلسہ تجویز کیا ہے یہ مکار لوگوں کی طرح ایک مکر ہے اور اس کے نیچے ایک شرارت اور بدنیتی مخفی ہے مگر فریب کرنے والا میرے ہاتھ سے کہاں بھاگے گا۔ جہاں جائے گا میں اس کو پکڑوں گا اور میرے ہاتھ سے چھٹکارا نہیں پائے گا۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ وہ ستارہ جو شیطان پر گرتا ہے۔"

(اشتہار ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء بعنوان باعث تالیف کتاب ہذا مندرجہ چشمہ معرفت صفحہ ۶۷ روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۷)

---

[۱] (ترجمہ) (۱) تو مجھ سے بمنزلہ اس ستارے کے ہے جو ثاقب اور روشنی کے ساتھ شیطان پر حملہ کرتا ہے۔

(۲) جو کچھ انہوں نے بنایا ہے وہ ساحر کی تدبیر ہے اور ساحر کسی راہ سے آئے وہ کامیاب نہیں ہوگا۔ (۳) تو مجھ سے بمنزلہ میری رُوح کے ہے (۴) تو مجھ سے بمنزلہ اُس ستارے کے ہے جو ثاقب اور روشنی کے ساتھ شیطان پر حملہ کرتا ہے۔ (۵) حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔

[۲] (نوٹ از مرتب) یہ الہامات اُس لیکچر کی تصنیف کے وقت ہوئے جو ۲۶ دسمبر ۱۹۰۷ء کو لاہور میں پڑھا گیا۔ (مرتب)

[۳] یعنی وہ مضمون جو قادیان میں آریوں کے مذہبی جلسہ میں سُنانے کے لئے لکھا گیا تھا اور یہ مضمون چشمہ معرفت کے آخر میں بطور ضمیمہ شامل ہے۔ (مرتب)

۴۴

وقت سمجھ گیا۔ کہ دراصل والدہ فوت ہو چکی ہیں۔ کیونکہ اگر وہ زندہ ہوتیں تو وہ شخص ایسے الفاظ نہ بولتا۔ چنانچہ قادیان پہنچے تو پتہ لگا کہ واقعی وہ فوت ہو چکی تھیں۔ والدہ صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین ادھر اُدھر پھرتا رہا۔ آخر اُسنے چائے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے۔ کہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری وجہ سے ہی اسے قید سے بچا لیا ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا ہمارے مخالف یہی کہتے کہ ان کا ایک چچا زاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیالکوٹ کی ملازمت ۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء کا واقعہ ہے۔

(اس روایت سے یہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سیالکوٹ میں ملازم ہونا اس وجہ سے تھا۔ کہ آپ سے مرزا امام الدین نے دادا صاحب کی پنشن کا روپیہ دھوکا دے کر اُڑا لیا تھا۔ کیونکہ جیسا کہ خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی تصنیفات میں تصریح کی ہے۔ آپ کی ملازمت اختیار کرنیکی وجہ صرف یہ تھی۔ کہ آپ کے والد صاحب ملازمت کے لیئے زور دیتے رہتے تھے۔ ورنہ آپکی اپنی رائے ملازمت کے خلاف تھی۔ اسی طرح ملازمت چھوڑ دینے کی بھی اصل وجہ یہی تھی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ملازمت کو ناپسند فرماتے تھے۔ اور اپنے والد صاحب کو ملازمت ترک کر دینے کی اجازت کے لیئے لکھتے رہتے تھے۔ لیکن دادا صاحب ترک ملازمت کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ مگر بالآخر جب دادی صاحبہ بیمار ہوئیں۔ تو دادا صاحب نے اجازت بھجوا دی۔ کہ ملازمت چھوڑ کر آجاؤ۔)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ طبابت کا علم ہمارا خاندانی علم ہے۔ اور ہمیشہ سے ہمارا خاندان اس علم میں ماہر رہا ہے۔ دادا صاحب نہایت ماہر اور مشہور حاذق طبیب تھے۔ تایا صاحب نے بھی طب پڑھی تھی۔ حضرت مسیح موعود بھی علم طب میں خاصی دسترس رکھتے تھے۔ اور گھر میں ادویہ کا ایک ذخیرہ رکھا کرتے تھے

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 44 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 210 پر درج ہے

Back

۶۷۴

۱- اوائل[1] کا واقعہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ مسجد اقصیٰ میں کشفاً دکھایا گیا کہ ایک باغ لگایا جا رہا ہے اور میں اس کا مالی مقرر کیا گیا ہوں۔" (حیات احمد صفحہ ۳۳۵ مرتبہ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ)

۲- حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ "مجھے..... اللہ تعالیٰ کی طرف سے..... بتایا گیا ہے..... کہ

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ ، سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ

بہت پڑھنا چاہیئے۔" (سیرت المہدی حصہ اوّل روایت ۱۰۱ صفحہ ۱۲۲ ایڈیشن دوم)

۳- (حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا)

"ہمارے امام علیہ السلام نے اُن[2] کو خاتم النبیین رسول رَبّ العالمین نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی شکل پر رؤیا میں دیکھا ہے اور یہ بسبب ان کی کمال اتباعِ سُنّت کے تھا۔"

(مقدمہ مرقاۃ الیقین فی حیاۃ نور الدین ، بعنوان مذہب (عقیدہ صفحہ ۲۹)

۴- (الف) مفتی محمد صادق صاحبؓ نے بیان کیا:-

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ایک صاحب جو غالباً ریاست جیند کے رہنے والے تھے بیمار ہو کر علاج کے واسطے قادیان آئے اور بیرسراج الحق صاحبؓ کے مکان پر اُنہوں نے قیام کیا۔ پیر صاحبؓ نے اُن کی سفارش حضرت صاحبؑ سے کی کہ یہ بیمار رہتے ہیں حضورؑ ان کے لئے دُعا کریں۔ حضورؑ نے دُعا کی تو حضورؑ کو الہام ہوا:

"گچلہ کونین فولاد۔ یہ ہے روائے ہمزاد"

(اخبار "الصلح" کراچی جلد ۷، نمبر ۶ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۵۴ء صفحہ ۳)

(ب) "حَبّ گچلہ کونین فولاد مساوی نصف سرخ۔ الہامی ہے۔"

(جیسی بیاض حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ صفحہ ۳۰۔ بیاض نور الدین مرتبہ مفتی فضل الرحمٰن صاحب جلد ۱ صفحہ ۶ طبع اوّل)

۵- (الف) حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

"حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہوا اور دکھایا گیا کہ یہ جو مسجد مبارک کے پاس مکان[3] ہے اس میں ہم کچھ حسّی طریق سے داخل ہوں گے اور کچھ حسینی طریق سے..... معلوم نہیں کہ اس الہام کا کیا مطلب[4] ہے۔"

(الفضل جلد ۷، نمبر ۲۸ مورخہ ۷ اکتوبر ۱۹۱۹ء صفحہ ۸)

---

[1] یہاں سے وہ الہامات و کشوف و رؤیا شروع ہوتے ہیں جن کے سنہ نزول کا پتہ نہیں چل سکا۔ (مرتّب)

[2] یعنی مولوی عبداللہ صاحب غزنوی۔ (مرتّب)

[3] یعنی مرزا نظام الدین صاحب کا مکان۔ (مرتّب)

[4] "لیکن وقت پر سمجھ لگتے ہیں..... اس کے معنے یہ ہیں!..... کہ حضرت مسیحؑ و حسینؓ..... کا رویہ اختیار کر کے ہم داخل ہوں گے..... جو

رکھتے تھے۔ باقیوں کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے

۹۰۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ علاج کے معاملہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا طریق تھا کہ کبھی ایک قسم کا علاج نہ کرتے تھے۔ بلکہ ایک ہی بیماری میں انگریزی دوا بھی دیتے رہتے تھے اور ساتھ ساتھ یونانی بھی دیتے جاتے تھے۔ پھر جو کوئی شخص مفید بات کہدے اس پر بھی عمل کرتے تھے۔ اور اگر کسی کو خواب میں کچھ معلوم ہوا تو اس پر بھی عمل فرماتے تھے۔ پھر ساتھ ساتھ دعا بھی کرتے تھے۔ اور ایک ہی وقت میں ڈاکٹروں اور حکیموں سے مشورہ بھی لیتے تھے۔ اور طب کی کتاب دیکھکر بھی علاج میں مدد لیتے تھے۔ غرض علاج کو ایک عجیب رنگ کا مرکب بنا دیتے تھے۔ اور اصل بھروسہ آپ کا خدا پر ہوتا تھا۔

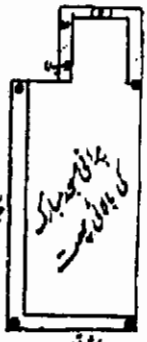

۹۰۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ موسم گرما میں جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک کے بالائی حصہ میں بعد نماز مغرب تشریف رکھتے تو عموماً مغربی شاہ نشین کے نشان (۲) پر بیٹھا کرتے تھے۔ مولوی عبدالکریم صاحب عام طور پر نشان (۱) پر اور حضرت مولوی نورالدین صاحب نشان (ب) کی جگہ پر ہوتے تھے اور حضرت مسیح موعود کے بائیں طرف دوسرے خاص احباب بیٹھتے تھے باقی سب نیچے یا جنوبی شاہ نشین پر بیٹھتے تھے۔ اس نقشہ کے چاروں کونوں پر چار چھوٹے مناروں کے نشان ہیں۔ جن میں سے ایک تو مسیح کے وقت اڑ گیا تھا اور دو مساجد کی دیوار میں محدب ہو گئے ہیں اور ایک جو جنوب مشرقی کونے میں ہے ابھی تک اسی طرح قائم ہے۔

۹۰۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ حاجی محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ اسسٹنٹ ماسٹر حال مقیم البرکات قادیان نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ۱۸ ستمبر ۱۹۳۵ء کو شام کے وقت میں حضرت میاں محمد یوسف صاحب مرحوم کے ہمراہ کھانا کھا رہا تھا چونکہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابہ میں سے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہمراہ کھانا کھانے کا کتنی دفعہ شرف حاصل ہوا۔ فرمایا۔ دو دفعہ مختلف موقعوں پر موقعہ ملا۔ پہلی دفعہ تو گول کمرہ میں اور دوسری بار بٹالہ کے باغ میں جو کچہریوں کے متصل ہے۔ جہاں حضرت صاحب کسی گواہی کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اس موقعہ

۹۲۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مفصلہ ذیل ادویات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ اپنے صندوق میں رکھتے تھے۔ اور اپنی کو زیادہ استعمال کرتے تھے۔ انگریزی ادویہ میں سے کونین۔ ایسڈ سیرپ۔ فولاد۔ ارگٹ۔ وائین ایپی کاک۔ کوکا اور کولا کے مرکبات۔ سپرٹ ایمونیا۔ بیڈ مشک۔ سرونس وائن آف کاڈلیور آئل۔ کلوروڈین کامل بل سلفیورک ایسڈ ایرومیٹک۔ کاسٹس ایمبلشن رکھا کرتے تھے۔ اور یونانی میں سے۔ مشک۔ عنبر۔ کافور ہینگ۔ جدوار۔ اور ایک مرکب جو خود تیار کیا تھا یعنی تریاق الٰہی رکھا کرتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ہینگ غربال کی مشک ہے۔ اور فرماتے تھے کہ افیون میں عجیب وغریب فوائد ہیں۔ اسی لئے اسے حکماء نے تریاق کا نام دیا ہے۔ ان میں سے بعض دوائیں اپنے لئے ہوتی تھیں۔ اور بعض دوسرے لوگوں کے لئے۔ کیونکہ اور لوگ بھی حضور کے پاس دوا لینے آیا کرتے تھے۔

۹۳۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ میاں امام الدین صاحب سکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں نماز صبح کے وقت کچھ پہلے تشریف لے آئے ابھی کوئی روشنی نہ ہوئی تھی۔ اس وقت آپ مسجد کے اندر اندھیرے میں ہی بیٹھے رہے۔ پھر جب ایک شخص نے آکر روشنی کی تو فرمانے لگے کہ دیکھو روشنی کے آگے ظلمت کس طرح بھاگتی ہے۔

۹۳۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ میاں امام الدین صاحب سکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک روز پیر سراج الحق صاحب سرساوی اپنے علاقہ کے آموں کی تعریف کر رہے تھے کہ ہمارے علاقہ میں آم بہت میٹھے ہوتے ہیں۔ جو لوگ ان کو کھاتے ہیں۔ تو گٹھلیوں کا ڈھیر لگا دیتے ہیں گویا لوگ کثرت سے آم چوستے ہیں۔ اس وقت حضرت اقدس بھی مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ فرمایا پیر صاحب جو آم میٹھے ہوتے ہیں وہ عموماً ثقیل ہوتے ہیں اور جو آم کسی قدر ترش ہوتے ہیں وہ سریع الہضم ہوتے ہیں۔ پس میٹھے اور ترش دونوں چوسنے چاہئیں۔ کیونکہ قدرت نے ان کو ایسا ہی بنایا ہے۔

۹۳۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ میاں امام الدین صاحب سکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکثر فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تکمیل ہدایت کا زمانہ تھا۔ اور مسیح موعود کا زمانہ تکمیل اشاعت کا زمانہ ہے۔

۹۳۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ میاں امام الدین صاحب سکھوانی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت

قرآن مجید کا ترجمہ تھوڑا سا پڑھا دیا کرتے تھے۔ یہ سلسلہ چند روز ہی جاری رہا پھر بند ہو گیا۔ عام درس نہ تھا۔ صرف سادہ ترجمہ پڑھاتے تھے۔ یہ ابتدائی زمانہ مسیحیت کا واقعہ ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسی طریق پر ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میاں عبداللہ صاحب سنوری کو بھی کچھ حصہ قرآن شریف کا پڑھایا تھا۔

۶۵۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسی وجہ سے مولوی عبدالکریم صاحب جمعہ نہ پڑھا سکے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل بھی موجود نہ تھے۔ تو حضرت صاحب نے حکیم فضل الدین صاحب مرحوم کو نماز پڑھانے کے لئے ارشاد فرمایا۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ حضور تو جانتے ہیں کہ مجھے بواسیر کا مرض ہے اور ہر وقت ریح خارج ہوتی رہتی ہے۔ میں نماز کس طرح سے پڑھاؤں؟ حضور نے فرمایا۔ حکیم صاحب آپ کی اپنی نماز باوجود اس تکلیف کے ہو جاتی ہے یا نہیں؟ انہوں نے عرض کیا۔ ہاں حضور۔ فرمایا۔ کہ پھر ہماری بھی ہو جائے گی۔ آپ پڑھائیے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے اخراج ریح جو کثرت کے ساتھ جاری رہتا ہو ناقض وضو میں نہیں سمجھا جاتا۔

۶۵۵ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سل دق کے مریض کے لئے ایک گولی بنائی تھی۔ اس میں کونین اور کافور کے علاوہ افیون۔ بھنگ اور دھتورہ وغیرہ زہریلی ادویہ بھی داخل کی تھیں۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ دوا کے طور پر علاج کے لئے اور جان بچانے کے لئے ممنوع چیز بھی جائز ہو جاتی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ شراب کے لئے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی فتویٰ تھا۔ کہ ڈاکٹر یا طبیب اگر دوائی کے طور پر دے تو جائز ہے۔ مگر باوجود اس کے آپ نے اپنے پڑوادا مرزا گل محمد صاحب کے متعلق لکھا ہے کہ انہیں ان کی مرض الموت میں کسی طبیب نے شراب بتائی۔ مگر انہوں نے انکار کیا۔ اور حضرت صاحب نے اس موقعہ پر ان کی تعریف کی ہے کہ انہوں نے موت کو شراب پر ترجیح دی۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ فتویٰ اور ہے اور تقویٰ اور۔

۶۵۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب ایک دفعہ سالانہ جلسہ پر تقریر کر کے جب واپس گھر تشریف لائے۔ تو حضرت میاں صاحب سے (خلیفۃ المسیح

پیدا کرتا ہے۔ جن سے اب یورپ بھی دن بدن واقف ہوتا جاتا ہے۔ آخر جیسے بہت سے تجارب کے بعد طلاق کا قانون پاس ہوگیا ہے۔ اسی طرح کسی دن دیکھ لوگے کہ تنگ آکر اسلامی پردہ کے مشابہ یورپ میں بھی کوئی قانون شائع ہوگا۔ ورنہ انجام یہ ہوگا۔ کہ چارپایوں کی طرح عورتیں اور مرد ہو جائیں گے۔ اور مشکل ہوگا کہ یہ شناخت کیا جائے کہ فلاں شخص کس کا بیٹا ہے۔ اور وہ لوگ کیونکر پاک دل ہوں۔ پاک دل تو وہ ہوتے ہیں۔ جن کی آنکھوں کے آگے ہر وقت خدا رہتا ہے۔ اور نہ صرف ایک موت اُن کو یاد ہوتی ہے۔ بلکہ وہ ہر وقت عظمتِ الٰہی کے اثر سے مرتے رہتے ہیں۔ مگر یہ حالت شراب خوری میں کیونکر پیدا ہو۔ شراب اور خدا ترسی ایک وجود میں اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ خونِ مسیح کی دلیری اور شراب کا جوش تقویٰ کی بیخکنی میں کامیاب ہوگیا ہے۔ ہم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ آیا کفارہ کے مسئلہ نے یہ خرابیاں زیادہ پیدا کی ہیں یا شراب نے۔ اگر اسلام کی طرح پردہ کی رسم ہوتی۔ تو پھر بھی کچھ پردہ رہتا۔ مگر یورپ تو پردہ کی رسم کا دشمن ہے۔ ہم یورپ کے اس فلسفہ کو نہیں سمجھ سکتے۔ اگر وہ اس اصرار سے باز نہیں آتے۔ تو شوق سے شراب پیا کریں۔ کہ اس کے ذریعہ سے کفارہ کے فوائد بہت ظاہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ مسیح کے خون کے سہارے پر جو لوگ گناہ کرتے ہیں۔ شراب کے وسیلہ سے ان کی میزان بڑھتی ہے۔ ہم اس بحث کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتے۔ کیونکہ فطرت کا تقاضا الگ الگ ہے۔ ہمیں تو ناپاک چیزوں کے استعمال سے کسی سخت مرض کے وقت بھی گھن لگتا ہے۔ چہ جائیکہ پانی کی جگہ بھی شراب پی جائے۔ مجھے اس وقت ایک اپنا سرگذشت قصہ یاد آتا ہے۔ اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روزانہ پیشاب آتا ہے۔ اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا ہے۔ اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے۔ کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس

۴۳

"نسیم دعوت" صفحہ 67، روحانی خزائن صفحہ 434، 435 جلد 19 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 212 پر درج ہے

Back

کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ مَیں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی۔ لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں۔ تو مَیں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا۔ اور دوسرا افیونی۔

پس اس طرح جب مَیں نے خدا پر توکل کیا۔ تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا۔ اور بارہا جب مجھے غلبہ مرض کا ہوا۔ تو خدا نے فرمایا کہ دیکھ مَیں نے تجھے شفا دیدی۔ تب اسی وقت مجھے آرام ہو گیا۔ انہی باتوں سے مَیں جانتا ہوں کہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر* ہے۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نہ اُس نے رُوح پیدا کی اور نہ ذرات اجسام۔ وہ خدا سے غافل ہیں۔ ہم ہر روز اُس کی نئی پیدائش دیکھتے ہیں۔ اور ترقیات سے نئی نئی رُوح وہ ہم میں پھونکتا ہے۔ اگر وہ نیست سے ہست کرنیوالا نہ ہوتا۔ تو ہم تو زندہ ہی مر جاتے۔ عجیب ہے۔ وہ خدا جو ہمارا خدا ہے۔ کون ہے جو اس کی مانند ہے۔ اور عجیب ہیں اُس کے کام۔ کون ہے جس کے کام اس کی مانند ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے۔ ہاں بعض وقت حکمت اس کی ایک کام کرنے سے اُسے روکتی ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر ظاہر کرتا ہوں۔ کہ مجھے دو مرض دامنگیر ہیں۔ ایک جسم کے اُوپر کے حصہ میں کہ سر درد اور دورانِ سر اور دورانِ خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا۔ نبض کم ہو جانا۔ دُوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس برس سے ہیں۔ کبھی دُعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہیں کہ گویا دُور ہو گئیں۔ مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ مَیں نے دُعا کی۔ کہ یہ بیماریاں بالکل دُور کر دی جائیں۔ تو جواب ملا۔ کہ ایسا نہیں ہو گا۔

* انسان جبتک خود خدا کی تجلی سے اور خدا کے وسیلہ سے اس کے وجود پر اطلاع نہ پاوے۔ تب تک وہ خدا کی پرستش نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے خیال کی پرستش کرتا ہے۔ محض خیال کی پرستش کرنا اندرونی گندگی کو صاف نہیں کرتا۔ ایسے لوگ تو پرمیشر کے خود پرمیشور بنتے ہیں کہ خود اس کا پتہ آپ لگاتے ہیں۔ منہ

۵

"نسیم دعوت" صفحہ 67، روحانی خزائن صفحہ 434، 435 جلد 19 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 212 پر درج ہے

کے سخت مخالف تھے۔ اور جو لوگ یہاں آتے وہ انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ ان کی عادت تھی کہ اپنے صحن میں چارپائیاں بچھا کر حُقّہ رکھ دیتے لوگ حُقّہ کو دیکھ کر جاتے اور وہ گمراہ کرنے کی کوشش کرتے اور کہتے ہم ان کے رشتہ دار ہیں اور ان کے حالات سے واقف اگر کوئی بات ہوتی تو ہم نہ مان لیتے۔ اس طرح کئی لوگوں کو ٹھوکر لگ جاتی۔ ایک دفعہ ایک احمدی آیا اور حُقّہ پینے ان کے پاس چلا گیا۔ اُسے پہلے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف باتیں سناتے رہے لیکن جب وہ خاموش بیٹھا رہا تو پھر اس کے سامنے حضرت مسیح موعود کو گالیاں بھی دیں۔ اس پر بھی وہ کچھ نہ بولا۔ آخر اُسے کہنے لگے تم کس سوچ میں ہو کیوں کوئی بات نہیں کرتے؟ وہ کہنے لگا۔ مَیں اس سوچ میں ہوں کہ حُقّہ کی خبیث عادت مجھے یہاں لائی۔ اگر یہ نہ ہوتی تو مَیں نہ یہاں آتا اور نہ حضرت صاحب کے خلاف باتیں سنتا۔

اِس وقت مَیں ضمناً یہ کہہ دینا چاہتا ہوں کہ پہلے بھی کئی بار اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ حُقّہ بہت گندی چیز ہے اِسی طرح دوسرے نشے بھی سخت مُضِر ہیں ان کو ترک کر دینا چاہئے۔ بعض نشے ایسے ہیں جن کی وجہ سے جھوٹ کی عادت پڑتی ہے۔ مَیں ان کے نام نہیں لیتا تا کہ جو ان کے عادی ہیں ان کے متعلق بد ظنی نہ پیدا ہو۔ مگر یہ بات بالکل سچی ہے بعض نشوں سے اعصاب پر خاص اثر پڑتا ہے اس لئے کسی نشہ کی بھی عادت نہیں ڈالنی چاہئے۔ مجھے کسی چیز کی عادت نہیں ہوتی۔ مجھے بچپن میں بیماری کی وجہ سے انیون دیتے تھے۔ چھ ماہ متواتر دیتے رہے مگر ایک دن نہ دی تو والدہ صاحبہ فرماتی ہیں مجھ پر نہ دینے کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اِس پر حضرت صاحب نے فرمایا۔ خدا نے چھڑا دی ہے تو اَب نہ دو۔ تو مَیں ہر چیز جو استعمال کرتا ہوں اگر چھوڑ دوں تو کوئی تکلیف نہیں ہوتی لیکن باوجود اس کے چائے جس کا استعمال ہمارے گھروں میں ناشتہ کے طور پر ہوتا ہے کبھی کبھی پینا چھوڑ دیتا ہوں کہ عادت نہ ہو جائے۔ مؤمن کو کسی چیز کے نشہ کی عادت نہ ڈالنی چاہئے یہ بھی ایک بُرائی ہے۔

(۲۶) دوسروں کو حقیر سمجھنا۔

(۲۷) دلی عداوت۔ عداوت کا خواہ اظہار نہ کیا جائے اور دل میں رکھی جائے تو یہ بھی بُرائی ہے۔

(۲۸) دوسروں پر بے اعتباری کرنا۔ انسان دوسرے کے سپرد کوئی کام کرتا ہوا ڈرتا ہے۔

(۲۹) طمع۔ یہ بھی قلبی بدی ہے۔

سے زیادہ نہ ہو۔ اور گوشت لگا ہوا ہو۔ عید سے پہلے بھیجا کر بھیجدیں۔ قیمت اسکی کسی کے ہاتھ بھیجدیجاوینگے۔ یا آپ کے آنے پر آپ کو دیکھا دینگے۔ رنگ کوئی ہو مگر بارچہ ریشمی یا جالی ہو۔ اندازہ قمیص کا آپ کی لڑکی زینب کے اندازہ پر ہو۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۴ فروری ۱۸۸۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ پس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء ضروری خود خرید دیں انصاف پر مبنی ہو تا کہ اچھی طرح خریدی خود خرید دیں انصاف پر مبنی ہو تا کہ اچھی طرح خریدی جاوین۔ گوشت اچھا ہونا چاہئے۔ اسکا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی عنہ

ذیل کا خط جو اب میرے ایک عزیز کے ہے جبکہ ہم سب عیال واطفال قادیان میں تھے اور طاعون کے وقت چونکہ برسات کے دن تھے راستہ سخت خطرناک تھا اور میں نے اپنے گھر کے لوگوں کو کہا تھا یعنی برخوردار محمد یوسف کی والدہ کے لئے ضرور حضرت سے اجازت طلب کی کیونکہ بچے کی سواری کی حالت میں خطرناک ہوتی ہے اسپر حضور نے کمال مہربانی و شفقت سے ذیل کا خط لکھا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کو اختیار ہے کہ چلی جائیں۔ مگر میں نے سنا ہے کہ بٹالہ کی سڑک تک راستہ نہایت خراب ہے۔ پہیں کی سواری خطرناک ہے۔ اور ایسا ہی دوسری سواری بھی۔ شاید دس روز تک راستہ کسی قدر درست ہو جائیگا۔ میں گزشتہ دنوں میں اسوقت گورداسپور سے بٹالہ کی راہ آیا تھا جب بارش پر ایک مہینہ گذر چکا تھا۔ تب بھی خوفناک راہ تھا۔ تا اب بہت ہی خطرناک ہوگا۔ حمل کی حالت میں دونوں میں ساتھ بچہ کا ہونا بھی ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ آپ عمدہ بٹالہ کی سڑک تک راہ کی حالت دیکھ لیں۔ پہلے نمونہ یک تو اب بغیر گذرنے دس بارہ روز کے سخت خطرناک اور خوفناک ہے۔ والسلام

غلام احمد عفی عنہ

دستی خط معرفت مولوی یار محمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں چند روز سے سخت بیمار ہوں۔ بعض وقت جب دورہ دوران سر شدت سے ہوتا ہے تو خاتمہ زندگی محسوس ہوتا ہے۔ ساتھ ہی سردرد بھی ہے۔ ایسی حالت میں روغن بادام سر اور پیروں کی ہتھیلیوں پر ملنا اور پینا فائدہ مند محسوس ہوتا ہے۔ اس لئے میں مولوی یار محمد صاحب کو بھیجتا ہوں کہ آپ خاص خالص سے ایسا روغن بادام کہ جو تازہ ہو۔ اور گندہ نہ ہو اور نیز کسی کے ساتھ کوئی ملونی نہ ہو ایک تولہ خرید کر بھیجدیں۔ باقر و پیسہ قیمت اسکی ارسال ہے۔ اور نیز ہمارا پہلا کھاک بھی گندہ ہو گیا ہے۔ اسلئے ایک کھاک عمدہ دو سیر خرید کر نے کے لئے بھیجا ہوں یہ کھاک بخوبی امتحان کر کے ارسال فرماویں۔ انمیں یہ بھی شرط ہے کہ اسکے ساتھ نیم گھنٹہ کی آواز دینے والی کل ہرگز نہ ہو صرف گھنٹوں کی آواز دے کہ اس صورت میں بسا اوقات دھوکہ ہو جاتا ہے۔ اور اسکے ساتھ کئی دوسری چیزیں بھی خریدنی ہیں..... ان چیزوں کی تفصیل ذیل میں ہے۔ والسلام ۔ مرزا غلام احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

مجی اخویم حکیم محمد حسین صاحب قریشی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج مولوی یار محمد لاہور بھی گئے۔ مگر افسوس نہایت ضروری کام یاد نہ رہا۔ اسلئے لکھتا ہوں کہ ایک قرص سنگ سفید اس میں چھپا ہوا نہ ہو۔ اور اول درجہ کی خوشبودار ہو۔ اگر شرطی چوتھائی ہو تو بہتر ہو۔ دوسرا اپنی ذمہ داری پر بھیجدیں۔ اور دو گنا بیاسہ دوائی کی لکیا کی جیسی چاشنی کی طرح لکیا ہوتی ہیں۔ مگر لمبی لکی ہو۔ دونو بندریہ دی پی روانہ فرماویں زیادہ خیریت ہے۔ والسلام۔ خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ دو تار میں پہنچیں نہیں فکر ہوا۔ بہت الدعا میں بہت دعا کی گئی۔ خدا تعالیٰ شفا بخشے۔ پہلے اس سے السام ہوا تھا کہ لاحول سے افسوسناک خبر آئی۔ وہی خبر پہنچگئی۔ خدا تعالیٰ آپ پر رحم کرے۔ آمین۔ پھر بھی میں عاکر رہونگا

مئی ۱۸۸۴ء

" ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ نواب[1] صاحب کی حالت غم سے خوشی کی طرف مبدل ہوگئی ہے اور آسودہ حال اور شکر گذار ہیں اور نہایت عمدگی اور صفائی سے یہ خواب آئی اور یہ خواب بطور کشف تھی چنانچہ اسی صبح کو نواب صاحب کو اس خواب سے اطلاع دی گئی۔"

(مکتوب بنام میر عباس علی شاہ صاحب مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۸۴ء مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۸)

مئی ۱۸۸۴ء

" پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک صاحب الٰہی بخش نام اکونٹنٹ نے کہ جو اس کتاب[2] کے معاون ہیں کسی اپنی مشکل میں دعا کے لئے درخواست کی اور بطور خدمت پچاس روپیہ بھیجے۔ اور جس روز یہ خواب آئی اُس روز سے دو چار دن پہلے ان کی طرف سے دعا کے لئے الحاح ہو چکا تھا مگر یہ عاجز نواب[3] صاحب کے لئے مشغول تھا اس لئے اُن کے لئے دعا کرنے کو کسی اور وقت پر موقوف رکھا اور جس روز نواب صاحب کے لئے بشارت دی گئی تھی تو اُس دن خیال آیا کہ آج منشی الٰہی بخش کے لئے توجہ سے دعا کریں۔ سو بعد نماز عصر جب وقت صفا پایا اور دعا کا ارادہ کیا گیا تو پھر بھی دل نے یہی چاہا کہ اس دعا میں بھی نواب صاحب کو شامل کر لیا جائے۔ سو اس وقت نواب صاحب اور منشی الٰہی بخش دونوں کے لئے دعا کی گئی۔ بعد دعا اسی جگہ الہام ہوا:۔

نُنَجِّيهِمَا مِنَ الْغَمِّ

یعنی ہم ان دونوں کو غم سے نجات دیں گے ... پھر چند روز کے بعد نواب صاحب کا خط آگیا کہ مرنے کا کام جاری ہو گیا ہے۔"

(مکتوب بنام میر عباس علی شاہ صاحب مورخہ ۲۶ مئی ۱۸۸۴ء مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۳۴ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۸ و نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷ اپریل ۱۸۹۹ء صفحہ ۷)

نومبر ۱۸۸۴ء

" ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا..... میری حالت تجردی کا لعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی اس لئے میری اس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا..... کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اس لائق نہ تھے ..... غرض اس ابتلا کے وقت میں نے جناب الٰہی میں دعا کی اور مجھے اُس نے دفع مرض کے لئے اپنے الہام کے ذریعہ سے دوائیں بتلائیں اور میں نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں میرے

---

[1] مراد نواب علی محمد خان صاحب آف جھجر۔ (مرتب)
[2] براہین احمدیہ۔ (مرتب)
[3] نواب علی محمد خان صاحب آف جھجر۔ (مرتب)
[4] جو ۱۷ نومبر ۱۸۸۴ء کو دہلی میں ہوئی۔ (مرتب)

مُنہ میں ڈال رہا ہے چنانچہ وہ دوائیں نے تیار کی اور اس میں خدا نے ہی قدرِ برکت ڈال دی کہ میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ پُورے صحت طاقت جو ایک پُورے تندرست انسان کو دُنیا میں مل سکتی ہے وہ مجھے دی گئی اور چار لڑکے مجھے عطا کئے گئے۔" (تریاق القلوب صفحہ ۳۵، ۳۶۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۳، ۲۰۴)

۱۸۸۴ء اِنَّ اللّٰہَ بَشَّرَنِیْ فِیْ اَبْنَائِیْ بِشَارَۃً بَعْدَ بِشَارَۃٍ حَتّٰی بَلَغَ عَدَدُھُمْ اِلٰی ثَلٰثَۃٍ وَّاَنْبَاَنِیْ بِھِمْ قَبْلَ وُجُوْدِھِمْ بِاِلْھَامٍ[1]

(انجام آتھم صفحہ ۱۸۲۔ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۱۸۲)

۳۰ر دسمبر ۱۸۸۴ء اِنِّیْ فَضَّلْتُکَ عَلَی النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ قُلْ اُرْسِلْتُ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا[2]

(مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام مورخہ ۳۰ر دسمبر ۱۸۸۴ء مندرجہ الحکم جلد ۱۹ نمبر ۳ مورخہ ۱۷ر جنوری ۱۹۱۵ء صفحہ ۳)

اوائل مارچ ۱۸۸۵ء "مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اسکے کمالات مسیح بن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بشدت مناسبت و مشابہت ہے اور اس کو خواص انبیاء و رُسل کے نمونہ پر محض برکتِ متابعت حضرت خیر البشر افضل الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن جہتوں پر اکابر اولیاء سے فضیلت دی گئی ہے کہ جو اُس سے پہلے گذر چکے ہیں اور اُس کے قدم پر چلنا موجب نجات و سعادت و برکت اور اس کے برخلاف چلنا موجب بُعد و حرمان ہے۔"

(اشتہار ضمیمہ سُرمہ چشم آریہ۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۳۱۹)

۸ر مارچ ۱۸۸۵ء "عاجز مؤلف براہین احمدیہ حضرت قادرِ مطلق جلّ شانہٗ کی طرف سے مامور ہوا ہے کہ نبی ناصری اسرائیلی (مسیح) کی طرز پر کمال مسکینی، فروتنی و غربت و تذلل و تواضع سے اصلاحِ خلق کے لئے کوشش کرے

---

[1] (ترجمہ از مرتب) اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے بیٹوں کے بارہ میں بشارت کے بعد بشارت دی یہاں تک کہ ان کی تعداد تین تک پہنچائی اور مجھے ان کی پیدائش سے پہلے الہام کے ذریعہ ان کی خبر دی۔ (نوٹ از مرتب) اس کے متعلق حضرت اُمّ المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے۔ فرمایا "جب میری شادی ہوئی اور میں ایک سیمنہ قادیان سے کر پھر واپس دہلی گئی تو ان ایام میں حضرت مسیح موعود نے مجھے ایک خط لکھا کہ میں نے خواب میں تمہارے تین جوان لڑکے دیکھے ہیں۔" (سیرۃ المہدی حصہ اوّل صفحہ ۴۳)

[2] (ترجمہ از مرتب) میں نے تجھ کو تمام جہانوں پر فضیلت دی۔ کہہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

سمجھ کر بلا کر جیسا کہ لوٹے کو دھوتے وقت کرتے ہیں پھینک دیا۔ جب مجھے معلوم ہوا کہ یہ دودھ تھا۔ تو مجھے سخت ندامت ہوئی لیکن حضور نے بڑی نرمی اور دلجوئی سے فرمایا۔ اور بار بار فرمایا۔ کہ بہت اچھا ہوا کہ آپ نے اُسے پھینک دیا۔ یہ دودھ اب خراب ہو چکا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ علاوہ دلداری کے حضرت صاحب کا منشاء یہ ہوگا کہ لوٹے وغیرہ کی قسم کے برتن میں اگر دودھ زیادہ دیر تک پڑا رہے تو وہ خراب ہو جاتا ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ میاں عبدالعزیز صاحب حضرت صاحب کے پرانے مخلصین میں سے ہیں اور اب ایک عرصہ سے پٹواری کے کام سے ریٹائر ہو کر قادیان میں سکونت پذیر ہو چکے ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ منشی عبدالعزیز صاحب کی بہت سی روایات مجھے مکرم مرزا عبدالحق صاحب وکیل گورداسپور نے لکھ کر دی ہیں۔ فجزاہ اللہ خیرًا۔

۵۶۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ منشی عبدالعزیز صاحب اولجوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک شخص سی سالون سالکوٹ سیکھواں نے میرے ساتھ ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔ اب وہ مقبرہ بہشتی میں دفن ہیں۔ ان کو نزول الماء کی بیماری تھی۔ حضرت خلیفۃ اوّلؓ کو آنکھیں دکھائیں تو آپ نے فرمایا۔ کہ پہلے پانی اگر مینائی بالکل جاتی رہے گی۔ تو پھر ان کا علاج کیا جائے گا۔ ان کو اس سے بہت صدمہ ہوا۔ اس کے بعد انہوں نے یہ طریق اختیار کیا۔ کہ جب کبھی وہ قادیان آتے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس بیٹھنے کا موقعہ پاتے تو حضور کا شملہ مبارک اپنی آنکھوں سے لگا لیتے۔ کچھ عرصہ میں ہی ان کی بیماری نزول الماء جاتی رہی اور جب تک وہ زندہ رہے ان کی آنکھیں درست رہیں۔ کسی علاج وغیرہ کی ضرورت پیش نہ آئی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اگر یہ روایت درست ہے تو اس قسم کی معجزانہ شفا کے نمونے آنحضرت صلعم کی زندگی میں بھی کثرت سے ملتے ہیں اور حدیث میں ان کا ذکر موجود ہے۔

۵۶۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حافظ حامد علی صاحب مرحوم خادم حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان کرتے تھے۔ کہ جب حضرت صاحب نے دوسری شادی کی۔ تو ایک عرصہ تک تجرد میں رہنے اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے آپ نے اپنے تئیں میں ضعف محسوس کیا۔ اس پر وہ الہامی نسخہ جو "زوجام عشق" کے نام سے مشہور ہے۔ بنوا کر استعمال کیا۔ چنانچہ یہ نسخہ نہایت ہی بابرکت ثابت ہوا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ بھی فرماتے تھے۔ کہ میں نے یہ نسخہ ایک بیمار کو

سیرت المہدی، جلد سوم صفحہ 50، 51 از مرزا بشیر احمد ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 216 پر درج ہے

Back

امیر کو کھلایا۔ تو خدا کے فضل سے اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس پر اس نے ہیرے کے کڑے ہمیں نذر دیئے۔

نسخہ زد جام عشق یہ ہے۔ جس میں ہر حرف سے دوا کے نام کا پہلا حرف مراد ہے:۔

زعفران۔ دارچینی۔ جائفل۔ افیون۔ مشک۔ عنبر۔ قرنفل۔ شنگرف۔ قرنفل یعنی لونگ۔ ان سب کو ہموزن کوٹ کر گولیاں بناتے ہیں اور روغن سم الفار میں چرب کر کے رکھتے ہیں اور روزانہ ایک گولی استعمال کرتے ہیں۔

الہامی ہونے کے متعلق دو باتیں سُنی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ نسخہ ہی الہام ہوا تھا۔ دوسرے یہ کہ کسی نے یہ نسخہ حضور کو بتایا۔ اور پھر الہام نے اسے استعمال کرنے کا حکم دیا۔ واللہ اعلم۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل نے بیان کیا کہ روغن سم الفار کی مقدار اجزاء کی مقدار سے ڈھائی گنا زیادہ ہوتی ہے۔ یعنی اگر یہ اجزاء ایک ایک تولہ کی صورت میں جمع کئے جائیں تو روغن سم الفار ڈھائی تولہ ہوگا۔ اور اسی طرح مولوی صاحب نے بیان کیا۔ کہ ان اجزاء میں بعض اوقات مرواریدبھی اسی نسبت سے یعنی فی تولہ جزو پر ڈھائی تولہ مروارید زیادہ کر لیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ روغن سم الفار اس طرح تیار کروایا کرتے تھے کہ مثلاً ایک تولہ سم الفار کو باریک پیس کر اُسے دو سیر دودھ میں حل کر کے دہی کے طور پر جاگ لگا کر جما دیتے تھے اور پھر اس دہی کو بلو کر جو مکھن نکلتا تھا اسے بصورت گھی صاف کر کے استعمال کرتے تھے۔ اور نسخہ میں جو روغن سم الفار کی مقدار بتائی گئی ہے۔ وہ اسی روغن سم الفار کی مقدار ہے نہ کہ خود سم الفار کی۔ اور تیار شدہ دوائی کی خوراک نصف رتی سے ایک رتی تک ہے جو دن رات میں ایک دفعہ کھائی جاتی ہے اور کبھی کبھی ناغہ بھی کرنا چاہیئے۔

۵۷۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے۔ کہ ہمارے ساتھ خدا تعالےٰ کا وعدہ ہے۔ اور الہام ہے کہ نزلت الرحمۃ علی الثلاثۃ العین وعلی الاخرین۔ یعنی تمہارے تین اعضاء پر خدائی رحمت کا نزول ہے ایک ان میں سے آنکھ ہے اور دو اور اعضاء ہیں۔ فرماتے تھے۔ دوسرے دو اعضاء کا نام

کھول کر بیان کر دیا ہے۔ آپ نے اپنے اس دعویٰ سے کبھی انکار نہیں کیا۔ البتہ اس کا وہ مفہوم اور منطوق بھی کبھی قرار نہیں دیا جو آپ کے معاندین و منکرین نے آپ کی طرف منسوب کیا۔ (عرفانی)

مکتوب نمبر ۴۷ ملفوف

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَ نُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

محبی عزیزی اخویم نواب صاحب سلمہٗ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کسی قدر تریاق جدید کی گولیاں بدست مرزا خدا بخش صاحب آپ کی خدمت میں ارسال ہیں اور کسی قدر اس وقت دے دوں گا۔ جب آپ قادیان آئیں گے یہ دوا تریاق الٰہی سے فوائد میں بہت بڑھ کر ہے۔ اس میں بڑی بڑی قابل قدر دوائیں پڑی ہیں۔ جیسے مشک۔ عنبر۔ زبی۔ مروارید۔ سونے کا کشتہ۔ فولاد۔ یاقوت احمر۔ کونین۔ فاسفورس۔ کہربا۔ مرجان۔ صندل۔ کیوڑہ۔ زعفران۔ یہ تمام دوائیں قریب سو کے ہیں اور بہت سا فاسفورس اس میں داخل کیا گیا ہے۔ یہ دوا علاج طاعون کے علاوہ مقوی دماغ۔ مقوی جگر۔ مقوی معدہ۔ مقوی باہ اور مراق کو فائدہ کرنے والی۔ مصفی خون ہے۔ مجھ کو اس کے تیار کرنے میں اوّل تامل تھا کہ بہت سے روپیہ پر اس کا تیار کرنا موقوف تھا۔ لیکن چونکہ حفظ صحت کے لئے یہ دوا مفید ہے۔ اس لئے اس قدر خرچ گوارا کیا گیا۔ چالیس تولہ سے کچھ زیادہ اس میں یاقوت احمر ہے۔ اگر خریدا جاتا تو شاید کئی سو روپیہ سے آتا۔ بہرحال یہ دوا خدا تعالیٰ کے فضل سے تیار ہوگئی ہے گو بہت ہی تھوڑی ہے۔ لیکن اس قدر بھی محض خدا تعالیٰ کی عنایت سے تیار ہوئی۔ خوراک اس کی اوّل استعمال میں دو رتی سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔ تا گرمی نہ کرے۔ نہایت درجہ مقوی اعصاب ہے اور خارش اور ثبورات اور جذام اور ذیابیطس اور انواع واقسام کے زہرناک امراض کے لئے مفید ہے اور قوت باہ میں اس کو ایک عجیب اثر ہے۔ سرخ گولیاں میں نے نہیں بھیجیں۔ کیونکہ صرف بواسیر اور جذام کے لئے ہیں اور ذیابیطس کو بھی مفید ہے۔ اگر ضرورت ہوگی تو وہ بھی بھیج دوں گا، موجود ہیں۔

مرزا خدا بخش کو نصیحتیں میں بھیجنے کی پختہ تجویز ہے۔ خدا تعالیٰ کے راضی کرنے کے کئی موقعے

مرزا قادیانی کا اپنے داماد نواب محمد علی کے نام، مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 250 از مرزا قادیانی
یہ حوالہ صفحہ 217 پر درج ہے
Back

ہیں ایک طرف پھر موڑے پر بازار میں جا بیٹھتی ہیں۔

پھر شراب کو دیکھو کہ تمام گناہوں کی جڑ ہے اس کی تخم ریزی مسیح نے کی۔ شراب کے جائز رکھنے سے کھوٹا لوگوں کی گردن پر چھری پھر گئی جب انسان نشہ کا عادی ہو جاتا ہے تو پھر چھوڑنا مشکل ہے یہ نشہ بھی کیا شیخیے ہے۔ کہ ایک طرف زندگی کو کھا جاتا ہے دوسری طرف زندگی کا شہتیر بھی ہے نشہ والوں کو نشہ نہ ملے تو موت تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

ایک نشہ کا سائل

ایک دفعہ ایک عورت میرے پاس آئی اور کہنے لگی کہ مجھے تین دن سے نشہ نہیں ملا اس کی حالت بہت ردی تھی اور نشہ کے لئے مجھ سے پیسہ طلب کرتی تھی میں نے تعجب کیا کہ یہ نہ روٹی کا سوال کرتی ہے نہ کپڑے کا اور نشہ کے لئے بے قرار ہے۔ اسے عادت ہو گی اور اب اس کی زندگی کا کوئی جزو ہو گیا ہے اس لئے اس کو اپنے بیان میں سچا جان کر میں نے ایک پیسہ اسے دے دیا۔

اس موقعہ پر حضرت اقدس نے حکیم نورالدین صاحب سے سوال کیا کہ کتنے عرصہ کے بعد انسان کسی نشہ کا ایسا عادی ہو جاتا ہے کہ پھر اسے چھوڑ نہیں سکتا اور مجبور ہو جاتا ہے حکیم صاحب نے کہا کہ کسی جگہ شاید نظر سے تو نہیں گزرا مگر چالیس دن میں ایسا ہو سکتا ہے۔

حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ :-

ہر ایک شیخے کے لئے چالیس دن ہی ہیں بات یہ ہے کہ شراب اور اس کے بن بھرا (بھنگ افیون وغیرہ) ایسی خراب شیخے ہیں کہ ان سے ملی پلید ہوتی ہے مگر پھر وہ مذہب کیسے اچھا ہو سکتا ہے جس میں ایسی تعلیم ہو ہاں ایک صورت ہے یہ نشہ چھوٹ سکے کہ جیلخانہ میں بند ہوں داروغہ بھی ایسا ہو کہ کسی سے سازش نہ کرے پھر شاید یہ عادت چھوٹ جاوے۔

فرمایا کہ :-

یکی جو نشہ نہیں پیتے تھے تو معلوم ہوا کہ اس وقت بھی منع تھا مسیح نے مرشد کی تقلید کیوں نہ کی۔

شائد کوئی یہ اعتراض کرے کہ اوائل اسلام میں تو حرمت تھی نہیں۔ ۱۳ برس کے بعد حرمت ہوئی تو جواب یہ ہے کہ اسلام تو آہستہ آہستہ صفائی کرتا جاتا تھا اور قوم بن رہی تھی جب قوم بن گئی تو حکم آگیا ابتداء میں تو صحابہؓ کو یہ مصیبت تھی کہ پانی بھی بھولا ہوا ہو گا شراب کا کیا ذکر ہے۔

دودھ کا استعمال آپ اکثر رکھتے تھے اور سوتے وقت تو ایک گلاس ضرور پیتے تھے اور دن کو بھی پچھلے دنوں میں زیادہ استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ یہ معمول ہو گیا تھا کہ ادھر دودھ پیا اور ادھر دست آ گیا۔ اسلئے بہت ضعف ہو جاتا تھا۔ اسکے دُور کرنے کو دن میں تین چار مرتبہ تھوڑا دودھ طاقت قائم کرنے کو پی لیا کرتے تھے۔

دن کے کھانے کے وقت پانی کی جگہ گرمی میں آپ لسی بھی پی لیا کرتے تھے اور برف موجود ہو تو اس کو بھی استعمال فرما لیتے تھے۔

ان چیزوں کے علاوہ شیرۂ بادام بھی گرمی کے موسم میں جس میں چند دانہ مغز بادام اور چند چھوٹی الائچیاں اور کچھ مصری پیس کر چھنکر پڑتے تھے۔ پیا کرتے تھے۔ اور اگرچہ معمولاً نہیں مگر کبھی کبھی ضعف ضعف کے لئے آپ کچھ دن متواتر یخنی گوشت یا بادام کی پیا کرتے تھے۔ یخنی بھی بہت مدمزہ چیز ہوتی تھی یعنی صرف گوشت کا اُبلا ہوا رس ہوا کرتا تھا۔

میوہ جات آپ کو پسند تھے اور اکثر خدام بطور تحفہ کے لایا بھی کرتے تھے۔ گاہے بگاہے خود بھی منگوا لیتے تھے۔ پسندیدہ میووں میں سے آپکو انگور بمبئی کا کیلا۔ ناگپوری سنگترے۔ سیب۔ سردے اور سردی آم زیادہ پسند تھے۔ باقی میوے بھی گاہے ماہے جو آتے رہتے تھے کھا لیا کرتے تھے۔ گنّا بھی آپ کو پسند تھا۔

شہتوت بیدانہ کے موسم میں آپ بیدانہ اکثر اپنے باغ کی جنس سے منگوا کر کھاتے تھے اور کبھی کبھی ان دنوں سیر کے واسطے باغ کی جانب تشریف لیجاتے اور مع سب رفیقوں کے اسی جگہ بیدانہ توڑا کر سب کے ہمراہ ایک ٹوکرے میں نوش جان فرماتے۔ اور خشک میووں میں سے صرف بادام کو ترجیح دیتے تھے۔

چائے کا میں پہلے اشارہ کر آیا ہوں۔ آپ جاڑوں میں صبح کو اکثر مہمانوں کے لئے روزانہ بنواتے اور خود بھی پی لیا کرتے تھے۔ مگر عادت نہ تھی۔ سبز چائے استعمال کرتے۔ اور سیاہ کو ناپسند فرماتے تھے۔ اکثر دودھ والی میٹھی پیتے تھے۔

زمانہ موجودہ کے ایجادات مثلاً برف اور سوڈا لیمونیڈ۔ جنجر و خربوزہ گرمی کے دنوں میں پی لیا کرتے تھے بلکہ شدت گرمی میں برف بھی بعض سرد لاہور سے خود منگوا لیا کرتے تھے۔

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 134 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 218 پر درج ہے

Back

دودھ کا استعمال آپ اکثر رکھتے تھے اور سوتے وقت تو ایک گلاس ضرور پیتے تھے اور دن کو بھی پچھلے دنوں میں زیادہ استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ یہ معمول ہو گیا تھا کہ ادھر دودھ پیا اور ادھر دست آ گیا۔ اسلئے بہت ضعف ہو جاتا تھا۔ اسکے دُور کرنے کو دن میں تین چار مرتبہ تھوڑا تھوڑا دودھ طاقت قائم کرنے کو پی لیا کرتے تھے۔

دن کے کھانے کے وقت پانی کی جگہ گرمی میں آپ لسی بھی پی لیا کرتے تھے اور برف موجود ہو تو اس کو بھی استعمال فرما لیتے تھے۔

ان چیزوں کے علاوہ شیرۂ بادام بھی گرمی کے موسم میں جس میں چند دانہ مغز بادام اور چند چھوٹی الائچیاں اور کچھ مصری پیس کر چھنکر پڑتے تھے۔ پیا کرتے تھے۔ اور اگرچہ میٹھا نہیں مگر کبھی کبھی ضعف کے لئے آپ کچھ دن متواتر یخنی گوشت یا پاؤں کی پیا کرتے تھے۔ یخنی بھی بہت بدمزہ چیز ہوتی تھی یعنی صرف گوشت کا اُبلا ہوا رس ہوا کرتا تھا۔

میوہ جات آپ کو پسند تھے اور اکثر خدام بطور تحفہ کے لایا بھی کرتے تھے۔ گاہے بگاہے خود بھی منگوا لیتے تھے۔ پسندیدہ میووں میں سے آپکو انگور، بمبئی کا کیلا۔ ناگپوری سنگترے، سیب، سردے اور سردی آم زیادہ پسند تھے۔ باقی میوے بھی گاہے ماہے جو آتے رہتے تھے کھا لیا کرتے تھے۔

خربوزہ بھی آپ کو پسند تھا۔

شہتوت بیدانہ کے موسم میں آپ بیدانہ اکثر اپنے باغ کی جنس سے منگوا کر کھاتے تھے اور کبھی کبھی ان دنوں سیر کے وقت باغ کی جانب تشریف لیجاتے اور مع سب رفیقوں کے اسی جگہ بیدانہ توڑ کر سب کے ہمراہ ایک ٹوکرے میں نوش جان فرماتے۔ اور خشک میووں میں سے صرف بادام کو ترجیح دیتے تھے۔

چائے کا میں پہلے اشارہ کر آیا ہوں۔ آپ جاڑوں میں صبح کو اکثر مہمانوں کے لئے روزانہ بنواتے اور خود بھی پی لیا کرتے تھے۔ مگر عادت نہ تھی۔ سبز چائے استعمال کرتے۔ اور سیاہ کو ناپسند فرماتے تھے۔ اکثر دودھ والی میٹھی پیتے تھے۔

زمانہ موجودہ کے ایجادات مشٹاپرف اور سوڈا لیمونیڈ بنجرو خود بھی گرمی کے دنوں میں پی لیا کرتے تھے بلکہ شدت گرمی میں برف بھی بذریعہ سرکار لاہور سے خود منگوا لیا کرتے تھے۔

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 134 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 218 پر درج ہے

Back

تو مولوی برہان دین صاحب جہلمی مرحوم نے عرض کیا کہ حضرت کچھ ایسا ہو کہ اندر کھل جائے اس پر آپ نے فرمایا کہ ایک بزرگ تھے۔ بادشاہ نے ان کو بلوا بھیجا کہ میں تم کو اپنا وزیر بنانا چاہتا ہوں اس بزرگ نے یہ قطعہ بادشاہ کو لکھ کر بھیجدیا۔ ؎

چوں چتر چنبری رُخِ بختم سیاہ باد — آید اگر بدل ہوسِ تختِ چنبرم
زاں رُو کہ یافتم خبر از ملکِ نیم شب — صد ملکِ نیم روز بیک جو نمی خرم

اس بادشاہ کے چتر کا رنگ سیاہ تھا۔ اور اس کے ملک کا نام ملک نیمروز تھا اور بادشاہ کا لقب چنبر تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ان فارسی اشعار کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر میں چنبر بادشاہ کے تخت کی ہوس کروں تو میرے بخت کا منہ بھی چنبر کے چتر کی طرح سیاہ ہو جائے۔ جس وقت سے مجھے ملک نیم شب (یعنی عبادت و تہجد گزاری) پر آگاہی ہوئی ہے۔ اس وقت سے میرا یہ حال ہے کہ میں ایک سو ملک نیمروز کو ایک جَو کے دانہ میں بھی خریدنے پر آمادہ نہیں ہو سکتا۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مراد یہ تھی کہ آپ ملکِ نیم شب کی طرف توجہ دیں اس سے آپ کا اندرونہ بخود کھل جائے گا۔

۷۹۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ پیر منظور محمد صاحب ان سے بیان کرتے تھے کہ جب لیکھرام کے قتل کی خبر قادیان پہونچی تو اسے سنکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمانے لگے کہ مسلمانوں کے لئے یہ ایک ابتلا ہے۔

۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے طاعون کے ایام میں ایک دوائی تریاق الٰہی تیار کرائی تھی حضرت خلیفہ اوّلؓ نے ایک بڑی تھیلی یاقوتوں کی پیش کی۔ وہ بھی سب پسوا کر اس میں ڈالوا دیئے۔ لوگ کوٹتے پیستے تھے۔ آپ اندر جا کر دوائی لاتے اور اس میں ملواتے جاتے تھے۔ کونین کا ایک بڑا ڈبہ دئے اور وہ بھی سب اسی کے اندر الٹا دیا۔ اسی طرح وائیٹم اپی کاک کی ایک بوتل لاکر ساری الٹ دی۔ غرض دیسی اور انگریزی اتنی دوائیاں ملا دیں کہ حضرت خلیفہ اوّلؓ فرمانے لگے کہ طبی طور پر تو اب اس مجموعہ میں کوئی جان اور اثر نہیں رہا۔ بس روحانی اثر ہی ہے۔ ان دنوں میں جو مریض بھی حضور

ہے تو آپ نے فرمایا کہ میاں حامد علی تم نے ہم کو کیوں نہ بتایا کہ اس کی شادی کرنے لگے ہیں۔ اس کی شادی نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ کیونکہ اس کو ضعف جگر کا مرض تھا۔ اور موجودہ حالت میں وہ شادی کے قابل نہیں تھا۔ چنانچہ وہ شادی کے چند روز بعد فوت ہو گئے۔

۸۷۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے احباب کو جب خط لکھتے تو یا تو "حبی فی اللہ" یا "مکرمی اخویم" لکھکر مخاطب کیا کرتے تھے۔ کئی دفعہ مجھے ڈاک میں ڈالنے کو لفافے دیتے تو میں پتے دیکھتا۔ کہ کس کے نام کے خط ہیں۔ سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی اور زین الدین ابراہیم صاحب انجینیر بمبئی اور میاں غلام نبی صاحب سیٹھی راولپنڈی کے پتے مجھے اب تک یاد ہیں۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ تینوں اصحاب اس وقت جو جنوری ۱۹۴۳ء ہے فوت ہو چکے ہیں وکل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔

۸۷۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اگر تیمم کرنا ہوتا تو بسا اوقات تکیہ یا لحاف پر ہی ہاتھ مار کر تیمم کر لیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ تکیہ یا لحاف میں سے جو گرد نکلتی ہے وہ تیمم کی غرض سے کافی ہوتی ہے۔ لیکن اگر کوئی تکیہ یا لحاف بالکل نیا ہو اور اس میں کوئی گرد نہ ہو۔ تو پھر اس سے تیمم جائز نہ ہوگا۔

۸۷۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد میں آپ کی لڑکی عصمت ہی صرف ایسی تھی جو قادیان سے باہر پیدا ہوئی اور باہر ہی فوت ہوئی۔ اس کی پیدائش ننہال چھاؤنی کی تھی اور فوت وہ لدھیانہ میں ہوئی۔ اسے ہیضہ ہوا تھا۔ اس لڑکی کو شربت پینے کی عادت پڑ گئی تھی۔ یعنی وہ شربت کو پسند کرتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس کے لئے شربت کی بوتل ہمیشہ اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ رات کو وہ اٹھکر "ابا شربت پینا" آپ فوراً اٹھکر شربت بنا کر اسے پلا دیا کرتے تھے۔ ایک روز لدھیانہ میں اس نے اسی طرح رات کو اٹھکر شربت مانگا۔ حضرت صاحب نے اسے شربت کی جگہ غلطی سے چنبیلی کا تیل پلا دیا۔ جس کی بوتل اتفاقاً شربت کی بوتل کے پاس ہی پڑی تھی۔ لڑکی بھی وہ شربت

لهذه المناضلة ان كانوا من الصادقين وعلمت من ربي انهم من المخلوبين - و
والله اني لست من الحلماء ولا من اهل الفضل والدهاء وكلما اقول من انواع
حسن البيان اومن تفسير القرآن فهو من الله الرحمان وكلما اخطأت فيه فهو
مني وكلما هو حق فهو من ربي وان ربي اوالى من كاس العرفان ومعذلك ما
ابرء نفسي من السهو والنسيان وان الله لا يتركني على خطأ طرفة عين و
يعصمني من كل مين ويحفظني من سبل الشياطين - فيا اهل الاهواء و
الدعاوى والرياء ان كنتم تحسبون انفسكم من اولى العلم والفضل والدهاء
اومن الصلحاء والاولياء والاتقياء اومن الذين يسمع دعائهم كالاحباء
فاتوا بمثل ذلك الكتاب في جميع الانحاء وادعوا علمكم وقدركم في حضرة
الكبرياء وان لم تفعلوا ولن تفعلوا يا محشر السفهاء فتادبوا مع اهل الحق والنور
والضياء ولا تعتدوا كل الاعتداء وما هذا الا صنيعة الرب القوي لا فعل المخربلو
والضعفاء وان الكرامات تظهر في وقت توهين الاعداء وان عباد الله ينصرون
عند انتهاك الجور من اهل الجفاء واذا بلغ الظلم غايته فيدركهم رب السماء
فتوبوا من المعائب والمعثرات وبادروا الى الحسنات والصالحات وان الحزامة
كل الحزامة في قبول الكرامة فاقبلوها قبل الندامة واتقوا سواد الخزي و
الملامة ونكال القيامة فطوبى لكم ان جئتم كالتائبين المتدينين وهذا خاتمة
النصيحة وخاتمة الخام العلماء اتمام الحجة والسلام على من قبلنا قبل المذلة وترك
سبيل المجرمين - وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين ۔

الراقـــــــــــــم الحقير

المفتقر الى الله الصمد غلام احمد عافاه الله وايده

وكان هذا مكتوبا في ذي القعدة سنة ۱۳۱۱ھ

من هجرة نبي العهد ومقبول الاحمد صلى الله عليه وسلم

من الازل الى الابد

نور الحق صفحہ 86 مندرجہ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 272 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 219 پر درج ہے

Back

دیہاتیوں کو یہ موقعے کم میسر آتے ہیں۔ اس لئے وہ ٹوٹا کمزور رہتے ہیں۔ بلکہ حق یہ ہے کہ قرآن شریف میں جو اعراب کا لفظ آتا ہے۔ اس کے معنے دیہاتی کے نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے مجلس نبوی سے دور رہنے والے یا دنیا میں لوگ مراد ہیں۔

۴۳۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کو سخت کھانسی ہوئی جیسی کہ دمہ سے آتا تھا۔ البتہ منہ میں پان رکھکر قدرے آرام معلوم ہوتا تھا۔ اس وقت آپ نے اس حالت میں پان منہ میں رکھے رکھے نماز پڑھی۔ تاکہ آرام سے پڑھ سکیں۔

۴۳۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب مسواک بہت پسند فرماتے تھے۔ تازہ کیکر کی مسواک کیا کرتے تھے۔ گو التزاماً نہیں۔ وضو کے وقت صرف انگلی سے ہی مسواک کر لیا کرتے تھے۔ مسواک کئی دفعہ کہکر مجھ سے بھی منگائی ہے۔ اور دیگر خادموں سے بھی منگوایا کرتے تھے۔ اور بعض اوقات نماز اور وضو کے وقت کے علاوہ بھی استعمال کرتے تھے۔

۴۴۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ ماہ رمضان کی ۷ تاریخ تھی منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری بھی سیکھواں سے قادیان آئے ہوئے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام صبح نماز فجر کے لئے تشریف لائے اور فرمایا۔ کہ آج شب گھر میں درد زہ کی تکلیف تھی رشیدہ مبارکہ بیگم اسی شب میں پیدا ہوئی تھی (خاکسار مؤلف) دعا کرتے کرتے لیکھرام سامنے آگیا اس کے معاملہ میں بھی دعا کی گئی۔ اور فرمایا۔ کہ جو کام خدا کے منشاء میں جلد ہو جانے والا ہو۔ اس کے متعلق دعا میں یاد کرایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے چوتھے روز لیکھرام مارا گیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ۱۸۸۶ء مطابق ۱۳۰۳ھ کا واقعہ ہے۔ مبارکہ بیگم ۱۷ رمضان ۱۳۰۳ھ کو پیدا ہوئی تھیں۔ جو غالباً ۲ مارچ ۱۸۸۶ء کی تاریخ تھی۔ اور لیکھرام عید کے دوسرے دن ۶ مارچ بروز ہفتہ زخمی ہو کر ۷ اور ۸ کی درمیانی شب کو بعد نصف شب اس دنیا سے رخصت ہوا تھا مبارکہ بیگم کی ولادت کی دعا کے وقت حضرت صاحب کے سامنے عالم توجہ میں لیکھرام کا آجانا اور حضرت صاحب کا اس کے معاملہ میں بھی دعا کرنا اور پھر اس کا چند روز کے اندر اندر مارا جانا ایک عجیب تصرف الٰہی ہے جس کے تصور سے ایمان تازہ ہوتا ہے۔

ہوگیا۔ تب حضورؑ نے عدالت سے نماز پڑھنے کی اجازت چاہی۔ اور باہر آکر برآمدے میں ہی اکیلے ہر دو نمازیں جمع کر کے پڑھیں۔

گنّے سے کھانسی کا علاج

سفر گورداسپور میں ۱۹۰۳ء میں ایک دفعہ حضرت صاحبؑ کو کھانسی کی شکایت تھی۔ میں نے عرض کی کہ میرے والد مرحوم اس کا علاج گرم کیا ہوا گنا بتلایا کرتے تھے۔ تب حضورؑ کے فرمانے سے ایک گنا چند پوریاں لیکر آگ پر گرم کیا گیا۔ اور اس کی گنڈیریاں بنا کر حضورؑ کو دی گئیں۔ اور حضورؑ نے چوسیں۔

گل محمدؐ عیسائی

اگست ۱۹۰۳ء میں بٹوں کا ایک عیسائی گل محمدؐ نام قادیان آیا۔ بہت گستاخی سے جھگڑتا اور بحث کرتا رہا۔ اور اسی حالت میں چلا گیا۔ اس کے چلا جانے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک رؤیا دیکھا۔ کہ گل محمدؐ آنکھوں میں سُرمہ لگا رہا ہے۔ فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ اُسے ہدایت ہو جائے گی۔ چنانچہ بہت سالوں کے بعد سُنا گیا تھا کہ اُس نے پھر اسلام قبول کیا تھا بٹوں کے مشہور ڈاکٹر پینل کی بیوہ نے بھی مجھے اپنے کارڈ میں لکھا ہے۔ کہ گل محمدؐ نے عیسائیت کو ترک کر دیا تھا۔ اور اپنے پہلے مذہب میں داخل ہو گیا تھا۔ جب گل محمدؐ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے ایک تحریر پیش ہونے لگی جس میں غالباً اس قسم کا کچھ اقرار تھا۔ کہ گل محمدؐ دوبارہ کب آئے۔ اور اس کے ساتھ کس طرح گفتگو ہو۔ تو گل محمدؐ نے اصرار کیا کہ اُس کے نام کیساتھ مولوی کا لفظ لکھا جائے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ مولوی ایک عزت کا لفظ ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے خاص ہے۔ آپ کے نام کیساتھ ہم یہ لفظ نہیں لکھ سکتے۔ تھوڑی بحث کے بعد یہ طے پایا کہ اسکے نام کیساتھ مسٹر کا لفظ لکھا جائے۔

مسئلہ شفاعت بہت صفائی سے حل ہو گیا

اکتوبر ۱۹۰۳ء۔ ہمارے مکرم خان صاحب محمد علی خان صاحب کا چھوٹا لڑکا عبدالرحیم سخت بیمار

یہ ایک بیّن ثبوت ہے کہ ایک دشمن کی تکلیف کا سُنکر بھی آپ کی طبیعت پریشان ہوگئی۔ اور آپ اس کی امداد کے لئے پہونچ گئے۔

۵۱۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کو کبھی کبھی پاؤں کے انگوٹھے پر نقرس کا درد ہو جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ شروع میں گھٹنے کے جوڑ میں بھی درد ہوا تھا۔ نہ معلوم وہ کیا تھا۔ مگر دو تین دن زیادہ تکلیف رہی۔ پھر چونکیں لگانے سے آرام آیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ نقرس کے درد میں آپ کا انگوٹھا سوج جاتا تھا۔ اور سُرخ بھی ہو جاتا تھا۔ اور بہت درد ہوتی تھی۔ خاکسار نے بھی درد نقرس حضرت صاحب سے ہی ورثہ میں پایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو بھی کبھی کبھی اس کی شکایت ہو جاتی ہے۔

۵۱۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے ٹخنے کے پاس پھوڑا ہو گیا تھا۔ بس پر حضرت صاحب نے اس پر سکہ یعنی سیسہ کی ٹکیا بندھوائی تھی جس سے آرام آگیا۔

۵۱۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مکرم منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلہ نے مجھ سے بیان کیا۔ ایک دفعہ مولوی محمد احسن صاحب کے ساتھ کوئی امروہہ کا آدمی قادیان آیا۔ اس کے کان بند تھے۔ اور نلکی کی مدد سے بہت اونچا سُنتا تھا۔ اس نے حضرت صاحب کو دعا کے لئے کہا۔ حضور نے فرمایا ہم دعا کریں گے۔ اللہ تعالےٰ سب چیزوں پر قادر ہے پھر اللہ نے اپنا فضل کیا کہ اس نے حضور علیہ السلام کی ساری تقریر سُن لی۔ جس پر وہ خوشی کے جوش میں کود پڑا۔ اور نلکی توڑ کر پھینک دی۔

۵۱۵ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ منشی ظفر احمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ آتھم کے مباحثہ میں آتھم نے ایک دفعہ ایسے سوالات کئے۔ کہ ہمارے بعض احباب گھبرا گئے۔ کہ ان کا جواب فوراً نہیں دیا جا سکتا۔ بعض احباب نے ایک کمیٹی کی۔ اور قرآن شریف اور انجیل کے حوالہ سے چاہا کہ حضرت صاحب کو امداد دیں۔ میں نے مولوی عبدالکریم صاحب کو مزاحاً کہا۔ کہ کیا نبوتیں بھی مشورہ سے ہوا کرتی ہیں۔ اتنے میں حضرت صاحب تشریف لے آئے۔ اور حضور کچھ باتیں کر کے جانے لگے۔ تو مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے کھڑے ہو کر عرض کی۔ کہ اگر کل کے جواب کے لئے مشورہ کر لیا جائے۔ تو کوئی حرج تو نہیں۔ اس پر حضرت صاحب نے ہنستے ہوئے فرمایا کہ "آپ کی دعا کافی ہے" اور فوراً تشریف لے گئے۔

ولایت سے ادویہ وغیرہ کے نمونے منگوایا کرتا تھا۔ غالباً اس واسطے مجھے ایک دفعہ فرمایا۔ "مفتی صاحب سر کے بالوں کے اُگانے اور بڑھانے کے واسطے کوئی دوائی منگوائیں"۔

پانچویں روز مہندی

عموماً حضرت صاحبؑ ہر پانچویں روز سر اور ریش مبارک پر مہندی لگواتے تھے۔

بارش کے واسطے نماز

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کے ایام میں قادیان میں عموماً موسم گرما میں متواتر گرمی ایک ہفتہ سے زائد نہ ہوا کرتی تھی۔ پانچ سات روز کے بعد کچھ بادل آکر ترشح کر دیتے تھے۔ جس سے ہوا میں کچھ خنکی آجاتی تھی۔ لیکن ایک سال بارش بہت کم ہوئی۔ اور ڈھاب میں خشک ہوگئیں۔ اور نماز استسقاء پڑھی گئی۔ اور اسکے بعد جلد بارش ہوگئی۔

تبرک

میری اہلیہ (امام بی بی مرحومہ) نے اپنے لڑکے عبدالسلام سلمہ الرحمٰن کی پیدائش سے کچھ عرصہ قبل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے حضور کا ایک کرتہ تبرکاً مانگ کر لیا۔ اور اس کرتہ سے چھوٹے چھوٹے کرتے بنا کر محفوظ رکھے، اور ہر بچہ کو پیدا ہونے کے وقت سب سے پہلے وہی کرتہ پہنایا کرتی۔

سیٹھ عبدالرحمٰن مدراسی کا اخلاص و ادب

فرمایا۔ ایک دفعہ میں کسی کو دینے کے لئے اندر سے مبلغ یکصد روپیہ ایک رومال میں لایا اور اس شخص کو دیا۔ گو میں نے یہ ایک سو روپیہ ہے۔ جب اُس نے گنا تو وہ پچانوے روپے تھے۔ اُسی مجلس میں سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب مدراسی بھی تھے۔ اُنہوں نے از روئے

خط نمبر ۳۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✕ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

گلے کہ روئے خزاں را گہے نخواہد دید
بباغ تست اگر قسمتم رسا باشد

بناوِ بیضۂ اسلام۔ پہلوانِ ربِ جلیل۔ پسرِ ملّت الہدیٰ۔ خلیفۂ شاہِ ارض وسمٰوات۔ مسیح ضائے قدیر۔ بعد از صد صلوٰۃ وسلام ایں نابکار وشرمسار برائے یک نظرِ رحمت بردہ تو امید وار عرضگذار است کہ در اخبارے کہ از ملکِ امریکہ رسیدہ بود خواندہ بودم کہ دوائے جدید برائے درد گردہ و امراض مثانہ وکثرت پیشاب تو ایجاد شدہ است یک شیشۂ خورد کہ برائے تجربہ مفت مے فرستند طلب کردم ہماں ارسال خدمت اقدس است۔ والسلام۔ گدائے صاحبِ بیت الدعاء۔

عاجز محمد صادق عفی اللہ عنہ ۱۴۔ جون ۱۹۰۳ء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ:۔

جزاکم اللہ خیراً کثیراً فی الدنیا والآخرۃ۔ دوا پہنچ گئی۔ ایک اشتہار بالوں کی کثرت کا شاید لندن میں کسی نے دیا ہے۔ اور مفت دوا بھیجتا ہے۔ آپ وہ دوا بھی منگوالیں کہ تا آزمائی جائے۔ لکھتا ہے۔ کہ اس سے گنجے بھی شفا پاتے ہیں۔ والسلام

مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ

خط نمبر ۳۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✕ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت اقدس مرشدنا ومہدینا مسیح موعود ومہدی معہود

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ حسب الحکم تحقیقات کی گئی۔ کرماداد اور ایک طالبعلم عمر پندرہ سال شہادت دیتے ہیں۔ کہ ہم نے بدھ کی شام کو چاند دیکھا تھا۔ پہلے کرماداد نے اور کر کھانے سے اس طالبعلم نے دیکھا۔ کہتے ہیں کہ چاند باریک دھندلا اور شفق کے تھا۔ اور بھی کئی لوگ مسجد میں موجود تھے۔ مگر باوجود ان کے

نہیں تھا۔ بلکہ یہ تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مثال ایسی ہے کہ اعتراض ہونے پر گویا تلوار لیکر سامنے تن جاتے ہیں کہ جو کچھ اسلام نے کہا ہے وہی ٹھیک ہے اور جو تم کہتے ہو وہ غلط اور جھوٹ ہے

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے یہ بہت ہی لطیف اور درست مثال دی ہے اور یہ مثال سچی بھی انہی کی زبان سے ہے کیونکہ وہ گھر کے بھیدی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کے متعلق فرماتے ہیں:۔

مدتے در آتش تیز فراق افتادہ بود ۔۔۔ ایں کرامت بیں کہ از آتش بروں آمد سلیم

۸۳۴ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک چچیرا بھائی مرزا کمال الدین تھا۔ یہ شخص جوانی میں فقراء کے پھندے میں پھنس گیا تھا۔ اس لئے دنیا سے کنارہ کش ہو کر بالکل گوشہ گزین ہو گیا۔ مگر وہ اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح حضرت صاحب سے پرخاش نہ رکھتا تھا۔ علاج معالجہ اور دم تعویذ بھی کیا کرتا تھا۔ اور بعض عمدہ عمدہ نسخے اس کو یاد تھے۔ چنانچہ ہماری والدہ صاحبہ میاں محمد اسحاق کے علاج کے لئے ان سے ہی گولیاں اور ادویہ وغیرہ منگایا کرتی تھیں۔ اور حضرت صاحب کو بھی اس کا علم تھا۔ آپ بھی فرماتے تھے کہ کمال الدین کے بعض نسخے اچھے ہیں۔ اب مرزا کمال الدین کو فوت ہوئے کئی سال ہو گئے ہیں۔ مگر ان کے تکیہ میں اب تک فقیروں کا قبضہ ہے۔ عرس بھی ہوتا ہے مگر کچھ رونق نہیں ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کے چچا مرزا غلام محی الدین صاحب کے تین لڑکے تھے۔ سب سے بڑے مرزا امام الدین تھے جو بہت لانبے اور وجیہہ شکل تھے اور مخالفت میں بھی سب سے آگے تھے۔ ان کی لڑکی خورشید بیگم صاحبہ ہمارے بڑے بھائی خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کے عقد میں آئی تھیں۔ اور عزیزم مرزا رشید احمد انہی کے بطن سے ہیں۔ دوسرے بھائی مرزا نظام الدین تھے جن کی نسل سے مرزا گل محمد صاحب ہیں۔ اور تیسرے بھائی مرزا کمال الدین تھے جن کا اس روایت میں ذکر ہے۔ وہ ہمیشہ مجرد رہے۔ مرزا کمال الدین مخالفت میں حصہ نہیں لیتے تھے۔

۸۳۴ بسم اللہ الرحمن الرحیم:۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں نواب محمد علی خاں صاحب نے قادیان میں ایک فونوگراف جس کے ریکارڈ موم کے سلنڈروں کی طرح گول ہوتے تھے منگایا تھا۔ اس میں حضرت خلیفہ اولؓ نے اپنا لیکچر بھرا۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے

سیرت المہدی جلد سوم صفحہ 234 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 221 پر درج ہے

Back

عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر خطبہ الہامیہ پڑھا تھا۔ اس سال ۱۰ ذی الحج کو یعنی حج کے دن اعلان کرا دیا تھا۔ کہ آج ہم دعا کریں گے۔ لوگ اپنے نام رقعوں پر لکھکر بھیجدیں۔ چنانچہ قریباً تمام اصحاب الصفہ اور مہمانان نے اپنے نام لکھکر حضور کی خدمت میں پہونچا دیئے۔ اس کے بعد میں نے دیکھا۔ کہ خاص خاص موقعوں پر لوگ اس طرح ناموں کی فہرست بنا کر حضور کی خدمت میں دعا کے لئے بھیجا کرتے تھے۔ بلکہ بعد میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب روزانہ ہی ایسی فہرست ڈاک کے خطوط میں سے منتخب کر کے اور نیز دیگر حاجتمندانِ دُعا کے نام لکھکر حضور کی خدمت میں پیش کیا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میر صاحب کی مراد اصحاب الصفہ سے وہ اصحاب ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فیض صحبت کی خاطر اپنے وطنوں کو چھوڑ کر قادیان میں ڈیرہ جما بیٹھے تھے۔ جیسا کہ حضور کے الہام میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔

۵۱۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ جب بعض مخلصین حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے رخصت ہو کر جانے لگتے۔ اور دعا کے لئے عرض کرتے۔ تو حضرت صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے۔ کہ آپ گاہ بگاہ خط کے ذریعہ سے یاد دہانی کراتے رہیں۔ میں انشاء اللہ دُعا کرونگا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض دوستوں کی عادت تھی۔ کہ حضور کی خدمت میں دُعا کے لئے قریباً روزانہ لکھتے تھے۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ لاہور کے ایک دوست کو کوئی کام درپیش تھا جس پر انہوں نے مسلسل کئی ماہ تک ہر روز بلاناغہ حضور کی خدمت میں دُعا کے لئے خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت والدہ صاحبہ یعنی ام المؤمنین اطال اللہ بقاہا نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ مرزا نظام الدین صاحب کو سخت بخار ہوا۔ جس کا دماغ پر بھی اثر تھا۔ اس وقت کوئی اور طبیب یہاں نہیں تھا۔ مرزا نظام الدین صاحب کے عزیزوں نے حضرت صاحب کو اطلاع دی۔ اور آپ فوراً وہاں تشریف لے گئے۔ اور مناسب علاج کیا۔ علاج یہ تھا کہ آپ نے مُرغا ذبح کرا کے سر پر باندھا۔ جس سے فائدہ ہو گیا۔ اس وقت یا ہمیں سخت مخالفت تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ یہ ابتدائی زمانہ کی بات ہوگی۔ ورنہ آخری زمانہ میں تو حضرت خلیفہ اوّل جو ایک ماہر طبیب تھے ہجرت کر کے قادیان آ گئے تھے۔ یا ممکن ہے کہ یہ کسی ایسے وقت کی بات ہو۔ جب حضرت خلیفہ اوّلؓ عارضی طور پر کسی سفر پر باہر گئے ہونگے۔ مگر بہرحال حضرت صاحب کے اعلیٰ اخلاق کا

۳۷۱

۱۲ جنوری ۱۹۰۳ء "اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ۔ اِنِّیْ مُعِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِعَانَتَکَ۔ اَنْتَ وَجِیْہٌ فِیْ حَضْرَتِیْ۔ اِخْتَرْتُکَ لِنَفْسِیْ وَسِرُّکَ سِرِّیْ۔ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مَعَکَ وَسِرُّکَ سِرِّیْ۔ اِذَا غَضِبْتَ غَضِبْتُ وَکُلَّمَا اَحْبَبْتَ اَحْبَبْتُ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ تَوْحِیْدِیْ وَتَفْرِیْدِیْ۔ لَحْمَانِ اَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ (النَّاسِ) یَحْمَدُکَ اللّٰہُ مِنْ عَرْشِہٖ وَیَحْمَدُکَ اللّٰہُ وَیَمْشِیْ اِلَیْکَ۔ اَنْتَ وَجِیْہٌ فِیْ حَضْرَتِیْ۔ اِخْتَرْتُکَ لِنَفْسِیْ وَسِرُّکَ سِرِّیْ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃٍ لَا یَعْلَمُھَا الْخَلْقُ۔ یَا اَحْمَدِیْ اَنْتَ مُرَادِیْ وَمَعِیْ۔ وَاَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَا مَعَکَ۔ سِرُّکَ سِرِّیْ۔ اِذَا غَضِبْتَ غَضِبْتُ وَکُلَّمَا اَحْبَبْتَ اَحْبَبْتُ۔ اَنْتَ وَجِیْہٌ فِیْ حَضْرَتِیْ اِخْتَرْتُکَ لِنَفْسِیْ۔"

(کامل الہامات حضرت مسیح موعود علیہ السلام صفحہ ۱)

۱۹۰۳ء وَاِنَّہٗ بَشَّرَنِیْ وَقَالَ

"لَا اُبْقِیْ لَکَ فِی الْمُخْزِیَاتِ ذِکْرًا۔"

وَقَالَ

یَعْصِمُکَ اللّٰہُ مِنْ عِنْدِہٖ وَھُوَ الْوَلِیُّ الرَّحْمٰنُ۔" (مواہب الرحمٰن صفحہ ۱، رحمانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۲۳۵)

لہ (ترجمہ از مرتب) میں اس شخص کی اہانت کروں گا جو تیری اہانت کرے گا یعنی اس شخص کی اعانت کروں گا جو تیری اعانت کرے گا۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا اور تیرا بھید میرا بھید ہے۔ تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں اور تیرا بھید میرا بھید ہے۔ جب تو غضبناک ہوتا ہے تو میں غضبناک ہوتا ہوں اور جب تو محبت کرتا ہے میں محبت کرتا ہوں۔ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید پیش کی گئی ہے کہ تیری مدد کی جائے اور تجھے لوگوں میں مشہور کیا جائے۔ اللہ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔ اور اللہ تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے میں نے تجھے اپنے لئے چن لیا اور تیرا بھید میرا بھید ہے۔ تیرے نزدیک تیزاہ مرتبہ ہے جس کو لوگ نہیں جانتے۔ اے میرے احمد تو میری مراد ہے اور میرے ساتھ ہے۔ اور تو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔ تیرا بھید میرا بھید ہے۔ جب تو غضبناک ہوتا ہے تو میں غضبناک ہوتا ہوں۔ اور جب تو محبت کرتا ہے تو میں محبت کرتا ہوں۔ تو میری درگاہ میں وجیہ ہے میں نے تجھ کو اپنے لئے چن لیا۔

لہ (ترجمہ از مرتب) اور اس نے مجھے بشارت دی اور فرمایا میں تیرے متعلق رسوائی کی باتوں کا ذکر تک نہیں چھوڑوں گا۔

سہ (ترجمہ از مرتب) اور فرمایا: اللہ تعالیٰ تیری حفاظت اپنی طرف سے کرے گا اور وہی بیحد رحم کرنے والا دوست ہے۔

انسان پیدا کیا گیا ہے۔ اس سعادت تک وہ پہنچ جائے۔ غرض خدا کے جتنے کام ہیں۔ وہ صرف موٹی صنعت پر ختم نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ان میں جس قدر کھودتے جاؤ۔ زیادہ سے زیادہ باریکیاں نکلتی ہیں۔ پس جبکہ اُن تمام چیزوں کی نسبت جو خدا کی طرف سے ہیں۔ یہ عام قانون ثابت ہو چکا۔ کہ وہ سب نکاتِ دقیقہ اور اسرارِ عمیقہ سے پُر ۳۹۱

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۱

نہ رہے۔ اور جو خدا کی صفاتِ کاملہ تھی وہ سب ابن مریم پر تھاپ دی۔ اور اُنکے مذہب کا خلاصہ یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ جمیع مافی العالم کا رب نہیں ہے بلکہ مسیح اسکی ربوبیت سے باہر ہے بلکہ مسیح آپ ہی رب ہے اور جو کچھ عالم میں پیدا ہوا۔ وہ بزعم باطل اُنکے بطور قاعدۂ کلیہ مخلوق اور حادث نہیں بلکہ ابن مریم عالم کے اندر حدوث پاکر اور صریح مخلوق ہو کر پھر غیر مخلوق اور خدا کے برابر بلکہ آپ ہی خدا ہے۔ اور اُسکی عجیب ذات میں ایک ایسا امر ہے کہ باوجود حادث ہونے کے قدیم ہے۔ اور باوجود اِسکے کہ خود اپنے اقرار سے ایک واجب الوجود کے ماتحت اور اُس کا محکوم ہے۔ مگر پھر بھی آپ ہی واجب الوجود اور آزاد مطلق اور کسی کا ماتحت نہیں۔ اور باوجود اِس کے کہ خود اپنے اقرار سے عاجز اور ناتوان ہے۔ مگر پھر بھی عیسائیوں کے بے بنیاد زعم میں قادر مطلق ہے اور عاجز نہیں۔ اور باوجود اِس کے کہ خود اپنے

بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳

تو پھر وہ خدا کا کلام ہی نہیں رہتا۔ اِس لئے وہ خود اپنے تمام بیانات کو بہ پایۂ ثبوت پہنچاتا ہے۔ لیکن کوئی شاعر اس بات کا ذمہ وار نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی ہوا کہ اس کا کلام ہر یک قسم کے کذب اور ہزل اور غیر ضروری باتوں سے پاک اور ضروری اور لابدی امور پر احاطہ رکھتا ہے۔ پھر جبکہ شاعروں کی فضول باتوں کو وہ مراتب حاصل نہیں ہیں کہ جو خدائے تعالیٰ کے پاک کلام کو حاصل ہیں اور نہ اِس بارے میں شاعر کچھ دم مارتے ہیں اور نہ ذمہ وار ٹھہتے ہیں۔ بلکہ اپنے عجز کے آپ ہی اقراری ہیں۔ تو کلام الٰہی کے مقابلہ پر اُن کا ناچیز کلام پیش کرنا کیسی سفاہت اور نادانی ہے۔ شاعر تو اگر مر بھی جاویں تو صداقت اور راستی و ضرورتِ حقہ کا اپنے کلام میں التزام ۳۹۱

۳۹۲ ہیں۔ تو اِسے قانونِ قدرت کی متابعت سے یہ بھی ہر یک عاقل کو ماننا پڑا کہ خدا کا کلام بھی نکاتِ دقیقہ سے خالی نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اُس میں سب سے زیادہ لطائف چاہیئے۔ کیونکہ وہ خدا کا کلام ہے۔ اور حکیم مطلق کے علومِ قدیم کا مخزن ہے جس کو خدا نے اِس بات کا آلہ بنایا ہے کہ تمام قوانینِ قدرتیہ جو

بقیہ حاشیہ نمبر ۱۲۱

اقرار سے اُمورِ غیبیہ کے بارہ میں نادان محض ہے یہانتک کہ قیامت کی بھی خبر نہیں کہ کب آئیگی۔ مگر پھر بھی نصرانیوں کے خوش عقیدہ کے رُو سے عالم الغیب ہے۔ اور باوجود اس کے کہ خود اپنے اقرار سے اور نیز صحف انبیاء کی گواہی سے ایک مسکین بندہ ہے۔ مگر پھر بھی حضرات مسیحیوں کی نظر میں خدا ہے۔ اور باوجود اسکے کہ خود اپنے اقرار سے نیک اور بے گناہ نہیں ہے مگر پھر بھی عیسائیوں کے خیال میں نیک اور بے گناہ ہے۔ غرض عیسائی قوم بھی ایک عجیب قوم ہے جنہوں نے ضدین کو جمع کر دکھایا اور تناقض کو جائز سمجھ لیا۔ اور گو اُن کے اعتقاد کے قائم ہونے سے مسیح کا دروغگو ہونا لازم آیا۔ مگر انہوں نے اپنے اعتقاد کو نہ چھوڑا۔ ایک ذلیل اور عاجز بندہ کو ربّ العالمین قرار دیا۔ اور ربّ العالمین پر ہر طرح کی ذلت اور موت اور درد اور دُکھ اور تجسّم اور حلول اور تغیر اور تبدّل اور حدوث اور تولّد کو روا رکھا ہے۔ نادانوں نے خدا کو بھی ایک کھیل بنا لیا ہے۔ عیسائیوں پر کیا حصر ہے اُن سے پہلے کئی عاجز بندے خدا قرار دیئے گئے ہیں۔ کوئی کہتا ہے رام چندر خدا ہے۔ کوئی کہتا ہے

۳۹۲ بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۲

نہ کر سکیں۔ وہ تو بغیر فضول گوئی کے بول ہی نہیں سکتے۔ اور اُن کی ساری کل فضول اور جھوٹ پر ہی چلتی ہے۔ اگر جھوٹ نہیں۔ یا فضول گوئی نہیں تو پھر شعر بھی نہیں۔ اگر تم اُن کا فقرہ فقرہ تلاش کرو کہ کس قدر حقائق دقائق ان میں جمع ہیں۔ کس قدر راستی اور صداقت کا التزام ہے۔ کس قدر حق اور حکمت پر قیام ہے۔ کس ضرورت حقہ سے وہ باتیں اُن کے مُنہ سے نکلی ہیں اور کیا کیا اسرار ہیبتل وغیرہ اُن میں لپٹے ہوئے ہیں تو تمہیں معلوم ہو کہ ان تمام خوبیوں میں سے کوئی بھی خوبی اُنکی مُردہ عبارات میں پائی نہیں جاتی۔ اُن کا تو یہ حال ہوتا ہے کہ جس طرف قافیہ ردیف ملتا نظر آیا۔ اُسی طرف جھک

براہین احمدیہ جلد اوّل صفحہ 467 تا 469 مندرجہ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 467 تا 469 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 226 پر درج ہے

فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ پائے جاتے ہیں۔ ان کی اصلاح کے لئے اُس میں سامان موجود ہو۔ پس اگر وہ ناقص ہو تو اتنے بڑے کام اس سے کیونکر انصرام ہو سکیں۔ اگر وہ تمام غلطیوں سے انسان کو پاک نہ کر سکتا تو پھر صرف بعض غلطیوں سے پاک

نہیں کر سکتا۔ خدائی اُس سے قوی تر ہے۔ اسی طرح کوئی بڑھ کو کوئی کسی کو کوئی کسی کو خدا ٹھہراتا ہے۔ ایسا ہی آخری زمانہ کے ان سادہ لوحوں نے بھی پہلے مُشرکوں کی رسم کر کے ابن مریم کو بھی خدا اور خدا کا فرزند ٹھہرالیا۔ غرض عیسائی لوگ نہ خداوند حقیقی کو رب العالمین سمجھتے ہیں نہ اُسے رحمان اور رحیم خیال کرتے ہیں اور نہ جزا سزا اُسکے ہاتھ میں یقین رکھتے ہیں، بلکہ اُن کے گمان میں حقیقی خدا کے وجود سے زمین اور آسمان خالی پڑا ہوا ہے اور جو کچھ ہے ابن مریم ہی ہے۔ اگر رب ہے تو وہی ہے۔ اگر رحمان ہے تو وہی ہے۔ اگر رحیم ہے تو وہی ہے۔ اگر مالک یوم الدین ہے تو وہی ہے۔ ایسا ہی عام ہندو اور آریہ بھی ان صداقتوں سے منحرف ہیں۔ کیونکہ ان میں سے جو آریہ ہیں۔ وہ تو خدائے تعالیٰ کو خالق ہی نہیں سمجھتے۔ اور اپنی رُوحوں کا رب اُس کو قرار نہیں دیتے۔ اور جو اُن میں سے بُت پرست

گئے اور جو مضمون دل کو اچھا لگا وہی جھک ماری۔ نہ حق اور حکمت کی پابندی ہے اور نہ فضول گوئی سے پرہیز ہے اور نہ یہ خیال ہے کہ اس کلام کے بولنے کہنے کو کسی سخت ضرورت درپیش ہے اور اسکے ترک کرنے میں کونسا سخت نقصان عائد حال ہے ناحق بے فائدہ فقرہ سے فقرہ ملاتے ہیں۔ سر کی جگہ پاؤں پاؤں کی جگہ سر لگاتے ہیں۔ سراب کی طرح چمک تو بہت ہے پر حقیقت دیکھو تو خاک بھی نہیں۔ شعبدہ باز کی طرح صرف کھیل ہی کھیل اصلیت دیکھو تو کچھ بھی نہیں۔ نادار۔ ناطاقت اور ناتوان اور گئے گذرے ہیں آنکھیں اندھی اور اُس پر عشوہ گری ان کی نسبت نہایت ہی نرمی کیجئے تو یہ کہیئے کہ وہ سب ضعیف اور ہیچ ہونے کی وجہ سے عنکبوت کی طرح ہیں اور ان کے اشعار بیت عنکبوت ہیں۔ اُن کی نسبت خداوند کریم نے خوب فرمایا ہے وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۝ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ۝ وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ

براہین احمدیہ جلد اول صفحہ 467 تا 469 مندرجہ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 467 تا 469 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 226 پر درج ہے

(۲۲۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مرزا سلطان احمد صاحب نے کہ دادا صاحب نے طب کا علم حافظ روح اللہ صاحب باغبانپورہ لاہور سے سیکھا تھا اسکے بعد دہلی جاکر تکمیل کی تھی۔

(۲۳۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے نے کہ ان سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بیان کیا کہ دادا صاحب کی ایک لائبریری تھی جو بڑے بڑے پٹاروں میں رہتی تھی۔ اور اس میں بعض کتابیں ہمارے خاندان کی تاریخ کے متعلق بھی تھیں۔ میری عادت تھی کہ میں دادا صاحب اور والد صاحب کی کتابیں یا غیرہ چوری نکال کر لے جایا کرتا تھا۔ چنانچہ والد صاحب اور دادا صاحب بعض وقت کہا کرتے تھے۔ کہ ہماری کتابوں کو یہ ایک چوہا لگ گیا ہے۔

(۲۳۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ مرزا سلطان احمد صاحب سے مجھے حضرت مسیح موعود کی ایک شعروں کی کاپی ملی ہے جو بہت پرانی معلوم ہوتی ہے۔ غالباً نوجوانی کا کلام ہے۔ حضرت صاحب کے اپنے خط میں ہے جسے میں پہچانتا ہوں۔ بعض بعض شعر بطور نمونہ درج ذیل ہیں ؎

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو کیا کہئے
ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے

کچھ مزا پاؤ مری دل! ابھی کچھ پاؤ گے
تم بھی کہتے ہو کہ الفت میں مزا ہوتا ہے

ہائے کیوں ہجر کے الم میں پڑے
مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے

اسکے جانے سے صبر دل سے گیا
ہوش بھی ورطۂ عدم میں پڑے

سب کوئی خدا وندا بنا دے
کسی صورت سے وہ صورت دکھا دے

کرم فرما کے آ او میرے جانی
بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے

کبھی نکلے گا آخر تنگ ہو کر
دلا اک بار شور و غل مچا دے

۲۳۴

نہ سر کی ہوش ہے تسکہ نہ پاکی — مجھ ایسی ہوئی قدرت خدا کی
مرے بت اب ہے پردہ میں رہو تم — کہ کافر ہو گئی خلقت خدا کی

نہیں منظور تھی گر تم کو اُلفت — تو یہ مجھ کو بھی جتلایا تو ہوتا
مری دلسوزیوں سے بے خبر ہو — مرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا
دل اپنا اسکو دوں یا ہوش یا جاں — کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا

کوئی راضی ہو یا ناراض ہووے — رضامندی خدا کی ڈھونڈ کر

اس کاپی میں کئی شعر ناقص ہیں۔ یعنے بعض جگہ مصرع اول موجود ہے۔ مگر دوسرا نہیں ہے۔ اور بعض جگہ دوسرا ہے۔ مگر پہلا ندارد۔ بعض اشعار نظر ثانی کے لیئے بھی چھوڑے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ اور کئی جگہ قرخ تخلص استعمال کیا ہے +

(۲۳۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ تایا صاحب کی شادی بڑی دھوم دھام سے ہوئی تھی اور کئی دن تک جشن رہا تھا۔ اور ۲۲ طائفے ارباب نشاط کے جمع تھے۔ مگر والد صاحب کی شادی نہایت سادہ ہوئی تھی۔ اور کسی قسم کی خلاف شریعت رسوم نہیں ہوئیں۔ خنکہ وہ عرس کرتا ہی کہ یہ بھی تصرف الٰہی تھا۔ ورنہ دادا صاحب کو وہ فعل بیحد ایک تھے۔ دنیز یہ طائفے ان لوگوں کی وجہ سے آئے ہوں گے۔ جو ایسے تماشوں میں دلچسپی رکھتے ہیں۔ ورنہ خود دادا صاحب کو ایسی باتوں میں شغف نہیں تھا)

(۲۴۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ ہماری دادی صاحبہ بڑی مہمان نواز سخی اور غریب پرور تھیں

(۲۴۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ جیسے سنا ہے کہ ایک دفعہ والد صاحب کشن عدالت میں اسسٹنٹ مقرر ہوئے تھے۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ (اسکو دیکھو روایت ۳۳۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

پیش لفظ

یہ منظوم کلام اُن اُردو اشعار کا مجموعہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی مختلف تصانیف میں تحریر فرمائے۔ ان نظموں میں آپ کو اسلام کی صداقت۔ خدا تعالیٰ کی اُلفت۔ قرآن کریم کی محبت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عقیدت کے ایسے عجیب نمونے ملیں گے جن کی تمام اُردو لٹریچر میں کوئی نظیر موجود نہیں تبلیغی لحاظ سے یہ مجموعہ ایک مختصر انسائیکلوپیڈیا ہے جس میں عیسائیوں۔ آریوں۔ سناتن دھرمیوں۔ سکھوں اور دہریوں وغیرہ کو جنکے دلائل کیساتھ حق کا پیغام پہنچایا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اخلاقی نصائح۔ دینی نکات اور پُر معارف کلمات کا بھی یہ کتاب ایسا حسین گلدستہ ہے جس کی بھینی بھینی خوشبو دل و دماغ کو حیاتِ تازہ بخشتی اور رُوح کو فرحت پہنچاتی ہے۔

اس طرز اور ترتیب کا پہلا ایڈیشن محترم محمد اسماعیل صاحب پانی پتی کی طرف سے سن ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا تھا۔ جس کی جاذبیت دلکشی اور حسن صحت کے پیش نظر ادارے شعبہ نشر و اشاعت نظارت دعوۃ و تبلیغ طبع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم موصوف کی اس مخلصانہ کوشش کو بہتوں کی ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین یارب العالمین

خاکسار مرزا وسیم احمد ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان ۱۴۳۵۱۶

(بھارت)

ایک بکار عورت کو خوف ہوتا تھا کہ اگر وہ فحش پیشہ اختیار کرے گی تو اُسے قانون دکھائی کی سخت آزمائش بھی برداشت کرنی پڑے گی۔ بہت سی عورتیں اسی خوف کی وجہ سے اپنی زندگی خراب کرنے سے رکی رہتی تھیں۔ اس زمانہ میں جبکہ دکھائی کا طریق بند ہے۔ مرض آتشک کے ادویات کے اشتہارات کثرت سے شائع ہوتے ہیں۔ جو اس امر کا کافی ثبوت ہیں کہ ملک میں مرض آتشک بہت پھیلا ہوا ہے اول تو ہمیں اس خراب فرقہ کے وجود سے ہی سخت اختلاف ہے مگر ایسے زمانہ میں جبکہ اخلاق اور مذہب کی سخت کمزوری ہو رہی ہے یہ امید کرنا فضول ہے کہ یہ شیطانی فرقہ نیست و نابود ہو جائے گا اس لئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اُن کے لئے کوئی ایسا قانون بنایا جائے جس سے یہ اخلاق اور مذہب کو بگاڑنے کے علاوہ عوام کی صحت کو ہمیشہ کے لئے خراب کرنے کے قابل نہ رہ سکیں اور وہ قانون صرف قانون دکھائی ہی ہے۔ ہم نہایت شکر گزار ہوں گے اگر دیارہ ہند میں قانون دکھائی جاری کیا جاوے گا۔ مگر یہ شرط ضرور ساتھ ہے کہ گورہ لوگوں کے لئے یہ ہرمین انڈیاں ہم پہونچائی جاویں۔ یقین ہے کہ گورنمنٹ ہند اور معزز ممبران اس معاملہ پر ضرور توجہ اور غور فرماویں گے۔

جن کو رسم نیوگ پیاری ہے	دین دونیا میں ان کی خواری ہے
جس کے دیں میں ہے ایسی بے شرمی	عقل و تہذیب سے وہ عاری ہے
جن کو آتی نہیں نیوگ سے عار	اُن کی شیطان نے عقل ماری ہے
بید کی کھل گئی حقیقت کل	اب تو ناحق کی پردہ داری ہے
جس کے باعث یہ گندگی پھیلی	وہ تو اک خبث کی پٹاری ہے
دوسرا بیاہ کیوں حرام نہو	جبکہ رسم نیوگ جاری ہے
کیوں نہ پوشیدہ ہو نیوگ کی رسم	اس کے اظہار میں تو خواری ہے
چھپکے چھپکے حرام کرواتا	آریوں کا اصول بھاری ہے
آدمے یہ خبیث اور بدرسم	بید کے خادموں میں ساری ہے

آریہ دھرم صفحہ 75، 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 75، 76 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 229 پر درج ہے

۷۶

زن بیگانہ پر یہ سخت شیدا ہیں
جس کو دیکھو وہی شکاری ہے

ویچ سوختن ہیں اُن کے مرد
اُن کی ناری ہر ایک ناری ہے

واہ وا کیا دھرم ہے کیا ایمان
جس میں واجب حرامکاری ہے

آریو! دل میں غور سے سوچو
شرم و غیرت کہاں تمہاری ہے

جس کو کہتے ہیں آریوں میں نیوگ
ناک کے کاٹنے کی آری ہے

کچھ نہیں سوچتے یہ دشمن شرم
کہ یہ پرشیدہ ایک یاری ہے

مرتکب اس کا ہے بڑا دیوث
اعتقاد اس پہ بد شعاری ہے

غیر مردوں سے مانگنا نطفہ
سخت خبیث اور نابکاری ہے

غیر کے ساتھ جو کہ سوتی ہے
وہ نہ بیوی زن بزاری ہے

ہے وہ چنڈال دشٹ اور پاپی
لعنت اس کی کوئی پھاری ہے

ہیں کرنڈوں نیوگ کے بچے
آریہ دیس میں یہ خواری ہے

ایسی اولاد پر خدا کی مار
یہ نہ اولاد قہر باری ہے

نام اولاد کے حصول کا ہے
سارا شہوت کی بیقراری ہے

بیٹا بیٹا پکارتی ہے غلط
یار کی اس کو آہ و زاری ہے

دس سے کروا چکی زنا لیکن
پاک دامن ابھی بچپاری ہے

واہ صاحب بھی کیسے احمق ہیں
اُن کی لالی نے عقل ماری ہے

گھر میں لاتے ہیں اس کے یاروں کو
ایسی جورو کی پاسداری ہے

اس کے یاروں کو دیکھنے کے لئے
سر بازار اُن کی باری ہے

جورو بھی پر فضا ہیں یہ بھی سے
وہ نیوگی پہ اپنے واری ہے

شرم و غیرت ذرا نہیں باقی
کس قدر اُن میں بردباری ہے

ہے قوی مرد کی تلاش انہیں
خوب جورو کی حق گذاری ہے

آریہ دھرم صفحہ 75، 76 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 75، 76 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 229 پر درج ہے

بگڑنے کا احتمال تھا اس لئے دادا صاحب منع فرماتے تھے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ والدہ صاحبہ مرزا رشید احمد سے ہمارے بھائی خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کی بیوہ مراد ہیں۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کے چچازاد بھائی مرزا علم دین کی لڑکی ہیں اور ان کی پھوپھی صاحبہ سے ہماری تائی صاحبہ مراد ہیں جو حضرت صاحب کی بھاوج تھیں اور مرزا علم الدین کی سگی ہمشیرہ تھیں اور دادا صاحب سے ہمارے اپنے دادا یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد مراد ہیں۔

۸۶۵ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کئی دفعہ شعر پڑھتے سنا ہے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ زبان کے لحاظ سے یہ فصیح و بلیغ شعر ہے ؎

یا تو ہم پھرتے تھے ان میں یا ہوا یہ انقلاب
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے کوچہ ہائے لکھنؤ

خاکسار عرض کرتا ہے کہ شعر واقعی بہت لطیف ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ حضرت صاحب نے اس کو صرف اس کی عام خوبی کی وجہ سے ہی پسند نہیں کیا ہوگا بلکہ غالباً آپ اپنے ذہن میں اس کے معانی کو خود اپنی پیش کردہ حالات پر بھی چسپاں فرماتے ہوں گے۔

۸۶۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ مجھے کئی بار حضرت احمد علیہ السلام کی مٹھیاں بھرنے اور پاؤں دبانے کا موقعہ ملا ہے آپ کے جسم کا گوشت بہت سخت اور خوب کسا ہوا تھا۔ ایک دفعہ کسی بدپرہیز نے پاؤں دبانے کے آپ کے پاؤں پر چونڈیاں بھرنی شروع کر دیں۔ مگر آپ خاموشی سے برداشت کرتے رہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مٹھیاں بھرنا اور چونڈیاں لینا پنجابی الفاظ ہیں ان سے ہاتھ کی تھیلی سے جسم کو دبانا اور چٹکیاں لینا مراد ہے۔

۸۶۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ حضرت احمد علیہ السلام جب مقدمہ گورداسپور کے ایام میں عدالت کے انتظار میں لب سڑک گورداسپور میں گھنٹوں تشریف فرما رہتے تو بسا اوقات لوگ خیال کرتے کہ آپ ان کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ مگر آپ اکثر کسی اور خیال میں مستغرق ہوتے تھے اور بعض اوقات مجلس میں بیٹھے ہوئے بھی مجلس سے جدا ہوتے تھے۔

۸۶۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سیٹھی غلام نبی صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء

منہ ۲۰ سمجھتے ہیں۔ پس ہم قرآن کو چھوڑ کر اور کس کتاب کو تلاش کریں اور کیونکر اسکو ناکامل سمجھ لیں۔ خدا نے ہمیں تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مرگیا ہے اور انجیل ایک مُردہ اور ناتمام کلام ہے۔ پھر زندہ کو مُردہ سے کیا جوڑ۔ عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہیں وہ سب کا سب روّی اور باطل ہے اور آج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں۔ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اسکے صفحہ ۲۴۱ میں پاؤگے اور وہ یہ ہے:۔ ولن ترضیٰ عنك الیهود ولا النصاریٰ وخرقوا له بنین و بنات بغیر علم قل هو الله احد الله الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوًا احد۔ ویمکرون ویمکر الله والله خیر الماکرین۔ الفتنة ههنا فاصبر کما صبر اولوا العزم وقل رب ادخلنی مدخل صدق۔ یعنے تیرا اور یہود اور نصاریٰ کا کبھی مصالحہ نہیں ہوگا اور وہ کبھی تجھ سے راضی نہیں ہونگے (نصاریٰ سے مُراد پادری اور انجیلوں کے حامی ہیں) اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کیلئے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو عیسےٰ ابن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کرلے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اُس نے کیا۔ مگر وہ خدا تو واحد لاشریک ہے جو موت اور تولّد سے پاک ہے اُس کا کوئی ہمسر نہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کے رُو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو میں اُس کا ثانی پیدا کرونگا جو اُس سے بھی بہتر ہے۔ جو غلام احمدؐ ہے یعنے احمدؐ کا غلام۔

زندگی بخش جامِ احمدؐ ہے — کیا ہی پیارا یہ نامِ احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا — سب سے بڑھکر مقامِ احمدؐ ہے
باغِ احمدؐ سے ہم نے پھل کھایا — میرا ستاں کلامِ احمدؐ ہے
ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو — اُس سے بہتر غلامِ احمدؐ ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تحریر کے رُو سے خدا کی تائید مسیح ابنِ مریم سے

دافع البلاء صفحہ مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 240 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 231 پر درج ہے

Back

حوالہ نمبر 237

مغتری کہتے ہوئے اُن کو حیا آتی نہیں
کیسے عالم ہیں کہ اس عالم سے ہیں یہ بر کنار

غیر کیا جانے کہ دلبر سے ہمیں کیا جوڑ ہے
وہ ہمارا ہو گیا اُسکے ہوئے ہم جاں نثار

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہو لیں میری بے شمار

اِک شجر ہوں جسکو داؤدی صفت کے پھل لگے
میں ہوا داؤد اور جالوت ہے میرا شکار

پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

دشمنو! ہم اُسکی رہ میں مر رہے ہیں ہر گھڑی
کیا کرو گے تم ہماری ہستی کا اِنتظار

سر سے میرے پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

کیا کروں تعریف حُسن یار کی اور کیا بکوں
اِک ادا سے ہو گیا میں سَو نفس دُوں سے پار

اِس قدر عرفاں بڑھا میرا کہ کافر ہو گیا
آنکھ میں اسکی کہ ہے وہ دُور تر از جانِ یار

اس رُخِ روشن کی میری آنکھ بھی روشن ہوئی
ہو گئے اسرار اُس دلبر کے مجھ پر آشکار

قوم کے لوگو! ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
دادئ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار

کیا تماشہ ہے کہ میں کافر ہُوں تم مومن ہوئے
پھر بھی اس کافر کا حامی ہے وہ مقبولوں کا یار

کیا اچنبھی بات ہے کافر کی کرتا ہے مدد
وہ خُدا جو چاہیے تھا مومنوں کا دوستدار

اہلِ تقویٰ تھا کرم دیں بھی تمہاری آنکھ میں
جس نے ناحق ظلم کی رو سے کیا تم مجھ پہ وار

بے مدد میں نہ تھا مگر نصرت حق سے رہا تہ
فتح کی دیتی تھی وحیِ حق بشارت بار بار

پر مجھے اُس نے نہ دیکھا آنکھ اسکی بند تھی
پھر سزا پا کر لگا یا سُرمۂ دُنبالہ دار

نام بھی کذاب اس کا دفتروں میں رہ گیا
اب مٹا سکتا نہیں یہ نام تا روزِ شمار

۹۷

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے دلدار مرے محسن مرے پروردگار

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کر گواہ
کر دیا دشمن کو اک حملہ سے مغلوب اور خوار

کام جو کرتے ہیں تیری رہ میں پاتے ہیں جزا
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار

تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم
کس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعتِ قرب و جوار

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

یہ سراسر فضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمتگار

دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے
پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اے مرے حامی برار

اے مرے یار یگانہ اے مری جاں کی پناہ
بس ہے تو میرے لئے مجھ کو نہیں تجھ بن یکبار

میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینک دی جاتی غبار

اے فدا ہو تیری راہ میں میرا جسم و جان و دل
میں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مثلِ طفلِ شیر خوار

نسلِ انساں میں نہیں دیکھی وفا جو تجھ میں ہے
تیرے بن دیکھا نہیں کوئی بھی یارِ غمگسار

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار

اس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم
جن کا مشکل ہے کہ تا روزِ قیامت ہو شمار

آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تابیک و تار

تو نے طاعون کو بھی بھیجا میری نصرت کیلئے
تا وہ پورے ہوں نشاں جو میں سچائی کا مدار

ہو گئے بیکار سب حیلے جب آئی وہ بلا
ساری تدبیروں کا خاکہ اڑ گیا مثلِ غبار

سرزمین ہند میں ایسی ہے شہرت تجھ کو دی
جیسے ہووے برق کا اک دم میں ہر جا انتشار

خیال کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ امر لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ[1] پر موقوف ہے۔ پھر میں اُن کا حکم ہونا کس وجہ سے منظور کروں۔ ہاں اگر چند منتخب مولوی ان میں سے بطور طالب حق قادیان میں آجاویں تو میں زبانی انکو تبلیغ کر سکتا ہوں۔ ورنہ خدا کا کام چل رہا ہے کوئی مخالف اسکو روک نہیں سکتا۔ مخالف سے فتویٰ لینا کیا معنے رکھتا ہے۔ ہاں البتہ ہم حافظ صاحب کے اس اشتہار سے نہ وہ کیلئے ایک موقع تبلیغ کا نکالتے ہیں۔ حافظ صاحب یاد رکھیں کہ جو کچھ رسالہ قطع الوتین میں جھوٹے مدعیان نبوت کی نسبت بے سروپا حکایتیں لکھی گئی ہیں وہ حکایتیں اُسوقت تک ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں جبتک یہ ثابت نہ ہو کہ مفتری لوگوں نے اپنے اس دعوے پر اصرار کیا اور توبہ نہ کی۔ اور یہ اصرار کیونکر ثابت ہو سکتا ہے جبتک اُسی زمانہ کی کسی تحریر کے ذریعہ سے یہ امر ثابت نہ ہو کہ وہ لوگ اسی افترا اور جھوٹے دعوئ نبوت پر مرے اور اُن کا کسی اُسوقت کے مولوی نے جنازہ نہ پڑھا۔ اور نہ وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ اور ایسا ہی یہ حکایتیں ہرگز ثابت نہیں ہو سکتیں جبتک یہ ثابت نہ ہو کہ انکی تمام عمر کے مفتریات جنکو انہوں نے بطور افترا خدا کا کلام قرار دیا تھا وہ اب کہاں ہیں اور ایسی کتاب انکی وحی کی کس کے پاس ہوتا اس کتاب کو دیکھا جائے کہ کیا کبھی انہوں نے کسی قطعی یقینی وحی کا دعویٰ کیا اور اس بنا پر اپنے تئیں ظلی طور پر یا اصلی طور پر نبی اللہ ٹھہرایا ہے اور اپنی وحی کو دوسرے انبیاء علیہم السلام کی وحی کے مقابل پر منجانب اللہ ہونے میں برابر سمجھا ہے تا تَقَوَّلَ کے معنے اسپر صادق آویں۔ حافظ صاحب کو معلوم نہیں کہ تَقَوَّلَ کا حکم قطع اور یقین کے متعلق ہے۔ پس جیسا کہ میں نے بار بار بیان کر دیا ہے کہ یہ کلام جو میں سناتا ہوں یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے اور میں خدا کا ظلی اور بروزی طور پر نبی ہوں اور ہر ایک مسلمان کو دینی امور میں میری اطاعت واجب ہے اور مسیح موعود ماننا واجب ہے۔ اور ہر ایک جس کو میری تبلیغ پہنچ گئی ہے گو وہ مسلمان ہے مگر مجھے اپنا حکم نہیں ٹھہراتا اور نہ مجھے مسیح موعود مانتا ہے اور نہ میری وحی کو خدا کی طرف سے جانتا ہے وہ آسمان پر قابل مواخذہ ہے کیونکہ جس امر کو اُس نے اپنے وقت پر قبول کرنا تھا اُس کو رد کر دیا میں صرف

[1] الواقعۃ : ۸۰

کشتی نوح صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 95 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 233 پر درج ہے

Back

یدِ بیضا کہ با او تابندہ	باز با ذوالفقار مے بینم

یعنی اُس کا وُہ روشن ہاتھ جو اتمام کے حجت کی رُو سے تلوار کی طرح چمکتا ہے پھر مَیں اُس کو ذوالفقار کے ساتھ دیکھتا ہوں یعنے ایک زمانہ ذوالفقار کا تو وُہ گذر گیا کہ جب ذوالفقار علی کرّم اللہ وجہہ کے ہاتھ میں تھی مگر خدا تعالیٰ پھر ذوالفقار اُس امام کو دے دے گا۔ اِس طرح پر کہ اُسکا چمکنے والا ہاتھ وُہ کام کریگا جو پہلے زمانہ میں ذوالفقار کرتی تھی سو وُہ ہاتھ ایسا ہوگا کہ گویا وُہ ذوالفقار علی کرم اللہ وجہہ ہے جو پھر ظاہر ہوگئی ہے یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وُہ امام سلطان القلم ہوگا اور اُسکی قلم ذوالفقار کا کام دیگی۔ یہ پیشگوئی بعینہٖ اِس عاجز کے اُس الہام کا ترجمہ ہے جو اِس وقت سے دس برس پہلے براہین احمدیہ میں چھپ چکا ہے اور وُہ یہ ہے کتاب الولی ذوالفقار علی۔ یعنی کتاب اِس ولی کی ذوالفقار علی کی ہے یہ اِس عاجز کی طرف اشارہ ہے۔ اِسی بناء پر بارہا اِس عاجز کا نام مکاشفات میں غازی رکھا گیا ہے چنانچہ براہین احمدیہ کے بعض دیگر مقامات میں اِسی کی طرف اشارہ ہے۔

غازیٔ دوست دار دشمن کش	ہمدم و یار غار مے بینم

وُہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک غازی ہے دوستوں کو بچانے والا اور دشمنوں کو مارنے والا۔

صُورت و سیرتش چو پیغمبر	علم و حلمش شعار مے بینم

یعنی ظاہر و باطن اپنا نبی کی مانند رکھتا ہے اور شانِ نبوت اُس میں نمایاں ہے اور علم اور حلم اُسکا شعار ہے مُراد یہ کہ بباعث اپنی اتباع نبی کریم کے گویا وُہی صُورت اور وُہی سیرت اُسکو حاصل ہوگئی ہے یہ اُس الہام کے مطابق ہے جو اِس عاجز کے بارے میں براہین میں چھپ

۲۷۵

نشان آسمانی صفحہ 15 مندرجہ روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 375 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 237 پر درج ہے

Back

کا نزول ہے وہ دمشق میں واقع ہے بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منارہ سے اُس مسجد اقصیٰ کا منارہ مراد لیا ہے جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے یعنی مسیح موعود کی مسجد جو حال میں وسیع کی گئی ہے اور عمارت بھی زیادہ کی گئی۔ اور یہ مسجد فی الحقیقت دمشق سے شرقی طرف واقع ہے۔ اور یہ مسجد صرف اس غرض سے وسیع کی گئی اور بنائی گئی ہے کہ تا دمشقی مفاسد کی اصلاح کرے اور یہ منارہ وہ منارہ ہے جس کی ضرورت احادیث نبویہ میں تسلیم کی گئی۔ اور اس منارۃ المسیح کا خرچ دس ہزار روپیہ سے کم نہیں ہے۔ اب جو دوست اس منارہ کی تعمیر کے لیے مدد کریں گے میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت کو انجام دیں گے۔ اور میں یقیناً جانتا ہوں کہ ایسے موقع پر خرچ کرنا ہرگز ہرگز ان کے نقصان کا باعث نہیں ہوگا۔ وہ خدا کو قرض دیں گے اور معہ سود واپس لیں گے۔ کاش ان کے دل سمجھیں کہ اس کام کی خدا کے نزدیک کس قدر عظمت ہے جس خدا نے منارہ کا حکم دیا ہے اس نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ اسلام کی مُردہ حالت میں اسی جگہ سے زندگی کی رُوح پھونکی جائے گی اور یہ فتح نمایاں کا میدان ہوگا مگر یہ فتح ان ہتھیاروں کے ساتھ نہیں ہوگی جو انسان بناتے ہیں بلکہ آسمانی حربہ کے ساتھ ہے جس حربہ سے فرشتے کام لیتے ہیں۔ آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اُٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف دعوت کرنے کی ایک راہ نہیں۔ پس جس راہ پر نادان لوگ اعتراض کر چکے ہیں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نہیں چاہتی کہ اسی راہ کو پھر اختیار کیا جائے اس کی ایسی ہی شان ہے کہ جیسے جن نشانوں کی پہلے تکذیب ہو چکی وہ ہمارے سید رسول اصلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیئے گئے۔ لہٰذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے۔ جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملہ سے بچاؤ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کرو۔ جو شخص ایک

ولسنا علی الاعقاب موتٌ یردّنا	ولو فی سبیل اللّٰہ نُدمی ونُنحرُ
اور ہم ایسے نہیں ہیں کہ کوئی موت ہمیں خدا کی راہ سے ہٹادے	اور اگرچہ خدا کی راہ میں ہم مجروح ہو جائیں یا ذبح کئے جائیں
تنکّر وجہہ الجاھلین تغیّظاً	اذا اُعثروا من موت عیسٰی واُعبروا
جاہلوں کا منہ بگڑ گیا مارے غصہ کے	جب ان کو حضرت عیسیٰ کے مرنے کی خبر دی گئی
وقالوا کذوبٌ کافرٌ یتبع الھوٰی	وحثّوا علی قتلی عوامًا وغیّروا
اور انہوں نے کہا کہ جھوٹا کافر ہے جو اپنے نفس کی پیروی کرتا ہے	اور میرے قتل کیلئے عوام کو اٹھایا اور سوزش کی
فضاقت علینا الارض من شرّ حزبھم	ولولا ید المولٰی لکنّا نتبّرُ
پس انکے گروہ کی شرارت سے زمین ہم پر تنگ ہوگئی	اگر خدا تعالیٰ کا ہاتھ نہ ہوتا تو ہم ہلاک ہو جاتے
فلم یُغن عنھم مکرھم حین اشرقت	شھور من ایات القدیر فادبروا
پس انکے مکر نے ان کو کچھ فائدہ نہ دیا جبکہ	خدا کی مہر نمایوں کے آفتاب چمکے اور وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے
رجعنا وقد رُدّت الیھم رماحھم	تقضی الامر حیثُ لا یُبار یہ منکرُ
ہم واپس آئے اور انکے نیزے انہیں کی طرف واپس کئے گئے	اُس حد تک فیصلہ کر دیا جس کا کوئی منکر خلاف نہیں کر سکتا
من الضغن والشحناء یھذون کلّھم	وامری مبینٌ واضح لو تفکّروا
کینہ اور دشمنی سے تمام وہ بکواس کر رہے ہیں	اور میری بات روشن اور واضح ہے اگر وہ سوچیں
واصل التنازع والتخالف بیننا	ربعیمٌ قلیلٌ ثُمّ یا للغویکثرُ
اور ہم میں اصل جھگڑا اور اختلاف یہ ہے	چوتھائی حصہ تو ان کا ہے جو ہم میں سے ہیں اور باقی کوئی ہے

* اصل التنازع فی عیسٰی علیہ السلام انی قلت ھو میّتٌ او میّت فذاک امر واضح لو تفکّروا قال اللّٰہ تعالٰی یا عیسٰی انی متوفیک ورافعک الیّ فقدّم التوفی علی الرفع کما انتم تقرؤن فھذا حکم اللّٰہ - ومن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولئک ھم الکافرون - ولا ینبغی لاحد ان یحرّف کلم اللّٰہ عن مواضعھا ولقد لعن اللّٰہ المحرفین کما انتم تعلمون - ثمّ الشاھد الثانی قولہ تعالٰی فلمّا توفیتنی فانت الرقیب علیھم یتدبّرون - ثم الشاھد الثالث من القرآن قولہ تعالٰی وما محمدٌ الا رسولٌ قد خلت من قبلہ الرسل فمن یّمت قبلہ فای حدیث بعدہٗ تؤمنون - ولقد رأی عیسٰی نبینا صلی اللّٰہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج فی الاموات ثم انتم تکفرون - منہ

لہ آل عمران: ۵۶ لہ آل عمران: ۱۴۵

براہین احمدیہ حصہ پنجم (ضمیمہ) صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 321 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 238 پر درج ہے

Back

چنگا بھلا پھرتا تھا۔ لیکن آسمان پر اس کے لیے ہلاکت کا حکم ہو چکا تھا۔ اس واسطے یہ بات ایسے طور پر بیان کی گئی کہ یہ کام ہو چکا ہے۔ پہلے ایک معاملہ آسمان پر ہو جاتا ہے اور پھر زمین پر اس کا ظہور ہوتا ہے۔ ایسا ہی ہمارا امام حَکَمٌ الدِّیَارُ مالا تھا یعنی مسلے گئے مگر۔ اگرچہ گیارہ ماہ پہلے یہ زلزلہ کی پیشگوئی تھی؛ تاہم چونکہ آسمان پر یہ فیصلہ ہو چکا تھا کہ زلزلہ ضرور آئے گا اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مکانات عارضی اور مستقل سب گر گئے اور نشانی بن گئے۔ جو لوگ مثلاً ایسے اشیاء کے باعث انکار وغیرہ اعتراض کرتے ہیں وہ اس محاورہ سے ناواقف اور جاہل ہیں یا جان بوجھ کر تعصب کے ساتھ بند کرتے ہیں اور نہ یہ محاورہ سب زبانوں میں پایا جاتا ہے۔ آتھم کے متعلق جب ہم نے یہ پیشگوئی کی تھی تو اس نے اسی مجلس میں کہا تھا کہ میں تو مر گیا۔ باوجود عیسائی ہونے کے وہ ادب کا بہت لحاظ رکھتا تھا اور یہی سبب تھا کہ وہ ڈرتا رہا اور میعاد کے اندر مرنے سے بچ گیا۔ ابولہب کے متعلق صاف پیشگوئی کی گئی تھی کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ حالانکہ وہ جنگ بدر کے بعد طاعون سے مرا تھا۔

فرمایا:

روح و ریحان سے مراد ہر قسم کی آسائش اور آسودگی ہوتی ہے۔[1]

مبارک ثمنہ کے مبارک الفاظ معنا

(مرتبہ شیخ عبدالرحیم صاحب)

بوقت ۹ بجے آپ باہر تشریف لائے۔ شیخ رحمت اللہ صاحب اوورسیر اور مولوی صاحبان اور دیگر احباب محفل موجود تھے۔ ادھر اُدھر کی باتوں میں آپ نے فرمایا کہ:

ہم خدا کے مرسلین اور مامورین کبھی بزدل نہیں ہوا کرتے بلکہ سچے مومن بھی بزدل نہیں ہوتے بزدلی ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم پر مصیبتوں نے بارہا حملے کئے مگر انہوں نے کبھی بزدلی نہیں دکھائی۔ خدا تعالیٰ اُن کی نسبت فرماتا ہے۔ مِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (الاحزاب ع ۳) یعنی جس ایمان پر انہوں نے کمر ہمت باندھی تھی اس کو بعض نے تو نبھا دیا اور بعض منتظر ہیں کہ کب موقعہ ملے اور

---

[1] البدر جلد ۱ نمبر ۱۰ صفحہ ۷۴ مورخہ ۲۵ مئی ۱۹۰۵ء۔ (نوٹ معلوم ہوتا ہے یہ پرچہ ۲۸ مئی کے بعد شائع ہوا ہے یہی وجہ ہے کہ ۲۶ تا ۲۸ مئی کی ڈائری اس میں شامل ہے۔ (مرتب)

[2] اس ڈائری پر تاریخ نہیں لکھی۔ اندازاً ۲۶ تا ۲۸ مئی ۱۹۰۵ء کی معلوم ہوتی ہے۔ ان دنوں میں شیخ رحمت اللہ صاحب قادیان میں موجود تھے۔ (مرتب)

لك درجة فى السّماء وفى الذين هم يبصرون ۔ وَلِنُرِيَكَ
تیرا آسمان پر ایک درجہ اور مرتبہ ہے اور تیرا ان لوگوں کی نگہ میں جو دیکھتے ہیں۔ اور تیرے لئے
آيات ونهدم ما يعمرون ۔ الحمد لله الذى
ہم نشان دکھائیں گے اور جو عمارتیں بناتے ہیں ہم ڈھا دینگے۔ اُس خدا کی تعریف ہے جس نے تجھے
جعلك المسيح ابن مريم لا يُسْئَلُ عما يفعل وهم
مسیح ابن مریم بنایا۔ وہ اُن کاموں سے پوچھا نہیں جاتا جو کرتا ہے۔ اور لوگ اپنے کاموں سے
يُسْئَلُونَ ۔ وقالوا أتجعل فيها من يفسد فيها
پوچھے جاتے ہیں۔ اور انہوں نے کہا کہ کیا تو ایسے شخص کو خلیفہ بناتا ہے جو زمین پر فساد کرتا ہے۔
قال إنى اعلم ما لا تعلمون ۔ انى مهين من اراد
اُس نے کہا کہ اسکی نسبت جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ میں اُس شخص کی اہانت کرونگا جو تیری
اهانتك ۔ انى لا يخاف لدىّ المرسلون ۔ كتب الله
اہانت کا ارادہ کریگا۔ میرے قرب میں میرے رسول کسی دشمن سے نہیں ڈرا کرتے۔ خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ

✤ خدا تعالیٰ کا پاک کلام جو میری کتاب براہین احمدیہ کے بعض مقامات میں لکھا گیا ہے اس میں خدا تعالیٰ نے تصریح ذکر کر دیا ہے کہ کس طرح اُس نے مجھے عیسیٰ بن مریم ٹھہرایا۔ اس کتاب میں پہلے خدا نے میرا نام مریم رکھا اور بعد اسکے ظاہر کیا کہ اس مریم میں خدا کی طرف سے روح پھونکی گئی اور پھر فرمایا کہ روح پھونکنے کے بعد مریمی مرتبہ عیسوی مرتبہ کیطرف منتقل ہو گیا اور اس طرح مریم سے عیسیٰ پیدا ہو کر ابن مریم کہلایا۔ پھر دوسرے مقام میں اسی مرتبہ کے متعلق فرمایا
فاجاءها المخاض الى جذع النخلة ۔ قال يا ليتنى مت قبل هذا وكنت نسيًا منسيًا۔
اس جگہ خدا تعالیٰ ایک استعارہ کے رنگ میں فرماتا ہے کہ جب اس عاجز میں مریمی مرتبہ سے عیسوی مرتبہ کا تولد ہوا اور اس لحاظ سے یہ عاجز ابن مریم بننے لگا تو تبلیغ کی ضرورت جو دردِ زہ سے مشابہت رکھتی ہے اسکو اُمت کی خشک جڑھ کے سامنے لائی جن میں فہم اور تقویٰ کا پھل نہیں تھا اور وہ طیار تھے کہ ایسا دعویٰ سُنکر افترا کی تہمتیں لگاویں اور دُکھ دیں اور طرح طرح کی باتیں اُسکے حق میں کریں تب اُس نے اپنے دل میں کہا کہ کاش میں پہلے اس سے مرجاتا اور ایسا بھولا بسرا جو جاتا کہ کوئی میرے نام سے واقف نہ ہوتا۔

۷۵

حقیقت الوحی صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 75 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 238 پر درج ہے

Back

کیا خدا بھولا رہا تم کو حقیقت مل گئی
کیا رہا وہ بے خبر لو تم نے دیکھا حال زار

بدگمانی نے تمہیں مجنون و اندھا کر دیا
ورنہ تھے میری صداقت پر براہیں بیشمار

جہل کی تاریکیاں اور سوءِ ظن کی تند باد
جب اکٹھے ہوں تو پھر ایماں اُڑے جیسے غبار

زہر کے پینے سے کیا انجام جز موت و فنا
بدگمانی زہر ہے اس سے بچو اے دیں شعار

کانٹے اپنی راہ میں بوتے ہیں ایسے بدگمان
جن کی عادت میں نہیں شرم و تمیز و اعتبار

یہ خطا کاری بشر کی بدنصیبی کی ہے جڑ
پر مقدر کو بدل دینا ہے کس کے اختیار

سخت جاں ہیں ہم کسی کے بغض کی پروا نہیں
دل قوی رکھتے ہیں ہم صدموں کی ہے ہم کو سہار

جو خدا کا ہے اُسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

ہے صبر رہ پر مرے وہ خود کھڑا موتیٰ کریم
پس نہ میٹھو میری رہ میں اے شریرانِ دیار

سنّت اللہ ہے کہ وہ خود فرق کو دکھلاتا ہے
تا عیاں ہو کون پاک اور کون ہے مردِ خوار

مجھ کو پردے میں نظر آتا ہے اِک میرا معین
تیغ کو کھینچے ہوئے اُس پر کہ جو کرتا ہے وار

دشمنِ غافل اگر دیکھے وہ بازو وہ سلاح
ہوش ہو جائیں خطا اور بھول جائے سب نقار

اس جہاں کا کیا کوئی دلدر نہیں اور داد گر
پھر شریر النفس ظالم کو کہاں جائے فرار

کیوں عبث کرتے ہو گریں آگیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ بادِ بہار

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اِک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اتار

آرہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگہ زندہ وار

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہلِ دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

باغ میں ملت کے ہے کوئی گُلِ رعنا کھلا
آئی ہے بادِ صبا گلزار سے مستانہ وار

گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اُس کا انتظار
گو نہ سمجھے لب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے

لوجدتم فیہ اختلافا کثیرا۔ قل عندی شھادۃ من اللہ ۱؎
تو اس میں بہت اختلاف تم دیکھتے۔ اُن کو کہہ کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے
فھل انتم مومنون۔ یاتی قمر الانبیاء۔ وامرک یتاتی
پس کیا تم ایمان لاؤ گے یا نہیں نبیوں کا چاند آئے گا اور تیرا کام بُورا ہو جائے گا
وامتازوا الیوم ایھا المجرمون۔ بھونچال آیا اور بشدّت آیا
اور آج اے مجرمو! تم الگ ہو جاؤ بڑی شدت سے زلزلہ آئے گا اور
زمین تہ و بالا کردی۔ ھذا الذی کنتم بہ تستعجلون۔
اُوپر کی زمین نیچے کر دے گا یہ وُہی وعدہ ہے جس کی تم جلدی کرتے تھے۔
انی احافظ کل من فی الدار۔ سفینۃ وسکینۃ۔ انی معک
مَیں ہر ایک کو جو اس گھر میں ہو اس زلزلہ سے بچالونگا کشتی ہے اور آرام ہے مَیں تیرے ساتھ
ومع اھلک ۲؎ اردما تریدون۔ پہلے بنگالہ کی نسبت جو کچھ
اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ مَیں وہی ارادہ کرونگا جو تمہارا ارادہ ہے۔ بنگالہ کی نسبت پیشگوئی ہے جو تقسیم بنگالہ سے اہل بنگالہ
حکم جاری کیا گیا تھا۔ اب اُن کی دلجوئی ہوگی۔
کا آزار ہی کیسی خدا فرماتا ہے کہ پھر وہ وقت ہے کہ کسی پیرایہ میں اہل بنگالہ کی دلجوئی کی جائے گی۔

حاشیہ ۔ اس بارہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے جیسا کہ یسعیاہ نبی کے زمانہ میں جو اکہ اس نبی کی پیشگوئی کے مطابق پہلے ایک عورت مسمات علمہ کو لڑکا پیدا ہوا۔ پھر بعد اسکے حزقیاہ بادشاہ نے فقہ پر فتح پائی۔ اسی طرح اس زلزلہ سے پہلے پیر منظور محمد لدھیانوی کی بیوی کو جس کا نام محمدی بیگم ہے لڑکا پیدا ہوگا اور وہ لڑکا اس بڑے زلزلہ کے لئے نشان ہوگا جو قیامت کا نمونہ ہوگا مگر ضروری ہے کہ اس سے پہلے اور زلزلے بھی آویں۔ اس لڑکے کے مفصلہ ذیل نام ہونگے۔ بشیر الدولہ کیونکہ وہ ہماری فتح کیلئے نشان ہوگا۔ کلمۃ اللہ یعنی خدا کا کلمہ۔ عالم کباب۔ ورڈ۔ شادیخاں۔ کلمۃ العزیز وغیرہ کیونکہ وہ خدا کا کلمہ ہوگا جس سے حق کا غلبہ ہوگا۔ تمام دُنیا خدا کے ہی کلمے ہیں۔ اس لئے اس کا نام کلمۃ اللہ رکھنا غیر معمولی بات نہیں ہے وہ لڑکا اب کئی دفعہ پیدا نہیں ہوا کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا۔ اخرہ اللہ الی وقت مسمّٰی یعنی وہ زلزلہ الساعۃ جس کیلئے وہ لڑکا نشان ہوگا ہم نے اسکو ایک وقت پر ڈال دیا۔ منہ

۱؎ یسعیاہ باب ۷ (ناشر)

حقیقت الوحی صفحہ 109 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 109 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 239 پر درج ہے

Back

وَقَدْ اُشِيْرَ اِلَيْهِ فِي الْفَاتِحَةِ مَرَّةً اُخْرٰى۔ وَتَقْرَءُوْنَ

و در سورۃ فاتحہ بار دوم سوئے ایں وعدہ اشارت کردہ شدہ و ہیں سورۃ فاتحہ

اور سورۃ فاتحہ میں دوسری بار اس وعدہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور یہ آیت سورۃ فاتحہ

فِي الصَّلٰوةِ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ تَسْتَقْرُوْنَ

یعنی صراط الذین انعمت علیہم در نمازہائے خود مے خوانید باز حیلہ جوئی را

یعنی صراط الذین انعمت علیہم اپنی نمازوں میں پڑھتے ہو۔ پھر حیلہ و بہانہ

سُبُلَ الْاِنْكَارِ وَتَسِيْرُوْنَ النَّجْوٰى۔ مَا لَكُمْ تَدُوْسُوْنَ

اختیار می کنید دربارۂ رفع دفع حجت الٰہی مشورہا مے کنید چہ شد شمارا کہ

اختیار کرتے ہو اور حجت الٰہی کے رفع دفع کیلئے مشورے کرتے ہو تمہیں کیا ہو گیا کہ

قَوْلَ اللّٰهِ تَحْتَ الْاَقْدَامِ اَلَا تَمُوْتُوْنَ اَوْ تُقْتَلُوْنَ

قول خدا تعالیٰ را زیر قدمہائے خود پامال مے کنید آیا نخواہید مرد یا کشتہ کس شمارا نخواہد پرسید

خدا تعالیٰ کے فرمودہ کو پاؤں تلے روندتے ہو۔ کیا ایک دن تم نہیں مرو گے یا کوئی تم کو نہیں پوچھیگا

سُدًى۔ وَتَذْكُرُوْنَنِيْ كَمَا يُذْكَرُ الْكُفَّارُ وَتَقُوْلُوْنَ

وذکر من ہمچو ذکر کافراں مے کنید وے گویند کہ

اور میرا ذکر کافروں کے ذکر کی طرح کرتے ہو اور کہتے ہو کہ

اُقْتُلُوْهُ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ وَتَكْتُبُوْنَ الْفَتْوٰى۔ وَمَا

اگر توانید او را قتل کنید وہمچنیں فتوٰی مے نویسید و

اگر ہو سکے تو قتل کر دیا جائے اور اسی طرح فتوے لکھتے ہو اور

كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَاِنَّ مَعِيَ

ہیچ نفس نے میرد مگر باذن الٰہی و با من

کوئی نفس بجز اذن الٰہی نہیں مرتا اور میرے ساتھ تو

خطبہ الہامیہ صفحہ 64 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 110، 111 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 239 پر درج ہے

Back

حَفَظَةً يَحْفَظُوْنَنِيْ مِنَ الْعِدَا ۔ فَاجْمَعُوْا كَيْدَكُمْ

پاسبانان او ہستند کہ از دشمنان حفاظت من مے کنند پس ہر کرد وارید جمع کنید

خدا تعالیٰ کے پاسبان ہیں کہ وہ میری میرے دشمنوں سے حفاظت کرتے ہیں۔ تم ہر ایک تدبیر جمع کر لو اور

ثُمَّ انْظُرُوْا هَلْ يَسْقُطُ الْكَيْدُ اِلَّا عَلٰى مَنْ جَفَا

باز بینید کہ آں مکر بر کہ افتد آیا بر جفا کار یا بر دیگرے

پھر دیکھو کہ ہر کسی کی تدبیر الٰہی پر لوٹ کر پڑے گی کہ جو ظالم ہے۔

وَعَسٰى اَنْ تَحْسَبُوْا رَجُلًا كَاذِبًا وَّهُوَ صَادِقٌ

و ممکن است کہ شما کسے را دروغگو خیال کنید و او در دعوی خود صادق باشد

اور ممکن ہے کہ تم کسی کو دروغگو خیال کرو اور وہ اپنے دعوٰی میں صادق نکلے

فِيْمَا ادَّعٰى ۔ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ وَمَنْ تَرَكَ

پس از حق بکلی دور نشوید و ہر کہ تقوی را

پس حق سے بالکل دور نہ ہو جاؤ جس نے تقوی کو

التَّقْوٰى فَقَدْ هَوٰى ۔ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ مِنْ عِنْدِ

ترک کرد پس ہلاک آیا نے بینید کہ اگر من از طرف

ترک کیا وہ گر گیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر میں خدا کی طرف سے

اللّٰهِ وَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَمَا بَالُ مَنِ اعْتَدٰى ۔ وَ

خدا تعالیٰ ہستم و شما تکذیب من کردہ اید پس حال آنکس چہ خواہد شد کہ از حد تجاوز کرد

ہوں اور تم مجھے جھٹلاتے ہو پس اُس شخص کا کیا حال ہوگا جو حد سے بڑھ گیا

اَنْتُمْ تَكْرَهُوْنَ اَنْ يَّمُوْتَ عَبْدُ اللّٰهِ عِيْسٰى ۔

دشما را خوش نے آید کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت شوند

تم کو اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو جائیں۔

خطبہ الہامیہ صفحہ 64 مندرجہ روحانی خزائن جلد 16 صفحہ 110، 111 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 239 پر درج ہے

ہے اور ان دنوں میں کسی ضلع کے بندوبست میں مشغول ہو اور بعد اسکے میرے پر کھولا گیا کہ یہ الہام میرے بھائی کی موت کی طرف اشارہ ہے چنانچہ میرا بھائی دو تین دن کے بعد ایک ناگہانی طور پر فوت ہو گیا اور میرے اُس لڑکے کو اُسکی موت کا صدمہ پہنچا اور اس پیچ میں اگر شرمپت مذکور جو سخت متعصب آریہ ہے گواہ بن گیا۔ اگر کہو کہ خدا کے الہام کے اُسی وقت کیوں معنے نہ کھولے گئے تو میں اسکے جواب میں کہتا ہوں کہ مقطعات قرآنی کے اب تک معنے نہیں کھولے گئے۔ کون جانتا ہے کہ طٰہٰ کیا چیز ہے اور یٰسٓ کیا چیز ہے اور کٓہٰیٰعٓصٓ کیا چیز ہے۔ اور آیت سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ[1] کی نسبت حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب تک مجھے اسکے معنی معلوم نہیں اور نیز آپ نے فرمایا کہ مجھے ایک خوشہ بہشتی انگور کا دیا گیا کہ یہ ابوجہل کیلئے ہے اور میں اسکی تاویل سمجھ نہ سکا جبتک کہ عکرمہ اُس کا بیٹا مسلمان ہوا۔ اور مجھے ہجرت کی زمین بتلائی گئی اور میں نہ سمجھ نہ سکا کہ وہ مدینہ ہے۔ غرض ایسے اعتراض بوجہ بے خبری سنت اللہ کے دلوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ ۷۲۴

۶۲۔ باسٹھواں نشان تفصیل رویا کی تباہی کی نسبت پیشگوئی ہے اسکا مفصل حال میری کتابوں میں مذکور ہے۔

۶۳۔ تریسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی ہے کہ قتل وغیرہ منصوبوں سے میں بچایا جاؤں گا۔ چنانچہ آجتک باوجود متعدد حملوں کے خدا تعالیٰ نے دشمنوں کے شر سے مجھے بچایا۔

۶۴۔ چونسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ جس قدر میرے پر مقدمات کئے جائیں گے مجھے فتح ہوگی۔ چنانچہ ہر ایک مقدمہ میں مجھے فتح ہوتی رہی۔

۶۵۔ پینسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں یہ پیشگوئی ہے کہ اس قدر لوگ میرے پاس آئیں گے کہ قریب ہوگا کہ میں انکی کثرت ملاقات سے تھک جاؤں۔ چنانچہ کئی لاکھ آدمی میرے پاس آیا۔

۶۶۔ چھیاسٹھواں نشان۔ براہین احمدیہ میں اصحاب الصفہ کی نسبت پیشگوئی ہے چنانچہ کئی مخلص لوگ اپنے وطنوں سے ہجرت کر کے میرے مکان کے بعض حصوں میں مع عیال مقیم ہیں جن میں سے سب سے

[1] القمر: ۴۶

حقیقۃ الوحی صفحہ 234 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 234 از مرزا قادیانی
یہ حوالہ صفحہ 239 پر درج ہے
Back

بڑھ کر یہ کہ آپ کو منہاج نبوت پر ایک مقناطیسی جذب دیا گیا تھا۔ جس سے سعید روحیں خود بخود آپ کی طرف کھچی چلی آتی تھیں اور خدا کی طرف سے آپکو ایک رعب عطا ہوا تھا جس کے سامنے دلیر سے دلیر دشمن بھی کانپنے لگ جاتا تھا اور آپ ایک معجزنما حفاظت سے آراستہ کئے گئے تھے۔ اور ہر قدم پر خدائی نصرت و تائید آپکے ساتھ تھی ورنہ آپ سے زیادہ عالم و منطقی دنیا میں پیدا ہوئے اور حباب کی طرح اٹھ کر بیٹھ گئے۔

(۱۳۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے چوہدری حاکم علی صاحب نے کہ جب مرزا امام الدین اور مرزا نظام الدین مسجد مبارک کا راستہ دیوار کھینچکر بند کرنے لگے۔ تو حضرت صاحب نے چند آدمیوں کو جن میں میں بھی تھا فرمایا کہ ان کے پاس جاؤ اور بڑی نرمی سے سمجھاؤ کہ یہ راستہ بند نہ کریں اس کی سیری ہمانوں کو بہت تکلیف ہوگی۔ اور اگر چاہیں تو میری کوئی اور جگہ دیکھ کر بے شک قبضہ کر لیں۔ اور حضرت صاحب نے تاکید کی کہ کوئی سخت لفظ استعمال نہ کیا جاوے۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں ہم گئے تو آگے وہ نورمزی مجلس لگائے بیٹھے تھے۔ اور حقے کا دور چل رہا تھا۔ ہم نے جاکر حضرت صاحب کا پیغام دیا اور بڑی نرمی سے بات شروع کی لیکن مرزا امام دین نے سنتے ہی غصہ سے کہا وہ (یعنی حضرت صاحب) خود کیوں نہیں آیا اور میں تم لوگوں کو کیا جانتا ہوں۔ پھر طعن سے کہا کہ جب سے آسمانوں سے وحی آنی شروع ہوئی ہے اسوقت سے اسے خبر نہیں کیا ہو گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ چوہدری صاحب کہتے ہیں ہم لوگ اپنا سا منہ لیکر واپس آگئے پھر حضرت صاحب نے ہمارے ساتھ اور بعض مہمانوں کو ملا دیا اور کہا کہ ڈپٹی کمشنر کے پاس جاؤ اور اس سے جاکر ساری حالت بیان کرو اور کہو کہ ہم لوگ دور دراز سے دین کی خاطر یہاں آتے ہیں اور یہ ایک ایسا فعل کیا جا رہا ہے۔ جس سے ہم کو بہت تکلیف ہوگی کیونکہ مسجد کا راستہ بند ہو جائیگا۔ ان دونوں میں قادیان کے قریب ایک گاؤں میں کوئی سخت واردات ہو گئی تھی اور ڈپٹی کمشنر اور کپتان پولیس سب وہاں آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ ہم لوگ وہاں گئے اور ذرا دور جاکر ٹھہر گئے۔ بڑے ڈپٹی کمشنر اسوقت باہر میدان میں کپتان کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا۔ ہم میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور کہا کہ ہم قادیان سے آئے ہیں۔ اور اپنا

ایک معمولی بات ہے کمال میں داخل نہیں۔ کمال انسانیت یہ ہے کہ ہم حتی الوسع گالیوں کے مقابل پر اعراض اور درگذر کی خو اختیار کریں۔

یہ بھی تو سوچو کہ پادری صاحبوں کا مذہب ایک شاہی مذہب ہے۔ لہذا ہمارے ادب کا یہ تقاضا ہونا چاہیئے کہ ہم اپنی مذہبی آزادی کو ایک طفیلی آزادی تصور کریں۔ اور اس طرح پر ایک حد تک پادری صاحبوں کے احسان کے بھی قائل رہیں۔ گورنمنٹ اگر انکو بازپرس کرے تو ہم کسقدر بازپرس کے لائق ٹھہرینگے۔ اگر سبز درخت کاٹے جائیں تو پھر خشک کی کیا بنیاد ہے۔ کیا ایسی صورت میں ہمارے ہاتھ میں قلم رہ سکے گی؟ سو ہوشیار ہو کر طفیلی آزادی کو غنیمت سمجھو۔ اور اس محسن گورنمنٹ کو دعائیں دو جس نے تمام رعایا کو ایک ہی نظر سے دیکھا۔ یہ بالکل نامناسب اور سخت نامناسب ہے کہ پادریوں کی نسبت گورنمنٹ میں شکایت کریں۔ ہاں جو شبہات اور اعتراض اٹھائے گئے اور جو بہتان شائع کئے گئے انکو جڑ سے اکھاڑنا چاہیئے۔ اور وہ بھی نرمی سے اور حق اور حکمت کے معاون ہو کر دنیا کو فائدہ پہنچانا چاہیئے اور ہزار ہا دلوں کو شبہات کے زندان سے نجات بخشنا چاہیئے۔ یہی کام ہے جس کی اب ہمیں اشد ضرورت ہے۔ یہ سچ ہے کہ مسلمانوں نے تائید اسلام کے دعوے پر جابجا انجمنیں قائم کر رکھی ہیں۔ لاہور میں بھی تین انجمنیں ہیں۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ باوجود عیسائیوں کیطرف سے دس کروڑ کے قریب مخالفانہ کتابیں اور رسائل نکل چکے ہیں اور تین ہزار کے قریب ایسے اعتراضات شائع ہو چکے جن کا جواب دینا مولویوں اور انجمنوں کا فرض تھا جنہوں نے ہر ایک رسالہ میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ ہم مخالفوں کے سوالات کے جواب دینگے ان حملوں کا ان انجمنوں نے کیا بندوبست کیا اور کون کونسی مفید کتاب دنیا میں پھیلائی۔ ہم بقول اُن کے کافر سہی دجال سہی سخت گو سہی مگر ان لوگوں نے باوجود ہزار ہا روپیہ اسلام کا جمع کرنے کے اسلام کی حقیقی مدد کیا کی۔ علوم مروجہ کی تعلیم کا شاید بڑے سے بڑا نتیجہ یہ ہوگا کہ تا لڑکے تعلیم پاکر کوئی معقول نوکری پاویں۔ اور یتیموں کی پرورش کا نتیجہ بھی اس سے بڑھ کر

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ

میں ایک عظیم فتح تجھ کو عطا کروں گا جو کھلی کھلی فتح ہوگی تاکہ تیرا خدا تیرے تمام گناہ بخش دے جو پہلے ہیں

وَمَا تَاَخَّرَ۔ اِنِّیْ اَنَا التَّوَّابُ۔ مَنْ جَآءَكَ جَآءَنِیْ۔ سَلَامٌ

اور پچھلے ہیں۔ میں توبہ قبول کرنیوالا ہوں۔ جو شخص تیرے پاس آئیگا وہ گویا میرے پاس آئیگا۔ تم پر

عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّیْ صَلٰوةَ الْعَرْشِ اِلَى الْفَرْشِ

سلام تم پاک ہو۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ عرش سے فرش تک تیرے پر درود ہے

نَزَلْتُ لَكَ وَلَكَ نُرِیْ اٰیَاتٍ۔ اَلْاَمْرَاضُ تَشَاعُ۔ وَالنُّفُوْسُ

میں تیرے لئے اترا ہوں اور تیرے لئے اپنے نشان دکھاؤنگا۔ ملک میں بیماریاں پھیلیں گی۔ اور بہت جانیں

تُضَاعُ۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُغَيِّرَ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا

ضائع ہونگی۔ اور خدا ایسا نہیں ہے جو اپنی تقدیر کو بدل دے جو ایک قوم پر نازل کی جبتک وہ قوم اپنے دلوں کی حیالات

بِاَنْفُسِهِمْ۔ اِنَّهٗ اَوَى الْقَرْيَةَ ۔ لَوْلَا الْاِكْرَامُ۔ لَاَهْلَكْتُ الْمَقَامَ

کو نہ بدل ڈالیں۔ وہ اپنی تاویلوں کو کسی قدر بلا کے بعد اپنی پناہ میں لیگا۔ اگر مجھے تیری عزت کا پاس ہوتا تو اس تمام گاؤں کو میں ہلاک کر دیتا

اِنِّیْ اُحَافِظُ كُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ۔ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ

میں ہر ایک کو جو اس گھر کی چار دیوار کے اندر ہے بچاؤنگا۔ کوئی ان میں سے طاعون یا بھونچال سے نہیں مریگا۔ خدا ایسا نہیں ہے

ظالم انسان کا قاعدہ ہے کہ وہ خدا کے رسولوں اور نبیوں پر ہزار ہا نکتہ چینیاں کرتا ہے اور طرح طرح کے عیب اُن میں نکالتا ہے گویا دنیا کے تمام عیبوں اور خرابیوں اور جرائم اور معاصی اور نیاتوں کا وہی مجموعہ ہیں۔ اب ان وساوس کا کہاں تک جواب دیا جائے جو نفس کی شرارت کے ساتھ مخلوط ہیں۔ اس لئے یہ سنت اللہ ہے کہ آخر ان تمام جھگڑوں کو اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور کوئی ایسا عظیم الشان نشان ظاہر کرتا ہے جس سے اس نبی کی برتیت ظاہر ہوتی ہے۔ پس لیغفر لك اللہ کے یہی معنے ہیں۔ منہ

حاشیہ۔ اوٰی کا لفظ عرب کی زبان میں اس موقعہ پر استعمال پاتا ہے جبکہ کسی قدر تکلیف کے بعد کسی شخص کو اپنی پناہ میں لیا جائے۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى۔ اور جیسا کہ فرماتا ہے اٰوَيْنٰهُمَا اِلٰى رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَّمَعِيْنٍ۔ منہ

لہ الفتح: ۳ سے الضحیٰ: ۷ سے المومنون: ۵۱

زلزلہ آیا تھا۔ اور آپ باغ میں رہائش کے لیے چلے گئے تھے۔ مفتی محمد صادق صاحب کے لڑکے محمد منظور نے جو ان دنوں میں بالکل بچہ تھا۔ خواب میں دیکھا کہ بہت سے بکرے ذبح کئے جا رہے ہیں۔ حضرت صاحب کو اس کی اطلاع پہنچی تو آپ نے کئی بکرے منگوا کر صدقہ کروا دیئے۔ اور حضرت صاحب کی اتباع میں اور اکثر لوگوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ میرا خیال ہے۔ اسوقت باغ میں ایک سو سے زیادہ بکرا ذبح ہوا ہوگا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ۱۹۰۵ء کا زلزلہ آیا تو میں بچہ تھا۔ اور نواب محمد علی خان صاحب کے شہر والے مکان کے ساتھ ملحق حضرت صاحب کے مکان کا جو حصہ ہے اس میں ہم دوسرے بچوں کے ساتھ چارپائیوں پر لیٹے ہوئے سو رہے تھے۔ جب زلزلہ آیا تو ہم سب ڈر کر بے تحاشا اُٹھے۔ اور ہم کو کچھ خبر نہیں تھی۔ کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ صحن میں آئے تو اوپر سے کنکر روڑے برس رہے تھے۔ ہم بھاگتے ہوئے بڑے مکان کی طرف آئے وہاں حضرت مسیح موعودؑ اور والدہ صاحبہ کمرے سے نکل رہے تھے۔ ہمنے جاتے ہی حضرت مسیح موعودؑ کو پکڑ لیا اور آپ سے لپٹ گئے۔ آپ اس وقت گھبرائے ہوئے تھے اور بڑے صحن کی طرف جانا چاہتے تھے۔ مگر چاروں طرف بچے چمٹے ہوئے تھے اور والدہ صاحبہ بھی کوئی ادھر کھینچتا تھا۔ تو کوئی ادھر اور آپ سب کے درمیان میں تھے۔ آخر بڑی مشکل سے آپ اور آپکے ساتھ چمٹے ہوئے ہم سب بڑے صحن میں پہنچے۔ اس وقت تک زلزلے کے دھکے بھی کمزور ہو چکے تھے تھوڑی دیر کے بعد آپ ہم کو لیکر اپنے باغ میں تشریف لے گئے۔ دوسرے احباب بھی اپنا ڈیرا ڈنڈا اُٹھا کر باغ میں پہنچ گئے۔ وہاں حسب ضرورت کچھ کچے مکان بھی تیار کروائے گئے اور کچھ خیمے منگوا لیے گئے اور پھر ہم سب ایک لمبا عرصہ باغ میں مقیم رہے۔ ان دنوں میں مدرسہ بھی وہیں لگتا تھا۔ گویا باغ میں ایک شہر آباد ہو گیا تھا۔ اللہ اللہ کیا زمانہ تھا۔

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 26 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 241 پر درج ہے

Back

بھی یہی مضمون شائع کرایا اور پائونیر وغیرہ انگریزی اخباروں میں بھی شائع کرا دیا بلکہ اس اطلاع کے لیے ایک چٹھی بخدمت جناب لفٹنٹ گورنر بہادر اور ایک چٹھی جناب نواب لارڈ کرزن وائسرائے بالقابہ کی خدمت میں بھیجی گئی اور ابھی میں اس بات کی طرف متوجہ ہوں کہ یا تو خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس گھڑی کو ٹال دے اور مجھے اطلاع دے اور یا پورے طور پر بتقید تاریخ اور روز اور وقت اس آنے والے حادثہ سے مطلع فرماوے کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے۔

اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ کسی بدنیتی یا دلآزاری پہنچانے کے لیے مَیں نے یہ کام نہیں کیا اور جس آنے والے زلزلہ سے مَیں نے دوسروں کو ڈرایا، ان سے پہلے مَیں آپ ڈرا۔ اور اب تک قریباً ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں۔ مَیں واپس قادیان میں نہیں گیا۔ کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ وقت کب آنے والا ہے مَیں نے اپنے مریدوں کو بھی اپنے اشتہارات میں بار بار یہی نصیحت کی کہ جس کی مقدرت ہو اسے ضروری ہے کہ کچھ مدت خیموں میں باہر جنگل میں رہے اور جو لوگ بے مقدرت ہیں وہ دُعا کرتے رہیں کہ خدا اس بلا سے ہمیں بچاوے۔ پس میری نیک نیتی پر اس سے زیادہ کون گواہ ہو سکتا ہے کہ اسی خیال سے مَیں مع اہل و عیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک صاف ہے مگر جس بات سے خدا نے ڈرایا اس سے ڈرنا لازم ہے اور جس ضرر کا یقین ہے اس سے بنی نوع کو ڈرانا بھی شرائط ہمدردی میں داخل ہے۔ اگر میں دیکھوں کہ کسی گھر کے کسی حصہ کو آگ لگنے کو ہے اور گھر کے لوگ خواب میں ہیں۔ ان کو کچھ خبر نہیں اور مَیں اُن کو اطلاع نہ دوں کہ وہ تشویش میں پڑیں گے تو مَیں ایک سخت گناہ کا مرتکب ہوں گا۔

یہ بھی یاد رہے کہ کسی کمزور بناء پر یہ پیشگوئی نہیں کی گئی ہے بلکہ اگر حکام کی طرف سے بھی میرے اس دعوے کی پڑتال ہو تو کم سے کم ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو وہ سچی نکلی۔ پس جبکہ میں صدہا پیشگوئیوں کی سچائی کے تجربہ سے اس بات کے باور کرنے کے لیے ایک بھاری ثبوت اپنے پاس رکھتا ہوں کہ جو کچھ خدا نے مجھے فرمایا ہے سچ ہے تو پھر اس سے لوگوں کو متنبہ نہ کرنا ایک ظلم تھا۔ کیونکہ یہ زلزلہ کی پیشگوئی قطعی نہیں بلکہ شرطی ہے۔ ہر ایک شخص جو نیک چلنی اختیار کریگا وہ بچایا جائے گا۔ پس ایسے شخص کو کیا غم ہے جو اپنے چال چلن کی درستی رکھتا ہے۔ ہاں وہ بدمعاش لوگ جو اپنا پیشہ بدکاری حرام خوری خونریزی وغیرہ رکھتے ہیں البتہ ایسے اشتہاروں

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

کی نسبت یہ بھی الہام ہوا تھا۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر واری ہوئی۔ مجھے اس پر غور کرنے سے ابتداءً طور پر خیال گذرتا ہے کہ ظاہر الفاظ وحی الٰہی کے یہ چاہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی بہار کے ایام میں پوری ہوگی۔ شاید ان تحریکات کے لیے بہار کے ایام کچھ خصوصیت ہو اور ممکن ہے کہ اس وحی کے اور معنے ہوں اور بہار سے مراد کچھ اَور ہو۔ منہ

(۲۰۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی

اپنے مُریدوں کی اطلاع کیلئے

جو پنجاب اور ہندوستان اور دوسرے ممالک میں رہتے ہیں اور نیز دوسروں کے لیے اعلان جو کہ ایک مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری مجھ پر اور مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ پر عدالت جے۔ ایم ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں دائر تھا بتاریخ ۴ر فروری ۱۸۹۹ء بروز جمعہ اس طرح پر اس کا فیصلہ ہوا کہ فریقین سے اس مضمون کے نوٹسوں پر دستخط کرائے گئے کہ آئندہ کوئی فریق اپنے کسی مخالف کی نسبت موت وغیرہ دل آزار مضمون کی پیشگوئی نہ کرے۔ کوئی کسی کو کافر اور دجال اور مفتری اور کذاب نہ کہے۔ کوئی کسی کو مباہلہ کے لیے نہ بلاوے اور قادیان کو چھوٹے کاف سے نہ لکھا جاوے اور نہ ٹ لگو طا کے ساتھ اور ایک دوسرے (کے) مقابل پر نرم الفاظ استعمال کریں۔ بدگوئی اور گالیوں سے مجتنب رہیں۔ اور ہر ایک فریق حتی الامکان اپنے دوستوں اور مریدوں کو بھی اس ہدایت کا پابند کرے اور یہ طریق نہ صرف باہم مسلمانوں میں بلکہ عیسائیوں سے بھی یہی چاہیئے۔ لہٰذا میں نہایت تاکید سے اپنے ہر ایک مُرید کو مطلع کرتا ہوں کہ وہ ہدایت مذکورہ بالا کے پابند رہیں اور نہ مولوی محمد حسین اور نہ اس کے گروہ اہل حدیث اور نہ کسی اور سے اس ہدایت کے مخالف معاملہ کریں۔ بہتر تو یہی ہے کہ ان لوگوں سے بکلی قطع کلام اور ترک ملاقات رکھیں۔ ہاں جس میں رُشد اور سعادت دیکھیں اس کو معقول اور نرم الفاظ سے راہ راست سمجھائیں اور جس میں تیزی اور ٹیڑھ کا مادہ دیکھیں اس سے کنارہ کریں۔ کسی کے دل کو ان الفاظ سے دُکھ نہ دیں کہ یہ کافر ہے یا دجال ہے یا کذاب ہے یا مفتری ہے گو وہ مولوی محمد حسین ہو یا اس گروہ میں سے یا اس کے دوستوں میں سے کوئی اور ہو۔ ایسا ہی کسی عیسائی اور کسی دوسرے فرقہ کے ساتھ بھی ایسے الفاظ جو فتنہ کو برپا کر سکتے ہیں استعمال میں نہ لاویں اور نرم فریق سے ہر ایک سے برتاؤ کریں۔ اور ہم مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں بھی عرض کرتے

یں کہ چونکہ اس نوٹس پر اُن کے بھی دستخط کرائے گئے ہیں بلکہ اسی تحریری شرط سے عدالت نے اُن پر مقدمہ چلانے سے اُن کو معافی دی ہے لہٰذا وہ بھی اسی طور سے اپنے گروہ! اہلحدیث امرتسری لاہوری لدھیانوی دہلوی اور راولپنڈی کے رہنے والے اور دوسرے اپنے دلی دوستوں کو بذریعہ چھپے ہوئے اعلان کے بلا توقف اس نوٹس سے اطلاع دیں کہ وہ حسب ہدایت صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع گورداسپور اپنے فریق مخالف یعنی میری نسبت کافر اور دجّال اور مفتری اور کذاب کہنے سے اور گندی گالیاں دینے سے روکے گئے ہیں اور اس معاہدہ کی پابندی کے لیے نوٹس پر دستخط کر دیئے گئے ہیں کہ وہ آئندہ نہ مجھے کافر کہیں گے نہ دجّال نہ کذاب نہ مفتری اور نہ گالیاں دیں گے اور نہ قادیان کو چھوٹے کاف سے لکھیں گے اور ایک حد تک اس بات کے ذمہ دار رہیں گے کہ ان کے دوستوں اور ملاقاتیوں اور گروہ کے لوگوں میں سے کوئی شخص ایسے الفاظ استعمال نہ کرے۔ سو سمجھا دیں کہ اگر وہ لوگ بھی اس نوٹس کی خلاف ورزی کریں گے تو اس عہد شکنی کے جواب دہ ہوں گے۔

غرض جیسا کہ میں نے اس اعلان کے ذریعہ سے اپنی جماعت کے لوگوں کو متنبہ کر دیا ہے۔ مولوی محمد حسین کی دلی صفائی کا یہ تقاضا ہونا چاہیئے کہ وہ بھی اپنے اہل حدیث اور دوسرے متذبذب لوگوں کو جو اُن کے دوست ہیں بذریعہ اعلان متنبہ کریں کہ اب وہ کافر، دجّال، کذاب کہنے سے باز آجائیں اور دلآزار گالیاں نہ دیں ورنہ سلطنت انگریزی جو امن پسند ہے باز نہ آنے کی حالت میں پورا پورا قانون سے کام لے گی۔ اور ہم تو ایک عرصہ گذر گیا کہ اپنے طور پر یہ عہد شائع بھی کر چکے کہ آئندہ کسی مخالف کے حق میں موت وغیرہ کی پیشگوئی نہیں کریں گے اور اس مقدمہ میں جو ۴ر فروری ۱۸۹۹ء کو فیصلہ ہوا، ہم نے اپنے ڈیفنس میں جو عدالت میں دیا گیا ثابت کر دیا ہے کہ یہ پیشگوئی کسی شخص کی موت وغیرہ کی نسبت نہیں تھی۔ محض ایسے لوگوں کی غلط فہمی تھی جن کو طریق سے ناواقفیت تھی۔ سو ہمارا خدا تعالیٰ سے وہی عہد ہے جو ہم اس مقدمہ سے مدت پہلے کر چکے۔ ہم نے ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۲۷ میں شیخ محمد حسین اور اس کے گروہ سے یہ بھی درخواست کی تھی کہ وہ سات سال تک اس طور سے ہم سے صلح کر لیں کہ تکفیر اور تکذیب اور بدزبانی سے منہ بند رکھیں اور انتظار کریں کہ ہمارا انجام کیا ہوتا ہے، لیکن اس وقت کسی نے ہماری یہ درخواست قبول نہ کی اور نہ چاہا کہ کافر اور دجّال کہنے سے باز آجائیں یہاں تک کہ عدالت کو اب امن قائم رکھنے کے لیے وہی طریق استعمال کرنا پڑا جس کو ہم صلح کاری کے طور سے چاہتے تھے۔

یاد رہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مقدمہ کے فیصلہ کے وقت مجھے یہ بھی کہا تھا کہ وہ گندے الفاظ جو محمد حسین اور اس کے دوستوں نے آپ کی نسبت شائع کئے آپ کو حق تھا کہ عدالت کے ذریعہ سے اپنا انصاف چاہتے اور چارہ جوئی کراتے اور وہ حق اب تک قائم ہے۔ اس لیے میں شیخ محمد حسین اور

بھی خوف نہیں کرتے تو وہاں یہ لوگ کیا نہ کریں گے۔ لیکن ان لوگوں کو اس امر سے کیا غرض ہے کہ ہم حج نہیں کرتے۔ کیا اگر ہم حج کریں گے تو وہ ہم کو مسلمان سمجھ لیں گے؟ اور ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے؟ اچھا یہ تمام مسلمان علماء اوّل ایک اشتہار نامہ لکھ دیں کہ اگر ہم حج کر آویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔ اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار صلفی کریں تو ہم حج کر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے اسباب آسانی کے پیدا کر دے گا تاکہ آئندہ مولویوں کا فتنہ رفع ہو۔ ناحق شرارت کے ساتھ اعتراض کرنا اچھا نہیں ہے یہ اعتراض ان کا ہم پر نہیں پڑتا بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی پڑتا ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صرف آخری سال میں حج کیا تھا۔

توکّل

فرمایا۔

توکل کرنے والے اور خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے۔ جو آدمی صرف اپنی کوششوں میں رہتا ہے اس کو سوائے ذلت کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے۔ جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہمیشہ سے سنت اللہ یہی چلی آتی ہے کہ جو لوگ دنیا کو چھوڑتے ہیں وہ اس کو پاتے ہیں اور جو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ اس سے محروم رہتے ہیں جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے وہ اگر چند روز مکر و فریب سے کچھ حاصل بھی کر لیں تو وہ لاحاصل ہے کیونکہ آخر اُن کو سخت ناکامی دیکھنی پڑتی ہے۔ اسلام میں عمدہ لوگ وہی گذرے ہیں جنہوں نے دین کے مقابلہ میں دنیا کی کچھ پروا نہ کی ہندوستان میں قطب الدین اور معین الدین خدا کے اولیاء گذرے ہیں۔ ان لوگوں نے پوشیدہ خدا تعالیٰ کی عبادت کی مگر خدا تعالیٰ نے ان کی عزت کو ظاہر کر دیا۔

ملفوظات جلد 9 صفحہ 325 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 243 پر درج ہے

Back

واقف رہیں۔ چنانچہ نمبروار ڈاکٹروں کی ڈیوٹی شروع ہوئی اور میری باری آنے والے تھی۔ مجھے بہت تردد اور فکر ہوا کیونکہ ہر سال معہ اہل وعیال وسامان وغیرہ کے ضلع میں جانا ایک سخت مصیبت تھی۔ اتفاقاً میں چند روز کی رخصت لے کر قادیان آیا اور حضرت اقدس کی خدمت میں یہ سب ماجرا عرض کیا۔ حضور نے فرمایا۔ آپ فکر نہ کریں شائد آپ کی باری ٹل جائے گی۔ گو آپ نے شائد کا لفظ بولا تھا لیکن میرے دل کو اطمینان ہوگیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انسپکٹر جنرل کی طرف سے میرے نام ایک حکم آگیا کہ تم اس ڈیوٹی سے مستثنیٰ ہو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ خاص حالات کی باتیں ہوتی ہیں۔ اس سے یہ مطلب نہیں سمجھنا چاہئے کہ جو بات بھی انبیاء فرمادیں وہ اسی طرح وقوع میں آجاتی ہے۔ انبیاء عالم الغیب نہیں ہوتے۔

(۳۸۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حضرت والدہ صاحبہ نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت صاحب شروع دعوٰی مسیحیت میں دہلی تشریف لے گئے تھے اور مولوی نذیر حسین کے ساتھ مباحثہ کی تجویز ہوئی تھی۔ اس وقت شہر میں مخالفت کا سخت شور تھا۔ چنانچہ حضرت صاحب نے افسران پولیس کے ساتھ انتظام کرکے ایک پولیس مین کو اپنی طرف سے تنخواہ دینی کرکے مکان کی ڈیوڑھی پر پہرہ کے لئے مقرر کرالیا تھا۔ یہ پولیس مین پنجابی تھا۔ اسکے علاوہ ویسے بھی مردانہ میں کافی آدمی حضرت صاحب کے ساتھ ٹھہرے ہوئے تھے۔

(۳۸۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر سید عبدالستار شاہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب میں سنہ ۱۹۰۱ء میں پہلی دفعہ قادیان میں آیا تو حضور ان دنوں میں صبح اپنے باغ کی طرف سیر کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت صاحب باغ کی طرف تشریف لے گئے تو میں بھی ساتھ گیا اور حضور نے شہتوت منگوا کر درختوں کے سائے کے نیچے خدام کے ساتھ مل کر کھائے اور پھر مجھے مخاطب فرما کر اپنے دعوٰی کی صداقت میں تقریر فرمائی۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ کی صداقت کے متعلق تو کوئی شبہ نہیں رہا لیکن اگر بیعت نہ کی جائے اور آپ پر ایمان رکھا جاوے کہ آپ صادق ہیں تو کیا حرج ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ایسے ایمان سے آپ مجھ سے روحانی فیض حاصل نہیں کرسکتے۔ بیعت سنت انبیاء ہے اور اس سنت میں بہت بڑے فوائد درکتیں ہیں چنانچہ سب سے زیادہ فائدہ یہ ہے کہ انسان کے نفسانی درخت کا جو کڑوا پھل اور ذائقہ اثر ہے اسے

سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 64 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 243 پر درج ہے

Back

مقدمہ سے پہلے شائع کیا ہوا تھا کہ ایک تو مجھے یہ الہام ہوا ہے کہ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ یعنی خدا تعالیٰ اس فریق کے ساتھ ہے جو متقی ہے اور دوسرا الہام یہ تھا کہ صداقت غالب ہے بری کیا جائیگا۔ اب دونوں کو ملا کر دیکھ کہ یہ کیسی عظیم الشان صداقت ہے جو پوری ہوئی۔

۹۵۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب ایک دفعہ کسی شخص کا ذکر سننے لگے کہ وہ کسی عورت پر سخت عاشق ہو گیا۔ اور باوجود ہزار کوشش کے وہ اس عشق کو دل سے نہ نکال سکا۔ آخر حضرت صاحب کے پاس آیا۔ اور غالب دعا ہوا۔ حضرت صاحب نے مولوی صاحب سے فرمایا کہ مجھے خدا کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص اس عورت سے ضرور بدکاری کرے گا۔ مگر میں بھی پورے زور سے اس کے لئے دعا کرونگا چنانچہ وہ شخص قادیان ٹھہرا رہا۔ اور حضور دعا کرتے رہے۔ یہانتک کہ اس نے ایک روز مولوی صاحب سے کہا کہ آج رات خواب میں میں نے اس عورت کو دیکھا اور خواب میں ہی اس کے مباشرت کی اور میں نے اس دوران میں اس کی شرمگاہ کو جہنم کے گڑھے کی طرح دیکھا۔ جس سے مجھے اس سے اس قدر خوف اور نفرت پیدا ہوئی کہ یکدم وہ آتش عشق ٹھنڈی ہو گئی۔ اور وہ محبت کی بے قراری سب دل سے نکل گئی۔ بلکہ دل میں دوری پیدا ہو گئی۔ اور خدا کے فضل اور حضور کی دعا کی برکت سے میں بدکاری سے بھی محفوظ رہا اور وہ جنون بھی جاتا رہا۔ اور حضور نے جو بات میری بابت کہی تھی وہ ظاہری رنگ سے بول کر خدا نے خواب میں پوری کرا دی یعنی میں نے اس سے تعلق بھی کر لیا اور ساتھ ہی مجھے گناہ سے بھی بچا لیا۔ غالباً یہ شخص سیالکوٹ کا رہنے والا تھا اور معقول آدمی تھا۔ اور اُسنے حضرت صاحب کی بیعت بھی کی تھی۔ مگر تعلق کو آخر تک نہیں نبھایا۔

۹۵۷ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے گھر کی حفاظت کے لئے ایک دفعہ ایک گدی کتا بھی رکھا تھا۔ وہ دروازے پر بندھا رہتا تھا اور اس کا نام شیرو تھا۔ اس کی نگرانی بچے کرتے تھے یا مہمان قدرت اللہ خانصاحب مرحوم کرتے تھے جو گھر کے دربان تھے۔

اور بایں ہمان کے مرید لاہور کے کوچہ بازار میں مشہور کر رہے ہیں کہ پیر صاحب نے سب شرطیں منظور کر لی تھیں۔ اور مرزا ان سے خوف کھا کر بھاگ گیا۔ یہ عجیب زمانہ ہے کہ اس قدر مُنہ پر جھوٹ بولا جاتا ہے پیر صاحب کا وہ کونسا اشتہار ہے جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ میں کوئی زیادہ شرط نہیں کرتا۔ مجھے بالمقابل عربی فصیح میں تفسیر لکھنا منظور ہے اور اسی پر فریقین کے صدق و کذب کا فیصلہ ہوگا اور اس کے ساتھ کوئی شرط زائد نہیں لگائی جائے گی۔ ہاں مُنہ سے تو کہتے ہیں کہ شرطیں منظور ہیں مگر پھر ساتھ ہی یہ حجت پیش کر دیتے ہیں کہ پہلے قرآن اور حدیث کے رُو سے مباحثہ ہوگا۔ اور مغلوب ہو گئے تو اسی وقت بیعت کرنی ہوگی۔ افسوس کہ کوئی صاحب پیر صاحب کی اس چال کو نہیں سوچتے کہ جبکہ مغلوب ہونے کی حالت میں کہ جو صرف مولوی محمد حسین کی قسم سے سمجھی جائیگی میرے لیے بیعت کرنے کا قطعی حکم ہے جس کے بعد میرا عذر نہیں سُنا جائے گا تو پھر تفسیر لکھنے کے لیے کونسا موقع میرے لیے باقی رہا۔ گویا مجھے تو صرف مولوی محمد حسین صاحب کے ان چند کلمات پر بیعت کرنی پڑے گی کہ جو پیر صاحب کے عقائد میں وہی صحیح ہیں۔ گویا پیر صاحب آپ ہی فریق مقدمہ اور آپ ہی منصف بن گئے کیونکہ جبکہ مولوی محمد حسین صاحب کے عقائد حضرت مسیح اور مہدی کے بارے میں بالکل پیر صاحب کے مطابق ہیں تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب اور پیر صاحب گویا ایک ہی شخص ہیں۔ دو نہیں ہیں تو پھر فیصلہ کیا؟ واہ انہی مشکلات اور انہی وجوہ پر تو میں نے بحث سے کنارہ کر کے یہی طریق فیصلہ نکالا تھا جو اس طرح پر ٹال دیا گیا۔ بہرحال اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ لاہور کے گلی کوچے میں پیر صاحب کے مُرید اور ہم مشرب شہرت دے رہے ہیں کہ پیر صاحب تو بالمقابل تفسیر لکھنے کے لیے لاہور میں پہنچ گئے تھے مگر مرزا بھاگ گیا اور نہیں آیا۔ اس لیے پھر عام لوگوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ یہ تمام باتیں خلاف واقعہ ہیں بلکہ خود پیر صاحب بھاگ گئے ہیں اور بالمقابل تفسیر لکھنا منظور نہیں کیا اور نہ ان میں یہ مادہ اور نہ خدا کی طرف سے تائید ہے۔ اور میں بہرحال لاہور پہنچ جاتا۔ مگر میں نے سُنا ہے کہ اکثر پشاور کے جاہل سرحدی پیر صاحب کے ساتھ ہیں۔ اور ایسا ہی لاہور کے اکثر سفلہ اور کمینہ طبع لوگ گلی کوچوں میں مستوں کی طرح گالیاں دیتے پھرتے ہیں اور نیز مخالف مولوی بڑے جوشوں سے وعظ کر رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ تو اس صورت میں لاہور میں جانا بغیر کسی احسن انتظام کے کس طرح مناسب ہے۔ ان لوگوں کا جوش اس قدر بڑھ گیا ہے بعض کارڈ گندی گالیوں کے ان لوگوں کی طرف سے مجھے پہنچے ہیں جو چوہڑوں چماروں کی گالیوں سے بھی فحش گوئی میں زیادہ ہیں جو میرے پاس محفوظ ہیں۔ بعض تحریروں میں قتل کی دھمکی دی ہے۔ یہ سب کاغذات حفاظت سے رکھے گئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے اس درجہ کی گندہ زبانی کو ان لوگوں نے استعمال کیا ہے کہ مجھے اُمید نہیں کہ اس قدر گندہ زبانی ابوجہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

حوالہ نمبر 260

اُن کی شکل بڑی بارعب تھی۔ انہوں نے ریاست کا زمانہ دیکھا ہوا تھا اس لئے بڑے بلند ہمت اور عالی حوصلہ تھے۔ غرض میں نے دیکھا کہ وہ ایک عظیم الشان تخت پر بیٹھے ہیں اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ خدا تعالیٰ ہے۔ اس میں سِرّ یہ ہوتا ہے کہ باپ چونکہ شفقت اور رحمت میں بہت بڑا ہوتا ہے اور قرب اور تعلق شدید رکھتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کا باپ کی شکل میں نظر آنا اس کی عنایت، تعلق اور شدتِ محبت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس لئے قرآن شریف میں بھی آیا ہے کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ۔ اور میرے الہامات میں یہ بھی ہے اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ اَوْلَادِیْ۔ یہ قرآن شریف کی اسی آیت کے مفہوم اور مصداق پر ہے۔"

(الحکم جلد ۶ نمبر ۱ صفحہ ۱۰ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

۱۰ اپریل ۱۹۰۲ء

"افسوس صد افسوس"

(الحکم جلد ۶ نمبر ۱ صفحہ ۱۰ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

۱۱ اپریل ۱۹۰۲ء

"رہگرائے عالمِ جاودانی شد"[1]

(الحکم جلد ۶ نمبر ۱ صفحہ ۱۰ مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

۱۹۰۲ء "حضرت اقدسؑ ایک روز فرماتے تھے ہم نے کشف میں دیکھا کہ قادیان ایک بڑا عظیم الشان شہر بن گیا اور انتہائی نظر سے بھی پرے تک بازار نکل گئے۔ اُونچی اُونچی دو منزلی یا چو منزلی یا اس سے بھی زیادہ اُونچے اُونچے چھتروں والی دوکانیں عمدہ عمارت کی بنی ہوئی ہیں اور موٹے موٹے سیٹھ، بڑے بڑے پیٹ والے جن سے بازار کو رونق ہوتی ہے بیٹھے ہیں اور اُن کے آگے جواہرات اور لعل اور موتیوں اور ہیروں، روپوں اور اشرفیوں کے ڈھیر لگ رہے ہیں اور قسما قسم کی دوکانیں خوبصورت اسباب سے جگمگا رہی ہیں۔ یکے، بگھیاں، ٹمٹم، فٹن، پالکیاں، گھوڑے، لشکریں، پیدل اس قدر بازار میں آتے جاتے ہیں کہ مونڈھے سے مونڈھا بھڑ کر چلتا ہے اور راستہ بمشکل ملتا ہے۔"

(از مضمون پیر سراج الحق صاحبؓ مندرجہ الحکم جلد ۶ نمبر ۱۶ مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۲، ۱۳)

۱۹۰۲ء "دو دفعہ ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے آگے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں اور ہمارے آگے نذریں دیتے ہیں۔"

(الحکم جلد ۶ نمبر ۱ مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۰۲ء صفحہ ۸)

---

[1] (ترجمہ از مرتب) اس نے عالمِ بقا کی راہ اختیار کر لی۔

تذکرہ مجموعہ وحی والہامات صفحہ 343 طبع جدید از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 249 پر درج ہے

Back

کے لئے آنے سے روکا جاتا۔ راستہ میں کیلے گاڑ دیئے جاتے تاکہ گذرنے والے گریں۔ اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بتایا مجھے دکھایا گیا ہے (کہ) یہ علاقہ اس قدر آباد ہوگا کہ دریائے بیاس تک آبادی پہنچ جائے گی۔" (الفضل جلد ۱۶ نمبر ۱۴ مورخہ ۱۴ اگست ۱۹۲۸ء صفحہ ۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

(ب) "مجھے یاد ہے اِسی مَیدان سے جاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا ایک رؤیا سُنایا تھا کہ قادیان بیاس تک پھیلا ہُوا ہے اور مشرق کی طرف بھی بہت دُور تک اس کی آبادی چلی گئی ہے۔ اُس وقت یہاں صرف آٹھ دس گھر احمدیوں کے تھے اور وہ بھی بہت تنگدست، باقی سب بطور مہمان آتے تھے۔"

(فرمودہ ۲۳ جنوری ۱۹۳۲ء بموقع دعوت باعزاز مولانا جلال الدین شمس۔ الفضل جلد ۱۹ نمبر ۹۰ مورخہ ۹ فروری ۱۹۳۲ء صفحہ ۶)

اگست ۱۹۰۱ء حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ (متعدد دیواریں) "عدالت نے فیصلہ کیا کہ خرچ کا کچھ حصّہ ہمارے مچھاؤں پر ڈالا جائے..... جب اس ڈگری کے اجراء کا وقت آیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام گورداسپور میں تھے۔ آپ کو عشاء کے قریب رؤیا یا الہام کے ذریعہ بتایا گیا کہ یہ بار اُن پر بہت زیادہ ہے اور اس کی وجہ سے وہ (مخالف رشتہ دار) تکلیف میں ہیں چنانچہ آپ نے فرمایا کہ مجھے رات نیند نہیں آئے گی اسی وقت آدمی بھیجا جائے جو جاکر کہہ دے کہ ہم نے یہ خرچ تمہیں معاف کر دیا ہے۔"

(خطبہ فرمودہ ۲۳ جولائی ۱۹۳۶ء۔ الفضل جلد ۲۴ نمبر ۲۹ مورخہ ۲ اگست ۱۹۳۶ء صفحہ ۸)

۱۷ دسمبر ۱۹۰۱ء منشی محمد الدین صاحب واصل باقی نویس نے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کو الہام ہُوا۔

لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِہٖ وَلَوْ کَانَ بَعْضُھُمْ لِبَعْضٍ ظَھِیْرًا۔[1]

(رجسٹر روایاتِ صحابہ جلد ۱۱ صفحہ ۱۱۶ و رجسٹر روایاتِ صحابہ جلد ۱۳ صفحہ ۱۵۱)

۲۲ دسمبر ۱۹۰۱ء نور محمد صاحب پنشنر تحصیلدار موضع موچی پورہ ضلع ملتان نے بیان کیا کہ (میں جبکہ) ۲۲ دسمبر ۱۹۰۱ء کو دارُالامان میں آیا حضرت مسیح موعودؑ کو اُس روز الہام ہُوا تھا کہ۔

---

[1] (ترجمہ از مرتب) وہ اس کی مانند نہیں لاسکیں گے خواہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں۔

۹- (ا) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا۔

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام ہے جو پہلے کبھی شائع نہیں ہوا کہ۔

"حق اَولاد را اَولاد"

یعنی اَولاد کا حق اس کے اندر موجود ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ اس جگہ اَولاد سے مُراد صرف جسمانی اَولاد مُراد ہو بلکہ ہر احمدی جس نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبول کیا وہ آپؑ کی روحانی اَولاد میں شامل ہے۔"

(الفضل یوم مورخہ ۲۶ نومبر ۱۹۲۳ء صفحہ ۴)

(ب) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا گئے۔ آپؑ کی وفات کے بعد والدہ مجھے بیت الدُعا میں لے گئیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہاموں والی کاپی میرے سامنے رکھ دی اور کہا میں سمجھتی ہوں یہی تمہارا سب سے بڑا ورثہ ہے۔ میں نے ان الہامات کو دیکھا تو ان میں ایک الہام آپؑ کی اَولاد کے متعلق یہ درج تھا "حق اَولاد را اَولاد" ..... حق اَولاد را اَولاد کے معنی درحقیقت یہی تھے کہ وہ حق جو باہر سے تعلق رکھتا ہے یعنی مریدوں اور جائداد وں وغیرہ میں حصہ یہ کوئی زیادہ قیمتی نہیں۔ زیادہ قیمتی یہ چیز ہے کہ میں نے تمہاری اَولاد کے دماغوں میں وہ قابلیت رکھ دی ہے کہ جب بھی یہ اس قابلیت سے کام لیں گے دُنیا کے لیڈر رہیں گے ..... اور یہ وہ ورثہ ہے جو ہم نے تمہاری اَولاد کے دماغوں میں مستقل طور پر رکھ دیا ہے۔"

(الفضل جلد ۱۱ نمبر ۲۳ مورخہ ۲۲ اکتوبر ۱۹۲۳ء صفحہ ۶ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۲ ستمبر ۱۹۲۳ء)

۱۰- حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ الغاشیۃ آیت ۲ تا ۷ کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ طاعون کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ "ابھی کیا ہے۔ ابھی وہ دن آئیں گے جب کہ لوگ کہیں گے کہ

لاہور بھی کوئی شہر ہوتا تھا"[1]

(ضمیمہ اخبار الفضل جلد ۲ نمبر ۸ مورخہ ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۴ء صفحہ ۸)

---

[1] لاہور کی تباہی کی پیشگوئی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں شائع ہو چکی تھی وہ یہ ہے۔

"لاہور کی نسبت کہا جاتا تھا کہ اس کی سرزمین میں پہلے اجڑا دیں کہ اس میں طاعون کبھی زندہ نہیں رہ سکتے لیکن وہاں بھی طاعون نے آن ڈیرا ڈالا ہے۔ ابھی لوگوں کو معلوم نہیں ہے لیکن سالہا سال کے بعد لوگ دیکھیں گے کہ کیا ہوگا۔ کئی لوگ اور دیہات بالکل تباہ ہو جائیں گے۔ دُنیا سے اُن کا نام و نشان مٹ جائے گا اور اُن کے آثار تک باقی نہ رہیں گے لیکن یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہ ہوگی۔" (الحکم جلد ۸ نمبر ۲۳، ۲۴ مورخہ ۱۰/۱۷ جولائی ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۲)

لیکن لاہور کے متعلق خاص فقروں میں الہام یہ نہ تو پہلے شائع ہوا ہے اور نہ ہی ان حوالوں سے پتہ لگتا ہے جو اس پیشگوئی

۳۶۰

عدالت میں لے گئے تو حاکم نے اُسے جاتے ہی ۴ یا ۶ یا ۱۰ ماہ کی قید کا حکم دے دیا۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۶ صفحہ ۴۱ مورخہ ۲۸ نومبر و ۵ دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳۷)

۱۹۰۲ء فرمایا کہ مجھے رؤیا ہوا ہے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ ایک آدمی سر سے ننگا پیلے پیلے کپڑے پہنے ہوئے میرے پاس آیا ہے۔ اُس سے مجھے سخت بدبو آتی ہے۔ میرے پاس آکر کہتا ہے کہ میرے کان کے نیچے طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے۔ میں اُسے کہتا ہوں پیچھے ہٹ جا، پیچھے ہٹ جا۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے ساتھ تفہیم الٰہی کوئی نہیں۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۶ صفحہ ۴۱ مورخہ ۲۸ نومبر و ۵ دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳۴)

۱۷ نومبر ۱۹۰۲ء "فرمایا۔ رات میں نے خواب میں کچھ بارش ہوتی دیکھی ہے۔ یونہی ترشح سا ہے اور قطرات پڑ رہے ہیں مگر بڑے آرام اور سکون سے۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۶ صفحہ ۴۱ مورخہ ۲۸ نومبر و ۵ دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳۵۔ الحکم جلد ۶ نمبر ۴۲ صفحہ ۲ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳)

۱۸ نومبر ۱۹۰۲ء "فرمایا کہ نماز (فجر) سے کوئی بیس یا پچیس منٹ پیشتر میں نے خواب دیکھا کہ گویا ایک زمین خریدی ہے کہ اپنی جماعت کی میتیں وہاں دفن کیا کریں تو کہا گیا کہ اس کا نام مقبرہ بہشتی ہے یعنی جو اس میں دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا۔ پھر اس کے بعد کیا دیکھتا ہوں کہ کشمیر میں کسی طبیب کے لئے یہ سامان ہوا ہے کہ کچھ پرانی انجیلیں وہاں سے نکلی ہیں۔ میں نے تجویز کی کہ کچھ آدمی وہاں جاویں تو وہ انجیلیں لاویں تو ایک کتاب اُن پر لکھی جاوے۔ یسوع مسیح کی مبارک علی صاحب تیار ہوئے کہ میں جاتا ہوں مگر اس مقبرہ بہشتی میں میرے لئے جگہ رکھی جاوے۔ میں نے کہا کہ خلیفہ نورالدین کو بھی ساتھ بھیج دو.....

فرمایا کہ اس سے پیشتر میں نے تجویز کی تھی کہ ہماری جماعت کی میتوں کے لئے ایک الگ قبرستان یہاں ہو سو خدا نے آج اُس کی تائید کر دی۔ اور انجیل کے معنے بشارت کے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے ارادہ کیا ہے کہ وہاں سے کوئی بڑی بشارت ظاہر کرے اور جو شخص وہ کام کرکے لائے گا وہ قلعی بہشتی ہے۔"

(البدر جلد ۱ نمبر ۶ صفحہ ۴۱ مورخہ ۲۸ نومبر و ۵ دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳۵ و
الحکم جلد ۶ نمبر ۴۲ صفحہ ۲۴ مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۳)

۲۰ نومبر ۱۹۰۲ء بروز چہارشنبہ "چکٹ[1] کے متعلق دعا اور توجہ کرنے سے حضرت اقدسؑ نے رؤیا میں دیکھا کہ کچھ

---

[1] چکٹ لدھیانہ کا ایک پادری تھا جس نے دعویٰ کیا کہ وہ مسیح موعود ہے۔ چند آدمی اُس کے ساتھ ہو گئے۔ اُس کا ایک ٹائپ شدہ اشتہار مفتی محمد صادق صاحب کے نام آیا تھا۔ مفتی صاحب نے وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا۔ تب حضور نے

بات الدین یعلی ویشاع۔ ومثلک ذرّ لا یضاع وکان ھذا اوّل ما اوحی الی ھذا الحقیر من القدیر النصیر۔ وبشّرنی ربی بانہ یظھر لی اٰیاتٍ باھراتٍ۔ وینصرنی بتائیداتٍ متواتراتٍ۔ لیحقّ الحقّ ویُبطل الباطل بالحجج القاھرۃ۔ والمعجزات الباھرۃ۔ ثم بعد ذلک دعوت القسیسین والنصاریٰ والمتنصّرین وغیرھم من البراھمۃ والمشرکین۔ وقلت جرّبوا الحق بایات اللہ ونصرتہ لیظھر من ینصر من اللہ ومن یکون محلّ لعنتہ۔ فما بارزوا لھذا النضال کالکماۃ۔ واختفوا فی الوکنات۔ ووا للہ لو بارزوا لمارمی ربی الاصابیًا۔ وما رجع احد منھم الا خاسرًا وخائبًا۔ ووا للہ ان فتشت لرئیت الاسلام کنزا الایات ومدینتھا ونجد فیہ نورًا یعجب لکلّ نفس سکینتھا فیا حسرۃ علی قوم یکفرون بدفائنہ ولا یتوجّھون الی خزائنہ۔ ویحسبون الاسلام کالعظام الرمیمۃ۔ لا ملؤا من النعم العظیمۃ۔ اولئک قومٌ لا یؤمنون بان یکلّم اللہ احدًا بعد ۵۲

---

۱ معنی یوم الدین۔ وما کان ھذا الا جواب المکفرین یحسبونی من اھل جھنم وان کنت فی شک فاسئل المفتین ومن عجائب عالم البرزخ ان بعض الناس بعد موتھم یقترنون الی روضۃ النبیّ التی تحتھا الجنۃ وبعضھم یبعدون منھا فاخبرنی رسولی انی من المقرّبین وھذا ردّ علی من قال انہ من جھنمیین۔ وھذا الذی یکلمہ اللہ علی طریقۃ الروحانیۃ امرٌ یوجد فی کتاب اللہ وقول رسولہ اثرہ واتفق علیہ طائفۃ قوم روحانیین۔ وکذلک قالوا ان جماعۃ ھذا الرجل قوم کافرون لا من المؤمنین۔ فلا تدفنوا موتاھم فی مقابر المسلمین۔ فانھم شرّ الکافرین فاوحی الی ربی واشار الی ارض وقال انھا ارض تحتھا الجنۃ فمن دفن فیھا دخل الجنۃ وانہ من الامنین۔ فلولا اقوال الاعداء ما کان وجود ھذہ الاراء فھیج غضبھم رحمۃ اللہ فالحمد للہ ربّ العالمین۔ منہ

حقیقۃ الوحی ضمیمہ الاستفتاء صفحہ 51 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 675 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 255 پر درج ہے

Back

۶۹۹

(۳) لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا۔[1]

(بدر جلد ۶ نمبر ۱۳ صفحہ ۲۸، مارچ ۱۹۰۷ء صفحہ ۳۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۱۱ صفحہ ۲۱۔ مارچ ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

۲۸۔ مارچ ۱۹۰۷ء "(۱) میرا دشمن ہلاک ہوگیا۔ ہُن اُسدا لیکھا خدا نال جا پیا اے۔

یعنی عنقریب میرا دشمن ہلاک ہو جائے گا اور پھر اس کا خدا سے معاملہ پڑے گا۔

(۲) میرے دشمن ہلاک ہو گئے۔

یعنی آئندہ عنقریب ہلاک ہوں گے۔

(۳) اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْاَبْرَارِ۔[2]

(۴) کوئی درباری میرے حلقۂ اطاعت سے گزرنے نہ پاوے۔ کوئی درباری اس جُرم پر سزا سے محفوظ نہیں رہے گا۔

یعنی جو شخص خدا سے تعلق رکھنے والا ہے اس کا تعلق قائم نہیں رہ سکتا جب تک وہ مجھے قبول نہ کرے اور جو شخص اس حکم سے لاپرواہ ہے وہ سزا سے محفوظ نہیں رہے گا۔

(۵) سلطان عبد القادر

اِس الہام میں میرا نام سلطان عبد القادر رکھا گیا۔ کیونکہ جس طرح سلطان دوسروں پر حکمران اور افسر ہوتا ہے۔ اسی طرح مجھ کو تمام روحانی درباریوں پر افسری عطا کی گئی ہے یعنی جو لوگ خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنے والے ہیں ان کا تعلق نہیں رہے گا جب تک وہ میری اطاعت نہ کریں اور میری اطاعت کا جوا اپنی گردن پر نہ اُٹھائیں۔ یہ اسی قسم کا فقرہ ہے جیسا کہ فقرہ کہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ۔ یہ فقرہ سید عبد القادر رضی اللہ عنہ کا ہے جس کے معنے ہیں کہ ہر ایک ولی کی گردن پر میرا قدم ہے۔

(۶) اُحِلَّ لَهُ الطَّیِّبَاتُ۔ قُلْ مَا لَعَلْتُ اِلَّا مَا اَمَرَنِیَ اللّٰهُ۔

(تشریح) اِس سلطان عبد القادر کے لئے وہ تمام چیزیں حلال کی گئیں جو پاک ہیں۔ کہ میں نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جو خدا کے حکم کے برخلاف ہو بلکہ وہی کیا جو خدا نے مجھے فرمایا۔

(۷) پھر بعد اس کے کشفی رنگ میں وہ مقبرہ مجھے دکھلایا گیا جس کا نام خدا نے بہشتی مقبرہ رکھا ہے اور

---

[1] (ترجمہ از مرتب) (۳) بے شک تجھے اللہ نے ہم پر ترجیح دی۔

[2] (ترجمہ) خدا نیکوں کے ساتھ ہے

پھر الہام ہوا:۔

كُلُّ مَقَابِرِ الْاَرْضِ لَا تُقَابِلُ هٰذِهِ الْاَرْضَ

یعنی زمین ہند کے تمام قبرستان اس زمین سے مقابلہ نہیں کرسکتے یعنی اس زمین کو جو برکتیں دی گئیں وہ برکتیں تمام پنجاب اور ہندوستان میں کسی اور قبرستان کو نہیں دی گئیں۔

(۸) پھر میں نے دیکھا کہ ایک راہ پر چل رہا ہوں اور میرے ساتھ میرا لڑکا مبارک احمد اور اُس کی والدہ ہے اور مجھے خیال گزرتا ہے کہ میرا غلام قادر مرحوم بھی (جو میرے بھائی ہیں) میرے ساتھ ہیں اور راہ میں اس قدر زمین ہیں کہ ٹڈی دل کی طرح زمین پر پھیل رہے ہیں اور ایک میری تاف کے اندر بیٹھ گیا ہے اور پھر اُڑ گیا مگر کسی نے ضرر نہیں پہنچایا اور پھر ہم سب ایک مسجد میں داخل ہو گئے ہیں اور مسجد میں بھی کروڑ ہا زنبور ہیں مگر ہم ان کی شر سے محفوظ رہے ہیں"۔

(بدر جلد ۶ نمبر ۱۴ صفحہ ۳ مورخہ ۴ اپریل ۱۹۰۷ء۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۱۱ صفحہ ۳ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۷ء صفحہ ۲)

۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء "(۱) اے ازلی ابدی خدا! مجھے زندگی کا شربت پلا۔

(۲) اَحَقَّ اللّٰهُ اَمْرِیْ وَلَا تُنَفِّکَامِنْ هٰذِهِ الْمَرْحَلَةِ[1]

(۳) دولتِ اعلام بذریعہ الہام بہشتی کمرہ میں نزول ہوگا۔

(۴) هَلْ تَدْرِیْ جَزَآءَ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانَ[2]"

(بدر جلد ۶ نمبر ۱۴ صفحہ ۳ مورخہ ۴ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۳۔ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۱۲ صفحہ ۱ مورخہ ۱۰ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

۲۹ مارچ ۱۹۰۷ء "لَوْلَا الْاِکْرَامُ لَهَلَکَ الْمُقَامُ[3]"

---

[1] (ترجمہ) خدا نے میری بات کو سچا کر دیا اور تم دونوں اس مرحلہ سے نہیں چھوٹو گے۔

(نوٹ از مرتب) الحمد للہ یہ پیشگوئی اخبار شحنہ چنگ کے مینیجر پھر چند اور ایڈیٹر سوم راج کے طاعون سے ہلاک ہونے سے پوری ہو گئی۔ یہ دونوں اشخاص اپنی گندہ دہانی اور بدزبانی میں قادیان کے آریوں کے لیڈر تھے اور قادیان میں رہ کر سنت ناپاک کے ساتھ سلسلہ حقہ کے برخلاف بولتے اور لکھتے رہتے تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (دیکھئے بدر ۱۱ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

[2] (ترجمہ) کیا دیکھتے ہم احسان کی جزا بجز احسان کے۔

[3] (ترجمہ) اگر تیری عزت ہمیں منظور نہ ہوتی تو یہ مقام تباہ ہو جاتا۔

(نوٹ از مرتب) بدر جلد ۶ نمبر ۱۴ مورخہ ۴ اپریل ۱۹۰۷ء پر جو یہ الہام دوبارہ چھپا ہے اس میں یہ الفاظ ہیں:۔

"لَوْلَا الْاِکْرَامُ لَهَلَکَ الْمُقَامُ" یا یہ کہ "لَوْلَا خَمِیْرُ الْاَنَامِ لَهَلَکَ الْمُقَامُ"

(ترجمہ) اگر تمام مخلوق سے بہتر شخص نہ ہوتا تو یہ مقام تباہ ہو جاتا"۔

یا دُنیا پرستی یا تصور لطاعت کا اس کے اندر نہ ہو تو وہ میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی تفاق رائے سے اس مقبرہ میں دفن ہو سکتا ہے۔

۱۹۔ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے ردّ کیا جائے تو گو وہ وصیتی مال بھی پیش کرے تاہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا۔

۲۰۔ میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت اُن کو شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔

یہ شرائط ضروریہ ہیں جو اوپر لکھی گئیں۔ آئندہ اس مقبرہ بہشتی میں وہ دفن کیا جائیگا جو ان شرائط کو پورا کرے گا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی جن پر بدگمانی کا مادہ غالب ہو۔ وہ اس کارروائی میں ہمیں اعتراضوں کا نشانہ بناویں اور اس انتظام کو اغراض نفسانیہ پر مبنی سمجھیں یا اس کو بدعت قرار دیں۔ لیکن یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کے کام میں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ بلاشبہ اُس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پاکر بوقت اس فکر میں پڑتے ہیں کہ وہاں حصہ کل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

الٓمّٓ ۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ[1]

کیا لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ میں اسی قدر پر راضی ہو جاؤں کہ وہ کہہ دیں کہ ہم ایمان لائے۔ اور ابھی ان کا امتحان نہ کیا جائے۔ اور یہ امتحان تو کچھ بھی چیز نہیں۔ صحابہؓ کا امتحان جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا۔ سو انہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دیئے۔ پھر ایسا گمان کہ کیوں یونہی عام اجازت ہر ایک کو نہ دی جائے کہ وہ اس قبرستان میں دفن کیا جائے کس قدر بعد از حقیقت ہے۔ اگر یہی روا ہو تو خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں امتحان کی کیوں بنیاد ڈالی؟ وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتا ہے کہ خبیث اور طیب

[1] العنکبوت: ۲-۳

الوصیت صفحہ 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 327 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 256 پر درج ہے

Back

کے کپڑے پھاڑ ڈالوں۔ بے شک ہماری جماعت پر بہت بوجھ ہے اور وہ بہت کچھ خدا کی راہ میں خرچ کرتی ہے۔ مگر جماعت نے ہی سارا بوجھ اُٹھانا ہے غیروں سے تو ہم نے کچھ لینا نہیں۔ مَیں نے ابھی کہا ہے کہ ہماری جماعت نے بہت بوجھ اٹھایا ہوا ہے لیکن جماعت کی مجموعی حالت کو دیکھ کر مَیں کہہ سکتا ہوں کہ ہماری جماعت نے ابھی اتنی مالی قربانی نہیں کی جتنی پہلی جماعتیں قربانی کرتی رہی ہیں۔ مَیں نے روم میں وہ مقام دیکھا ہے جہاں حضرت مسیح علیہ السلام کے ماننے والے اپنے دشمنوں کی سختیوں اور ظلموں سے بچنے کے لئے رہے۔ بیس میل کے قریب وہ مقام لمبا ہے۔ وہاں عیسائی اپنے گھر بار مال و اموال چھوڑ کر چلے گئے تھے اور وہ فاقے پر فاقے اُٹھاتے تھے۔ سورہ کہف میں ان کا نام اصحاب کہف والرقیم رکھا گیا ہے۔ ہم چند گھنٹے کے لئے وہاں گئے۔ مگر کئی دوست وہاں ٹھہرنا برداشت نہ کر سکے حالانکہ وہ لوگ وہاں کئی سال تک دقیانوس[1] کے وقت رہے۔ وہ نہایت تنگ و تاریک گیلی مٹی کے غار ہیں سرکاری فوجوں نے ان میں سے جن کو وہاں مارا ان کی قبریں بھی وہیں بنی ہوئی ہیں اور اُن پر کتبے لگے ہیں کہ یہ فلاں وقت مارا گیا۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے خدا کے لئے سب کچھ چھوڑ دیا تھا اور ایسی ایسی تکلیفیں برداشت کی تھیں جن کا خیال کر کے اب بھی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑے تھے۔ پھر آپ لوگوں کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ ہماری قربانیاں بھی حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں سے بڑی ہوں۔ مگر کیا اس وقت تک کی ہماری قربانیاں ایسی ہیں؟ دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا ہے۔ جو وصیت نہیں کرتا وہ منافق ہے[2] اور وصیت کا کم از کم چندہ 10/1 حصہ مال کا رکھا ہے[3] جس میں عام چندہ جو وقتاً فوقتاً کرنا پڑے شامل نہیں۔ مگر ہماری جماعت اس وقت اپنی آمد کا 16/1 حصہ چندہ میں دیتی ہے اور بعض یہ بھی نہیں دیتے بلکہ اس سے کم شرح سے دیتے ہیں اور بعض بالکل ہی نہیں دیتے مگر باوجود اس کے کہا جاتا ہے ہم پر بڑا بوجھ پڑا ہوا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ جو کام کرنے کا ہم نے تہیہ کیا ہے وہ کتنا بڑا ہے۔ اب جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم پر بڑا بوجھ پڑ گیا اُن کی حالت اُس شخص کی سی ہے جو ہاتھی اُٹھانے کے لئے جائے اور جب اُٹھانے لگے تو کہے یہ تو بڑا بوجھ ہے یا اُس شخص کی سی ہے جو اپنے ہاتھ میں آگ کا انگارا پکڑنا چاہے اور پھر کہے اس سے تو ہاتھ جلتا ہے۔ پس جو قوم یہ کہتی ہے کہ وہ دُنیا کو اس طرح اُڑا دینے کی کوشش کر رہی ہے جس طرح ڈائنامیٹ پہاڑ کو اُڑا دیتا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ڈائنامیٹ کی طرح پھٹ کر اپنے آپ کو تباہ کر

منہاج الطالبین صفحہ 16 مندرجہ انوار العلوم جلد 9 صفحہ 166 از مرزا بشیر الدین محمود

یہ حوالہ صفحہ 256 پر درج ہے

Back

مجھے میری وفات سے اطلاع دی ہے اور مجھے مخاطب کر کے میری زندگی کی نسبت فرمایا کہ " بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں " اور فرمایا کہ " تمام حوادث اور عجائبات قدرت دکھلانے کے بعد تمہارا حادثہ آئیگا " یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مقدر ہے کہ میری وفات سے پہلے دنیا پر کچھ حوادث پڑیں اور کچھ عجائبات قدرت ظاہر ہوں تا دنیا ایک انقلاب کے لئے تیار ہو جائے اور اس انقلاب کے بعد میری وفات ہو۔

اور مجھے ایک جگہ دکھلا دی گئی کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہوگی۔ ایک فرشتہ میں نے دیکھا کہ وہ زمین کو ناپ رہا ہے۔ تب ایک مقام پر اس نے پہنچکر مجھے کہا کہ یہ تیری قبر کی جگہ ہے پھر ایک جگہ مجھے ایک قبر دکھلائی گئی کہ وہ چاندی سے زیادہ چمکتی تھی اور اس کی تمام مٹی چاندی کی تھی۔ تب مجھے کہا گیا کہ یہ تیری قبر ہے۔ اور ایک جگہ مجھے دکھائی گئی اور اس کا نام بہشتی مقبرہ رکھا گیا۔ اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔ تب سے ہمیشہ مجھے یہ فکر رہی کہ جماعت کے لئے ایک قطعہ زمین قبرستان کی غرض سے خریدا جائے لیکن چونکہ موقعہ کی عمدہ زمینیں بہت قیمت سے ملتی تھیں اس لئے یہ غرض مدت دراز تک معرض التوا میں رہی۔ اب اخویم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد جبکہ میری وفات کی نسبت بھی متواتر وحی الٰہی ہوئی میں نے مناسب سمجھا کہ قبرستان کا جلدی انتظام کیا جائے۔ اس لئے میں نے اپنی ملکیت کی زمین جو ہمارے باغ کے قریب ہے جس کی قیمت ہزار روپیہ سے کم نہیں اس کام کے لئے تجویز کی۔ اور میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنا دے اور یہ اس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کر لیا اور دنیا کی محبت چھوڑ دی۔ اور خدا کے لئے ہو گئے اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کر لی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا۔ یعنیں یا ربّ العالمین۔

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں

الوصیت صفحہ 17 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 316 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 258 پر درج ہے

Back

ضمیمہ متعلقہ رسالہ الوصیۃ

رسالہ الوصیۃ کے متعلق چند ضروری امر قابلِ اشاعت ہیں جو ذیل میں لکھے جاتے ہیں :-

۱ - اوّل یہ کہ جب تک انجمن کارپرداز مصالح قبرستان اس امر کو شائع نہ کرے کہ قبرستان باعتبار لوازم ضروری کے من کل الوجوہ تیار ہو گیا ہے اُس وقت تک جائز نہ ہوگا کہ اُس کی میّت جس نے رسالہ الوصیۃ کے شرائط کی پابندی کی ہے قبرستان میں دفن کرنے کے لئے لائی جائے بلکہ پل وغیرہ لوازم ضروریہ کا پہلے تیار ہو جانا ضروری ہوگا۔ اور اُس وقت تک میّت ایک صندوق میں امانت کے طور پر کسی اور قبرستان میں رکھی جائیگی۔

۲ - ہر ایک صاحب جو شرائط رسالہ الوصیۃ کی پابندی کا اقرار کریں ضروری ہوگا کہ وہ ایسا اقرار کم سے کم دو گواہوں کی ثبتِ شہادت کے ساتھ اپنے زائد قائمی ہوش و حواس میں انجمن کے حوالہ کریں اور تصریح سے لکھیں کہ وہ اپنی کل جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کا دسواں حصہ اشاعت اغراض سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے بطور وصیّت یا وقف دیتے ہیں۔ اور ضروری ہوگا کہ وہ کم سے کم دو اخباروں میں اسکو شائع کر دیں۔

۳ - انجمن کا یہ فرض ہوگا کہ قانونی اور شرعی طور پر وصیت کردہ مضمون کی نسبت اپنی پوری تسلی کر کے وصیّت کنندہ کو ایک سرٹیفکیٹ اپنے دستخط اور مُہر کے ساتھ دے دے۔ اور جب قواعد مذکورہ بالا کی رُو سے کوئی میّت اس قبرستان میں

۲۵

ائی جائے تو ضروری ہوگا کہ وہ سارٹیفکیٹ انجمن کو دکھایا جائے اور انجمن کی ہدایت اور موقعہ نمائی سے وہ میت اس موقعہ میں دفن کی جائے جو انجمن نے اُس کے لئے تجویز کیا ہے۔

۴۔ اس قبرستان میں بجز کسی خاص صورت کے جو انجمن تجویز کرے نابالغ بچے دفن نہیں ہونگے کیونکہ وہ بہشتی ہیں۔ اور نہ اس قبرستان میں اس میت کا کوئی دوسرا عزیز دفن ہوگا جب تک وہ اپنے طور پر کل شرائط رسالہ الوصیت کو پورا نہ کرے۔

۵۔ ہر ایک میت جو قادیان کی زمین میں فوت نہیں ہوئی اُن کو بجز صندوق قادیان میں لانا ناجائز ہوگا۔ اور نیز ضروری ہوگا کہ کم سے کم ایک ماہ پہلے اطلاع دیں تاکہ اگر انجمن کو اتفاقی موانع قبرستان کے متعلق پیش آگئے ہوں تو ان کو دُور کرکے اجازت دے۔

۶۔ اگر کوئی صاحب خدانخواستہ طاعون کی مرض سے فوت ہوں جنہوں نے رسالہ الوصیۃ کے تمام شرائط پورے کر دیئے ہوں اُن کی نسبت یہ ضروری حکم ہے کہ وہ دو برس تک صندوق میں رکھ کر کسی علیحدہ مکان میں امانت کے طور پر دفن کئے جائیں۔ اور دو برس کے بعد ایسے موسم میں لائے جائیں کہ اُن کے فوت ہونے کے مقام اور قادیان میں طاعون نہ ہو۔

۷۔ یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جاوے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابند احکام اسلام ہو اور تقویٰ اور طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو۔ اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔

۸۔ اگر کوئی صاحب دسواں حصہ جائیداد کی وصیت کریں اور اتفاقاً اُن کی موت ایسی ہو کہ مثلاً کسی دریا میں غرق ہو کر ان کا انتقال ہو یا کسی اور ملک میں وفات پاویں جہاں سے میت کو لانا متعذر ہو تو ان کی وصیت قائم رہے گی اور خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسا ہی ہوگا

رسالہ الوصیت صفحہ 25 تا 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 323 تا 327 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 259 پر درج ہے

کہ گویا وہ اسی قبرستان میں دفن ہوئے ہیں۔ اور جائز ہوگا کہ ان کی یادگار میں اسی قبرستان میں ایک کتبہ اینٹ یا پتھر پر لکھ کر نصب کیا جائے اور اس پر واقعات لکھے جاویں۔

۹۔ انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا۔ اس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے اور ان اغراض میں سے سب سے مقدم اشاعتِ اسلام ہوگی۔ اور جائز ہوگا کہ انجمن باتفاق رائے اس روپیہ کو تجارت کے ذریعہ سے ترقی دے۔

۱۰۔ انجمن کے تمام ممبر ایسے ہونگے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانت دار ہوں۔ اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے یا یہ کہ وہ دیانت دار نہیں یا یہ کہ وہ ایک چال باز ہے اور دنیا کی ٹوپی اپنے اندر رکھتا ہے تو انجمن کا فرض ہوگا کہ بلا توقف ایسے شخص کو اپنی انجمن سے خارج کرے اور اس کی جگہ اور مقرر کرلے۔

۱۱۔ اگر وصیتی مال کے متعلق کوئی جھگڑا پیش آوے تو اس جھگڑے کی پیروی میں جو اخراجات ہوں وہ تمام وصیتی مالوں میں سے دیئے جائیں گے۔

۱۲۔ اگر کوئی شخص وصیت کرکے پھر کسی اپنے ضعفِ ایمان کی وجہ سے اپنی وصیت سے منکر ہو جائے یا اس سلسلہ سے روگردان ہو جائے تو گو انجمن نے قانونی طور پر اس کے مال پر قبضہ کرلیا ہو پھر بھی جائز نہ ہوگا کہ وہ مال اپنے قبضہ میں رکھے بلکہ وہ تمام مال واپس کرنا ہوگا۔ کیونکہ خدا کسی کے مال کا محتاج نہیں اور خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور ردّ کرنے کے لائق ہے۔

۱۳۔ چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لئے انجمن کو دنیا داری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔

رسالہ الوصیت صفحہ 25 تا 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 323 تا 327 از مرزا قادیانی
یہ حوالہ صفحہ 259 پر درج ہے

۱۴ - جائز ہوگا کہ اس انجمن کی تائید اور نصرت کے لئے دُور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں جو اس کی ہدایت کے تابع ہوں - اور جائز ہوگا کہ اگر وہ ایسے ملک میں ہوں کہ وہاں سے میت کو لانا متعذر ہے تو اُسی جگہ میت کو دفن کر دیں - اور ثواب سے حصہ پانے کی غرض سے ایسا شخص قبل از وفات اپنے مال کے دسویں حصہ کی وصیت کرے اور اس وصیتی مال پر قبضہ کرنا اس انجمن کا کام ہوگا جو اس ملک میں ہے - اور بہتر ہوگا کہ وہ روپیہ اسی ملک کی اغراضِ دینیہ کے لئے خرچ ہو اور جائز ہوگا کہ کوئی ضرورت محسوس کر کے وہ روپیہ اس انجمن کو دیا جائے جس کا ہیڈ کوارٹر یعنی مرکز مقامی قادیان ہوگا -

۱۵ - یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے - کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی ہے - اور جائز ہوگا کہ وہ آئندہ ضرورتیں محسوس کر کے اس کام کے لئے کوئی کافی مکان تیار کریں -

۱۶ - انجمن میں کم سے کم ہمیشہ ایسے دو ممبر رہنے چاہئیں جو علم قرآن اور حدیث سے بخوبی واقف ہوں اور تحصیل علم عربی رکھتے ہوں - اور سلسلہ احمدیہ کی کتابوں کو یاد رکھتے ہوں -

۱۷ - اگر خط نخواستہ کوئی ایسا شخص جو رسالہ الوصیت کی رُو سے وصیت کرتا ہے مجذوم ہو جس کی جسمانی حالت اس وقت نہ ہو جو وہ اس قبرستان میں لایا جائے تو ایسا شخص حسب مصالح ظاہر مناسب نہیں ہے کہ اس قبرستان میں لایا جائے - لیکن اگر اپنی وصیت پر قائم ہوگا تو اس کو وہی درجہ ملے گا جیسا کہ دفن ہونے والے کو -

۱۸ - اگر کوئی کچھ بھی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہ رکھتا ہو اور بایں ہمہ ثابت ہو کہ وہ ایک صالح درویش ہے اور متقی اور خالص مومن ہے - اور کوئی حصہ نفق

رسالہ الوصیت صفحہ 25 تا 29 مندرجہ ... جلد ... صفحہ 323 تا 327 از مرزا قادیانی
یہ حوالہ صفحہ 259 پر درج ہے

یا دُنیا پرستی یا تصور اطاعت کا اس کے اندر نہ ہو تو وہ میری اجازت سے یا میرے بعد انجمن کی متفق رائے سے اس مقبرہ میں دفن ہو سکتا ہے۔

۱۹۔ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے ردّ کیا جائے تو گو وہ وصیتی مال بھی پیش کرے تاہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا۔

۲۰۔ میری نسبت اور میرے اہل و عیال کی نسبت خدا نے استثناء رکھا ہے۔ باقی ہر ایک مرد ہو یا عورت اُن کو شرائط کی پابندی لازم ہوگی اور شکایت کرنے والا منافق ہوگا۔

یہ شرائط ضروریہ ہیں جو اوپر لکھی گئیں۔ آئندہ اس مقبرہ بہشتی میں وہ دفن کیا جائیگا جو ان شرائط کو پورا کرے گا۔ ممکن ہے کہ بعض آدمی جن پر بدگمانی کا مادہ غالب ہو۔ وہ اس کارروائی میں ہمیں اعتراضوں کا نشانہ بناویں اور اس انتظام کو اغراض نفسانیہ پر مبنی سمجھیں یا اس کو بدعت قرار دیں۔ لیکن یاد رہے کہ خدا تعالیٰ کے کام میں وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ بلاشبہ اُس نے ارادہ کیا ہے کہ اس انتظام سے منافق اور مومن میں تمیز کرے اور ہم خود محسوس کرتے ہیں کہ جو لوگ اس الٰہی انتظام پر اطلاع پاکر بلا توقف اس فکر میں پڑتے ہیں کہ دسواں حصہ کُل جائیداد کا خدا کی راہ میں دیں بلکہ اس سے زیادہ اپنا جوش دکھلاتے ہیں وہ اپنی ایمانداری پر مہر لگا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

الٓمّٓ ۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ[1]

کیا لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ میں اسی قدر پر راضی ہو جاؤں کہ وہ کہہ دیں کہ ہم ایمان لائے۔ اور ابھی ان کا امتحان نہ کیا جائے۔ اور یہ امتحان تو کچھ بھی چیز نہیں۔ صحابہؓ کا امتحان جانوں کے مطالبہ پر کیا گیا۔ اور انہوں نے اپنے سر خدا کی راہ میں دیئے۔ پھر ایسا گمان کہ کیوں نہ ہی عام اجازت ہر ایک کو نہ دی جائے کہ وہ اس قبرستان میں دفن کیا جائے کس قدر بُعد از حقیقت ہے۔ اگر یہی روا ہو تو خدا تعالیٰ نے ہر ایک زمانہ میں امتحان کی کیوں بنیاد ڈالی؟ وہ ہر ایک زمانہ میں چاہتا رہا ہے کہ خبیث اور طیب

[1] العنکبوت: ۲-۳

یہ حوالہ صفحہ 259 پر درج ہے

رسالہ الوصیت صفحہ 25 تا 29 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 323 تا 327 از مرزا قادیانی

۱۳ بقیہ ترجمہ یہ ہے:۔ اور تم ایک گڑھے کے کنارہ پر تھے خدا نے تمہیں اس سے نجات دی اور یہ ابتداء سے مقدر تھا۔ خدا کی باتوں کو کوئی ٹال نہیں سکتا اور وہ منکر فریقوں کے لئے کافی ہوگا۔ یہ تمام کاروبار خدا کی رحمت سے ہے۔ وہ اپنی نعمت تیرے پر پوری کرے گا تاکہ لوگوں کے لئے نشان ہو۔ انکو کہدے کہ اگر خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو آؤ میری پیروی کرو تا خدا بھی تم سے محبت رکھے۔ اور ان کو کہدے کہ میرے پاس میری سچائی پر خدا کی گواہی ہے پس کیا تم خدا کی گواہی قبول کرتے ہو یا نہیں۔ اور ان کو کہدے کہ تم اپنی جگہ پر کام کرو اور میں اپنی جگہ پر کرتا ہوں پھر تمہیں معلوم ہو جائیگا کہ خدا کس کے ساتھ ہے۔ خدا نے تجلی فرمائی ہے کہ تا تم پر رحم کرے۔ اور اگر تم نے منہ پھیر لیا تو وہ بھی منہ پھیر لے گا اور سچائی کے مخالف ہمیشہ کے زندان میں رہینگے۔ تجھکو یہ لوگ ڈراتے ہیں۔ تو ہماری آنکھوں کے سامنے ہے میں نے تیرا نام متوکل رکھا۔ خدا عرش پر سے تیری تعریف کر رہا ہے۔ ہم تیری تعریف کرتے اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے نور کو اپنے مونہہ کی پھونکوں سے بجھا دیں۔ مگر خدا اس نور کو نہیں چھوڑے گا جب تک پورا نہ کرلے اگرچہ

شاگرد یا مرید نہ ہو۔ اور خدا کی ایک خاص تجلی تعلیم لدنی کے نیچے دائمی طور پر نشوونما پاتا ہو جو روح القدس کے ہر یک تمثل سے بڑھ کر ہے۔ اور ایسی تعلیم پانا صفت محمدی ہے۔ اور اسی کی طرف آیت علّمہ شدید القویٰ[1] اشارہ ہے اور اس فیض کے دائمی اور غیر منقطع ہونے کی طرف آیت ما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ[2] میں اشارہ ہے اور مسیح کے مفہوم میں یہ معنے ماخوذ ہیں جو دائمی طور پر روح القدس انکے شامل حال ہو۔ جو شدید القویٰ کے درجہ سے گر ہے کیونکہ روح القدس کی تاثیر یہ ہے کہ وہ اپنی منزل علیہ میں ہو کر انسانوں کو راستے کا ملزم بناتا ہے مگر شدید القویٰ راستے کا اعلیٰ رنگ منزل علیہ میں ہو کر انسانوں کے دلوں میں چڑھاتا ہے۔ منہ

[1] النجم: ۲ [2] النجم: ۴ ۵

کہ ظاہر ہونے والا آدم کی طرح ظاہر ہو جس کا استاد اور مرشد صرف خدا ہو۔ اور اسی کو دوسرے لفظوں میں مہدی کہتے ہیں۔ یعنی خاص خدا سے ہدایت پانے والا اور تمام روحانی وجود اُسی سے حاصل کرنے والا۔ اور اُن علوم اور معارف کو پھیلانے والا جن سے لوگ بے خبر ہو گئے ہیں۔ کیونکہ یہ ضروری لازمہ صفت مہدویت ہے کہ گم شدہ علوم اور معارف کو دوبارہ دنیا میں لاوے کیونکہ وہ آدم روحانی ہے۔ ایسا ہی چاہیئے کہ وہ بذریعہ نشانوں کے دوبارہ خدا تعالےٰ پر یقین دلانے والا ہو۔ اور ایمان جو آسمان پر اُٹھ گیا اُس کو بذریعہ نشانوں کے دوبارہ لانے والا ہو کیونکہ یہ بھی ضروری خاصہ صفت مہدویت ہے۔ مہدی کے لئے ضروری ہے کہ ہر ایک پہلو سے آدم وقت ہو حقیقی اور کامل مہدی نہ موسیٰ تھا کیونکہ اس نے صحف ابراہیم وغیرہ پڑھے تھے۔ اور نہ عیسیٰ تھا کیونکہ اُس نے توریت اور صحف انبیاء پڑھے تھے حقیقی اور کامل مہدی دنیا میں صرف ایک ہی ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جو محض اُمّی تھا۔ ایسا ہی یہ زمانہ جس میں ہم ہیں مسیح کو بھی چاہتا ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں ہزارہا روحانی بیماریاں پیدا ہو گئی ہیں۔ پس ضرورت پڑی کہ اتمام حجت ہو کہ ہر ایک قسم کی روحانی بیماری دُور ہو اور مہدی اور مسیح میں کھلا کھلا فرق یہ ہے کہ مہدی کے لئے ضروری ہے کہ آدم وقت ہو اور اس کے وقت میں دنیا بکلّی بگڑ گئی ہو اور نوع انسان میں سے اُس کا دین کے علوم میں کوئی استاد اور مرشد نہ ہو بلکہ اس لیاقت کا کوئی موجود ہی نہ ہو اور محض خدا نے اسرار اور علوم آدم کی طرح اس کو سکھائے ہوں لیکن مسیح کے صرف یہ معنے ہیں کہ رُوح القدس سے تائید یافتہ ہو اور وقتاً فوقتاً فرشتے اس کی مدد کرتے ہوں۔ +

+ اس جگہ بظاہر یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ مہدی کو بھی بذریعہ روح القدس ہی ہدایت ملتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مہدی کے مفہوم میں یہ معنے ماخوذ ہیں کہ وہ کسی انسان کا علم دین میں

اربعین نمبر 2 صفحہ 18 مندرجہ روحانی خزائن، جلد 17 صفحہ 360 از مرزا قادیانی
یہ حوالہ صفحہ 267 پر درج ہے
Back

صـ ۹۷

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار
اے مرے پیارے مرے محسن مرے پروردگار

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

بدگمانوں سے بچایا مجھ کو خود بن کر گواہ
کر دیا دشمن کو اک حملہ سے مغلوب اور خوار

کام جو کرتے ہیں تیری راہ میں پاتے ہیں جزا
مجھ سے کیا دیکھا کہ یہ لطف و کرم ہے بار بار

تیرے کاموں سے مجھے حیرت ہے اے میرے کریم
کس عمل پر مجھ کو دی ہے خلعتِ قرب و جوار

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

یہ سر افضل و احساں ہے کہ میں آیا پسند
ورنہ درگہ میں تیری کچھ کم نہ تھے خدمتگار

دوستی کا دم جو بھرتے تھے وہ سب دشمن ہوئے
پر نہ چھوڑا ساتھ تو نے اے مرے حق یار

اے مرے یار یگانہ اے مری جاں کی پناہ
بس ہے تو میرے لئے مجھ کو نہیں تجھ بن قرار

میں تو مر کر خاک ہوتا گر نہ ہوتا تیرا لطف
پھر خدا جانے کہاں یہ پھینکتی مجھ کو ہوا خوار

اے فدا ہو تیری راہ میں میرا جسم و جان و دل
میں نہیں پاتا کہ تجھ سا کوئی کرتا ہو پیار

ابتدا سے تیرے ہی سایہ میں میرے دن کٹے
گود میں تیری رہا میں مثل طفل شیر خوار

نسل انساں میں نہیں دیکھی وفا جو تجھ میں ہے
تیرے بن دیکھا نہیں کوئی بھی یار غمگسار

لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
میں تو نالائق بھی ہو کر پا گیا درگہ میں بار

اس قدر مجھ پر ہوئیں تیری عنایات و کرم
جن کا مشکل ہے کہ تا روزِ قیامت ہو شمار

آسماں میرے لئے تو نے بنایا اک گواہ
چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک و تار

تو نے طاعون کو بھی بھیجا میری نصرت کیلئے
تا وہ پورے ہوں نشاں جو میں سچائی کا مدار

ہو گئے بیکار سب حیلے جب آئی وہ بلا
ساری تدبیروں کا خاکہ اڑ گیا مثل غبار

سرزمین ہند میں ایسی ہے شہرت تجھ کو دی
جیسے ہووے برق کا اک دم میں ہر جا انتشار

خلق جویدپناہ و سایۂ کس — واں پناہ ہمہ تو ہستی و بس
ہست یادت کلیدِ ہر کارے — خاطرے بے تو خاطر آزارے
ہر کہ نالد بدرگہت بہ نیاز — بختِ گم کردہ را بیابد باز
لُطف تو ترکِ طالباں نکند — کس بکارِ رہت زیاں نکند
ہر کہ باذاتِ تو سرے دارد — پُشت بر روئے دیگرے دارد
زینکہ چوں کار بر تو بگذارد — رو بہ اغیار از چہ رو آرد
ذاتِ پاکت بس ست یار یکے — دل یکے جان یکے نگار یکے
ہر کہ پوشیدہ باتو در سازد — رحمتت آشکار بنوازد
ہر کہ گیرد درت بصدق و حضور — از در و بامِ او ببارد نور
ہر کہ راحت گرفت کارش شُد — صد اُمیدے بروزگارش شُد
ہر کہ راہِ تو جُست یافتہ است — تافت آں رو کہ مہر تافتہ است
وانکہ از ظلِ قُربتِ تو رمید — بر درِ ہر کہ رفت ذلّت دید
اے خداوندِ من گناہم بخش — سوئے درگاہِ خویش راہم بخش
روشنی بخش در دل و جانم — پاک کن از گناہ پنہانم
دلستانی و دلربائی کُن — بہ نگاہے گرہ کشائی کُن
در دو عالم مرا عزیز توئی — وآنچہ میخواہم از تو نیز توئی

لاکھ لاکھ حمد اور تعریف اس قادرِ مطلق کی ذات کے لائق ہے کہ جس نے ساری ارواح اور اجسام بغیر کسی مادّہ اور ہیولیٰ کے اپنے ہی حکم اور امر سے پیدا کر کے اپنی قدرتِ عظیمہ کا نمونہ دکھلایا اور تمام نفوسِ قدسیہ انبیا کو بغیر کسی اُستاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوضِ قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا سُبحان اللہ کیا رحمٰن اور منّان وہ ذات ہے کہ جس نے بغیر کسی استحقاق ہمارے کے

دیباچہ براہین احمدیہ جلد اوّل صفحہ 7 مندرجہ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ 16 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 268 پر درج ہے

Back

۱۸۰

کیونکہ بٹالہ اور گورداسپور میں مشنری صاحب موجود ہیں اور نہ اس نے کوئی خاص وجہ بتلائی کہ وہ کیوں خاص کر میرے پاس آیا ہے۔ جب کہ اور بھی مشنری صاحب موجود ہیں۔ اس نے صرف یہ کہا کہ اتفاقیہ ایک شخص کے آپ کی کوٹھی بتلانے پر آیا ہوں جب ہم نے اُس سے پوچھا کہ تم نے کرایہ ریل کا کہاں سے لیا تو وہ بتلا نہ سکا۔ ان باتوں پر ہماری خاص توجہ غور کے واسطے ہوئی اور غور طلب معاملہ ہم نے سمجھا اور یہ میرے دل میں گذرا کہ اس کے بیانات لیکھرام کے قاتل کے بیانات سے عجیب تشبیہ رکھتے ہیں۔ پس ہم نے اس کی طرف خاص دھیان رکھا۔ پس اس سے گفتگو کر کے ہم نے قصد مذکور کیا۔ اس شخص نے واقعیت دین عیسوی سے ظاہر کی ہم نے پوچھا کہاں سے یہ واقفیت حاصل کی۔ اس نے کہا کہ قادیان میں ایک عیسائی بٹالہ کا رہتا ہے جو مسلمان ہو کر مرزا صاحب کے یہاں رہتا ہے نام اس کا سائیاں ہے۔ اس کے پاس انجیل مقدس تھی اور مطالعہ کیا کرتا تھا جہاں سے مجھے شوق و رغبت ہوئی۔ میں نے اس نوجوان کو مہاں سنگھ گیٹ والے شفاخانہ میں بھیج دیا۔ کہ وہاں طالب علموں کے پاس رہے اور تعلیم پائے۔ اور ہم نے اس کو بوتلوں کے صاف کرنے وغیرہ کا کام دیا۔ قریباً پانچ چھ یوم تک وہ اس جگہ رہا۔ اوّل اس میں قابل توجہ یہ بات تھی کہ وہ مرزا صاحب

اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا۔ اور جب میری عمر تقریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدا تعالےٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ بھی فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو اُن سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا

۱۹۲

کتاب البریہ صفحہ 162 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 180، 181 [حاشیہ] از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 268 پر درج ہے

Back

کے حق میں بہت ہی برا لکھتا تھا۔ دوم وہ بپتسمہ لینے کی از حد خواہش رکھتا تھا۔ اور سوم وہ بلا وجہ اور بلا طلبی ہمارے کوٹھی پر آکر گشت اور سیر اور ملاقات چاہتا تھا اور باوجودیکہ ۷۵ سال کی عمر میں وہ محمدی ہوا تھا اپنی گوت (برہمن) سے ناواقف تھا اور تانکوں سے ناواقف تھا اور مختلف اشخاص سے مختلف قسم کی اپنی نسبت کہانی بیان کی۔ مثلاً ایک شخص سے اُس نے اپنے دوست الیسرداس نام کو بجائے کرپارام کے بتلایا۔ بعد انقضائے پانچ روز ہم نے اپنے سپرنٹنڈنٹ واقع بیاس پر اُسے بھیج دیا۔ وہاں بھی میرے طالب علم پڑھتے ہیں جاتے ہی اس نے ایک خط مولوی نورالدین کے نام جو میرزا صاحب کا داہنے ہاتھ کا فرشتہ ہے لکھا۔ یہ اسی شخص کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ خط اُس نے لکھا ہے۔ مطلب اس خط کا یہ تھا کہ میں عیسائی ہونے لگا ہوں آپ روک سکتے ہیں تو روک لیں۔ یہ مطلب بھی اُس کی زبانی ہی معلوم ہوا تھا اور دیگر شہادت بھی ہے۔ باعث خط لکھنے کا یہ تھا کہ ہم نے اس کو کہا تھا۔ کہ یہ بہتر نہ ہوگا کہ ہم مرزا صاحب کو لکھیں کہ یہ شخص عیسائی ہونا چاہتا ہے۔ کل کو یہ نہ کہیں کہ تم اُن کے چور ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں میں خود ہی خط لکھتا ہوں۔ اور اس نے خط لکھ کر بیرنگ ڈاک میں ڈالا۔ اور مجھے خط کے ذریعہ سے خط لکھنے سے منع کیا تھا جب تک میرے بپتسمہ کا وقت ہو۔ وہ خط

اتفاق ہوا۔ اِن کا نام محمد علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد صاحب نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھنے کے لئے مقرر کیا تھا۔ اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے اور نیز اُن کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ

کتاب البریہ صفحہ 162 مندرجہ روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 180، 181 [حاشیہ] از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 268 پر درج ہے

یہ فرماتے ہیں کہ میں تو خدا کے سارے رسولوں کو مانتا ہوں۔ اللہ اللہ اللہ کیا شانِ دلربائی ہے۔

(۴۶۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جہاں تک میں نے تحقیق کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے مندرجہ ذیل واقعات ذیل کے سنین میں وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۸۳۶ء یا ۱۸۳۷ء۔ ولادت حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

۱۸۴۲ء یا ۱۸۴۳ء۔ ابتدائی تعلیم از منشی فضل الٰہی صاحب۔

۱۸۴۶ء یا ۱۸۴۷ء۔ صرف و نحو کی تعلیم از مولوی فضل احمد صاحب۔

۱۸۵۲ء یا ۱۸۵۳ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پہلی شادی (غالباً)۔

۱۸۵۳ء یا ۱۸۵۴ء۔ نحو منطق حکمت و دیگر علوم مروجہ کی تعلیم از مولوی گل علی شاہ صاحب اور اسی زمانہ کے قریب بعض کتب طب اپنے والد ماجد سے۔

۱۸۵۵ء یا ۱۸۵۶ء۔ ولادت خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب (غالباً)۔

۱۸۵۷ء یا ۱۸۵۸ء۔ ولادت مرزا فضل احمد (غالباً)۔

۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رویا میں آنحضرت صلعم کی زیارت اور اشارات ماموریت۔

۱۸۶۴ء تا ۱۸۶۸ء۔ ایام ملازمت بمقام سیالکوٹ۔

۱۸۶۸ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کا انتقال۔

۱۸۶۸ء یا ۱۸۶۹ء۔ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے ساتھ بعض مسائل میں مباحثہ کی تیاری اور الہام "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" جو غالباً سب سے پہلا الہام ہے۔

۱۸۷۵ء یا ۱۸۷۶ء۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنکھ یا نو ماہ تک لگاتار روزے رکھنا (غالباً)

۱۸۷۶ء۔ تعمیر مسجد اقصیٰ۔ الہام الیس اللہ بکاف عبدہ۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے والد ماجد کا انتقال۔

۱۸۷۷ء۔ اخبارات میں مضامین بھجوانے کا آغاز (غالباً) مقدمہ از جانب محکمۂ آب خانہ (غالباً) سفر سیالکوٹ۔

وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آہ نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی اُستاد سے نہیں پڑھا تھا۔ مگر حضرت عیسےٰ اور حضرت موسےٰ مکتبوں میں بیٹھے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ نے ایک یہودی اُستاد سے تمام توریت پڑھی تھی۔ غرض اسی لحاظ سے کہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کسی اُستاد سے نہیں پڑھا خدا آپ ہی اُستاد ہوا۔ اور پہلے پہل خدا نے ہی آپ کو اِقْرَءْ کہا۔ یعنی پڑھ۔ اور کسی نے نہیں کہا۔ اِس لئے آپ نے خاص خدا کے زیر تربیت تمام دینی ہدایت پائی اور دوسرے نبیوں کے دینی معلومات انسانوں کے ذریعہ سے بھی ہوئے۔ سو آنے والے کا نام جو مہدی رکھا گیا۔ سو اِس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علم دین خدا سے ہی حاصل کریگا۔ اور قرآن اور حدیث میں کسی اُستاد کا شاگرد نہیں ہوگا۔ سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی حال ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہے۔ یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔ پس یہی مہدویت ہے جو نبوّت محمدیّہ کے منہاج پر مجھے حاصل ہوئی ہے۔ اور اسرار دین بلا واسطہ میرے پر کھولے گئے۔ اور جس طرح مذکورہ بالا وجہ سے آنے والا مہدی کہلائے گا اسی طرح وہ مسیح بھی کہلائیگا کیونکہ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت بھی اثر کرے گی۔ لہٰذا وہ عیسیٰ ابن مریم بھی کہلائیگا اور جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی روحانیت نے اپنے خاصۂ مہدیت کو اس کے اندر پھونکا۔

+ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عبد بھی ہے اور اس لئے خدا نے عبد تام رکھا کہ اہل عبودیت کا خضوع اور ذلّ ہے اور عبودیت کی حالت کا مادہ ہے جس میں کسی قسم کا غلوّ اور بلندی اور عجب نہ ہے اور صاحب اس حالت کا اپنی عملی تکمیل محض خدا کی طرف سے دیکھے۔ اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے۔ عرب کا محاورہ ہے کہ وہ کہتے ہیں سور

* نوٹ:۔ یہ مرتبہ عبودیت کا مدعا انسان اپنی عملی تکمیل محض خدا تعالیٰ کی طرف سے دیکھے بجز اس ہدیٰ کامل کی جس کی عملی تکمیل تمام وکمال محض خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے ہوئی ہو دوسرے کو میسّر نہیں آ سکتا کیونکہ اپنی جدوجہد اور کوشش کا اثر ضرور ایک ایسا خیال پیدا کرتا ہے کہ جو عبودیت تامہ کے منافی ہے۔ اس لئے مرتبہ عبودیت کاملہ بھی بوجہ اس کے جو مرتبہ مہدویت کاملہ کے تابع ہے بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے کو بوجہ کمال حاصل نہیں۔ ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء فاشھد وا انّا نشھد انّ محمدًا عبد اللّٰہ ورسولہ۔ منہ

ے الضحیٰ: ۸

یہ حوالہ صفحہ 270 پر درج ہے

ایام الصلح صفحہ 168 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 394 از مرزا قادیانی

Back

من جملتہا ھذا الہام، أعنی یا عیسی انی متوفیک ورافعک الیّ ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ، وان اللہ قد سمانی فی ھذا عیسٰی؛ ومن جملتہا الہام آخر خاطبنی ربی فیہ وقال انی خلقتک من جوہر عیسٰی وانک وعیسٰی من جوہر واحد وکشیئ واحد؛ ومن جملتہا الہام سمی فیہ کل من خالفنی من العلماء الیہود والنصاریٰ۔ ثم ما ألہمت الی عشر سنین بمثل ھذہ الالہامات وما کنت أدری انی أومر بعد ھذہ المدۃ الطویلۃ وأسمّٰی مسیحا موعودا من اللہ تعالٰی بل کنت خلت ان المسیح نازل من السماء کما ظہر کوزن مدارک القوم؛ ولکنی کنت اقول فی نفسی تعجبا ان اللہ لِم سمانی عیسی ابن مریم فی الہامہ المتواتر المتتابع ولِم قال انک وانہ من جوہر واحد، ولِم سمی المخالفین الیہود والنصاری؛ فظہرت علیّ معانی تلک الالہامات والاشارات بعد

وعن ابن مسعود لا یأتی مائۃ سنۃ وعلی الارض نفس منفوسۃ الیوم رواہ مسلم، وھکذا ذکرا البخاری فی صحیحہ والمضمون واحد لا حاجۃ الی الاعادۃ۔ فوجب من ھذا علی کل مؤمن ان یؤمن بموت الدجال بعد المائۃ من زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا فکیف یمکن التخلف فیما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بوحی من اللہ تعالٰی مؤکدا بقسمہ، والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاہر لا تأویل فیہ ولا استثناء والا فأی فائدۃ کانت فی ذکر القسم؛ فتدبر کالمفتشین المحققین۔ واما تطبیق ھذین الحدیثین فلا یمکن الا بعد تأویل حدیث الدجال وجعلہ من قبیل الاستعارات، فنقول ان حدیث خروج الدجال یدل علی خروج طائفۃ الکذابین فی آخر الزمان من قوم النصاری، وفی الحدیث اشارۃ الی انہم یشابہون آباءھم المتقدمین فی مکرھم وخدیعتہم وانواع فتنہم وحرصہم علی اضلال الناس کانہم ھم، الا ان آباءھم کانوا مقیدین بالسلاسل والاغلال ولکن ھؤلاء یخرجون من ذلک السجن ویضع اللہ عنہم اغلالہم تیعیثون یمینا وشمالا ویفسدون فی الارض

حاشیہ حمامۃ البشریٰ صفحہ 26 مندرجہ روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 192 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 270 پر درج ہے

Back

کے ہیں میسر آتے ہیں اور اس زمانہ میں جمع ہوئے ہیں وہ پہلے نہیں ہوئے اور نہ مذاہب کا اس قدر زور ہوا غرض یہ نشانات اپنی نظیر نہیں رکھتے۔ الٰہی بخش کی پیش گوئیاں کیا حقیقت رکھ سکتی ہیں؟

سچے موحد ہی خدا داد قویٰ سے کام لے سکتے ہیں

فرمایا: جو قویٰ خدا تعالیٰ نے انسان کو دیئے ہیں۔ ان سے بجز سچے موحد کے کوئی دوسرا کام نہیں لے سکتا۔ شیعہ ترقی نہیں کر سکتے کیونکہ وہ تو اپنی ساری کوششوں کا مُنتہا امام حسینؓ کو سمجھ بیٹھے۔ ان کو رو لینا اور ماتم کر لینا کافی قرار دے لیا۔ ہمارے اُستاد ایک شیعہ تھے۔ کُل علی شاہ اُن کا نام تھا۔ کبھی نماز نہ پڑھا کرتے تھے۔ مُنہ تک نہ دھوتے تھے۔

(اس پر نواب صاحب نے آپ کی تائید میں بیان کیا کہ وہ میرے والد صاحب کے بھی اُستاد تھے اور وہاں جایا کرتے تھے۔ اور یہ واقعی سچ ہے کہ اُن کی سجدیں غیر آباد ہوتی ہیں۔)

ہماری مسجد کا ایسا ہی حال تھا اور اب خدا کے فضل سے وُہ آباد ہو گئی ہے۔ اور لوگ نماز پڑھنے لگے ہیں۔

اس پر حضرت اقدسؑ نے نواب صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا:

"وُہ کبھی کبھی آپ کے والد صاحب کا ذکر کیا کرتے تھے اور یہاں سے تین تین مہینے کی رُخصت لے کر مالیر کوٹلہ جایا کرتے تھے۔

میں نے غائبانہ بھی کئی مرتبہ ذکر کیا ہے اور میری فراست مجھے یہی بتاتی ہے (یہ نواب صاحب کی مسجد کے آباد ہونے اور نمازیوں کے آنے کے ذکر پر فرمایا) کہ راستی کو قبول کرنا اور پھر خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال سے ڈر جانا اور اُس کی طرف رجوع کرنا آپ کے اور آپ کی اولاد کے اقبال کی نشانی ہے۔ بجز اس کے کہ انسان سچائی سے خدا کی طرف آئے۔ خُدا کسی کی پرواہ نہیں کرتا۔ خواہ وُہ کوئی ہو۔ مبارک دن ہمیشہ نیک بخت کو ملتے ہیں یہ آثار صلاحیت، تقویٰ اور خدا ترسی کے جو آپ میں پیدا ہو گئے ہیں۔ آپ کے لیے اور آپ کی اولاد کے لیے بہت ہی مفید ہیں۔

مخالفت ہمیشہ سچوں کی ہوتی ہے

فرمایا: مجمل طور پر لکھا ہے کہ طاعون ترقی پر ہے۔ میرا ارادہ ہے اور مولوی صاحب نے بھی کہا ہے کہ ایک بار پھر طاعون کے متعلق ایک مشتہار دے دیا جاوے کہ لوگ رجوع کریں اور سچی پاکیزگی اور تبدیلی پیدا کریں۔ دیکھا گیا ہے اور سُنت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ جس قدر زور ہوا ہے سچوں پر ہی ہوا ہے۔ اُن کی مخالفت میں ساری طاقتیں خرچ کی گئی ہیں۔ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت میں کتنا زور لگایا گیا۔ برخلاف اس کے مسیلمہ کذاب

لوگوں نے اسی وقت فلاسفر سے معافی مانگی اور اس کو دودھ پلایا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس واقعہ کا ذکر روایت نمبر ۴۴۳ میں بھی ہو چکا ہے اور مارنے کی وجہ یہ تھی کہ فلاسفر صاحب منہ پھٹ تھے۔ اور جو دل میں آتا تھا وہ کہہ دیتے تھے اور مذہبی بزرگوں کے احترام کا خیال نہیں رکھتے تھے۔ چنانچہ کسی ایسی ہی حرکت پر بعض لوگ انہیں مار بیٹھے تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود نے اُسے پسند نہیں فرمایا۔ آجکل فلاسفر صاحب اسی قسم کی حرکات کی وجہ سے جماعت سے خارج ہو چکے ہیں۔

۸۹۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میں نے پہلی مرتبہ دسمبر ۱۸۹۷ء میں بوقت جلسہ سالانہ حضرت احمد علیہ السلام کو دیکھا۔ حضرت سید عبداللطیف صاحب شہید کابل بھی ان ایام میں قادیان میں مقیم تھے۔ حضرت اقدس ان سے فارسی زبان میں گفتگو فرمایا کرتے تھے۔

۸۹۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب میں پہلی مرتبہ قادیان آیا۔ تو حضرت اقدس ان ایام میں [illegible] عبدالکریم صاحب کی اقتدا میں نماز پڑھا کرتے تھے اور مسجد مبارک میں جو گھر کی طرف کو ایک کھڑکی کی طرز کا دروازہ ہے اُسکے قریب دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ بحالت نماز ہاتھ سینہ پر باندھتے تھے اور اکثر اوقات نماز مغرب سے عشاء تک مسجد کے اندر احباب میں جلوہ افروز ہو کر مختلف مسائل پر گفتگو فرماتے تھے۔

۸۹۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک زمانہ میں حضرت اقدس حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے ساتھ اس کوٹھڑی میں نماز کے لئے کھڑے ہوا کرتے تھے جو مسجد مبارک میں بجانب مغرب تھی۔ مگر ۱۹۰۱ء میں جب مسجد مبارک وسیع کی گئی تو وہ کوٹھڑی منہدم کر دی گئی۔ اس کوٹھری کے اندر حضرت صاحب کے کھڑے ہونے کی وجہ اغلباً یہ تھی کہ قاضی یار محمد صاحب حضرت اقدس کو نماز میں تکلیف دیتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی یار محمد صاحب بہت مخلص آدمی تھے۔ مگر ان کے دماغ میں کچھ خلل تھا جس کی وجہ سے ایک زمانہ میں ان کا یہ طریق ہو گیا تھا کہ حضرت صاحب کے جسم کو ٹٹولنے لگ جاتے تھے اور تکلیف اور پریشانی کا باعث ہوتے تھے۔

کہ میں آپ کے افتراء کی وجہ سے کسی انسانی عدالت میں آپ پر نالش نہیں کرونگا۔ سو میں کہتا ہوں کہ میں نہ صرف انسانی عدالت میں نالش کرونگا بلکہ میں خدا کی عدالت میں بھی نالش نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابلِ شرم الزام میرے پر لگائے ہیں اور مجھے ناکردہ گناہ دُکھ دیا ہے اِسلئے میں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ میں اس وقت سے پہلے مَروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بَری کر کے آپ کا کاذب ہونا ثابت نہ کرے۔ اَلَا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْن۔ اِسی کے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھ کو ۱۱ر دسمبر ۱۹۰۰ء روز پنجشنبہ کو یہ الہام ہوا۔

بر مقام فلک شدہ یارب گرامیدے دہم مدار عجب۔ بعد ۱۱۔

انشاء اللہ تعالیٰ۔ مگر بہرحال ایک نشان میری بریت کے لئے اِس مُدّت میں ظاہر ہوگا جو آپ کو سخت شرمندہ کریگا۔ خدا کی کلام پر ہنسی نہ کرو۔ پہاڑ ٹل جاتے ہیں۔ دریا خشک ہوسکتے ہیں۔ موسم بدل جاتے ہیں مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جبتک پُورا نہ ہولے۔

اِسی طرح میری کتاب اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۹ میں بابو الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہے یریدون ان یروا طمثک واللہ یرید ان یریک انعامہ۔ الانعامات المتواترۃ۔ انت منی بمنزلۃ اولادی۔ واللہ ولیک وربک فقلنا یا نار کونی بردًا۔ یعنی بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے مگر خدا تعالیٰ تجھے اپنے انعامات دکھلائے گا جو متواتر ہونگے اور تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ بچہ ہوگیا ہے ایسا بچہ جو بمنزلہ اطفال اللہ ہے۔ یعنی حیض ایک ناپاک چیز ہے مگر بچہ کا جسم اسی سے تیار ہوتا ہے۔ اِسی طرح جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو جس قدر فطرتی ناپاکی اور گندہ ہوتا ہے جو انسان کی فطرت کو لگا ہوا ہوتا ہے اُسی سے ایک رُوحانی جسم تیار ہوتا ہے۔ یہی حکمت انسانی ترقیات کا نتیجہ ہے۔ اِسی بناء پر صوفیہ کا قول ہے کہ اگر گناہ نہ ہوتا تو انسان کوئی ترقی نہ کرسکتا۔ آدم کی ترقیات کا بھی یہی موجب ہُوا۔ اِسی وجہ سے ہر ایک نبی مخفی کمزوریوں پر نظر کر کے استغفار

ظاہر ہے کہ یلج الجمل فی سم الخیاط اشارے کے طور پر ہے۔ اور مدراج میں سے ایک درجے کی علامت کنایہ مقرر فرمائی گئی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقعہ پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی۔ کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا تھا بچنے والے کے لئے اشارہ کافی ہے پس جن لوگوں کو میرا وہ رقعہ جو میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں لکھا تھا اور اُس میں اپنی کشفی حالت ظاہر کی تھی میرے جنون کی دلیل نظر آتا ہے وہ اپنے ایمان کی فکر کریں اور قرآن کے الفاظ ولمن خاف مقام ربہ جنتٰن ومن دونھما جنتٰن ۲۷ کی کسوٹی پر اپنے ایمان کو پرکھیں یہاں اللہ تعالےٰ ڈرنے والے کو دو جنت عطا فرمانے کا وعدہ فرماتا ہے جس کی تعریف درمیانی فقرات ہیں۔ یعنے اون میں چشمے ہونگے۔ لولو اور مرجان ہونگے سرہانے ہونگے وغیرہ وغیرہ اخیر میں فرماتا ہے کہ اون دو جنتوں سے ورے دو جنت اور بھی ہیں یعنے جیسے مرنے کے بعد اون کو دو جنت ملیں گے ایسے ہی اسی دنیا کی زندگی میں بھی دو جنت ملیں گے اور الفاظ من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ۔ اس کی تشریح ہے۔

اب میاں صاحب اور مولوی محمد علی صاحب مہربانی فرما کر کھول کر لکھیں کہ اُن کو دو جنت کون سے حاصل ہیں۔ یونہی اعتراض کر دینا تو بڑا آسان ہے خود کسی صنعت کے موصوف بنکر بتا دیں۔ اب میں مختصر طور پر اون خوابوں اور کشفوں کو ظاہر کرتا ہوں جو بطور پیشگوئی ظاہر ہوئے اور ہونے والے ہیں ایک سال سے زیادہ عرصہ گذرا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ پشاور کے گرد کسی سلطان بادشاہ کی چھیڑ چھاڑ ہو رہی ہے انجام کچھ معلوم نہ ہوا تھا۔ مگر تاہم میں نے

درست ہے۔ لیکن ہم لوگ جو خدا کے رسول کو ہاتھ لگاتے اور بوسہ دیتے اور مٹھیاں بھرتے ہیں۔ حتے کہ میں تو اس قدر بے ادب ہوں کہ جب نماز میں حضرت صاحب کے ساتھ کھڑا ہوتا ہوں تو اس کی پروا نہیں کرتا کہ نماز ٹوٹتی ہے یا نہیں۔ مونڈھا کہنی جو بھی آپ کے ساتھ لگ سکے لگاتا ہوں۔ کیا دوزخ کی آگ ہم کو بھی جھلسے گی۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ بھائی صاحب بات تو ٹھیک ہے لیکن تابعداری شرط ہے۔ اللہ اللہ یہ اس وقت کی حالت ہے۔ اور اب ڈاکٹر صاحب کی یہ حالت ہے کہ حضرت صاحب کے جگر گوشہ اور خلیفۂ وقت سے منحرف ہو رہے ہیں۔

۹۰۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ جو ہی ستلانہ کا واقعہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام گورداسپور کی کچہری سے باہر تشریف لائے۔ اور خاکسار سے کہا کہ انتظام کرو کہ نماز پڑھ لیں۔ خاکسار نے ایک دری نہایت شوق سے اپنی چادر پر بغرض جانماز ڈال دی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اقتداء میں نماز ظہر و عصر ادا کی۔ اس وقت غالباً ہم بیس احمدی مقتدی تھے۔ نماز سے فارغ ہونے پر معلوم ہوا کہ وہ دری حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی تھی۔ اور انہوں نے طلب لی۔

۹۰۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قدیم مسجد مبارک میں حضور علیہ السلام نماز جماعت میں ہمیشہ پہلی صف کے دائیں طرف دیوار کے ساتھ کھڑے ہوا کرتے تھے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سے آجکل موجودہ مسجد مبارک کی دوسری صف شروع ہوتی ہے۔ یعنی بیت الفکر کی کوٹھری کے ساتھ ہی مغربی طرف۔ امام اگلے حجرہ میں کھڑا ہوتا تھا۔ پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک شخص پر جنون کا غلبہ ہوا۔ اور وہ حضرت صاحب کے پاس کھڑا ہونے لگا۔ اور نماز میں آپ کو تکلیف دینے لگا۔ اور اگر کبھی اس کو پہلی صف میں جگہ ملتی تو ہر سجدہ میں وہ صفیں پھلانگ کر حضور کے پاس آتا اور تکلیف دیتا اور قبل اس کے کہ امام سجدہ سے سر اٹھائے وہ اپنی جگہ پر واپس چلا جاتا۔ اس تکلیف سے تنگ آکر حضور نے امام کے پاس حجرہ میں کھڑا ہونا شروع کر دیا۔ مگر وہ پھلانگتا حتی المقدور وہاں بھی پہونچ جایا کرتا اور ستایا کرتا تھا۔ مگر پھر بھی وہ نسبتاً امن تھا۔ اس کے بعد آپ وہیں نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ مسجد کی توسیع ہوگئی۔ یہاں بھی آپ دوسرے مقتدیوں سے آگے امام کے پاس ہی کھڑے ہوتے ہے۔ مسجد اقصیٰ میں جمعہ اور عیدین

کے موقعہ پر آپ صف اول میں عین امام کے پیچھے کھڑے ہوا کرتے تھے۔ وہ معمولی شخص جو دیکھنے میں تھا اپنے خیال میں انتہائی محبت کرتا اور جسم پر نامناسب طور پر ہاتھ پھیر کر تبرک حاصل کرتا تھا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس کا ذکر روایت ۹۳ میں بھی ہو چکا ہے۔

۹۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ قدیم مسجد مبارک کا نقشہ یہ ہے۔ اس کے تین حصے تھے۔ ایک چھوٹا مغربی حجرہ امام کے لئے تھا جس میں دو کھڑکیاں تھیں۔ درمیانی حصہ جس میں دو صفیں اور فی صف ۷ آدمی ہوتے تھے۔ اسی میں

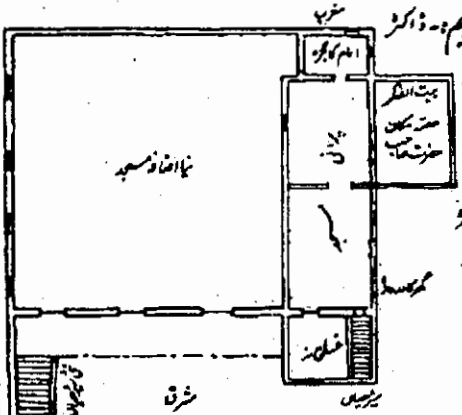

بیت الفکر کی کھڑکی کھلتی تھی اور اس کے مقابل پر جنوبی دیوار میں ایک کھڑکی روشنی کے لئے کھلتی تھی۔ تیسرا باہر کا مشرقی حصہ اس میں عموماً دو اور بعض اوقات تین صفیں اور فی صف ۵ آدمی ہوا کرتے تھے اسی میں نیچے سیڑھیاں آتی ہیں اور ایک دروازہ اس کا غسلخانہ میں تھا جو اب چھوٹے کمرہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے اسی تیسرے حصہ میں ایک دروازہ شمالی دیوار میں حضرت صاحب کے گھر میں کھلتا تھا۔ فرضیکہ اس زمانہ میں مسجد مبارک میں امام سمیت ۲۳ آدمیوں کی باقاعدہ گنجائش تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جو کمرہ بطور غسلخانہ دکھایا گیا ہے اس میں حضرت صاحب کے کُرتہ پر مُرغی کے چھیچھڑے پڑنے کا نشان ظاہر ہوا تھا۔

۹۵ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ قلمی تحریر دیکھی ہے جس میں حضور نے اس زمانہ کی جماعت کے ثابت لکھا تھا کہ وہ انشاء اللہ جنت میں میرے ساتھ ہوں گے۔ اس زمانہ کی جماعت کہ تھ محمد خاں صاحب مرحوم، مسـ ـے خاں صاحب مرحوم اور منشی ظفر احمد صاحب نایـ ـ

ابتداء میں شرطیں کوئی اور احمدی نہ تھا۔ لہذا میری مخالفت شروع ہوئی۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں مخالفت کی نسبت ایک خط ارسال کیا اور دعا کے لئے درخواست کی۔ جس کا جواب حضور علیہ السلام نے یہ رقم فرمایا کہ صبر کرو۔ وہاں بھی بہت لوگ ایمان لائیں گے۔ خواجہ عبدالرحمن صاحب بیان کرتے ہیں کہ بعد میں اگرچہ شرطوالے لوگ تو ابھی تک ایمان نہیں لائے۔ لیکن اس کے بالکل متصل گاؤں موسومہ کنیہ پورہ سارے کا سارا احمدی ہو گیا۔ اور علاقہ میں کئی اور جگہ احمدیت پھیل گئی ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ خواجہ صاحب جلدی کرتے ہیں۔ اگر حضرت صاحب نے ایسا فرمایا ہے تو تسلی رکھیں شرطیں بچ نہیں سکتا۔

۸۲۳ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پسر موعود کی پیشگوئی شائع فرمائی۔ تو اب کی زندگی میں ہی ایک شخص نور محمد نامی جو پٹیالہ کی ریاست میں کہیرو گاؤں کا رہنے والا تھا پسر موعود ہونے کا مدعی بن بیٹھا۔ اور بعض جاہل طبقہ کے لوگ اس نے اپنے مرید کر لئے۔ سُنا ہے یہ لوگ قادیان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھا کرتے تھے۔ اور ایک دفعہ ان کا ایک وفد قادیان بھی آیا تھا۔ انہوں نے حضرت صاحب کو سجدہ کیا مگر حضرت صاحب نے سختی سے منع فرمایا۔ وہ لوگ چند روز رہ کر واپس چلے گئے۔ اور پھر نہیں دیکھے گئے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ ایسے مجانین اور غالی لوگوں کا وجود ہر قوم میں ملتا ہے۔

۸۲۴ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک دفعہ الہام ہوا تھا کہ پھر بہار آئی تو آئے مسیح کے آنے کے دن۔ اس سال سے میں دیکھ رہا ہوں کہ ہر بہار کے موسم میں ایک نہ ایک حملہ سخت سردی کا ضرور ہوتا ہے

۸۲۵ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ یہ جو حضرت موسیٰ کو فرعون کے پاس بھیجتے ہوئے خدا نے حکم دیا تھا کہ قولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشیٰ۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کا بہت لحاظ کیا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نصیحت کی ہے کہ یہ بادشاہ ہے اس لئے اس کے ساتھ اس کے رتبہ کے موافق نرمی اور ادب سے گفتگو کی جائے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفۃ اوّل بھی یہ نکتہ بیان کیا کرتے تھے اور غالباً انہوں نے حضرت

مچھلی کا کھلنا تھا کہ تمام مکان بدبو سے بھر گیا (دراصل مچھلی سڑی ہوئی نہ تھی۔ بلکہ اس میں ایسی ہی بساند ہوتی ہے۔ وہاں کے لوگ اُسے بھون کر کھاتے ہیں اور واقعی نہایت لذیذ ہوتی ہے۔ مگر بساندہ اور بدبو برابر رہتی ہے) حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ اسے لے جاؤ اور گاؤں سے دور لے جا کر ڈھاب کے کنارے دفن کر دو۔ اس میں سخت بدبو ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کو بدبو سے بہت نفرت تھی۔

۸۸۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں جب لوگ حضور سے ملنے قادیان آتے یا جلسہ اور عیدین وغیرہ کے موقعوں پر آتے تو بہت دیر تک ٹھہرا کرتے تھے مگر اب لوگ ان موقعوں پر بہت کم آتے ہیں اور آتے ہیں تو بہت کم ٹھہرتے ہیں ان ایام میں بعض لوگ پیدل بھی اپنے وطن سے آتے تھے۔ ایک شخص دریام نامی تھا جو جہلم سے پیدل آتا تھا۔ اور ایک مولوی جمال الدین صاحب سیدوالہ ضلع شیخوپورہ کے تھے جو ہمیشہ ایک قافلہ کے پیدل حج کرتے ہوئے قادیان آیا کرتے تھے۔ حضور علیہ السلام کا بھی قاعدہ تھا کہ کثرت سے ملتے رہتے اور قادیان میں بار بار آنے کی تاکید فرماتے رہتے تھے۔

۸۸۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میاں الدین فلاسفر اور پھر اس کے بعد مولوی یار محمد صاحب کو ایک زمانہ میں قبروں کے کپڑے اتار لینے کی دھت ہوگئی تھی یہاں تک کہ فلاسفر نے ان کو بیچ کر کچھ روپیہ بھی جمع کر لیا۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ اس طرح ہم بدعت اور شرک کو مٹاتے ہیں۔ حضرت صاحب نے جب یہ سُنا۔ تو اس کام کو ناجائز فرمایا۔ تب یہ لوگ باز آئے اور وہ روپیہ اشاعت اسلام میں دیدیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اسلام نے نہ صرف ناجائز کاموں سے روکا ہے بلکہ جائز کاموں کے لئے ناجائز وسائل کے اختیار کرنے سے بھی روکا ہے۔

۸۹۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میاں الدین عرف فلاسفر کو بعض لوگوں نے کسی بات پر ملزم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو علم ہوا۔ تو آپ بہت نادم ہوئے اور فرمایا کہ اگر وہ عدالت میں جائے اور تم وہاں اپنے قصور کا اقرار کر لو۔ تو عدالت تم کو سزا دیگی اور اگر جھوٹ بولو اور انکار کرو۔ تو پھر تمہارا میرے پاس ٹھکانا نہیں۔ غرض آپ کی ناراضگی سے ڈر کر اُن

یہی مسئلہ پیش کیا۔ کہ آپؑ کی بعض تحریروں سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپؑ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ اِس لئے لوگوں کو ٹھوکر لگتی ہے حضرت صاحبؑ نے اسکی تشریح فرمائی۔ کہ میری مُراد اس سے کیا ہے۔ جسپر اُن مولوی صاحب نے کہا۔ کہ اچھا آپؑ تحریر کردیں۔ کہ آپؑ کی تحریرات میں جہاں کہیں نبوت کا لفظ ہے، وہ ایسا نہیں۔ کہ جو ختم نبوت کے منافی ہو۔ اور اس سے مراد محدثیت ہے۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔ کہ بیشک میں لکھدیتا ہوں۔ چنانچہ اُسی وقت حضورؑ نے ایک تحریر لکھکر مولوی صاحب کو دیدی۔ جو کہ اُنہوں نے اپنے پاس رکھ لی۔ تاکہ اُن لوگوں کو دکھائیں۔ جو اس وجہ سے حضرت صاحبؑ پر کُفر کا فتویٰ لگاتے تھے۔ انہی دنوں میں ایک دن بعض شریر لوگ مخالف مولویوں کے بہکانے سے اُس مکان پر حملہ کرکے آگئے۔ جہاں پر ہم ٹھیرے ہُوئے تھے۔ اور مکان کے اُوپر زنانہ میں گھسنا چاہتے تھے۔ مگر چند احمدیوں نے جو ساتھ تھے۔ بڑی ہمت سے سیڑھیوں میں کھڑے ہوکر اُن لوگوں کو روکا۔ اور بعد میں پولیس کے پہنچ جانے سے وہ لوگ منتشر ہوئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امرتسر جانے کی خبر سے بعض اور احباب بھی مختلف شہروں سے وہاں آگئے۔ چنانچہ کپورتھلہ سے محمد خاں صاحب مرحوم اور منشی ظفر احمد صاحب بہت دنوں وہاں ٹھیرے رہے۔ گرمی کا موسم تھا۔ اور منشی صاحب اور میں ہر دو نحیف البدن اور چھوٹے قد کے آدمی ہونے کے سبب ایک ہی چارپائی پر دونوں لیٹ جاتے تھے۔ ایک شب دس بجے کے قریب میں تھیٹر میں چلا گیا۔ جو مکان کے قریب ہی تھا۔ اور تماشہ ختم ہونے پر دو بجے رات کو واپس آیا صبح منشی ظفر احمد صاحب نے میری عدم موجودگی میں حضرت صاحبؑ کے پاس میری شکایت کی۔ کہ مفتی صاحب رات تھیٹر چلے گئے تھے۔ حضرت صاحبؑ نے فرمایا۔ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔ تاکہ معلوم ہو۔ کہ وہاں کیا ہوتا ہے۔ اِس کے سوا اور کچھ نہیں فرمایا منشی ظفر احمد صاحب نے خود ہی مجھ سے ذکر کیا۔ کہ میں تو حضرت صاحبؑ کے پاس آپکی شکایت لیکر گیا تھا۔ اور میرا خیال تھا۔ کہ حضرت صاحبؑ آپکو بُلاکر تنبیہ کریں گے۔ مگر حضورؑ نے تو صرف یہی فرمایا۔ کہ ایک دفعہ ہم بھی گئے تھے۔ اور اس سے معلومات حاصل ہوتے ہیں۔ میں نے کہا کہ

ذکر حبیب صفحہ 18 از مفتی محمد صادق قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 279 پر درج ہے

Back

مقدمہ سے پہلے شائع کیا ہوا تھا کہ ایک تو مجھے یہ الہام ہوا ہے کہ ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون۔ یعنی خدا تعالیٰ اس فریق کے ساتھ ہے جو متقی ہے اور دوسرا الہام یہ تھا کہ عدالت عالیہ سے بَری کیا جائیگا۔ اب دونوں کو ملا کر دیکھ کہ یہ کیسی عظیم الشان صداقت ہے جو پوری ہوئی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب ایک دفعہ کسی شخص کا ذکر سنانے لگے کہ وہ کسی عورت پر سخت عاشق ہو گیا۔ اور باوجود ہزار کوشش کے وہ اس عشق کو دل سے نہ نکال سکا۔ آخر حضرت صاحب کے پاس آیا۔ اور عالیجناب دُعا ہوا۔ حضرت صاحب نے مولوی صاحب سے فرمایا کہ مجھے خدا کی طرف سے معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص اس عورت سے ضرور بدکاری کرے گا۔ مگر میں بھی پورے زور سے اس کے لئے دُعا کرونگا چنانچہ وہ شخص قادیان ٹھہرا رہا۔ اور حضور دعا کرتے رہے۔ یہانتک کہ اس نے ایک روز مولوی صاحب سے کہا کہ آج رات خواب میں مَیں نے اس عورت کو دیکھا اور خواب میں ہی اس کی مباشرت کی اور مَیں نے اس دوران میں اس کی شرمگاہ کو جہنم کے گڑھے کی طرح دیکھا جس سے مجھے اس سے اس قدر خوف اور نفرت پیدا ہوئی کہ یکدم وہ آتش عشق ٹھنڈی ہو گئی۔ اور وہ محبت کی بے قراری سب دل سے نکل گئی۔ بلکہ دل میں دوری پیدا ہو گئی۔ اور خدا کے فضل اور حضور کی دعا کی برکت سے مَیں بدکاری سے بھی محفوظ رہا اور وہ جنون بھی جاتا رہا۔ اور حضور نے جو بات مہری بابت کہی تھی وہ ظاہری رنگ سے بدل کر خدا نے خواب میں پوری کرا دی یعنی مَیں نے اس سے تعلق بھی کر لیا اور ساتھ ہی مجھے گناہ سے بھی بچا لیا۔ غالباً یہ شخص سیالکوٹ کا رہنے والا تھا اور متمول آدمی تھا۔ اور اُسنے حضرت صاحب کی بیعت بھی کی تھی۔ مگر تعلق کو آخر تک نہیں نبھایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے گھر کی حفاظت کے لئے ایک دفعہ ایک گدی کتا بھی رکھا تھا۔ وہ دروازے پر بندھا رہتا تھا اور اس کا نام شیرو تھا۔ اس کی نگرانی بچے کرتے تھے یا مہمان قدرت اللہ خانصاحب مرحوم کرتے تھے جو گھر کے دربان تھے۔

مسجد اقصےٰ والا کنواں تھا۔ مگر وہ کسی قدر دور تھا اور چند سیڑھیاں چڑھ کر اس تک پہونچنا پڑتا تھا۔

۸۱۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ۱۹۰۴ء میں جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقدمہ کرم دین کی وجہ سے گورداسپور بمعہ اہل وعیال ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک دن آپ کی پشت پر ایک پھنسی نمودار ہوئی جس سے آپ کو بہت تکلیف ہوئی۔ خاکسار کو بلایا اور دکھایا اور بار بار پوچھا کہ یہ کاربنکل تو نہیں۔ کیونکہ مجھے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ میں نے دیکھکر عرض کی کہ یہ بال توڑیا معمولی پھنسی ہے۔ کاربنکل نہیں ہے۔

دراصل حضرت صاحب کو ذیابیطس اس قسم کا تھا جس میں پیشاب بہت آتا ہے مگر پیشاب میں شکر خارج نہیں ہوتی۔ اور یہ دورے ہمیشہ محنت اور زیادہ تکلیف کے دنوں میں ہوتے تھے۔ اور بکثرت اور بار بار پیشاب آتا تھا۔ اور یہ ایک عصبی تکلیف تھی۔ اور بہت پیشاب اگر سخت ضعف ہو جاتا تھا۔ ایک دفعہ کسی ڈاکٹر نے عرض کیا کہ پیشاب کا ملاحظہ شکر کے لئے کرا لینا چاہیئے۔ فرمانے لگے نہیں، اس سے تشویش زیادہ ہوگی۔ اس خاکسار نے بھی کیمیاوی ملاحظہ نہیں کیا تھا مگر ہمیشہ کے حالات دیکھکر تشخیص کی تھی کہ یہ مرض نروس پالیوریا ہے۔ مگر حضرت صاحب کی ایک تحریر سے مجھے علم ہوا ہے کہ ایک دفعہ آپ کے پیشاب میں شکر بھی پائی گئی تھی۔

۸۱۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ میاں معراج الدین صاحب عمر کے ساتھ ایک نومسلم جو بڑی لاہور سے آئی۔ اس کے نکاح کا ذکر ہوا۔ تو حافظ غلیم بخش صاحب مرحوم پٹیالوی نے عرض کی کہ مجھ سے کروا دیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اجازت دیدی اور نکاح ہو گیا۔ دوسرے روز اس عورت نے حافظ صاحب کے ہاں جانے سے انکار کر دیا اور خلع کی خواہش مند ہوئی۔ خلیفہ رجب دین صاحب لاہوری نے حضرت صاحب کی خدمت میں مسجد مبارک میں یہ معاملہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا کہ اتنی جلدی نہیں۔ ابھی صبر کرے۔ پھر اگر کسی طرح گذارہ نہ ہو۔ تو خلع ہو سکتا ہے۔ اس پر خلیفہ صاحب نے جو بہت بے تکلف آدمی تھے حضرت صاحب کے سامنے ہاتھ کی ایک حرکت سے اشارہ کر کے کہا کہ حضور وہ کہتی ہے کہ حافظ صاحب کی یہ حالت ہے (یعنی قوت رجولیت بالکل معدوم ہے) اس پر حضرت صاحب نے خلع کی اجازت دیدی۔ مگر احتیاطاً

اشتہاروں میں پیشاخبار کے نقش قدم پر چلے ہیں۔ بعض نے یہانتک جھوٹ بولا ہے کہ گویا ہماری جماعت میں ہی طاعون پھوٹ پڑی ہے اور گویا قادیان میں وہ طاعون پیدا ہو گئی ہے جو طاعون جارف کہلاتی ہے۔ انکے جواب میں مجھ سے کیا کہیں کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ وہ یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ کی یہی قدیم سنت ہے کہ جس گاؤں یا شہر میں خدا کی طرف سے کوئی مرسل آتا ہے وہ جگہ نسبتی طور پر دار الامن ہو جاتی ہے اور اس میں وہ بیحد اس اور دیوانہ کرنیوالی تباہی نہیں پڑتی جسمیں لوگ پروانوں کی طرح مرتے ہیں ہاں موت کا دروازہ بھی بند نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ باوجودیکہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے دار الامان ہونے میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں اور قرآن کریم نے بھی اس کی تصدیق کی ہے مگر پھر بھی بعض اوقات انسانی برداشت تک مکہ معظمہ میں ہیضہ پھوٹ پڑتا ہے اور ایسا ہی مدینہ منورہ میں بھی کئی واردا تیں ہو جاتی ہیں مگر ان واردا توں سے ان دونوں حرمین شریفین کے دار الامن ہونے میں فرق نہیں آتا۔ اسی طرح ہمیں اس سے انکار نہیں کہ قادیان میں بھی کبھی وبا پڑے یا کسی معمولی حد تک طاعون سے جانوں کا نقصان ہو لیکن یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ جیسا کہ قادیان کے ارد گرد تباہی ہوئی یہاں تک کہ بعض گاؤں موت کی وجہ سے خالی ہو گئے یہی حالت قادیان پر بھی آئے۔ کیونکہ وہ خدا جو قادر خدا ہے اپنے پاک کلام میں وعدہ کر چکا ہے جو قادیان میں تباہ کرنیوالی طاعون نہیں پڑے گی۔ جیسا کہ اُس نے فرمایا لَوْلَا الْوَجْهُ الْكَرِيْمُ۔ لَهَلَكَ الْمَقَامُ۔ یعنی اگر مجھے تمہاری عزت ظاہر کرنا ملحوظ نہ ہوتا تو میں اس مقام کو یعنی قادیان کو طاعون سے فنا کر دیتا یعنی اس گاؤں میں بھی بڑے بڑے خبیث اور شریر اور ناپاک طبع اور کذاب اور مفتری رہتے ہیں اور وہ اس لائق تھے کہ قہر الٰہی سب کو ہلاک کر دیوے مگر میں ایسا کرنا نہیں چاہتا کیونکہ درمیان میں تمہارا وجود بطور شفیع کے ہے اور تمہارا اکرام مجھے منظور ہے اسلئے میں اس مرتبہ سزا سے درگذر کرتا ہوں کہ ایک خوفناک تباہی اور موت ان لوگوں پر ڈالدوں تاہم کلی بے سزا نہیں چھوڑونگا اور کسی حد تک وہ بھی عذاب طاعون میں سے حصہ لینگے تا شریروں کی آنکھیں کھلیں۔ ماسوا اسکے اگر قادیان میں ایسی طاعون آئے جیسا کہ گرد و نواح میں بعض جگہ یہ صورتیں پیدا ہوئیں کہ دیہات میں صدہا لوگ مرے اور کئی دیہات تباہ ہو گئے اور بہت سے گھر ایسے ہو گئے کہ بجز شیر خوار بچوں کے ان میں کوئی بھی نہ رہا۔

۱۹

۱۸

ہوگا کہ اس قدر مسلمانوں کا مال ضائع ہوگیا۔ میرے ایک دوست میرزا خدا بخش صاحب مسٹر سید محمود صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اگر میں اس نقصان کے وقت علیگڈھ میں موجود نہ ہوتا تو میرے والد صاحب ضرور اس غم سے مر جاتے۔ یہ بھی مرزا صاحب نے سُنا کہ آپنے اس غم سے تین دن روٹی نہیں کھائی۔ اور اسقدر قومی مال کے غم سے دِل بھر گیا کہ ایک مرتبہ غشی بھی ہوگئی۔ سو اس سید صاحب یہی حادثہ تھا جس کا اس اشتہار میں صریح ذکر ہے۔ چاہو تو قبول کرو۔ والسلام۔ ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء"

۴۷۴ منجملہ اُن نشانوں کے جو پیشگوئی کے طور پر ظہور میں آئے۔ وہ پیشگوئی ہے جو میں نے اخویم قاضی ضیاء الدین صاحب قاضی کوٹ ضلع گوجرانوالہ کے متعلق کی تھی۔ اور میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس جگہ خود اُنکے خط کی عبارت نقل کر دوں جو اس پیشگوئی کے بارے میں انہوں نے میری طرف بھیجا ہے اور وہ یہ ہے۔

"مجھے یقینی یاد ہے کہ حضور علیہ السلام نے بماہ مارچ ۱۸۸۸ء جبکہ اس عاجز نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی تو ایک لمبی دُعا کے بعد اُسی وقت آپ نے فرمایا تھا کہ قاضی صاحب آپ کو ایک سخت ابتلا پیش آنے والا ہے۔ چنانچہ اس پیشگوئی کے بعد اس عاجز نے کئی اپنے عزیز دوستوں کو اس سے اطلاع بھی دیدی کہ حضور نے میری نسبت اور میرے حق میں ایک ابتلائی حالت کی خبر دی تھی۔ اب اس کے بعد جس طرح پر وہ پیشگوئی پُوری ہوئی وہ وقوعہ بعینہٖ عرض کرتا ہوں کہ میں حضرت اقدس سے روانہ ہو کر ابھی راستہ میں ہی تھا کہ مجھے خبر ملی کہ میری اہلیہ بعارضہ درد گردہ و

تریاق القلوب صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 472 تا 475 از مرزا قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 281 پر درج ہے

Back

۴۷۳

قولنج و قے مفرط سخت بیمار ہے۔ جب میں گھر پہنچا اور دیکھا تو واقع میں ایک نازک حالت طاری تھی۔ اور عجیب تر یہ کہ شروع بیماری وہی رات تھی۔ جس کی شام کو حضور نے اس ابتلاء سے اطلاع دی تھی۔ شدتِ درد کا یہ حال تھا کہ جان ہر دم ڈوبتی جاتی تھی۔ اور بے تابی ایسی تھی کہ باوجود کثیر الحیا ہونے کے مارے درد کے بے اختیار انکی چیخیں نکلتی تھیں اور گلی کوچے تک آواز پہنچتی تھی۔ اور ایسی نازک اور دردناک حالت تھی کہ اجنبی لوگوں کو بھی وہ حالت دیکھ کر رحم آتا تھا۔ شدتِ مرض تخمیناً تین ماہ تک رہی۔ اسقدر مدت میں کھانے کا نام تک نہ تھا۔ صرف پانی پیتیں اور قے کر دیتیں۔ دن رات میں پچاس ساٹھ دفعہ متواتر قے ہوتی۔ پھر درد قدرے کم ہوا۔ مگر نادان طبیبوں کے بار بار فصد لینے سے ہزال مفرط کی مرض مستقل طور پر دامنگیر ہوگئی۔ ہر وقت جان بلب رہتیں۔ دس گیارہ دفعہ تو مرنے تک پہنچکر بچیں اور عزیز اقربا کو پورے طور پر الوداعی غم و الم سے دلایا۔ غرض گیارہ مہینے تک طرح طرح کے دکھوں کی تختہ مشق رہ کر آخر کشادہ پیشانی بہوش تمام کلمہ شریف پڑھ کر ۲۸ برس کی عمر میں سفر جاودانی اختیار کیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اور اس حادثہ جانکاہ کے درمیان ایک شیر خوار بچہ رحمت اللہ نام بھی دودھ نہ ملنے کے سبب سے بھوکا پیاسا راہی ملک بقا ہوا۔ ابھی یہ زخم تازہ ہی تھا کہ عاجز کے دو بڑے بیٹے عبدالرحیم و فیض رحیم تپ محرقہ سے صاحب فراش ہوئے۔ فیض رحیم کو تو ابھی گیارہ دن پورے نہ ہونے پائے کہ اس کا پیالہ عمر کا پورا گیا۔ اور سات سالہ عمر میں داعی اجل کو لبیک کہکر جلدی سے اپنی پیاری ماں کو جا ملا۔ اور عبدالرحیم تپ محرقہ اور سرسام سے برابر دو ڈھائی مہینے بیہوش میت کی طرح پڑا رہا۔ سب طبیب لاعلاج

۴۷۵

تریاق القلوب صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 472 تا 475 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 281 پر درج ہے

۴۷۴

سمجھ چکے۔ کوئی نہ کہتا تھا کہ یہ بچیگا۔ لیکن چونکہ زندگی کے دن باقی تھے۔ بوڑھے باپ کی مضطربانہ دُعائیں خدا نے سُن لیں۔ اور محض اُسکے فضل سے صحیح سلامت بچ نکلا۔ اگرچہ پٹھوں میں کمزوری اور زبان میں لُکنت ابھی باقی ہے۔ یہ حوادثِ جانکاہ تو ایک طرف اُدھر مخالفوں نے اَور بھی شور مچا دیا تھا۔ آبرو ریزی اور طرح طرح کے مالی نقصانوں کی کوششوں میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا۔ غریب خانہ میں نقب زنی کا معاملہ بھی ہوا۔ اب تمام مصیبتوں میں یکجائی طور پر غور کرنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے کہ عاجز راقم کسقدر بلیہ دل دوز سینہ سوز میں مبتلا رہا۔ اور یہ سب انہی آفات و مصائب کا ظہور ہوا۔ جس کی حضور نے پہلے سے ہی مجمل طور پر خبر کر دی تھی۔ اسی اثنار میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ازراہِ نوازش تعزیت کے طور پر ایک تسلی دہندہ چٹھی بھیجی۔ وہ بھی ایک پیشگوئی پر مشتمل تھی جو پوری ہوئی۔ اور ہو رہی ہے۔ لکھا تھا کہ "واقع میں آپ کو سخت ابتلا پیش آیا۔ یہ سُنّت اللہ ہے تاکہ وہ اپنے مستقیم الحال بندوں کی استقامت لوگوں پر ظاہر کرے۔ اور تاکہ صبر کرنے سے بڑے بڑے اجر بخشے۔ خدا تعالیٰ ان تمام مصیبتوں سے مخلصی عنایت کریگا۔ دشمن ذلیل و خوار ہونگے جیساکہ صحابہ کے زمانہ میں ہوا کہ خدا تعالیٰ نے اُنکی ڈوبتی کشتی کو تھام لیا۔ ایسا ہی اِس جگہ ہوگا۔ اُن کی بد دُعائیں آخر اُنہی پر پڑیں گی"۔ سو بارے الحمد للہ کہ حضور کی دُعا سے ایسا ہی ہوا۔ عاجز ہر حال استقامت و صبر میں بڑھتا گیا۔ باوجود بشریت اگر کبھی مداہنہ کے طور پر مخالفوں کی طرف سے صلح صفائی کا پیغام آیا۔ تو بدیں خیال کہ پھر یہ انبیاء کی مصیبتوں سے حصّہ کہاں۔ دل میں ایسی صلح کرنے سے ایک قبض سی وارد ہو جاتی۔ اور میں نے بچشم خود مخالفوں کی یہ

۴۴۶

۴۷۵

حالت دیکھی اور دیکھ رہا ہوں کہ اُنکی وُہ خشک و ہابیت بھی رُخصت ہو چکی۔ کتاب و سُنّت سے تمسک کی کوئی پرواہ نہیں۔ اور دُنیا بھی شب و روز ہاتھوں سے جا رہی ہے جس کے گھمنڈ سے غرباء کو تکلیفیں دی تھیں۔ غرض دُنیا دین دونوں کھو رہے ہیں۔ خوار و شرمندہ ہیں۔ حضور کی وُہ پیشگوئی جو اُنکے ایڈوکیٹ کے حق میں فرمائی تھی کہ انّی مھین من اراد اھانتک مناسبت کے لحاظ سے حسب قسمت سب برابر اس سے حصّہ لے رہے ہیں جیساکہ تمام ہمعصر گواہ ہیں۔

راقم مسکین ضیاء الدین عفی عنہ قاضی کوٹ ضلع گوجرانوالہ

۷۵ منجملہ نہایت زبردست نشانوں کے جو خدا تعالیٰ نے غیب گوئی اور معارف عالیہ کے رنگ میں میری تائید میں ظاہر فرمائے۔ براہین احمدیہ کی وہ پیشگوئی ہے جو اسکے صفحہ ۴۹۶ میں درج ہے یعنے یا آدم اسکن انت و زوجك الجنّة۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ یہ الہام جو میری نسبت ہوُا۔ یعنے یا آدم اسکن انت و زوجك الجنّة۔ اردت ان استخلف فخلقت آدم۔ جس کے یہ معنے ہیں کہ اے آدم تُو اپنے جوڑنے کے ساتھ جنّت میں رہ۔ میں نے چاہا کہ میں اپنا مظہر دکھلاؤں۔ اس لئے میں نے اِس آدم کو پیدا کیا۔ یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آدم صفی اللہ کے وجود کا سلسلہ دوریّہ اِس عاجز کے وُجود پر آکر ختم ہوگیا۔ یہ بات اہل حقیقت اور معرفت کے نزدیک مسلّم ہے کہ مراتب وجود دوریّہ ہیں یعنے نوع انسان میں سے بعض بعض کی خُو اور طبیعت پر آتے رہتے ہیں جیساکہ پہلی کتابوں سے ص۱۵۵

۳۴۷

تریاق القلوب صفحہ 153 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 472 تا 475 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 281 پر درج ہے

جو اس کا مقابلہ کر سکے۔

(۳) میں کثرتِ قبولیتِ دُعا کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میری دُعائیں تیس ہزار کے قریب قبول ہو چکی ہیں اور اُنکا میرے پاس ثبوت ہے۔

(۴) میں غیبی اخبار کا نشان دیا گیا ہوں۔ کوئی نہیں کہ جو اس کا مقابلہ کر سکے۔ یہ خدا تعالےٰ کی گواہیاں میرے پاس ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیاں میرے حق میں چمکتے ہوئے نشانوں کی طرح پُوری ہوئیں ؎

آسماں بارد نشاں الوقت مے گوید زمیں ۔ ایں دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

مدت ہوئی کسوف خسوف رمضان میں ہو گیا۔ حج بھی بند ہوا۔ اور بموجب حدیث کے طاعون بھی ملک میں پھیلی اور بہت سے نشان مجھ سے ظاہر ہوئے جیسے صدہا ہندو اور مسلمان گواہ ہیں جن کو میں نے ذکر نہیں کیا۔ ان تمام وجوہ سے میں امام الزمان ہوں اور خدا میری تائید میں ہے۔ اور وہ میرے لئے ایک تیز تلوار کی طرح کھڑا ہے۔ اور مجھے خبر دی گئی ہے کہ جو شرارت سے میرے مقابل پر کھڑا ہوگا وہ ذلیل اور شرمندہ کیا جائیگا۔ دیکھو میں نے وہ حکم پہنچا دیا جو میرے ذمہ تھا۔ اور یہ باتیں میں اپنی کتابوں میں کئی مرتبہ لکھ چکا ہوں مگر جس واقعہ نے مجھے ان اُمور کے مکرر لکھنے کی تحریک کی وہ میرے ایک دوست کی اجتہادی غلطی ہے جس پر اطلاع پانے سے میں نے ایک نہایت دردناک دل کیساتھ اس رسالہ کو لکھا ہے۔

تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ ان دنوں میں یعنی ماہ ستمبر ۱۸۹۸ء میں جو مطابق جمادی الاوّل ۱۳۱۶ھ ہے۔ ایک میرے دوست جن کو میں ایک بے شر انسان اور نیک بخت اور متقی اور پرہیزگار جانتا ہوں اور انکی نسبت ابتدا سے میرا بہت نیک گمان ہے وَاللّٰہ حسیبہ۔ مگر بعض خیالات میں غلطی میں پڑا ہوا سمجھتا ہوں۔ اور اس غلطی کے ضرر سے انکی نسبت اندیشہ بھی رکھتا ہوں وہ تکالیف سفر اُٹھا کر اور ایک اور میرے عزیز دوست کو ہمراہ لیکر قادیان میں میرے پاس پہنچے۔ اور بہت سے الہامات اپنے مجھ کو سُنائے۔ پس اس سے مجھ کو بہت خوشی ہوئی۔ کہ خدا تعالیٰ نے انکو الہامات کا شرف بخشا ہے۔ مگر انہوں نے سلسلہ الہامات میں ایک یہ خواب بھی اپنی مجھے سنائی کہ میں نے ۴۶

۳۷۸

یہ اقرار ہے کہ ہم خدا کے رسُولوں میں تفرقہ نہیں ڈالتے اس طرح پر کہ بعض کو قبول کریں اور بعض کو رَدّ کر دیں بلکہ ہم سب کو قبول کرتے ہیں۔ ہم نے سُنا اور ایمان لائے اے خدا ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری طرف ہی ہماری بازگشت ہے۔ ان تمام آیات سے ظاہر ہے کہ قرآن شریف ان تمام نبیوں کا ماننا جن کی قبولیت دنیا میں پھیل چکی ہے مسلمانوں کا فرض ٹھیراتا ہے اور قرآن شریف کی رُو سے اُن نبیوں کی سچائی کے لئے یہ دلیل کافی ہے کہ دنیا کے ایک بڑے حصے نے اُن کو قبول کیا اور ہر ایک قدم میں خُدا کی مدد اور نصرت اُن کے شامل حال ہوگئی خُدا کی شان اس سے بلند تر ہے کہ وہ کروڑہا انسانوں کو اُس شخص کا سچا تابع اور جان نثار کرے جس کو وہ جانتا ہے کہ خدا پر افترا کرتا ہے اور دُنیا کو دھوکا دیتا ہے اور دروغگو ہے اور مگر کاذب کو ایسی ہی عزت دی جاتی جیسا کہ صادق کو۔ تو امان اُٹھ جاتا ہے اور امر نبوت صادقہ مشتبہ ہو جاتا ہے پس یہ اصول قبولیت صحیحہ اور سچا ہے کہ جن نبیوں کو قبولیت دی جاتی ہے اور ہر ایک قدم میں حمایت اور نصرت الٰہی اُن کے شامل حال ہو جاتی ہے وہ ہرگز جھوٹے ہوا نہیں کرتے۔ ہاں ممکن ہے کہ پیچھے آنے والے اُن کے نوشتوں میں تحریف تبدیل کر دیں اور اپنی نفسانی تفسیروں سے اُن کے مطالب کو اُلٹا دیں بلکہ پُرانی کتابوں کے لئے یہ بھی ایک لازمی امر ہے کہ مختلف خیالات کے آدمی اپنے خیال کے طور پر اُن کے معنی کرتے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ وہی معنے جُزو کتاب کی سمجھے جاتے ہیں اور پھر انہیں مختلف خیالات کی کشش کی وجہ سے کئی فرقے ہو جاتے ہیں اور ہر ایک فرقہ دوسرے فرقہ کے مخالف معنی کرتا ہے

خلاصہ کلام یہ کہ یہ عقیدہ جس کو قرآن شریف نے ہمیں سکھایا ہے نہایت سچا اور مستحکم عقیدہ ہے کیونکہ انسانی فطرت شہادت دیتی ہے کہ جن نبیوں کی عام طور پر کروڑہا لوگوں میں قبولیت پھیل جاتی ہے اور دلوں میں اُن کی نہایت درجہ محبت اور عظمت بیٹھ جاتی ہے اور نصرت الٰہی بارش کی طرح اُن پر برستی ہے وہ ہرگز جھوٹے نہیں ہوتے۔

چشمہ معرفت صفحہ 378 مندرجہ روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 378 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 283 پر درج ہے

Back

لگا رہ۔ جب تک میں زندہ ہوں، جہاں تک میری طاقت ہے میں تیرا ساتھ دوں گا۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۶-۱۸۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱۰، ۱۱۱)

"یہ سب مضمون ابوطالب کے قصہ کا اگرچہ کتابوں میں درج ہے مگر یہ تمام عبارت الہامی ہے جو خدائے تعالیٰ نے اِس عاجز کے دل پر نازل کی۔ صرف کوئی کوئی فقرہ تشریح کے لئے اِس عاجز کی طرف سے ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۱۸، ۱۹ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱۱، ۱۱۲ حاشیہ)

۱۸۹۱ء "صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے منارہ سفید شرقی کے پاس اتریں گے..... دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر بذریعہ الہام یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اِس جگہ ایسے قصبہ کا نام دمشق رکھا گیا ہے جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں..... مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے اور خدائے تعالیٰ نے مسیح کے اُترنے کی جگہ جو دمشق کو بیان کیا تو یہ اِس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسیح سے مراد وہ اصل مسیح نہیں ہے جس پر انجیل نازل ہوئی تھی بلکہ مسلمانوں میں سے کوئی ایسا شخص مراد ہے جو اپنی روحانی حالت کی رُو سے مسیح سے اور نیز امام حسینؓ سے بھی مشابہت رکھتا ہے کیونکہ دمشق پایۂ تخت یزید ہو چکا ہے اور یزیدیوں کا منصوبہ گاہ جس سے ہزارہا طرح کے ظالمانہ احکام نافذ ہوئے وہ دمشق ہی ہے..... سو خدا تعالیٰ نے اُس دمشق کو جس سے ایسے پُرظلم احکام نکلتے تھے اور جس میں ایسے سنگ دل اور سیاہ روؤں لوگ پیدا ہو گئے تھے اِس غرض سے نشانہ بنا کر لکھا کہ اب مثیل دمشق عدل اور ایمان پھیلانے کا ہیڈ کوارٹر ہو گا کیونکہ اکثر نبی ظالموں کی بستی میں ہی آتے رہے ہیں اور خدا تعالیٰ لعنت کی جگہوں کو برکت کے مکانات بناتا رہا ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۲ تا ۷۰ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۳-۱۳۶ حاشیہ)

۱۸۹۱ء "قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ

اُخْرِجَ مِنْهُ الْيَزِيْدِيُّوْنَ

یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے ہیں۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۲ حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۸ حاشیہ)

۱۸۹۱ء (۱) "ایک صاف اور صریح کشف میں مجھ پر ظاہر کیا گیا کہ ایک شخص حارث[1] نام یعنی حراث آنے والا جو

---

[1] حارث کے معنے زمیندار کے ہیں اور حراث سے مراد بڑا زمیندار ہے اور یہ بات حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں پائی جاتی ہے۔ (مرتب)

یہ حوالہ صفحہ 288 پر درج ہے

شہادت القرآن صفحہ 99 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395 از مرزا قادیانی

Back

سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہوا اور میں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چارپائی پر قبضہ کرتا ہوا تا وہ اُسپر بیٹھے نہ جاسکے تو میری حالت پر افسوس ہو اگر میں نہ اُٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چارپائی اُسکو نہ دوں اور اپنے لئے فرش زمین پسند نہ کروں اگر میرا بھائی بیمار ہو اور کسی درد سے لاچار ہو تو میری حالت پر حیف ہو اگر میں اُسکے مقابل پر امن سے سو رہوں اور اُسکے لئے جہانتک میرے بس میں ہو آرام رسانی کی تدبیر نہ کروں اور اگر کوئی میرا دینی بھائی اپنی نفسانیت سے مجھ سے کچھ سخت گوئی کرے تو میری حالت پر حیف ہو اگر میں بھی دیدہ و دانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہیئے کہ میں اُسکی باتوں پر صبر کروں اور اپنی غلطیوں کے لئے رو رو کر دعا کروں کیونکہ وہ میرا بھائی ہو اور روحانی طور پر بیمار ہو اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اُس سے سرزد ہو تو مجھے نہیں چاہیئے کہ میں اُس سے ٹھٹھا کروں یا چیں برجبیں ہو کر تیوری دکھاؤں یا بدنیتی سے اسکی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں کوئی سچا مومن نہیں ہو سکتا جبتک اُسکا دل نرم نہ ہو جبتک وہ اپنے تئیں ہر بیت ذلیل تر نہ سمجھے اور سارے شریفتیں دُور نہ ہو جائیں خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہو اور غریبوں سے نرم ہو کر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونیکی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی غصہ سے اسکی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اُسکو اُٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اُٹھتا تو چارپائی کو اُلٹا دیتا ہے اور اُسکو نیچے گرا دیتا ہے پھر وہ دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اُسکو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بھارات نکالتا ہے یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں ہوتا جن میں آدم سا اچھا ہے پھر میں کس خوشی کی اُمید سے لوگوں کو جلسہ کیلئے اکٹھے کروں یہ دُنیا کے تماشوں میں سے کوئی تماشا نہیں ابھی تک میں جانتا ہوں کہ میں اکیلا ہوں بجز ایک مختصر گروہ رفیقوں کے جو دو سو سے کسی قدر زیادہ ہیں جو بیشمر خدا کی خاص رحمت سے جنمیں سے اوّل درجہ پر میرے خالص دوست اور محب مولوی حکیم نورالدین صاحب اور چند اور دوست ہیں جنکو میں جانتا ہوں کہ وہ صرف خدا تعالیٰ کیلئے میرے ساتھ تعلق محبت رکھتے ہیں اور میری باتوں اور نصیحتوں کو تعظیم کی نظر سے دیکھتے ہیں اور اُنکی آخرت پر نظر ہے سو وہ انشاء اللہ دونوں جہانوں میں میرے ساتھ ہیں اور میں اُنکے ساتھ ہوں۔ میں اپنے ساتھ اُن لوگوں کو کیا سمجھوں جنکے دل میرے ساتھ نہیں

* یہ باتیں ہماری طرف سے اپنی عزیز جماعت کے لئے بطور نصیحت کے ہیں دوسرا کوئی مجاز نہیں کہ کسی کا نام لیکر انکا تذکرہ کرے ورنہ وہ سب سے بڑھ کر گناہ اور فتنہ کی راہ اختیار کریگا۔

شہادت القرآن صفحہ 2 (آخر) مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 396 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 288 پر درج ہے

Back

التوائے جلسہ ۲۷ دسمبر ۱۸۹۳ء

ہم افسوس سے لکھتے ہیں کہ چند ایسے وجوہ ہم کو پیش آئے جنہوں نے ہماری رائے کو اس طرف مائل کیا کہ ابکی دفعہ اس جلسہ کو ملتوی رکھا جائے اور چونکہ بعض لوگ تعجب کرینگے کہ اس التوا کا موجب کیا ہے لہذا البطور اختصار کسی قدر ان وجوہ میں سے لکھا جاتا ہے۔

اوّل - یہ کہ اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ اُنکے دل آخرت کیطرف بکلی جھک جائیں اور اُنکے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیزگاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں وہ سروں کے لئے ایک نمونہ بھائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی اُنمیں پیدا ہو اور دینی مہمات کیلئے سرگرمی اختیار کریں لیکن اِس پہلے جلسہ کے بعد ایسا اثر نہیں دیکھا گیا بلکہ خاص جلسہ کے دنوں میں ہی بعض کی شکایت سُنی گئی کہ وہ اپنے بعض بھائیوں کی بدخوئی سے شاکی ہیں اور بعض اُس مجمع کثیر میں اپنے آرام کیلئے دوسرے لوگوں سے کج خلقی ظاہر کرتے ہیں گویا وہ مجمع ہی اُن کیلئے موجب ابتلاء ہو گیا۔ اور پھر میں دیکھتا ہوں کہ جلسہ کے بعد کوئی بہت عمدہ اور نیک اثر ابتک اس جماعت کے بعض لوگوں میں ظاہر نہیں ہوا اور اِس تجربہ کیلئے یہ تقریب پیش آئی کہ ان دنوں سے آجتک ایک جماعت کثیر مہمانوں کی اس عاجز کے پاس بطور تبادلہ رہتی ہے یعنی بعض آتے اور بعض جاتے ہیں اور بعض وقت یہ جماعت سَو سَو مہمان تک بھی پہنچ گئی ہے اور بعض وقت اس سے کم لیکن اِس اجتماع میں بعض دفعہ بباعث تنگی مکانات اور قلت وسائل مہمانداری ایسے نالائق رنجش اور خود غرضی کی سخت گفتگو بعض مہمانوں میں باہم ہوتی دیکھی ہے کہ جیسے ریل میں بیٹھنے والے تنگی مکان کی وجہ سے ایک دوسرے سے لڑتے ہیں اور اگر کوئی بیچارہ عین ریل چلنے کے قریب اپنی گٹھڑی کے سمیت مارے اندیشہ کے دوڑتا دوڑتا اُن کے پاس پہنچ جائے تو اُسکو دھکے دیتے اور دروازہ بند کر لیتے ہیں کہ ہم میں جگہ نہیں حالانکہ گنجائش نکل سکتی ہے مگر سخت دلی ظاہر کرتے ہیں اور وہ ٹکٹ لئے اور بقچہ اُٹھائے اِدھر اُدھر پھرتا ہے اور کوئی اُسپر رحم نہیں کرتا مگر آخر ریل کے ملازم جبراً اُسکو جگہ دلاتے ہیں۔ سو ایسا ہی یہ اجتماع بھی بعض اخلاقی حالتوں کے بگاڑنے کا ایک ذریعہ معلوم ہوتا ہے اور جبتک مہمانداری کے پورے وسائل میسّر نہ ہوں اور جبتک خدا تعالےٰ ہماری جماعت میں اپنے خاص فضل سے کچھ مادہ رفق اور نرمی اور ہمدردی اور

شہادت القرآن صفحہ "ز" مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 289 پر درج ہے

Back

[redacted] اور دست اور دعا کشی کو نہیں سمجھتے کہ تب تک یہ جلسہ قرین مصلحت نہیں ہوسکتا۔ حالانکہ دل تو یہی چاہتا ہے کہ مسلمین [redacted] کہ آویں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کرکے جائیں کیونکہ موت کا اعتبار نہیں۔ میرے [redacted] حقیقی طور پر وہی دیکھتا ہے جو صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرتا ہے اور فقط دین کو چاہتا ہے [redacted] دیکھنے میں مسلمین کو فائدہ ہو کر رہے۔

سو ایسے پاک نیت لوگوں کی آمد ہمیشہ بہتر ہے کسی جلسہ پر موقوف نہیں بلکہ ہمیشہ اور ہر وقت سے [redacted] اور فراغت سے باتیں کرسکتے ہیں اور یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ نخواہ اس کا التزام ہو بلکہ اس کا انعقاد صحت نیت اور حسن ثمرات پر موقوف ہے اور نہ ظاہر اسکے ہیچ۔ اور جب تک معلوم نہ ہو اور تجربہ شہادت نہ دے کہ یہ جلسہ کوئی دینی فائدہ یہ ہو تو لوگوں کے چال چلن اور اخلاق پر اس کا اثر ہو تب تک ایسا جلسہ صرف فضول ہی نہیں بلکہ میں قسم کھا کے کہتا ہوں کہ اس اجتماع سے نتائج نیک پیدا نہیں ہوتے ایک مصیبت اور طریق ضلالت اور بدعت شنیعہ ہے میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض پیرزادوں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کیلئے اپنے مریدین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ طلب خالی جسکے لئے میں جلسہ کا قائل ہوں اصلاح خلق اللہ ہو پھر اگر کوئی امر یا انتظام موجب اصلاح نہ ہو بلکہ موجب فساد ہو تو مخلوق میں سے میرے جیسا انکا کوئی دشمن نہیں اور اللہ کریم حضرت مولوی نور الدین صاحب [redacted] تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کرچکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے بلاشک کوئی خاص قابلیت اور تہذیب اور پرہیزگاری اور علم الٰہی حاصل بالہام پیدا نہیں کی سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض صاحبزادے جماعت میں داخل ہو کر اس جلسہ سے بیعت کرکے اور عہد توبہ نصوح کرکے پھر بھی ویسے کے ویسے دل ہیں کہ اپنی جماعت کے مریدوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح دیکھتے ہیں وہ مالک تکبر کے سیدے منہ سو السلام علیک نہیں کرسکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی پیش آویں اور انہیں بیگانہ اور خود غرض سے زیادہ نہیں دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایکدوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایکدوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات نوبت یہاں تک [redacted] پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کرلیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسم پر نفسانی بخشیں ہوتی ہیں اور اگر یہ بخیہ اور سیدھی بھی ہماری جماعت میں بہت۔ بلکہ یقیناً دو سو زیادہ ہی ہیں جو خدا تعالیٰ کا فضل ہے جو نصیحتوں کو سنکر روتے اور عاقبت کو مقدم رکھتے ہیں اور انکے دلوں پر نصیحتوں کا عجیب اثر ہوتا ہے لیکن [redacted] لعنت کی دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا یہ کیا حالی ہے کہ کسی جماعت کے ساتھ یہ نفسانی بلا لگی ہے کہ انکے مل گرے جاتے ہیں اور کہیں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ستاتا اور اس سے بلندی چاہتا ہے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہوسکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہرائے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے

یہ حوالہ صفحہ 289 پر درج ہے

شہادت القرآن صفحہ 99 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395 از مرزا قادیانی

Back

ندوست اور جماعتی کاموں کو ہرج نہ کرنے تب تک یہ جلسہ قرین مصلحت معلوم نہیں ہوتا حالانکہ دل تو یہی چاہتا ہے کہ سب یعنی
محض اللہ جمع ہو کر کے آویں اور میری صحبت میں رہیں اور کچھ تبدیلی پیدا کر کے جاویں کیونکہ موت کا اعتبار نہیں۔ میرے
دیکھنے میں سب یعنی کو فائدہ ہو مگر مجھے حقیقی طور پر وہی دیکھنا ہے جو صبر کے ساتھ دین کو تلاش کرتا ہے اور فقط دین کو چاہتا ہے
سو ایسے پاک نیت لوگوں کا آنا بغیر جلسہ بہتر ہے کسی جلسہ پر موقوف نہیں بلکہ ہمیشہ وقتوں میں وہ فرصت اور فراغت سے
باتیں کر سکتے ہیں اور یہ جلسہ ایسا تو نہیں ہے کہ دنیا کے میلوں کی طرح خواہ نخواہ التزام آمد کا لازم ہو بلکہ اس کی اصل صورت نیت
حسن ثمرات پر موقوف ہے اور جب تک یہ معلوم نہ ہو اور تجربہ شہادت نہ دے کہ اس جلسہ سے دینی فائدہ
یہ ہے اور لوگوں کے چال چلن اور اخلاق پر اثر ہو تب تک ایسا جلسہ صرف فضول ہی نہیں بلکہ اس علم کے بعد کہ اس اجتماع
سے نتائج نیک پیدا نہیں ہوتے ایک معصیت اور طریق ضلالت اور بدعت شنیعہ ہے میں ہرگز نہیں چاہتا کہ حال کے بعض
پیروؤں کی طرح صرف ظاہری شوکت دکھانے کیلئے اپنے مبایعین کو اکٹھا کروں بلکہ وہ علت غائی جسکے لئے میں بھیجا گیا اور
ہوں اصلاح خلق اللہ ہو پھر اگر کوئی امر یا انتظام موجب اصلاح نہ ہو بلکہ موجب فساد ہو تو مخلوق میں سے میرے ایسا
اُسکا کوئی دشمن نہیں اور انی اکرم حضرت مولوی نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بارہا جو یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ
ہماری جماعت کے اکثر لوگوں میں ابتک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک نیتی اور پرہیزگاری اور للہی محبت باہم پیدا
نہیں ہوئی سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض صفات جماعت
میں داخل ہو کر اس جامعہ سے بیعت کر کے اور عہد توبہ تجدید کر کے پھر بھی فریب کی دل ہیں کہ اپنی جماعت کے ہر یوں کی
بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں وہ مادہ تکبر کے سبب سے سو السلام علیک نہیں کر سکتے پھر جائیکہ خوش خلقی اور مہربانی سے
پیش آویں اور انہیں بھائی اور خود غرض مستور دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایکدوسرے
سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایکدوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت
پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی تعمل پر نفسانی بخشیں ہوتی ہیں اور اگرچہ بعید اور سعید
بھی ہماری جماعت میں بہت ۔ بلکہ یقیناً دو سو کے زیادہ ہی ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا فضل ہے جو نصیحتوں کو سنکر قبول کرتے اور
عاقبت کو مقدم رکھتے ہیں اور اُنکے دلوں پر نصیحتوں کا عجیب اثر ہوتا ہے لیکن بئس العشیرۃ کی مثال لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور
میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا یہ کیا حالی ہیں کونسی جماعت ہے جو میرے ساتھ یہ نفسانی ماجرا کریں اسکے دل گرے جاتے
ہیں اور کیوں ایک بھائی دوسرے بھائی کو ہستا اور اُسکی بلندی چاہتا ہے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز
درست نہیں ہو سکتا جبتک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسیع مقدم نہ ٹھہرائے۔ اگر میرا ایک بھائی میرے

شہادت القرآن صفحہ 99 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 290 پر درج ہے

Back

بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے میں باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجہ پر بنا دیا ہے۔ (۱) اظ والد مرحوم کے اثر نے (۲) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے (۳) تیسرے خدا تعالےٰ کے الہام نے۔

اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔ صرف ایک رنج اور درد و غم ہر وقت مجھے لاحق حال ہے جس کا استغاثہ پیش کرنے کے لیے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس ملک کے مولوی مسلمان اور ان کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دُکھ دیتے ہیں۔ میرے قتل کے لیے ان لوگوں نے فتوے دیئے ہیں۔ مجھے کافر اور بے ایمان ٹھہرایا ہے اور بعض ان میں سے حیا اور شرم کو ترک کر کے اس قسم کے اشتہار میرے مقابل پر شائع کرتے ہیں کہ یہ شخص اس وجہ سے بھی کافر ہے کہ اس نے انگریزی سلطنت کو سلطنت روم پر ترجیح دی ہے اور ہمیشہ سلطنت انگریزی کی تعریف کرتا ہے اور ایک باعث یہ بھی ہے کہ یہ لوگ مجھے اس وجہ سے بھی کافر ٹھیراتے ہیں کہ میں نے خدا تعالےٰ کے پتے الہام سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اس خونی مہدی کے آنے سے انکار کیا ہے جس کے یہ لوگ منتظر ہیں۔ بیشک میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے ان لوگوں کا بڑا نقصان کیا ہے کہ میں نے ایسے خونی مہدی کا آنا سراسر جھوٹ ثابت کر دیا ہے جس کی نسبت ان لوگوں کا خیال تھا کہ وہ آ کر بے شمار روپیہ ان کو دے گا مگر میں معذور ہوں۔ قرآن اور حدیث سے یہ بات بپایۂ ثبوت نہیں پہنچتی کہ دُنیا میں کوئی ایسا مہدی آئے گا جو زمین کو خون میں غرق کر دے گا۔ پس میں نے ان لوگوں کا بجز اس کے کوئی گناہ نہیں کیا کہ اس خیالی لوٹ مار کے روپیہ سے میں نے ان کو محروم کر دیا ہے میں خدا سے پاک الہام پا کر یہ چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے اخلاق اچھے ہو جائیں اور وحشیانہ عادتیں دُور ہو جائیں اور نفسانی جذبات سے اُن کے سینے دھوئے جائیں اور ان میں آہستگی اور سنجیدگی اور علم اور میانہ روی اور انصاف پسندی پیدا ہو جائے اور یہ اپنی اس گورنمنٹ کی ایسی اطاعت کریں کہ دوسروں کے لیے نمونہ بن جائیں اور یہ ایسے ہو جائیں کہ کوئی بھی فساد کی رگ ان میں باقی نہ رہے۔ چنانچہ کسی قدر یہ مقصود مجھے حاصل بھی ہو گیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ دس ہزار یا اس سے بھی زیادہ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو میری ان پاک تعلیموں کے دل سے پابند ہیں[1]۔ اور یہ نیا فرقہ مگر گورنمنٹ کے لیے نہایت مبارک فرقہ برٹش انڈیا میں زور سے ترقی کر رہا ہے اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر

---

[1] میں نے اپنی کسی کتاب میں لکھا تھا کہ میری جماعت تین سو آدمی ہیں، لیکن اب وہ شمار بہت بڑھ گیا ہے کیونکہ روز ترقی ہو رہی ہے۔ اب میں یقین رکھتا ہوں کہ میری جماعت کے لوگ دس ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہوں گے۔ اور میری فراست یہ پیشگوئی کرتی ہے کہ تین سال تک ایک لاکھ تک میری اس جماعت کا عدد پہنچے گا۔ منہ

کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں۔ اور اگر وہ اس گورنمنٹ کی سب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کریں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہوگا اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی رُوح ان میں پیدا ہو جائے گی۔ اور جس طرح ایک انسان خوبصورت ہو کر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہوگی۔ مگر میں نہیں کہتا کہ گورنمنٹ عالیہ جبراً ان کو میری جماعت میں داخل کرے اور نہ میں اس وقت یہ استعجاب کرتا ہوں کہ کیوں وہ ہر وقت میرے قتل کے درپے ہیں اور کیوں میرے قتل کے لیے جھوٹے فتوے شائع کر رہے ہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ یہ بداردادے ان کے بجا ہیں۔ کیونکہ کوئی چیز زمین پر نہیں ہو سکتی جب تک آسمان پر نہ ہو لے۔ اور میں ان کی بدی کے عوض میں اُن کے حق میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ انکی آنکھیں کھولے اور وہ خدا اور مخلوق کے حقوق کے شناسا ہو جائیں مگر چونکہ ان لوگوں کی عداوت حد سے بڑھ گئی ہے اس لیے میں نے اُن کی اصلاح کے لیے اور ان کی بھلائی کے لیے بلکہ تمام مخلوق کی خیر خواہی کے لیے ایک تجویز سوچی ہے جو ہماری گورنمنٹ کی امن پسند پالیسی کے مناسب حال ہے جس کی تعمیل اس گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ محسن گورنمنٹ جس کے احسانات سب سے زیادہ مسلمانوں پر ہیں، ایک یہ احسان کرے کہ اس ہر روزہ تکفیر اور تکذیب اور قتل کے فتووں اور منصوبوں کے روکنے کے لیے خود درمیان میں ہو کر یہ ہدایت فرما دے کہ اس تنازعہ کا فیصلہ اس طرح پر ہو کہ مدعی یعنی یہ عاجز جس کو مسیح ہونے کا دعویٰ ہے اور جس کو یہ دعویٰ ہے کہ جس طرح نبیوں سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہوتا تھا اسی طرح مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور غیب کے بھید مجھ پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور آسمانی نشان دکھلائے جاتے ہیں۔ یہ مدعی یعنے یہ عاجز گورنمنٹ کے حکم سے ایک سال کے اندر ایک ایسا آسمانی نشان دکھلاوے ایسا نشان جس کا مقابلہ کوئی قوم اور کوئی فرقہ جو زمین پر رہتے ہیں نہ کر سکے اور مسلمانوں کی قوموں یا دوسری قوموں میں سے کوئی ایسا علم اور خواب بین اور معجزہ نما پیدا نہ ہو سکے جو اس نشان کے ایک سال کے اندر نظیر پیش کرے اور ایسا ہی ان تمام مسلمانوں بلکہ ہر ایک قوم کے پیشواؤں کو جو علم اور خدا کے مقرب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہدایت اور فہمائش ہو کہ اگر وہ اپنے تئیں سچ پر اور خدا کے مقبول سمجھتے ہیں اور ان میں کوئی ایسا پاک دل ہے جس کو خدا نے ہمکلام ہونے کا شرف بخشا ہے اور الٰہی طاقت کے نمونے اس کو دیئے گئے ہیں تو وہ بھی ایک سال تک کوئی نشان دکھلاویں۔ پھر بعد اس کے اگر ایک سال تک اس عاجز نے ایسا کوئی نشان نہ دکھلایا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر اور انسانی ہاتھ کی قوت سے بھی بلند تر ہو یا یہ کہ نشان تو دکھلایا مگر اس قسم کے نشان اور مسلمانوں یا اور قوموں سے نمایاں طور پر آگے تو یہ سمجھا جائے کہ میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں اور اس صورت میں مجھ کو کوئی سخت سزا دی جائے گو موت

مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 357، 358 طبع جدید از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 290 پر درج ہے

جو اسکو نہیں پہچانتے جسکو مَیں نے پہچانا ہو اور نہ اُسکی عظمتیں اپنے دلوں میں بٹھاتے ہیں اور نہ ٹھٹھوں اور ہنسی کو چھوڑتے ہیں اور نہ خیال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دیکھ رہا ہے اور کبھی نہیں سوچتے کہ ہم ایک زہر کھا رہے ہیں جس کا بالضرور نتیجہ موت ہے اور حقیقت وہ ایسے ہیں جنکو شیطانی راہیں چھوڑنا منظور ہی نہیں۔ یاد رہے کہ جو میری راہ پر چلنا نہیں چاہتا وہ مجھ میں سے نہیں اور اپنے دعویٰ میں جھوٹا ہے اور میرے مذہب کو قبول کرنا نہیں چاہتا بلکہ اپنا مذہب پسندیدہ سمجھتا ہے وہ مجھ سے ایسا دور ہے جیسا کہ مغرب مشرق سے وہ خطا پر ہے کہ سمجھتا ہے کہ مَیں اسکے ساتھ ہوں مَیں بار بار کہتا ہوں کہ آنکھوں کو پاک کرو اور انکو روحانیت کے طور سے ایسا ہی روشن کرو جیسا کہ وہ ظاہری طور پر روشن ہیں ظاہری رویت تو حیوانات میں بھی موجود ہے مگر انسان اُسوقت سچا کھلا سکتا ہے جبکہ باطنی رویت یعنی نیک و بد کی شناخت کا اُسکو حصہ ملے اور پھر نیکی کیطرف جھک جائے سو تم اپنی آنکھوں کیلئے نہ صرف چار پاؤں کی بینائی بلکہ حقیقی بینائی ڈھونڈھو اور اپنے دلوں سے نیلے بُت باہر پھینکو کہ وہ دنیا دین کی مخالفت سے جلد مروگے اور دیکھو گے کہ نجات اُنہیں کو ہے کہ جو دُنیا کے جذبات سے بیزار اور بُری اور صاف دل تھے۔ مَیں کہتے کہتے ان باتوں کو تھک گیا کہ اگر تمہاری یہی حالتیں ہیں تو پھر تم میں اور غیروں میں فرق ہی کیا ہے لیکن یہ دل کچھ ایسے ہیں کہ توجہ نہیں کرتے اور ان آنکھوں سے مجھے بینائی کی توقع نہیں لیکن خدا اگر چاہے اور میں تو ایسے لوگوں سے دُنیا اور آخرت میں بیزار ہوں۔ اگر مَیں صرف اکیلا کسی جنگل میں ہوتا تو میرے لئے ایسے لوگوں کی رفاقت سے بہتر تھا جو خدا تعالیٰ کے احکام کو عظمت سے نہیں دیکھتے اور اُسکے جلال اور عزت سے نہیں کانپتے اگر انسان بغیر حقیقی راستبازی کے صرف مُنہ سے کہے کہ مَیں مسلمان ہوں یا اگر ایک بُھوکا صرف زبان پر روٹی کا نام لاوے تو کیا فائدہ اِن طریقوں سے نہ وہ نجات پائیگا اور نہ وہ سیر ہوگا۔ کیا خدا تعالیٰ دلوں کو نہیں دیکھتا۔ کیا اُس علیم و حکیم کی گہری نگاہ انسان کی طبیعت کے پاتال تک نہیں پہنچتی۔

پس اے نادانو خوب سمجھو اے غافلو خوب سوچ لو کہ بغیر سچی پاکیزگی ایمانی اور اخلاقی اور اعمال کے کسی طرح رہائی نہیں اور جو شخص ہر طرح سے گندہ رہکر پھر اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کو نہیں بلکہ وہ اپنے تئیں دھوکا دیتا ہے اور مجھے ان لوگوں سے کیا کام جو سچے دل سے دینی احکام اپنے سر پر نہیں اُٹھا لیتے اور رسول کریم کے پاک جُوئے کے نیچے صدق دل سے اپنی گردنیں نہیں دیتے اور راستبازی کو اختیار نہیں کرتے اور فاسقانہ عادتوں سے بیزار ہونا نہیں چاہتے اور ٹھٹھے کی مجالس کو نہیں چھوڑتے اور ناپاکی کے خیالوں کو ترک نہیں کرتے اور انسانیت اور تہذیب اور حلم اور نرمی کا جامہ نہیں پہنتے بلکہ غریبوں کو ستاتے اور عاجزوں کو دھکے دیتے اور اکڑ کر بازاروں میں چلتے اور مجلسوں سے کُرسیوں پر بیٹھتے ہیں اور اپنے تئیں بڑا سمجھتے ہیں اور کوئی بڑا نہیں مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرے۔

شہادت القرآن صفحہ 101 مندرجہ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 397 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 290 پر درج ہے

Back

کے لئے ہے۔ لیکن بیعت سے مراد وہ بیعت نہیں جو صرف زبان سے ہوتی ہے اور دل اس سے غافل بلکہ روگردان ہے۔ بیعت کے معنے بیچ دینے کے ہیں۔ پس جو شخص درحقیقت اپنی جان اور مال اور آبرو کو اس راہ میں بیچتا نہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ خدا کے نزدیک بیعت میں داخل نہیں بلکہ میں دیکھتا ہوں کہ ابھی تک ظاہری بیعت کرنے والے بہت ایسے ہیں کہ نیک ظنی کا مادہ بھی ہنوز اُن میں کامل نہیں اور ایک کمزور بچہ کی طرح ہر ایک ابتلاء کے وقت ٹھوکر کھاتے ہیں۔ اور بعض بدقسمت ایسے ہیں کہ شریر لوگوں کی باتوں سے جلد متأثر ہو جاتے ہیں اور بدگمانی کی طرف دوڑتے ہیں جیسے گدھا مُردار کی طرف۔ پس میں کیونکر کہوں کہ وہ حقیقی طور پر بیعت میں داخل ہیں مجھے وقتاً فوقتاً ایسے لوگوں کا علم بھی دیا جاتا ہے مگر اذن نہیں دیا جاتا کہ ان کو مطلع کروں۔ کئی چھوٹے ہیں جو بڑے کئے جائیں گے اور کئی بڑے ہیں جو چھوٹے کئے جائیں گے پس مقام خوف ہے۔

اسی طرح براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میرا نام ابراہیم بھی رکھا گیا ہے جیسا کہ فرمایا۔ سلام علیک یا ابراھیم (دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۸) یعنی اے ابراہیم تجھ پر سلام۔ ابراہیم علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے بہت برکتیں دی تھیں اور وہ ہمیشہ دشمنوں کے حملوں سے سلامت رہا۔ پس میرا نام ابراہیم رکھ کر خدا تعالیٰ یہ اشارہ کرتا ہے کہ ایسا ہی اس ابراہیم کو برکتیں دی جائیں گی۔ اور مخالف اس کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے۔ جیسا کہ اسی براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں اللہ تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے بورکت یا احمد وکان مبارکا اللہ فیک حقانیۃ یعنی اے احمد! تجھے مبارک کیا گیا اور یہ تیرا ہی حق تھا۔ اور انہیں حصص سابقہ براہین احمدیہ میں اللہ تعالیٰ ایک جگہ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میں تجھے اس قدر برکت دونگا کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور جس طرح ابراہیم سے خدا نے خاندان شروع کیا اسی طرح اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ کے حصص سابقہ میں میری نسبت فرماتا ہے۔ سبحان اللہ زاد مجدک۔ ینقطع اٰباءک ویبدء منک۔ یعنی خدا پاک ہے جس نے تیری بزرگی کو

اور فاسقانہ عادتوں سے بیزار ہونا نہیں چاہتے اور ٹھٹھے کی مجالس کو نہیں چھوڑتے اور ناپاکی کے خیالوں کو ترک نہیں کرتے اور انسانیت اور تہذیب اور صبر اور نرمی کا جامہ نہیں پہنتے بلکہ غریبوں کو ستاتے اور عاجزوں کو دھکے دیتے اور اکڑ کر بازاروں میں چلتے اور تکبر سے کرسیوں پر بیٹھتے ہیں۔ اور اپنے تئیں بڑا سمجھتے ہیں۔ اور کوئی بڑا نہیں مگر وہی جو اپنے تئیں چھوٹا خیال کرے۔ مبارک وہ لوگ جو اپنے تئیں سب سے زیادہ ذلیل اور چھوٹا سمجھتے ہیں اور شرم سے بات کرتے ہیں اور غریبوں اور مسکینوں کی عزت کرتے اور عاجزوں کو تعظیم سے پیش آتے ہیں اور کبھی شرارت اور تکبر کی وجہ سے ہٹ نہیں کرتے اور اپنے رب کریم کو یاد رکھتے ہیں اور زمین پر خرابی سے چلتے ہیں۔ سو میں بار بار کہتا ہوں کہ ایسے ہی لوگ ہیں جن کے لیے نجات تیار کی گئی ہے۔ جو شخص شرارت اور تکبر اور خود پسندی اور غرور اور دُنیا پرستی اور لالچ اور بدکاری کی دورخ سے اسی جہان میں باہر نہیں۔ وہ اس جہان میں کبھی باہر نہیں ہوگا۔ میں کیا کروں اور کہاں سے ایسے الفاظ لاؤں جو اس گروہ کے دلوں پر کارگر ہوں۔ خدایا مجھے ایسے لفظ عطا فرما اور ایسی تقریریں الہام کر جو ان دلوں پر اپنا نور ڈالیں اور اپنی تریاقی خاصیت سے اُن کی زہر کو دُور کر دیں۔ میری جان اس شوق سے تڑپ رہی ہے کہ کبھی وہ بھی دن ہو کہ اپنی جماعت میں بکثرت ایسے لوگ دیکھوں جنہوں نے درحقیقت جھوٹ چھوڑ دیا اور ایک سچی عہد اپنے خدا سے کر لیا کہ وہ ہر یک شر سے اپنے تئیں بچائیں گے، اور تکبر سے جو تمام شرارتوں کی جڑ ہے بالکل دُور جا پڑیں گے اور اپنے رب سے ڈرتے رہیں گے، مگر ابھی تک بجز خاص چند آدمیوں کے ایسی شکلیں مجھے نظر نہیں آتیں۔ ہاں نماز پڑھتے ہیں مگر نہیں جانتے کہ نماز کیا شے ہے۔ جب تک دل فروتنی کا سجدہ نہ کرے صرف ظاہری سجدوں پر اُمید رکھنا طمع خام ہے۔ جیسا کہ قربانیوں کا خون اور گوشت خدا تک نہیں پہنچتا۔ صرف تقویٰ پہنچتی ہے۔ ایسا ہی جسمانی رکوع و سجود بھی ہیچ ہے جب تک دل کا رکوع و سجود و قیام نہ ہو۔ دل کا قیام یہ ہے کہ اس کے حکموں پر قائم ہو اور رکوع یہ کہ اس کی طرف جھکے اور سجود یہ کہ اس کے لیے اپنے وجود سے دست بردار ہو۔ سو افسوس ہزار افسوس کہ ان باتوں کا کچھ بھی اثر میں ان میں نہیں دیکھتا۔ مگر دُعا کرتا ہوں اور جب تک مجھ میں دم زندگی ہے کئے جاؤں گا۔ اور دُعا یہی ہے کہ خدا تعالیٰ میری اس جماعت کے دلوں کو پاک کرے اور اپنی رحمت کا ہاتھ لمبا کر کے اُن کے دل اپنی طرف پھیر دے۔ اور تمام شرارتیں اور کینے ان کے دلوں سے اُٹھا دے اور باہمی سچی محبت عطا کر دے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ دُعا کسی وقت قبول ہوگی اور خدا میری دُعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا۔

ہاں میں یہ بھی دُعا کرتا ہوں کہ اگر کوئی شخص میری جماعت میں خدا تعالیٰ کے علم اور ارادہ میں بدبختی ازلی ہے جیسے لیے یہ مقدر ہی نہیں کہ سچی پاکیزگی اور خدا ترسی اُسکو حاصل ہو تو اسکو اے قادر خدا میری طرف سے بھی منحرف کر دے جیسا کہ تیری طرف منحرف ہے اور اس کی جگہ کوئی اور لا جس کا دل نرم اور جس کی جان میں تیری طلب ہو۔ اب میری یہ حالت ہے کہ بیعت کرنے والے سے میں ایسا ڈرتا ہوں جیسا کوئی شیر سے۔ اسی وجہ سے کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی دُنیا کا کیڑا مکوڑا میرے ساتھ

اور بے سامانی کی حالت میں چھوڑ گئے۔ اے خداوند قادر مطلق تو اُن کا متکفل ہو اور میرے محبین کے دلوں میں الہام ڈال کہ اپنے اس بزرگ بھائی کے پسماندوں کے لئے جو بے کس اور بے سامان رہ گئے کچھ ہمدردی کا حق بجا لاویں۔

اے خدا اے چارہ سازِ ہر دلِ اندوہگیں	اے پناہ عاجزان آمرزگارِ مذنبیں
از کرم آں بندۂ خود را بہ بخشش ہا نواز	وایں جُدا افتادگاں را از ترحم یار بیں

میں نے بطور نمونہ اس جگہ چند دوستوں کا ذکر کیا ہے اور اسی رنگ اور اسی شان کے میرے اور دوست بھی ہیں جن کا مفصل ذکر انشاء اللہ ایک مستقل رسالہ میں کروں گا۔ اب مضمون طول ہوا جاتا ہے اسی پر بس کرتا ہوں۔

اور میں اس جگہ اس بات کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہوں کہ جس قدر لوگ میرے سلسلہ بیعت میں داخل ہیں وہ سب کے سب ابھی اس بات کے لائق نہیں کہ میں اُن کی نسبت کوئی عمدہ رائے ظاہر کر سکوں۔ بلکہ بعض خشک ٹہنیوں کی طرح نظر آتے ہیں جن کو میرا خداوند جو میرا متولی ہے مجھ سے کاٹ کر جلنے والی لکڑیوں میں پھینک دے گا بعض ایسے بھی ہیں کہ اوّل اُن میں دلسوزی اور اخلاص بھی تھا مگر اب اُن پر سخت قبض وارد ہے اور اخلاص کی سخت گرمی اور مُریدانہ محبت کی نورانیت باقی نہیں رہی۔ بلکہ صرف بَلْعَمْ کی طرح مکاریاں باقی رہ گئی ہیں اور بوسیدہ دانت کی طرح اب بجز اس کے کسی کام کے نہیں کہ مُنہ سے اُکھاڑ کر پیروں کے نیچے ڈال دیئے جائیں۔ وہ تھک گئے اور درماندہ ہو گئے۔ اور ناکارہ بنا نے اپنے دامِ تزویر کے نیچے اُنہیں دبا لیا۔ سو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ عنقریب مجھ سے کاٹ دیئے جائیں گے۔ بجز اُس شخص کے کہ خدا تعالےٰ کا فضل نئے سرے اُس کا ہاتھ پکڑ لیوے۔ ایسے بھی بہت ہیں جن کو خدا تعالےٰ نے ہمیشہ کے لئے مجھے دیا ہے اور وہ میرے درختِ وجود کی سرسبز شاخیں ہیں۔ اور میں انشاء اللہ کسی دوسرے وقت میں اُن کا تذکرہ لکھوں گا۔

فتح اسلام صفحہ 68 مندرجہ روحانی خزائن جلد سوم صفحہ 40 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 292 پر درج ہے

Back

تقدیم المسیح

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مومن کیلئے ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے

یہ حوالہ صفحہ 293 پر درج ہے

تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار "الفضل" جلد 22 نمبر 89 صفحہ 8 مورخہ 24 جنوری 1935ء

Back

عالم صغیر

کہا ہے۔ اور گو کل پیری اضافوں سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے انسان کو عالم صغیر کہا مگر در حقیقت ان کا انسان سے مراد اس کا دل ہے

جس طرح ایک خوبصورت عمارت کے مختلف حصے ہوتے ہیں مگر ایک باغ کے درختوں کو دیکھ کر جو اس باغ کے تمام درختوں سے نہایت چھوٹے ہوتے ہیں یا ایک خیمے میں نماز پڑھ جاتے ہیں۔ اور جس طرح سبزہ زار کو ظاہری طور پر دیکھ کر انسان لذت اٹھاتا ہے۔ اسی طرح مشرقی ممالک میں دیگر بلاد اسلامیہ سے بالکل اسی طرح ایک

مومن کی نگاہ

تمام دنیا پر وسیع ہوتی ہے اس کا دماغ روشن۔ اس کی عقل تیز اس کے حوصلے بلند۔ اس کی نگاہیں شاہین اور اس کے خیال آسمانوں سے بھی بہت اونچی ہوتی ہیں۔ مگر مجھے نہایت ہی افسوس سے اعلام کرنا پڑتا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ میں جو طبقہ اس تعلیم پانے والا ہے۔ وہ نہیں

کنوؤں کے مینڈکوں کی طرح

رہ گیا ہے۔ ان میں کوئی وسعت خیال نہیں۔ ان میں کوئی شاندار امنگیں نہیں۔ ان میں کوئی روشن و دماغی دشمنی میں نہ کہہ سکے کہ ان کے دماغ میں داخل ہونا چاہا۔ مگر مجھے چاروں طرف سے ان کے دماغ کا راستہ بند نظر آیا۔ وہ کسی کے حصہ ہوئے کہ سوائے اس کے کہ ان میں کیا جاتا ہے۔ دماغ سمجھ گیا ہے کہ آنکھیں رٹ تو یا جبر سے مسئلہ کی بہ ایسیں بیاد کرلو۔ انہیں اور کوئی بات نہیں سکھائی جاتی۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ بیکار کام۔ تباہی سے کہ چھوڑ خود ہی کریں اور ہم سے مشاورتیں کہ گویا خدا کے پاس خدا دانی ہے

تعمیری کام

کوئی نہیں۔ اگر ہے تو تخریبی کام ہی ہے۔ اور پھر اس کے سننے یہ ہیں۔ کہ اگر چند سو لوگ یہ خیال نہ کر لیتے۔ کہ ہمارے لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے۔ یا چند سو آدمی یہ خیال نہ پیدا کر دیتے۔ کہ مسیح ناصری آسمان پر زندہ موجود ہیں تو نہ

مسیح موعود کی ضرورت

تھی۔ اور نہ اسلام کو ہمارے کفن چوروں کی۔ مگر ہماری جماعت صرف چند لوگوں کے ٹھکانوں کو دور کرنے کے لئے قائم ہوئی ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ اس سے زیادہ ذلیل اس سے زیادہ ادنیٰ اس سے زیادہ سراسر کون اور اس سے زیادہ

کینہ خیال

یہ حوالہ صفحہ 293 پر درج ہے

تقریر مرزا محمود خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار "الفضل" جلد 22 نمبر 89 صفحہ 8 مورخہ 24 جنوری 1935ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے برای بیتے محمد سید شاہ صاحب نے کہ ایک مرتبہ کسی کام کے متعلق میر صاحب یعنی میر ناصر نواب صاحب کے ساتھ مولوی محمد علی صاحب کا اختلاف ہو گیا۔ میر صاحب نے ناراض ہو کر اندر حضرت صاحب کو جا اطلاع دی۔ مولوی محمد علی صاحب کو اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ ہم لوگ یہاں حضور کی خاطر آئے ہیں کہ حضور کی خدمت میں رہ کر کوئی خدمتِ دین کا موقعہ مل سکے۔ لیکن اگر حضور تک ہماری شکایتیں اس طرح پہنچیں گی۔ تو حضور بھی انسان ہیں۔ ممکن ہے کسی وقت حضور کے دل میں ہماری طرف سے کوئی بات پیدا ہو تو اس صورت میں ہمیں بجائے قادیان آنیکا فائدہ ہونیکے الٹا نقصان ہو جائے گا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ میر صاحب نے مجھ سے کچھ کہا تو تھا۔ مگر میں اس وقت اپنے فکروں میں تھا مجھے یاد نہیں۔ میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے معلوم نہیں کہ میر صاحب نے کیا کہا اور کیا نہیں کہا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ چند دن ہوئے ایک خیال میرے دماغ میں اس زور کے ساتھ پیدا ہوا ہے کہ جس نے دوسری باتوں کو مجھے بالکل محو کر دیا ہے بس ہر وقت وہی خیال میرے سامنے رہتا ہے۔ میں باہر لوگوں میں بیٹھا ہوتا ہوں اور کوئی شخص مجھ سے کوئی بات کرتا ہے تو اس وقت بھی میرے دماغ میں وہی خیال چکر لگا رہا ہوتا ہے۔ وہ شخص سمجھتا ہوگا۔ کہ میں اس کی بات سن رہا ہوں مگر میں اپنے اس خیال میں محو ہوتا ہوں جب میں گھر جاتا ہوں تو وہاں بھی وہی خیال میرے ساتھ ہوتا ہے غرض ان دنوں یہ خیال اس زور کے ساتھ میرے دماغ پر غلبہ پائے ہوئے ہے کہ کسی اور خیال کی گنجائش نہیں رہی۔ وہ خیال کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایک ایسی جماعت تیار ہو جائے جو سچی معنوں میں حقیقی ایمان لائے اور آپکے ساتھ حقیقی تعلق کرکے اسلام کی پناہ شمار بنائے۔ اور آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ کا نمونہ ہو اور اصلاح و تقویٰ کے رستہ پر چلے اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے تا ایسی جماعت کے ذریعہ دنیا میں اسلام کا منشا پورا ہو۔ بس اس کے سوا میری کوئی غرض نہیں ہے۔ اگر دنیا بھر میں سب کے سب میرے دشمن ہو جائیں اور مجھے ہر طرح ذلیل کیا جائے تو بھی میری یہ غرض پوری ہو جائے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ مگر میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا میں میری مخالفت کی وجہ سے میری غرض پوری نہ ہوئی۔ تو گویا میرا سارا کام ہی برباد ہو گیا۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا میں میری مخالفت کے نتائج بد طور پر نشانات ظاہر ہو رہے ہیں اور دشمن بھی اپنی کمزوری محسوس کرنے لگا ہے لیکن جو ہماری بیعت

۲۴۹

جس خط کا حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے ذکر کیا۔ یہ خط الحکم جلد ۹ نمبر ۱۱ مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۵ء صفحہ ۸ پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے تشریحی نوٹوں کے ساتھ شائع ہوا ہے جو یہ ہے :

"مجی الیوم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ میں ایک مدت سے بیمار ہوں میں رہا۔ اور اب بھی ان کا بقیہ باقی ہے۔ میں چاہتا تھا کہ اپنے ہاتھ سے جواب لکھوں مگر بباعث بیماری کے لکھ نہ سکا۔ آپ کے پہلے خط کا ماحصل جس قدر مجھ کو یاد ہے یہ ہے کہ میری نسبت ..... کی جماعت کی طرف سے یہ پیغام پہنچایا تھا کہ روپیہ کے خرچ میں بہت اسراف ہوتا ہے۔ آپ اپنے پاس روپیہ جمع نہ رکھیں اور یہ روپیہ ایک کمیٹی کے سپرد ہو جو حسب ضرورت خرچ کیا کریں اور یہ بھی ذکر تھا کہ اس روپیہ میں سے باغ کے چند خدمتگار بھی روٹیاں کھاتے ہیں۔ اور ایسا ہی اور بھی قسم کے اسراف کی طرف اشارہ تھا جن کو میں سمجھتا ہوں آپ نے اپنی نیک نیتی سے جو کچھ لکھا بہتر لکھا میں ضروری نہیں سمجھتا کہ اس کا رد لکھوں۔ میں آپ کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس کی قسم کو پورا کرنا مومن کا فرض ہے اور اس کی خلاف ورزی معصیت ہے کہ آپ ..... تمام جماعت کو اور خصوصاً ایسے صاحبوں کو جن کے دلوں میں یہ اعتراض پیدا ہوا ہے بہت صفائی سے اور کھول کر سمجھا دیں کہ اس کے بعد ہم ..... کا چندہ بکلی بند کرتے ہیں اور ان پر حرام ہے اور قطعاً حرام ہے اور مثل گوشت خنزیر ہے کہ ہمارے کسی سلسلہ کی مدد کے لیے اپنی تمام زندگی تک ایک حبہ بھی بھیجیں۔ ایسا ہی ہر شخص جو ایسے اعتراض دل میں مخفی رکھتا ہے اس کو بھی ہم یہی قسم دیتے ہیں۔

یہ کام خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جس طرح وہ میرے دل میں ڈالتا ہے خواہ وہ کام لوگوں کی نظر میں صحیح ہے یا غیر صحیح، درست ہے یا غلط میں اسی طرح کرتا ہوں پس جو شخص کچھ مدد دے کر مجھے اسراف کا طعنہ دیتا ہے وہ میرے پر حملہ کرتا ہے۔ ایسا حملہ قابل برداشت نہیں۔ اصل تو یہ ہے کہ مجھے کسی کی بھی پروا نہیں۔ اگر تمام جماعت کے لوگ متفق ہو کر چندہ بند کر دیں یا مجھ سے منحرف ہو جائیں تو وہ جس نے مجھ سے وعدہ کیا ہوا ہے وہ اور جماعت ان سے بہتر پیدا کر دے گا جو صدق اور اخلاص رکھتی ہوگی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ يَنْصُرُكَ اللّٰهُ مِنْ عِنْدِهٖ ۔ يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ یعنی خدا تیری اپنے پاس سے مدد کرے گا۔ تیری وہ مدد کریں گے جن کے دلوں میں ہم آپ وحی کریں گے اور الہام کریں گے۔ پس اس کے بعد میں ایسے لوگوں کو ایک مرے ہوئے کیڑے کی طرح بھی نہیں سمجھتا جن کے دلوں میں بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اور کیا وجہ کہ اٹھیں جبکہ میں ایسے خشک دل لوگوں کو چندہ کے لیے مجبور

ـــ پس شخص کے نام یہ خط تھا اس کا اظہار نہیں کیا گیا (مرتب)

نہیں کرتا جن کا ایمان ہنوز ناتمام ہے۔ مجھے وہ لوگ پندرہ دے سکتے ہیں جو اپنے سچے دل سے مجھے خلیفۃ اللہ سمجھتے ہیں۔ اور میرے تمام کاروبار خواہ اُن کو سمجھیں یا نہ سمجھیں ان پر ایمان لاتے اور ان پر اعتراض کرنا موجب سلبِ ایمان سمجھتے ہیں۔ میں تاجر نہیں کہ کوئی حساب رکھوں۔ میں کسی کھیتی کا خراج نہیں کہ کسی کو حساب دوں۔ میں بلند آواز سے کہتا ہوں کہ ہر ایک شخص جو ایک ذرہ بھی میری نسبت اور میرے معارف کی نسبت اعتراض دل میں رکھتا ہے اس پر حرام ہے کہ ایک کوڑی میری طرف بھیجے۔ مجھے کسی کی پروا نہیں۔ جبکہ خدا مجھے بکثرت کہتا ہے گویا ہر روز کہتا ہے کہ میں ہی بھیجتا ہوں جو آتا ہے اور کبھی میرے معارف پر وہ اعتراض نہیں کرتا تو دوسرا کون ہے۔ جو مجھ پر اعتراض کرے۔ ایسا اعتراض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی تقسیم اموالِ غنیمت کے وقت کیا گیا تھا۔ سو میں آپ کو دوبارہ کہتا ہوں کہ آئندہ سب کو کہدیں کہ تم کو اس خدا کی قسم ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور ایسا ہی ہر ایک جو اس خیال میں شریک ہے کہ ایک جتہ بھی میری طرف کسی سلسلہ کے لیے کبھی اپنی طرف سے بھیجے یا ارسال نہ کریں۔ پھر دیکھیں کہ ہمارا کیا حرج ہوا؟ اب تم کے بعد میرے پاس نہیں کہ اور رکھوں۔

خاکسار مرزا غلام احمد

حلِ مشکلات کا طریق ایک شخص نے اپنی مشکلات کے لیے عرض کی فرمایا:

استغفار کثرت سے پڑھا کرو اور نمازوں میں یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَسْتَغِیْثُ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ پڑھو۔

پھر اس نے عرض کی کہ استغفار کتنی مرتبہ پڑھوں؟ فرمایا:

کوئی تعداد نہیں۔ کثرت سے پڑھو یہانتک کہ ذوق پیدا ہو جائے اور استغفار کو منتر کی طرح نہ پڑھو بلکہ سمجھ کر پڑھو۔ خواہ اپنی زبان میں ہی ہو۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ اے اللہ! مجھے گناہوں کے بُرے نتیجوں سے محفوظ رکھ اور آئندہ گناہوں سے بچا۔

ازاں بعد خاکسار ایڈیٹر الحکم نے مولوی مشرف الدین احمد صاحب کے صاحبزادہ کے لیے دُعا کے واسطے عرض کیا۔ فرمایا:

اُن کا خط بھی آیا ہے۔ اُن کو لکھ دو کہ یاد دلاتے رہیں۔

حوالہ نمبر 306

ٹیلیفون نمبر ۹۱

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۔ عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل قادیان

خطبہ نمبر

روزنامہ

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی — قیمت ایک آنہ

نمبر ۱۲۹	مطابق ۵ جون ۱۹۳۷ء	یوم شنبہ	۲۴ ربیع الاول ۱۳۵۶ھ	جلد ۲۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

امام کا مقام یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ اطاعت کرے

افراد جماعت کو خود بخود اُن باتوں میں دخل نہیں دینا چاہیئے جن کا اثر ساری جماعت پر پڑتا ہو

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء

[illegible]

ایک خطبہ

[illegible]

موجودہ فتنوں کے متعلق

[illegible]

قادیان میں بسنے والے لوگ

[illegible]

باہر کی جماعتوں سے

[illegible]

شرائط کی پابندی

[illegible]

تقریر مرزا محمود مندرجہ الفضل قادیان جلد 25 نمبر 129 ، صفحہ 6 مورخہ 5 جون 1937ء

یہ حوالہ صفحہ 296 پر درج ہے

Back

روزنامہ الفضل قادیان دارالامان جلد ۲۵ نمبر ۱۲۹ مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء

جماعت کے نظام کی پابندی

کیا اپنے جذبات پر قابو پا سکتے ہو۔ اگر تم اس خیال کے قائل نہیں ہے۔ تو پھر تمہیں ہمارے پاس بھاگ کر آنے کی کیا ضرورت ہے۔ تمہیں چاہئے کہ تم دلیری سے کہو کہ ہم اپنے جرم کا اقرار کرتے ہیں۔ اگر ان دونوں مطالبات کے پچاس پچاس آدمی ہمارے سپرد کر دو۔ تو ہم بھی بہتیرے آدمیوں کو ڈرا سکتے ہیں۔ مگر پچاس آدمی ایسے مل جانے جو ہار کھانے کی طاقت اپنے اندر رکھتے ہوں۔ تو وہ دنیا کو ڈرا سکتے ہیں۔ اور اگر پچاس آدمی ایسے میسر آجائیں جو ہار نے کی طاقت اپنے اندر رکھتے ہوں۔ تو وہ دنیا کو ڈرا سکتے ہیں۔ مگر تمہاری حالت یہ ہے کہ جب تم سے بعض دشمن سے کوئی کمزور کہتے ہیں دوں کے مقابلہ میں بھاگ جاتے ہیں پھر تو وہ کہتے ہیں کہ اس نے دوست کو دشمن کے سپرد کر دیا ہے۔ لیکن اگر تم ان کے مقابلہ میں ڈٹ جاؤ۔ تو وہ کہتے ہیں کہ اس نے دوست کی خاطر اپنی جان دے دی۔

اس کے پیچھے کی طرف

چلے جا رہے ہیں۔ تم میں سے بعض تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کہ ہم ہر جگہ جائیں گے۔ مگر

سلسلہ کی ہتک

برداشت نہ کریں گے۔ لیکن جب کوئی واقعہ اشتعال کا پیش آتا ہے تو پھر ادھر ادھر دیکھنے لگتے ہیں۔ اور کہنے لگتے ہیں۔ کہ بھائی! کچھ روپیہ ہے۔ کہ نہیں سے مقدمہ لڑا جائے۔ کوئی وکیل ہے جو وکالت کرے۔ بھلا ایسے نفس نے بھی کسی قوم کو فائدہ پہنچایا ہے جو فائدہ دے۔ جو اگر لڑنے کا فیصلہ کرتا ہے۔ تو اگر کچھ پیچھے ہٹتا ہے۔ اور جو جاتا ہے۔ تو دلیری سے پیچھے ہٹتا ہے اور اگر نہ لڑنے کا فیصلہ کرتا ہے تو جوش میں نہیں آتا اور اپنے نفس کو شدید اشتعال کے وقتوں میں بھی تھامے رکھتا ہے۔ پس اگر تم چاہتے ہو کہ تم

تو دونوں میں سے ایک اصل [illegible] کرو۔ جو کچھ میں سمجھتا ہوں۔ اور میں ہوں۔ کہ میں سچ سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے بہادر جو اگر اس طرح کہ ما کھانے کی عادت ڈالے اور امام کے پیچھے ہو کر دشمن جنگ کرو۔ خواہ جب وہ کہے کہ ا لڑو۔ اور سوفیصدی جنگ۔ لڑو۔ میں ہ تمہیں امام لڑائی کا حکم نہیں دیتا۔ اسوقت تک دشمن کو پیٹھ دینے کا تمہیں اختیار نہیں۔ خواہ کو سولے لے ہی نہیں دیکھ

ایک بلکا سا تھپیڑ مارنا بھی تمہارے لئے جائز نہیں

جلد کہتا ہوں۔ تھپڑ تو الگ رہا ایک گھونسہ کے بھول سے بھی تمہیں دشمن کو اس وقت تک مارنے کی اجازت نہیں جب تک امام تمہیں لڑائی کی اجازت نہ دے لیکن اگر قبل از اجازت دے دیتا ہے لیکن اگر خوف انسان تمہیں تب بھی ہیں گر کر تباہ و برباد ہو کر کھڑا ہونے والے دشمن کو اس گالی دینے والے کے جواب میں صرف یہی کہہ سکتا ہے اور تم اس گالی دینے والے کے اس سے جوش میں آکر وہ پتھر اور بھالا بھی کرتا ہے۔ تو تم صرف یہ کہہ سکتے ہو اپنے آپ کو فنا کر دو۔ لیکن اس منہ کو توڑ دو جس منہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے گالی نکلی تھی۔ کیونکہ ایسی کو خاموش کرانا تمہارا اپنا فرض ہے۔ کیونکہ تمہارے ہی نفس سے اس نے فریق گالیاں دی ہیں کہ تمہیں شرم نہیں آتی کہ آپ کو مقابلہ میں گالیاں دلوانے ہو۔ اور پھر خاموش رہتے ہو۔ تم میں سے کوئی ہے جو اس کے مقابلہ میں کھڑا ہو جائے

جوش اور بہادری کا دعویٰ

کرتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کی بہادری کا مطلب پورا کرتے ہیں۔ تو اپنے لوگوں کے متعلق بھی کہتا ہوں کہ وہ خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گالیاں دلواتے ہیں۔

تم آپ سلسلہ کے دشمن۔ اور خطرناک دشمن ہیں

اگر کسی کو مارنا پیٹنا جائز ہوتا۔ تو میں تو کہتا کہ ایسے لوگوں کو مار مار کر ادھ موا کر دینا چاہئے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آپ گالیاں دلواتے ہیں۔ اور پھر شخص اور اعتراض کھلاتے پھرتے ہیں

میں اس موقعہ پر ان لوگوں کو بھی جو انہیں اپنے مخلص سمجھتے ہیں۔ کہتا ہوں

مومن بے وقوف نہیں ہوتا

کیا تم دیکھتے ہو کہ گالیاں دینا کوئی بہادری ہے۔ تم کسی چڑے کو روپیہ دے کر دیکھو۔ وہ تمہیں زیادہ گالیاں دے گا۔ پس تم اگر گالیاں دینے والے سے کام لیتے ہو۔ تو ذلیل سے ذلیل آدمی بھی تم سے زیادہ بہادر ہے۔ پس تم بہادری کا دعویٰ نہ کرو۔ کیونکہ تمہارا یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔ مومن بے وقوف نہیں ہوتا

یہ ہے اصل مسئلہ

جس کو میں کبھی ختم نہیں ہونے دوں گا۔ میں نے تیرہ سال سے سمجھا رہا ہوں۔ تم ابھی تک نہیں سمجھے۔ میں تمہیں کہتا ہوں کہ تم اپنے نفس سے کوئی آشتی کر لو۔ میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں۔ تمہیں خدا اور رسول کا واسطہ ہے۔ تم اپنے نفس سے صلح کر لو۔ اور اس کے ساتھ آشتی کر لو۔ اور اس کو اپنے ساتھ ملا لو۔ تا وہ تمہارے ساتھ مل کر دشمن کا مقابلہ کرے۔ اور تم اس کے ساتھ مل کر دشمن کا مقابلہ کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے۔ تو تم دیکھو گے کہ تمہارے اندر کیسی طاقت آجاتی ہے۔ اور تم کیسے بہادر بن جاتے ہو۔ اور تم دیکھو گے کہ تمہارے اندر کیسی طاقت آجاتی ہے۔ اور تم کیسے بہادر بن جاتے ہو۔ اور تم

اردو شارٹ ہینڈ ٹائپ رائٹنگ اینڈ کمرشل سکول قادیان
اردو شارٹ ہینڈ ٹائپ رائٹنگ اینڈ کمرشل کالج لاہور
ہیں حاصل کریں۔ پراسپکٹس مفت منگوا کر ملاحظہ فرمائیں

تقریر مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 25 نمبر 129، صفحہ 6 مورخہ 5 جون 1937ء

یہ حوالہ صفحہ 296 پر درج ہے

تقریر مرزا محمود مندرجہ اخبار "الفضل" قادیان مورخہ 12 دسمبر 1935ء جلد 23 نمبر 139 صفحہ 9

یہ حوالہ صفحہ 296 پر درج ہے

Back

باقی کل انشاء اللہ

THE AL FAZL QADIAN

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا (اہم حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو

ایڈیٹر: غلام نبی ۔ اسسٹنٹ ایڈیٹر: مہر محمد خان

نمبر ۴۲-۴۳ | مورخہ ۲۳-۲۷ نومبر ۱۹۴۲ء | یوم دوشنبہ | مطابق ۳ ربیع الثانی ۱۳۶۱ھ | جلد ۳۰

فہرست مضامین

خطبہ جمعہ (مضمون) ۱

خلافت کی اہمیت ۲

سپین میں مسلمانوں کی حکومت ۳

قادیان کی عمومی ترقی ۴

خطبہ جمعہ (مضمون) ۵

اندرونی اخبارین ۶

اشتہارات ۱۶

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ایک پرانی نظم

میرے سوا مری بیکسی کے بنانے والے
میرے سوا میرے گھر کے لٹانے والے
جلوہ دکھا کے مجھے دیدۂ حیران بنانے والے
جسم کو مجھ پر ادنیٰ سے کپڑے کے جانے والے
میں تو ہوں نام بھول جس دم سے ہوا ہوں عاشق
کہہ لیں جو دل میں ہوا ابتدا گانے والے
نشہ لب ہوں بڑی مدت سے خوشا شوق سے
بھر دے اک جام تو کر ٹرکے ڈرانے والے
ڈالتا کاغذ پہ کبھی اس مگس
ظلم کیسے سے لٹی میں لانے والے

کبھی تو جھوٹے پہ دو سے ٹھنڈک کبھی
سیدے دل میں ہرے آگ لگانے والے
تجھکو تیری ہی قسم کیا یہ وفاداری ہے
دوستی کر کے مجھے دل سے بھلانے والے
کیا نہیں اسکے ہمدرد میں اب کچھ بھی مروتیاتی
مجھ مصیبت زدہ کو آنکھیں دکھانے والے
مجھکو دکھاتے ہوئے آپ بھی رو دو بیٹھے
اے ستمگر کیسے ہو تم راہ دکھانے والے
دسوند ہستی ہے مگر آنکھیں نہیں باتیں ان کو
ہیں کہاں وہ مجھے روتے کو ہنسانے والے
سر تجھ ہی چھوڑ دیا سب نے شب ظلمت میں
ایک آنسو ہیں لگی دل کی بجھانے والے

مدینۃ المسیح

[illegible]

تقریر مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 10 نمبر 41، 42 صفحہ 6 مورخہ 23 تا 27 نومبر 1942ء

یہ حوالہ صفحہ 297 پر درج ہے

Back

ایک غلط

فرق مراتب

دین و دنیا کا مقابلہ

مقابلہ سورہ

جوانمردی اور بہادری کا ثبوت دو

وہ آپ سیدھے کے دشمن اور خطرناک دشمن ہیں

ہوشیار

جوانمردی اور بہادری کا ثبوت دو

وہ آپ سیدھے کے دشمن اور خطرناک دشمن ہیں

یہ حوالہ صفحہ 297 پر درج ہے

مرزا محمود کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 25، نمبر 129، صفحہ 6 مورخہ 5 جون 1937ء

Back

روزنامہ الفضل قادیان مورخہ ۵ مرئی ۱۹۳۷ء

ہماری مانگ دو دو

یا تو اگر فتح ہو جائی ہے کہ گورنمنٹ نے کہتے ہو وہ تمہاری مدد کرے۔ گورنمنٹ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ تمہاری مدد کرے۔ کیا اس کو اور تمہارا مذہب ایک ہے یا اس کی اور تمہاری سیاست ایک ہے یا اس کا نظام تمہارے نظام سے ملتا ہے جس گورنمنٹ تمہاری کیوں مدد کرے گی۔ گورنمنٹ اگر مدد دی کرے گی۔ تو ان لوگوں سے جو تمہارے دشمن ہیں کیونکہ وہ اکثریت میں ہیں۔ اور تم قلیت میں ہو اور گورنمنٹوں کو اکثریت کی خوشنودی کی ضرورت ہوتی ہے

پس گورنمنٹ کو ترے کس طرح ہمدردی ہو سکتی ہے۔ اس کو تو اسی وقت تک تمہارے ساتھ ہمدردی ہو سکتی ہے جب تک تم خاموش رہو اور دشمن کے مقابلہ میں صبر سے کام لو اور اس صورت میں بھی

عرف شریف حاکم تمہاری مدد کرینگے اور گیں گے۔ تمہارے لئے ہمیں فتنہ و فساد سے بچنا چاہیئے مگر یہ خیال کر کے کہ گورنمنٹ اس وقت مدد کرے گی جب دشمن تم کو گالیاں دے رہا ہو اور تم چپ ہیں اسے گالیاں دے رہے ہو۔ نادانی ہے اس وقت

اس کو ہمدردی اکثریت کے ساتھ ہو گی۔ کیونکہ وہ حاکم ہے قلیت کو کچھ نہیں کر سکتی۔ میں گورنمنٹ سے اس صورت میں تم امداد کی توقع کر سکتے ہو۔ جب خود قربانی کر کے لڑائی اور جھگڑے سے بچو۔ اور جس وقت تمہاری صبر اپیل اثر نہ کرے اور دشمن گالیاں دینے لگیں کہ تمہارے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جائیں اور ہم تمہیں ذلیل کریں۔ اور تمہیں مار مار کر ہلاک کر دیں۔ اور تمہارے گھروں کو آگ لگا دیں۔ اور تمہاری عورتوں کو بیوہ کر دیں۔ اور تمہارے بچوں کو یتیم بنا دیں۔ اور تمہارے مکانوں کو ویران کر دیں۔ اور تمہارے مویشی کھول لے جائیں۔ اور تمہارے کھیتوں کو برباد کر دیں۔ اور تمہارے باغوں کو اجاڑ دیں۔ اور تمہارے کنوؤں کو بند کر دیں۔ اور تمہارے راستوں کو روک دیں۔ اور تمہارے لئے کوئی راستہ نہ کھلا رہنے دیں۔ اور تمہارے لئے کوئی ذریعہ معاش نہ چھوڑیں۔ اور تمہارے لئے کوئی ذریعہ آمد نہ رہنے دیں۔ اور تمہارے لئے کوئی ذریعہ علاج نہ رہنے دیں۔ اور تمہارے لئے کوئی ذریعہ تعلیم نہ رہنے دیں۔ اور تمہارے لئے کوئی ذریعہ ترقی نہ رہنے دیں۔ اور تمہارے لئے کوئی ذریعہ عزت نہ رہنے دیں۔ اور تمہارے لئے کوئی ذریعہ آرام نہ رہنے دیں۔ اور تمہارے لئے کوئی ذریعہ راحت نہ رہنے دیں۔ اور تمہارے لئے کوئی ذریعہ خوشی نہ رہنے دیں۔ پس وہ تمہارے

صبر کو برداشت کی برکھوں

کہیں گے اور تمہاری خاموشی کو کمزوری سمجھیں گے اور تمہاری مدد کو نہ آئیں گے۔ پس تمہارا گورنمنٹ کے پاس شکایت کرنا محل ہے سود ہے۔ اور مجھے تمہاری شامل دیسی ہی نظر آتی ہے۔ جیسے پہلے زمانہ میں جب یہ معلوم نہ تھا کہ

کشمیری فوج میں بھرتی ہونے کے قابل نہیں

ایک دفعہ مہاراجہ پرتاپ سنگھ اور حکومت آنریری نے مہاراجہ صاحب سے کہا کہ اپنی فوج میں سے ایک رسالہ ہماری فوج کے ساتھ ملا دو۔ انہوں نے ایک کشمیری رسالہ کو تیار ہو جانے کا حکم دیا جب وہ تیار ہو گئے تو کشمیری افسر ایک وفدی صورت میں ہمارا جہ صاحب کے پاس آئے اور کہنے لگے ہم نے اتنی مدت تک آپ کا نمک کھایا ہے۔ ہمیں لڑائی سے عذر نہیں ہے تاہم ہم اپنی رخصت جانے کے لئے تیار ہیں۔ حضرت ایک جہاندیدہ

حاکم تھا۔ نہ التماس

سے اور وہ یہ کہ سنا ہے پٹھان سخت دشمنی ہونے میں آپ ہمارے ساتھ کچھ سپاہی کر دیں جو ہماری جانوں کی حفاظت کریں تم بھی خدا کے سپاہی کہلاتے ہو مگر

انگریزی سپاہیوں کے پہرے میں کام

کرنا چاہتے ہو مگر تمہارا یہ حال حضرت اور دکون ہو سکتا ہے۔ اس وقت تم سب اس سوال کے سننے پر ہنس پڑے ہو گے کیا تمہاری بھی یہی حالت نہیں تم کہتے ہو ہم کو دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمراہ فوج تمہاری ضرورت ہے۔ سب سپاہیوں کی حفاظت میں۔ اگر واقعہ میں تم خدا تعالیٰ کے سپاہی ہو تو اس وقت تمہارے دشمن کے مقابل پر کھڑے ہو تو پھر تمہیں کسی حفاظت کی ضرورت ہی کیا ہے۔ تم میرے بتائے ہوئے طریق کے مطابق صبر اور شکر کرو۔ پھر خدا تعالیٰ کے سپاہی ہو

تمہاری مدد کے لئے آسمان سے اتریں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

پر ایک دفعہ ایک مقدمہ میں گورداسپور جیل میں پیشی تھی۔ میں وہ مقدمہ تھا جس پر ڈاکہ کی دفعات آدیوں نے سخت خود ڈالا کہ جس طرح بھی ہو سکے تم کو کسی نہ کسی طرح سزا ضرور دے دو۔ اور اس قدر اصرار کیا کہ آخر اس نے وعدہ کر لیا کہ میں کچھ نہ کچھ سزا انہیں ضرور دے دونگا۔ ایک ہندو دوست جو اس مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے یہ تمام حالات

ایک احمدی دوست

کے پاس بیان کئے۔ اور کہا کہ میں تو اس مجلس میں موجود تھا۔ بعد میں بہت افسوس کیا اور حضور سے عرض کیا کہ ان کے وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور حضرت مرزا صاحب کو کچھ نہ کچھ سزا دے دونگا۔ وہ احمدی پھر گورداسپور گئے اور گورداسپور رہتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان دنوں گورداسپور میں ہی تھے۔ میں وہاں موجود نہیں تھا مگر جو لوگ وہاں موجود تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب اس دوست نے آکر ذکر کیا کہ حضور یہیں رہیں کوئی فکر کرنا چاہیئے۔ اس مجسٹریٹ نے فیصلہ سنا دیا ہے کہ آپ کو سو روپیہ سزا دے۔ تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کی طرف

کوئی توجہ نہ فرمائی

آخر جنہوں نے دو دفعہ اور پھر بارہ یہی بات دہرائی اور کچھ اور دوست بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے اور سب نے کہا کہ اب ضرور کوئی فکر کرنی چاہیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت لیٹے ہوئے تھے۔ آپ نے جب متواتر یہ بات سنی تو آپ نے چارپائی سے سر اٹھایا اور بیٹھ کر بڑے جلال سے فرمایا وہ مجسٹریٹ جانتا کیا چیز ہے

وہ خدا کے شیر پر ہاتھ ڈال کر تو دیکھے

پس کیا تم سمجھتے ہو اگر خدا تمہارے ساتھ ہو تو یہ مجسٹریٹ اور افسر اور پولیس کے آدمی تو ہیں کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے ہیں بھی نہیں۔ ہاں نہیں اس تعلیم پر عمل کرنا چاہیئے۔ جو خدا تعالیٰ کے ماموروں نے ہمیں دی اور جو یہ ہے کہ

گالیاں سن کر دعا دیا کرے لوگ آرام دو کہ کر گالیاں جو دیکھو تم دکھ اٹھا کر اور جو تعلیم قرآن کریم کی خدا تعالیٰ نے دی ہے کہ جب کسی مجلس میں خدا

میری پیاری بہنو!

میری خاندانی تجربہ دوا ہائے دائمی ایام کی بیماری میں حیرت انگیز اثر ظاہر کرتی ہے جس کو ہزاروں میری بہنیں استعمال کر کے باہمواری ایام کی تکلیف سے مکمل صحت حاصل کر چکی ہیں۔ اگر آپ کو باہمواری ہے تو فائدہ ہیں۔ ورنہ سے آتے ہیں۔ یا رک رک کر آتے ہیں۔ ہندو ہو گئے ہیں۔ یا سیلان الرحم یعنی غیر وطوبت سے سفید پانی جاری ہے۔ کمر درد، سر درد اور قبض رہتا ہے۔ کوئی کم کوئی بیش ہیں اچھا نہ ہو جاتا ہے کہ ہر وقت سے دل گھبراتا رہتا ہے۔ سانس پھول جاتا ہے آپ تعطل دن دن پر ہو کر بیکار نہ کریں۔ بلکہ میری خانہ ساز مجرب دوا راحت کو استعمال کریں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کی تمام تکلیف دور ہو جائیں اور چند جلد لگانا چاہیئے ہو گا۔ قیمت مکمل نوٹ کے برابر ایک ماہ صرف دو روپے محصول ڈاک۔ حفظ صحت کی بہترین کتاب مفید صحت۔ ارسال مفت صحیح صحیح صفت مگوائیں۔

شفاء خانہ۔ ایچ مجم النساء بیگم احمدی بمقام شاہدرہ لاہور

مرزا محمود کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 25، نمبر 129، صفحہ 6 مورخہ 5 جون 1937ء

یہ حوالہ صفحہ 297 پر درج ہے

Back

چاہتا ہے جس کی نمونے لوگوں کو خدا یاد آوے۔ اور جو تقویٰ اور طہارت کے اول درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو۔ لیکن وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھکر اور یہ کہکر کہ ہم نے دین کو دنیا پر مقدم کیا۔ پھر وہ اپنے گھروں میں جاکر ایسے مفاسد میں مشغول ہو جائیں۔ کہ صرف دنیا ہی دنیا اُن کے دلوں میں ہوتی ہے۔ نہ اُنکی نظر پاک ہے نہ اُنکا دل پاک ہے۔ اور نہ اُنکے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے اور نہ اُنکے پیر کسی نیک کام کیلئے حرکت کرتے ہیں۔ اور وہ اس پودے کی طرح ہیں جو تاریکی میں ہی پرورش پاتا ہے۔ اندھیری میں رہتا اور اسی میں مرتا ہے۔ وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ میں سے کاٹے گئے ہیں۔ وہ عبث کہتے ہیں کہ ہم اس جماعت میں داخل ہیں۔ کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہیں سمجھے جاتے جو شخص میری اس وصیت کو نہیں مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اس کی ہستی پر آجائے اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک اراده ہو جائے اور پلیدی اور بدکاری کا تمام چولہ اپنے بدن پر سے پھینکدے اور نوع انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار ہو جائے اور اپنی تمام خودرائی کو الوداع کہکر میرے پیچھے ہولے۔ میں اُس شخص کو اُس کتے سے مشابہت دیتا ہوں جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں مردار پھینکا جاتا ہے۔ اور جہاں سڑے گلے مُردوں کی ہڈیاں ہوتی ہیں۔ کیا میں اس بات کا محتاج ہوں کہ وہ لوگ مجھ سے میرے ساتھ ہوں اور اصلاح پر دیکھنے کیلئے ایک جماعت ہو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ دیں اور ایک بھی میرے ساتھ نہ رہے۔ تو میرا خدا میرے لئے ایک اور قوم پیدا کر دے گا جو صدق اور وفا میں ان سے بہتر ہوگی یہ آسمانی کشش کام کر رہی ہے۔ جو نیک دل لوگ میری طرف دوڑتے ہیں کوئی نہیں جو آسمانی کشش کو روک سکے۔ بعض لوگ خدا سے زیادہ اپنے مکر اور فریب پر بھروسہ رکھتے ہیں شاید اُن کے دلوں میں یہ بات پختہ ہو کہ نبوتیں اور رسالتیں سب انسانی مکر ہیں! اور اتفاقی طور پر شہرتیں اور قبولیتیں ہو جاتی ہیں۔ اس خیال سے کوئی خیال پلید تر نہیں اور ایسے انسان کو اس خدا پر ایمان نہیں جس کے ارادہ کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا۔ یعنی وہ ایسے دل اور طعون ہیں ایسی طبیعتیں خدا اُن کو ذلت سے مارے گا۔ کیونکہ وہ خدا کے کارخانہ کے دشمن ہیں۔ ایسے لوگ درحقیقت دہریہ اور خبیث باطن ہوتے ہیں۔ وہ جہنمی زندگی کے دن گذارتے ہیں۔ اور مرنے کے بعد بجز جہنم کی آگ کے اُن کے حصہ میں کچھ نہیں۔

تذکرۃ الشہادتین صفحہ 78 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 78 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 298 پر درج ہے

Back

خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 20، نمبر 143، صفحہ 7 مورخہ یکم جون 1933ء

یہ حوالہ صفحہ 299 پر درج ہے

Back

بعد مسجد قادیان دارالامان۔ مورخہ ۱۹۳۳ء

...ہیں ہوتا۔ یہ سننے والا جھٹ کہہ اٹھتا ہے
...شریعت میں یہ لکھا ہے کہ نکاح مسجد
...ہی ہونا چاہئے

جماعت کے ذمہ دار افسروں کی طرف سے اعلان

نکاح جمعہ مسجد مبارک میں پڑھا کریں تب
...ہے۔ پھر بعض لوگ نکاح اور مسجد والی چیز
...مبارک میں نکاح نہیں ہوتا۔ اور محض اس بنا پر اعتراض
...ساتھ کیا جائے گا۔ اس بات کو کہ

مجلس شوریٰ

...جلسہ ہو چکا ہے۔ کہ قادیان کے نکاح اور باہر کے بھی
...شدہ فارم کی خانہ پُری
...فصیلوں کے بعد پڑھے جائیں۔ مگر وہ لکھی نہیں گئی تھی
...کہی جائیں گے۔ کہ تین روز خطبہ جمعہ سے
...انکار کے باوجود

...ہیں سے بعض اعلیٰ افسر اور چند دوسرے تھے انہیں
...کے دفتر میں نکاح پڑھا جائے۔ یہ سوال
...ہوا کہ مسجد میں نکاح ہونے سے اس کے
...ہونے کی کوشش کی جاتی ہے
...کے سننے میں نہیں آتی۔ بعض لوگ خطبہ نہیں سنتے
...کہ آجکل دو دن کے بیچ اکٹھے کر دیئے گئے
...خطبہ کی اہمیت نہیں سمجھتے بلکہ ان کا اخبار ہے کہ
...کا اعتراض نہیں لیکن انہوں نے اس کے
...ان کیلئے ممکن نہیں تھا کہ نہیں خطبہ نہیں ہوتا
...کو بھیجا جائے۔ ان دوستوں نے بھیجنے
...ہی سوال کر
...بھیانک شکل
...خطبہ نہیں سنتے میں شدید نقص ہے اس
...دلچسپی کرنے والوں کے نام نوٹ
...جھوٹ اور فریب

...سے کام لے کر لکھتے ہیں۔ اگر اس موقعہ پر حکم کیا جائے تو
...خانے کی عزت ہو۔ جو ذمہ داری مجھ پر ڈالتا ہے۔ اس
...میں قصور نہیں ہو سکتا خلیفہ وقت کام بند کرنا

ایک منضبط نشان

...ہو۔ لیکن ایسا کہ ریت پر کے مسند ہیں مکوے ہو جائیں
...اگر جمعہ سناٹوں سے بچ جاتا ہے تو اور جائیں اور ایسے موقعہ پر حکم
...کرے ہم آمادہ ہو جائیں۔ بلکہ جو مناسب نہیں۔ تو میں اپنی
...خلافت کی ذمہ داریوں میں کوتاہی کرنے والا
...ہوں گا۔ مجھے یہ جذبہ دے دیا گیا۔ تم دنیا کی کوئی چیز بھی دیکر
...نہیں خرید سکتے۔ اور اگر میں باکل اور فیصلہ
...کر دے کہ تم اس پر صبر کرنے میں۔ تو فیصلہ وہ

خدا کا قائم کردہ خلیفہ

...ہرگز نہیں ہم نہیں کہہ سکتے میکن دنیا سے (نا پدار کام
...نہیں ہے

دباؤ کو کچلنا

...ہوا کام ہے۔ یہ لوگ کہتے ہیں

شیطان کا ایک آلہ

...ہیں مگر خدا کے مقابلہ شیطان ہر غالب آ سکتے ہیں مغلوب
...نہیں ہو سکتے۔ اور ایک وقت آتا ہے۔ کہ شیطانی طاقتوں کو
...وہ توڑ کر رکھ دیتے ہیں۔ مومن ایسا ہوتے ہوئے بزدل نہیں
...ہوتا۔ وہ ایک وقت ہوتا کرتا ہے۔ اتنا ہوتا کہ لوگ خیال کرتے
...ہیں شاید ہمارا غلبہ ہے مگر جب دباؤ اٹھا لیا جائے۔ اسے تو پتا
...چل جاتا ہے کہ اس کا اصل وقت ہوتا ہے۔ اتنا ضعف
...کو لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ شاید اس سے بڑھ کر اس کو کوئی
...کرنا نہیں۔ مگر

دونوں قسم کے لوگ

...غلطی پر ہوتے ہیں۔ وہ دو دل نہیں۔ بلکہ دو حصہ ہوتا ہے۔ اور
...لوگوں میں ہیں بلکہ

مستقل مزاج اور اولوالعزم

...ہوتا ہے۔

...میں نہیں جاتا۔ یہ غلطی ہماری جماعت میں کبھی نہ
...جائیگی۔ اور کبھی نہ ہو۔ اس کا ازالہ کرتے ہیں گے کہ

صیغوں کا نام لے لیکر

...کہیں۔ کہ اس صیغہ کا یہ حال ہے۔ فلاں محکمہ ایسا کرتا ہے۔ کہ یہ
...خلیفہ وقت جیسا ہی ہے۔ وہ غلطی کرتے ہیں۔ کہ وہ افسروں کو اعلیٰ
...افسر سمجھ کر ہے۔ حالانکہ وہ ہیں۔ اور لوگوں پر خدمتی کرنے والے ہیں

ناظر امور عامہ

...جس کام کے کہ اس معاملہ میں سمجھے کہ ساتھ ہے۔ اس کی یہ حالت
...ہے کہ وہ تین فارم نکاح کے معاملہ میں میرے پاس معاملہ

...کہہ چکے ہیں۔ اور تینوں دفعہ نہایت سختی سے محکمہ کی سفارش
...کو رد کر چکا ہوں۔ اور اب تک ہی میری سمجھ میں یہ بات نہیں
...آئی۔ کہ آخر

نکاح کرنے کرانے والوں کو

...کس نے سمجھا کیوں۔ تین دفعہ ایک بات کہی جاتی ہے۔ مگر
...تین دفعہ سننے کے باوجود اس کے خلاف کیا جاتا ہے۔ پھر

اگر وہ یہ کہتے

...کہ ہم سے غلطی ہو گئی۔ غلطی ہو جاتی ہے۔ ہو گیا۔ جب یہ
...ہو گئی۔ کہہ دیتے تین دفعہ کہ۔ میں نے غلطی۔ اسی ہم نے
...اس غلطی پر پھٹکارتے نہیں۔ توبہ اور استغفار کرتے۔ مگر وہ ایک ہی
...سانس میں یہ کہتے ہیں کہ تین دفعہ ایک بات کہی گئی اور
...ہم نے ٹال دی۔ خدا کس سانس میں یہ کہتے ہیں۔ کہ کوئی
...غلطی نہیں ہوئی

افسروں کا

اپنے نفس پر پھٹکارنے والا رویہ

...بتا۔ کہ کس قدر میں نہیں صفائی کر رہا۔ مگر وہ تو ایک ہی سانس
...میں یہ کہتے ہیں۔ کہ تین دفعہ حکم ہو گیا۔ اور پھر
...یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ میں پتہ نہیں تھا۔ کہ اس طرح نکاح نہیں
...ہونا چاہئے تھا۔ اگر تین دفعہ کہنے کے باوجود بھی ایک بات
...کی کوشش کی سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ
...کتنی دفعہ کہنے کے بعد سمجھ آنی چاہئے۔ اس کو اور صفائت کی ضرورت
...ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ لوگ سمجھتے ہیں۔ جو ہم سے
...ہے میں نے دیکھا ہے

قادیان کے بعض افسروں کی غیر ذمہ داری

...چونکہ میں نے ان کے متعلق یہ بات سنی
...آتا ہے کہ ایک شخص رپورٹ بھیجتا ہے
...اس کے متعلق کوئی شخص رپورٹ کرتا ہے
...ہے۔ لیکن جب دوسرے
...وقت وہی شخص خود رپورٹ کرتا ہے۔ تو حکایت کا سچے
...بیک لگتا

حال اور گزشتہ

...ہے۔ وہ کام کرنے میں دیر کرتا ہے۔ وہ پرانے
...ہے۔ تو اس کا حل یہ ہے۔ اور جب بیک میں شامل
...ہو جائے۔ تو پریذیڈنٹ کو اختیار ہے کہ اسے نکال دے۔ یہی
...طریق میں نے

پبلک کے بعض افراد

...کو دیکھتا ہے۔ بعض کے پریذیڈنٹ نہایت ہی
...بے وقوف اور جاہل
=
...ہے۔

الفضل
قادیان
THE AL-FAZL

خطبہ جمعہ از مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 23، نمبر 139، صفحہ 9 مورخہ 12 دسمبر 1935ء

یہ حوالہ صفحہ 299 پر درج ہے

Back

حوالہ نمبر 312

یہ حوالہ صفحہ 299 پر درج ہے

خطبہ جمعہ از مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 23 نمبر 139 صفحہ 9 مورخہ 12 دسمبر 1935ء

جلد ۲۲ | مطابق ۵ فروری سنہ ۱۹۳۵ء | یوم شنبہ | موزخہ ۲۰ شوال سنہ ۱۳۵۳ھ | نمبر ۹۴

المنیح

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

نرمی تواضع صبر اور تقویٰ

یہ حوالہ صفحہ 299 پر درج ہے

اخبار الفضل قادیان جلد 22، نمبر 94، صفحہ 9 مورخہ 5 فروری 1935ء

Back

حوالہ نمبر 313

اخبار الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۵ فروری ۱۹۳۵ء

نجات کا دروازہ

دنیا جہان کے تمام افراد

بدترین نفاق

بدی کی تحریک نیکی کے پردہ میں

ظاہری علوم کے حاصل ہونے کا ڈھکوسلا

سادہ لوح لوگوں کو دھوکا

شیطان کا حربہ

خلافت کے مخالف

اعوذ اور لاحول پڑھ کر

خلیفہ اور سلسلہ کا رشتہ

ایک احراری مولوی ہدایت اللہ کی امن شکن تقریر

احمدیوں کی آڑ میں حکومت کے خلاف نفرت پھیلانے کی کوشش

ڈوال ضلع جالندھر کے احراری مولوی ہدایت اللہ احراری نے ایک مجمع عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا:-

"اگر کوئی ڈائری لکھنے والا ہو تو میں اسے صاف صاف نوٹ کرانا چاہتا ہوں کہ ظالم گورنمنٹ نے ہی احمدیوں کو بنایا اور ملک کے خلاف لا کر کھڑا کیا ہے جیسی تو مرزا ...... نے عیسائی گورنمنٹ کی تعریفیں میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے ہیں۔ اور تحفہ قیصریہ جیسی کتابیں لکھی ہیں۔ گورنمنٹ نے یہ کافر جاسوس مسلمانوں میں [illegible] گورنمنٹ کرتی [illegible] ہے [illegible] حاصل ہونے سے غیر مشکوک ایمان ان کا قرآن کے مقابلہ میں کیوں [illegible] کے پاس نہیں ہے"

[illegible] مرزا اور اس کا موجودہ [illegible]

اخبار الفضل قادیان جلد 22، نمبر 94، صفحہ 9 مورخہ 5 فروری 1935ء

یہ حوالہ صفحہ 299 پر درج ہے

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

قادیان

الفضل

اخبار احمدیہ

ایڈیٹر غلام نبی

The ALFAZL QADIAN.

یکم ربیع الاول ۱۳۵۳ھ | مطابق ۱۴ جون ۱۹۳۴ء | جلد ۲۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

صداقتِ اسلام کا ایک عظیم الشان ثبوت

خطبہ

خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 21، نمبر 149، صفحہ 5 تا 7 مورخہ 14 جون 1934ء

یہ حوالہ صفحہ 300 پر درج ہے

Back

خطبات محمود

جلد ۱۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۵)

ہر کو ہمیشہ عقل و فکر اور شعور سے کام لینا چاہیئے

ایک مبلغ کی شہادت

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۴ جون ۱۹۳۴ء

ہر سید ان میں

مومن کو غیور

ورواڑہ پر بار بار دستک

مصافحہ

ایک مفید بات

اور کوئی چیز ہے میرے ہاتھ کو مروڑ دیتا ہو کہ سب لوگ میری
چیز سے کہتے ہیں کہ کوئی معاملہ کرا جاتا ہے۔ پھر میں نے
کئی بار دیکھا ہے بعض لوگ میری

پیٹھ پر ہاتھ

پھیرتے ہیں۔ پھر نے تو بڑوں کو سے یہ نسبت کہ پیٹھ پھیرنا
کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہیں۔ اس کی فرض برکت رہتا ہوتی ہے
لیکن بچوں کا باپ کے پیٹھ پر ہاتھ پھیرنا مریدوں کا امام کی
پیٹھ پر ہاتھ پھیرنا بالکل عیب بات ہے۔ اسی طرح میں نے
کئی دفعہ سنا کہ دیکھا ہے۔ اور تو سمجھی رہا ہے کہ وہ بیماری
میرے سامنے آ جاتی ہے۔ اور تو سمجھی رہا ہے کہ وہ بیماری
میرے سامنے نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو میں نے دیکھا ہے۔ آپ پر بعض دفعہ دیوانے لوگوں کی طرف
سے تھپڑ پڑنے کی دھمکی ہوئی۔ اگر کبھی ایسا
دیوانہ دیکھ پاتا۔ کہ آپ کو مارنے ہونے لگتی۔ آپ بیعت کی شرط
کی وجہ سے نہ سکتے کہ دیتا کہ تو۔ اور اگر کوئی اور شخص سے
جاتے بیٹھ لوگ

دعائیں کام کرنے والے

ہیں۔ ان کی اصلاح میں بہت تیز ہوتی ہے۔ مسیح موعود
علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بعض دفعہ آنے والی چیز کی بروقت خبر دے دیتا
تھے۔ میرا بھی یہی حال ہے کہ بعض دفعہ ایسا ہوا ہے کہ فکر
میرے سامنے جاتا رکھ دیا جاتا ہے۔ فوری طور پر اس کا حل روشن
ہو جاتا ہے۔ اور دم گھٹنے لگتا ہے۔ ایسے موقعہ پر میں مکرر پڑھا
ہوا ہوں۔ اگر کوئی خوبی کا کام ہو۔ بات ہو رہی ہو۔ تو اپنے

نفس پر جبر کر کے

منع کر دیتا ہوں۔ وہ تو بہت مائل کرنے کے لئے میرا کہنے
ہیں۔ مگر میں اپنے کو کہتا ہوں اور نہیں ہوتی ہے۔ کہ بیعت میں
سست نفاق میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں۔ کہ وہ دیانت
گھٹ گئی ہے جگہ پیدا ہو گئی ہے۔ پھر کہتے ہیں کہ ہمارا تعلق ہے اس
تو ہمارے دوست کے لئے بھی یہ بات ہے جو چاہئے

امام جماعت کے لئے

ہو۔ ہماری جماعت میں بھی ہر قسم کے اعتراض بکثرت پیدا ہوتے
ہیں۔ اور عام طور پر بدظنی کی

عادت اور شرارت

کہی جاتی ہے۔ میں بات نہیں۔ بلکہ کہ ہر دن لوگوں پر کہی اثر ہوتا ہو گا
ہر شخص کو خدا نہیں مثل ہے کام۔ لیکن چاہیے بعض دفعہ ایسا
نے دیکھا ہے۔ بہت ہر بڑے
چیز۔ ہر چیز ہوتا ہے۔ کہ کوئی
عرض کرنی چاہیے۔ تو کہہ بات ہے
قرآن کریم پر غیر معمولی تدبر و

سارا سارا دن

بچوں کے ہاتھ خطوں پر ہوتے ہیں۔ آسانی سے
طرح بھیجنے کی بجائے اس طرح میں ڈالنے سے
سکرٹری کے دفتر میں اس طرح سے لگا ہوتا
پہنچا تھا میں روزنامچہ لکھنے کے لئے
چکے ہیں۔ یہ بھی لکھا ہے کہ لکھنے والوں
ہیں کہ کمشنر ہوتی۔ اللہ کرے وہ بڑے گھرانے
قدر ہے۔ ایک خاص صاحب نے دیکھا ہے
بیٹھا۔ اور دوسروں کو بھی کہ پھر کسی سے ڈر کر گفتگو
اور کار کرنے سے۔ ایک افسروں کے متعلق میں
ان کے

۹۹ فیصدی

ہیں۔ جو سمجھتے ہیں کہ ان کے لئے دو ہی راستے ہیں
نہیں ہوتی تیسری راہ ہی نہیں ہو سکتی
اٹھا سکتا ہے۔ ۹۹ فیصدی کی تعداد

ہزار میں سے ۹۹۹

ہیں۔ اور ان میں سے شاید ایک بھی
کیا جا سکے کہ جائز طریق پر ہوتا ہے۔ اب
میں سے کہا جا سکتا ہے کہ ہاں ہے۔ اور
ہستا ہوں۔ کیونکہ اور کام کرنے میں
پسند ہے جانے والے کا

نقصان

بتا ہوں۔ کہ میرے ذہن کی طرف
ہوتے ہیں کہ ہی ہے۔ ذہن کی اندرونی
رک ہوتے ہیں۔ مثلاً میں نے ۱۹۱۹ء
ہیں۔ اور ۱۹۱۹ء
ٹھا سکتا ہے۔ اور ۱۹۱۹ء
ڈاکٹر تو ہی دیتا ہے۔ کیونکہ ہی
ڈاکٹر ہی دیتا ہے۔ کیونکہ ہی
ہیں کہ کوئی کشش ہے۔ اور ہر ایک کام
ہیں۔ اگر ہی نے
ہیں۔ اور

زبانی بات

کرنی چاہیے۔ اس سے
جماعت میں ہونی چاہیے۔ ہمیں کرنی
محبت و پیار کا

ہے۔ سونے کا ہونا کافی نہیں۔ بلکہ
جوہری ہے۔ اس نے ہیرے کی قدر
کہ سکتے ہیں۔ اور وہ کے لئے اچھا ہے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

ترجمہ کل فضل اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اللہ بڑی وسعت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا

اب کیا وقت قریب آگیا ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر کھڑا کرے

ہر سوداگر اور تجارت کو شائع ہوتا ہے

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر

ایڈیٹر:- غلام نبی ✤ اسسٹنٹ - مہر محمد خان۔

(290)

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اسکو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کردیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

فہرست مضامین

(فہرست مضامین صفحہ)

(عکس حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(علماء سلسلہ کی تصاویر)

(اشتہارات)

نمبر ۱۰ | مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۲۰ء | مطابق ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۳۸ھ | جلد ۸

مدینۃ المسیح

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مع تفصیل ضلع گورداسپور۔ حضرت اُم المومنین والی سے حضرت نواب صاحب کے ہمراہ شوق سے پڑھے گئے ہیں ✤

جو کہ نہیں لوگ کی احکام شریعت کو معمولی سمجھ کر ان کو توڑنا روا نہیں کرتے۔ اسے جناب پیارے مسعود شاہ صاحب نے بعد لفظ مختصر و تکلفات کی تشریح اور ہمیں فرمایا شروع کی ہے۔ ہمارے خیال میں اگر اس کے ساتھ کو آسان اور ضروری صورت میں پیش کیا جاوے۔ تو اس تو لوگوں کے لئے بھی جو کہ سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں۔ بہت مفید ہو سکے ✤

اخبار احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح کی ناک کے متعلق اطلاع

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز آپ نے بوجہ کی تکلیف کی خوشی سے دوسرے سفر تشریف لے گئے ہیں۔ اس لئے ہم خطوط کا جواب بھیجنے سے قاصر ہیں۔ اور حضور کے ان کے خطوط اور حضور تک پہنچ گئے ہیں۔ اور حضور کے سفر کے لئے دعا فرمائیں۔ ہاں اگر کوئی بات دریافت کرنا چاہے۔ تو سادہ عریضہ لکھے۔ تاکہ اس کا جواب دیا جا سکے۔ والسلام

ناکارہ رحیم بخش۔ ۱۰ دسمبر ۱۹۲۰ء

احباب کو اطلاع

جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان

اطلاع دیتے ہیں۔ کہ طلباء مدرسہ احمدیہ کو اجازت ہے مدرسہ کے لئے پندرہ روپیہ ماہوار کمانے کے لئے کوئیں دیگر مناسب طلباء پر ہم کو زر پندرہ کی رسید دینگے۔ ۱۲ اگست پندرہ دیکر عہدہ حاصل کریں۔

احباب کا شکریہ

جن دوستوں نے میری اہلیہ کی وفات پر خط لکھ کر ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ میں اپنے ان مہربانوں سے اس امر کی توقع رکھتا ہوں۔ کہ وہ اس عاجز کو وقتاً فوقتاً خاص وقت کی خاص دعاؤں میں یاد فرما کر مرہون منت فرمائیں گے۔ خاکسار حافظ جمال احمد۔ قادیان

اصلاح غلط

مولوی عطاء محمد صاحب قادیانی کا تخلص۔ نہ کہ جان بیت محمد فاضل خان صاحب ساکن مستان ضلع کیمبل پور سے ہوشیار و دوسرا پے مہر بر

حوالہ نمبر 315

...اور کسی مرض سے نہیں ہوتیں۔

قوم کی خرابی اخلاقی سل و دق ہے

اسی طرح اخلاق کی خرابی کا مرض بھی سل اور دق کا سا ہے۔ جو آہستہ آہستہ آتا ہے۔ میں نے اس کے متعلق بارہا توجہ دلائی ہے۔ مگر اس کی طرف ابھی کافی توجہ نہیں کی گئی اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ یہ مرض خفیہ طور پر آہستہ آہستہ آتا ہے دق وغیرہ اسی طرح ہوتی ہے۔ کہ پہلے صبح و شام خفیف سی حرارت ہونا شروع ہوا یا سر درد ہو گیا۔ اسکو معمولی بات سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کا پتہ اسی وقت لگتا ہے جب وہ جسم پر غلبہ پا لیتی ہے۔ یہی حال اخلاقی خرابیوں کا ہوتا ہے بچوں میں بد اخلاقی اس وقت پیدا ہونی شروع ہوتی ہے۔ جس وقت کہ ماں باپ اس کے سامنے کوئی بد اخلاقی کی بات کرتے ہیں۔ یا جب بچہ کوئی بد اخلاقی کرتا ہے۔ تو وہ ہنس دیتے ہیں۔ اور جب بچوں میں جھوٹ وغیرہ کی عادتیں راسخ ہو جاتی ہیں۔ تو انکو روکنا شروع کرتے ہیں۔

ہمدردی کی کمی انسان کو بدترین حیوان بنا دیتی ہے

بڑا نقص جو ہمارے دیہاتیوں میں ہے وہ ہمدردی کی کمی ہے۔ کسی کے دکھ کو دیکھتے ہیں۔ اور کہہ دیتے ہیں ہمیں کیا۔ اور یہ عام مرض ہے۔ بلکہ پنجابی میں تو ایک محاورہ بھی بنا لیا ہے۔ کہتے ہیں کہ فلاں کیا میرا چاچا لگتا ہے جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ ان کی ہمدردی کی حد چچا تک ہی ہے۔ اسکے آگے نہیں۔ لیکن یہ کمی اتنی بڑی کوتاہی ہے کہ انسان کو انسانیت سے گرا دیتی ہے۔ انسان انسان نہیں کہلا سکتا جب تک کہ اس میں بنی نوع کی ہمدردی نہ ہو۔ ہمدردی کے بغیر انسان انسان نہیں رہتا۔ بلکہ حیوانوں کے درجہ پر آجاتا ہے۔ اور حیوانوں میں سے بھی بدتر کی شکل کا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بعض لوگ تو وہ ہوتے ہیں جنکو مطلق ہمدردی نہیں ہوتی۔ ان کی شکل بھیڑیوں وغیرہ جانوروں کی ہوتی ہے۔ ان میں ہمدردی کے بجائے یہ ہے کہ اگر کوئی زخمی بیل ہو۔ تو اسکو بھی بیل بجائے

ہمدردی کے ایسے سینگ مار جائیگا۔ اسی طرح ایک کتے کی بھی یہی کیفیت ہوگی۔ بندر کبھی کوئی ہمدردی زخمی بندر سے نہیں کریگا۔ لیکن کتے کو ہمدردی ہوتی ہے۔ مگر اپنے ہم جنس سے نہیں۔ بلکہ کتا اگر کسی دوسرے کتے کو زخمی دیکھیگا۔ تو اسپر جھپٹیگا۔ ہاں وہ اس انسان سے ہمدردی کریگا جس نے اسے کھانا دیا ہوگا۔ تو اسی طرح بعض لوگوں میں ہمدردی ہوتی ہے۔ مگر اپنی قوم اور اپنی جماعت کے لوگوں سے نہیں۔ بلکہ غیروں سے حالانکہ سب سے پہلے ہمدردی کے مستحق اپنی جنس اپنا ... لوگ ہیں۔ اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو ایسے لوگوں سے کتے بہتر ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے سے افضل کی ہمدردی کرتے ہیں۔ مگر یہ لوگ اپنوں کو چھوڑ کر غیروں کی ہمدردی کرینگے۔ اور اس کی غرض یہ ہوگی۔ تا کہ لوگ انہیں بڑا ہمدرد کہیں۔ مسلمان حاکم ہو گئے۔ بعض وسیع القلب کہلانے کے لئے انصاف اور عدل کو بھی چھوڑ دینگے اور مسلمانوں کے خلاف فیصلہ دینگے۔ تاکہ لوگ کہیں کہ یہ بڑے وسیع القلب اور غیر متعصب ہیں۔ ایسے لوگ کتے سے بھی بدتر ہو سکتے ہیں۔

ایک دوسرے سے ہمدردی کرو

یہ تو غیروں کا حال ہے لیکن ہم میں بھی ایسے ہیں بلکہ قادیان میں پائے جاتے ہیں جن میں ہمدردی کی کمی ہے۔ اور ان کو آبادی میں بھی نفسا نفسی لگی رہتی ہے۔ اگر یہی کیفیت رہیگی تو قیامت کو شفاعت کرنیوالے ان کے متعلق کہدینگے کہ ہمیں تمہاری شفاعت کی کیا پڑی ہے۔ جو یہاں نفسا نفسی میں مبتلا تھے۔ جو دوسروں کی ہمدردی کرتے ہیں ان کیلئے وہاں بھی شفاعت کرنیوالے شفاعت کرینگے۔ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو کہیگا کہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ دیا۔ میں ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا نہ دیا۔ میں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہ پلایا۔ اور بیمار تھا تم نے میری عیادت نہ کی۔ بندے کہینگے کہ خداوندا تو کب بھوکا تھا کہ ہم نے تجھکو کھانا نہ دیا۔ تو کب ننگا تھا کہ ہم نے کپڑا نہ دیا تو کب پیاسا تھا کہ ہم نے پانی نہ دیا۔ تو کب بیمار تھا کہ ہم نے تیری عیادت نہ کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیگا میرا فلاں بندہ بھوکا تھا۔ فلاں ننگا تھا۔ فلاں پیاسا تھا اور فلاں بیمار تھا تم نے اس سے غفلت کی۔ گویا مجھ سے غفلت کی۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہاں نفسا نفسی ایسی ہے کہ ... یہاں بھی نفسا نفسی کا معاملہ ہوگا ... ہم میں موجود ہو۔ ایک شخص کی لڑکی فوت ہو گئی وہ اکیلا اس کا جنازہ لیکر گیا۔ اور راستہ میں دو ایک آدمی اور مل گئے۔ یہ کیوں ہوا ... میں بوجہ بیماری کے اس جنازہ کے ساتھ نہ جا سکا ... کہ بیماری کی وجہ سے حضرت صاحب کے پرانے دوستوں کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے جنازہ کے ساتھ ضروری کام چھوڑ کر بھی جاتا ہوں سوا اگر جنازوں کے ساتھ جانے کے متعلق ہیں ... ساتھ جانے والا کوئی نہیں یا ساتھیوں کے جنازہ کے ساتھ محلہ والوں کا فرض تھا کہ اسکے جنازہ کے ساتھ شامل ہوتے۔ کیونکہ اگر کوئی امیر بھی ہو۔ تو اس کا جنازہ خود بخود گاڑی میں ... یا فرشتے اٹھا کر قبرستان میں نہیں لیجائینگے۔ بلکہ لوگ ہی ہوتے ہیں جو جنازہ اٹھاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی کسی کی میت کے اٹھانے میں شامل نہیں ہوگا۔ تو کل جب اس کو کوئی واقعہ ہو۔ تو اس کا کیا حق ہے کہ دوسرے اس کے کام آئیں۔ اس صورت میں اسکو شکایت کا کوئی حق نہ ہوگا۔ اس قسم کی عادتوں کو چھوڑ دو۔ اور خدا کیلئے اور اس کے قرب کیلئے اور اس کی مخلوق سے ہمدردی کے اخلاق سیکھو۔ نرم کلامی سیکھو تاکہ خدا کی رضا تم کو حاصل ہو۔

(حضور جب اس سے آگے خطبہ کیلئے کھڑے ہوئے تو فرمایا کہ)

آپ کے ایام سفر میں جماعت قادیان کے امیر

میں دوستوں اور طبیبوں کے مشورے کے تحت کل ایک ہفتہ کیلئے باہر پہاڑی پر جاؤنگا۔ تمام احباب جانتے ہیں ... اس عرصہ کا امیر ... مقرر کرتا ہوں ... جماعت کے ... میری غیر حاضری میں ... ان کی اطاعت کرینگے۔

اطاعت ضروری ہے

... اطاعت کیا ... اطاعت دنیاوی ترقی کے لئے بھی ضروری ہے ... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ من اطاع امیری فقد اطاعنی ومن عصی امیری فقد عصانی کہ جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی۔ اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ یہی حال حضور کے خلفاء اور ان کے مقرر کردہ امراء کا ہے ... کہ ہماری جماعت کے لوگ خلفاء کی اطاعت کی تو کوشش کرتے ہیں لیکن خلفاء کے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کو ... [illegible]

خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 8، نمبر 10، صفحہ 8 مورخہ 12 اگست 1920ء

یہ حوالہ صفحہ 301 پر درج ہے

حوالہ نمبر316

المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ کی بیماری بہت خطرناک ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ صرف آپ کی آواز ہی باقی ہے۔ احباب کو معلوم ہے کہ ہم نے کئی بار اس خیال کی تردید کی ہے۔ اب پھر ضروری ہے کہ ہم اس خیال کی تردید کریں۔ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعا کے طفیل حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس وقت تک کی تمام دعاؤں کو شرف قبولیت بخشتا رہا ہے۔ اس لئے ہم اس کی فضل سے امید کرتے ہیں کہ آپ کی صحت کے متعلق جو خیال ظاہر کیا جاتا ہے وہ غلط ہوگا۔ اور آپ کی صحت کے متعلق جو خیال ظاہر کیا جاتا ہے وہ غلط ہوگا۔ اور آپ کی صحت کے متعلق جو خیال ظاہر کیا جاتا ہے وہ غلط ہوگا۔

رمضان المبارک کے متعلق فرمان نبوی

جنت اور روزہ دار

عن سھل رضی اللہ عنہ عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ان فی الجنۃ بابا یقال لہ الریان یدخل منہ الصائمون یوم القیامۃ لا یدخل منہ احد غیرھم یقال این الصائمون فیقومون لا یدخل منہ احد غیرھم فاذا دخلوا اغلق فلم یدخل منہ احد۔ (بخاری شریف)

سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے۔ اس دروازہ میں سے قیامت کے دن روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔ اس دن اعلان کیا جائیگا کہ روزہ دار کہاں ہیں۔ وہ آکر اس دروازہ سے جنت میں داخل ہو جائیں اور جب سب داخل ہو چکیں گے تو دروازہ بند کر دیا جائیگا۔ ان کے سوا اس دروازہ سے اور کوئی داخل نہ ہوگا۔

اخبار الفضل قادیان جلد 22، نمبر 72، صفحہ 8 مورخہ 13 دسمبر 1934ء

یہ حوالہ صفحہ 301 پر درج ہے

Back

قادیان کی اہمیت

آئندہ دنوں کی شرکت

ایک مسلمان کا استعمال

کون تھا جس کی تمنا یہ نہ تھی اک جوشش سے
کون تھا جسکو نہ تھا اُس آنے والے سے پیار

پھر وہ دن جب آگئے اور چودھویں آئی صدی
سب سے اوّل ہو گئے منکر یہی دیں کے منار

پھر دوبارہ آگئی احبار میں رسم یہود
پھر مسیح وقت کے دشمن ہوئے یہ حُمقہ دار

تھا نوشتوں میں یہی از ابتدا تا انتہا
پھر بٹے کیونکر کہ ہے تقدیر نے نقشِ جدار

میں تو آیا اِس جہاں میں ابن مریم کی طرح
میں نہیں مامور از بہر جہاد و کارزار

پر اگر آتا کوئی جیسی نہیں امید تھی
اور کرتا جنگ اور دیتا غنیمت بے شمار

ایسے مہدی کیلئے میداں کھلا تھا قوم میں
پھر تو اس پر جمع ہوتے یکدم میں صد ہزار

پر یہ تھا رحم خداوندی کہ میں ظاہر ہوا
آگ آتی گر نہ میں آتا تو پھر جاتا قرار

آگ بھی پھر آگئی جب دیکھ کر تتے نشاں
قوم نے مجھ کو کہا کذّاب ہے اور بدشعار

ہے یقیں یہ آگ کچھ مدت تلک جاتی نہیں
ہاں مگر توبہ کریں با صد نیاز و انکسار

یہ نہیں اک اتفاقی امر تا ہوتا علاج
ہے خدا کے حکم سے یہ سب تباہی اور تبار

وہ خدا جس نے بنایا آدمی اور دیں دیا
وہ نہیں راضی کہ بے دینی ہو ان کا کاروبار

بے خدا بے زہد و تقویٰ بے دیانت بے صفا
بَن ہے یہ فیلے دوں طاعون کرے اُس میں شکار

صید طاعوں مت بنو پورے نو تم متقی!
یہ جو ایماں ہے زباں کا کچھ نہیں آتا بکار

موت سے گر خود ہو بے ڈر کچھ کرو بچوں پہ رحم
امن کی رہ پر چلو بَن کو کرو مت اختیار

بَن کے رہنے والو! تم ہرگز نہیں ہو آدمی
کوئی ہے روبہ کوئی خنزیر اور کوئی ہے مار

ان دلوں کو خود بدل دے اے مرے قادر خدا
تو تو ربّ العالمیں ہے اور سب کا شہریار

تیرے آگے محو یا اثبات ناممکن نہیں
جوڑنا یا توڑنا یہ کام تیرے اختیار

ٹوٹے کاموں کو بناوے جب نگاہِ فضل ہو
پھر بنا کر توڑ دے اک دم میں کرشمہ تار تار

احمد کے دیکھنے والے اور نہ دیکھنے والے احمدیوں میں بھی ایک فرق ہے۔ دیکھنے والوں کے دل میں ایک سرور اور لذت اسکے دیدار اور صحبت کی اب تک باقی ہے۔ نہ دیکھنے والے بارہا تاسف کرتے پائے گئے کہ ہائے ہمنے جلدی کیوں نکی اور کیوں نہ اس محبوب کا اصلی چہرہ اس کی زندگی میں دیکھ لیا تصویر اور اصل میں بہت فرق ہے۔ اور وہ فرق بھی وہی جانتے ہیں جنہوں نے اصل کو دیکھا۔ میرا دل چاہتا ہے کہ احمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے حلیہ اور عادات پر کچھ تحریر کروں۔ شائد ہمارے وہ دوست جنہوں نے اس ذات بابرکات کو نہیں دیکھا حظ اٹھا دیں۔

حلیہ مبارک بجائے اسکے کہ میں آپ کا حلیہ بیان کروں اور ہر چیز پر خود کوئی نوٹ دوں یہ بہتر ہے کہ میں سرسری طور پر اس کا ذکر کر جاؤں۔ اور توجہ پڑھنے والے کی اپنی رائے پر چھوڑ دوں آپ کے تمام حلیہ کا خلاصہ ایک فقرہ میں یہ ہو سکتا ہے کہ

"آپ مرداۃ حسن کے اعلیٰ نمونہ تھے"

مگر یہ فقرہ بالکل نامکمل رہے گا اگر اسکے ساتھ دوسرا یہ نہ کہا

"یہ حسن انسانی ایک روحانی چمک دمک اور انوار اپنے ساتھ لئے ہوئے تھا"

اور جس طرح آپ جمالی رنگ میں اس امت کے لئے مبعوث ہوئے تھے اسی طرح آپ کا جمال بھی خدا کی قدرت کا نمونہ تھا۔ اور دیکھنے والے کے دل کو اپنی طرف کھینچتا تھا۔ آپ کے چہرہ پر نورانیت کے ساتھ رعونت ہیبت اور استکبار نہ تھے۔ بلکہ فروتنی، خاکساری اور محبت کی آمیزش موجود تھی چنانچہ ایک دفعہ کا واقعہ میں بیان کرتا ہوں کہ جب حضرت اقدس پر (صاحب کو دیکھنے ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے تو وہاں پہنچکر ایک درخت کے نیچے سایہ میں کپڑا بچھایا گیا اور سب لوگ بیٹھ گئے۔ اس پاس کے دیہات اور خاص قصبہ کے لوگوں نے حضرت صاحب کی آمد سنکر ملاقات اور مصافحہ کے لئے آنا شروع کیا۔ اور جو شخص آتا مولوی سید محمد احسن صاحب کی طرف آتا اور ان کو حضرت اقدس سمجھ کر مصافحہ کرکے بیٹھ جاتا۔ غرض کچھ دیر تک لوگوں پر یہ امر نہ کھلا۔ جب تک خود مولوی صاحب موصوف نے اشارہ سے اور یہ کہکر لوگوں کو ادھر متوجہ نہ کیا کہ حضرت صاحب یہ ہیں۔ بعینہٖ ایسا واقعہ ہجرت کے وقت نبی کریم صلعم کو مدینہ میں پیش آیا تھا۔ وہاں بھی لوگ حضرت ابوبکر رضہ کو رسولخدا سمجھ کر مصافحہ کرتے رہے۔ جب تک کہ انہوں نے آپ پر چادر سے سایہ کرکے لوگوں کو ان کی غلطی

۶۸۵

۴۶- "اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا"[1] (البشریٰ صفحہ ۵۵)

۴۷- "دختر نیک اکثما ہی شاں خورد ترچندیں سال"[2] (البشریٰ صفحہ ۵۷، ۶۳)

۴۸- "اے خدا اِس پیالہ کو ٹال دے"[3] (البشریٰ صفحہ ۸۹)

۴۹- "نزول در قادیان"[4] (البشریٰ صفحہ ۹۲)

۵۰- "تیری نمازوں سے تیرے کام افضل ہیں"[5] (البشریٰ صفحہ ۹۹)

۵۱- مولانا جلال الدین صاحب شمس رضی اللہ عنہ شرح قصیدہ "یَا عَیْنَ فَیْضِ اللّٰہِ" میں لکھتے ہیں کہ:-

"اسی قصیدہ کے متعلق ایک اور روایت مرحوم و مغفور حضرت پیر سراج الحق رضی اللہ عنہ کی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب یہ قصیدہ تصنیف فرما چکے تو آپ کا چہرۂ مبارک خوشی سے چمکنے لگا اور فرمایا کہ یہ قصیدہ جناب الٰہی میں قبول ہو گیا اور خدا نے مجھ سے فرمایا جو اس قصیدہ کو حفظ کرے گا اور ہمیشہ پڑھے گا میں اس کے دل میں اپنی اور اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت کوٹ کوٹ کر بھر دوں گا اور اپنا قرب عطا کروں گا۔"

(شرح القصیدہ صفحہ ۱، ۲- ۲۹ جون ۱۹۵۶ء)

۵۲- حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بیان کیا کہ:-

"ایک مرتبہ حضرت اقدس کو خارش کی بہت سخت شکایت ہو گئی۔ تمام ہاتھ بھرے ہوئے تھے لکھنا یا دوسری ضروریات کا سرانجام دینا مشکل تھا۔ علاج بھی برابر کرتے تھے مگر خارش دُور نہ ہوتی تھی..... ایک دن (میں) حضرتؑ کی خدمت میں حاضر ہوا، عصر کے قریب وقت تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے ہاتھ بالکل صاف ہیں مگر آپ کے آنسو بہہ رہے ہیں..... میں نے جرأت کر کے پوچھا کہ حضور آج خلافِ معمول آنسو کیوں بہہ رہے ہیں۔ حضورؑ نے فرمایا کہ میرے دل میں ایک معصیت کا خیال گذرا کہ اللہ تعالیٰ نے کام تو اتنا بڑا میرے سپرد کیا ہے اور ادھر صحت کا یہ حال ہے کہ آئے دن کوئی نہ کوئی شکایت رہتی ہے۔ اس پر مجھے الہام[6] ہوا۔

"ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے"

---

[1] (ترجمہ) زمین اپنے رب کے نور سے جگمگا اُٹھی۔ (مرتب)

[2] ان کی نیک لڑکی سب سے چھوٹی چند سال کی ہے۔ (مرتب) نوٹ:- اس الہام کے متعلق پیر صاحبؓ نے البشریٰ صفحہ ۶۳ پر لکھا ہے:- "الہام منقول از بیاض حضرت آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی"

[3] (ترجمہ) قادیان میں نزول۔ (مرتب) [4] یعنی جو عظیم الشان خدمات تو اسلام کی تائید میں بجا لا رہا ہے۔ (مرتب)

[5] یہ الہام غالباً ۱۸۹۱ء یا ۱۸۹۲ء کا ہے۔ حضرت آدم الانبیاء مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے خارش کی تکلیف کا واقعہ ۱۸۹۱ء بتلایا۔ (سیرت المہدی حصہ اوّل صفحہ ۲۵۶، ۲۵۷ روایت نمبر ۲۶۲)۔ اور حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ نے اسے ۱۸۹۲ء کا۔ (دیکھئے سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ ۵۲ روایت نمبر ۵۴۷)۔ (مرتب)

الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ سے پایا جاتا ہے کہ جب انسان کوششیں تھک کر رہ جاتی ہیں، تو آخر اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔

دُعا کامل تب ہوتی ہے کہ ہر قسم کی خیر کی جامع ہو اور ہر شر سے بچاوے۔ پس اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ میں سارے خیر جمع ہیں۔ اور غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ میں سب شروں حتیٰ کہ دجال فتنہ سے بچنے کی دُعا ہے۔ مَغْضُوْب سے بالاتفاق یہودی اور الضَّآلِّيْنَ سے نصاریٰ مراد ہیں۔ اب اگر اس میں کوئی بڑا راز حقیقت نہ تھی، تو اس دُعا کی تعلیم سے کیا غرض تھی؟ اور پھر ایسی تاکید کہ اس دُعا کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی اور ہر رکعت میں اُس کا پڑھا جانا ضروری قرار دیا۔ جیسا اس میں یہی تھا کہ یہ ہمارے زمانہ کی طرف ایما ہے۔ اُس وقت صراطِ مستقیم یہی ہے جو ہماری راہ ہے۔

۹۔ مسیح کی شبیہہ کا افسانہ

کہتے ہیں کہ مسیح کی شبیہہ کو سُولی دی گئی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ اس میں صریح عقل ہی بتاتا ہے کہ وہ شخص جو مسیح کی شبیہہ بنایا گیا، وہ دشمن ہو گا یا دوست۔ اگر وہ دشمن تھا تو ضرور تھا کہ وہ شور مچاتا کہ میں مسیح نہیں ہوں اور میرے فلاں رشتہ دار موجود ہیں۔ میرا اپنی بیوی کے ساتھ فلاں راز ہے۔ مسیح کو میں ایسا سمجھتا ہوں۔ غرض وہ شور مچا کر اپنی صفائی اور برأت کرتا (علاوہ کسی تاریخ صحیح سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ جو شخص صلیب پر لٹکایا گیا تھا، اُس نے شور مچا کر رہائی حاصل کر لی تھی۔

اور اگر وہ مسیح کا دوست اور حواری ہی تھا۔ پھر صاف بات ہے کہ وہ مومن باللہ تھا اور وہ صلیب پر مرنے کی وجہ سے بلا وجہ ملعون ہوا اور خدا نے اُس کو ملعون بنایا۔ رہی یہ بات کہ مصلوب ملعون کیوں ہوتا ہے؟ یہ عام بات ہے کہ جو چیز کسی فرقہ سے تعلق رکھتی ہے، وہ اُس کے ساتھ منسوب ہو جاتی ہے۔ سُولی کو مجرموں کے ساتھ تعلق ہے جو گویا کاٹ دینے کے قابل ہوتے ہیں اور خدا کا تعلق مجرم کے ساتھ کبھی نہیں ہوتا۔ یہی لعنت ہے۔ اس وجہ سے وہ لعنتی ہوتا ہے۔

اس لیے یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک مومن نیکوکار گناہ ملعون قرار دیا جاوے۔ پس یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اصل وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر ظاہر کی کہ مسیح کی حالت غشی وغیرہ سے ایسی ہو گئی جیسے مُردہ ہوتے ہیں۔

۱۰۔ انبیاء خبیث امراض سے محفوظ رکھے جاتے ہیں

انبیاء علیہم السلام اور اللہ تعالیٰ کے مأمور خبیث اور ذلیل بیماریوں سے محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ مثلاً آتشک ہو، جذام ہو یا اور کوئی ایسی ذلیل مرض۔ یہ بیماریاں خبیث لوگوں ہی کو ہوتی ہیں اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ (النور ۲۷) اس میں عام لفظ رکھا ہے اور نکات بھی عام ہیں۔ اس لیے خبیث

یہ حوالہ صفحہ 306 پر درج ہے

ملفوظات جلد اوّل صفحہ 397 طبع جدید از مرزا قادیانی

Back

یہی نکلا کہ کوئی معمولی تپ آیا یا معمولی طور پر کوئی درد ہوا یا ہیضہ ہوا اور پھر اصلی حالت صحت کی قائم ہوگئی تو وہ پیشگوئی متصور نہیں ہوگی۔ اور بلاشبہ ایک مکر اور فریب ہوگا کیونکہ ایسی بیماریوں سے تو کوئی بھی خالی نہیں۔ ہم سب کبھی نہ کبھی بیمار ہو جاتے ہیں۔ پس اس صورت میں میں بلاشبہ اُس سزا کے لائق ٹھہرونگا جس کا ذکر میں نے کیا ہے لیکن اگر پیشگوئی کا ظہور اس طور سے ہوا کہ جس میں قہر الٰہی کے نشان صاف صاف اور کھلے طور پر دکھائی دیں تو پھر سمجھو کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ پیشگوئی کی ذاتی عظمت اور ہیبت دنوں اور وقتوں کے مقرر کرنے کی محتاج نہیں۔ اس بارے میں تو: مانع نزول عذاب کی ایک حد مقرر کر دینا کافی ہے۔ پھر اگر پیشگوئی فی الواقعہ ایک عظیم الشان ہیبت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے اور یہ سارے خیالات اور یہ تمام نکتہ چینیاں جو پیش از وقت دلوں میں پیدا ہوتی ہیں ایسی معدوم ہو جاتی ہیں کہ منصف مزاج اہل الرائے ایک انفعال کے ساتھ اپنی رایوں سے رجوع کرتے ہیں۔ ماسوا اسکے یہ عاجز بھی تو قانونِ قدرت کے تحت میں ہے۔ اگر میری طرف سے بُنیاد اس پیشگوئی کی صرف اسی قدر ہے کہ میں نے صرف یاوہ گوئی کے طور پر چند احتمالی بیماریوں کو ذہن میں رکھ کر اور اٹکل سے کام لیکر یہ پیشگوئی شائع کی ہے تو جس شخص کی نسبت یہ پیشگوئی ہے وہ بھی تو ایسا کر سکتا ہے کہ انھیں اٹکلوں کی بُنیاد پر میری نسبت کوئی پیشگوئی کر دے۔ بلکہ میں راضی ہوں کہ بجائے چھ برس کے جو میں نے اُسکے حق میں میعاد مقرر کی ہے وہ میرے لئے دس لکھدے۔ لیکھرام کی عمر اسوقت شاید زیادہ سے زیادہ تیس برس کی ہوگی اور وہ ایک جوان قوی ہیکل عمدہ صحت کا آدمی ہے۔ اور اِس عاجز کی عمر اسوقت پچاس برس سے کچھ زیادہ ہے اور ضعیف اور دائم المرض اور طرح طرح کے عوارض میں مبتلا ہے۔ پھر باوجود اِسکے مقابلہ میں خود معلوم ہو جائیگا کہ کونسی بات انسان کی طرف سے ہے اور کونسی بات خدا تعالیٰ کی طرف سے۔

اور معترض کا یہ کہنا کہ ایسی پیشگوئیوں کا اب زمانہ نہیں ہے ایک معمولی فقرہ ہے

سراج منیر صفحہ 15 مندرجہ روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 17 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 306 پر درج ہے

Back

کل فج عمیق - والملوک یتبرکون بثیابک - اذا جاء نصر اللہ والفتح وانتہی امر الزمان الینا الیس ھذا بالحق - یعنی تیری مدد وہ لوگ کرینگے جن کے دلوں پر میں آسمان سے وحی نازل کروں گا - وہ دُور دُور کی راہوں سے تیرے پاس آئینگے اور بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈینگے جب ہماری مدد اور فتح آجائیگی تب مخالفین کو کہا جائیگا کہ کیا یہ انسان کا افترا تھا یا خدا کا کاروبار + - ایسا ہی خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ دشمن یہ بھی تمنا کریں گے کہ یہ شخص منقطع النسل رہ کر نابود ہو جائے - تا نادانوں کی نظر میں یہ بھی ایک نشان ہو - لہذا اس نے پہلے سے براہین احمدیہ میں خبر دے دی کہ ینقطع اٰباءک ویبدء منک - یعنی تیرے بزرگوں کی پہلی نسلیں منقطع ہو جائیں گی اور اُن کے ذکر کا نام و نشان نہ رہے گا - اور خدا تجھ سے ایک نئی بنیاد ڈالے گا - اسی بنیاد کی مانند جو ابراہیم سے ڈالی گئی - ایسا ہی

+ ایسا ہی خدا تعالیٰ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر کوئی خبیث مرض دامن گیر ہو جائے جیسا کہ جذام اور جنون اور اندھا ہونا اور مرگی - تو اس سے یہ لوگ نتیجہ نکالیں گے کہ اس پر غضب الٰہی ہو گیا - اس لئے پہلے سے اُس نے مجھے براہین احمدیہ میں بشارت دی کہ ہر ایک خبیث عارضہ سے تجھے محفوظ رکھوں گا - اور اپنی نعمت تجھ پر پوری کروں گا - اور بعد اس کے آنکھوں کی نسبت خاص یہ بھی الہام ہوا - تنزل الرحمۃ علی ثلثۃ - الاثنین و علی الاخرتین - یعنی رحمت تین عضوؤں پر نازل ہوگی - ایک آنکھیں کہ پیرانہ سالی ان کو صدمہ نہیں پہنچائے گی اور نزول الہام وغیرہ سے جس سے نور بصارت جاتا رہے محفوظ رہیں گی - اور دو عضو اور ہیں جن کی خدا تعالیٰ نے تصریح نہیں کی - اُن پر بھی یہی رحمت نازل ہوگی - اور اُن کی قوتوں اور طاقتوں میں فتور نہیں آئے گا - اب بولو تم نے دنیا میں کس کذّاب کو دیکھا کہ اپنی عمر بتلاتا ہے اپنی صحت بصری اور دوسرے اعضا کی صحت کا آخیر عمر تک دعویٰ کرتا ہے - ایسا ہی چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ لوگ قتل کے منصوبے کریں گے اُس نے پہلے سے براہین میں خبر دے دی یعصمک اللہ ولو لم یعصمک الناس - منہ

تحفہ گولڑویہ [ضمیمہ] صفحہ 31 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 67 از مرزا قادیانی
یہ حوالہ صفحہ 306 پر درج ہے
Back

تک میں نے ابھی بیعت نہ کی تھی۔

خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے حضرت صاحب سے قدیم تعلقات تھے جو غالباً حضرت خلیفہ اولؓ کے واسطہ سے قائم ہوئے تھے۔ مگر مولوی صاحب موصوف نے بیعت کچھ عرصہ بعد کی تھی۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب جماعت کے بہترین مقررین میں سے تھے۔ اور آواز کی غیر معمولی بلندی اور خوش الحانی کے علاوہ ان کی زبان میں غیر معمولی فصاحت اور طاقت تھی جو سامعین کو مسحور کر لیتی تھی۔

۶۷۲ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج نہیں کیا۔ اعتکاف نہیں کیا۔ زکوٰۃ نہیں دی تسبیح نہیں رکھی۔ میرے سامنے طب یعنی گوہ کھانے سے انکار کیا۔ صدقہ نہیں کھایا۔ زکوٰۃ نہیں کھائی۔ صرف نذرانہ اور ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ پیروں کی طرح مصلّٰی اور خرقہ نہیں رکھا۔ راتب الوقت ورد و وظائف (مثلاً پنجسورہ۔ دعائے گنج العرش۔ درود تاج۔ حزب البحر۔ دعائے سریانی وغیرہ) نہیں پڑھتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حج نہ کرنے کی تو خاص وجوہات تھیں کہ شروع میں آپ کے مالی لحاظ سے انتظام نہیں تھا۔ کیونکہ ساری جائداد وغیرہ ابتدائی میں ہمارے دادا صاحب کے ہاتھ میں تھی اور بعد میں تایا صاحب کا انتظام رہا۔ اور اس کے بعد حالات ایسے پیدا ہو گئے۔ کہ ایک تو آپ جہاد کے کام میں منہمک رہے دوسرے آپ کے لئے حج کا راستہ بھی مخدوش تھا۔ تاہم آپ کی خواہش رہتی تھی۔ کہ حج کریں۔ چنانچہ حضرت والدہ صاحبہ نے آپ کے بعد آپ کی طرف سے حج بدل کروایا۔ اعتکاف ماموریت کے زمانہ سے قبل غالباً بیٹھے ہونگے مگر ماموریت کے بعد بوجہ قلمی جہاد اور دیگر مصروفیت کے نہیں بیٹھ سکے۔ کیونکہ یہ نیکیاں اعتکاف سے مقدم ہیں۔ اور زکوٰۃ اس لئے نہیں دی۔ کہ آپ کبھی صاحب نصاب نہیں ہوئے۔ البتہ حضرت والدہ صاحبہ زیور پر زکوٰۃ دیتی رہی ہیں۔ اور تسبیح اور رسمی وظائف وغیرہ کے آپ قائل ہی نہیں تھے۔

۶۷۳ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت صاحب کی آنکھوں میں مائی اوپیا تھا۔ اسی وجہ سے پہلی رات کا چاند نہ دیکھ سکتے تھے۔ مگر نزدیک سے آخر تک باریک حروف بھی پڑھ لیتے تھے۔ اور عینک کی حاجت محسوس نہیں کی۔ اور واقعہ آنکھوں کی یہ حالت

جس طرح کا چاہے کھانا کھائے۔

(۴۰۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم بیان فرماتے تھے کہ میں حضرت صاحب کے مکان کے اوپر کے حصہ میں رہتا ہوں بیسیوں کئی دفعہ حضرت صاحب کے گھر کی عورتوں کو آپس میں یہ باتیں کرتے سنا ہے کہ حضرت صاحب کی تو آنکھیں ہی نہیں ہیں۔ ان کے سامنے سے کوئی عورت کسی طرح سے بھی گذر جاوے ان کو پتہ نہیں لگتا یہ صاحبہ موقعہ پر کہا کرتی ہیں کہ جب کوئی عورت حضرت صاحب کے سامنے سے گذرتی ہوئی خاص طور پر گھونگھٹ یا پردہ کا اہتمام کرنے لگتی ہے۔ اور ان کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کی آنکھیں ہر وقت نیچی اور نیم بند رہتی ہیں اور وہ اپنے کام میں بالکل منہمک رہتے ہیں ان کے سامنے سے جاتے ہوئے کسی خاص پردہ کی ضرورت نہیں۔ نیز مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردانہ میں بھی حضرت صاحب کی یہی عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں اور ادھر ادھر آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی آپ کو عادت نہ تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ سیر میں جاتے ہوئے آپ کسی خادم کا ذکر غائب کے صیغہ میں فرماتے تھے حالانکہ وہ آپ کے ساتھ ساتھ جا رہا ہوتا تھا۔ اور پھر کسی کے جتلانے پر آپ کو پتہ چلتا تھا کہ وہ شخص آپ کے ساتھ ہے۔

(۴۰۴) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب سے چند خدام کے نوٹ کھینچنے تھے تو نوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر دیکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی۔ اور آپ نے اسکے کہنے پر ایک دفعہ تکلف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہو گئیں۔

(۴۰۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے گناہوں پر غالب آنے کا مادہ رکھ دیا ہے۔ پس خواہ انسان اپنی بداعمالیوں سے کیسا ہی گندہ ہو گیا ہو وہ جب بھی نیکی کی طرف مائل ہونا چاہے گا اس کی نیک فطرت اسکے گناہوں پر غالب آجائیگی اور اس کی مثال اس طرح پر سمجھایا کرتے تھے کہ جیسے پانی کے اندر یہ بھی خاصہ ہے کہ وہ آگ کو بجھاتا ہے پس خواہ پانی خود کتنا بھی گرم ہو جاوے حتیٰ کہ وہ جلانے میں آگ کی طرح ہو جاوے لیکن پھر بھی

سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 77 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 307 پر درج ہے

Back

عموماً جراب بھی پہنے رہتے تھے۔ بلکہ سردیوں میں [illegible] پہن لیتے تھے۔ پاؤں میں آپ ہمیشہ دیسی جوتا پہنتے تھے۔ میز جان کیا ہے سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب سے حضرت مسیح موعود کو دورے پڑنے شروع ہوئے اسوقت سے آپ نے سردی گرمی میں گرم کپڑے کا استعمال شروع فرما دیا تھا۔ ان کپڑوں میں آپ کو گرمی بھی لگتی تھی۔ اور بعض اوقات تکلیف بھی ہوتی تھی مگر جب ایک دفعہ شروع کر دیئے تو پھر آخر تک یہی استعمال فرماتے رہے۔ اور جب سے شیخ رحمت اللہ صاحب بگرانی ثم لاہوری احمدی ہوئے وہ آپ کے لئے کپڑوں کے جوڑے بنوا کر باقاعدہ لاتے تھے اور حضرت صاحب کی عادت تھی کہ جیسا کپڑا کوئی لے آئے پہن لیتے تھے۔ ایک دفعہ کوئی شخص آپ کے لئے گرگابی لے آیا آپ نے پہن لی مگر سکے سے پاؤں کا آپکو تپہ نہیں لگتا تھا کئی دفعہ الٹی پہن لیتے تھے اور پھر تکلیف ہوتی تھی بعض دفعہ آپ کا الٹا پاؤں پڑ جاتا تو تنگ ہو کر فرماتے ان کی کوئی چیز بھی اچھی نہیں ہے والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ جیتے آپکی سہولت کیواسطے اسلئے سیدھے پاؤں کی شناخت کیلئے نشان لگا دیتے تھے مگر باوجود اسکے آپ الٹا سیدھا پہن لیتے تھے اسلئے آپ نے اسے اتار دیا۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت صاحب نے بعض اوقات انگریزی طرز کی قمیص کے کفوں کے متعلق بھی اسی قسم کی ناپسندیدگی کے الفاظ فرمائے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ شیخ صاحب موصوف آپکے لئے انگریزی طرز کی گرم قمیص بنوا کر لایا کرتے تھے۔ آپ انہیں استعمال تو فرماتے تھے۔ مگر انگریزی طرز کی کفوں کو پسند نہیں فرماتے تھے کیونکہ اول تو کفوں کے بٹن لگانے سے آپ گھبراتے تھے دوسرے بٹنوں کے کھولنے اور بند کرنے کا التزام آپ کے لئے مشکل تھا۔ بعض اوقات فرماتے تھے کہ یہ کیا کان سے لٹکے رہتے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ لباس کے متعلق حضرت مسیح موعود کا عام اصول یہ تھا کہ جس قسم کا کپڑا ملتا تھا پہن لیتے تھے۔ مگر عموماً انگریزی طریق لباس کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ کیونکہ اول تو اسے اپنے لئے سادگی کے خلاف سمجھتے تھے دوسرے آپ ایسے لباس سے جو اعضاء کو جکڑا ہوا رکھے بہت گھبراتے تھے۔ گھر میں آپکے لئے صرف مل کے کرتے اور پگڑیاں تیار ہوتی تھیں۔ باقی سب کپڑے عموماً ہدیۃً آپ کو آ جاتے تھے۔ شیخ

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 67 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 307 پر درج ہے

Back

تھی اُسدن گھر میں یہ بھی ایک لطیفہ ہو گیا۔

(۲۴۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ بعض بوڑھی عورتوں نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ ایک دفعہ بچپن میں حضرت صاحب نے اپنی والدہ سے روٹی کیساتھ کچھ کھانے کو مانگا انہوں نے کوئی چیز شاید گڑ بتایا کہ یہ لے لو۔ حضرت نے کہا نہیں یہ میں نہیں لیتا۔ انہوں نے کوئی اور چیز بتائی۔ حضرت صاحب نے اُسپر بھی وہی جواب دیا وہ اسوقت کسی بات پر چڑی ہوئی بیٹھی تھیں سختی سے کہنے لگیں۔ کہ جاؤ پھر باہر کہو روٹی کھا لو۔ حضرت صاحب روٹی پر رائکہ ڈالکر بیٹھ گئے اور گھر میں ایک لطیفہ ہو گیا۔ یہ حضرت صاحب کا بالکل بچپن کا واقعہ ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ والدہ صاحبہ نے یہ واقعہ سُنا کر کہا کہ جسوقت اُس عورت نے مجھے یہ بات سُنائی تھی۔ اسوقت حضرت صاحب بھی پاس تھے۔ مگر آپ خاموش رہے۔

(۲۴۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی ذوالفقار علیخان صاحب نے کہ جن دنوں میں گورداسپور میں کرم دین کا مقدمہ تھا ایک دن حضرت صاحب کچہری کی طرف تشریف لے جانے لگے اور حسب معمول پہلے دُعا کے لئے اُس کمرہ میں گئے جو اس غرض کے لیے پہلے مخصوص کر لیا تھا۔ میں اور مولوی محمد علی صاحب وغیرہ باہر انتظار میں کھڑے تھے اور مولوی صاحب کے ہاتھ میں اُسوقت حضرت صاحب کی چھڑی تھی۔ حضرت صاحب دُعا کر کے باہر نکلے تو مولوی صاحب نے آپ کو چھڑی دی حضرت صاحب نے چھڑی ہاتھ میں لے کر اُسے دیکھا اور فرمایا۔ یہ کس کی چھڑی ہے؟ عرض کیا گیا کہ حضور ہی کی ہے جو حضور اپنے ہاتھ میں رکھا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا۔ میں تو سمجھا تھا کہ یہ میری نہیں ہے خان صاحب کہتے ہیں۔ کہ وہ چھڑی مُدت سے آپکے ہاتھ میں رہتی تھی۔ مگر محویت کا یہ عالم تھا۔ کہ کبھی آپ نے اُسکی شکل کو غور سے دیکھا ہی نہیں تھا۔ کہ پہچان سکیں۔ خان صاحب کہتے ہیں کہ اسی طرح ایک دفعہ میں قادیان آیا۔ اسوقت حضرت صاحب مسجد کی سیڑھیوں میں کھڑے ہو کر کسی افغان کو رخصت کر رہے تھے اور میں دیکھتا تھا کہ آپ اُس وقت خوش نہ تھے۔ کیونکہ وہ شخص افغانستان میں جاکر تبلیغ کرنے سے ڈرتا تھا۔ خیر میں جاکر حضور سے ملا۔ اور

Back

کہ میں پھر نو گاؤں میں چلا جاؤں اور بڑی بیقراری سے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا۔ جلدی نہیں کرنی چاہیئے اپنے وقت پر یہ خود بخود ہو جائیگا۔ میاں عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ کچھ عرصہ بعد میرا تبادلہ غوث گڑھ میں ہو گیا۔ جہاں میرا اتنا دل لگا کہ نو گاؤں کی خواہش دل سے نکل گئی۔ اور میں نے حضرت کے فرمان کی یہ تاویل کر لی کہ چونکہ غوث گڑھ بھی مسلمانوں کا گاؤں ہے اور اسمیں مسجد ہے۔ اور یہاں میرا دل بھی خوب لگ گیا ہے اس لیئے حضرت کے فرمان کے یہی معنی ہونگے۔ جو پورے ہو گئے۔ مگر کچھ عرصہ بعد نو گاؤں کا حلقہ خالی ہوا۔ اور تحصیلدار نے میری ترقی کی سفارش کی اور لکھا کہ ترقی کی یہ صورت ہے کہ مجھے علاوہ غوث گڑھ کے نو گاؤں کا حلقہ بھی جو وہ بھی ۵۵۰ سالانہ کا تھا۔ دیدیا جاوے۔ اور دونوں حلقوں کی تنخواہ یعنے ۱۱۰۰ مجھے دی جاوے۔ یہ سفارش مہاراج سے منظور ہو گئی اور اس طرح میرے پاس غوث گڑھ اور نو گاؤں دونوں حلقے آ گئے۔ اور ترقی بھی ہو گئی۔ میاں عبداحمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ خدا تعالیٰ کا ایک خاص اقتداری فعل تھا۔ ورنہ نو گاؤں غوث گڑھ سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر ہے اور درمیان میں کئی غیر حلقے ہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ غوث گڑھ کا تمام گاؤں میاں عبداللہ صاحب کی تبلیغ سے احمدی ہو چکا ہے۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ یہ تمام دیہات ریاست پٹیالہ میں واقع ہیں۔

(۱۶۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے میاں عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی۔ حضرت صاحب اسکو رومال میں باندھکر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے۔ اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا۔ تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گنکر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ کر ہندسے گنتے تھے۔ اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے اور گھڑی دیکھتے تھے تب وقت نہ پہچان سکتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اسطرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔

کمیت کو بہت سی بھرتی ڈلوا کر حضرت اُمّ المومنین نے تیار کروایا تھا۔ (اُس وقت نواب صاحب کی بیگم جو وہ مالیر کوٹلہ سے ساتھ لائے تھے، زندہ تھیں) یہ بات حضرت اُمّ المومنین کی ناراضگی کا موجب ہُوئی۔ اور حضرت اُمّ المومنینؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اِس ناراضگی کا اظہار کیا۔ حضورؑ نے نواب صاحب کو لکھا۔ جس پر نواب صاحب نے اُس زمین پر مکان بنانے کے اِرادہ کو ترک کیا۔ کہ اِس میں ابتدا ہی میں تنازع ہُوا ہے یہ جگہ مبارک نہیں ہو سکتی۔ اور بعد میں دوسرے اصحاب نے بھرتی ڈلوا کر وہاں مکانات بنوا لئے۔ اور نواب صاحب نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے پاس زمین خرید کر کوٹھی بنوائی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تعلقات محبت کے بڑھانے میں اُنہیں بڑی برکات حاصل ہُوئیں۔

بال سفید

فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارے بال تیس سال کی عمر میں سفید ہونے شروع ہُوئے تھے۔ اور پھر جلد جلد سب سفید ہو گئے۔

اُنہُوں کُچھ دِیدا ہے

حضرت مسیح موعود کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اُس نے کیا حرکت کی۔ کہ جس کمرے میں حضرت صاحبؑ بیٹھ کر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے۔ وہاں ایک کونے میں گھڑا تھا جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اُتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی حضرت صاحبؑ اپنے کام تحریر میں مصروف رہے، اور کچھ خیال نہ کیا۔ کہ وہ کیا کرتی ہے۔ جب وہ نہا چکی تو ایک اور خادمہ اتفاقاً آ نکلی۔ اُس نے اُس نیم دیوانی کو ملامت کی۔ کہ حضرت صاحبؑ کے کمرے میں نہ موجودگی کے وقت تو نے یہ کیا حرکت کی۔ تو اُس نے ہنس کر جواب دیا۔ اُنہُوں کُچھ دِیدا ہے۔ یعنی اُسے کیا دِکھائی دیتا ہے۔ حضور

پیدا کرتا ہے۔ جن سے اب یورپ بھی دن بدن واقف ہوتا جاتا ہے۔ آخر جیلے بہت سے تجارب کے بعد طلاق کا قانون پاس ہوگیا ہے۔ اسی طرح کسی دن دیکھ لوگے کہ تنگ آکر اسلامی پردہ کے مشابہ یورپ میں بھی کوئی قانون شائع ہوگا۔ ورنہ انجام یہ ہوگا۔ کہ چار پایوں کی طرح عورتیں اور مرد ہو جائیں گے۔ اور مشکل ہوگا کہ یہ شناخت کیا جائے کہ فلاں شخص کس کا بیٹا ہے۔ اور وہ لوگ کیونکر پاک دل ہوں۔ پاک دل تو وہ ہوتے ہیں۔ جن کی آنکھوں کے آگے ہر وقت خدا رہتا ہے۔ اور نہ صرف ایک موت اُن کو یاد ہوتی ہے۔ بلکہ وہ ہر وقت عظمتِ الٰہی کے اثر سے مرتے رہتے ہیں۔ مگر یہ حالت شراب خوری میں کیونکر پیدا ہو۔ شراب اور خدا ترسی ایک وجود میں اکٹھی نہیں ہو سکتی۔ خونِ مسیح کی دلیری اور شراب کا جوش تقویٰ کی بیخکنی میں کامیاب ہوگیا ہے۔ ہم اندازہ نہیں لگا سکتے کہ آیا کفارہ کے مسئلہ نے یہ خرابیاں زیادہ پیدا کی ہیں یا شراب نے۔ اگر اسلام کی طرح پردہ کی رسم ہوتی۔ تو پھر بھی کچھ پردہ رہتا۔ مگر یورپ تو پردہ کی رسم کا دشمن ہے۔ ہم یورپ کے اس فلسفہ کو نہیں سمجھ سکتے۔ اگر وہ اس اصرار سے باز نہیں آتے۔ تو شوق سے شراب پیا کریں۔ کہ اس کے ذریعہ سے کفارہ کے فوائد بہت ظاہر ہوتے ہیں۔ کیونکہ مسیح کے خون کے سہارے پر جو لوگ گناہ کرتے ہیں۔ شراب کے وسیلہ سے ان کی میزان بڑھتی ہے۔ ہم اس بحث کو زیادہ طول نہیں دینا چاہتے۔ کیونکہ فطرت کا تقاضا الگ ہے۔ ہمیں تو ناپاک چیزوں کے استعمال سے کسی سخت مرض کے وقت بھی گھن لگتا ہے۔ چہ جائیکہ پانی کی جگہ بھی شراب پی جائے۔ مجھے اس وقت ایک اپنا سرگذشت قصہ یاد آتا ہے۔ اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے۔ اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آیا ہے۔ اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے۔ کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے۔ اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس

۴۲

نسیم دعوت صفحہ 74، 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 434، 435 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 309 پر درج ہے

Back

شادی میں تجھے کچھ فکر نہیں کرنا چاہیئے۔ ان تمام ضروریات کا رفع کرنا میرے ذمہ ہیگا سو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اُس نے اپنے وعدہ کے موافق اس شادی کے بعد ہر ایک بار شادی سے مجھے سُبکدوش رکھا اور مجھے بہت آرام پہنچایا۔ کوئی باپ دُنیا میں کسی بیٹے کی پرورش نہیں کرتا جیسا کہ اُس نے میری کی۔ اور کوئی والدہ پوری ہوشیاری سے دن رات اپنے بچہ کی ایسی خبر نہیں رکھتی جیسا کہ اُس نے میری رکھی۔ اور جیسا کہ اُس نے بہت عرصہ پہلے براہین احمدیہ میں یہ وعدہ کیا تھا کہ یا احمد اسکن انت وزوجک الجنۃ۔ ایسا ہی وہ بجالایا۔ معاش کا غم کرنے کے لئے کوئی گھڑی اُس نے میرے لئے خالی نہ رکھی۔ اور خانہ داری کے مہمات کے لئے کوئی اضطراب اُس نے میرے نزدیک آنے نہ دیا۔ ایک ابتلا مجھ کو اس شادی کے وقت یہ پیش آیا کہ بباعث اس کے کہ میرا دل اور دماغ سخت کمزور تھا اور میں بہت سے امراض کا نشانہ رہ چکا تھا۔ اور دو مرضیں یعنے ذیابیطس اور دردِ مزمن دورانِ سر قدیم سے میرے شاملِ حال تھیں جن کے ساتھ بعض اوقات تشنج قلب بھی تھا۔ اِس لئے میری حالت مردنی کالعدم تھی۔ اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ اِس لئے میری اِس شادی پر میرے بعض دوستوں نے افسوس کیا۔ اور ایک خط جس کو مَیں نے اپنی جماعت کے بہت سے معزز لوگوں کو دِکھلا دیا ہے۔ جیسے اخویم مولوی نورالدین صاحب اور اخویم مولوی برہان الدین وغیرہ۔ مولوی محمد حسین صاحب ایڈیٹر اشاعۃ السنۃ نے ہمدردی کی راہ سے میرے پاس بھیجا کہ آپ نے شادی کی ہے اور مجھے حکیم محمد شریف کی زبانی معلوم ہوا ہے کہ آپ بباعث سخت کمزوری کے اِس لائق نہ تھے۔ اگر یہ امر آپکی روحانی قوت سے تعلق رکھتا ہے تو مَیں اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ مَیں اولیاء اللہ کے خوارق اور روحانی قوتوں کا مُنکر نہیں ورنہ ایک بڑے فکر کی بات ہے ایسا نہ ہو کہ

تریاق القلوب صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 203 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 309 پر درج ہے

Back

دشمن ہو گئے مگر ہر ایک خدا کا فرستادہ جو بھیجا جاتا ہے ضرور ایک ابتلا ساتھ لاتا ہے۔ حضرت عیسےٰ جب آئے تو بدقسمت یہودیوں کو یہ ابتلا پیش آیا کہ ایلیا دوبارہ آسمان سے نازل نہیں ہوا۔ اور ضرور تھا کہ پہلے ایلیا آسمان سے نازل ہوتا تب مسیح آتا۔ جیسا کہ ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہے۔ اور جب ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے تو اہل کتاب کو یہ ابتلا پیش آیا کہ یہ نبی بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا۔ اب کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت بھی کوئی ابتلا ہو۔ اور اگر مسیح موعود تمام باتیں اسلام کے تہتر فرقہ کی مان لیتا تو پھر کن معنوں سے اس کا نام حَکَم رکھا جاتا۔ کیا وہ باتوں کو ماننے آیا تھا یا منوانے آیا تھا؟ تو اس صورت میں اسکا آنا بھی بے سود تھا۔ سوائے قوم! تم ضد نہ کرو۔ ہزاروں باتیں ہوتی ہیں جو قبل از وقت سمجھ نہیں آتیں۔ ایلیا کے دوبارہ آنے کی اصل حقیقت حضرت مسیح سے پہلے کوئی نبی سمجھا نہ سکا تا یہود حضرت مسیح کے ماننے کے لئے تیار ہو جاتے۔ ۴ مـ
جیسا ہی اسرائیلی خاندان میں سے خاتم الانبیاء آنے کا خیال جو یہود کے دل میں مرکوز تھا اس خیال کو بھی کوئی نبی پہلے نبیوں میں سے صفائی کے ساتھ دُور نہ کر سکا۔ اسی طرح مسیح موعود کا مسئلہ بھی مخفی چلا آیا تا سنت اللہ کے موافق اس میں بھی ابتلاء ہو۔ بہتر تھا کہ میرے مخالف اگر ان کو ماننے کی توفیق نہیں دی گئی تھی تو بارے کچھ مدّت زبان بند رکھ کر اور کف لسان اختیار کر کے میرے انجام کو دیکھتے اب جس قدر عوام نے بھی گالیاں دیں یہ سب گناہ مولویوں کی گردن پر ہے۔ افسوس یہ لوگ فراست سے بھی کام نہیں لیتے۔ میں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور وہ دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کے رو سے دو بیماریاں ہیں۔ سو ایک چادر میرے اوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ سر درد اور

اربعین نمبر 4 صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 470، 471 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 310 پر درج ہے

Back

دوران سر اور کئی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات تو تو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔ بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے کہ نماز کے لئے جب زینہ چڑھکر اوپر جاتا ہوں تو مجھے اپنے ظاہر حالت پر امید نہیں ہوتی کہ زینہ کی ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھنے تک میں زندہ رہوں گا۔ اب جس شخص کی زندگی کا یہ حال ہے کہ ہر روز موت کا سامنا اس کے لئے موجود ہوتا ہے اور ایسے مریضوں کے انجام کی نظریں بھی موجود ہیں تو وہ ایسی خطرناک حالت کے ساتھ کیونکر افترا پر جرأت کر سکتا ہے اور وہ کس صحت کے بھروسے پر کہتا ہے کہ میری اتنی برس کی عمر ہوگی۔ حالانکہ ڈاکٹری تجارب تو اس کو موت کے پنجہ میں ہر وقت پھنسا ہوا خیال کرتے ہیں۔ ایسی مرضوں والے بدقوق کی طرح گداز ہو کر جلد مر جاتے ہیں یا کارسنکل یعنی سرطان سے اُن کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ تو پھر جس زور سے میں ایسی حالت پُرخطر میں تبلیغ میں مشغول ہوں کیا کسی مفتری کا کام ہے۔ جب میں بدن کے اوپر کے حصہ میں ایک بیماری۔ اور بدن کے نیچے کے حصہ میں ایک دوسری بیماری دیکھتا ہوں تو میرا دل محسوس کرتا ہے کہ یہ وہی دو چادریں ہیں جن کی خبر جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

میں محض نصیحتاً فقط مخالف علماء اور ان کے ہمخیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بددعائیں کریں

۱۲۹

اربعین نمبر 4 صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 470، 471 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 310 پر درج ہے

کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی۔ لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کر لوں۔ تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا۔ اور دوسرا افیونی۔

پس اس طرح جب میں نے خدا پر توکل کیا۔ تو خدا نے مجھے ان خبیث چیزوں کا محتاج نہیں کیا۔ اور بارہا جب مجھے غلبہ مرض کا ہوا۔ تو خدا نے فرمایا کہ دیکھ میں نے تجھے شفا دیدی۔ تب اسی وقت مجھے آرام ہو گیا۔ انہی باتوں سے میں جانتا ہوں کہ ہمارا خدا ہر ایک چیز پر قادر* ہے۔ جھوٹے ہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ نہ اُس نے رُوح پیدا کی اور نہ ذرات اجسام۔ وہ خدا سے غافل ہیں۔ ہم ہر روز اُس کی نئی پیدائش دیکھتے ہیں۔ اور ترقیات سے نئی نئی رُوح وُہ ہم میں پھونکتا ہے۔ اگر وہ نیست سے ہست کرنیوالا نہ ہوتا۔ تو ہم تو زندہ ہی مر جاتے۔ عجیب ہے۔ وہ خدا جو ہمارا خدا ہے۔ کون ہے جو اس کی مانند ہے۔ اور عجیب ہیں اُس کے کام۔ کون ہے جس کے کام اس کی مانند ہیں۔ وہ قادر مطلق ہے۔ ہاں بعض وقت حکمت اس کی ایک کام کرنے سے اُسے روکتی ہے۔ چنانچہ مثال کے طور پر ظاہر کرتا ہوں۔ کہ مجھے دو مرض دامنگیر ہیں۔ ایک جسم کے اُوپر کے حصہ میں کہ سر درد اور دورانِ سر اور دورانِ خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا۔ نبض کم ہو جانا۔ دُوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس برس سے ہیں۔ کبھی دُعا سے ایسی رخصت ہو جاتی ہیں کہ گویا دُور ہو گئیں۔ مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ میں نے دُعا کی۔ کہ یہ بیماریاں بالکل دُور کر دی جائیں۔ تو جواب ملا۔ کہ ایسا نہیں ہو گا۔

* انسان جبتک خود خدا کی تجلی سے اور خدا کے وسیلہ سے اس کے وجود پر اطلاع نہ پاوے۔ تب تک وہ خدا کی پرستش نہیں کرتا۔ بلکہ اپنے خیال کی پرستش کرتا ہے۔ محض خیال کی پرستش کرنا اور دلی گندگی کو صاف نہیں کرتا۔ ایسے لوگ تو پرمیشر کے خود پرمیشور بنتے ہیں کہ خود اس کا پتہ آپ لگاتے ہیں۔ منہ

نسیم دعوت صفحہ 75 مندرجہ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 435 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 310 پر درج ہے

Back

کیونکہ احمد نبی ہے۔ نبوت اس سے منفک نہیں ہو سکتی۔ اور ایک فقرہ یہ ذکر کیا کہ احادیث میں ہے کہ مسیح موعود کو
۴۶ زرد رنگ چادروں میں اُتریگا۔ ایک چادر بدن کے اُوپر کے حصّہ میں ہوگی اور دُوسری چادر بدن کے نیچے کے
حصّہ میں۔ سو مَیں نے کہا کہ یہ اس طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود بیماریوں کے ساتھ ظاہر ہوگا کیونکہ تعبیر کے
علم میں زرد کپڑے سے مُراد بیماری ہے۔ اور وہ دونوں بیماریاں مجھ میں ہیں یعنی ایک سر کی بیماری اور
دوسری کثرت پیشاب اور دستوں کی بیماری۔ ابھی وہ اسی جگہ تھے کہ بہت سے یقین اور بھاری تبدیلی کی
وجہ سے اُن پر الہام اور وحی کا دروازہ کھولا گیا اور خدا تعالیٰ کی طرف سے کھلے لفظوں میں میری تصدیق کے
بارے میں اُنہوں نے شہادتیں پائیں جنکی وجہ سے آخر کار اُنہوں نے اس شہادت کا شرف اپنے لئے
منظور کیا جسکے مفصل لکھنے کیلئے اب وقت آگیا ہے۔ یقیناً یاد رکھو کہ جس طرز سے انہوں نے میری تصدیق
کی راہ میں مرنا قبول کیا۔ اِس قسم کی موت اسلام کے تیرہ سو برس کے سلسلہ میں بجز نمونہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے
اور کسی جگہ نہیں پاؤ گے۔ پس بلاشبہ اس طرح انکا مرنا اور میری تصدیق میں نقد جان خدا تعالیٰ کے حوالہ کرنا
یہ میری سچائی پر ایک عظیم الشان نشان ہے مگر اُن کیلئے جو سمجھ رکھتے ہیں۔ انسان شک و شبہ کی حالت میں کب
چاہتا ہے کہ اپنی جان دیدے۔ اور اپنی بیوی اور اپنے بچوں کو تباہی میں ڈالے۔ پھر عجب تو یہ کہ یہ بزرگ معمولی
انسان نہیں تھا۔ بلکہ ریاست کابل میں کئی لاکھ کی انکی اپنی جاگیر تھی اور انگریزی عملداری میں بھی بہت سی
زمین تھی۔ اور طاقت علمی اس درجہ تک تھی کہ ریاست کے تمام مولویوں کا انکو سردار قرار دیا تھا۔ وہ سب سے
زیادہ عالم علم قرآن اور حدیث اور فقہ میں سمجھے جاتے تھے اور نئے امیر کی دستار بندی کی رسم بھی انہیں کے
ہاتھ سے ہوتی تھی۔ اور اگر امیر فوت ہو جائے تو اُسکے جنازہ پڑھنے کیلئے بھی وہی مقرر تھے۔ یہ وہ باتیں ہیں
جو ہمیں معتبر ذریعہ سے پہنچی ہیں۔ اور اُنکی خاص زبان سے مَیں نے سُنا تھا کہ ریاست کابل میں پچاس ہزار کے
قریب اُنکے معتقد اور ارادتمند ہیں جن میں سے بعض ارکان ریاست بھی تھے۔ غرض یہ بزرگ ملک کابل میں
ایک فرد تھا۔ اور کیا علم کے لحاظ سے اور کیا تقویٰ کے لحاظ سے اور کیا جاہ اور مرتبہ کے لحاظ سے اور کیا
خاندان کے لحاظ سے اُس ملک میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ اور علاوہ مولوی کے خطاب کے صاحبزادہ اور
اخوان الصفا اور شاہزادہ کے لقب سے اُس ملک میں مشہور تھے۔ اور شہید مرحوم ایک بڑا کتب خانہ حدیث اور
۴۶

تذکرہ الشہادتین صفحہ 44 مندرجہ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 46 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 311 پر درج ہے

Back

۵۶۵

کے لیے نہ تیس جمع کی جاویں گی۔ تو یہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں، پھر بھی آج کل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا ہوں، حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی جاتی ہے اور دورانِ سر کا دورہ زیادہ ہو جاتا ہے، مگر میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کیے جاتا ہوں؛ چونکہ دن چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں اور مجھے معلوم بھی نہیں ہوتا کہ وہ دن کدھر جاتا ہے۔ اُسی وقت خبر ہوتی ہے جب شام کی نماز کے لیے وضو کرنے کے واسطے پانی کا لوٹا رکھ دیا جاتا ہے۔ اس وقت مجھے الہام ہوتا ہے کہ کاش اتنا دن اور ہوتا، حالانکہ اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں، مگر جب پاخانے کی حاجت بھی ہوتی ہے تو مجھے ہنسی ہی آتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی اور ایسا ہی روٹی کے لیے جب کئی مرتبہ کہتے ہیں تو بڑا جبر کر کے جلد جلد چند لقمے کھا لیتا ہوں۔ بظاہر تو میں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں، مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھاتا ہوں۔ میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔ پس یہ کام بہت ضروری ہے اور خدا چاہے تو ایک نشان ہوگا جس کی نظیر لانے پر کوئی قادر نہ ہوگا۔"

[ناظرین! حضرت اقدسؑ کے اس جوش کا کبھی قلم پشان الفاظ سے ہل سکتا ہے جو آپ کو اعلائے کلمۃ الاسلام کے لیے حق نے عطا فرمایا ہے۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہم کس دھن میں ہیں اور وہ کس خیال میں۔ پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمانے لگے کہ:]

"اگرچہ یہ کتاب بظاہر کوئی عجیب اور اعجاز نظر نہ آتی ہو، مگر اس کی اشاعت پر دُنیا کا معلوم ہو جائے گا جب ہم نے ہوشیارپور کے لیے مضمون لکھنا شروع کیا تو ہمارے ایک دوست نے اپنے خیال کے موافق کچھ خوشخبری کی گر خدا تعالیٰ نے الہاماً خوشخبری دی کہ وہ مضمون بالا رہا؛ چنانچہ یہ اشتہار جلسہ سے پہلے ہی شائع کر دیا گیا۔ آخر جب وہ جلسہ میں پڑھا گیا تو اس کی عظمت اور اس کے حقائق کو سب نے تسلیم کیا یہاں تک کہ لاہور کے انگریزی اُردو اخبارات نے اس کے بالا رہنے کا اعتراف کیا۔ اسی طرح پر جب یہ کتاب شائع ہو کر باہر نکلے گی، تب پتہ لگے گا۔ میں نے ایک بار ایک شخص کو دہلی سے عطر لانے کے لیے کہا وہ کہنے لگا کہ جب میں عطار کی دوکان پر گیا، تو جو عطر وہ دکھاتا تھا، میں اس کو ہی واپس کر دیتا تھا۔ آخر عطار نے کہا، میاں تم یہاں دوکان میں بیٹھے ہو تمہیں پتہ نہیں لگتا۔ جب دوکان سے باہر نکلو گے، تب اس عطر کی حقیقت معلوم ہوگی! چنانچہ جب وہ عطر لے کر آیا تو اس نے بیان کیا کہ جو گاڑیاں ہم سے پیچھے آتی تھیں ان کے سوار کہتے تھے کہ کس کے پاس عطر ہے۔ گویا اس کی اتنی خوشبو تھی۔"

[اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ اپنے دعویٰ کی صداقت اور اپنے مامور من اللہ ہونے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ

۲۸

(۳۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان سے گورداسپور جاتے ہوئے بٹالہ اسٹیشن سے وہاں کوئی مہمان جو آپ کی تلاش میں قادیان سے ہوتا ہوا بٹالہ واپس آیا تھا آپ کے پاس کچھ پھل بطور تحفہ لایا۔ پھلوں میں انگور بھی تھے۔ آپ نے انگور کھانے۔ اور فرمایا انگور میں ترشی ہوتی ہے۔ مگر یہ ترشی نزلہ کے لئے مضر نہیں ہوتی۔ پھر آپ نے فرمایا ابھی میرا دل انگور کو چاہتا تھا۔ سو خدا نے بھیج دیئے۔ فرمایا۔ کئی دفعہ میں نے تجربہ کیا ہے۔ کہ جس چیز کو دل چاہتا ہے۔ اللہ اُسے مہیا کر دیتا ہے۔ پھر ایک واقعہ سُنایا۔ کہ میں ایک سفر میں جا رہا تھا۔ کہ میرے دل میں پونڈے کھانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ مگر وہاں راستہ میں کوئی گنا میسر نہیں تھا۔ مگر اللہ کی قدرت کہ تھوڑی دیر کے بعد ایک شخص ہم کو مل گیا جس کے پاس پونڈے تھے۔ اس سے ہم کو پونڈے ملگئے۔

(۳۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ اوائل میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سخت دورہ پڑا۔ کسی نے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو بھی اطلاع دی اور وہ دونوں آگئے۔ چراغ کے سامنے بھی حضرت صاحب کو دورہ پڑا۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس وقت میں نے دیکھا۔ کہ مرزا سلطان احمد تو اپنی چارپائی کے پاس خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے۔ مگر مرزا فضل احمد کے چہرہ پر ایک رنگ آتا تھا۔ اور ایک جاتا تھا اور کبھی اِدھر بھاگتا تھا۔ اور کبھی اُدھر۔ کبھی اپنی پگڑی اُتار کر حضرت صاحب کی ٹانگوں کو باندھتا تھا۔ اور کبھی پاؤں دبانے لگ جاتا تھا۔ اور گھبراہٹ میں اسکے دانت کانپتے تھے۔

(۳۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب محمدی بیگم کی شادی دوسری جگہ ہوگئی اور قادیان کے تمام رشتہ داروں نے حضرت صاحب کی سخت مخالفت کی اور خلاف کوشش کرتے رہے اور سب نے

۶۵

میرا ساتھ دیا ہے اسی طرح جنت میں بھی میرے ساتھ ہوگی۔

(۸۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے نے کہ میرا دادا جسے لوگ عام طور پر خلیفہ کہتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سخت مخالف تھا اور آپکے حق میں بہت بدزبانی کیا کرتا تھا۔ اور والد صاحب کو بہت تنگ کیا کرتا تھا والد صاحب نے اس سے تنگ آکر حضرت مسیح موعود کو دعا کیلئے خط لکھا حضرت مسیح موعود کا جواب گیا کہ ہم نے دعا کی ہے والد صاحب نے یہ خط تمام محلہ والوں کو دکھا دیا اور کہا کہ حضرت صاحب نے دعا کی ہے اب دیکھ لینا خلیفہ گالیاں نہیں دیگا۔ دوسرے تیسرے دن جمعہ تھا۔ ہمارا دادا حسب دستور غیر احمدیوں کے ساتھ جمعہ پڑھنے گیا مگر وہاں سے واپس آکر غیر معمولی طور پر حضرت مسیح موعود کے متعلق خاموش رہا۔ حالانکہ اسکی عادت تھی کہ جمعہ کی نماز پڑھکر گھر آنے کے بعد خصوصاً بہت گالیاں دیا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تم آج مرزا صاحب کے متعلق خاموش کیوں ہو؟ اسنے کہا کسی کے متعلق بدزبانی کرنے سے کیا حاصل ہے اور مولوی نے بھی آج جمعہ میں وعظ کیا ہے کہ کوئی شخص اپنی جگہ کیسا ہی برا ہو ہمیں بدزبانی نہیں کرنی چاہیئے۔ لوگوں نے کہا اچھا یہ بات ہے! ہمیشہ تو تم گالیاں دیتے تھے اور آج تمہارا یہ خیال ہو گیا ہے۔ بلکہ اصل میں بات یہ ہے کہ بابو (میرے والد کو لوگ بابو کہا کرتے تھے) نے ہی ایک خط لکھا رہا تھا کہ قادیان سے آیا ہے اور کہتا تھا کہ اب خلیفہ گالی نہیں دیگا۔ مولوی رحیم بخش صاحب کہتے تھے کہ اسکے بعد باوجود کئی دفعہ مخالفوں کے بھڑکانے کے میرے دادا نے کبھی حضرت مسیح موعود کے متعلق بدزبانی نہیں کی اور کبھی میرے والد صاحب کو احمدیت کیوجہ سے تنگ نہیں کیا (اس روایت کے متعلق یہ بات قابل نوٹ ہے کہ اسکے راوی صاحب نے اب حضرت خلیفۃ المسیح کے فقرہ کے ماتحت اپنا نام عبدالرحیم رکھ لیا ہے اور عموماً مولوی عبدالرحیم صاحب درد کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں)۔

(۸۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دورے پڑنے شروع ہوئے تو آپ نے اس سال سارے رمضان کے روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا۔ دوسرا رمضان آیا تو آپنے روزے رکھنے شروع

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 65، 66 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 312 پر درج ہے

Back

سکے مگر آٹھ نو روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ ہوا اسلئے باقی چھوڑ دئے اور فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جو رمضان آیا تو اسمیں آپ نے دس گیارہ روزے رکھے تھے کہ پھر دورہ کیوجہ سے روزے ترک کرنے پڑے اور آپنے فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جو رمضان آیا تو آپکا تیرھواں روزہ تھا کہ مغرب کے قریب آپکو دورہ پڑا اور آپنے روزہ توڑ دیا اور باقی روزے نہیں رکھے اور فدیہ ادا کر دیا اسکے بعد جتنے رمضان آئے آپنے سب روزے رکھے مگر پھر وفات سے دو تین سال قبل کمزوری کیوجہ سے روزے نہیں رکھ سکے اور فدیہ ادا فرماتے رہے فاکسار نے دریافت کیا کہ جب آپنے ابتدا دورہ کے زمانہ میں روزے چھوڑے تو کیا پھر بعد میں انکو قضا کیا؟ والد صاحب نے فرمایا کہ نہیں صرف فدیہ ادا کر دیا تھا فاکسار عرض کرتا ہے کہ جب شروع شروع میں حضرت مسیح موعود کو دوران سر اور برد اطراف کے دورے پڑنے شروع ہوئے تو اس زمانہ میں آپ بہت کمزور ہو گئے تھے اور صحت خراب رہتی تھی اسلئے جب آپ روزے چھوڑتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پھر دوسرے رمضان تک انکے پورا کرنے کی طاقت نہ پاتے تھے۔ مگر جب اگلا رمضان آیا تو پھر قوی ہو جاتے میں روزہ رکھنے شروع فرما دیتے تھے لیکن پھر دورہ پڑتا تھا تو ترک کر دیتے تھے اور بقیہ کا فدیہ ادا کر دیتے تھے۔ واللہ اعلم

(۸۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود اوائل میں خرزے استعمال فرمایا کرتے تھے پھر بند کیا کہ وہ ترک کروا دیئے اسکے بعد آپ معمولی پاجامے استعمال کرنے لگ گئے۔ فاکسار عرض کرتا ہے کہ خرزہ بہت کھلے پائنچے کے پاجامے کو کہتے ہیں (پہلے اسکا ہندوستان میں بہت رواج تھا اب بہت کم ہو گیا ہے)

(۸۳) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ فاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود عام طور پر سفید ململ کی پگڑی استعمال فرماتے تھے جو عموماً دس گز لمبی ہوتی تھی پگڑی کے نیچے کلاہ کی جگہ نرم قسم کی رومی ٹوپی استعمال کرتے تھے۔ اور گھر میں بعض اوقات پگڑی اتار کر سر پر صرف ٹوپی ہی رہنے دیتے تھے بدن پر گرمیوں میں عموماً ململ کا کرتہ استعمال فرماتے تھے اسکے اوپر گرم صدری اور گرم کوٹ پہنتے تھے پاجامہ بھی آپکا گرم ہوتا تھا۔ نیز آپ

اور ماسٹر عبدالرحمن صاحب اور ماسٹر شیر علی صاحب بی اے اور حافظ عبدالعلی صاحب اور بہت سے دوستوں کو اطلاع دی گئی۔ تب میں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کیلئے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی۔ اور وہ فصیح تقریر عربی میں فی البدیہہ میرے مُنہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی اور میں نہیں خیال کر سکتا کہ ایسی تقریر جسکی ضخامت کئی جزو تک تھی ایسی فصاحت اور بلاغت کے ساتھ بغیر اس کے کہ اوّل کسی کاغذ میں قلمبند کی جائے کوئی شخص دنیا میں بغیر خاص الہام الٰہی کے بیان کر سکے جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام خطبہ الہامیہ رکھا گیا لوگوں میں سُنائی گئی اُس وقت حاضرین کی تعداد شاید دو سو کے قریب ہو گی سُبحان اللہ اُس وقت ایک غیبی چشمہ کھُل رہا تھا مجھے معلوم نہیں کہ میں بول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا خود بخود بنے بنائے فقرے میرے مُنہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا۔ چنانچہ تمام فقرات چھپے ہوئے موجود ہیں جن کا نام خطبہ الہامیہ ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے سے معلوم ہو گا کہ کیا کسی انسان کی طاقت میں ہے کہ اتنی لمبی تقریر بغیر سوچے اور فکر کے عربی زبان میں کھڑے ہو کر محض زبانی طور پر فی البدیہہ بیان کر سکے۔ یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اِس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ ۳۶۳

۱۶۶۔ نشان۔ مجھے دو بیماریاں مدت دراز سے تھیں۔ ایک شدید درد سر جس سے میں نہایت بیتاب ہو جاتا تھا اور ہولناک عوارض پیدا ہو جاتے تھے اور یہ مرض قریباً پچیس ۲۵ برس تک دامنگیر رہی اور اس کے ساتھ دورانِ سر بھی لاحق ہو گیا اور طبیبوں نے لکھا کہ اِن عوارض کا آخر نتیجہ مرگی ہوتی ہے۔ چنانچہ میرے بڑے بھائی مرزا غلام قادر قریباً دو ماہ تک اِسی مرض میں مبتلا ہو کر آخر مرض صرع میں مبتلا ہو گئے اور اسی سے اُنکا انتقال ہو گیا۔ لہذا میں دُعا کرتا رہا کہ خدا تعالیٰ اِن امراض سے مجھے محفوظ رکھے۔ ایکدفعہ

یہ حوالہ صفحہ 312 پر درج ہے

حقیقۃ الوحی صفحہ 363 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 376 از مرزا قادیانی

Back

(۳۶۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے بعض اوقات آپ مذاق بھی فرمایا کرتے تھے لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یکدم ضعف ہو جانا۔ چکروں کا آنا۔ ہاتھ پاؤں کا سُن ہو جانا۔ گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرذالک۔ یہ عوارض کی ذکاوت حس یا تشنج کی علامات ہیں اور ہسٹیریا کے مریضوں کو بھی ہوتی ہیں اور انہی معنوں میں حضرت صاحب کو ہسٹیریا یا مراق بھی تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ دوسری جگہ جو مولوی شیر علی صاحب کی روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ یہ جو بعض انبیاء کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ ان کو ہسٹیریا تھا یہ ان کی غلطی ہے بلکہ حق یہ ہے کہ جس کی تیزی کی وجہ سے ان کے اندر بعض ایسی علامات پیدا ہو جاتی ہیں جو ہسٹیریا کی علامات سے ملتی جلتی ہیں اسلئے لوگ غلطی سے اسے ہسٹیریا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب جو کبھی کبھی یہ فرماتے تھے کہ مجھے ہسٹیریا ہے یہ اسی عام محاورہ کے مطابق تھا ورنہ آپ علمی طور پر یہ سمجھتے تھے کہ یہ ہسٹیریا نہیں بلکہ اس سے ملتی جلتی علامات ہیں جو ذکاوت حس یا شدت کار کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب ایک بہت قابل اور لائق ڈاکٹر ہیں چنانچہ زمانہ طالب علمی میں بھی وہ ہمیشہ اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہوتے تھے اور ڈاکٹری کے آخری امتحان میں تمام صوبہ پنجاب میں اوّل نمبر پر رہے تھے اور ایام ملازمت میں بھی ان کی لیاقت و قابلیت مسلّم رہی ہے۔ اور چونکہ بوجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت قریبی رشتہ دار ہونے کے ان کو حضرت صاحب کی صحت اور آپ کے علاج معالجہ کا بھی بہت کافی موقعہ ملتا رہتا تھا اس لئے ان کی رائے اس معاملہ میں ایک خاص وزن رکھتی ہے جو دوسری کسی رائے کو کم حاصل ہے؟

(۳۷۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں گھر کے بچے کبھی شب برات وغیرہ کے موقعہ پر یونہی کھیل تفریح کے

سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 55 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 313 پر درج ہے

Back

معلوم ہوا یا فرمایا اشارہ ہوا کہ اس راہ میں ترقی کرنے کے لیے روزے رکھنے بھی ضروری ہیں۔ فرماتے تھے۔ پھر میں نے چھ ماہ لگاتار روزے رکھے اور گھر میں یا باہر کسی شخص کو معلوم نہ تھا کہ میں روزہ رکھتا ہوں۔ صبح کا کھانا جب گھر سے آتا تھا۔ تو میں کسی حاجتمند کو دیدیتا تھا۔ اور شام کا خود کھا لیتا تھا۔ میں نے حضرت والدہ صاحبہ سے پوچھا۔ کہ آخر عمر میں بھی آپ نفلی روزے رکھتے تھے یا نہیں؟ والدہ صاحبہ نے کہا کہ آخر عمر میں بھی آپ روزے رکھا کرتے تھے۔ خصوصاً شوال کے چھ روزے التزام کے ساتھ رکھتے تھے۔ اور جب کبھی آپ کو کسی خاص کام کے متعلق دُعا کرنا ہوتی تھی تو آپ روزہ رکھتے تھے۔ ہاں مگر آخری دو تین سالوں میں بوجہ ضعف و کمزوری رمضان کے روزے بھی نہیں رکھ سکتے تھے (خاکسار عرض کرتا ہے کہ کتاب البریہ میں حضرت صاحب نے روزوں کا زمانہ آٹھ نو ماہ بیان کیا ہے)

(۱۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پہلی دفعہ دَورانِ سر اور ہسٹیریا کا دَورہ بشیر اول (ہمارا ایک بڑا بھائی ہوتا تھا جو ۱۸۸۸ء میں فوت ہو گیا تھا) کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اٹھو آیا اور پھر اسکے بعد طبیعت خراب ہو گئی۔ مگر یہ دَورہ خفیف تھا۔ پھر اسکے کچھ عرصہ بعد آپ ایک دفعہ نماز کیلئے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرما گئے۔ کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک پرانے مخلص خادم تھے۔ اب فوت ہو چکے ہیں) نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کر دو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ میں سمجھ گئی۔ کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہو گئی ہو گی۔ چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے۔ شیخ حامد علی نے کہا۔ کہ کچھ خراب ہو گئی ہے۔ میں پردہ کرا کے مسجد میں چلی گئی۔ تو آپ لیٹے ہوئے تھے۔ میں جب پاس گئی تو

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 16، 17 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 313 پر درج ہے

Back

فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھا رہا تھا۔ کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اُٹھی ہے اور آسمان تک چلی گئی ہے۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اسکے بعد سے آپ کو باقاعدہ دَورے پڑنے شروع ہو گئے خاکسار نے پُوچھا۔ دَورہ میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھچ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے۔ اور سر میں چکر ہوتا تھا۔ اور اس حالت میں آپ اپنے بدن کو سنبھال نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دَورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اسکے بعد کچھ تو دَوروں کی ایسی سختی نہیں رہی۔ اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔ خاکسار نے پُوچھا اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سردرد کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پُوچھا کیا پہلے حضرت صاحب خود نماز پڑھاتے تھے والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دَوروں کے بعد چھوڑ دی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ مسیحیت کے دعویٰ سے پہلے کی بات ہے۔

(اس روایت میں جو حضرت مسیح موعود کے دَوران سر کے دوروں کے متعلق حضرت والدہ صاحبہ نے ہسٹیریا کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس سے وہ بیماری مراد نہیں ہے۔ جو علم طب کی رُو سے ہسٹیریا کہلاتی ہے۔ بلکہ یہ لفظ اس جگہ ایک غیر طبی رنگ میں دَورانِ سر اور ہسٹیریا کی جزوی مشابہت کی وجہ سے استعمال کیا گیا ہے۔ ورنہ جیسے کہ حصہ دوم کی روایت نمبر ۲۲۵ و ۲۶۹ میں تشریح کی جا چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود کو حقیقتاً ہسٹیریا نہیں تھا چنانچہ خود حضرت مسیح موعود نے جہاں کہیں بھی اپنی تحریرات میں اپنی اس بیماری کا ذکر کیا ہے۔ وہاں اسکے متعلق کبھی بھی ہسٹیریا وغیرہ کا لفظ استعمال نہیں کیا اور نہ ہی علم طب کی رو سے دَورانِ سر کی بیماری کسی صورت میں ہسٹیریا یا مراق کہلا سکتی ہے۔ بلکہ دَورانِ سر کی بیماری کے لیے انگریزی میں غالباً وَرٹیگو

۵۶۵

کے لیے نذیس جمع کی جاویں گی۔ تو یہ عظیم الشان پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ میرا تو یہ حال ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں، پھر بھی آج کل میری مصروفیت کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا ہوں، حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی جاتی ہے اور دورانِ سر کا دورہ لیا دہ ہو جاتا ہے۔ مگر میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کیے جاتا ہوں، اچھا کہ دن چھوٹے ہوتے ہیں اور مجھے معلوم بھی نہیں ہوتا کہ وہ دن کدھر جاتا ہے۔ اُسی وقت عصر ہوتی ہے جب شام کی نماز کے لیے وضو کرنے کے واسطے پانی کا لوٹا رکھ دیا جاتا ہے۔ اس وقت مجھے افسوس ہوتا ہے کہ کاش اتنا دن اور ہوتا، حالانکہ اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں، مگر جب پاخانے کی حاجت بھی ہوتی ہے تو مجھے رنج ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی اور ایسا ہی روٹی کے لیے جب کئی مرتبہ کہتے ہیں تو بڑا جبر کر کے جلد جلد چند لقمے کھا لیتا ہوں۔ بظاہر تو میں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں، مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ بھی نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھاتا ہوں۔ میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔ پس یہ کام بہت ضروری ہے اور خدا چاہے تو ایک نشان ہوگا جس کی نظیر لانے پر کوئی قادر نہ ہوگا۔"

[ناظرین! حضرت اقدسؑ کے اس جوش کا بھی قدر پتہ ان الفاظ سے مل سکتا ہے جو آپ کو اعلائے کلمۃ الاسلام کے لیے حق نے عطا فرمایا ہے۔ آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہم کس دھن میں ہیں اور وہ کس خیال میں۔ پھر اسی سلسلہ کلام میں فرمانے لگے کہ:]

"اگرچہ یہ کتاب بظاہر کوئی عجیب اور اعجاز نظر نہ آتی ہو، مگر اس کی اشاعت پر دُنیا کو معلوم ہو جائے گا جب ہم نے ہو تسو کے لیے مضمون لکھنا شروع کیا تو ہمارے ایک دوست نے اپنے خیال کے موافق کچھ غوطی ظاہر کی مگر خدا تعالیٰ نے ایسا خوشخبری دی کہ مضمون بالا رہا، چنانچہ یہ اشتہار جلسہ سے پہلے ہی شائع کر دیا گیا۔ آخر جب وہ جلسہ میں پڑھا گیا تو اس کی عظمت اور اس کے حقائق کو سب نے تسلیم کیا یہاں تک کہ لاہور کے انگریزی اور دو اخبارات نے اس کے بالا رہنے کا اعتراف کیا۔ اسی طرح پر جب یہ کتاب شائع ہو کر باہر نکلے گی، تب پتہ لگے گا۔ میں نے ایک بار ایک شخص کو دہلی سے عطر لانے کے لیے کہا وہ کہنے لگا کہ جب میں عطار کی دوکان پر گیا تو جو عطر وہ دکھاتا تھا، میں اس کو ہی واپس کر دیتا تھا۔ آخر عطار نے کہا، میاں تم یہاں دوکان میں بیٹھے ہو تمہیں پتہ نہیں لگتا۔ جب دوکان سے باہر نکل جاؤ گے، تب اس عطر کی حقیقت معلوم ہوگی، چنانچہ جب وہ عطر لے کر آیا تو اس نے بیان کیا کہ جو گاڑیاں ہم سے پیچھے آئی تھیں ان کے سوار کہتے تھے کہ کس کے پاس عطر ہے۔ گویا اس کی اتنی خوشبو تھی۔"

[اس قسم کی باتیں ہوتی رہیں۔ اپنے دعویٰ کی صداقت اور اپنے مامور من اللہ ہونے اور خدا تعالیٰ کے ساتھ

(۳۶۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے سُنا ہے کہ مجھے ہسٹیریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹیریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یکدم ضعف ہو جانا۔ چکروں کا آنا۔ ہاتھ پاؤں کا سُن ہو جانا۔ گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا یا ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرذالک۔ یہ اعراض کی ڈکاوت حس یا تشنج کی علامات ہیں اور ہسٹیریا کے مریضوں کو بھی ہوتی ہیں اور انہی معنوں میں حضرت صاحب کو ہسٹیریا یا مراق بھی تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ دوسری جگہ جو مولوی شیر علی صاحب کی روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ یہ جو بعض انبیاء کے متعلق لوگوں کا خیال ہے کہ ان کو ہسٹیریا تھا یہ ان کی غلطی ہے بلکہ حق یہ ہے کہ جس کی تیزی کی وجہ سے ان کے اندر بعض ایسی علامات پیدا ہو جاتی ہیں جو ہسٹیریا کی علامات سے ملتی جلتی ہیں اسلئے لوگ غلطی سے اسے ہسٹیریا سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب جو کبھی کبھی یہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ہسٹیریا ہے یہ اسی عام محاورہ کے مطابق تھا ورنہ آپ علمی طور پر یہ سمجھتے تھے کہ یہ ہسٹیریا نہیں بلکہ اس سے ملتی جلتی علامات ہیں جو ذکاوت حس یا شدت کار کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہیں۔ نیز خاکسار عرض کرتا ہے کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب ایک بہت قابل اور لائق ڈاکٹر ہیں چنانچہ زمانہ طالب علمی میں بھی وہ ہمیشہ اعلیٰ نمبروں میں کامیاب ہوتے تھے اور ڈاکٹری کے آخری امتحان میں تمام صوبہ پنجاب میں اوّل نمبر پر رہے تھے اور ایام ملازمت میں بھی ان کی لیاقت و قابلیت مسلّم رہی ہے۔ اور چونکہ بوجہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بہت قریبی رشتہ دار ہونے کے ان کو حضرت صاحب کی صحبت اور آپ کے علاج معالجہ کا بھی بہت کافی موقعہ ملتا رہتا تھا اس لئے ان کی رائے اس معاملہ میں ایک خاص وزن رکھتی ہے جو دوسری کسی رائے کو کم حاصل ہے۔

(۳۷۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں گھر کے بچے کبھی شب برات وغیرہ کے موقعہ پر یونہی کھیل تفریح کے

۳۲

السلام علیکم۔ امام خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ بندہ کی امام میں فضیلت نہیں۔ بلکہ اعمال صالحہ میں فضیلت ہے۔ اور اس میں کہ خدا تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے۔ سو نیک اعمال میں کوشش چاہیئے تاکہ موجب نجات ہو۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد

مسیح موعود کے لیے نمازیں جمع کی جائیں گی

چونکہ کچھ مدت سے حضرت کی طبیعت دن کے دوسرے حصہ میں اکثر خراب ہو جاتی ہے۔ اس لیے نماز مغرب و عشاء گھر میں باجماعت پڑھ لیتے ہیں۔ باہر تشریف نہیں لا سکتے۔ ایک دن نماز مغرب کے بعد چند عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا جو سننے کے قابل ہے۔ (ایڈیٹر تشحیذ)

فرمایا:

کوئی یہ نہ دل میں گمان کر لے کہ یہ روز گھر میں جمع کر کے نماز پڑھا دیتے ہیں اور باہر نہیں جاتے۔ یہ تو کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی کہ آنیوالا شخص نماز جمع کیا کرے گا۔ سو مجھ مہینے تک تو باہر جمع کرواتا رہا ہوں۔ اب میں نے کہا کہ عورتوں میں بھی اس پیشگوئی کو پورا کر دینا چاہیئے۔ چونکہ بغیر ضرورت کے نماز جمع کرنا ناجائز ہے اس لیے خدا تعالیٰ نے مجھ کو بیمار کر دیا اور اس طرح سے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو پورا کر دیا۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کرے۔ کیونکہ وہ پورا نہ ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ جھوٹے ٹھہرتے ہیں۔ اس لیے ہر ایک کو وہ بات جو اس کے اختیار میں ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہنے کے موافق پوری کر دینی چاہیئے اور خدا تعالیٰ خود بھی سامان مہیا کر دیتا ہے جیسا کہ مجھ کو بیمار کر دیا تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کر دے۔ جیسا کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابیؓ سے فرمایا کہ تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جبکہ تیرے ہاتھ میں کسریٰ کے سونے کے کڑے پہنائے جائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کسریٰ کا ملک فتح ہوا۔ تو حضرت عمرؓ نے اس کو سونے کے کڑے جو ٹوٹ میں آئے تھے، پہنائے۔ حالانکہ سونے کے کڑے یا کوئی اور چیز پہننے کی مردوں کے لیے ایسی ہی حرام ہے جیسا کہ اور حرام چیزیں۔ لیکن چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے یہ بات نکلی تھی اس لیے پوری کی گئی۔ اسی طرح ہر ایک دوسرے انسان کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

دو زرد چادروں سے مراد

فرمایا کہ:

دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

ملفوظات جلد پنجم صفحہ 32، 33 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 315 پر درج ہے

Back

پیشگوئی کی تھی جو اسی طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اُترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی تو اسی طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں ایک اُوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی سِل اور کثرتِ بول۔ ہمارے مخالف مولوی اس کے معنے یہ کرتے ہیں۔ کہ وُہ سچ مچ جوگیوں کی طرح دو چادریں اوڑھے ہوئے آسمان سے نیچے اُتریں گے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ چونکہ معبّروں نے ہمیشہ زرد چادر کے معنے بیماری کے ہی لکھے ہیں۔ ہر ایک شخص جو زرد چادر دیکھے یا کوئی اور زرد چیز تو اس کے معنے بیماری کے ہی ہوں گے اور ہر ایک شخص جو ایسا دیکھے آزما سکتا ہے کہ اس کے معنے یہی ہیں۔

صلح پسندی کے ساتھ مذہب کی غیرت ضروری ہے

دو عورتوں کے جھگڑے پر فرمایا کہ:

قرآن شریف میں آیا ہے وَالصُّلْحُ خَيْرٌ (النساء: ۱۲۹) اس لیے اگر آپس میں کوئی لڑائی جھگڑا ہو جائے تو صلح کر لینی چاہیئے کیونکہ اس میں خیر اور برکت ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ غیر مذاہب کے ساتھ بھی یہ بات رکھی جائے بلکہ اُن کے ساتھ سخت مذہبی عداوت رکھنا چاہیئے۔ جبتک مذہب کی غیرت نہ ہو انسان کا مذہب ٹھیک نہیں ہوتا۔ اب یہ جو ہندو یا عیسائی ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں نکالتے ہیں تو کیا ہم اُن کے ساتھ صُلح رکھ سکتے ہیں بلکہ ان کی صفوں میں بیٹھنا اور ان کے ساتھ دوستی کرنا اور ان کے گھروں میں جانا تو معصیت میں داخل ہے

جھگڑوں کی بنیاد بدظنی ہوتی ہے

ہاں آپس میں جو ایک فرقہ میں ہوں تو لڑائی جھگڑا کی زیادہ تر بنیاد بدظنی ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ دو نرخ میں دو تہائی آدمی بدظنی کی وجہ سے داخل ہوں گے۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قیامت کے دن میں لوگوں سے پُوچھوں گا کہ اگر تم مجھ پر بدظنی نہ کرتے تو یہ کیوں ہوتا۔ حقیقت میں اگر لوگ خدا تعالےٰ پر بدظنی نہ کرتے تو یہ کیوں ہوتا۔ حقیقت میں اگر لوگ خدا تعالیٰ پر بدظنی نہ کرتے تو اس کے احکام پر کیوں نہ چلتے۔ انہوں نے خدا تعالیٰ پر بدظنی کی اور کُفر اختیار کیا۔ اور بعض تو خدا کے وجود تک کے منکر ہو گئے۔ تمام فسادوں اور لڑائیوں کی وجہ یہی بدظنی ہے۔

پیشگوئیوں کے مطابق زلزلوں کا وقوع

زلزلہ کی نسبت باتوں میں فرمایا کہ:

قرآن شریف میں زلزلہ آنے کی خبر دی گئی ہے کہ مسیح کے وقت ایسے زلزلے آئیں گے کہ شدت میں نہایت ہی سخت ہوں گے۔ اب تک ان مولویوں نے

شاید محکمہ اپیل میں پورے ہوں۔ سو ایسا ہی ہوا کہ حاکم نے پانچ صد روپیہ جرمانہ کیا۔ جو اپیل میں واپس آگیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ مولوی کرم دین والے مقدمہ کا واقعہ ہے۔

۳۶۹ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سیٹھی غلام نبی صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دن کا ذکر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ حضور غلام نبی کو مراق ہے۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک رنگ میں سب نبیوں کو مراق ہوتا ہے اور مجھ کو بھی ہے۔ یہ طبیعتوں کی مناسبت ہے۔ جس قدر ایسے آدمی ہیں کھچے چلے آویں گے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ جیسا کہ روایت نمبر ۱۹، ۲۷۵، ۳۴۹ میں تشریح کی جا چکی ہے اس سے طبی اصطلاح والا مراق مراد نہیں۔ بلکہ جس کی غیر معمولی تیزی اور طبیعت کی ذکاوت مراد ہے۔ جس کے اندر یہ احساس بھی شامل ہے کہ جب ایک کام کا خیال پیدا ہو تو جب تک وہ کام ہو نہ جاوے چین نہ لیا جاوے اور اس کی وجہ سے طبیعت میں گھبراہٹ رہے۔

۳۷۰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سیٹھی غلام نبی صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دن بڑی مسجد میں بیٹھے تھے۔ مسجد کے ساتھ جو گھر ہندوؤں کے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ جگہ اگر مسجد میں شامل ہو جائے تو مسجد فراخ ہو جائے حضور کے چلے جانے کے بعد حضرت خلیفہ اوّلؓ نے فرمایا کہ آج مرزا نے برسارے مکان لے لیئے۔ سو اب اگر حضور علیہ السلام کا وہ ارشاد پورا ہوا کہ یہ مکانات مسجد میں مل گئے۔ ہمارا تو اس وقت بھی ایمان تھا کہ حضرت صاحب کی سرسری باتیں بھی پوری ہو کر رہیں گی۔ کیونکہ حضور بن بلائے بولتے نہ تھے۔

۳۷۱ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی شاذ و نادر ہی مجلس ایسی ہوتی ہوگی۔ جس میں ہر پھر کر وفات مسیح ناصری علیہ السلام کا ذکر نہ آجاتا ہو۔ آپ کی مجلس کی گفتگو کا خلاصہ میرے نزدیک دو نقطوں میں آجاتا ہے۔ ایک وفات مسیح اور دوسرے تقویٰ۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ وفات مسیح عقائد کی اصلاح اور دوسرے مذاہب کو مغلوب کرنے کے

تھے تو ناک سے بہت رطوبت بہتی تھی۔ حضرت صاحب اٹھے اور چاہا کہ ان کو گلے لگا لیں۔ تاکہ ان کا شک دور ہو مگر وہ اس وجہ سے کہ ناک بہ رہا تھا۔ پرے پرے کھنچتے تھے۔ حضرت صاحب سمجھتے تھے۔ کہ شاید اسے تکلیف ہے اسلئے دور ہٹتا ہے چنانچہ کافی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ حضرت صاحب ان کو اپنی طرف کھینچتے تھے اور وہ پرے پرے کھنچتے تھے اور چونکہ ہمیں معلوم تھا کہ اصل بات کیا ہے اسلئے ہم پاس کھڑے ہنستے جاتے

(۳۵) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ جب ہم بچے تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام خواہ کام کر رہے ہوں۔ یا کسی اور حالت میں ہوں ہم آپ کے پاس چلے جاتے تھے۔ کہ ابا پیسہ دو اور آپ اپنے رومال سے پیسہ کھول کر دے دیتے تھے۔ اگر ہم کسی وقت کسی بات پر زیادہ اصرار کرتے تھے۔ تو آپ فرماتے تھے کہ میاں میں اس وقت کام کر رہا ہوں۔ زیادہ تنگ نہ کرو۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں جو بڑے سائز کا مثل کابز ہوا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ دانتوں کے ساتھ پکڑ لیتے یا کالج میں بند کروا لیتے تھے۔ اور چابیاں ازار بند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو بوجہ کسی بعض اوقات لٹک آتا تھا۔ اور والدہ صاحبہ بیان فرماتی ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی ازار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا اسلئے ریشمی ازار بند رکھتے تھے تاکہ کھلنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جائے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی ازار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی۔ تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔

(۶۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ تمہارے دادا کی زندگی میں حضرت صاحب کو سل ہو گئی اور چھ ماہ تک بیمار رہے۔ اور بڑی نازک حالت ہو گئی۔ حتیٰ کہ زندگی سے ناامیدی ہو گئی چنانچہ ایک دفعہ حضرت صاحب کے چچا آپ کے پاس آ کر بیٹھے۔ اور کہنے لگے کہ دنیا میں یہی حال ہے سبھی نے مرنا ہے۔ کوئی آگے گزر جاتا ہے۔ کوئی پیچھے جاتا ہے اس لیئے

اسپر ہراساں نہیں ہونا چاہیئے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ تمہارے دادا جو حضرت صاحب کا علاج کرتے تھے۔ اور برابر چھ ماہ تک انہوں نے آپ کو بکرے کے پائے کا شوربا کھلایا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس جگہ چچا سے مراد مرزا غلام محی الدین صاحب ہیں۔

(۶۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے ہماری پھوپھی صاحبہ یعنی مرزا امام الدین کی ہمشیرہ نے جو ہماری تائی کی چھوٹی بہن ہیں۔ اور مرزا احمد بیگ صاحب ہوشیارپوری کی بیوہ ہیں۔ کہ ایک دفعہ ہمارے والد اور تایا کو سکھوں نے بسوا کے قلعہ میں بند کر دیا تھا اور قتل کا ارادہ رکھتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ غالباً سکھوں کے آخری عہد کی بات ہے۔ جب کہ رنجیت سنگھ کے بعد ملک میں پھر بدامنی پھیل گئی تھی۔ اس وقت [illegible] کے بھائی مرزا غلام محی الدین صاحب کو سکھوں نے قلعہ میں بند کر دیا تھا اور سنے میں آیا ہے کہ جب مرزا غلام حیدر ان کے چھوٹے بھائی کو اطلاع ہوئی۔ تو انہوں نے لاہور سے کمک لاکر ان کو چھڑایا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے۔ بسراواں قادیان سے قریباً ڈیڑھ میل مشرق کی طرف ایک گاؤں ہے۔ اس زمانہ میں وہاں ایک قلعہ ہوتا تھا۔ جو اب مسمار ہو چکا ہے۔ مگر اسکے آثار باقی ہیں۔

(۶۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جب میں چھوٹی لڑکی تھی۔ تو میر صاحب (یعنی خاکسار کے نانا جان) کی تبدیلی ایک دفعہ یہاں قادیان بھی ہوئی تھی۔ اور ہم یہاں چھ سات ماہ ٹھہرے تھے۔ پھر یہاں سے دوسری جگہ میر صاحب کی تبدیلی ہوئی۔ تو وہ تمہارے تایا سے بات کر کے ہم کو تمہارے تایا کے مکان میں چھوڑ گئے تھے۔ اور پھر ایک مہینہ کے بعد آ کر لے گئے۔ اسوقت تمہارے تایا قادیان سے باہر رہتے تھے اور آٹھ روز کے بعد یہاں آیا کرتے تھے اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے انکو دیکھا ہے خاکسار نے پوچھا کہ حضرت صاحب کو بھی ان دنوں میں آپنے کبھی دیکھا تھا یا نہیں؟ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ حضرت صاحب

اور چہرہ اتنا سرخ تھا کہ دیکھا نہیں جاتا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ میں کیا کروں میں یہ تحفہ اللہ کے سامنے پیش کیا ہے کہ میں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں لوہا پہننے کو تیار ہوں۔ مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں میں تجھے ذلت سے بچاؤں گا۔ اور عزت کے ساتھ بری کروں گا۔ پھر آپ محبت الٰہی پر تقریر فرمانے لگے۔ اور قریباً نصف گھنٹہ تک جوش کے ساتھ بولتے رہے۔ لیکن پھر یکلخت بولتے بولتے آپ کو کھانسی آئی اور ساتھ ہی قے ہوئی۔ جو خالص خون کی تھی۔ جس میں کچھ خون جما ہوا تھا اور کچھ بہنے والا تھا۔ حضرت نے قے سے سر اٹھا کر رومال سے اپنا منہ پونچھا اور آنکھیں بھی پونچھیں۔ جو قے کی وجہ سے پانی لے آئیں تھیں۔ مگر آپ کو یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ قے میں کیا نکلا ہے۔ کیونکہ آپ نے یکلخت جھک کر قے کی اور پھر سر اٹھا لیا۔ مگر میں اسکے دیکھنے کے لئے جھکا۔ تو حضور نے فرمایا کیا ہے؟ میں نے عرض کیا۔ حضور قے میں خون نکلا ہے۔ تب حضور نے اسکی طرف دیکھا۔ پھر خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور دوسرے لوگ بھی کمرے میں آگئے اور ڈاکٹر کو بلوایا گیا۔ ڈاکٹر انگریز تھا۔ وہ آیا۔ اور قے دیکھ کر خواجہ صاحب کے ساتھ انگریزی میں باتیں کرتا رہا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اس بڑھاپے کی عمر میں اس طرح خون کی قے آنا خطرناک ہے پھر اسنے کہا کہ یہ آرام کیوں نہیں کرتے؟ خواجہ صاحب نے کہا آرام کس طرح کریں۔ مجسٹریٹ صاحب قریب قریب کی پیشیاں ڈال کر تنگ کرتے ہیں۔ حالانکہ معمولی مقدمہ ہے جو یونہی طے ہو سکتا ہے اسنے کہا اسوقت آرام ضروری ہے میں سرٹیفکیٹ لکھ دیتا ہوں۔ کتنے عرصہ کے لئے سرٹیفکیٹ چاہیئے؟ پھر خود ہی کہنے لگا۔ میرے خیال میں دو مہینے آرام کرنا چاہیئے۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ فی الحال ایک مہینہ کافی ہوگا۔ اس نے فوراً ایک مہینہ کے لئے سرٹیفکیٹ لکھ دیا اور لکھا کہ اس عرصہ میں میں ان کو کچہری میں پیش ہونے کے قابل نہیں سمجھتا۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے واپسی کا حکم دیا۔ مگر تم سب ڈرتے تھے۔ کہ اب کہیں کوئی نیا مقدمہ نہ شروع ہو جاوے کیونکہ دوسرے دن پیشی تھی اور حضور گورداسپور آکر بغیر عدالت کی اجازت کے واپس جا رہے

اُٹھا اور امتحان کیلئے چلنا شروع کیا تو ثابت ہُوا کہ مَیں بالکل تندرست ہوں۔ تب مجھے اپنے قادر خدا کی قدرت عظیم کو دیکھ کر رونا آیا کہ کیسا قادر ہمارا خدا ہے اور ہم کیسے خوش نصیب ہیں کہ اُس کی کلام قرآن شریف پر ایمان لائے اور اُسکے رسول کی پیروی کی۔ اور کیا بدنصیب وُہ لوگ ہیں جو اس ذوالعجائب خدا پر ایمان نہیں لائے۔

۸۵۔ نشان۔ ایک مرتبہ مَیں قولنج زحیری سے سخت بیمار ہُوا اور سولہ ۱۶ دن پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا جو بیان سے باہر ہے انہیں دنوں میں شیخ رحیم بخش صاحب مرحوم مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب کے والد ماجد بٹالہ سے میری عیادت کیلئے گئے اور میری نازک حالت انہوں نے دیکھی اور مَیں نے سُنا کہ وہ بعض لوگوں کو کہہ رہے تھے کہ آجکل یہ مرض وبا کی طرح پھیل رہی ہے بٹالہ میں ابھی مَیں ایک جنازہ پڑھ کر آیا ہوں جو اسی مرض سے فوت ہُوا ہے اور ایسا اتفاق ہُوا کہ کرم محمد بخش نام ایک حجام قادیان کا رہنے والا اُسی دن اُسی مرض سے بیمار ہُوا اور آٹھویں دن مر گیا۔ ۲۳۵
اور جب سولہ دن میری مرض پر گذرے تو آثار نومیدی کے ظاہر ہو گئے اور مَیں نے دیکھا کہ بعض عزیز میرے دیوار کے پیچھے روتے تھے اور مسنون طور پر تین مرتبہ سُورہ یٰسٓ سنائی گئی۔ جب میری مرض اس نوبت پر پہنچ گئی تو خدا تعالیٰ نے میرے دل پر القاء کیا کہ اور علاج چھوڑ دو اور دریا کی ریت جس کے ساتھ پانی بھی ہو تسبیح اور درود کے ساتھ اپنے بدن پر ملو۔ تب بہت جلد دریا سے ایسی ریت منگوائی گئی اور مَیں نے اس کلمہ کے ساتھ کہ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم اور درود شریف کے ساتھ اُس ریت کو بدن پر ملنا شروع کیا۔ ہر ایک دفعہ جو جسم پر وُہ ریت پھیرتی تھی تو گویا میرا بدن آگ میں سے نجات پاتا تھا صبح تک وُہ تمام مرض دُور ہو گئی اور صبح کے وقت الہام ہُوا۔ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فأتوا بشفاء من مثلہٖ۔

۸۶۔ نشان۔ ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی۔ ایک دم قرار نہ تھا کسی شخص سے مَیں نے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج ہے۔ اُس نے کہا کہ علاج دندان اخراج دندان۔ اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرا۔ تب اُسی وقت مجھے غنودگی آ گئی اور مَیں زمین پر بیتابی کی حالت میں بیٹھا ہُوا تھا اور چارپائی

یہ حوالہ صفحہ 317 پر درج ہے

حقیقۃ الوحی صفحہ 234 مندرجہ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 246 از مرزا قادیانی

Back

آدمی تھا۔ اور کچھ پڑھا ہوا بھی تھا۔ اسکے لڑکے میاں دین محمد مرحوم عرف میاں بچکا کو ہمارے اکثر دوست جانتے ہونگے۔ قوم کا کشمیری تھا۔

(۱۹۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ ہمارے سارے والد صاحب کے بہت کم تعلقات تھے یعنی میل جول کم تھا۔ وہ ہم سے ٹوٹے تھے۔ اور ہم اُن سے ٹوٹے تھے (یعنے وہ ہم سے الگ الگ رہتے تھے۔ اور ہم اُن سے الگ الگ رہتے تھے کیونکہ ہر دو کا طریق اور مسلک جدا تھا) اور چونکہ تایا صاحب مجھے بیٹوں کی طرح رکھتے تھے اور جائداد وغیرہ بھی سب انہی کے انتظام میں تھی۔ والد صاحب کا کچھ دخل نہ تھا۔ اسلئے بھی ہمیں اپنی ضروریات کے لیئے تایا صاحب کے ساتھ تعلق رکھنا پڑتا تھا۔

(۱۹۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ والد صاحب کی ایک بہن ہوتی تھیں اُن کو بہت خواب اور کشف ہوتے تھے۔ مگر دادا صاحب کی بہن کے متعلق یہ رائے تھی۔ کہ اُنکے دماغ میں کچھ نقص ہے۔ لیکن بعض اخبار انہوں نے بعض ایسی خوابیں دیکھیں۔ کہ دادا صاحب کو یہ خیال بدلنا پڑا۔ چنانچہ انہوں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ کوئی سفید ریش بڑھا شخص اُنکو ایک کاغذ جس پر کچھ لکھا ہوا ہے۔ بطور تعویذ کے دے گیا ہے۔ جب آنکھ کھلی تو ایک بھوج پتر کا ٹکڑہ ہاتھ میں تھا۔ جس پر قرآن شریف کی بعض آیات لکھی ہوئی تھیں۔ پھر انہوں نے ایک اور خواب دیکھا کہ وہ کسی دریا میں چل رہی ہیں جس پر انہوں نے ڈر کر پانی پانی کی آواز نکالی اور پھر آنکھ کھل گئی۔ دیکھا تو اُن کی پنڈلیاں تر تھیں اور تازہ ریت کے نشان لگے ہوئے تھے۔ دادا صاحب کہتے تھے۔ کہ ان باتوں سے دماغ کو کوئی تعلق نہیں۔

(۲۰۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ کہ ایکدفعہ والد صاحب سخت بیمار ہو گئے۔ اور حالت نازک ہو گئی اور حکیموں نے ناامیدی کا اظہار کر دیا اور نبض بھی بند ہو گئی۔ مگر زبان جاری رہی والد

سیرت المہدی جلد اوّل صفحہ 221، 222 از مرزا بشیر احمد ایم اے

یہ حوالہ صفحہ 317 پر درج ہے

Back

صاحب نے کہا کہ کپڑا کر میرے اوپر اور نیچے رکھو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ اور اس سے حالت رو بصلاح ہو گئی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے۔ کہ یہ مرض قولنج زحیری کا تھا۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو دکھایا تھا کہ پانی اور ریت منگوا کر جہاں پر ملی جاوے۔ سو ایسا کیا گیا تو حالت اچھی ہو گئی۔ مرزا سلطان احمد صاحب کو ریت کے متعلق ذہول ہو گیا ہے۔

(۲۰۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ حضرت صاحب ایک دفعہ غیر معمولی طور پر جنوب کی طرف سیر کو گئے۔ تو راستہ سے ہٹ کر عیدگاہ والے قبرستان میں تشریف لے گئے اور پھر آپ نے قبرستان کے جنوب کیطرف کھڑے ہو کر دیر تک دعا فرمائی۔ خاکسار نے دریافت کیا۔ کہ کیا آپ نے کوئی خاص قبر سامنے دیکھی تھی؟ مولوی صاحب نے کہا مجھے ایسا نہیں خیال کیا۔ اور میں نے اسوقت دلیل سمجھا تھا کہ چونکہ اس قبرستان میں حضرت صاحب کے رشتہ داروں کی قبریں ہیں اسلیئے حضرت صاحب نے دعا کی ہو خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ شیخ یعقوب علی صاحب نے لکھا ہے کہ وہاں ایک دفعہ حضرت صاحب نے اپنی والدہ صاحبہ کی قبر پر دعا کی تھی۔ مولوی صاحب نے یہ بھی بیان کیا کہ جب حضرت صاحب کی لڑکی امۃ النصیر فوت ہوئی تو حضرت صاحب اُسے اسی قبرستان میں دفنانے کے لیئے لے گئے تھے اور آپ خود اُسے اُٹھا کر قبر کے پاس لے گئے۔ کسی نے آگے بڑھ کر حضور سے لڑکی کو لینا چاہا۔ مگر آپ نے فرمایا کہ میں خود لیجاؤنگا۔ اور حافظ روشن علی صاحب بیان کرتے ہیں۔ کہ اُس وقت حضرت صاحب نے وہاں اپنے کسی بزرگ کی قبر بھی دکھائی تھی۔

(۲۰۲) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ میرے چچا مولوی شیر محمد صاحب مرحوم بیان کرتے تھے کہ اوائل میں بعض اوقات حضرت مسیح موعود بھی حضرت مولوی نور الدین صاحب کے درس میں چلے جایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ مولوی صاحب نے درس میں بدر کی جنگ کے موقع پر فرشتے نظر آنے کا واقعہ بیان کیا اور پھر اسکی کچھ تاویل کرنے لگے تو حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ نہیں ایسا ہو سکتا ہے کہ فرشتوں کے دیکھنے میں نبی

سمجھتا ہوں گذشتہ مجددین امت محمدیہ میں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سید عبدالقادر صاحب جیلانی کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تھی۔ اور فرماتے تھے کہ میری روح کو ان کی روح سے خاص جوڑ ہے۔

۵۷۴ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو غالباً ۱۸۹۷ء میں ایک دفعہ خارش کی تکلیف بھی ہوئی تھی۔ اس واقعہ کے بہت عرصہ بعد ایک دفعہ ہنس کر فرمانے لگے کہ خارش والے کو کھجانے سے اتنا لطف آتا ہے کہ بعض لوگوں نے لکھا ہے۔ کہ ہر بیماری کا اجر انسان کو آخرت میں ملے گا۔ سوائے خارش کے۔ کیونکہ خارش کا بیمار دُنیا میں ہی اس سے لذت حاصل کر لیتا ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خارش کی تکلیف مرزا عزیز احمد صاحب کی پیدائش پر ہوئی تھی۔ جو غالباً ۱۸۹۱ء کا واقعہ ہے۔ اس کا ذکر روایت ۲۶۲ میں بھی ہو چکا ہے۔

۵۷۵ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مکرم منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ رزق کی تنگی بسا اوقات ایمان کی کمزوری کا موجب ہو جاتی ہے۔ یہ بھی فرمایا۔ کہ دنیا میں مصائب اور مشکلات سے کوئی خالی نہیں یہاں تک کہ انبیاء علیہم السلام اور رضا کے اولیاء کرام بھی اس سے خالی نہیں رہتے۔ مگر انبیاء اور اولیاء کی تکالیف کا سلسلہ روحانی ترقیات کا باعث ہوتا ہے۔ اور دنیا داروں پر جو مصائب اور مشکلات کا سلسلہ آتا ہے وہ ان کی شامتِ اعمال کی وجہ سے ہوتا ہے۔ نیز فرمایا کہ جب تک مصائب و آلام بصورت انعام نظر نہ آنے لگیں۔ اور ان سے ایک لذت اور سرور حاصل نہ ہو۔ اس وقت تک کوئی شخص حقیقی مومن نہیں کہلا سکتا۔

۵۷۶ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے مجھ سے بذریعہ تحریر ذکر کیا۔ کہ ایک دفعہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے قصر نماز کے متعلق سوال کیا۔ حضور نے فرمایا جس کو تم پنجابی میں وانڈھا کہتے ہو۔ بس اس میں قصر ہونا چاہیئے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ کیا کوئی میلوں کی بھی شرط ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں۔ بس جس کو تم وانڈھا کہتے ہو۔ وہی سفر ہے جس میں قصر جائز ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میں سیکھواں سے قادیان آتا ہوں کیا اس وقت نماز قصر کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ بلکہ میرے نزدیک اگر ایک عورت قادیان سے نکل جائے تو وہ بھی قصر کر سکتی ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ سیکھواں قادیان سے غالباً چار میل کے فاصلہ پر ہے اور نکل تو شاید ایک میل سے بھی کم ہے۔ نکل کے متعلق جو حضور نے قصر کی اجازت فرمائی ہے۔ اس سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ

ہوا تھا۔

(۳۳۵) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبان میں کسی قدر لکنت تھی اور آپ پرنالے کو پنالہ فرمایا کرتے تھے اور کلام کے دوران میں کبھی کبھی جوش کی حالت میں اپنی ٹانگ پر ہاتھ بھی مارا کرتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ قاضی صاحب کی یہ روایت درست ہے مگر یہ لکنت صرف کبھی کبھی کسی خاص لفظ کے تلفظ میں ظاہر ہوتی تھی ورنہ ویسے عام طور پر آپ کی زبان بہت صاف چلتی تھی۔ اور ٹانگ پر ہاتھ مارنے کے صرف یہ معنی ہیں کہ کبھی کبھی جوش تقریر میں آپ کا ہاتھ اٹھکر آپ کی ران پر گرتا تھا۔

(۳۳۶) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ ایک دفعہ میں اور عبدالرحیم خان صاحب پسر مولوی غلام حسن خان صاحب پشاوری مسجد مبارک میں کھانا کھا رہے تھے جو حضرت کے گھر سے آیا تھا۔ ناگاہ میری نظر کھانے میں ایک مکھی پر پڑی چونکہ مجھے مکھی سے طبعاً نفرت ہے میں نے کھانا ترک کر دیا۔ اس پر حضرت کے گھر کی ایک خادمہ کھانا اٹھا کر واپس لے گئی۔ اتفاق ایسا ہوا کہ اسوقت حضرت اقدس اندرون خانہ کھانا تناول فرما رہے تھے۔ خادمہ حضرت کے پاس سے گذری تو اسنے حضرت سے یہ ماجرا عرض کر دیا۔ حضرت نے فوراً اپنے سامنے کا کھانا اٹھا کر اس خادمہ کے حوالہ کر دیا کہ یہ لے جاؤ۔ اور اپنے ہاتھ کا نوالہ بھی برتن میں ہی چھوڑ دیا۔ وہ خادمہ خوشی خوشی ہمارے پاس وہ کھانا لائی اور کہا کہ لو حضرت صاحب نے اپنا تبرک دیا ہے۔ اسوقت مسجد میں سید عبدالجبار صاحب بھی جو گذشتہ ایام میں کچھ عرصہ بادشاہ سوات بھی رہے ہیں، موجود تھے۔ چنانچہ وہ بھی ہمارے ساتھ شریک ہو گئے۔

(۳۳۷) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ سنہ ۱۹۰۰ء میں جب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مقدمہ کی پیروی کے لئے گورداسپور میں قیام فرما تھے ایک دفعہ رات کو بارش ہونی شروع ہو گئی۔ اسوقت حضرت اقدس مکان کی چھت پر تھے جہاں پر کہ ایک برساتی بھی تھی۔ بارش کے آنے پر حضور اس برساتی میں داخل ہونے لگے۔ مگر اس کے عین دروازے میں مولوی عبداللہ صاحب متوطن حضرو ضلع کیمبل پور

مگر چوڑان ماتھے کی تنگ ہوتی ہے۔ آپ میں یہ تینوں خوبیاں جمع تھیں۔ اور پھر یہ خوبی کہ جبیں بہت کم پڑتی تھی۔ سر آپکا بڑا تھا۔ خوبصورت بڑا تھا۔ اور علم قیافہ کی رو سے ہر سمت سے پورا تھا۔ یعنی لمبا بھی تھا۔ چوڑا بھی تھا۔ اونچا بھی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہموار اور پیچھے سے بھی گولائی درست تھی۔ آپ کی کپٹی کشادہ تھی اور آپ کی کمال عقل پر دلالت کرتی تھی۔

لب مبارک آپ کے لب مبارک پتلے نہ تھے۔ مگر تاہم ایسے موٹے بھی نہ تھے کہ بڑے لگیں۔ دہانہ آپ کا متوسط تھا۔ اور جب بات نہ کرتے ہوں تو منہ کھلا نہ رہتا تھا بعض اوقات مجلس میں جب خاموش بیٹھے ہوں تو آپ عمامہ کے شملہ سے دہان مبارک ڈھک لیا کرتے تھے۔

دندان مبارک آپ کے آخر عمر میں کچھ خراب ہو گئے تھے یعنی کیڑا بعض ڈاڑھوں کو لگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ڈاڑھ کا سرا ایسا ٹوکدار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اس کو گھسوا کر برابر بھی کرایا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں۔ مسواک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

پیر کی ایڑیاں آپکی بعض دفعہ گرمیوں کے موسم میں پھٹ جایا کرتی تھیں۔

مگر چہ گرم کپڑے سردی گرمی برابر پہنتے تھے۔ تاہم گرمیوں میں پسینہ بھی خوب آجاتا تھا مگر آپکے پسینہ میں کبھی بو نہیں آتی تھی خواہ کتنے ہی دن بعد کر لیں۔ اور کیسا ہی موسم ہو۔

گردن مبارک آپ کی گردن متوسط لمبائی اور موٹائی میں تھی۔ آپ اپنے مطاع بنی کریم صلعم کی طرح ان کے اتباع میں ایک حد تک جسمانی زینت کا خیال ضرور رکھتے تھے۔ خصوصاً سر۔ ڈاڑھی۔ حنا۔ مسواک روغن اور خوشبو۔ کنگھی اور آئینہ کا استعمال برابر مسنون الوقت پر آپ فرمایا کرتے تھے۔ مگر ان باتوں میں انہماک آپ کی شان سے بہت دور تھا۔

لباس سب سے اول یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ آپ کو کسی قسم کے خاص لباس کا شوق نہ تھا۔ آخری ایام کے کچھ سالوں میں آپکے پاس کپڑے ساٹھ اور سلے سلائے لدھیانہ کے بہت آتے تھے۔ خاص کر کوٹ صدری اور پائجامہ قمیض وغیرہ جو اکثر شیخ رحمت اللہ صاحب لاہوری ہر عید بقر عید کے موقعہ پر اپنے ہمراہ نذر لاتے تھے وہی آپ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ مگر علاوہ ان کے کبھی کبھی آپ خود بھی بنوا لیا کرتے تھے۔ عمامہ تو اکثر خود ہی خرید کر باندھتے تھے جس طرح

مگر چوڑان ماتھے کی تنگ ہوتی ہے۔ آپ میں یہ تینوں خوبیاں جمع تھیں۔ اور پھر یہ خوبی کہ بھویں بہت کم پڑتی تھی۔ سر آپکا بڑا تھا۔ خوبصورت بڑا تھا۔ اور علم قیافہ کی رو سے ہر سمت سے پورا تھا۔ یعنی لمبا بھی تھا۔ چوڑا بھی تھا۔ اونچا بھی اور سطح اوپر کی۔ اکثر حصہ ہموار اور پیچھے سے بھی گولائی درست تھی۔ آپ کی کنپٹی کشادہ تھی اور آپ کی کمال عقل پر دلالت کرتی تھی۔

لب مبارک آپ کے لب مبارک پتلے نہ تھے۔ مگر تاہم ایسے موٹے بھی نہ تھے کہ بڑے لگیں۔ دہانہ کپ کا متوسط تھا۔ اور جب بات نہ کرتے ہوں تو منہ کھلا نہ رہتا تھا بعض اوقات مجلس میں جب خاموش بیٹھے ہوں تو آپ عمامہ کے شملہ سے دہان مبارک ڈھک لیا کرتے تھے۔

دندان مبارک آپ کے آگے دانت کچھ خراب ہو گئے تھے یعنی کیڑا بعض ڈاڈھوں کو لگ گیا تھا جس سے کبھی کبھی تکلیف ہو جاتی تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک ڈاڈھ کا سرا ایسا ٹوکدار ہو گیا تھا کہ اس سے زبان میں زخم پڑ گیا تو ریتی کے ساتھ اسکو گھسوا کر برابر بھی کرایا تھا۔ مگر کبھی کوئی دانت نکلوایا نہیں۔ مسواک آپ اکثر فرمایا کرتے تھے۔

پیر کی ایڑیاں آپکی بعض دفعہ گرمیوں کے موسم میں پھٹ جایا کرتی تھیں۔

مگر چہ گرم کپڑے سردی گرمی برابر پہنتے تھے۔ تاہم گرمیوں میں پسینہ بھی خوب آجاتا تھا مگر آپکے پسینہ میں کبھی بو نہیں آتی تھی خواہ کتنے ہی دن بند کر بیٹھیں۔ اور کیسا ہی موسم ہو۔

گردن مبارک آپ کی گردن متوسط لمبائی اور موٹائی میں تھی آپ اپنے مطاع نبی کریم صلعم کی طرح ان کے اتباع میں ایک حد تک جسمانی زینت کا خیال ضرور رکھتے تھے۔ غسل جمعہ۔ حجامت۔ خضاب۔ مسواک۔ روغن اور مشیر۔ کنگھی اور آئینہ کا استعمال بہ مسنون الوقت پر آپ فرمایا کرتے تھے۔ مگر ان باتوں میں انہماک آپ کی شان سے بہت دور تھا۔

لباس سب سے اول یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ آپ کو کسی قسم کے خاص لباس کا شوق نہ تھا۔ آخری ایام کے کچھ سالوں میں آپکے پاس کپڑے سانت اور سلے سلائے بنوا رخنہ کے بہت آتے تھے۔ خاص کر کوٹ صدری اور پائجامہ قمیض وغیرہ جو اکثر شیخ رحمت اللہ صاحب لاہوری ہر عید بقرعید کے موقعہ پر اپنے ہمراہ نذر لاتے تھے وہ آپ استعمال فرمایا کرتے تھے۔ مگر علاوہ ان کے کبھی کبھی آپ خود بھی بنوا لیا کرتے تھے۔ عمامہ تو اکثر خود ہی خرید کر باندھتے تھے جس طرح

سیرت المہدی، جلد دوم صفحہ 125 از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 319 پر درج ہے

Back

کمیت کو بہت سی بھرتی ڈلوا کر حضرت اُمّ المومنین نے تیار کروایا تھا۔ (اُس وقت نواب صاحب کی بیگم جو وہ مالیر کوٹلہ سے ساتھ لائے تھے، زندہ تھیں) یہ بات حضرت اُمّ المومنین کی ناراضگی کا موجب ہُوئی۔ اور حضرت اُمّ المومنینؓ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اِس ناراضگی کا اظہار کیا۔ حضورؑ نے نواب صاحب کو لکھا۔ جسپر نواب صاحبؓ نے اُس زمین پر مکان بنانے کے اِرادہ کو ترک کیا۔ کہ اِس میں ابتداء ہی میں تنازع ہُوا ہے نئی جگہ مبارک نہیں ہوسکتی۔ اور بعد میں دوسرے اصحاب نے بھرتی ڈلوا کر وہاں مکانات بنوالئے۔ اور نواب صاحبؓ نے مدرسہ تعلیم الاسلام کے پاس زمین خرید کر کے کوٹھی بنوائی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ تعلقات محبت کے بڑھانے میں اُنہیں بڑی برکات حاصل ہُوئیں۔

بال سفید

فرمایا کرتے تھے۔ کہ ہمارے بال تیس سال کی عمر میں سفید ہونے شروع ہُوئے تھے۔ اور پھر جلد جلد سب سفید ہوگئے۔

اُنہوں کچھ دیدا ہے

حضرت مسیح موعودؑ کے اندرون خانہ ایک نیم دیوانی سی عورت بطور خادمہ کے رہا کرتی تھی۔ ایک دفعہ اُس نے کیا حرکت کی۔ کہ جس کمرے میں حضرت صاحبؑ بیٹھکر لکھنے پڑھنے کا کام کرتے تھے۔ وہاں ایک کونے میں گھڑا تھا جس کے پاس پانی کے گھڑے رکھے تھے۔ وہاں اپنے کپڑے اُتار کر اور ننگی بیٹھ کر نہانے لگ گئی۔ حضرت صاحبؑ اپنے کام تحریر میں مصروف رہے، اور کچھ خیال نہ کیا۔ کہ وہ کیا کرتی ہے۔ جب وہ نہا چکی تو ایک اور خادمہ اتفاقاً آنکلی۔ اُس نے اُس نیم دیوانی کو ملامت کی۔ کہ حضرت صاحبؑ کے کمرے میں تو موجودگی کے وقت تو نے یہ کیا حرکت کی۔ تو اُس نے ہنسکر جواب دیا۔ اُنہوں کچھ دیدا ہے یعنی اُسے کیا دِکھائی دیتا ہے۔ حضور

ذکر حبیب صفحہ 38 از مفتی محمد صادق قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 319 پر درج ہے

Back

مہارک سمجھا کرتی تھیں۔ اب یہ قطعی طور پر یقینی ہے۔ کہ راجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں ہی خاندان کے مصائب کے دن دُور ہو کر فراخی شروع ہو گئی تھی۔ اور قادیان اور اسکے اردگرد کے بعض مواضعات دادا صاحب کو راجہ رنجیت سنگھ نے بحال کر دیئے تھے۔ اور دادا صاحب کو اپنے ماتحت ایک معزز عہدہ فوجی بھی دیا تھا۔ اور راجہ کے ماتحت دادا صاحب نے بعض فوجی خدمات بھی سرانجام دی تھیں پس بہرحال حضرت صاحب کی پیدائش راجہ رنجیت سنگھ کی موت یعنے ۱۸۳۹ء سے کچھ عرصہ پہلے ماننی پڑیگی۔ لہذا اس طرح بھی ۱۸۳۶ء والی روایت کی تصدیق ہوتی ہے۔ وھوالمراد۔ اور حضرت صاحب نے جو ۱۸۳۹ء لکھا ہے سو اس کو خود آپ کی دوسری تحریریں رد کر رہی ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ آپ نے ۱۹۰۵ء میں اپنی عمر، سال بیان کی ہے اور وہاں یہ بھی لکھا ہے یہ تمام اندازے ہیں۔ صحیح علم صرف خدا کو ہے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میری تحقیق میں اوائل ۱۸۳۵ء میں آپکی ولادت ہوئی تھی اور وفات ۱۹۰۸ء میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

(۱۸۶) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے۔ کہ میں بچپن میں والد صاحب یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے تاریخ فرشتہ۔ سکندر نامہ اور شاید گلستاں۔ بوستاں پڑھا کرتا تھا۔ اور والد صاحب کبھی کبھی پچھلا پڑھا ہوا سبق بھی سنا کرتے تھے۔ مگر پڑھنے کے متعلق مجھ پر کبھی ناراض نہیں ہوتے۔ حالانکہ میں پڑھنے میں بے پروا تھا لیکن آخر دادا صاحب نے مجھے والد صاحب سے پڑھنے سے روک دیا اور کہا کہ میں نے سب کو طلاق نہیں دیدیا۔ تم مجھ سے پڑھا کرو مگر ویسے دادا صاحب والد صاحب کی بڑی قدر کرتے تھے۔

(۱۸۷) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔ اے کہ ایک دفعہ والد صاحب اپنے چوبارے کی کھڑکی سے گر گئے۔ اور دائیں بازو پر چوٹ آئی۔ چنانچہ آخر عمر تک وہ ہاتھ کمزور رہا خاکسار عرض کرتا ہے۔ کہ والدہ صاحبہ فرماتی تھیں۔ کہ آپ کھڑکی سے اترنے لگے تھے سامنے

سٹول رکھا تھا وہ الٹ گیا۔ اور آپ گر گئے اور دائیں ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی اور یہ ہاتھ آخر عمر تک کمزور رہا۔ اس ہاتھ سے آپ لقمہ تو منہ تک لیجا سکتے تھے مگر پانی کا برتن وغیرہ منہ تک نہیں اٹھا سکتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ نمازیں بھی آپ کو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سہارے سے سنبھالنا پڑتا تھا۔

(۱۸۸) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب تیرنا اور سواری خوب جانتے تھے اور سنایا کرتے تھے۔ کہ ایک دفعہ بچپن میں میں ڈوب چلا تھا تو ایک اجنبی بڈھے شخص نے مجھے نکالا تھا۔ اس شخص کو میں نے اس سے قبل یا بعد کبھی نہیں دیکھا۔ نیز فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ ایک گھوڑے پر سوار ہوا اس نے شوخی کی اور بے قابو ہو گیا۔ میں نے بہت روکنا چاہا۔ مگر وہ شرارت پر آمادہ تھا نہ رکا۔ چنانچہ وہ اپنی چوڑے زور میں ایک درخت یا دیوار کی طرف بھاگا (الشک منی) اور پھر اس زور کے ساتھ اس سے ٹکرایا۔ کہ اس کا سر پھٹ گیا۔ اور وہ وہیں مر گیا۔ مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے بچا لیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب بہت نصیحت کیا کرتے تھے کہ سرکش اور شریر گھوڑے پر ہرگز نہیں چڑھنا چاہیئے۔ اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اس گھوڑی کا مجھے مارنے کا ارادہ تھا۔ مگر میں ایک طرف ہو کر بچ گیا اور وہ مر گیا۔

(۱۸۹) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے کہ والد صاحب باہر چوپارے میں رہتے تھے۔ وہیں اُن کے لئے کھانا جاتا تھا۔ اور جس قسم کا کھانا بھی ہوتا تھا کھا لیتے تھے۔ کبھی کچھ نہیں کہتے تھے۔

(۱۹۰) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب ایم اے۔ کہ والد صاحب تین کتابیں بہت کثرت کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ یعنی قرآن مجید۔ مثنوی رومی اور دلائل الخیرات اور کچھ نوٹ بھی لیا کرتے تھے۔ اور قرآن شریف بہت کثرت سے پڑھا کرتے تھے۔

(۱۹۱) بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد صاحب نے بواسطہ

جس قدر جلد اس رسالہ کی فروخت ہوگی اسی قدر جلد تر رسالہ سراج منیر طبع ہوگا۔ آٹھ سَو روپیہ جمع تھا۔ وہ سب رسالہ سرمہ چشم آریہ پر خرچ ہو گیا۔ اس رسالہ میں کچھ تو بوجہ علالت طبع اس عاجز اور کچھ دیگر موانع سے مطبع وغیرہ سے توقف ہوئی۔ اب یہ رسالہ سرمہ چشم آریہ، امید قوی ہے کہ پندرہ روز تک من کل الوجوہ تیار ہو کر میرے پاس پہنچ جائے گا۔ چونکہ یہ رسالہ ضخامت میں بہت بڑا ہو گیا ہے اور خرچ بھی اس پر بہت ہوا ہے اور ابھی دوسو روپیہ دینا ہے اس لئے قیمت اس کی ایک روپے بارہ آنے مقرر ہوئی ہے جس زمانہ میں یونہی تخمینہ سے ۱۴ر قیمت مقرر کی گئی تھی اس زمانہ میں آپ نے ڈیڑھ سو رسالہ کا فروخت کرنا اپنے ذمہ لیا تھا۔ پس اس حساب سے سنتیس روپے آٹھ آنے کا رسالہ آپ کے ذمہ فروخت کرانا ہے۔ لیکن اس سے قطع نظر کر کے اگر آپ محض للہ پوری پوری کوشش کریں اور جہاں تک ممکن ہو، رقم کثیر جمع کرنے میں سعی مبذول فرماویں تو نہایت ثواب کی بات ہے۔ منجملہ اس کے پانسو روپیہ منشی عبدالحق صاحب اکونٹنٹ شملہ کا ہے جو بطور قرضہ طبع رسالہ کے لئے لیا گیا۔ اور تین سَو روپیہ چندہ کا ہے۔ اس میں بہت کوشش کرنی چاہئے تا سراج منیر کے طبع میں توقف نہ ہو۔ امید ہے کہ یہ کوشش موجب خوشنودی رحمٰن ہو۔ آپ کے رفیق ہندو کو اس رسالہ کا پڑھنا مفید ہے اگر وہ غور سے پڑھے اور نجابت طبع رکھتا ہو۔ اور سعادت ازلی مقدر ہو تو ہدایت پانے کے لئے کافی ہے۔ انشاء اللہ القدیر دعا بھی کروں گا۔ کبھی کبھی یاد دلاتے رہیں۔ میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تب بھی بھول جاتا ہوں۔ یاد دہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔ وللہ فی کل فعل حکمۃ۔

والسلام

خاکسار

غلام احمد

از صدر انبالہ حاطہ ناگ پھنی

❁ ❁ ❁

مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 483 (طبع جدید) از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 320 پر درج ہے

Back

مکتوب نمبر ۱۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مخدومی مکرمی اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب سلمہٗ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا۔ مجھے نہایت تعجب ہے کہ دَوا معلومہ سے آں مخدوم سے کچھ فائدہ محسوس نہ ہوا۔ شاید کہ یہ وہی قول درست ہو کہ ادویہ کو ابدان سے مناسبت ہے۔ بعض ادویہ بعض ابدان کے مناسب حال ہوتی ہیں اور بعض دیگر کے نہیں۔ مجھے یہ دوا بہت ہی فائدہ مند معلوم ہوئی ہے کہ چند امراض کاہلی وسستی ورطوبات معدہ اس سے دور ہو گئے ہیں۔ ایک مرض مجھے نہایت خوفناک تھی کہ صحبت کے وقت لیٹنے کی حالت میں نعوظ بکلی جاتا رہتا تھا۔ شاید قلت حرارت غریزی اس کا موجب تھی۔ وہ عارضہ بالکل جاتا رہا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ دوا حرارت غریزی کو بھی مفید ہے اور منی کو بھی غلیظ کرتی ہے۔ غرض میں نے تو اس میں آثار نمایاں پائے ہیں۔ واللّٰہ اعلم و عِلْمُہٗ اَحکم

اگر دوا موجود ہو اور آپ دودھ اور ملائی کے ساتھ کچھ زیادہ قدر شربت کر کے استعمال کریں۔ تو میں خواہشمند ہوں کہ آپ کے بدن میں ان فوائد کی بشارت سنوں۔ کبھی کبھی دوا کی چھپی چھپی تاثیر بھی ہوتی ہے کہ جو ہفتہ عشرہ کے بعد محسوس ہوتی ہے چونکہ دوا ختم ہو چکی ہے اور میں نے زیادہ زیادہ کھالی ہے اس لئے ارادہ ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہے تو دوبارہ تیار کی جائے۔ لیکن چونکہ گھر میں ایام امید ہونے کا کچھ گمان ہے جس کا میں نے ذکر بھی کیا تھا۔ ابھی تک وہ گمان پختہ ہوتا جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو راست کرے۔ اس جہت سے جلد تیار کرنے کی چنداں ضرورت میں نہیں دیکھتا۔ مگر میں شکرگزار ہوں کہ خدا تعالیٰ نے دوا کا بہانہ کر کے بعض خطرناک عوارض سے مجھ کو مخلصی عطا کی۔ فالحمدللہ علی احسانہ۔ مجھے اس بات کے سننے سے افسوس ہوا کہ رسالہ امرتسر سے واپس منگوایا گیا۔ فیروز پور کو وہ خاص ترجیح کونسی تھی؟ بلکہ میری دانست میں حال کے زمانہ میں دنیوی واقف کاروں سے کوئی معاملہ نہیں ڈالنا چاہئے کہ وہ عہد شکنی میں بڑے دلیر ہوتے ہیں۔ عمدہ اور سیدھا طریق یہ ہے کہ قانونی طور پر کارروائی کی جائے۔ اللہ جلشانہٗ بھی قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ جب کوئی داد ستد تم کرو تو اس معاملے کے بارے میں تحریر ہونی چاہئے۔ مطبع ایسا ہونا چاہئے جن کے پریس میں استاد

کہ دروغگو کو اس کے گھر تک پہنچاویں کیونکہ مکاروں اور خیانت پیشوں کی سزا دینا بھی یہی ہے کہ اُن کے خیانت کے طریقوں کو پوشیدہ نہ رکھا جائے اور سنت اور اُسّت کو کھیرا بھائے اسی غرض سے ہم نے اس رسالہ کو لکھا ہے غلط بیانی کے بیجا الزام کا فیصلہ ہو جائے کیونکہ یہ تین بدزبانیاں جو میری نسبت کی گئیں اور کہا گیا کہ یہ شخص غلط بیان اور قدیمی متعصب اور خبیث النفس ہے یہ ایسا طمانچہ ہے جو بھرا ہوا بہتان ہے کہ کوئی صادق آدمی اس پر صبر نہیں کر سکتا اور نیز اس پر خاموش رہنے سے خلق اللہ کو ٹھوکر پہنچتا ہے اور ایسا ملک کے دھوکا کھاتا ہے غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے کہ جو نہ خدا سے ڈریں اور نہ خلقت کے لعن وطعن کی پروا رکھیں اور چونکہ ناحق ان لوگوں نے گالیاں دیکر اور بیوجہ

میرے خیال میں انسانی شرم نے ان کو اجازت نہیں دی اور جب میرے بعض مخلصوں نے اُن کو وہ مقام پڑھ کر سُنایا تو پھر دوسرے دن بیٹھ بھاگا کہ طریق اس عادت میں ہے کہ جب ملزم ہرگز حجت کے پاس نہ رہ سکے۔ تب جھوٹ کھول کر بکواس کرتا ہے کہ سنیدتے پکاش میں یہ معاف لکھا ہے کہ ایسا امر جو حجت قابل اعتبار نہیں اس میں وہ نامور بھی داخل ہیں جو حجت کرنے پر قادر ہیں مگر منی قابل اعتبار نہیں مثلاً منی میں کیڑے نہیں یا مکھی ہے۔ یہ نہیں لکھا کہ ایسا امر کہ ہرگز حجت نہ کر سکتا ہو بلکہ یہانتک لکھا ہے کہ اگر وہ قابل اعتبار لوگ بھی پیش ہوں تب بھی نیوگ ہوگا تو یہ جواب سنکر وہ لوگ خاموش ہو گئے حاضرین میں سے ایک پنڈت بولا کہ بیشک ایسی حالتوں میں بھی نیوگ کرنا کچھ معائقہ نہیں اور ہمارے نیوگ پر راضی ہیں۔ غرض اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ عام رویت دیکھی یہی ہے کہ بڑے لوگ ضرورتوں کے وقت اپنی بیویوں اور بیٹیوں سے نیوگ کرایا کریں مگر ظاہر ہے کہ انسانی فطرت اس کو قبول نہیں کرتا اور انسان کی فطرتی حمیت اور غیرت ہزار بیزاری سے اس کام پر لعنت بھیجتی ہے اور انسان تو انسان ایک مرغ بھی اپنی مرغیوں کے لئے غیرت رکھتا ہے۔ اب حاصل کلام یہ ہے کہ اگر اس بارہ میں کوئی اور آریہ صاحب بھی بحث کرنا چاہتے ہوں تو ہم اپنے خرچ سے اُن کو اُن کی درخواست پر قادیان میں بلا سکتے ہیں اور ۳۱ اگست ۱۸۹۵ء تک مہلت ہے۔

راقم میرزا غلام احمد

۲۱ جولائی ۱۸۹۵ء از قادیان ضلع گورداسپور

آریہ دھرم صفحہ 13 مندرجہ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 13 از مرزا غلام احمد قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 323 پر درج ہے

Back

شائع کر دیا اور شائع بھی ایسا کیا کہ شاید ایک یا دو ہفتہ تک دس ہزار مرد و عورت تک ہماری درخواست نکاح اور ہمارے مضمون الہام سے بخوبی اطلاع یاب ہو گئے اور پھر زبانی اشاعت پر اکتفا نہ کر کے اخباروں میں ہمارا خط چھپوایا اور بازاروں میں ان کے دکھلانے سے وہ خط جا بجا پڑھا گیا اور عورتوں اور بچوں تک اس خط کے مضمون کی منادی کی گئی۔ اب جب مرزا نظام الدین کی کوشش سے وہ خط ہمارا نور افشاں میں بھی چھپ گیا۔ اور عیسائیوں نے اپنے مادہ کے موافق بیجا افترا کرنا شروع کیا تو ہم پر فرض ہو گیا کہ اپنے قلم سے اصلیت کو ظاہر کریں۔ بدخیال لوگوں کو واضح ہو کہ ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا اور نیز یہ پیشگوئی ایسی بھی نہیں کہ جو پہلے پہل اسی وقت میں ہم نے ظاہر کی ہے بلکہ مرزا امام الدین و نظام الدین اور اس جگہ کے تمام آریہ اور نیز لیکھرام پشاوری اور صدہا دوسرے لوگ خوب جانتے ہیں کہ کئی سال ہوئے کہ ہم نے اسی کے متعلق مجملاً ایک پیشگوئی کی تھی یعنے یہ کہ ہماری برادری میں سے ایک شخص احمد بیگ نام فوت ہونیوالا ہے۔ اب منصف آدمی سمجھ سکتا ہے کہ وہ اس پیشگوئی کا ایک شعبہ تھی یا یوں کہو کہ یہ تفصیل اور وہ اجمال تھی اور اس میں تاریخ اور مدت ظاہر کی گئی اور اس میں تاریخ اور مدت کا کچھ ذکر نہ تھا اور اس میں شرائط کی تصریح کی گئی اور وہ ابھی اجمالی حالت میں تھی۔ سمجھدار آدمی کیلئے یہ کافی ہے کہ پہلی پیشگوئی اس زمانہ کی ہے کہ جبکہ ہنوز وہ لڑکی نابالغ تھی اور جبکہ یہ پیشگوئی بھی اسی شخص کی نسبت ہے جس کی نسبت اب سے پانچ برس پہلے کی گئی تھی یعنے اس زمانہ میں جبکہ اس کی یہ لڑکی آٹھ یا نو برس کی تھی تو اس پر نفسانی افترا کا گمان کرنا اگر حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

(عکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپورہ پنجاب)۔ ارجولائی ۱۸۸۸ء۔

آئینہ کمالات اسلام صفحہ 288، مندرجہ روحانی خزائن، جلد 5 صفحہ 288 از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 323 پر درج ہے

Back

۷۰۵

(۲۸۵)

مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

یَسْتَنْبِئُوْنَکَ اَحَقٌّ ھُوَ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْٓ اِنَّہٗ لَحَقٌّ [1]

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ قدرت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دُنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ میں نے آپ سے بہت دُکھ اُٹھایا اور صبر کرتا رہا، مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سے افترا میرے پر کرکے دُنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے اُمید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں محض دُعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت

---

[1] یونس ۵۴

یہ حوالہ صفحہ 324 پر درج ہے

مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار مورخہ 5 اپریل 1907ء مجموعہ اشتہارات، جلد دوم، صفحہ 705، 706 طبع جدید

Back

سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے رُوبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دُکھ دیتا ہے۔ آمین یارب العالمین۔ میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر سمجھتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ[1] پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دُنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دُور دُور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو خود نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دُنیا سے اُٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ[2] آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد المسیح الموعود عافاہ اللہ وایدہ

مرقوم تاریخ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ روز دوشنبہ

---

[1] بنی اسرائیل ۳۷ [2] الاعراف: ۹۰

۱۴/اپریل ۱۹۰۷ء

(قبل عصر)

صداقتِ اسلام کیلئے طاعون کی تلوار

ابوسعید عرب صاحب نے ذکر کیا کہ رنگون میں بندروں میں بھی طاعون کی وبا پڑی تھی۔ حضرت نے فرمایا کہ:۔

براہین کے لکھنے کے زمانے میں خدا تعالیٰ نے ہم کو اس طاعون کے پڑنے کی خبر دی تھی۔ بدقسمت کفار کی ہمیشہ سے یہ عادت ہے کہ وہ انبیاء کے مقابلہ میں اپنی موت کا نشان مانگا کرتے ہیں۔ اب ہمارے مخالفوں کا بھی یہی حال ہے۔ اس واسطے خدا تعالیٰ نے ان کے واسطے یہ تلوار بھیج دی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ براہین میں جو وہ فاضل کا وعدہ دیا گیا تھا وہ پورا نہیں ہوا۔ حالانکہ براہین میں صداقتِ اسلام کے واسطے کئی لاکھ دلیل ہے۔ خدا تعالیٰ نے پہلے سے اس میں یہ باتیں کھوا دی ہیں۔ کیا ہی شان ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے کہ پہلے زمانہ میں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کو نامراد اور ذلیل کر کے ہلاک کیا جاتا تھا ایسا ہی آخر میں بھی ہو رہا ہے۔ اُس وقت شریروں کی سزا کے واسطے تلوار آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں دی گئی تھی اور اُس زمانہ میں تلوار خدا خود چلا رہا ہے جو لوگ جہاد پر اعتراض کرتے ہیں وہ دیکھ لیں کہ بدقسمت کفار اس وقت بھی اپنی شامتِ اعمال کے سبب اسی طرح ہلاک ہوتے تھے جیسے کہ اب ہو رہے ہیں۔ دینِ اسلام کی خاطر اگر اس وقت تلوار چلی تھی تو اس وقت بھی دینِ اسلام ہی کی خاطر تلوار چل رہی ہے۔

سب سے بڑی کرامت استجابتِ دُعا ہے

فرمایا:۔

یہ زمانہ کے مجاہبات ہیں۔ رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اچانک ایک الہام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے۔ کوئی ہفتہ عشرہ ان سے خالی نہیں جاتا۔ شاہ اللہ کے متعلق جو لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ (البقرۃ: ۱۸۷)، صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استجابتِ دُعا ہی ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں ہیں۔

لاہوری نے آپکی چھاتی میں پستان کے پاس انجکشن یعنی دوائی کی پچکاری کی۔ جس سے وہ جگہ کچھ ابھر آئی۔ مگر کچھ افاقہ محسوس نہ ہوا۔ بلکہ بعض لوگوں نے بُرا منایا۔ کہ اس حالت میں آپ کو کیوں یہ تکلیف دی گئی ہے تھوڑی دیر تک غرغرہ کا سلسلہ جاری رہا۔ اور ہر آن سانسوں کے درمیان کا وقفہ لمبا ہوتا گیا۔ حتّٰی کہ آپ نے ایک لمبا سانس لیا اور آپ کی روح رفیق اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی۔ اللّٰھم صل علیہ وعلٰی مطاعہ محمد و بارک وسلم۔ خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے جب دوبارہ والدہ صاحبہ کے پاس برائے تصدیق بیان کی۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کا ذکر آیا۔ تو والدہ صاحبہ نے فرمایا۔ کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھانے کے وقت آیا تھا۔ مگر اسکے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے۔ اور آپ آرام سے لیٹ کر سو گئے۔ اور میں بھی سو گئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک یا دو دفعہ رفع حاجت کے لیئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے اسکے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا۔ تو اپنے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اُٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ سیری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپکے پاؤں دبانے کے لیئے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا۔ تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا۔ نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپکو ایک اور دست آیا۔ مگر اب اسقدر ضعف تھا۔ کہ آپ پاخانہ نہ جا سکتے تھے۔ اسلیئے میں نے چارپائی کے پاس ہی انتظام کر دیا اور آپ وہیں بیٹھ کر فارغ ہوئے اور پھر اُٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہو گیا تھا اسکے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے۔ تو اتنا ضعف تھا کہ آپ لیٹتے لیٹتے پشت کے بل چارپائی پر گر گئے۔ اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت

بچشم خود دیکھے۔ بلکہ خود میری ذات اور میرے گھر والوں اور بچوں پر ان کا اثر ہوا۔ زلزلہ کے وقت نہایت اندیشہ ہوا کہ خدا جانے محمد اسمٰعیل کا کیا حال ہوا۔ ممکن ہے۔ زلزلہ میں کہیں کسی مکان کے نیچے دب کر مر گیا ہو۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ مرا نہیں۔ مجھے الہام ہوا ہے۔ کہ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل وہ ڈاکٹر ہوگا۔ محمد اسحاق کو دو دفعہ طاعون ہوا۔ آپ کی دعا سے اچھا ہوا۔ اور آپ نے پہلے ہی فرما دیا تھا۔ کہ یہ مریں گے نہیں

دہلی میں علالت اور حضرت کی دعا سے صحت

ایک دفعہ تین چار گھنٹہ میں بخار بھی جاتا رہا اور گلٹیاں بھی دور ہو گئیں مجھے ایک دفعہ سخت گردہ کا درد ہوا۔ میں نے جب آپ کو بلایا تو دیکھ کر فوراً واپس ہو گئے۔ تنہائی میں جا کر دعا شروع کر دی جس کا اثر فوراً ہوا۔ اور یہ عاجز اچھا ہو گیا۔ ایک دفعہ ہم سب حضرت مرزا صاحب کے ہمراہ دتی گئے۔ وہاں میں سخت بیمار ہو گیا۔ ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اور محمد اسمٰعیل میرا بیٹا سخت پریشان ہو گئے۔ حضرت صاحب نے مولوی حکیم مولوی نور الدین صاحب کو تار دیا۔ کہ (وہ) چلے آؤ۔ وہ فوراً دتی چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عنایت فرمادی۔ اور حضرت صاحب میرے تندرست ہونے سے بہت خوش ہوئے۔ ابتداء

حضرت اقدس کی خدمت

میں جب کہیں حضرت صاحب باہر تشریف لے جاتے تھے۔ تو مجھے گھر کی حفاظت اور قادیان کی خدمت کے لئے چھوڑ جاتے تھے۔ اور آخر زمانہ میں جب کہیں سفر کرتے تھے اور گھر کے لوگ ہمراہ ہوتے تھے۔ تو بندہ بھی ہمرکاب ہوتا تھا۔ چنانچہ جب آپ لاہور میں تشریف لے گئے۔ جس سفر میں آپ کو سفر آخرت پیش آیا۔ تب بھی بندہ آپ کے ہمراہ تھا۔ اور اس شام کی سیر میں بھی شریک تھا جس کے دوسرے روز آپ نے قبل از دوپہر انتقال فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

اب بڑی اور سخت تبدیلی میرے حال میں پیدا ہوئی۔ اور ایسی سخت مصیبت نازل ہوئی۔ کہ جس کی تلافی بہت مشکل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا میری تکلیف کو کوئی نہیں جان سکتا۔ حضرت صاحب جس رات کو بیمار ہوئے۔ اس رات کو میں اپنے مقام پر جا کر سو چکا تھا۔ جب آپ کو سخت تکلیف ہوئی۔ تو مجھے بلایا گیا تھا۔ جب میں حضرت صاحب کے پاس پہنچا۔ اور آپ کا حال دیکھا۔ تو آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ میر صاحب مجھے دبائی ہیضہ ہو گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے کوئی ایسی صاف بات میرے خیال میں نہیں فرمائی۔ یہاں تک کہ دوسرے روز دس بجے کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ ایک طرف تو ہم پر آپ کے

حیاتِ ناصر صفحہ 14، از شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی | یہ حوالہ صفحہ 328 پر درج ہے

Back

(۲۷۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تمام جماعت احمدیہ کے لئے اعلان

چونکہ ڈاکٹر عبدالحکیم اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے جو پہلے اس سلسلہ میں داخل تھا نہ صرف یہ کام کیا کہ ہماری تعلیم سے اور ان باتوں سے جو خدا نے ہم پر ظاہر کیں مونہہ پھیر لیا بلکہ اپنے خط میں وہ سختی اور گستاخی دکھلائی اور وہ گندے اور ناپاک الفاظ میری نسبت استعمال کئے کہ بجز ایک سخت دشمن اور سخت کینہ ور کے کسی کی زبان اور قلم سے نکل نہیں سکتے اور صرف اسی پر کفایت نہیں کی بلکہ بیہودہ تہمتیں لگائیں اور اپنے صریح لفظوں میں مجھ کو ایک حرام خور اور بندۂ نفس اور شکم پرور اور لوگوں کا مال فریب سے کھانے والا قرار دیا اور محض تکبر کی وجہ سے مجھے پیروں کے نیچے پامال کرنا چاہا اور بہت سی ایسی گالیاں دیں جو ایسے مخالف دیا کرتے ہیں جو پورے جوش عداوت سے ہر طرح سے دوسرے کی ذلت اور توہین چاہتے ہیں اور یہ بھی کہا کہ پیشگوئیاں جن پر ناز کیا جاتا ہے کچھ چیز نہیں مجھ کو ہزار ہا ایسے الہام اور خوابیں آتی ہیں جو پوری ہو جاتی ہیں۔ غرض اس شخص نے محض توہین اور تحقیر اور دل آزاری کے ارادہ سے جو کچھ اپنے خط میں لکھا ہے اور جس طرح اپنی ناپاک بدگوئی کو انتہا تک پہنچا دیا ہے ان تمام تہمتوں اور گالیوں اور عیب گیریوں کے لکھنے کے لئے اس اشتہار میں گنجائش نہیں علاوہ اس کے میری تحقیر کی غرض سے جھوٹ بھی پیٹ بھر کے بولا ہے مگر مجھے ایسے مفتری اور بدگو لوگوں کی کچھ پرواہ نہیں کیونکہ اگر جیسا

کہ مجھے اس نے دغاباز حرام خور مکار فریبی اور جھوٹ بولنے والا قرار دیا ہے اور طریق اسلام اور دیانت اور پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر مجھے کرنا چاہا ہے اور میرے وجود کو محض فضول اور اسلام کے لئے مضر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ مجھے محض شکم پرور اور دشمن اسلام قرار دیا ہے۔ اگر یہ باتیں سچ ہیں تو میں اس کیڑے سے بھی بدتر ہوں جو نجاست سے پیدا ہوتا اور نجاست میں ہی مرتا ہے لیکن اگر یہ باتیں خلاف واقعہ ہیں تو میں اُمید نہیں رکھتا کہ خدا ایسے شخص کو اس دنیا میں بغیر مواخذہ کے چھوڑے گا جو مرید ہو کر اور پھر مرتد ہو کر اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ جو ذلیل سے ذلیل زندگی بسر کرنے والے جیسے چوہڑے اور چمار جو شکم پرور کہلاتے ہیں اور مُردار کھانے سے بھی عار نہیں رکھتے ان کی مانند مجھے بھی محض شکم پرست اور بندہ نفس اور حرام خور قرار دیتا ہے۔

اب میں ان باتوں کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا اور خدا کی شہادت کا منتظر ہوں اور اس کے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں اور اس اشارہ پر ختم کرتا ہوں اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ [1]

اب چونکہ یہ شخص اس درجہ پر میرا دشمن معلوم ہوتا ہے جیسا کہ عمرو بن ہشام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور جان کا دشمن تھا اس لئے میں اپنی تمام جماعت کو متنبہ کرتا ہوں کہ اس سے بکلی قطع تعلق کر لیں اس کے ساتھ ہرگز واسطہ نہ رکھیں ورنہ ایسا شخص ہرگز میری جماعت میں سے نہیں ہوگا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ [2] آمین آمین آمین۔

المشتـــــــــــــــــــــــــهر

خاکسار

مرزا غلام احمدؑ مسیح موعود

از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

(الحکم ۳۰/اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲)

---

[1] یوسف: ۸۷ [2] الاعراف: ۹۰

۱۸۹۹ء (الف) "ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت دَرد ہوئی۔ ایک دَم قرار نہ تھا۔ کسی شخص سے مَیں نے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج ہے۔ اُس نے کہا کہ علاج دندان اخراج دندان۔ اور دانت نکلنے سے میرا دل ڈرا۔ تب اُس وقت مجھے غنودگی آگئی اور مَیں زمین پر بیتابی کی حالت میں بیٹھا ہُوا تھا اور چارپائی پاس تھی مَیں نے بیتابی کی حالت میں اُس چارپائی کی پائینتی پر اپنا سر رکھ دیا اور تھوڑی سی نیند آگئی جب مَیں بیدار ہُوا تو دَرد کا نام و نشان نہ تھا اور زبان پر یہ الہام جاری تھا:

اِذَا مَرِضْتَ فَهُوَ يَشْفِيْنِ

یعنی جب تُو بیمار ہوتا ہے تو وہ تجھے شفا دیتا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۳۵۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۴۶، ۲۴۷)

(ب) (حضرت) "مولوی نورالدین صاحب کو ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ ہُوا نگار دانت کا سخت دَرد رہا اور سوائے اُکھڑوانے کے کسی علاج سے فائدہ نہ ہُوا۔ فرمایا مجھے بھی ایک دفعہ خطرناک درد ہُوا یہاں تک کہ مارے دَرد کے غشی ہوگئی۔ اس میں الہام ہُوا:

وَاِذَا مَرِضْتَ فَهُوَ يَشْفِيْنِ

جب اُٹھا تو دَرد جاتا رہا۔" (از خطوط مولوی عبدالکریم صاحبؓ مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۳)

۶ جولائی ۱۸۹۹ء "۶ جولائی کی رات کو خدا تعالیٰ نے بہشت و دوزخ کا نظارہ آپ کو دکھایا۔ اوّل بہشت دکھائی گئی اور اس کے ہر قسم کے ثمرات و نعماء دکھائی گئیں۔ اتنے میں الہام ہُوا:

يَأْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ[1]

پھر دوزخ دکھایا گیا۔ وہ سخت مکروہ اور پاخانہ کی شکل کا تھا۔ اِتنے میں اِلہاماً زبان پر جاری ہُوا:

اِس رؤیا کی صحیح تاویل پُوری ہوگئی۔" (خط حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ مندرجہ الحکم جلد ۳ نمبر ۲۴ مورخہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء صفحہ ۳)

[1] (نوٹ از مرتب) یہ الہام یہاں اِس لئے لایا گیا ہے کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے (جو مجذوب میں درج ہے) معلوم ہوتا ہے کہ ۱۰ جولائی ۱۸۹۹ء سے یہ پہلے کا الہام ہے۔

[2] یعنی حضرت اقدسؑ نے فرمایا۔ (مرتب)

[3] (ترجمہ از مرتب) اور (اے نبی) تیرے پاس ہر دُور سے راستے سے آئے گی۔

۵۵۴

نہیں وہ ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔ اسے ایک دن قرآن کو بھی چھوڑنا پڑے گا۔

پس قرآنِ شریف میں جس شخص کا نام خاتم الخلفاء رکھا گیا ہے اسی کا نام احادیث میں مسیح موعود رکھا گیا ہے اور اسی طرح سے دونو ناموں کے متعلق جتنی پیشگوئیاں ہیں وہ ہمارے ہی متعلق ہیں۔ خلیفہ کہتے ہیں پیچھے آنے والے کو۔ اور کامل وہ ہے جو سب سے پیچھے آوے۔ اور ظاہر ہے کہ جو قربِ قیامت کے وقت آوے گا وہی سب سے پیچھے ہوگا۔ لہٰذا وہی سب سے اکمل اور افضل ہوا۔ صرف تغیرِ الفاظ ہی ہے۔ قرآن شریف نے خلیفہ کے لفظ سے پکارا ہے اور حدیث میں اس کو مسیح موعود کے نام سے نامزد کیا گیا ہے۔ رہا یہ کہ ہمارے اس دعویٰ کا ثبوت کیا ہے۔ سو یاد رکھو کہ ہماری صداقت کا ثبوت وہی ہے جو ہمیشہ سے انبیاء اور مامورین کا ہوتا رہا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا جو ثبوت کوئی شخص پیش کر سکتا ہے اسی دلیل سے ہم اپنے دعویٰ کا صدق ظاہر کر سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والے خدا تعالیٰ ہی کی گواہی سے سچے ٹھہرا کرتے ہیں۔ دعویٰ تو صادق بھی کرتا ہے اور کاذب بھی۔ اور نفسِ دعویٰ کرنے میں تو دونوں یکساں ہیں مگر اُن میں مابہ الامتیاز بھی تو ہوتا ہے۔

بھلا فرض کرو کہ مسیح موعودؑ کا ذکر قرآن میں بھی نہ ہوتا اور حدیث میں بھی پایا نہ جاتا تو پھر کیا تھا؟ پھر بھی صادق اپنے نشانوں سے شناخت کر لیا جاتا۔ دیکھو حضرت موسیٰؑ کا ذکر بھلا کس پہلی کتاب میں درج تھا؟ کوئی بتا سکتا ہے کہ حضرت موسیٰؑ کے آنے کی خبر اور پیشگوئی کس کتاب میں موجود تھی؟ پھر حضرت موسیٰؑ کس طرح نبی مان لئے گئے؟ یاد رکھو کہ خدا تعالیٰ کی تازہ بتازہ گواہی ہی صدق کی دلیل ہو سکتی ہے۔ صرف دعویٰ جا دلیل صدق کی دلیل ہرگز نہیں ہو سکتا۔ بلکہ جس دعویٰ کے ساتھ خدائی شہادت نہ ہو وہ جھوٹا ہے اور خدا کے مؤاخذہ کے قابل ہے۔ جھوٹے مدعی کو خدا خود ہلاک کرتا ہے اور اس کو مہلت نہیں دی جاتی کیونکہ وہ خدا پر افترا کرتا ہے اور حق و باطل میں گڑبڑ ڈالنا چاہتا ہے۔

مَیں اِسی شریعت کی خدمت اور تجدید کے واسطے آیا ہوں

مَیں کوئی نئی بات نہیں لایا اور نہ ہی مَیں نے کوئی نئی شریعت قائم کی ہے۔ مَیں اسی شریعت کی خدمت اور تجدید کے واسطے آیا ہوں جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) لائے تھے اور میری سچائی دعویٰ کے لیے بھی منہاجِ نبوت پر ہی نشان موجود ہیں۔ مَیں نے اپنی کتابوں میں اُن کا ذکر کیا ہے۔ ابھی ایک تازہ کتاب حقیقۃ الوحی مَیں نے لکھی ہے اس کا مطالعہ کر کے دیکھ لیا جاوے کہ کسقدر نشان خدا تعالیٰ نے میری تائید کے واسطے ظاہر فرمائے۔ کیا یہ کسی جھوٹے کے واسطے بھی دکھائے جاتے ہیں؟ دیکھو بعض انبیاء صرف ایک ہی معجزہ سے صادق قبول کر لیے گئے۔ مگر یہاں تو ہزاروں نشان موجود ہیں۔ پھر ہم اگر کسی نئے دین کا دعویٰ کرتے۔ کتاب اللہ کے خلاف کوئی نیا حکم اپنی طرف سے بیان کرتے۔ سنّتِ رسُول

ملفوظات جلد پنجم صفحہ 554 طبع جدید از مرزا قادیانی

یہ حوالہ صفحہ 329 پر درج ہے

Back

مجھے معلوم ہوئی تھی اور وہ یہ ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ[1]۔ اللہ ادی القویۃ۔ یعنی خدا تعالیٰ اُس نیکی یا بدی کو جو کسی قوم کے شاملِ حال ہے دُور نہیں کرتا جب تک وہ قوم ان باتوں کو اپنے سے دُور نہ کرے جو اُس کے دل میں ہیں۔ اُس خدا نے اس قریہ کو جو اس کے علم میں ہے اقتشار سے محفوظ رکھا۔" افسوس کہ بعض نادان کہتے ہیں کہ الہام آپ بنا لیا ہے۔ ان کے جواب میں کیا کہیں اور کیا لکھیں۔ اے بدقسمت بدگمانو! کیا ممکن ہے کہ کوئی خدا پر جھوٹ باندھے اور پھر اُس کے دستِ قہر سے بچ رہے۔ خدا جھوٹوں کو ہلاک کرے گا۔ اور وہ جو اپنے دل سے باتیں بناتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کا الہام ہے وہ ہلاک کئے جائیں گے کیونکہ انہوں نے دلیری کر کے خدا پر بہتان باندھا۔ راستبازوں کے لئے بھی دن مقرر ہیں۔ اور جھوٹے مفتریوں کے لئے بھی وقت مقرر کئے گئے ہیں۔ جب وہ وقت آئیں گے تو خدا تعالیٰ دکھا دیگا کہ کس نے شوخی سے باتیں کیں اور کس نے رُوح القدس کی آواز کی پیروی کی۔ خدا کی باتوں کو خدائی نشانوں سے تم شناخت کرو گے سچائی پوشیدہ نہیں رہے گی اور نہ باطل ٹھہرا رہے گا۔ وہ خدا جو ہمیشہ اپنے تئیں ظاہر کرتا رہا ہے وہ اب بھی دکھلائیگا کہ وہ اُن کے ساتھ ہے جو واقعی طور پر اس سے ڈرتے اور نیکی اور پرہیزگاری کی راہوں کو اختیار کرتے ہیں۔

اے لوگو! خدا سے ڈرو۔ اور درحقیقت اس سے صلح کرو۔ اور سچ سچ صلاحیت کا جامہ پہن لو۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک شرارت تم سے دُور ہو جائے۔ خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا طاقتیں ہیں۔ خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ وہی ہے جو ایک ہولناک سیلاب کو ایک دم میں خشک کر سکتا ہے۔ وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادے سے اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر دُور پھینک دیتا ہے۔ مگر اس کی یہ عجیب قدرتیں اُن ہی پر کھلتی ہیں جو اس کے ہی ہو جاتے ہیں۔ اور وہی یہ خوارق دیکھتے ہیں جو اس کے لئے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرتے ہیں۔ اور اُس کے آستانے پر گرتے ہیں اور اُس قطرے کی طرح جس سے موتی بنتا ہے صاف ہو جاتے ہیں۔ اور محبت اور صدق اور صفا کی سوزش سے پگھل کر اس کی طرف بہنے لگتے ہیں۔ تب وہ مصیبتوں میں

[1] الرعد: ۱۲

ایام الصلح صفحہ 115 مندرجہ روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 341 از مرزا قادیانی
یہ حوالہ صفحہ 329 پر درج ہے
Back

۸۲ میرا گناہ کیا ہے میں اُس کو گھسیٹوں گا اور اُس کو دوزخ دکھلاؤنگا یعنی عیسیٰ ابن مریم کے ظہور سے تو لوگ کچھ بھی متنبہ نہ ہوئے اب میں اپنے اِس بندہ کو موسیٰ کی صفات میں ظاہر کروں گا اور فرعون اور ہامان کو وہ دِن دکھاؤنگا جس سے وہ ڈرتے تھے۔ سوائے عزیز و! مُدت تک میں مسیح ابن مریم کے رنگ میں دُکھ اُٹھاتا رہا اور جو کچھ قوم نے کرنا چاہا میرے ساتھ کیا۔ اب خُدا میرا نام موسیٰ رکھتا ہے جس سے سمجھا جاتا ہے کہ مقابل کے لوگوں کا نام اُس نے فرعون رکھا ہے اور یہ نام آج سے نہیں بلکہ اِس بات پر چھبیس ۲۶ برس گذرے ہیں جبکہ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ میں میرا نام موسیٰ رکھ کر فرمایا انت منّی بمنزلۃ موسیٰ۔ اور پھر اِسی براہین احمدیہ میں میرا نام موسیٰ رکھ کر فرمایا ولمّا تجلّی ربّہ للجبل جعلہ دکّا وخرّ موسیٰ صعقا۔ مگر چُونکہ خدا نے ابتداء نرمی سے کی اور اپنی بُردباری کو پُورے طور پر دکھلایا اِسلئے میرا نام ابن مریم رکھا گیا۔ کیونکہ ابن مریم اپنی قوم سے کوفتہ خاطر رہا اور اُسکو بہت دُکھ دیا گیا اور ستایا گیا اور عدالتوں کی طرف اُسکو کھینچا گیا اور اُس کا نام کافر اور مکّار اور ملعون اور دجّال رکھا گیا اور نہ صرف اِسی پر کفایت کی گئی بلکہ یہ چاہا گیا کہ اُسکو قتل کر دیا جائے مگر چُونکہ وہ خدا کا برگزیدہ تھا اور اُن لوگوں میں سے تھا جن کے ساتھ خدا ہوتا ہے اِسلئے وہ خبیث قوم

---

۸۲ یہ الہام ۸ مارچ ۱۹۰۷ء جو ۲۲ مارچ کو اخبار بدر میں شائع ہو چکا ہے اور بعد میں بھی اسکی عبارت یہ ہے۔ ایک موسیٰ ہے جس کو میں ظاہر کرونگا اور لوگوں کے سامنے اُسکو عزت دُونگا بلجت آیاتی۔ تلك آیات ظهرت بعضها لخلف بعض اجل الاتیم وازیہ الجحیم انی اُثرتك واخترتك (ترجمہ) میرے نشان روشن ہونگے بعض نشان بعض کے بعد ظہور میں آئیں گے تا اِس موسیٰ کی عزت ظاہر کیجائے۔ پر جسنے میرا گناہ کیا ہے میں اُسکو گھسیٹوں گا اور اُسکو دوزخ دکھاؤں گا۔ میں نے تجھ کو چُن لیا اور اختیار کیا۔ تیری عاجزانہ راہیں مجھے پسند آئیں۔ میرا دشمن ہلاک ہوگیا۔ ان اللہ مع الصادقین۔ خدا سچوں کے ساتھ ہے۔ یہ پیشگوئی کھلے طور پر بابو الٰہی بخش اکونٹنٹ کی نسبت ہے جو مارچ ۱۹۰۷ء کو طاعون سے فوت ہو گیا کیونکہ اُسنے موسیٰ ہونے کا دعویٰ کیا تھا سو خدا فرماتا ہے کہ موسیٰ ایک ہی اِس زمانہ میں ہے جس کو میں نے موسیٰ بنایا۔ پر وہ شخص جو خود بخود موسیٰ بن گیا وہ ہلاک ہوگا تا صادق اور کاذب میں فرق ظاہر ہو جائے چنانچہ طاعون جو دوزخ کا ایک نمونہ ہے اِس میں بابو مذکور گرفتار ہو کر اِس دار فانی کو تاریخ ۷ مارچ ۱۹۰۷ء میں چھوڑ گیا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ منہ

Saboot Hazir Han Volume 1 Contents

ترتیب عنوانات

❁	چیلنج		2
❁	انتساب		5
❁	توجہ فرمائیں		27
❑	فہرست ٹائٹل کتب		29
❑	قادیانی عقائد کی بھیانک تصویر	جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری	35
❑	قادیانیت کا اصل چہرہ	جناب مجید نظامی	37
❑	دعوت فکر	لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل	42
❑	جعلی نبوت کا خاتمہ	پروفیسر محمد سلیم	45
❑	شاہکار کتاب	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	49
❑	قادیانیت کا Kaleidoscope	حضرت مولانا اللہ وسایا	52
❑	قادیانیوں پر اتمام حجت	ڈاکٹر محمود احمد غازی	66
❑	ثبوت حاضر ہیں، ایک مطالعہ	پروفیسر رفیع الدین ہاشمی	68
❑	''اک حرف مخلصانہ''	پروفیسر منور احمد ملک	71
❑	کوزے میں دریا	حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ	80
❑	تاریخ ساز آئینہ	حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری	82
❑	نفیر قلم	محمد متین خالد	84

عقیدۂ ختم نبوت 91

- ختم نبوت اور قرآن مجید 95
- ختم نبوت اور احادیث مبارکہ 100
- ختم نبوت اور صحابہ کرامؓ 103
- ختم نبوت اور اکابرینِ امت 105
- اب نبی کی آخر ضرورت کیا ہے؟ 107
- اوصافِ نبوت اور مرزا قادیانی 111
- ختم نبوت پر قادیانی اعتراضات اور اُن کے جوابات 120

نبوت بند ہے 153

- وحی رسالت بند ہے 156
- وحی رسالت کے ساتھ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آمد، ناممکن 156
- حضرت جبرائیل علیہ السلام کو وحی نبوت لانے سے منع کر دیا گیا ہے 157
- وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے 157
- نئی شریعت، نیا الہام..... ناممکن 157
- خاتم الانبیا ﷺ کی نبوت میں کوئی شریک نہیں 157
- ختم نبوت پر ایمان اور اصرار، قرآنِ مجید کی روشنی میں 158
- تمام آدم زادوں کے لیے محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں 158
- حدیث لانبی بعدی مستند ہے 159
- حضور خاتم النبیین ﷺ پر ہر قسم کی نبوت ختم ہو گئی 159
- نبی کریم ﷺ پر نبوت کا ہر کمال ختم ہو گیا 160
- دین و رسالت کمال تک پہنچ گیا 160
- تمام نبوتیں رسول اللہ ﷺ پر ختم 160

- میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں 161
- ختم الرسلین ﷺ کے بعد مدعی نبوت و رسالت کاذب اور کافر ہے 161
- نبوت کا دعویٰ کرنے والے پر لعنت 161
- نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر 161
- نبوت کا دعویٰ کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج 162
- مدعی نبوت، مسیلمہ کذاب کا بھائی 162
- وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری کر کے دشمن قرآن نہ بنو 163
- ختم نبوت کا منکر بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج ہے 163
- آنحضرت ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا بدبخت ہے 163
- ختم نبوت کے منکر کو ملعون سمجھتا ہوں 164
- یہ جھوٹ ہے کہ میں نے نبوت کا دعویٰ کیا 164
- معاذ اللہ، میں نبوت کا مدعی کیوں بنوں؟ 164
- اب نبی نہیں، مجدد آئیں گے 165
- ہمارا مذہب 165
- اجماعی عقیدہ کا منکر لعنتی ہے 166
- اہل سنت کی اجماعی رائے کو ماننا فرض ہے 166
- اعتراف حقیقت 166
- اہم نکات 166

نبوت جاری ہے 171

- مخبوط الحواس کون؟ 173
- پاگل اور منافق کون؟ 174
- سچے، عقل مند اور صاف دل انسان کے کلام کی نشانی 174
- نبی نہیں محدث 175
- محدث نہیں نبی 176

- ختم نبوت، ایک باطل عقیدہ، اسلام شیطانی مذہب 176
- ایک غلطی کا ازالہ 177
- میرے پاس جبرائیل آیا 177
- امور غیبیہ کی نعمت 178
- خدا تعالیٰ کی وحی 178
- کثرت وحی 178
- بارش کی طرح وحی نازل ہوئی 179
- 23 برس کی متواتر وحی 179
- امتی بھی، نبی بھی 179
- خدا کا فرستادہ 179
- ہم نبی اور رسول ہیں 180
- خدا نے اپنے رسول کو دین حق کے ساتھ بھیجا 180
- سچا خدا 180
- تو بھی ایک رسول ہے 180
- قادیان، رسول کا تخت گاہ 180
- خدا نے میرا نام نبی رکھا، تصدیق کے لئے تین لاکھ نشان دیئے 181
- سب لوگوں کی طرف خدا کا رسول 181
- ہم نے تمہاری طرف ایک رسول بھیجا 181
- خدا کا مرسل 181
- تیری خبر تر آن وحدیث میں 182
- نبوت کا دروازہ کھلا ہے 182
- مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود کی گواہی 182
- امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہ رکھنا چاہیے 184
- گردن پر تلوار 186
- نبوت کا قادیانی تصور 186

- منافق کون ہے؟ 187
- کتوں، سوروں اور بندروں سے بدتر 187
- اہم نکات 187
- قادیانی جماعت کے لاہوری گروپ کا عقیدہ 189

اللہ تعالیٰ کی توہین 191

- اللہ تعالیٰ کے بے شمار ہاتھ ہیں 195
- اللہ کی زبان پر مرض 195
- اللہ اور چور 195
- اللہ خطا کرتا ہے 195
- قادیان میں خدا 196
- سچا خدا 196
- اولاد کی طرح ہے 196
- میرے بیٹے کی طرح ہے 197
- اے میرے بیٹے! 197
- لڑکا اور خدا 197
- تو ہمارے پانی سے ہے 197
- میں چاند، اللہ سورج، میں سورج، اللہ چاند 197
- مرزا قادیانی سے اللہ تعالیٰ کی تعزیت 198
- مرزا قادیانی، اللہ کے ساتھ ایک پلنگ پر 199
- اللہ تعالیٰ کے دستخط 199
- میں خود خدا ہوں 200
- ”خدا تیرے اندر اتر آیا“ 200
- کن فیکون 204

- فنا کرنے اور زندہ کرنے کی صفت 205
- خدا سے نہانی تعلق 205
- اللہ مرد، مرزا قادیانی عورت؟ 206
- حاملہ 206
- دردِ زہ 207
- خدا پر بہتان کا نتیجہ 207
- بدکاروں کو سچی خوابیں 207
- جو خود کو خدا کہے، وہ کافر 208
- دجال کی نشانی 208
- قرآن کا فتویٰ 208
- اہم نکات 208

حضور نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی توہین 211

- مرزا قادیانی محمد رسول اللہ ہے 215
- مرزا قادیانی خاتم النبیین ہے 216
- مرزا قادیانی تمام نبیوں کا مجموعہ 217
- قادیان میں محمد رسول اللہ 217
- محمد رسول اللہ ﷺ کے تمام کمالات مرزا قادیانی میں 218
- قادیانی کلمہ 218
- انعلیتِ مرزا قادیانی 219
- مرزا قادیانی پر درود 220
- مرزا قادیانی پر دُرود و سلام 221
- مرزا قادیانی پر درود و سلام کے اعتراض کا قادیانی جواب 222
- نبی کریم ﷺ سورج، مرزا قادیانی چاند 222

- مرزا قادیانی بعینہٖ محمد رسول اللہ 223
- پہلے محمد رسول اللہ سے بڑھ کر 223
- نبی کریم ﷺ کے تین ہزار معجزات 223
- مرزا قادیانی کے 10 لاکھ نشانات 224
- نشان اور معجزہ ایک ہی ہے 224
- محمدؐ دیکھنے ہوں جس نے 225
- رسولِ قدنی 226
- محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر 228
- حضور نبی کریم ﷺ سؤر کی چربی استعمال کرتے تھے 228
- روضۂ رسول ﷺ کی توہین 228
- وہ نبی بھی کیسا نبی ہے؟ 229
- تکمیل اشاعتِ ہدایت 229
- مرزا قادیانی کی تعلیم، نوح کی کشتی 230
- مرزا قادیانی، تمام انبیا کا لباس 230
- اے مومنو! اپنی آواز مرزا قادیانی کی آواز سے بلند نہ کرو 231
- ”احمد“ سے مراد مرزا قادیانی 231
- مرزا قادیانی کو دیکھنے کے لیے نبیوں کی خواہش 232
- مرزا قادیانی کے کئی نام 232
- مرزا قادیانی، احمد مجتبیٰ 233
- اپنی وحی پر ایمان 233
- قادیانی عقیدہ کے مطابق مرزا قادیانی پر نازل ہونے والی وحی 233
- اگر تجھے پیدا نہ کرتا..... 235
- روضۂ آدم اور مرزا قادیانی 236
- آخری اینٹ کون؟ 236
- حضور نبی کریم ﷺ کے معراج جسمانی کا انکار 237

- کثیف جسم 237
- گستاخ رسول حرامی ہے 238
- اہم نکات 238

انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین 241

- نبی کی تحقیر غضب الٰہی کا موجب 244
- تمام انبیا سے اجتہاد میں غلطی ہوئی 244
- رسولوں کی وحی میں شیطانی کلمہ 244
- چار سو نبیوں کی پیشگوئی جھوٹی نکلی 244
- تمام انبیا کا مجموعہ 245
- مرزا قادیانی کی ہزاروں پیش گوئیاں 246
- مرزا قادیانی، ہزار نبیوں پر بھاری 246
- حضرت آدم علیہ السلام سے مماثلت 246
- حضرت آدم علیہ السلام کی طرح مرزا قادیانی کے لیے سجدہ 248
- حضرت آدم علیہ السلام کی توہین 248
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کی توہین 248
- حضرت نوح علیہ السلام پر فضیلت 249
- حضرت یوسف علیہ السلام پر فضیلت 249
- حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت 249
- حضرت ابراہیم علیہ السلام پر فضیلت 249
- مرزا قادیانی بلندی کے مینارہ پر 250
- پرلے درجہ کی بے غیرتی 250
- ہر رسول میری قمیض میں چھپا ہوا ہے 251
- نبوت کا قادیانی تصور 252
- اہم نکات 252

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین 255

- اعتراف عظمت 260
- خبیث لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تہمتیں لگاتے ہیں 260
- نعوذ باللہ 260
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام گالیاں دیتے تھے 261
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل چرا کر لکھی 261
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی معجزہ نہیں 262
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کی حقیقت 262
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مکر و فریب 262
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کیڑے مکوڑے 264
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیاں 264
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیتے تھے 265
- شراب کی تخم ریزی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی 266
- شراب اور افیون 266
- شراب اور خدائی کا دعویٰ 266
- مسیح کا چال چلن 266
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کنجریاں 267
- شراب اور فاحشہ عورتیں 268
- حرام کار عورتوں کے خمیر سے! 268
- کاش ایسا شخص دنیا میں نہ آیا ہوتا 269
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سوروں کا شکار 269
- کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی سور بھی کھایا تھا؟ 270

- اخلاقی تعلیم؟ 270
- دماغ میں خلل 271
- دیوانہ 271
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک شرمناک بہتان 271
- پہلے مسیح سے بڑھ کر 271
- پیٹ میں باتیں 272
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت 272
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوسرے نام 273
- توریت وانجیل تحریف شدہ ہیں 273
- میں نے جو کچھ لکھا، وہ یہودیوں کے الفاظ ہیں 274
- یہودیوں کی پیروی 275
- مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی نہیں دے سکتا 275
- میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر لحاظ سے ایک ہی ہیں 275
- میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا نمونہ ہوں 276
- میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں بھائی ہیں 276
- عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی 277
- اعتراف 277
- اہم نکات 278

حضرت مریم علیہا السلام کی توہین 281

- حضرت مریم علیہا السلام کی صدیقیت؟؟؟ 289
- حضرت مریم کی اولاد؟ 289
- حضرت مریم علیہا السلام کا دوسرا نکاح 290

- حضرت مریم صدیقہؓ کا اپنے منسوب سے نکاح سے پہلے تعلق 290
- نکاح سے دو ماہ بعد (نعوذ باللہ) 290
- کنجر اور ولد الزنا بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں 291
- جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے 291
- اہم نکات 291

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و اہل بیتؓ کی توہین 293

- نادان صحابی 296
- حضرت ابو ہریرہؓ کی توہین 296
- حضرت ابوبکر صدیقؓ کی توہین 297
- حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ کی توہین 297
- قادیانی خلیفہ حکیم نورالدین ابوبکرؓ ہے 297
- زندہ علی، مردہ علی 298
- حضرت امام حسینؓ کی توہین 298
- مرزا قادیانی اور حضرت امام حسینؓ میں فرق 298
- کربلا کی سیر 299
- سو حسینؓ کی قربانی، مرزا قادیانی کی ایک گھڑی کے برابر 300
- حضرت امام حسینؓ سے بڑھ کر 301
- عبداللطیف قادیانی کی فضیلت 301
- حضرت امام حسینؓ کی توہین سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے 302
- سیدہ النساء حضرت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شرمناک توہین 302
- پنج تنؓ کی توہین 303
- مرزا قادیانی کی بیوی.....ام المومنین؟ 303
- مرزا قادیانی کے 313 صحابی 303

- سیّد کون؟ 304
- اہم نکات 304

قرآن وسنت کی توہین 307

- قرآن مجید قادیان کے قریب نازل ہوا 309
- قرآن مجید میں تبدیلی کرنے والا ملحد اور کافر ہے 310
- قادیان کا نام قرآن مجید میں 311
- ناقصوں کا کشف، خواب اور الہام ناقص ہوتا ہے 312
- الہام اور کشف قرآن مجید کے برابر 313
- قرآن، مرزا قادیانی پر دوبارہ اترا 313
- ''تجھ پر پھر اترا ہے قرآن رسول قدنی'' 313
- 20 سپارے 314
- میں قرآن کی طرح ہوں 314
- قرآن شریف، مرزا قادیانی کی باتیں 314
- مرزا قادیانی کے الہامات، قرآن کی طرح 314
- خدا کی قسم میری وحی کلام مجید ہے 315
- قرآن شریف میں گندی گالیاں بھری ہیں (معاذ اللہ) 316
- احادیث رسول ﷺ کی توہین 316
- جب انسان حیا کو چھوڑ دیتا ہے..... 317
- اہم نکات 317

حرمین شریفین کی توہین 319

- قرآن شریف میں تین شہروں کے نام 322

- مسجد اقصیٰ کی توہین 323
- قادیان کی فضیلت 324
- مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ 324
- قادیان تمام دنیا کی بستیوں کی ماں 325
- قادیانی جلسہ، حج کی طرح 325
- اہم نکات 325

حضرت اولیائے عظامؒ وعلمائے کرامؒ کی توہین 327

- پرلے درجہ کی خباثت اور شرارت 329
- مرزا قادیانی، خاتم الاولیا 329
- حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی توہین 330
- حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کی توہین 330
- علمائے کرام کی توہین 332
- سلطان القلم کی گل افشانیاں 333
- گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے 334
- بدزبان ہر ایک سے بدتر ہے 334

مسلمانوں کو گندی گالیاں اور کفر کا فتویٰ 335

- جب دل بگڑتا ہے 338
- اخلاقی معلم کا فرض 338
- میری فطرت 338
- تہذیب اخلاق 338
- گالیاں سن کے دعا دو 338

- سخت زبانی سے برکت جاتی رہتی ہے 339
- گالیاں شکست کو ثابت کرتی ہیں 339
- ولد الحرام 340
- عیسائی، یہودی، مشرک 340
- کنجریوں کی اولاد 340
- مسلمان مرد خنزیر، ان کی عورتیں کتیاں 341
- مرزا قادیانی کو نہ ماننے والا پکا کافر 341
- مرزا قادیانی کا انکار کفر 342
- خواہ نام بھی نہیں سنا 342
- جہنمی 343
- بندروں اور سوروں کی طرح 343
- خنزیر سے زیادہ پلید لوگ 343
- جیسا کہ سنڈاس پاخانہ سے 343
- کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھانے والے 344
- خراب عورتیں اور دجال کی نسل 344
- پیٹ سے چوہا؟ 344
- رحم پر مُہر 344
- عضو تناسل کاٹ دیتا..... 345
- جہاں سے نکلے تھے..... 345
- افغانوں کی شکلیں اور رسوم 345
- ''سلطان القلم'' کی گل افشانیاں 347
- ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے 349
- میری طرف سے گالیوں کا جواب خدا دے گا 349
- کتا پن 349
- بدتر ہر ایک بد سے 349

مسلمانوں سے نفرت اور معاشرتی بائیکاٹ 359

- [redacted] سے ہر چیز میں اختلاف 361
- مسلمانوں سے تعلقات حرام 362
- مسلمانوں کے پیچھے نماز فعلی حرام 362
- مسلمانوں کے پیچھے نماز؟؟ 363
- مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی حکمت 363
- مسلمانوں کی نماز جنازہ 363
- مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے اور انہیں قادیانی لڑکیوں کا رشتہ نہ دینے کے متعلق احکامات 364
- قائداعظم کی نماز جنازہ 365
- مرزا قادیانی نے اپنے بیٹے کا جنازہ نہ پڑھا 366
- مسلمانوں کو لڑکی دینا 367

مرزا قادیانی کے دعوے 369

- میں بشر ہوں 373
- میں غلام احمد قادیانی ہوں 373
- میں کرم خاکی، بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار ہوں 373
- میں سُور مار ہوں 374
- مَیں امین الملک جے سنگھ بہادر ہوں 374
- میں کرشن ہوں 374
- میں آریوں کا بادشاہ ہوں 375
- میں کرشن جی رُودر گوپال ہوں 376

- میں سلطان القلم ہوں 376
- میں غازی ہوں 376
- میں گورنمنٹ برطانیہ کے لیے پناہ اور تعویذ ہوں 376
- میں محدث ہوں 377
- میں عبدالقادر ہوں 377
- میں ذوالقرنین ہوں 377
- میں آدم ہوں، میں احمد ہوں، میں مریم ہوں 377
- میں موسیٰ ہوں، میں عیسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں 377
- میں خاتم الاولیاء ہوں 378
- میں مجدد مرکب ہوں 378
- میں خلیفۃ اللہ ہوں 379
- میں امام الزماں ہوں 379
- میں مجدد ہوں، میں مہدی ہوں، میں مسیح موعود ہوں 379
- میں حجر اسود ہوں 379
- میں بیت اللہ ہوں 380
- میں قرآن ہوں 380
- میں میکائیل ہوں 380
- میں حضرت حسینؓ سے بڑھ کر ہوں 380
- میں زندہ علی ہوں 381
- میں مدینۃ العلم ہوں 381
- میں مریم اور عیسیٰ ہوں 381
- میں مریم ہوں، میں عیسیٰ ہوں، میں ابن مریم ہوں 381
- میں ابن مریم سے افضل ہوں 382
- میں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں 382
- میں آدم اور احمد مختار ہوں 382

- میں مسیح زماں ہوں، میں کلیم خدا ہوں، میں محمد ہوں، میں احمد ہوں 382
- میں تمام انبیاء کا مجموعہ ہوں 383
- میں محمد ہوں 383
- میں احمد ہوں 383
- میں رحمۃ للعالمین ہوں 384
- میں خاتم الانبیاء ہوں 384
- میں توحید خدا اور تفرید خدا ہوں 384
- میں عرش خدا ہوں 384
- میں مالک کن فیکون ہوں 385
- میں زندہ کرنے والا اور مارنے والا ہوں 385
- میں نطفۂ خدا ہوں 385
- میں خدا کا بیٹا ہوں 386
- میں خدا کی بیوی ہوں 386
- میں خدا کا باپ ہوں 386
- میں خود خدا ہوں 387

مرزا قادیانی مرد یا عورت؟ 389

- اللہ کا بچہ 391
- اللہ مرد، مرزا عورت؟ 391
- خدا سے نہانی تعلق 393
- حاملہ 393
- مرزا قادیانی کو درد زہ 394
- مرزا قادیانی عیسیٰ ابن مریم کیسے بنا؟ 394

- "سلطان القلم" کا دعویٰ 397

مرزا قادیانی کے فرشتے 399

- ٹیچی ٹیچی 401
- شیر علی 402
- مرزا غلام قادر 403
- خیراتی 403
- مظہر لال 403
- حفیظ 404
- درشنی 404

مرزا قادیانی کے الہامات اور خواب 405

- شیطانی الہامات کا ہونا حق ہے 407
- غیر معقول اور بے ہودہ امر 409
- تعجب کی بات 409
- ربنا عاج 409
- ھو شعنا نعسا 410
- ظن اور شک کی تاریکی 410
- بے یقینی کا کلام 411
- عجیب و غریب الہامات جن کی سمجھ نہیں آئی 411
- عربی الہامات 414
- انگریزی الہامات 414

- فارسی الہامات 416
- پنجابی الہامات 417
- ایک اور ہندو کا تعب وحی 419
- مرزا قادیانی کے عجیب وغریب خواب 421
- بلی کو پھانسی 421
- ہاتھی نامرد 421
- مرغ، بکرا، بلی، چوہا 421
- مرغی کے الفاظ 422
- بلاعنوان! 422

مرزا قادیانی.....امیر الجہلا 423

- نبی کریم ﷺ کے والد محترم 426
- نبی کریم ﷺ کے گیارہ لڑکے 427
- نبی کریم ﷺ کی 12 لڑکیاں 427
- امام بخاریؒ 427
- چوتھا مہینہ صفر، چوتھا دن چارشنبہ 428
- قادیان؟ 428
- چائے 429
- کروڑہا انسانوں کی موت 429
- آسمانی روح 430
- علمی قوت کی ضرورت 430
- میں زمین کی باتیں نہیں کہتا 430

متفرقات

431

- قادیانی کلمہ کی حقیقت 433
- احمد سے مراد مرزا قادیانی 433
- تصویر بولتی ہے 436
- جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے 437
- اکھنڈ بھارت 443
- ہاؤٹری کمیشن میں قادیانیوں کا موقف 444
- سپریم کورٹ آف پاکستان کا تاریخ ساز فیصلہ 451
- پندرھویں صدی کا آغاز اور قادیانیوں کے لیے لمحہ فکریہ 455

ترتیب عنوانات

- چیلنج — 2
- انتساب — 5
- توجہ فرمائیں — 23
- فہرست ٹائٹل کتب — 27
- تقریظ جمیل — حضرت مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی مدظلہ — 33
- آئینہ قادیانیت — شیخ راحیل احمد (جرمنی) — 42
- مقابل ہے آئینہ! — محمد متین خالد — 45

قادیانی اخلاق
Love for all, Hatred for none — 53

- لوگوں پر لطف اور رحم — 56
- لوگوں سے نرمی اور احسان کر — 57
- نہایت قابل شرم بات — 57
- اندھے کو اندھا کہنا بھی دل دکھانا ہے — 57
- اللہ تعالیٰ کا حکم — 58
- تلخ بات — 58

- پرلے درجے کا شریر النفس 58
- سفلوں اور کمینوں کا کام 58
- کبھی گالی کا جواب نہیں دیا 59
- کبھی دشنام دہی نہیں کی 59
- گالی مت دو 59
- مجھے تہذیب واخلاق کے ساتھ بھیجا گیا ہے 59
- بدزبانی طریق شرافت نہیں 60
- گالیاں سن کے دعا دو 60
- سخت زبانی سے برکت جاتی رہتی ہے 60
- اہم نکات 60
- بندروں اور سوروں کی طرح 61
- خنزیر سے زیادہ پلید لوگ 62
- جیسا کہ سنڈاس پاخانہ سے 62
- جھوٹ کی نجاست، آسمانی لعنت 62
- خدائی لعنت کے دس لاکھ جوتے 63
- مرد خنزیر، عورتیں کتیاں 63
- ولدالحرام 63
- عیسائی، یہودی، مشرک 63
- کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھانے والے 64
- خراب عورتیں اور دجال کی نسل 64
- پرمیشر کی جگہ 64

- پیٹ سے چوہا؟ 65
- رحم پر مُہر 65
- عضو تناسل کاٹ دیا..... 65
- جہاں سے نکلے تھے..... 66
- کنجریوں کی اولاد 66
- ذریۃ البغایا کی تشریح 67
- حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کو گالیاں 68
- بدتر ہر ایک بد سے 71
- گالیاں دینے کی وجہ 80

لعنت بازی
مرزا قادیانی کا پسندیدہ مشغلہ 81

- میں امام الزماں ہوں 83
- مومن لعان نہیں ہوتا 84
- 10 لعنتیں 84
- لعنت، لعنت، لعنت..... 1 تا 1000 85
- 10 لاکھ لعنتیں 86
- جب دل بگڑتا ہے 86
- یہ خدا کا کلام ہے 86

قادیانی ڈکشنری 87

- اعتراف 89
- کدعہ سے مراد قادیان 89

- ادنیٰ الارض سے مراد قادیان 92
- دمشق سے مراد قادیان 93
- قرآن مجید قادیان کے قریب نازل ہوا 93
- یروشلم سے مراد قادیان 93
- مقام لُد سے مراد لدھیانہ 94
- مسجدِ اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد 95
- جہنم سے مُراد طاعون 95
- محدث سے مراد نبوت 95
- زرد کپڑے سے مراد بیماری 96
- آدم، احمد، موسیٰ، عیسیٰ، داؤد، مریم سے مراد مرزا قادیانی 98
- دجال سے مراد با اقبال قومیں 99
- فرعون اور ہامان سے مراد 99
- ہندو سے مراد 100
- موت کے معنی فتح 100
- بیوہ سے مراد 100
- دابۃ الارض سے مراد 101
- دجال کون؟ 104
- مجھ سے خدا تعالیٰ لکھواتا ہے 104

مرزا قادیانی کے سفید جھوٹ 105

- جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے؟ 109
- کتوں کا طریق 110

- جھوٹ بولنے سے بدتر! 110
- جھوٹ بولنے والا کتوں، سوروں اور بندروں سے بدتر 110
- جھوٹ کی نجاست 110
- جھوٹ بولنے والا مرتد 111
- جھوٹ بولنے والا کنجر اور ولد الزنا 111
- لعنت ہے مفتری پر 111
- جھوٹ تمام گناہوں کی ماں 111
- جھوٹے پر قیامت تک لعنت 111
- جھوٹے کی زندگی..... لعنتی زندگی 112
- جھوٹ بولنا، مردار خوروں کا کام 112
- جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا برابر 112
- اہم نکات 112
- قرآن مجید میں طاعون کا ذکر 113
- قرآن مجید میں قادیان کا ذکر 114
- نبیوں کی بشارت اور خواہش 114
- دنیا کی عمر سات ہزار برس 115
- قیامت کب آئے گی؟ 115
- بخاری شریف میں 115
- سیاہ رنگ کا نبی 116
- قرآن میں مثیل ابن مریم 117
- احادیث میں مثیل ابن مریم 117
- مسیح موعود اور اس کی توہین 117

- انبیاء گذشتہ کے کشوف 118
- اولیائے گذشتہ کے کشوف 118
- چودھویں صدی کا مجدد 118
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین 119
- کرشن نبی، رُدّر گوپال، آریوں کا بادشاہ 120
- کتاب سوانح یوسف آز 120
- میرا کوئی استاد نہیں 121
- انبیائے کرام اور زرد چادر کی تعبیر 122
- هذا خليفة المهدى 122
- میں وہی کہتا ہوں جو خدا نے میرے منہ میں ڈالا 123
- اگر میں جھوٹا ہوں تو پھر اسلام بھی جھوٹا ہے 123
- نبیوں کی توہین کرنے والا خبیث، شیطان اور پلید ہے 124

مرزا قادیانی کی تضاد بیانیاں 125

- ہم اللہ تعالیٰ کے بغیر بلائے نہیں بولتے 127
- میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی روح بولتی ہے 128
- دو متضاد اعتقاد 128
- جھوٹا 128
- مخبوط الحواس انسان 128
- دو متناقض باتیں 129
- پاگل، مجنوں یا منافق 129
- اہم نکات 129

- خدا تعالیٰ کا قانون قدرت 130
- مسیح کی قبر 130
- دو بکریاں 131
- مولوی عبداللطیف قادیانی اور عبدالرحمان قادیانی 131
- مرزا احمد بیگ اور اس کا داماد 132
- میرا نام غازی ہے 132
- غازی نام رکھنا رسول کریم ﷺ کی نافرمانی ہے 132
- اندھے کو اندھا کہنا بھی دل دکھانا ہے 133
- اندھے کو اندھا کہنا درست ہے 133
- مسیح موعود کی پیش گوئی اجماع امت ہے 134
- مسیح موعود کی پیش گوئی اجماع امت نہیں ہے 134
- پرندوں کا اڑنا قرآن سے ثابت ہے 134
- پرندوں کا اڑنا قرآن سے ثابت نہیں ہے 135
- مسیح موعود؟ 135
- مسیح موعود 135
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام امتی ہیں 136
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام امتی نہیں ہیں 136
- دابۃ الارض سے مراد طاعون 136
- دابۃ الارض سے مراد علماء سو 137
- آسمان سے 137
- آسمان سے نہیں 137
- سرسیّد.....ایک منکر 138

- سرسیّد.....دانا اور مردم شناس 138
- سرسیّد.....فراڈیا اور دھوکے باز 138
- سرسیّد.....قدر مرداں بعد از مُردن 139
- طاعون کی خواہش 140
- طاعون سے پناہ 140
- کبھی گالی کا جواب نہیں دیا 140
- گالی جوابی طور پر ہے 140
- میری دادیاں سادات میں سے تھیں 141
- میری دادیاں مغلیہ خاندان سے تھیں 141
- اللہ تعالیٰ سے التجا 142
- انگریز سے التجا 142
- انگریزی نہیں آتی 142
- انگریزی پڑھی تھی 143
- میرے کئی استاد تھے 143
- میرا کوئی استاد نہیں 144
- انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا 145
- اور احتلام ہو گیا.....! 146
- الہام اپنی زبان میں 146
- الہام دوسری زبانوں میں 146
- الہامی کتابوں میں تبدیلی نہیں ہوئی 146
- الہامی کتابیں تبدیل ہو چکی ہیں 147

- حضرت مسیح متواضع، حلیم اور عاجز 147
- حضرت مسیح شرابی، کبابی 148
- لُد ایک گاؤں 148
- لُد، بے جا جھگڑے کرنے والے 148

باپ سچا یا بیٹا؟ 151

- تائید الٰہی سے لکھے گئے رسائل 153
- نبی کریم ﷺ کے والد محترم (مرزا قادیانی کی تحریر) 154
- مرزا بشیر الدین محمود کا اختلاف 155
- معجزہ شق القمر (مرزا قادیانی کی تحریر) 155
- مرزا بشیر الدین محمود کا اختلاف 156
- اسمہ احمد سے مراد (مرزا قادیانی کی تحریر) 156
- مرزا بشیر الدین محمود کا اختلاف 157
- نبی دوسرے نبی کا مطیع (مرزا قادیانی کی تحریر) 157
- مرزا بشیر الدین محمود کا اختلاف 158
- نبی کے لیے شرط (مرزا قادیانی کی تحریر) 158
- مرزا بشیر الدین محمود کا اختلاف 158
- حضرت مسیح صلیب پر (مرزا قادیانی کی تحریر) 159
- مرزا بشیر الدین محمود کا اختلاف 159
- کرمہائے تو مارا کرد گستاخ (مرزا قادیانی کی تحریر) 160
- مرزا بشیر الدین محمود کا اختلاف 160

- مسیح موعود صرف مسلمان ہوگا یا نبی بھی (مرزا قادیانی کی تحریر) 160
- مرزا بشیر الدین محمود کا اختلاف 160
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام امتی (مرزا قادیانی کی تحریر) 161
- مرزا بشیر الدین محمود کا اختلاف 161
- باپ جھوٹا 161
- بیٹا مردود 162

قادیانی تحریفات 163

- میں قرآن کی تفسیر تیار کروں گا 166
- ملحد اور کافر کون؟ 166
- سخت شریر، بدمعاش اور گنڈا؟؟؟ 167
- دجال کون؟ 167
- اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لحہ بھی باقی نہیں رہنے دیتا 167
- روح القدس کی قدسیت ہر وقت ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی رہتی ہے 167
- میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے 168
- جو لوگ خدائے تعالیٰ سے الہام پاتے ہیں، وہ بلائے نہیں بولتے 168
- میں قرآن کو دوبارہ واپس لاؤں گا 168
- عیسیٰ لدھیانہ میں آ کر قرآن کی غلطیاں نکالے گا 169
- اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کے صحیح معنی مجھ پر ظاہر کیے 169
- اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے 169
- مسیلمہ کذاب کی تحریف قرآن 170

- مسیلمہ کذاب کی تحریف شدہ آیات 170
- **قرآن مجید کی لفظی تحریف**
  (اصل قرآنی آیات اور مرزا قادیانی کی تحریف شدہ آیات) 171
- **قرآن مجید کی معنوی تحریف** 178
- تحریفِ منصبی 181
- **تحریف حدیث** 186
- اگر تجھے پیدا نہ کرتا..... 187
- **کلمہ طیبہ اور درود شریف میں تحریف** 187
- مسلمانوں کا کلمہ 187
- قادیانیوں کا کلمہ 187
- مسلمانوں کا درود شریف 188
- قادیانی امت کا درود 188
- مرزا قادیانی پر درُود وسلام 189
- مرزا قادیانی پر درود وسلام کے اعتراض کا قادیانی جواب 190
- حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تحریر میں تحریف 191
- شیخ سعدیؒ کے کلام سے سرقہ 192
- مرزا قادیانی کی اپنی تحریروں میں تحریف 194
- قرآنِ مجید میں تحریف کرنے والا ملحد، بے ایمان، یہودی، سور اور بندر 198
  قرآن مجید میں تبدیلی کرنے والا ملحد اور کافر ہے 199
- کتابت کی غلطیاں 199

205

مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں
(جو پوری نہ ہوسکیں)

- صدق یا کذب جانچنے کا معیار 207
- اگر ایک بھی پیش گوئی جھوٹی نکلی 208
- تمام رسوائیوں سے بڑھ کر 208
- مدعی کاذب کی پیش گوئی 208
- نبیوں کی پیشگوئیاں ٹلتی نہیں 208
- توریت اور قرآن میں نبوت کا ثبوت 209
- اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر بھی جائے 209
- پیش گوئی کا جب انجام ہویدا ہوگا! 209
- غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں 209
- کاذب کی پیشگوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی 210
- اہم نکات 210
- پہلی پیش گوئی 211
- خواتینِ مبارکہ 211
- دوسری پیش گوئی 213
- موت مکہ میں ہوگی یا مدینہ میں 213
- تیسری پیش گوئی 215
- مرزا قادیانی کی عمر 215
- چوتھی پیش گوئی 219

- 9 نام والد لڑکا 219
- ساڑھے تین ماہ بعد "الہام"..... لڑکے کے دو نام 220
- اسی دن پھر "الہام"..... لڑکے کے چار نام 221
- گیارہ دن بعد پھر الہام..... لڑکے کے 9 نام 222
- 27 دن بعد لڑکے کے بجائے لڑکی پیدا ہوئی 222
- پانچویں پیش گوئی 223
- ڈاکٹر عبدالحکیم پٹیالوی 223
- میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی میری نسبت پیشگوئی 227
- تمام جماعت احمدیہ کے لیے اعلان 229
- راست باز کون 231
- چھٹی پیش گوئی 233
- عبداللہ آتھم 233
- ساتویں پیش گوئی 241
- بکر و ثیب (کنواری یا بیوہ) 241
- آٹھویں پیش گوئی 245
- چاند و سورج گرہن 245
- گرہنوں کا پہلا اجتماع 269
- گرہنوں کا دوسرا اجتماع 270
- گرہنوں کا تیسرا اجتماع 270
- صالح بن طریف برغواطی 272
- ابو منصور عیسیٰ 272

- علی محمد باب 273
- مرزا قادیانی 273
- نویں پیش گوئی 274
- مولانا ثناء اللہ امرتسری کی موت 274
- ''مولوی ثناء اللہ صاحب کا قادیان آنا. 280
- مولوی ثناء اللہ کے رقعہ کا جواب 281
- مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے ساتھ آخری فیصلہ 287
- دسویں پیش گوئی 294
- محمدی بیگم 294
- خانہ بربادی 317

قادیانیوں سے 30 انعامی سوالات 339

- (1) پہلا سوال.....جھوٹا کون؟؟؟ 341
- باادب گذارش! 343
- قابل توجہ گورنمنٹ 344
- اپنی وحی پر یقین 350
- (2) دوسرا سوال.....قرآن نے میرا نام ابن مریم رکھا؟ 350
- (3) تیسرا سوال..... جہاد، خدا کے حکم سے بند؟ 352
- (4) چوتھا سوال..... بیوہ کا نام؟ 352
- (5) پانچواں سوال..... پچاس الماریاں؟ 353
- (6) چھٹا سوال.....قرآن شریف میں قادیان کا ذکر؟ 354

- (7) ساتواں سوال..... مسلمانوں کی جاسوسی؟ 355
- ''قابل توجہ گورنمنٹ ازطرف مہتمم کاروبار تجویز تعطیل جمعہ 356
- پُراسرار منی آرڈر 358
- (8) آٹھواں سوال..... بخاری شریف میں؟ 359
- (9) نواں سوال..... کنجریوں کی اولاد؟ 359
- ''اشتہار نصرتِ دین وقطع تعلق از اقارب مخالفِ دین'' 361
- (10) دسواں سوال..... کئی لاکھ پیش گوئیاں؟ 364
- نشان اور معجزہ ایک ہی ہے 365
- (11) گیارہواں سوال..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہودی استاد؟ 366
- (12) بارہواں سوال..... شوخ وشنگ لڑکا؟ 367
- (13) تیرھواں سوال..... گستاخِ رسولؐ حرامی ہے؟ 367
- (14) چودھواں سوال..... مرزا قادیانی کی تاریخ پیدائش؟ 369
- (15) پندرھواں سوال..... مرزا قادیانی کی ایک فحش اور شرمناک تحریر؟ 371
- میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا 375
- (16) سولھواں سوال..... آخری مجدد کون؟ 376
- (17) سترھواں سوال..... خدا تعالیٰ کا الہام؟ 377
- (18) اٹھارھواں سوال..... کمینے آدمی کی عادت؟ 377
- (19) انیسواں سوال..... تھیٹر؟ 378
- (20) بیسواں سوال..... پانچ اور پچاس کا قادیانی فرق؟ 379
- (21) اکیسواں سوال..... نماز میں فارسی نظم؟ 381
- (22) بائیسواں سوال..... بلاعنوان؟ 382

- (23) تئیسواں سوال..... مسیح موعود اور اس کی توہین؟ 382
- (24) چوبیسواں سوال..... اِدھر اُدھر؟ 383
- (25) پچیسواں سوال..... ٹیچی ٹیچی؟ 384
- (26) چھبیسواں سوال..... اسلام میں نیچی قومیں؟ 385
- (27) ستائیسواں سوال..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور صلیب؟ 386
- (28) اٹھائیسواں سوال..... قادیانی کلمہ کی حقیقت؟ 387
- احمد سے مراد مرزا قادیانی 388
- (29) انتیسواں سوال..... اکھنڈ بھارت؟ 389
- (30) تیسواں سوال..... مرزا قادیانی کی تصویر؟ 391

عکسی شہادتیں 393

- مجھے ضرور پڑھیے!!! 395
- مناظرہ کی کتاب 395
- تبلیغ زبانی نہیں بلکہ تحریر پیش کرنی چاہیے 395
- غور وفکر کرنے کی نصیحت 395
- مسخ شدہ لوگوں کی علامت 396
- تعصب 396

ترتیب عنوانات

- چیلنج
- انتساب
- توجہ فرمائیں 32
- فہرست ٹائٹل کتب 33
- قادیانی طلسم ہوشربا کی چند جھلکیاں — شفیق مرزا 37
- تعبیرِ قلم — محمد متین خالد 45

قادیانیت انگریز کا خود کاشتہ پودا 51

- REPORT OF MISSIONARY FATHERS 57
- مرزا قادیانی کا قلم.....حضرت علیؓ کی تلوار؟ 66
- ہمارے قلم رسول اللہ ﷺ کی تلواروں کے برابر ہیں 66
- خاندانی خدمات 67
- قدیم خیر خواہ خاندان 67
- والد کی خدمات 68
- میرا باپ، بھائی اور میں 69
- باپ بڑا یا بیٹا؟ 70
- قادیانی بزرگوں کا کارنامہ 70

- قدیم خدمت گزار 71
- بزرگوں سے زیادہ خدمات 71
- خود کاشتہ پودا 72
- ہم اور ہماری اولاد پر فرض 73
- کیریکٹر سرٹیفکیٹ 73
- ممانعت جہاد کی کتابیں، بے نظیر کارگزاری 77
- 20 سالہ بے نظیر خدمات 79
- لاجواب سروس 80
- شکر گزاری 81
- خدا تعالیٰ سے عہد 81
- پچاس الماریاں 82
- پچاس ہزار کتابیں، رسائل اور اشتہارات 83
- مجھے فخر ہے! 84
- 16 برس سے.....حق واجب ٹھہرالیا 84
- 19 برس سے.....اپنا وقت بسر کیا 85
- 22 برس سے.....اپنے ذمہ فرض کر رکھا ہے 85
- سلطنت برطانیہ.....نعمت الٰہی، نعمت عظمیٰ 86
- گورنمنٹ برطانیہ.....ابر رحمت 86
- سلطنت برطانیہ.....بارانِ رحمت 87
- انگریزی سلطنت، ایک رحمت اور برکت 88
- گورنمنٹ انگریزی کا زمانہ.....روحانی اور جسمانی برکات کا مجموعہ 88
- برٹش گورنمنٹ میں آسمان، زمین سے نزدیک ہوگیا 88

- سرکار انگریزی پھل دار درخت کی طرح ہے 89
- راحت کا جام 89
- گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور اطاعت کا 60 سالہ درس 92
- اسلام کو دوبارہ زندگی انگریزی سلطنت سے ملی 93
- حدیثوں سے انگریز سلطنت کی تعریف ثابت ہوتی ہے 93
- انگریزی گورنمنٹ بمقابلہ رومی گورنمنٹ 94
- رگ و ریشہ میں شکرگزاری 94
- خدا کی پسند 95
- سچی خیر خواہی 96
- سخت جاہل، نادان اور نالائق مسلمان 96
- گورنمنٹ کی وفاداری 97
- لعنت 98
- مرزا قادیانی، حرزِ سلطنت 98
- سلطنت برطانیہ.....امن و راحت کی پناہ گاہ 99
- گورنمنٹ برطانیہ کے لیے پناہ اور تعویذ 99
- حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ سے بڑھ کر 99
- اللہ کی قسم !!! 100
- اعتقاد اور یقین 100
- ملکہ وکٹوریہ کی حکومت کے سائے میں 101
- تلوار 101
- قادیانی تلوار 102
- ہم پر محسن گورنمنٹ کا شکر ایسا ہی فرض ہے جیسا کہ خدا کا 102

- خدا کا شکر 103
- سکون، نہ مکہ میں نہ مدینہ میں 103
- مکہ و مدینہ والے میرے لیے درندوں کی طرح ہیں 103
- مکہ معظمہ سے لندن بہتر! (نعوذ باللہ) 104
- مرزا قادیانی کو مسیح اور مہدی ماننے کا نتیجہ؟ 104
- قادیانی بیعت کی شرط 105
- قادیانی جماعت کے لیے ضروری نصیحت 106
- قادیانی اصول، ہدایتیں اور تعلیم 106
- قادیانی مذہب اور عقیدہ 107
- ہر قادیانی کا عقیدہ 107
- حق بات کو ظاہر کرنا فرض ہے 108
- ہمارا فرض ہے 109
- قادیانی جماعت.....انگریز کی وفادار جماعت 109
- انگریز کی نمک پروردہ جماعت 110
- مسلمانوں کی جاسوسی 110
- ''قابل توجہ گورنمنٹ از طرف مہتمم کاروبار تجویز تعطیل جمعہ 111
- پُراسرار منی آرڈر 113
- سچا مخبر 114
- جمعہ کے خطبات میں انگریز کا شکریہ 115
- انگریز کے لیے چندہ 115
- تنگ ظرف لوگ 116
- طفیلی آزادی کو غنیمت سمجھو 117

میرا مدعا	117
قادیانی حکمت عملی؟؟؟	118
وہ نبی بھی کیسا نبی ہے؟	119
قادیانی عہد	120
خون کا آخری قطرہ	121
حرامی اور بدکار آدمی	121
گورنمنٹ انگریزی کا رزق مقسوم	121
بندوق کا جہاد؟	122
دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ	122
میں سچ سچ کہتا ہوں	125
میں ایک حکم لے کر آیا ہوں	126
خلیفہ جو جنگ کا حکم نہ دے	126
دین کے لیے لڑنا حرام ہے	127
خدا تعالیٰ کا الہام؟	127
جہاد، خدا کے حکم سے بند	128
جہاد ختم	129
اسلام کے دو حصے	129
اولی الامر سے مراد.....انگریز حکمران	129
رسول دنیا میں مطیع ہو کر نہیں آتا	131
نیا فرقہ	132
فرقہ احمدیہ	132
قادیانیت فرقہ جدیدہ	133

برٹش گورنمنٹ کا وفادار اور جانثار فرقہ	133
ایک نیا فرقہ	133
مرزا قادیانی کی تعلیمات سے انسان کھسرا بن جاتا ہے	135
باادب گذارش!	135
ملکہ معظمہ کا واسطہ	136
ستارۂ قیصرہ	136
اللہ کی روح میرے اندر بولتی ہے	148
اے قیصرہ و ملکہ معظمہ!	149
مبارک، مبارک، مبارک!!	151
مبارک ہو	152
اے موحدہ صدیقہ، تجھے آسمان سے بھی مبارک باد	152
مہربانی کے مینہ سے پرورش	154
یا اللہ انگریزوں کے چہرے آخرت میں بھی نورانی اور منور فرما!	154
خدا تعالیٰ برطانوی حکومت کو ہر ایک شر سے محفوظ رکھے!	155
اللہ انگریز حکومت کو تکلیف (عذاب) میں نہ ڈالے گا	155
یا اللہ! ملکہ معظمہ کے دل میں الہام کر	156
ملکہ وکٹوریہ، مرزا قادیانی کے گھر میں	156
انگریز فرشتہ	157
انگریزی الہامات	157
قلم کی طاقت کمزور ثابت ہوئی	158
مرزا قادیانی کی تحریریں پڑھ کر شرم آتی ہے	159
قادیانی حکومت کی پلاننگ	159

- گورنمنٹ کی پٹھو جماعت 160
- قادیانی جماعت.....انگریزوں کی ایجنٹ 160
- مرزا قادیانی کی حفاظت 161
- قرآن سے دوسرے درجہ پر 162
- تائید الٰہی سے لکھے گئے رسائل 162
- میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کی روح بولتی ہے 163
- خدا کا کلام 163
- خزائن مدفونہ 163
- شجاعت 164
- کوئی اندر سے تعلیم دیتا ہے 164
- علامہ اقبالؒ اور فتنہ قادیانیت 168
- شیخ اولرد فرنگی را مرید 169
- آں ز ایراں بود دایں ہندی نژاد 172
- کہ از تیغ و سپر بیگانہ ساز و مرد غازی را!! 173
- نبوت 175
- مہدیٔ برحق 175
- امامت 175
- جہاد 176
- درسِ غلامی 177
- آزاد قادیانی ریاست کا اعلان 178
- تصویریں بولتی ہیں! 180
- مرزا قادیانی کی تصویر 182

حیات ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام 183

- حیات ونزولِ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور قرآن مجید 185
- اللہ تعالیٰ کی قدرت پر اعتراض کرنا؟ 186
- کافر اور دہریہ کون؟ 186
- پہلی آیت 188
- دوسری آیت 191
- تیسری آیت 197
- مسیح صلیب پر چڑھایا گیا 199
- چوتھی آیت 202
- پانچویں آیت 205
- چھٹی آیت 206
- مرزا قادیانی کا موقف 207
- ساتویں آیت 212
- آٹھویں آیت 215
- نویں آیت 215
- دسویں آیت 216
- گیارہویں آیت 217
- بارہویں آیت 218
- تیرھویں آیت 219
- حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام اور احادیث مبارکہ 225
- پہلی حدیث 228

- دوسری حدیث 233
- تیسری حدیث 236
- چوتھی حدیث 237
- پانچویں حدیث 238
- چھٹی حدیث 242
- ساتویں حدیث 243
- آٹھویں حدیث 244
- نویں حدیث 245
- دسویں حدیث 247
- گیارہویں حدیث 248
- خبیث کون؟ 249
- بیس ہزار روپے تاوان! 250
- آسمان سے 250
- احادیث کے چھوڑنے سے 251
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی نشانیاں (احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں) 252
- حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام اور صحابہ کرامؓ 259
- حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام پر اجماعِ اُمت 264
- 13 صدیوں کے مجددین کی قادیانی فہرست 270
- اجماعی عقیدہ سے انکار باعث لعنت ہے 274
- اجماعی عقیدہ ماننا فرض ہے 274
- اجماعی عقیدے کا انکار کرنے والے پر اللہ کی لعنت 274

- اکابرین اسلام نے ہر زمانہ میں قرآن مجید کو تحریفِ معنوی سے محفوظ رکھا 274
- حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام ..... 13 سو برس سے 275
- پچھلی صدی کے بڑے بڑے بزرگوں اور اولیاء کا عقیدہ 276
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور نزول کی حکمت 277
- اصلی مسیح اور نقلی مسیح: انجیل کیا کہتی ہے؟ 287
- دس ہزار سے زیادہ مسیح 292
- مرزا قادیانی کس کا مثیل؟ 292
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا قادیانی میں مشابہت؟؟؟ 295
- حضرت امام مہدیؓ 299
- حضرت امام مہدیؓ اور مرزا قادیانی میں مشابہت؟؟؟ 307
- میں مہدی نہیں ہوں..... مرزا قادیانی کا اعتراف 311
- مہدی کا وجود ایک فرضی وجود ہے 312
- میں کسی خونی مہدی کا قائل نہیں ہوں 312
- مہدی کے بارے میں تمام حدیثیں ناقابل اعتبار ہیں 313
- مہدی کفار سے جنگ کرے گا، یہ باتیں صحیح نہیں 313
- نہ میں جہاد کا قائل اور نہ ایسے مہدی کو ماننے والا 313
- میں وہ مہدی نہیں ہوں 314
- پہلے بھی مہدی آئے، ممکن ہے آئندہ بھی آئیں 314
- مہدی کا آنا کوئی یقینی امر نہیں 314
- خونی مہدی 315
- دجال 316

- دجال، مرزا قادیانی کی نظر میں 322
- حضور نبی کریم ﷺ کی توہین 322
- دجال کا گدھا اور ریل گاڑی 323
- دجال..... پادریوں کا گروہ 323
- دجال.....اس زمانے کے پادری 323
- دجال سے مراد جھوٹوں کا گروہ 323
- دجال.....خدا کے کلام میں تحریف کرنے والا 324
- دجال سے مراد..... بااقبال قومیں 324
- دجال سے مراد.....عیسائیت کا بھوت 324
- پادری سب سے بڑے دجال 324
- دجال اکبر..... پادریوں کا فتنہ 325
- دجال معہود..... پادریوں کا گروہ 325
- دجال.....شیطان کا اسم اعظم 326
- شیطان.....دجال 326
- ناس سے مراد.....دجال 326
- پرلے درجے کا جاہل 327
- دجال ایک جماعت ہے.....منہم 327
- میری جماعت.....منہم 327
- مرزا قادیانی کی دجالیت.....حدیث میں تحریف 327
- اصل حدیث 329
- اعتراف 330
- دجال اور مرزا قادیانی میں مشابہت 331

حیات ونزولِ عیسیٰ علیہ السلام اور قادیانیت 337

- قرآن وحدیث کے مخالف اعتقاد رکھنے والا 339
- صدق وکذب آزمانے کے لیے.....قرآن 340
- ہمارا مذہب 341
- حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے 341
- حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے 342
- حضرت مسیح آسمانوں پر جا بیٹھے 342
- نزول مسیح کی پیش گوئی، قرآن مجید میں 343
- نزول مسیح کی پیش گوئی، انجیل میں 343
- مسیح ابن مریم کے آنے کی پیشگوئی ایک اوّل درجہ کی پیشگوئی ہے 343
- مسیح موعود کے آنے کی خبر تواتر سے ہے 344
- حضرت مسیح کے آنے سے متعلقہ احادیث کا جھوٹ ہونا ناممکن ہے 344
- تواتر کیا ہے؟ 345
- متواترات سے انکار گویا اسلام کا انکار ہے 345
- دو نبی آسمان کی طرف اٹھائے گئے اور کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے 345
- مسیح موعود کے بارے میں پیش گوئی ابتدا سے مسلمانوں کے رگ و ریشہ میں داخل ہے 346
- تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ آنے والا شخص عیسیٰ بن مریم ہوگا 346
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے پر تمام صدیوں کے بزرگوں کا عقیدہ تھا 347
- کمال تحقیق اور تدقیق 347
- منکرین اسلام کو لاجواب کرنے والی کتاب 348

- براہین احمدیہ: اثبات حقانیت قرآن وصداقت دین اسلام 348
- براہین احمدیہ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہو کر لکھا 349
- جو شخص براہین احمدیہ میں درج دلائل کو توڑے، اسے دس ہزار روپے انعام 349
- اس کتاب کا متولی اور مہتمم ظاہراً و باطناً حضرت رب العالمین ہے 349
- براہین احمدیہ: حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کی گئی 350
- براہین احمدیہ: حضور نبی کریم ﷺ کا اظہار پسندیدگی 351
- براہین احمدیہ: تفسیر قرآن جسے حضرت علیؓ نے تالیف کیا 353
- براہین احمدیہ میں درج تمام دلائل قرآن مجید سے لیے گئے ہیں 353
- اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے صحیح معنی مجھ پر ظاہر کیے 354
- اللہ تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے 354
- ہم نے اس کتاب میں اپنے قیاس سے کوئی دلیل نہیں لکھی 355
- تین سو مضبوط اور محکم عقلی دلائل پر مشتمل کتاب 355
- براہین احمدیہ کے فوائد 356
- مجھے اللہ تعالیٰ ہر ایک خطا سے محفوظ رکھتا ہے 356
- کبھی کسی کتاب میں قرآن وحدیث کے خلاف نہیں لکھا 356
- میں وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ فرماتا ہے 357
- ملہم کی زبان ہر وقت خدا کی زبان ہوتی ہے 357
- خدا کی قسم مجھے قرآن کے حقائق و معارف ہر ایک شخص سے بڑھ کر سمجھائے گئے ہیں 358
- خدا تعالیٰ سے الہام پانے والے بغیر بلائے نہیں بولتے 358
- روح القدس کی قدسیت ملہم کے تمام قویٰ میں کام کرتی ہے 358

- میں علوم لدنیہ وآیات سماویہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجدد ہوں 358
- مجددان نعمتوں کا وارث ہوتا ہے جو نبیوں اور رسولوں کو دی جاتی ہیں 359
- میں از خود کوئی کام نہیں کرتا 359
- مجھے اندر سے تعلیم ملتی ہے 360
- مجھ سے لغزش ہو جائے تو رحمت الٰہی جلد اس کا تدارک کر لیتی ہے 360
- اقرار کے بعد انکار 360
- اہم نکات 361
- براہین احمدیہ: بڑی تحقیقات کے بعد تالیف کی گئی 366
- خدا کا رسول 367
- مرزا قادیانی کی قلابازیاں 369
- الہام: مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے 369
- قرآن میں وفات مسیح 370
- وفات مسیح پر 3 آیتیں 371
- وفات مسیح پر 30 آیتیں 371
- صحیح بخاری میں 372
- اب وفات مسیحؑ کا نسخہ 374
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر؟؟؟ 375
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے وطن گلیل میں فوت ہوئے 375
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر بلاد شام میں موجود ہے 375
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر یروشلم میں ہے 376
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں ہے 377
- مرزا قادیانی: مثیلِ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ 379

- مثیل مسیح کے دعویٰ میں کیا حرج ہے؟ 380
- کم فہم لوگ مجھے مسیح موعود سمجھتے ہیں، وہ کذاب ہیں 380
- فقط مثیل مسیح 381
- میرے جیسے دس ہزار مثیل مسیح 381
- قرآن مجید میں مسیح موعود سے مراد مثیل مسیح 381
- مرزا قادیانی: مسیح موعود بننے کی تیاریاں 384
- تم مسیحا بنو خدا کے لیے 384
- مخالفت کا شور 384
- بار بار الہام کی بنا پر مسیح موعود ہونے کا اعلان 385
- ''میں مسیح موعود ہوں''.....مرزا قادیانی کا دعویٰ 386
- میں مسیح موعود ہوں 386
- میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے 386
- میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں 387
- خدا نے مجھے مسیح موعود بنا کر بھیجا 387
- خدا نے مجھے مسیح ابن مریم بنایا 388
- خدا نے وعدہ کے مطابق اپنے مسیح موعود کو پیدا کیا 388
- قرآن مجید کی آیت کی رو سے..... 388
- نبی مارنبی! 388
- کیا مرزا قادیانی مسیح موعود ہے؟؟؟ 389
- مرزا قادیانی عیسیٰ ابن مریم کیسے بنا؟ 403
- اللہ کا بچہ 403
- اللہ مرد، مرزا عورت؟ 404

- خدا سے نہانی تعلق 404
- حاملہ 404
- مرزا قادیانی کو دردِ زہ 405
- مرزا قادیانی عیسیٰ ابن مریم کیسے بنا؟ 405
- بغیر باپ کے 406
- عیسیٰ علیہ السلام کی مانند.....جو قریش میں سے نہ ہو 407
- عیسیٰ علیہ السلام کی مانند.....جو قریش میں سے ہو 407
- المسیح الدجال کی حقیقت 408
- ہندوؤں کا اصول 409
- ''سلطان القلم'' کا دعویٰ 409
- مرزا غلام احمد قادیانی.....ابنِ غلام مرتضیٰ یا ابن مریم؟؟؟ 410
- میرا نام غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ ہے 410
- میں مسیح ابن مریم نہیں ہوں 410
- مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں 410
- خدا نے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا 411
- خدا نے مجھے مسیح ابن مریم بنایا 411
- میں جھوٹا ہوں 411
- ابن مریم سے اصل ہی کا آنا ثابت ہوتا ہے 412
- مسلمانوں کا اتفاق کہ آنے والا عیسیٰ ابن مریم ہوگا 412
- احادیث کے چھوڑنے سے 412
- قادیانی تاویلات 413
- مریم اور عیسیٰ سے مراد مرزا قادیانی 414

- دمشق سے مراد قادیان 414
- قادیان میں یزیدی لوگ 415
- انا انزلنہ قریبًا من القادیان کی انوکھی تفسیر 415
- منارہ 415
- منارۃ المسیح کے لیے چندہ 416
- اور حدیث پوری ہوگئی 417
- صحیح مسلم کی حدیث 417
- زرد رنگ کی چادریں یا بیماریاں 418
- مقام لُد کہاں ہے؟ 418
- لُد سے مراد لدھیانہ 418
- یاجوج و ماجوج 419
- رفع ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام.....مرزا قادیانی کی اہم تشریحات 421
- خدا کا مسیح سے وعدہ 421
- قرآن شریف صاف کہتا ہے 421
- اپنی طرف اٹھاؤں گا 422
- تجھ کو پوری نعمت دوں گا 422
- تجھے کامل اجر بخشوں گا 423
- میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا 423
- عیسیٰ پیدا ہوگیا 424
- میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا نمونہ ہوں 424
- اللہ نے حضرت عیسیٰ کو زندہ کر کے اپنے پاس آسمان پر بلالیا 425
- معراج کی رات نبی کریم ﷺ کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات 425

- حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھوڑی سی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے 425
- روح اور جسم لازم وملزوم ہیں 426
- حضرت عیسیٰ کی روح آسماں کی طرف اٹھائی گئی 426
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا احادیث صحیحہ کے عین مطابق ہے 426
- آسمان سے 427
- مسیح آسماں سے نازل ہوگا 427
- مرزا قادیانی نے عقیدہ بدل لیا 429
- میرا بھی یہی اعتقاد تھا جو مسلمانوں کا تھا لیکن..... 429
- میں نے براہین احمدیہ میں غلط عقیدہ اپنی رائے کے طور پر لکھ دیا تھا 430
- حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ، سرسری پیروی کی وجہ سے 430
- حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کا رسمی عقیدہ 431
- خدا نے مجھے بار بار سمجھایا کہ عیسیٰ فوت ہوگیا ہے 432
- قرآن کے مخالف الہام 432
- قرآنی عقیدہ الہاموں نے چھڑا دیا 433
- خاص الہام 433
- شیطانی الہامات کا ہونا حق ہے 434
- متناقض باتوں کو براہین احمدیہ میں جمع کر دیا 434
- مخبط الحواس انسان 434
- میں بارہ برس تک غافل رہا 435
- اس وحی کو سمجھ نہ سکا جو مجھے مسیح موعود بناتی ہے 435
- میں نے اپنا عقیدہ 10 سال تک چھپائے رکھا 436
- کمینہ کون؟ 436

- جھوٹ بولنا، کتوں کا طریقہ 437
- انکار کی نجاست 437
- خنزیر سے زیادہ پلید جو حق کی گواہی چھپائے 437
- مرزا قادیانی کا استدراج 437
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت کا دعویٰ 438
- پہلے مسیح سے بڑھ کر 438
- پیٹ میں باتیں 438
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت 438
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین 440
- نعوذ باللہ 442
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام گالیاں دیتے تھے 442
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل چرا کر لکھی 443
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی معجزہ نہیں 443
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کی حقیقت 443
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مکر و فریب 444
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کیڑے مکوڑے 444
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئیاں 444
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام شراب پیتے تھے 444
- شراب کی تخم ریزی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی 445
- شراب اور افیون 445
- شراب اور خدائی کا دعویٰ 445
- مسیح کا چال چلن 446

- حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور کنجریاں 446
- شراب اور فاحشہ عورتیں 447
- کاش ایسا شخص دنیا میں نہ آیا ہوتا! 448
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور سؤروں کا شکار 449
- کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی سؤر بھی کھایا تھا؟ 449
- اخلاقی تعلیم؟ 449
- دماغ میں خلل 450
- دیوانہ 450
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک شرمناک بہتان 450
- میں نے جو کچھ لکھا، وہ یہودیوں کے الفاظ ہیں 451
- حضرت مریم علیہا السلام کی توہین 452
- حضرت مریم علیہا السلام کی صدیقیت؟؟؟ 453
- حضرت مریم کی اولاد؟ 453
- حضرت مریم علیہا السلام کا دوسرا نکاح؟ 454
- حضرت مریم صدیقہؓ کا اپنے منسوب سے نکاح سے پہلے تعلق 454
- نکاح سے دو ماہ بعد (نعوذ باللہ) 454
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سچا سفیر 455
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اپیل 455
- کنجر اور ولد الزنا بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں 456
- جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے 456
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت کا دعویٰ 457
- میری زندگی کو مسیح ابن مریم کی زندگی سے اشد مشابہت ہے 457

- میرے اندر یسوع مسیح کی روح ہے 457
- میں عیسیٰ مسیح کے اخلاق کے ساتھ ہم رنگ ہوں 457
- مجھے ابن مریم سے ہر ایک پہلو سے تشبیہ دی گئی ہے 458
- مجھے مسیح ابن مریم کا جامہ پہنایا گیا ہے 458
- مجھے حضرت مسیح کی روحانی شکل، خو اور طبیعت پر بھیجا گیا ہے 458
- میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی زندگی کا نمونہ ہوں 458
- میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں بھائی ہیں 459
- نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا علم 461
- نبی کریم ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت نہ کھلی 461
- اللہ تعالیٰ نے نزول عیسیٰ کا واقعہ صحابہ کرامؓ سے چھپائے رکھا 462
- صحابہ کرامؓ اور تابعین نزول عیسیٰ پر مجمل ایمان رکھتے تھے 462
- اللہ تعالیٰ نے نزول عیسیٰ کی حقیقت مجھ پر منکشف کی 462
- حیات و نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ مرزا قادیانی کی نظر میں 464
- پہلا موقف 464
- نزول مسیح کا عقیدہ ایمانیات میں نہیں ہے 464
- نزول مسیح کا عقیدہ کوئی اہم امر نہیں 465
- نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدہ پر کوئی گناہ نہیں 465
- حیات و وفات مسیح علیہ السلام ایک ادنیٰ سی بات ہے 466
- دوسرا موقف 467
- حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ شرک عظیم ہے 467
- حیات عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ گپ ہے 467
- نزول عیسیٰ علیہ السلام کے قائل مسلمان گمراہ ہیں 468

- حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ گمراہی ہے 468
- حیات عیسیٰ علیہ السلام کا قائل کافر ہے 468
- نزول عیسیٰ علیہ السلام میں عیسائیوں کا فائدہ ہے 469
- عقیدہ حیات ونزول عیسیٰ علیہ السلام جھوٹا ہے 469
- اسلام کی زندگی اور موت 469
- اعتراف 469
- پیش گوئیاں مسیح موعود 471
- مسیح موعود شادی کرے گا 471
- نامرد 473
- صحبت کے وقت 473
- حالت مردمی کالعدم 473
- قادیانی ویاگرا 474
- مسیح موعود حج کرے گا 475
- مسیح موعود نبی کریمe کی قبر میں دفن ہوگا 475
- تاویل کے بارے میں مرزا قادیانی کا فیصلہ 476
- مرزا قادیانی اور حج 477
- مسیح موعود کا فرض؟ 478
- ہمارا حج 479
- میں ابھی فارغ نہیں 480
- پہلے میری بیعت کریں! 480
- پہلا فرض تبلیغ ہے، حج نہیں 481
- حج نہیں کیا..... گھر کی گواہی 482

- آمدن 482
- ہم بزدل نہیں ہیں 483
- اے مرزا، تو خدا کا پہلوان ہے 484
- اے مرزا، تو مت ڈر 484
- خدا تجھے بچائے گا 484
- ہم تیرے محافظ رہیں گے 484
- دجال مکہ مدینہ میں داخل نہ ہوگا 485
- حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام پر ایک زبردست دلیل 486
- حضرت موسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں 486
- دودھ دینے والا بکرا 489
- قانون قدرت 490
- چولہ آسمان سے نازل ہوا 491
- گورونانک کے چولہ کی فرضی تصویر 492
- حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات 492
- بلاعنوان 493
- دہریہ اور فلسفی لوگ 494
- فرقہ ضالہ نیچریہ 494

حیات ونزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر قادیانی اعتراضات اور اُن کے جوابات 495

- قادیانی اعتراض نمبر 1 498
- قادیانی اعتراض نمبر 2 501

- قادیانی اعتراض نمبر 3 — 503
- قادیانی اعتراض نمبر 4 — 504
- قادیانی اعتراض نمبر 5 — 504
- قادیانی اعتراض نمبر 6 — 505
- قادیانی اعتراض نمبر 7 — 505
- قادیانی اعتراض نمبر 8 — 507
- قادیانی اعتراض نمبر 9 — 509
- قادیانی اعتراض نمبر 10 — 510
- قادیانی اعتراض نمبر 11 — 510
- قادیانی اعتراض نمبر 12 — 514
- قادیانی اعتراض نمبر 13 — 515
- قادیانی اعتراض نمبر 14 — 517
- قادیانی اعتراض نمبر 15 — 518
- قادیانی اعتراض نمبر 16 — 519
- قادیانی اعتراض نمبر 17 — 519
- قادیانی اعتراض نمبر 18 — 524
- قادیانی اعتراض نمبر 19 — 526
- قادیانی اعتراض نمبر 20 — 527
- قادیانی اعتراض نمبر 21 — 529
- قادیانی اعتراض نمبر 22 — 530
- قادیانی اعتراض نمبر 23 — 532
- قادیانی اعتراض نمبر 24 — 534

- قادیانی اعتراض نمبر 25 — 535
- قادیانی اعتراض نمبر 26 — 536
- قادیانی اعتراض نمبر 27 — 538
- قادیانی اعتراض نمبر 28 — 542
- قادیانی اعتراض نمبر 29 — 544
- قادیانی اعتراض نمبر 30 — 547
- قادیانی اعتراض نمبر 31 — 547

حق کے متلاشی قادیانیوں سے ایک دردمندانہ درخواست — 549

عکسی شہادتیں — 599

- مجھے ضرور پڑھیے!!! — 601
- مناظرہ کی کتاب — 601
- زبانی تبلیغ نہیں بلکہ تحریر پیش کرنی چاہیے — 601
- غور وفکر کرنے کی نصیحت — 601
- مسخ شدہ لوگوں کی علامت — 602
- تعصب — 602